رجب

لو کہ ہمین نور خدا پاؤگے

وتمہیں طو...

اللہ نور السموات والارض

نور

نور علی نور

جو قادیان سے پندرہ روزہ

...لئے ویدہی کافی ہے اور نیز آریوں کو
...گروہ اور انکا مذہب اور ان کی
...رتی کتابوں سے ہان آریہ ورتی
...کہ ویدوں سے بہت پرانی
...دیانندی تحقیق پر ایک

ضوابط

مہینے مین دو دفعہ شائع ہوتا ہے
...بت سالانہ عہ پیشگی عہ ہوگی
...ین اور طلباء سے عہ رسالانہ پیشگی۔
...عظام سے امتیازی قیمت (صہ)
...کچھ عطا کرین وہ عطیہ تصور ہوگا
حضرات کے اسماء گرامی سرپرستان
...فہرست مین درج ہونگے
...ریاست سے عیسہ...سا
...پیشگی مقرر ہے؛

(۱) اسلام...
اور...
کرنا...
(۲) آر...
کو بھ...
(۳) الہ...
سے...
(۴) تا...
ناہ...

...اظہار کرنا
...بیان
...ے سو اسلام
...کے سو جہیز
...قوم مین یادا

نمبر ۲ | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف | ...ودوان ہپچاری | ...ضلع

زنبیل

ہز ہائینس راجہ صاحب ٹھیری گڑھوال نے مبلغ سات ہزار روپیہ صوبجات متحدہ کی نمائش مین بطور چندہ کے دیا ہے۔ ابتک مجموعی چندہ ۱۶۶۰۰۰ ہو چکا ہے۔

الہ آباد کے سائینس گریجویٹ مسٹر پریشیری پرشاد کو سرکاری وظیفہ دیکر روانہ یورپ کیا گیا ہے۔

امسال محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا اجلاس ۲۹ سے ۳۱ دسمبر تک رنگون مین ہوگا۔ کرایہ کی رعایت کے لئے حکام ریلوے سے خط و کتابت ہو رہی ہے۔

چاندپور مین بعض بنگالی "امردیش" کا ممنوع راگ گاتے پہر رہے تہے کہ پولیس جمع ہوگئی اور ان سے پوچھا گیا کہ کیا تمہارے پاس گانے کے لئے لائسنس موجود ہے جب اسکا جواب نفی مین دیا گیا تو اونہون نے ہجوم کو منتشر کر دیا۔

اس مقدمہ کی سماعت جو بعض دیہاتیون پر چند فوجی

افسروں کو ... پہا ... ر ہلے
مسٹر میچوگ اسسٹنٹ کلکٹر کے روبرو شروع ہوگئی ہے۔

۱۴ ستمبر کو ہنگو مین ایک درجن کے قریب آدمیون نے رات کے پہلے حصہ مین شہر پر دہاوا کیا۔ دو آدمی مارے گئے۔ جن مین سے بعد مین معلوم ہوا کہ ایک دہاوا کرنیوالوں مین سے ہی تہا۔ اور دوسرا تحصیل کا چپڑاسی ڈپٹی کمشنر ضلع کوہاٹ اگلے روز علی الصباح تحقیقات کے لئے موقع پر پہنچ گئے

مہرلے اتم چند ڈیرہ اسمٰعیلخان مین ایک عام جلسہ مین یہ ریزولیوشن پاس ہوا تہا۔ کہ مہاتما بدھ کی راکہ پشاور ہی مین محفوظ رکھی جائے۔

ولایت مین ہندوستانی پولیس کی نمایان کارگذاری کی حوصلہ افزائی کے لئے نیا تمغہ منظور کیا گیا ہے

ڈاکٹر نیول صاحب میونسپلٹی لاہور کے ہیلتھ افسر مقرر کئے گئے۔ آپ بنگال کے میڈیکل افسر تہے

گورنمنٹ کا ارادہ لاہور مین اصلاح شدہ کونسل

...کے لئے ایک بڑے کونسل ہال بنانے کا ہے۔

کوہ مسوری کے مسٹر کلیپ کے قتل کے الزام مین کاپورل ایلن نام فوجی گورہ سشن سپرد کیا گیا۔

سرحدیون کے لوٹیرے تین ہندونکو پکڑ کر لیگئے۔ تہے ان کے عوض مین گیارہ ہزار روپیہ حاصل کیا۔

لندن کے مقتول سر کرزن وائیلی صاحب کے چندہ یادگار مین نواب صاحب جوناگڈہ نے بہی ایکہزار روپیہ دیا۔

شنگہائی سے خبر آئی ہے کہ وہان ایک سکہہ ملازم انگریزی نے چینی عورت سے آنند منایا ہے۔

بڑا بازار کلکتہ مین کٹرہ سنوہرداس کا عظیم سہ منزلہ مکان آپڑنے سے ایک سو آدمی دبکر مر گئے۔

بندرگاہ بمبئی پر جہازونکی خبر رسانی کے لئے بے تار کے برقی آلات ۲۲۔ اکتوبر تک نصب کئے جائینگے

پچہلے سال بہنگ اور چرس وغیرہ کے محاصل سے پنجاب مین تین لاکہہ ۶۸ ہزار وصول ہوا۔

۲

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور مین چھپکر شیخ محمد یوسف نے شائع کیا

آریہ سماج کی دینی کتب میں

بیباکی و سفاکی کی تعلیم

(گذشتہ سے پیوستہ)

اگر سوامی جیکی فراخدلی یہانتک ہی محدود رہتی توبھی غنیمت تہا۔ مگر نہیں انکے ید طولیٰ نے اور بہی سبز باغ دکہلائے ہیں جنہیں پڑھکر دل کانپ اُٹھتے ہیں۔ سوامی جی نہایت نرمی کھما اور پریم کے سبھاؤ کو لیکر

راکچھس ملیچھ بے ایمان

کا خطاب دینے کے لیئے اچھے سے اچھے مذہبی عقیدے تہذیب نہایت اعلیٰ سے اعلیٰ سوسائٹی اور ایسے دہارمک جگیا سو دباخدا انسان) جو شب و روز خدا کی یاد میں گداز رہتے ہیں۔ انکی اعلیٰ سے اعلیٰ زندگی کا بہی کچھ خیال ملحوظ خاطر نہیں رکھا چنانچہ ستیارتھ پرکاش کے دوسرے ایڈیشن کے آٹھویں سملاس ۲۲۵ صفحہ پر لکہا ہے جو آریہ ورت دیش سے بہن دیش ہے۔ وہ دسیو دیش اور ملیچھ دیش کہلاتا ہے اس سے بہی یہ سدھ ہوتا ہے۔ کہ آریہ ورت سے بہن پورب دیش سے لیکر ایشان اتر وایو پچھم دیشوں میں رہنے والونکا نام دسیو اور ملیچھ تہا اسر ہے۔ اور نیرت دکہن تہا اگنیہ دشاؤں میں آریہ دیش بہن رہنے والے منشیوں کا نام راکچھس ہے۔" اسکا سلیس اردو میں ترجمہ یہ ہے۔ جو آریہ ورت ملک کے علاوہ ملک ہیں وہ

ملیچھ لوگون

کے ملک کہلاتے ہیں۔ اس سے بہی یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ آریہ ورت کے سوائے اس کے مشرقی ملک سے لیکر شمال مشرق۔ شمال مغرب اور مغربی ملکوں کے رہنے والونکا نام

دسیو ملیچھ اور اسر

ہے اور جنوب مغرب جنوب اور جنوب مشرق کی طرف میں آریہ ورت دیش سے باہر رہنے والون کا نام راکچھس ہے گویا اس تعلیم کی رُو سے جاپان چین تبت فارس روم انگلینڈ۔ جرمنی فرانس ریاستہائے متحدہ امریکہ وغیرہ وغیرہ ملکون کے رہنے والے سب لوگ دسیو ملیچھ اور اسر ہیں اور امریکہ کے وسطی اور جنوبی حصہ لنکا اور آسٹریلیا اور سیام وغیرہ ملکون کے لوگ "راکچھس" ہیں واہ! سبحان اللہ! اس انیسوین صدی میں کیسی کشادہ دلی روشن دماغی اور "عالمگیر" مذہب کی تعلیم اور مذہبی بردباری کا [illegible] لیکن [illegible] ابہی اور آگے چلیئے

رستے یا دین

[illegible] حکم ویدودھی [illegible] یادو [illegible] انکو دیش جاتی اور [illegible] تی اوپر درج کیا گیا ہے۔ اب آپ نے وید ون کی منوہر بانی سے جو دُر افشانی فرمائی ہے۔ وہ حسب ذیل ہے۔ دیکھو رگوید بہاشیہ مطبوعہ سمت ۱۹۳۵ بکرمی صفحہ ۲۰۷ پر رگوید کے پہلے اشٹک کے پہلے ادھیائے کے ساتویں ورگ کے پانچویں منتر کے پچھلے حصہ کا بہاوارتھ یا خلاصہ مطلب "اور جو ناستک نندک وادہورت منش ہیں وے سب ہم لوگون کے نواس سہتان سے دور چلے جائیں کنتو نسیچے کرکے اور وشیوا سے بھی دور ہو جائیں ارتہات ادھرمی منش کسی دیش میں نہ رہیں۔ خوب جی خوب! منوجی مہاراج نے تو اپنے دیش سے ان لوگونکو اپنے ملک سے نکالنے کا حکم دیا تہا۔ لیکن یہ انیسوین صدی کا ویدک پیغامبر رشی مہارشی امن کا شہزادہ صلح کل دیوتا ہر دلعزیز فرشتہ کچھ اور بہی آگے بڑھا۔ آہ کل جو تمام بہارت بہومی کا بیڑا پار کرنیکا وعدہ ہاں قسم کہاتا تہا۔ آج وہ ان کٹھور بچنون (سخت احکام) سے بہارت نواسیون (ساکنان ہند) کا

بیڑا غرق کر رہا ہے

آہ کل جو تمام نبی نوع عامہ کو ایک سلک میں منسلک کرنیکے لئے طول طویل عہد و پیمان کرتا تہا۔ آج انہیں جہاڑوں کی سینکوں کی طرح بکہیر رہا ہے۔ واہ! کیا اوادرتا اور فراخدلی کی تعلیم ہے کیا اسی تعلیم کی بنا پر آریہ سماج کے بعض جوشیلے اسے "عالمگیر" "عالمگیر" ویدک دھرم پکار پکار کر خوش ہوا کرتے ہیں۔ ہماری دلی آرزو ہے کہ

خدا گنجے کو ناخن نہ دے

ورنہ شہنشاہِ جرمن کے وحشیانہ حکم کی طرح

give no quarter to the enemy

یعنے دشمن کو کوئی جگہ ٹھہرنیکے لئے مت دو اس ویدک پیغامبر کے پیرو اس امن کے شہزادہ کے حکم کے ہتھیار سے مسلح ہو کر دنیا میں کیا کچھ آفت برپا نہ کر سکتے ہم اس نظارے کو سامنے لاکر ہی کانپ اٹھتے ہیں کہ جب اس انوکھے ویدک دھرم کے صادق پیرو ہندوستان کو ہی چن کر اپنے ملک ہاں صفحہ ہستی سے دور کرنے میں مصروف ہوں۔

میرے دوستو! فوراً اس بھیانک نظارہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے لاؤ اور اس دیوتا کے انوکھے نرالے حکم کی گہرائی کی طرف اپنی توجہ لیجاؤ۔ تو معلوم ہو جائیگا۔ کہ اگر خدا انکو ۱۰ منٹ کے لیئے ہی مالک یا مختار بنا دے تو یہ جماعت کسطرح کہرام اور شور محشر بپا کر سکتی ہے۔ اور اگر نرمی کھما دیا پریم (مہربانی) کے احکام یہان تک ہی محدود رہتے تو بہی غنیمت تہا مگر ابہی ذرا اور آگے چلیں دردناک اور دلخراش احکام کی فہرست ملاحظہ فرمائیں جنکا وچار کرتے ہی رونگٹے کہڑے ہو جاتے ہیں۔ اور بدن کو لرزہ چڑھ جاتا ہے۔ (باقی آئندہ)

سوامی درشنانند کے بیس سوالون کا دندان شکن جواب

کچھہ عرصہ ہوا کہ خواجہ کمال الدین صاحب نے راولپنڈی مین قرآن شریف اور وید پر لیکچر دیا تہا اسکے بعد آریون نے اپنی سرشٹے کے مطابق بہت کچھ کہینچا تانی شروع کردی اور سوامی درشنانند جی نے نہ آؤ دیکہا نہ تاؤ جہٹ اسلام پر ۲۰ سوال کر دیئے سو اسکے ڈیفنس کیلئے اللہ تعالے نے ہمارے ایک ہونہار نوزتن حکیم شاہنواز خان صاحب ملتانی کو توفیق بخشی جنہون نے نہایت محنت شاقہ اور عرقریزی سے ہر ایک سوال کا بڑی معقولیت سے جواب دیا اور پہر یہ مضمون ۹ ستمبر کو آٹھ سو کے مجمع مین پڑہکر سنایا گیا جسمین بڑے بڑے ودوان اور گیانی اور شہر کے رؤسا بہی شریک تہے ناظرین کی رحسین پڑہکر خود ہی بول اٹھینگی۔

عیان راچہ بیان (اڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ✣ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سوال نمبر ۱ وید کے نازل ہونیکی وجہ زمین پانی سے نکلی ہے ابتدا عالم مین جو زمین کا حصہ کل سے بلند ہوگا۔ وہ پہلے ظاہر ہوگا۔ کوہ ہمالیہ کی چوٹیو نکا سب سے پہلے نکلنا ثابت ہے اسلیئے وید کا الہامی ہونا آریہ ورت مین لازمی تہا۔ کیونکہ اسوقت اور کوئی جگہ خالی نہ تہی ؛

جواب۔ یہ توہم مانتے ہین کہ ابتدائے آفرینش مین اسوقت کے انسانون کے لئے خدا تعالیٰ نے کوئی کتاب دی تہی قولہ تعالیٰ ولکل امۃ رسول پ ۱۱ س یونس ترجمہ۔ ہر ایک قوم کے لئے ایک رسول ہوتا ہے۔ ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ و اجتنبوا الطاغوت پارہ ۱۴ سورہ نحل ترجمہ بیشک ہمنے ہر ایک امت مین رسول بہیجے ہین یہ تعلیم دیکر کہ بندگی کرو اللہ کی اور بچو غیر اللہ کی پرستش سے وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر پ ۲۲ ہر ایک گروہ مین نذیر یعنے رسول بہیجا گیا ہے۔ مگر یہ نہین مانتے۔ کہ وہ کتاب وید ہے اور نہ وید نے یہ دعوی کیا ہے کہ وہ ابتدا زمانہ کی کتاب ہے۔ بلکہ رگوید جابجا اس مضمون سے بہرا پڑا ہے۔ کہ وید سے پہلے کئی راستباز گزر چکے ہین۔ اور وید مین جابجا ایسی چیزونکا ذکر ہے جن سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ وید اس زمانہ کی کتاب ہے جبکہ دنیا ہر ایک نیک وبد سے خوب آباد ہوچکی تہی اور اہل دنیا کے لیئے تمام ضروری اسباب پیدا ہوچکے تہے۔ وید پر یہ سراسر تہمت ہے۔ کہ وہ ابتدا زمانہ کی کتاب ہے۔ بلکہ وہ متفرق وقتونکا ایک مجموعہ ہے جیسا کہ محققین اسکی نسبت رائے ظاہر کرچکے ہین۔ اور ابتدا زمانہ کا دعوی جو کیا جاتا ہے اسکے دور کرنیکے لیئے وید ہی کافی ہے اور نیز پارسیونکو دعوے ہے کہ وہ اور انکا مذہب اور ان کی کتاب آریہ ورتی کتابون سے ہان آریہ ورتی مقدس کتابون بلکہ ویدون سے بہت پرانی ہین۔ کیونکہ آریہ قوم نے دیانتداری تحقیق پر ایک ارب چہیانوے کروڑ کا زمانہ اس موجودہ سلسلہ کے واسطے اپنے عندیہ مین ثابت کیا ہے۔ اور پارسیون کے دساتیر مین جو لکہا ہے دیکہو اسکی تفصیل نامہ شت جی افرام ساتیر ۲ سفرنگ ۱۶۴ نیز بیاس جی کا پارسی فرسنداج کیش زرتشت کے پاس جانا اور اسکا مذہب قبول کرنا اور یہ امر کچہہ مخفی بہی نہین ہوا۔ دیکہو نامہ زرتشت آیہ نمبر ۶۵ و ۶۶ و آیہ نمبر ۱۶۴ سفرنگ صفحہ ۱۲۰ و ۱۳۵ اور دونون ادیان کے ان تعلیمات کا باہم موافق ہونا جن پر سچے دین اسلام سے آریون کو اختلاف ہے۔ مثلاً تناسخ دیکہو دساتیر فرزاباد وخشوران وخشور آیت نمبر ۷۶ و ۹۰ گوشت نہ کہانا اور اسکے ترک کو ضروری یقین کرنا دیکہو آیہ نمبر ۱۳۰ و ۱۳۷ سورج اور چاند اور کواکب اور عناصر کی پرستش دیکہو نامہ شت شائے کلیو آیہ نمبر ۶ و ۵ و ۲ الی الآخرہ مذکورہ بالا بیانات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ قدامت پارسیون کو ہے اور ویدانکی کتابون سے لیا گیا ہے۔ اور یہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی نے پدارتہہ ودیا یعنے علم طبعیات خصوصاً علم طبقات الارض سے بہی کام نہین لیا ورنہ وید کی قدامت کی محبت سے ان علوم کو جواب دیدیا ہے۔ طبعیات خصوصاً علم طبقات الارض سے ثابت ہوچکا ہے یہ زمین کسی زمانہ مین آتشین گیس تہا۔ بلکہ یون کہو کہ ایک ستارہ روشن تہا جب قدرتی اسباب سے اللہ تعالے نے اس مین کسیقدر کثافت پیدا کردی تو یہ زمین اسوقت ایک سیال مادہ ہوگیا جسے عربی زبان مین الماء کہتے ہین قولہ تعالیٰ ہو الذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستۃ ایام و کان عرشہ علی الماء پارہ ۱۲ سورہ ہود۔ ترجمہ اور خدا وہی ہے جس نے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو چہہ وقتون مین اور تہا عرش اسکا پانی پر۔ اور اسپر اسوقت ہوا چلا کرتی تہی جیسے توریت شریف کی کتاب پیدائش کی پہلی آیتون میں لکہا ہے پہر جب وہ الماء زیادہ کثیف ہوگیا۔ تو اسپر وہ حالت آگئی جس کے باعث اسپر زمین کا لفظ بولا گیا پس ایک یوم یعنی وقت اسپر وہ تہا کہ یہ زمین سیال ہوئی اور دوسرا یوم وہ آیا کہ کثیف ہوگئی۔ طبقات الارض سے یہ امر بہی پایۂ ثبوت کو پہونچ گیا ہے۔ کہ جسقدر زمین کے نیچے مرکز کی طرف کہودا جائے زمین کی گرمی بہ نسبت بالائی سطح کے نیچے کو بڑہتی جاتی ہے حتی کہ اب بہی چھتیس میل کی دوری پر ایسا گرم مادہ موجود ہے جسکی گرمی تصور سے باہر ہے۔ اس زمانہ سے بہت عرصہ پہلے جب اسکا بالائی حصہ کثیف ہونا شروع ہوا تہا۔ لیکن اس ہمارے آرامگاہ پر گزرا تہا کہ اس زمین کی بالائی نہایت پتلی سطح کے نیچے اس مادہ کا آتشین سمندر موجین مارتا تہا۔ اور اسکی بالائی باریک سطح کو توڑ توڑ کے بڑے راکس اور بڑے بڑے بحری قطعات باہر نکلتے تہے اور پہاڑونکا سلسلہ پیدا ہوتا جاتا تہا۔ اور ظاہر ہے کہ اسوقت بڑے بڑے

زلزلے اور بھونچال ہوتے تھے جب بڑے بڑے پہاڑ پیدا ہو گئے اور زمین کا بالائی حصّہ زیادہ موٹا ہو گیا پھر تیسرا اور چوتھا وقت اس کرہ ارض پر وہ آیا کہ نباتات جمادات پھل پھول وغیرہ اشیاء انسانی آرام و آسایش کے سامان مہیا ہو گئے۔ ایک دن اشیاء کی پیدایش کا اور دوسرا دن اشیاء کی ترتیب کا غرض **دو دن پہلے اور دو دن یہ** کل چار وقت زمین کی درستی کے ہوئے۔ اسی طرح زمین کی بالائی فضا اور زمین کی سقف اور زمین کی بنا یعنی آسمان کو اللہ تعالٰے نے دو دن میں بنایا اور ان میں امر الٰہی کی وحی ہوئی اور وہ وقت آ گیا کہ انسان زمین پر آباد ہوں کیونکہ جیسا قرآن کریم نے فرمایا ہے سواءً للسائلین انسان کی تمام ضرورتیں اور اسکے لئے سب مایحتاج پورا ہو گیا آیت قل ائنکم لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین وتجعلون لہ انداداً ذٰلک رب العٰلمین وجعل فیہا رواسی من فوقہا وبارک فیہا وقدّر فیہا اقواتہا فی اربعۃ ایام سواءً للسائلین ثم استوٰی الی السماء وھی دخان فقال لہا وللارض ائتیا طوعاً او کرہاً قالتا اتینا طائعین ٭ تو کہہ کیا تم ایسے خدا کا کفر کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں بنایا اور اسکے شریک مقرر کرتے ہو یہی تو عالموں کا پروردگار ہے۔ پھر اسپر پہاڑ ٹھہرائے اور زمین کو برکت دی اور اشیاء خوردنی کے اس میں اندازے باندھے یہ سب کچھ چار دن میں ہوا۔ حاجتمندوں کے لئے سب سامان درست ہو گیا پھر سما کی جانب متوجہ ہوا۔ اور وہ دخان تھا یعنی اسے ٹھیک کیا پھر اسے اور زمین دونوں کو کہا کہ خواستہ یا نخواستہ تم دونوں حاضر ہو جاؤ۔ انہوں نے کہا ہم خوشی سے آتے ہیں یہ ایک محاورہ ہے جسکا مدعا یہ ہے کہ یہ اشیا ہمارے مطیع فرمان ہیں اور کبھی کسی طرح ہمارے حکم سے انحراف نہیں کرتے پھر انکو سات سمار مقرر کئے اور ہر سمار کو اسکے متعلق کام سپرد کیا انسانوں کی آبادی کے لیے خالق الاشیاء نے اسطرح پر زمین کو فرش بنایا طبیعات اور طبقات الارض الٰہی کتاب یعنی قرآن کریم کی تصدیق کرتے ہیں جہاں نوع انسان کا سلسلہ ابتداء قائم ہوا۔ وہاں انکی ہدایت کے لئے کوئی کتاب آئی گذشتہ تحقیقات سے متیقن ہو گیا کہ دعوے قدامت وید سراسر غلط ہے۔

سوال نمبر ۲- آغاز دنیا میں کامل الہام کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ پرماتما کے کام کامل ہوتے ہیں مثلاً سورج کی روشنی میں کوئی ترمیم و تنسیخ نہیں جب سے پرمیشر نے سورج کو بنایا ہے۔ ایسا ہی چلا آیا ہے۔ اسی واسطے جو کتاب آغاز دنیا میں انسانوں کو ملی ہے۔ وہ کامل ہونی چاہیئے۔ پس وید ہی کامل کتاب ہے

جواب جو کتاب ابتدائی آفرینش کیوقت آئی ہو گی اسکی نسبت عقل قطعی طور پر تجویز کرتی ہے۔ کہ وہ کامل نہیں ہو گی۔ بلکہ وہ صرف اس استاد کی طرح ہو گی جو ابجد خوان بچوں کو تعلیم دیتا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ ایسی ابتدائی تعلیم میں بہت لیاقت کی ضرورت نہیں ہوتی ہاں جب زمانہ میں انسانی تجربہ نے ترقی کی اور نیز نوع انسان کے افراد کئی قسم کی غلطیوں میں پڑ گئے تب بالک تعلیم کیحاجت پڑی۔ بالخصوص جب گمراہی کی تاریکی دنیا میں بہت پھیل گئی۔ اور انسانی نفوس کئی قسم کی علمی اور عملی ضلالت میں مبتلا ہو گئے تب ایک اعلٰی اور اکمل تعلیم کی حاجت پڑی اور وہ قرآن شریف ہے لیکن ابتدائی زمانہ کی کتاب کے لئے اعلٰے درجہ کی تعلیم کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ انسانی نفوس ابھی سادہ تھے۔ اور ہنوز ان میں کوئی ظلمت اور ضلالت جاگزین نہیں ہوئی تھی ہاں اس کتاب کے لیئے اعلٰی تعلیم کی ضرورت تھی جو انتہا درجہ کی ضلالت کیوقت ظاہر ہوئی اور ان لوگوں کی اصلاح کے لیئے آئی۔ جنکے دلوں میں عقائد فاسدہ راسخ ہو چکے تھے۔ اور اعمال قبیحہ ایک عادت کے حکم میں ہو گئے تھے۔ ہاں یہ بات ضروری ہے اور ہم مانتے ہیں۔ کہ دنیا کے ابتدا میں انسان کو خدا سے الہام پانیکی ضرورت ہے۔ مگر یہ نہیں کہ وہ ضرورت صرف ابتدا زمانہ میں پیش آتی ہے اور بعد اسکے کبھی پیش نہیں آتی ابتداء زمانہ میں خدا کے الہام کی طرف صرف اسلیئے انسان محتاج ہے۔ کہ وہ محض بیخبری کیحالت میں پیدا ہوتا ہے۔ قولہ تعالٰے علم الانسان مالم یعلم اور خلق الانسان علمہ البیان اور نہیں جانتا کہ ایمان کیا ہے اور اعمال صالحہ کن اعمال کو کہتے ہیں مگر یہ بے خبری کچھ ابتدائی زمانہ پر موقوف نہیں بلکہ انسان کی فطرت کچھ ایسی واقعہ ہے۔ کہ گو اسکے باپ دادے راہ راست سے بیخبر نہ تھے اور ایمان رکھتے تھے۔ اور نیک اعمال بجا لاتے تھے۔ مگر انسان ایک مدت دراز گذرنے کے بعد انکے طریق کو بھول جاتا ہے۔ اور ان کے مخالف طریق کو اختیار کرتا ہے۔ اور بااوقات وہ کتاب **محرف** و مبدل ہو جاتی ہے جس سے پہلے لوگ ہدایت پاتے تھے۔ اور بعض اوقات پیچھے آنیوالے لوگوں کو انکے معنے سمجھنے میں غلطی پیدا ہو جاتی ہیں جیسا کہ یہی غلطیاں وید کے پڑھنے والوں کو پیش آئیں۔ کہ انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ وید مخلوق پرستی سکھلاتا ہے۔ اسی وجہ سے تمام ہندو مخلوق پرستی میں گرفتار ہیں اور تمام آریہ ورت بت پرستی اور آتش پرستی اور آفتاب پرستی اور ماہتاب پرستی اور آب پرستی اور انسان پرستی سے بھرا ہوا ہے۔ بلکہ دنیا میں کوئی مخلوق پرستی کی قسم نہیں جو ہندوں نے اختیار نہیں کر رکھی یہانتک کہ بعض درختوں کی بھی پوجا ہوتی ہے اور بعض ہندو سانپوں کی بھی پرستش کرتے ہیں

٭ جیسا کہ سوامی دیانند بھی ویدوں کی تحریف کا قائل ہے۔

اور ایک قسم کی نہایت گندی پوجا بھی کرتے ہیں جسکو لنگ پوجا بھی کہتے ہیں اور کایستھ قوم کے پڑھے لکھے ہندو قلم کی پوجا کرتے ہیں۔ ایسا ہی ہندوؤں کے شاید تیس کروڑ دیوتا یا اس سے بھی زیادہ ہیں ان سب کی پوجا کرتے ہیں صرف عوام ہی نہیں بلکہ بڑے بڑے پنڈت اور عالم فاضل ہندو مذہب کے قریب ربکے سب مخلوق پرست ہیں اور قومی تفرقہ کی تو کوئی حد ہی نہیں ایک قوم دوسری قوم کو نہایت تحقیر سے دیکھتی ہے۔ ایک ہندو دوسرے ہندو کو بغیر سود کے قرضہ نہیں دیکتا اور باہمی اختلاط کا یہ حال ہے۔ کہ ایک ہندو دوسرے ہندو ادنی قوم کو کتے کی طرح سمجھتا ہے۔ اور جو ادنی ذات کے ہندو ہیں جیسے حجام زرگر نجار وغیرہ وہ نہایت ذلیل سمجھے جاتے ہیں اور شاستر کی رو سے اگر وہ برہمن کا مقابلہ کریں تو انکی جان کی خیر نہیں اور اگر مقابلہ کیوقت کچھ بولیں تو انکی زبان کاٹ دیجاوے اور اگر برابری کریں تو جان سے مارے جائیں اور برہمنوں کو وہ حق دیئے گئے ہیں کہ دوسری قوموں کو وہ حق حاصل نہیں ہیں یہانتک کہ نیوگ کے بیرج داتا بھی برہمن ہی قرار دیئے جاتے ہیں۔ یعنے حکم ہے کہ اگر کسی کے گھر میں لڑکا پیدا نہو۔ تو وہ اپنی عورت کو برہمن سے ہمبستر کراوے اور وید کا پڑھنا پڑھانا بھی برہمنوں سے خاص ہے۔ اگر دوسری قومیں وید کو پڑھیں۔ تو انکے لئے سخت سزائیں ہیں۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ تا وید برہمنوں کے ہاتھ رہے۔ اور جو کچھ چاہیں بیان کر دیا کریں اور دوسرے لوگ انکی چالاکیوں پر اطلاع نہ پاویں بلکہ وہ سب انکے دست نگر رہیں پس وید کے اس نمونہ سے ظاہر ہے۔ کہ ایک مدت گذر نیکے بعد کسقدر کتابوں میں تغیرات پیدا ہو جاتے ہیں اور کسقدر خرابیاں ظہور میں آجاتی ہیں سچ تو یہ ہے کہ ابتداء زمانہ میں جبکہ انسانی نفوس سادہ اور شر سے خالی ہوتے ہیں۔ ایسی اشد ضرورت الہامی کتاب کی نہیں ہوتی جیسا اس فاسد زمانہ میں الہامی کتاب کی ضرورت ہوتی ہے۔ جبکہ دنیا میں حد سے زیادہ بدعقیدگی اور بدچلنی پھیلجاتی ہے۔ اور ہر ایک قسم کے عیب اور بدکاری اور شرک اور ہر ایک قسم کا ظلم اور انواع واقسام کے معاصی اور جرائم اور مخلوق پرستی طبیعت میں جم جاتی ہے۔ اور سینہ میں نقش ہو جاتی ہے۔ اور دل میں گھر کر جاتی ہے۔ اور پھر سچائی سے اسقدر بغض ہوجاتا ہے۔ کہ ایسے مفسد لوگ اپنے واعظ اور ناصح کے دشمن ہو جاتے ہیں اور مرنے مارنے پر طیار ہو جاتے ہیں۔ اور دکھ دیتے ہیں اور سخت مقابلہ کرتے ہیں ایسے وقت پر جو خدا کا کوئی فرستادہ اصلاح کے لئے آتا ہے۔ تو اس پر بڑی مشکلیں پڑتی ہیں۔ لیکن جو ابتداء زمانہ میں خدا کا رسول ہو کر آتا ہے اسکا تو صرف یہ کام ہے کہ جیسا ماں بچوں کو پرورش کرتی ہے ایسا وہ بھی ابتداء پیدایش کے لوگوں کو روحانی طور پر بچوں کی طرح پرورش کرتا ہے۔ اور ہنسی خوشی میں اپنی تعلیم انکے دلوں میں ڈالدیتا ہے کیونکہ ابتداء آفرینش کے وقت دل سادہ ہوتے ہیں بلکہ دل سفید کپڑے کی طرح ہوتے ہیں مگر بعد میں رفتہ رفتہ انواع واقسام کی گمراہی پھیلجاتی ہے یہانتک کہ کثرت جرائم کے سبب لوگ ہلاکت کے قریب پہنچ جاتے ہیں اور بری عادتیں دلوں میں جم جاتی ہیں۔ اور خراب عقاید اور بدعادتیں ایک مذہب بنجاتی ہیں۔ پھر ان باطل راہوں کی حمایت کے لئے دلوں میں تعصب اور حمیت پیدا ہوجاتی ہے۔ پھر انکا چھوڑنا اسلیے مشکل ہو جاتا ہے۔ کہ قومی تعلقات و باہمی رشتہ ناطہ کی زنجیریں روکتی ہیں کہ قومی مذہب ترک کیا جاوے ایسے وقت میں جو رسول خدا تعالیٰ کی طرف سے آئیگا تا بگڑے ہوئے لوگوں کی اصلاح کرے تو کسقدر مشکلات کا سامنا پڑے گا اور کس قدر ضروری ہوگا۔ کہ ایسے پرفساد زمانہ میں خدا تعالیٰ نوع انسان پر رحم فرما کر انکی اصلاح کے لئے کوئی رسول بھیجے کیا ہم گمان کر سکتے ہیں کہ ابتداء آفرینش کیوقت جبکہ یہ تمام مفاسد اور گندے عقاید اور گناہ عالم میں موجود نہ تھے تب تو خدا تعالیٰ نے نوع انسان پر رحم کرکے کوئی الہامی کتاب عنایت فرمائی جبکہ زمین ناپاکی سے بھر گئی۔ اور وہ پہلی کتاب اصلاح نہ کر سکی بلکہ صدہا بدعقیدے اسکی غلط فہمی سے پیدا ہو گئے اور نیز اسکی تعلیم سے بہت سے حصے دنیا کے بیخبر رہے۔ اور انہوں نے بیخبری کیحالت میں جو کچھ عقیدہ اور عمل چاہا اختیار کیا۔ اور ہر ایک برے کام سے حصہ لیا ایسے زمانہ میں کوئی الہامی کتاب خدا نے نازل نہ کی۔

وید کے محب انصاف سے کام لیں

اور کیا ہم یہ خیال کر سکتے ہیں کہ ابتداء آفرینش کے زمانہ میں تو خدا تعالیٰ کو یہ طاقت اور قدرت تھی کہ لوگوں کو اپنے احکام پر قائم ہونے کیلئے کوئی الہامی کتاب نازل فرماتا مگر بعد میں ایک ایسے زمانہ میں کہ جب طوفان گناہ کا برپا ہوا۔ یہ طاقت مسلوب ہو گئی۔ اور اسکو قدرت نہ رہی کہ انسانوں کی موجودہ حالت کے موافق انکی اصلاح کے لیئے کوئی کتاب بھیجتا۔ اور یہ عذر کہ ایشور کے کام کامل ہوتے ہیں۔ جیسا کہ سورج کی روشنی میں کوئی ترمیم و تنسیخ نہیں جب سے پرمیشر نے سورج کو بنایا ہے ایسا چلا آیا ہے۔ یہی صورت الہامی کتاب کی ہونی چاہیئے۔ یہ اصل سراسر غلط اور دھوکہ کی تصویر ہے۔ سوامی جی قانون قدرت کی بھی مخالفت کرتے ہیں ابھی تک انکو یہ بھی خبر نہیں۔ کہ انسانی فطرت معرض تبدل و تغیر میں پڑی ہوئی ہے۔ پس خدا کی طرف سے وہی کتاب ٹھہر سکتی ہے۔ جو ان تغیرات کا لحاظ رکھے جو شخص طبیب کہلا کر ایک شیر خوار بچے کو اسی قدر

اور اسی درجہ کی دوا دیتا ہے۔ جو ایک جوان کو دینے کے لائق ہو وہ ایک نادان آدمی ہے۔ طبیب نہیں ہے۔ اور جیسا کہ ایک طبیب کو موسموں کے لحاظ سے ایک دوا کی کمی بیشی کرنی پڑتی ہے۔ یا ایک دوا کو ترک کر کے دوسری دوا اختیار کرنی پڑتی ہے۔ یہی قاعدہ طب روحانی میں ہے یعنی خدا کی شریعت میں ایک مریض جب علاج کرانے کیلئے طبیب کے پاس حاضر ہوتا ہے۔ تو اگر وہ حاذق طبیب ہے۔ تو مرض کے تمام درجوں پر ایک ہی دوا نہیں دیتا بلکہ ابتدائی حالت میں کچھ تجویز کرتا ہے۔ اور جب مرض ابتدا سے ترقی کر کے تزاید کے درجہ تک پہونچ جاتی ہے۔ یعنے زیادہ ہونا شروع کرتی ہے۔ تو اسی درجہ کے مناسب نسخہ کو بدل دیتا ہے اور جب مرض تزاید سے انتہا کے درجہ پر پہنچتی ہے۔ یعنے اسکا زور و شور کمال تک پہنچ جاتا ہے تب طبیب حاذق اسی شدت مرض کے مطابق نسخہ تجویز کرتا ہے۔ اور پھر جب مرض کے انحطاط کا وقت آتا ہے۔ یعنی مرض گھٹنی شروع ہوتی ہے۔ تو طبیب بھی اپنے نسخہ کو نرم کر لیتا ہے اور جب کسی مرض میں بغیر اپریشن یعنی جراحی کے چارہ نہیں ہوتا ہے۔ اور اندیشہ موت ہوتا ہے۔ تو طبیب کا یہ فرض ہوتا ہے۔ کہ فوراً اپریشن پر کمربستہ ہو اور اس بات کا لحاظ نہ رکھے کہ بیمار کو کچھ تکلیف ہوگی بعض اوقات طبیب کو جان بچانے کے لئے مریض کا پیٹ چیرنا پڑتا ہے۔ یا سر یا جبڑہ کی کوئی ہڈی نکالنی پڑتی ہے۔ تو ان تمام تجاویز میں طبیب کو ظالم نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ وہ ان تدابیر میں ہلاک کرنا نہیں چاہتا ہے بلکہ جان کو بچانا چاہتا ہے۔ ایسا ہی اگر سوچ کر دیکھا جاوے تو ظاہر ہوگا کہ انسان کی زندگی ہر ایک پہلو سے تغیرات سے بھری ہوئی ہے۔ اور جیسا کہ انسان جسمانی طور پر تختہ مشق تغیرات ہے ایسا ہی روحانی طور پر بھی اسکو تغیرات سے چارہ نہیں ہم اپنے ملک میں دیکھتے ہیں کہ اکتوبر مہینہ کے شروع ہوتے ہی ہمیں اپنے لباس میں کچھ کچھ تغیر کرنا پڑتا ہے اور دسمبر کے مہینہ میں ہم پورے طور پر اسکے لباس کو چھوڑ دیتے ہیں جو پہلے رکھتے تھے اور بجائے اسکے پشم وغیرہ کے موٹے موٹے کپڑے پہننے شروع کرتے ہیں جو دفع سردی کے لئے کافی ہوں اور پھر اپریل کا مہینہ آتا ہے۔ تو پھر ہم باریک کپڑے پہننے شروع کرتے ہیں۔ اور جون و جولائی میں پنکھے اور ٹھنڈے پانیوں کی شدید حاجت ہوتی ہے۔ سو جاننا چاہئے کہ یہی تغیرات انسان کی روحانی زندگی میں بھی واقع ہیں ایک متعصب آدمی تو اعتراض کے طور پر جلدی کے ساتھ منہ سے ایک بات نکال لیتا ہے۔ مگر یہ طریق حق پژوہی کا نہیں اگر ترمیم و تنسیخ ایشر کے کمال افعال کے منافی ہے۔ تو پھر چاروں رشیوں پر وید اتار کر اور انکو کامل اور پاک انسان بنا کر اور اپنی محبت میں فنا کر کر اور مکتی دیکر پھر انکو اواگون کے چکّر میں کیوں ڈالتا ہے۔ صحیفہ قدرت اس ترمیم و تنسیخ کی ہر وقت شہادت دے رہا ہے۔ اس صحیفہ قدرت کی قرآن کریم تصدیق کرتا ہے۔ آیت یمحو اللہ ما یشاء و یثبت و عندہ ام الکتاب ترجمہ مٹا دیتا ہے جس چیز کو چاہتا ہے۔ اور قائم رکھتا جسکو چاہتا ہے اور اسکے پاس ہے اصل کتاب الغرض یہ خیال کہ الہامی کتاب کا بدلنا پرماتما کے کامل کاموں کے خلاف پڑتا ہوا ہے۔ اور وید کامل کتاب ہے۔ اس میں تبدیلی کی ضرورت نہیں صرف دعوٰی ہی دعوٰی ہے۔ انسان کے ذاتی حالات اور چال چلن اور ذہنی قوٰی کی تبدیلی کے مطابق خدا تعالےٰ کے افعال میں بھی تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ نوع انسان مختلف زمانوں میں اپنے اخلاق اور اعمال اور عقاید اور تمدنی صورتوں اور قومی عادات میں بڑے بڑے پلٹے کھاتے آئے ہیں اور خدا تعالےٰ ہر ایک انقلاب کے موافق اپنی طرف سے کوئی کتاب بھیجتا رہا ہے جسمانی قانون قدرت روحانی قانون قدرت کے واسطے نمونہ ہے۔ ایسی الہامی کتاب جو خدا تعالےٰ کے جسمانی قانون قدرت کیساتھ موافقت نہیں رکھتی وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں ہو سکتی جب جسمانی نظام میں ہزاروں تبدیلیاں واقع ہیں موسم بدلتے ہیں انسانی خلقت میں پیدائش سے لیکر آخر تک کئی تبدیلیاں ہیں کیا یہ تبدیلیاں جو کہ خدا تعالےٰ کے افعال میں واقع ہیں اسکے کمال افعال کے منافی ہیں۔

سوال نمبر ۳ ۔ خدا اور انسان میں فرق۔ انسان کے کام ضرورت کے بعد ہوتے ہیں مگر خدا کے کام ضرورت سے پیشتر

جواب ؟ یہ دعوٰی کہ خدا کے کام ضرورت سے پیشتر ہوتے ہیں خدا تعالےٰ کے قانون قدرت کے برخلاف ہے جو جسمانی طور پر انسان کے جسمانی معالجات کیلئے پایا جاتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری جسمانی ضرورتوں کے موافق ہمیشہ تازہ بتازہ سامان ہمیں دئے جاتے ہیں بچہ کے دانت اس وقت نکلتے ہیں جبکہ وہ غذا کھانیکے قابل ہو جاتا ہے یہ نہیں کہ ضرورت سے پہلے خدا اسکے دانت نکال دیتا ہے۔ جب ہمیں بارش کی ضرورت پڑتی ہے۔ اگر اسی وقت بارش ہو تو ہماری ضرورت انجام پذیر ہوتی ہے خدا تعالےٰ کے کام وقتی ضرورتوں کے علاج کیلئے ہوتے ہیں یا کسی ضرورت کا وقت قریب آ جائے۔ تب بھی انکو کرتا ہے۔ یعنی جب ضرورت منتظرہ قریب الوقوع ہو اور خدا تعالےٰ کے کمال کے لئے ہرگز یہ امر منافی نہیں اگر کسی ضرورت کے وقت کوئی کام کرے وہ ہر آن میں اقتدائی طاقت رکھتا ہے۔ آیت ان اللہ علیٰ کل شیء قدیر ترجمہ خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے۔

جب ہماری ضرورتون کے لئے ہمیں تازہ بتازہ سامان دیتا ہے تو پھر روحانی قانون کیون بدل گیا کیا ہم گمان کر سکتے ہین کہ پہلے خدا تعالےٰ بولنے پر قادر تھا اور اب قادر نہیں۔ اور پہلے اسکو الہام دینے کی طاقت تھی مگر اب وہ طاقت باقی نہین رہی اور کیا یہ بات سچ نہیں کہ خدا پہلے زمانہ مین سنتا تھا اب بھی سنتا ہے۔ تو پھر کیا وجہ کہ ہمارے اس زمانہ مین خدا کی قوت شنوائی تو بدستور بحال ہے۔ لیکن قوت کلام مفقود ہو گئی۔ اور کیا یہ سچ نہین کہ پہلے زمانہ کے بعد جو زمانہ آئے ان مین دن بدن معصیت اور گناہ بڑھتا گیا۔ اور اسقدر نئے نئے گناہ پیدا ہوئے جو پہلے زمانہ مین انکا نام و نشان نہ تھا۔ تو کیا ایسی حالت مین یہ ضروری نہ تھا کہ خدا تعالیٰ تازہ گناہوں اور نو خراب عقیدہ کے لئے کوئی نئی کتاب بھیجتا جو موجودہ مفاسد کے دور کرنیکے لئے پورے زور سے اپنی زبردست ہدایتیں پیش کرتی اور اپنے خوفناک نشانون کیساتھ خدا کی طرف توجہ دلاتی۔ نہ یہ کہ خدا اسقدر طوفان دیکھنے کے بعد بالکل چپ ہو جاتا کیونکہ اس کے کام ضرورت سے پیشتر ہوتے ہین اور یہ کہنا کہ وید کے ورق چاٹا کرو اس سے بڑھکر کوئی ہدایت میرے پاس نہین اور آئندہ کسی نئی ہدایت کی امید نہ رکھو۔ اگر یہ کہو کہ وید مین پہلے سے یہ احکام موجود ہین تو اس سے بڑھکر کوئی جھوٹ نہین ہوگا کیونکہ تم خود اقرار رکھتے ہو اور عقل بھی یہی تجویز کرتی ہے۔ کہ پہلا زمانہ ان گناہون اور بدعقیدون سے خالی تھا جو پیچھے سے پیدا ہوئے تو پھر جب پہلے زمانہ مین بدعقیدے اور گناہ موجود ہی نہین تھے۔ تو ان سے منع کرنا کیا معنے رکھتا ہے۔ بلکہ یہ تو نامعلوم بدکاری اور بدعقیدہ کا یاد دلانا ہے۔ اگر کہو کہ وید نے بطور پیشگوئی سب برے احکام اور برے عقیدے بیان کر دئیے ہین کہ آئندہ ایسا ہوگا۔ تو یہ جھوٹ ہے۔ کیونکہ آریہ صاحبان خود اقرار کرتے ہین کہ وید مین کوئی پیشگوئی نہین۔ علاوہ اسکے ہم اس فیصلہ پر بھی راضی ہین کہ جسقدر قرآن شریف نے بدعقیدون اور بد اعمال کا حال بیان کیا ہے۔ یا وہ عقیدے جو قرآن شریف نے بیان فرمائے ہین مگر وید کے رو سے بدعقیدے ہین ایسا ہی وہ بد اعمال جو دنیا کے مختلف حصون مین پائے جاتے ہین جن کا ذکر قرآن شریف مین مفصل مذکور ہے۔ آریہ لوگ وید مین سے ہمکو نکال دین۔ ایسے طور سے کہ جیسے غیر فرقے قرآن شریف کو پڑھکر اسکے قائل ہین۔ اور یہ سب باتین اس مین مذکور ہین۔ وید کی نسبت بھی یہی اقرار کر سکین ایسا ہی خدا کی ہستی کے اور توحید کے دلائل جو قرآن شریف مین لکھے ہین جو مخالف فرقے اس کے قائل ہین وہ سب آریہ صاحبان وید مین سے نکال کر ہمکو دکھلا دین!

سوال نمبر ۴ وید مین کیا نقص تھا کہ توریت آئی۔ اور توریت مین کیا نقص تھا کہ انجیل نازل ہوئی انجیل مین کیا نقص تھا کہ قرآن اترا۔ وید کے سوا اور کوئی کتاب الہامی نہین ہو سکتی۔ توریت انجیل زبور قرآن۔ ان سب کے پہلے کون علمی نقص تھا۔ جس کے رفع کرنے کے واسطے یہ کتابین نازل ہوئین۔ ان سب سے پہلے جو علمی نقص تھا ثابت کرو۔

جواب: - توریت انجیل کو تو الگ رہنے دو وید کی اشاعت کی نسبت کروڑون برسونکا دعویٰ کیا جاتا ہے اسنے اتنی مدت مین کیا بنایا اور خواہ مخواہ اگنی وایو پانی اور چاند سورج کی عظمتین بیان کرکے آریہ ورت کے لوگونکو عناصر پرست اور آفتاب پرست بنا دیا بھلا کوئی بتلا دے کہ اگر آریہ ورت مین اس آتش پرستی اور آفتاب اور گنگا وغیرہ کی پوجا کی اصل جڑھ وید نہین ہے۔ تو پھر وہ کونسی کتاب ہے جس نے یہ گند آریہ ورت مین پھیلا دیا ہر ایک دانشمند رگ وید کا پہلا ہی صفحہ دیکھکر بلکہ پہلی ہی سطر دیکھکر ضرور اسبات کا اقرار کریگا کہ بلاشبہ یہ سب گند وید کے ذریعہ سے ہی پھیلا ہے وید نے ایک جگہ بھی یہ بیان نہین کیا۔ کہ ان چیزون کی پرستش نہ کرو۔ اگر فرض کے طور پر یہ سب پرمیشر کے نام تھے۔ تو وید نے اس تصریح سے کیون اپنا منہ پھیرا اور کیون خواہ مخواہ لوگون کو ہلاک کیا۔ آخر قرآن شریف نے ہی وید کی تعلیم پر حملہ کرکے بلند آواز سے کہا آیت لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن ترجمہ تم نہ سورج کی اور نہ چاند کی پوجا کرو۔ بلکہ اس ذات کی پوجا کرو جس نے ان سب کو پیدا کیا آریہ ورت پر قرآن شریف کا ہی احسان ہے کہ اس نے اس ملک کے مخلوق پرست کئی کروڑ موحد پیدا کر دئیے

وید مین علمی نقص

(۱) وید نے اپنے پرمیشر کو خالق ہونے سے جواب دیا

(۲) اس نے روحون کو اسکی تمام طاقتون اور قوتون کیساتھ خود بخود سمجھ لیا۔

(۳) اس نے تمام ذرات عالم کو مع انکے خواص اور طاقتون کے پرمیشر کی طرح اپنے وجود کا آپ ہی خدا مان لیا (۴) اس نے خدا کی صفت وحی اور الہام کو ہمیشہ کے لئے معطل قرار دیا

(۵) اس نے تمام دلائل کو اڑا دیا جن سے خدا کے وجود کا پتہ لگتا ہے۔

(۶) اس نے پرمیشر کو بخیل اور پکشپات اور طرفداری کرنیوالا ٹھہرایا جو ہمیشہ آریہ ورت سے تعلق رکھتا ہے۔ اور انہین پر الہام نازل کرتا ہے دیگرون پر بے وجہ ناراض ہے گویا اسی قوم سے اس کا رشتہ اور قرابت ہے۔ اور گویا دوسرے ملکون کے لوگ اسکے بندے ہی نہین یا انکے وجود سے ہی بے خبر ہے۔

(۷) اس نے نیوگ کے ناپاک طریق کے لیئے تاکیدی حکم دیا ہزاروں عورتوں کی عفت میں خلل ڈالا۔

(۸) اس نے تناسخ کا عقیدہ پیش کر کے آریوں کو کوئی ایسا قاعدہ نہ بتلایا جس سے سمجھا جاتا کہ مثلاً دوبارہ آنیوالی کوئی لڑکی اسی شخص کی ماں یا دادی تو نہیں جس سے وہ نکاح کرنا چاہتا ہے۔

(۹) اس نے یہ عقیدہ ظاہر کیا کہ گویا پرمیشر کو ایک ایسا بد مکر کرنیکی عادت ہے۔ جو مکتی دینے کیوقت پوشیدہ طور پر مکتی یاب کے ذمہ ایک گناہ رکھ لیتا ہے اور پھر اسی گناہ کا الزام دیکر مکتی خانہ سے اسکو باہر نکالتا ہے

(۱۰) اس نے اپنے پرمیشر پر یہ نہایت ہی قابل شرم دھبہ لگایا۔ کہ وہ جاودانی مکتی دینے پر قادر نہیں ہے اور پھر جھوٹ بولا کہ اعمال محدود ہیں اسلیئے جزا بھی محدود ہی چاہیئے۔ حالانکہ یہ بیان خلاف واقعہ ہے۔ کیونکہ بموجب اصول آریوں کے پرمیشر اسلیئے مکتی خانہ سے ہر ایک روح کو باہر نہیں کرتا۔ کہ اعمال محدود ہیں بلکہ اسلیئے کرتا ہے۔ کہ اسکو یہ قدرت ہی نہیں کہ کسی کو دائمی مکتی دیسکے وجہ یہ کہ اگر دائمی مکتی سب روحونکو دیدے تو پھر آئندہ اپنا کام کیونکر چلاوے اور نئی پیدایش ظاہر کرنیکے لیئے نئی روحیں کہانسے لاوے حالانکہ بموجب عقیدہ وید کے یہ ضروری امر ہے۔ کہ ہمیشہ سلسلہ جونوں کا جاری رہے مگر جو لوگ ہمیشہ کے لیئے آواگون سے نجات پا چکے۔ وہ کیونکر دوبارہ جونوں کے چکر میں آسکتے ہیں پس پرمیشر پر یہ مصیبت پڑی کہ دائمی مکتی دینے سے اسکا تمام کاروبار بند ہو جاتا ہے کیونکہ نئی روحوں کے پیدا کرنے پر تو قادر ہی نہیں اس صورت میں وہ کہاں سے نئی روحیں لاتا ناچار میعادی مکتی قرار دیگئی۔ تاکہ کسی طرح اسکے راج اور حکومت میں فرق نہ آوے یہ ہیں وید کے علوم اور کامل ہدایتیں۔ جن کی بنا پر کہا جاتا ہے۔ کہ وید کے بعد اور کتاب کی ضرورت نہیں۔

سوال نمبر ۵۔ الہام کی تعریف۔ در دل انداختن نیک و بد را۔ دل میں ڈالنا دو قسم پر ہے بالواسطہ اور بلا واسطہ بلا واسطہ تعلیم ہے۔ وید تو رشیوں کے دل میں ڈالے گئے۔ اور قرآن محمدؐ تک جبرئیل لایا اور جبرائیل خدا تک نہیں جا سکتا ہے۔ خدا اور جبرائیل کے درمیان اور واسطہ کی ضرورت ہے جو مذکور نہیں الغرض اس تعریف کے مطابق قرآن الہامی کتاب نہیں؟

جواب؟ آپ یہ لوگ عجیب ہی دماغ کے ہیں اس تعریف کے مناسب یعنے نیک و بد کا دل میں ڈالنا تمام انسان متشارک ہیں۔ نیکوں کو انکے مناسب حال اور بدوں کو انکے مناسب حال القا ہوتے رہے ہیں اگر وید اس طریق سے الہامی کتاب ہے۔ تو خصوصیت وید محض غلط اس طور پر تو سلسلہ الہام تمام انسانوں میں جاری ہے **اس اجمال کی تفصیل یوں ہے۔** یہ بات ظاہر ہے۔ کہ انسانوں کی فطرت میں کئی قسم کے ملکات ہوتے ہیں۔ اور تمام ملکات اس قسم کے ہیں۔ کہ ایک کی طرز اور وضع دوسرے کی طرز اور وضع پر شاہد ہے مثلاً بعض کی فطرت علم حساب اور ہندسہ سے ایک مناسبت رکھتی ہے اور بعض کی علم طب سے اور بعض کی علم منطق اور کلام سے

شعر

ہر کسے را بہر کارے ساختند

میل طبعیش اندر آں انداختند۔

کسی تحریک سے وہ ملکہ جو تخم کی طرح چھپا ہوا تھا بھڑک اٹھتا ہے اور طرح طرح کی باریکیاں اس علم کی اسکو سوجھتی ہیں اور جو کچھ اس فن کے متعلق نئی نئی امور منجانب اللہ اسکے دل میں پیدا ہوتے ہیں اگر انکا نام الہام رکھیں تو کچھ بعید نہیں کیونکہ بلاشبہ وہ تمام عمدہ باتیں جن سے انسانوں کو نفع پہنچتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے دل میں ڈالی جاتی ہیں جیسا کہ اللہ جلشانہ بھی درحقیقت اسی کی طرف اشارہ فرماکر کہتا ہے **فالھمھا فجورھا وتقوٰھا** ترجمہ یعنے بری باتیں اور نیک باتیں جو انسانوں کے دلوں میں پڑتی ہیں۔ وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہی الہام ہوتی ہیں۔ اچھا آدمی اپنی اچھی طبیعت کیوجہ سے اس لایق ہوتا ہے۔ کہ اچھی باتیں اسکے دل میں پڑیں اور برا آدمی اپنی بری طبیعت کیوجہ سے اس لایق ہوتا ہے۔ کہ برے خیالات اور بد اندیشی کی تجویزیں اسکے دل میں پیدا ہوتی ہیں۔ اور در حقیقت نیک انسان اس قسم کے الہامات حاصل کرنیکے لیئے فطرتاً ایک نیک ملکہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور برا انسان فطرتاً ایک برا ملکہ اپنے اندر رکھتا ہے چنانچہ اسی ملکۂ فطرتی کی وجہ سے بہت لوگ اچھی اور بری تالیفیں اور پاک اور ناپاک ملفوظات اپنی یادگار چھوڑ گئے ہیں۔ **مگر سوال یہ ہے** کہ کیا انبیاء کی وحی کی بھی یہی حقیقت ہے۔ کیا وہ بھی درحقیقت ایک ملکہ فطرت ہے۔ جو اس قسم کے القا سے فیضیاب ہوتا رہتا ہے جسکی تفصیل ابھی بیان ہوئی۔ اگر صرف اتنی بات ہے۔ تو حقیقت وید معلوم شد کیونکہ رشیوں کی وحی کو صرف ایک ملکہ فطرت قرار دیکر پھر انبیا اور اسی قسم کے دوسرے لوگوں میں مابہ الامتیاز قائم کرنا نہایت مشکل ہے۔ یہ امر تحقیقی طور پر فیصلہ پا گیا کہ حکما اور عرفا اور شعرا کو بھی خدا کی طرف سے القا ہوتا ہے۔ اور ان میں سے راستبازوں کو راستی کا اور بدوں کو بدی کا ایک ملکہ عطا کیا جاتا ہے۔ اور مناسب حال اس ملکہ کے وقتاً فوقتاً انکو الہام ہوتا رہتا ہے۔ مثلاً جسنے ریل ایجاد کی اسکو بھی القا ہی ہوا تھا۔ اور جو تار برقی کا موجد گزرا ہے وہ بھی ان معنوں سے ملہم تھا مابہ الامتیاز کیا ہوا ہم بباعث طوالت مضمون کے انشاء

کے باعث بیان رؤیا صادقہ اور کشوف اور وحی الہامی اور وحی منامی یعنی نبوت اور وحی رسالت اور وحی ولایت کے اقسام و انواع کی بحث نہیں کرتے۔ تحقیقات تفصیلیہ وحی یعنی اقسام ثلثہ وحی کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ نمبر ۲۰ پر دیکھو الہام کے اقسام خمسہ کی تشریح براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۳ لغایۃ ۲۲۸

ہم یہاں ملائکہ کے صعود اور نزول کی حقیقت اور انکے توسط کی ضرورت لکھدیتے ہیں تا کہ معترض کو بھی خبر ہوجائے ملائکہ کے متعلق صرف لاعلمی سے کہہ رہے ہیں جو کچھ کہہ رہے ہیں۔ فرشتوں کا وجود ماننے کے لیئے نہایت سہل اور قریب راہ یہ ہے کہ ہم اپنے عقل کی توجہ اسطرف مبذول کریں کہ یہ بات طے شدہ اور فیصل شدہ ہے۔ کہ ہمارے اجسام کی ظاہری تربیت اور تکمیل کے لیئے اور نیز اس کام کے لیئے کہ تا ہماری ظاہری حواس کے افعال مطلوبہ کماینبغی صادر ہوسکیں۔ خداتعالے نے یہ قانون قدرت رکھا ہے۔ کہ عناصر اور شمس و قمر اور تمام ستاروں کو اس خدمت میں لگادیا ہے۔ کہ وہ ہمارے اجسام اور قویٰ کو مدد پہنچا کر ان سے بوجہ احسن ان کے تمام کام صادر کراویں اور ہم ان صداقتوں کو ماننے سے کسی طرف بھاگ نہیں سکتے ہیں کہ مثلاً ہماری آنکھ اپنی ذاتی روشنی سے کسی کام کو بھی انجام نہیں دیسکتی جبتک آفتاب کی روشنی اسکے ساتھ شامل نہ ہو اور ہمارے کان محض اپنی قوت شنوائی سے کچھ بھی نہیں کرسکتے جب تک کہ ہوا بتکیف بصوت انکی ممد و معاون نہ ہو جبکہ یہ قانون اور انتظام خدائے واحد لاشریک کا جسکے کاموں میں وحدت اور تناسب ہے اور ہمارے خارجی اور اغراض جسمانی کی نسبت نہایت شدت اور استحکام اور کمال التزام سے پایا جاتا ہے۔ تو پھر کیا یہ بات ضروری اور لازمی نہیں کہ ہماری روحانی تکمیل اور روحانی اغراض کیلئے بھی یہی انتظام ہوتا دونوں انتظام ایک ہی طرز پر واقع ہوکر صانع واحد پر دلالت کریں اور جمیع کائنات الارض کی تربیت ظاہری و باطنی کے لیئے بعض وسایط کا ہونا ضروری ہو پس اگر خداتعالے اور اسکے مقدس نبیوں میں اضافہ انوار وحی کے لیئے کوئی اور واسطہ تجویز کیا جاوے تو سراسر خداتعالے کے اس عام قانون قدرت کے مطابق ہے جو دنیا کی ہر ایک چیز کے متعلق کھلے کھلے طور پر مشہود و محسوس ہو رہا ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ انبیا علیہ السلام بھی اپنے ظاہری جسم اور ظاہری قویٰ کے لحاظ سے انہیں وسائط کے محتاج ہیں۔ اور نبی کی آنکھ بھی گو کیسی ہی نورانی اور بابرکت آنکھ ہے مگر پھر بھی عوام کی آنکھوں کی طرح آفتاب یا اس کے کسی دوسری قائمقام کے بغیر کچھ دیکھ نہیں سکتی اور بغیر توسط ہوا کے کچھ سن نہیں سکتی لہذا یہ بات بھی ضروری طور پر ماننی پڑتی ہے کہ نبی کی روحانیت پر بھی ان نفوس نورانیہ کا ضرور اثر پڑتا ہے بلکہ سب سے زیادہ اثر پڑتا ہے۔ کیونکہ جسقدر استعداد کافی اور کامل ہوتی ہے اسی قدر اثر بھی صافی اور کامل طور پر پڑتا ہے۔ شریعت نے استعارہ کے طور پر اللہ تعالے اور اسکے رسولوں میں ملائک کا واسطہ ہونا ایک ضروری امر قرار دیا ہے اس الٰہی فلسفہ کو آریہ مذہب والوں نے نہیں سمجھا ہندو کے رشی جن پر بقول ہندوؤں کے چاروں وید نازل ہوئے کیا وہ اپنے جسمانی قویٰ کے ٹھیک ٹھیک طور پر قائم رہنے میں تاثیرات اجرام سماویہ کے محتاج نہیں تھے۔ کیا وہ بغیر آفتاب کی روشنی کے صرف آنکھوں کی روشنی سے دیکھنے کا کام لے سکتے تھے یا بغیر ہوا کے ذریعہ کے کسی آواز کو سن سکتے تھے تو اس کا جواب بدیہی طور پر یہی ہوگا کہ ہرگز نہیں بلکہ وہ بھی اجرام سماویہ کی تربیت اور تکمیل کے بہت محتاج تھے۔ تو پھر روحانی وسایط کا کیوں انکار کیا جاتا ہے۔ اور نیز ملائکہ اپنے شخصی وجود کیساتھ انسانوں کی طرح پاؤں سے چلکر زمین پر نہیں اُترے اصل بات یہ ہے۔ کہ جسطرح آفتاب اپنے مقام پر ہے اور اسکی گرمی و روشنی زمین پر پھیل کر اپنے خواص کے موافق زمین کی ہر ایک چیز کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ اسی طرح روحانیت سماویہ یعنی ملائک اللہ اور روح القدس کا کبھی انبیا کو خالی چھوڑ کر آسمان پر چڑھ جاتا ہے۔ صرف ایک وہم ہوتا ہے۔ جو وجہ غلط فہمی نزول و صعود کے معنوں کے ہے۔

(باقی آئندہ)

بائبل کی تعلیم

یہ مضمون ہمارے لائق دوست ماسٹر محمد الدین صاحب بی۔اے کا ہے۔ آپ نے جس انوکھی اور عجیب طرز میں بائبل کی تعلیم کا قرآن شریف کی تعلیم سے موازنہ کرکے اس سے جو نتیجہ اخذ کیا ہے۔ وہ ضرور ایک محقق اور حق و حکمت کے ابہلاشی کیلئے نعمت غیر مترقبہ ہے (ایڈیٹر)

اکثر عیسائی اخباروں اور رسالجات میں دیکھا جاتا ہے کہ مرغے کی وہی ایک ٹانگ دبائے جارہے ہیں۔ ہمارے کان اور آنکھیں اسکو سن کر اور پڑھ پڑھ کر تھک گئی ہیں کہ قرآن نے اپنی تعلیم کا بہت سا حصہ بائبل سے لیا ہے۔ اسلیئے قرآن سچا نہیں ہمیں سمجھ نہیں آتی کیا تو یہ لوگ ان جوابات کو پڑھتے ہی نہیں جو ان اعتراضات کے بارے میں دئے جاچکے ہیں۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ تثلیث کے مسئلہ نے ان کی عقلوں پر پردہ ڈال دیا ہے یا یہ لوگ جان بوجھکر اسی میں عیسائیت کی بڑائی اور بزرگی سمجھتے ہیں کہ انسان بیحیا ہوجائے۔ مگر کسی کی سنے نہیں

بیحیا باش و ہرچہ خواہی کن

معلوم ہوتا ہے ایسے ہی لوگوں پر مصداق آتا ہے خیر ہمیں اس سے کیا غرض ہے۔ کہ کوئی کس طرح حق سے اندھا ہوتا ہے۔ مگر اتنا کہے بغیر ہم پھر بھی نہیں رہ سکتے کہ جن لوگوں کے ہاں ایسے ایسے گندے

مسائل موجود اور مقبول ہوں جیسے کفارہ۔ تثلیث یسوع کی خدائی۔ خدا کی ماتی وغیرہ کیا وہ بھی جرأت کر سکتے ہیں کہ اسلام جیسے پاک اور مطہر مذہب پر حملہ کریں۔ اول ہم اسی مسئلے کو لیتے ہیں کہ آیا قرآن شریف میں کوئی ایسی تعلیم ہے جو بائبل میں موجود ہے اگر ہے تو کیا اس کے ہوتے ہوئے کوئی قرآن شریف پر اعتراض وارد ہو سکتا ہے۔

یہ سچ ہے کہ قرآن شریف میں بائبل کی تعلیم بھی موجود ہے اور یقیناً ہے نہیں نہیں۔ بلکہ قرآن شریف کا دعویٰ ہے۔ کہ فیھا کتب قیمہ کہ اس میں تمام کتب سابقین انبیاء کرام کی تعلیم موجود ہے۔ لیجیے پادری صاحبان! ایک حصہ آپ کے اعتراض کا تو ہمنے خود ہی مان لیا قرآن شریف میں نہ صرف توریت اور انجیل کی تعلیم ہی موجود ہے۔ بلکہ وید ژند وستا اور دساتیر اور دیگر کتب الٰہیہ کی بھی تعلیم شامل ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا ان تعلیموں کا دیگر کتب میں موجود ہونا قرآن شریف کی صداقت پر کسطرح کا حرف لا سکتا ہے۔

بات اصل میں یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے جسقدر انبیا آتے رہے ہیں ان کی تعلیم اور نبوت صرف مختص المکان اور مختص الزمان ہوتی رہی ہے اس کے لیے میں دور کیوں جاؤں انجیل میں ہی لکھا ہے۔ کہ میں اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لیے آیا ہوں۔ اسی طرح حضرت موسیٰ اور بائبل کے جسقدر انبیاء ہیں ان کی تعلیم اور اقوال سے بھی پتہ چلتا ہے۔ کہ وہ صرف بنی اسرائیل ہی کے لیے آئے تھے لہذا انکی تعلیمیں بھی محدود تھیں لیکن چونکہ انسانی فطرت دنیا میں ایک ہی طرح کی واقعہ ہوئی ہے۔ صرف اگر فرق آگیا ہے تو وہ مکان اور زمان کی وجہ سے ہے لہذا ہر نبی کی تعلیم دو حصص پر مشتمل ہی ہے ایک تو وہ حصہ جو تمام فطرت انسانی کیلئے مشترک ہے جیسے لا الہ الا اللہ یعنے خدا کے سوائے کوئی اور معبود پرستش کے لائق نہیں اور نہ ہی ہے۔ اور ایک حصہ وقتی اور قومی ضروریات کے لیے ہوتا ہے جب نبی کریم کا زمانہ آیا تو دنیا میں یک رنگی کے سامان پیدا ہو گئے اسلیئے آپکی تعلیم تمام دنیا کے لیئے مقرر کی گئی۔ مگر آپ کی تعلیم میں ضروری تھا کہ وہ حصہ مشترکہ کہ جو تمام انبیاء کی تعلیم میں ہوتا ہے ضرور ہوتا۔ اسلیئے قرآن شریف کی بہت سی تعلیمات بائبل اور دیگر کتب انبیاء اور صحف آسمانی سے بہت ملتا جلتا ہے۔

اب دیکھنا یہ امر ہے کہ آیا تمام مشترکہ تعلیموں کا جمع کر دینا کسی نئے نبی یا نئے الہام کی ضرورت رکھتا ہے۔ یا نہیں عقل چاہتی ہے۔ اور قرآن شریف کہتا ہے کہ دنیا کی کوئی ایسی بستی نہیں جس میں ہمنے اپنا نذیر نہ بھیجا ہو عیسائیوں آریہ ہندوؤں کی یہ تعلیم سمجھ نہیں آتی۔ کہ کیوں خدا نے ایک قوم پر تو اتنا فضل کیا کہ اس میں وہ اپنے رشی منی انبیا یہانتک کے اپنا اکلوتا بیٹا بھی بھیج دیا اور ان ملکوں کے رہنے والوں کو اپنی ہمکلامی کا شرف بخشا مگر باقی جگہیں محروم رہ گئیں اسلئے ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ عرب و عجم روم و شام ہندو ایران چین ترکستان امریکہ وغیرہ سب جگہ اللہ تعالےٰ نے وقتاً فوقتاً اپنے انبیاء بھیجے جو اپنے نیک نمونے اور پاک تعلیم اور قوت قدسی کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت کرتے رہے لیکن دنیا میں یہ بھی مشاہدہ ہے اور تجربہ کی بات ہے۔ کہ بارش ایک دفعہ کی کبھی کافی نہیں ہوتی کھانا ایک دفعہ کھا کر انسان سیری حاصل نہیں کر سکتا لہذا خدا بار بار بارش اُتارتا ہے تا پیاسوں کی پیاس بجھے اور کھیتیاں جو گرمی و تمازت آفتاب اور روحانی قحط سالی سے خشک ہو چلی تھیں وہ پھر ہری ہوں اسی طرح اللہ تعالےٰ نے جب تمام قوموں میں وحدت کا رنگ پھونکنا شروع کیا تو اسوقت نبی جو بھیجا وہ تمام دنیا کے لیئے بھیجا اور اپنے ساتھ وہ وہی بارش لایا۔ جو پہلوں کو انکے ملکوں اور زمانوں میں ملا کرتی تھی یعنے بارش الہام اور وحی اور نزول برکات سماویہ مگر یہ بارش بڑی کثرت سے ہوئی کیونکہ اسکی ضرورت تمام دنیا کے لیئے تھی اور جنہوں نے اس بارش سے فائدہ اٹھایا وہ بھی وہ تمام قوم تھی جو تمام دنیا کے لیے ہادی ہیں عیسائیوں کے یہودا اسقریوطی اور پطرس کی طرح نہیں کہ موقعہ پر آکر ایک نے تو تیس کھوٹے دام لیکر آپ کو پھنسوا دیا اور پطرس صبر نہ کر سکا جب تک کہ آپ پر تین دفعہ لعنت نہ کر لی اور تھوما کو آخر تک ایمان اچھی طرح نصیب نہ ہوا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کیوقت یہ بارش فیضان الٰہیہ کی بہت کم ہوئی یہی وجہ ہے کہ آپکے شاگردوں کے دلوں کی کھیتی اچھی طرح سیراب نہ ہوئی۔ اور نہ پہلی ہو لی آخری عمر تک حضرت مسیح کو بھی کہنا پڑا کہ تم میں ایمان نہیں جس رات کے بعد آپنے پکڑا جانا تھا اس رات آپنے بڑی الحاح و زاری سے انکو کہا کہ میرے لیئے دعا کرو مگر واپس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ تمام مردوں کی طرح سوئے پڑے ہیں پس آپ اسوقت کیا کہہ سکتے تھے سوائے اسکے غفلت اور بے ایمانی اسلیئے اسباب سے اتنا تو ضرور پتہ چلتا ہے۔ کہ وحی کا ہمیشہ جاری رہنا ضروری ہے اور کوئی (موصب) وحی بھی ہونا چاہئیے جس میں قوت قدسی حد سے زیادہ بڑھی ہوئی ہو اور وہ اپنے نیک نمونے میں یکتائے روزگار ہو پھر ہمنے دکھایا ہے۔ کہ ضرورت کیا تھی اب ایک نبی کا زمانہ آگیا تھا۔ اسلیئے تمام دنیا کے لیئے آپ ایک ہی نبی ٹھہرے۔

اس سوال کا دوسرا پہلو یہ ہے۔ کہ مشترکہ تعلیم کسطرح حاصل کیجائے۔ سو یہ اسقدر مشکل کام ہے کہ اگر تمام دنیا کے چیدہ چیدہ علماء جو تمام مذاہب سے بخوبی واقف ہوں وہ تمام انبیاء سابقہ کی مختلف تعلیموں کو جمع کریں جو اسوقت سے پہلے ہو

گزرے ہین جن مین سے بعض کا نام و نشان تک اڑگیا ہے۔ اور بعض کی تعلیموں کیساتھہ بہت سا رطب و یابس بہی ملگیا ہے اس کے بعد اس کمیٹی کا یہ کام ہے کہ وہ ان تمام تعلیمات سے اصل تعلیم جو سب مذاہب مین مشترک ہے اسکو اکٹھا کرے اس تمام کام کے لیئے بہر کئی صدیان درکار ہین پہر بڑی مشکل یہ ہے کہ ان سب علماء کا ان پر بہی اتفاق ہوجائے۔ اس تمام کام کو اللہ تعالٰے نے بندون پر آسان کردیا کیونکہ اسے سب کا علم ہے اسلئے اس نے بندون کی بہتری کے لئے ان سب تعلیمات کو قرآن شریف مین جمع کردیا جو کل بنی نوع انسان کے لئے درکار ہین

پہر قرآن شریف کا یہ بہی کام ہے کہ ان تمام انبیاء کو جن پر کسی قسم کے بہتان لگائے گئے ہین ان کی بریت ظاہر کرے مثل کیطور پر ہم یہان حضرت مسیح اور انکی والدہ ہی کو لیتے ہین دشمنون نے کسقدر الزامات آپ پر لگائے ہین ان سب کا خلاصہ ایک ہی لفظ مین ہوجاتا ہے کہ معاذ اللہ آپکی ولادت ناجائز تہی اور آپ کی موت لعنتی ہوئی۔ جرمنی کا ایک بڑا فلاسفر ہے اس نے ایک واقعہ لکہا ہے اس واقع کو پڑہکر عیسائی معترضین کو اسلام کا ممنون ہونا چاہیئے۔ کہ اسلام نے آپکی کسقدر تطہیر کی ہے۔ اور جو احسان نبی کریم اور قرآن شریف نے آپ پر اور آپکے پیراؤن پر کیا ہے۔ اسلیئےکہ قیامت تک عیسائی عہدہ برا نہین ہوسکتے ارنسٹ ہیکل اپنی ہمہ عالم مین انجیلون پر تنقیدی رنگ مین لکہتا ہے کہ ان چار انجیلوں کے علاوہ اور انجیلین بہی ہین اور ہمارے پاس امر کا کوئی ثبوت نہین کہ کیون بعض کو بعض پر ترجیح دیجاوے چنانچہ وہ لکہتا ہے کہ ایک تہومانی کی انجیل ہے ایک نقودیمس کی ہے اسی طرح اور بہت سی انجیلین حواریون کے نام سے موجود ہین ان مین سے ایک مین مسیح کی پیدائیش

کے متعلق ایک واقع لکہا ہے جس کی تصدیق ایک اور کتاب سے ہوتی ہے جسکا نام Sepher Toldoth Jeschua ہے اور واقعہ یون ہے کہ ایک رومی سپاہی تہا جسکا نام Josephus Pandera اور وہ یہودیہ مین جو رومی سپاہ مقیم تہی اس کا افسر تہا۔ مریم کو وہ بہگا کر لے گیا اس سے مریم کو حمل ہو گیا اور یسوع کا باپ بنا اب ایسے واقعات کے ہوتے ہوئے عیسائیون کو شرم نہین آتی۔ کہ کس بیحیائی سے زبان درازی کئے جاتے ہین کیا قرآن اور نبی عرب صلعم کا کوئی کم احسان ہے کہ ان کے خدا کی ولادت جائز قرار دی ہے نہین تو ایک عقلمند۔ اس یسوع کو جسکا ذکر ان چار انجیلون مین پایا جاتا ہے خدا کا بیٹا تو درکنار ایک بہلا مانس آدمی بہی ماننے کو طیار نہین انجیلوں سے تو یہ بہی پتہ لگتا ہے۔ کہ یسوع کا بعض عورتون سے ناجائز تعلق تہا۔ جیسے مریم مگدلینی وغیرہ خیر ہمین اس سے کیا غرض قرآن کا نہ صرف یہ احسان ایک نبی پر ہے۔ بلکہ تمام دنیا کے رشیون منیون پر ہے اور سچی بات تو یہی ہے۔ کہ اگر قرآن ہمین ان کی عزت کیلئے حکم نہ دیتا تو ہم کسطرح انکی راستبازی کے بہی قائل نہ ہوسکتے۔

ایک اور امر قرآن شریف مین ہے۔ کہ اس نے ہر بات کیلئے دلیل دی ہے۔ جو دعوے پیش کیا ہے بڑا مدلل اور بوجہہ کرکے ثبوت باری بعثت انبیا ملائکہ قیامت کے متعلق وہ وہ دلائل دیئے ہین جسکا کسی اور کتاب مین ذکر تک نہین پہر قرآن قصوں پر ہی کفایت نہین کرتا بلکہ اس کا دعوے ہے کہ جو صفتین کسی پہلے بزرگ مین موجود تہین وہ اب بہی دینے کو طیار ہے۔ اور نہ صرف طیار ہے بلکہ دیتا ہے۔ ان کے علاوہ قرآن شریف مین قیامت تک کی خبرین درج ہین اور وہ وہ نکات و معارف درج ہین جن سے انسان باخدا بن سکتا ہے یہ باتین اورون مین کہان؟

خلاصہ امر یہ ہے کہ قرآن شریف ایک جامع کتاب ہے اس مین پہلی کتابونکی تعلیمین بہی موجود ہین اور ہم بڑے زور سے کہتے ہین کہ ضرور موجود اور کس طرح قرآن کریم کی سچائی کے راہ مین روک نہین۔ بلکہ اس کی مصفی اس کے علاوہ اس مین دلائل اور وہ صفات موجود ہین جن سے ہر وقت انسان باخدا بن سکتا ہے خدا کا محبوب بن سکتا ہے۔ کوئی پہلون مین خصوصیت نہ تہی اب بہی اسی طرح راہین کہلی ہین۔ کیا خوب فرمایا ہے

ع دران ابن مریم خدائی نبود ؛ نہ موت زبونش رہائی نبود
رہا کرد خود را ز شرک دوئی ؛ تو ہم کن چنین ابن مریم توئی
کرے کہ بود مراکر دی بشر ؛ من عجب تر از مسیح بے پدر

بالآخر ہم ایک عرض کرنا چاہتے ہین کہ بفرض محال قرآن شریف مین بائبل کی تعلیم کا ہونا اگر اسکی صداقت کی راہ مین حائل ہے تو عیسائی صاحبان انجیل کے متعلق کیا فرمائینگے۔ اگر اس کے متعلق بہی ویسا ہی ثابت ہو جائے۔ بدہ لوگ کہتے ہین کہ مسیح نے ساری تعلیم ان کے مذہب سے چرائی ہے۔ چنانچہ وہ لفظ بلفظ تمثیلون کی عبارتین نقل کرتے ہین کہ ہماری تعلیم اور دوسری کئی رسم باتونکے متعلق یہودی کہتے ہین کہ لفظاً بلفظاً تالمود سے اڑائی ہے۔ اور بعض باتین آپکے پیروون نے آپکے ہمعصر یہودی ربیجرولس کی تعلیموں سے لیکر آپکے ذمے تہوپ دی ہین اور سب سے بڑہکر یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ وہ سنہری آیت کہ تم دوسرون کے ساتھہ ویسا ہی سلوک کرو جیسا کہ تم چاہتے ہو کہ وہ تم سے کرین یہ تعلیم ہی پہلے فلاسفرون کی تعلیم سے لیگئی ہے جن کا مین یہان ذرا تفصیل کیساتھہ ذکر کرتا ہون مسیح سے چہہ سو بیس برس پہلے ایک فلاسفر Mytilene مین رہتا تہا جس کا نام Pittacus تہا اسکی یہ تعلیم تہی کہ تم اپنے ہمسائے کیساتھہ وہ بات مت کرو جو تو اپنی جسم کیلئے پسند نہین کرتا کنفیوشیس چین کا ایک بڑا فلاسفر اور بانی مذہب ہوگزرا ہے جو خدا کی ذات اور روح کی بقا کا قائل تہا وہ قریباً پانچسو برس مسیح سے پہلے ہو

مسٹر گوکھلے کا منتر چل گیا

مسٹر سید علی امام لندن پہنچ گئے ہیں۔ آپ صاحب وزیر ہند سے ملاقات کرنے والے ہین آپ پہلے مسلمانوں کے جداگانہ انتخاب کے حامی تھے چنانچہ آپنے آل انڈیا مسلم لیگ کے جلسہ لکھنؤ مین مسلمانوں کی جداگانہ انتخاب کی تائید کی۔ لیکن مسٹر گوکھلے نے ایسا منتر مارا اور شاہ صاحب کو ایسی پٹی پڑھائی کہ آپ مخلوط انتخاب پر زور دینے لگے مگر یاد رہے کہ جب تک ہم ہندوؤن سے علیحدہ ہو کر سیلف ہلپ یعنے اپنی مدد آپ کرو پر عمل نہیں کرینگے ہماری فتح نہیں ہوگی بھلا ہم ان ہندو بھیون سے کیا بہتری کی امید رکھ سکتے ہین جو ایک وحشی جانور یعنے گاے کے بدلے انسان کا خون کر دین۔

حسینون سے نہ ملیل ہمارے دیکھے بھالے ہین
نہیں ڈسنے سے یہ رکتے کہ ستمگر ناگ کالے ہین

ایک چڑیا اڑ گئی

یہ وہ چڑیا ہے جس پر مسافر آگرہ کا ایڈیٹر پھولا نہ سماتا تھا جس کی شد ہی پر مسافر کے ایڈیٹر کے پاؤن زمین پر نہ لگتے تھے اسکے خیالات کی پرواز یان آکاش پر گمن کرتی ہین جسکے شدھ ہونے پر مسافر آگرہ نے لکھا تھا۔ کہ انکو ایک بڑا قابل اور معتبر شخص اپنے اسٹاف کے لیئے ملگیا ہے۔ چنانچہ وہ شخص عبد السلام کچھ عرصہ ایڈیٹوریل مضامین بھی لکھتا رہا مگر اب عبد السلام نے ۲۴ ستمبر کو آگرہ کی مسجد مین مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ اور آریہ سماج کی اندرونی ریشہ دوانیونکا راز بھی طشت ازبام کر دیا افسوس مسافر کی تمام امیدون پر پانی پھر گیا رنگ بدل گیا زمانہ دھمل گیا لینے کے دینے پڑ گئے۔ افسوس میان مسافر تو چڑیا اڑ گئی۔ اور دیکھتے رہ گئے پر ہاتھ ملتے ہین۔

سودیشی کا بھوت

جسطرح افیمی کو افیم کی چاٹ اور چرسی کو چرس کا چسکا پڑجاتا ہے اسیطرح ان بھارت بھومی کے سپوتون پر سودیشی کا بھوت سوار ہو رہا ہے۔ انکی ناک مین نکیل ڈال کر جو کچھ چاہتا ہے کروائے ڈالتا ہے اگر یہ لوگ ذرا بھی شعور سے کام لین تو یہ تمام کشمکش ایک منٹ مین صاف ہو جاتی ہے جسطرح بنگال والے سودیشی کے دلدادہ ہین اگر پنجاب والے سودیشی کی محبت مین سرشار ہو کر یہ کہین کہ ہم سرحد کے میوجات سے اپنی اشیار کا تبادلہ نہیں کرتے چونکہ وہ میوے ہمارے صوبہ کے نہیں یعنے بدیشی ہین۔ تو آج ہی سودیشی کے برکات ظاہر ہونے لگ جاوین اشیار کے تبادلہ کیا تھہ خیالات کا تبادلہ بھی بند ہو جائے اور سودیشی کے غلامون کے گھر مین سوائے مکھیوں کی بھنبھناہٹ کے اور کچھ نظر نہ آئے

نور کا ایڈیٹر مشکور ہے

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے نور کیلیئے لوگوں کے دلوں مین محبت ڈالی اور انہوں نے نور کا نہایت خندہ پیشانی سے خیر مقدم کیا بندہ اسجگہ اول نمبر پر سید محمد شاہ نواز صاحب اردلی سارجنٹ پولیس فیروزپور اسکے بعد جناب غلام احمد صاحب اختر ضلعدار نہر ڈاکخانہ اوچ ریاست بہاولپور پھر منشی ہاشم علی صاحب گرداور قانونگوئے ریاست پٹیالہ کا تہ دل سے ممنون مشکور ہے جنہونے اپنی خریداری کے علاوہ اور بھی خریدارون کی کافی تعداد پیدا کی اللہ تعالیٰ ان دوستوں کو جزا خیر دیوے ساتھ ہی اسکے ہم منشی محمد یعقوب خان صاحب ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ سونٹگمری ڈپٹی شاہپور کے بھی ممنون ہین کہ انہوں نے پیشگی قیمت عطا فرما کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ خداوند کریم جزائے خیر دے امید کہ دیگر معاونین بھی نور کو برظہور بنانے کی سعی فرما کر عند اللہ ماجور ہونگے۔

ڈاکٹر جر بیچو اور دھرمپال

آخر ڈاکٹر صاحب سے صبر نہ ہو سکا اپنی بریت کے لیے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑا مگر ہم ڈاکٹر صاحب سے یہہ پوچھتے ہین۔ کہ جب ان کا تن من دھن گورو کل کے لیئے ارپن ہے تو بریت کس چیز کی۔ تن من دھن انکا اپنا نہیں جو انسان اپنا بلیدان کر دیتا ہے۔ اسکے لیئے اوستت اور نندیا یعنے تعریف اور غیبت یکسان ہے۔ اس کے سونا اور لوہا مساوی ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہ بلیدان وہ بلیدان نہیں۔

ہم ہر دل عزیز نہیں؟

بعض دوستون نے استفسار کیا ہے کہ کیا یہ پرچہ ہر دلعزیز یا صلح کل ہوگا۔ سو ہم ان دوستوں کی خدمت مین عرض کیئے دیتے ہین۔ کہ ہم گنگا گئے تو گنگا رام جمنا گئے تو جمنی داس نہیں ہم با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام بھی نہیں غرضیکہ ہم ——— واذا لقوالذین امنو قالوا امنا واذا خلوا الی شیطنہم قالوا انا معکم بھی نہیں غرضیکہ ہم دلعزیز نہیں۔ ہم سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کہنے والے ہین۔ ہم نکتہ چینی کے بجائے نکتہ چینی کرنے والے ہین۔

ایک کے دس

نہایت سنسنی پھیلانیوالی خبر لدھیانہ سے موصول ہوئی ہے محلہ اقبال گنج مین ولی محمد خیاط کی دوکان پر ایک شخص مسمی جیلانی کلہے گاہے آیا کرتا تھا۔ وہ ایکدن ولی محمد سے کہنے لگا کہ تم پژمردہ خاطر کیوں نظر آتے ہو ولی محمد نے کہا کیا کرون قرضدار ہون۔ اور اسقدر آمدنی نہیں کہ میرے اخراجات کیلئے کافی ہو اسپر میاں جیلانی نے کہا واہ یار داد اس سے تو آج ہمارے شاہ صاحب آئے ہوئے ہین وہ نوٹ سازی کے بڑے مشتاق ہین۔ دس دس پانچ پانچ روپے کے جسقدر نوٹ ہم پہنچا سکتے ہو پہنچاؤ۔ شاہ صاحب دس گنا کر دینگے پھر کیا تھا ولی محمد کی باچھیں کھل گئیں

وہ جھٹ اپنی بیوی کا زیور اتار کر لالہ گھنیا لعل سوداگر کے پاس پانچسو کو گرو کر دیا پانچسو روپیہ پر دو تین سو اور بہم پہنچا کر نوٹ خرید لیئے اور خوشی خوشی شاہ صاحب کے پاس

[illegible] لیئے [illegible] کاغذ کے ٹکڑے [illegible] کچھ مصالح اپنے پاس سے دیا اور کہا کہ اسکو ۱۲ گھنٹے کے بعد

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۰

[illegible] رشید پادری کے

ضوابط

(۱) یہ پرچہ مہینے میں دو دفعہ شائع ہوتا ہے

(۲) عام قیمت سالانہ غیر مسلمین سے عہ ہوگی واعظین اور طلبا سے عمر سالانہ لینگے

(۳) امرائے عظام سے امتیازی قیمت (صہ) سالانہ جو کچھ عطا کریں وہ عطیہ تصور ہوگا اور ایسے حضرات کے اسمائے گرامی سرپرستان رسالہ ہذا کی فہرست میں درج ہونگے

(۴) والیان ریاست سے بحیثیت رسالہ لینگی مقرر ہے

اللہ نور السموات و الارض

اخبار نور

جو قادیان سے پندرہ روزہ شائع ہوتا ہے

تاریخ اشاعۃ یکم نومبر سنہ ۱۹۰۹ء

انہیں طالب تسلی کا بنایا ہے ہم نے

مقاصد

(۱) اسلام کی برکات اور خوبیوں کا اظہار کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت بیان کرنا

(۲) آریوں اور عیسائیوں کے حملوں سے اسلام کو بچانا

(۳) الزامات کی گرد و غبار کو اسلام کے منور چہرہ سے بدلائل عقلی و نقلی دور کرنا

(۴) تاج برطانیہ کی خیرخواہی کرنا سکھ قوم میں باوا نانک جی کی تعلیم کا پرچار کرنا

نمبر ۳ | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف (نومسلم) سابق سورن سنگھ کمار وِدوان پجاری | جلد ۱

ایک نہایت ضروری اطلاع

۱۵۔ اکتوبر کا پرچہ عین وقت پر یہاں سے روانہ کیا گیا تھا چونکہ وی۔پی کے نمبر ڈاکخانہ میں ختم ہو چکے تھے اسلئے پچیس ۲۵ تاریخ تک تمام کا تمام پرچہ ڈاکخانہ میں ہی پڑا رہا امید کہ اسلام کے شیدائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائی اس اتفاقیہ مجبوری کو نظر انداز کرتے ہوئے وی۔پی وصول فرما کر اس غازی کی حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔ والسلام

مہتمم اخبار نور (قادیان)

زنبیل

پاینیر پریس الہ آباد سے جو فوجی اخبار اردو ہندی میں شائع ہوتا ہے اسکی ایک گورکھی ایڈیشن بھی سول ملٹری گزٹ لاہور کے پریس سے نکلے گی۔

غربی کوہستانی ہمالہ میں ابھی سے برفباری شروع ہو گئی ہے۔ شملہ کوہ مری وغیرہ میں سردی چمک آئی ہے۔

افغانی پناہ گیر سردار محمد ایوب خان صاحب کے وظیفہ میں گورنمنٹ نے ایکہزار روپیہ بڑھا دیا ہے۔

بنک آف بنگال میں ایک شاخ بحکم گورنمنٹ آف انڈیا سیالکوٹ میں بھی جاری کیجائیگی

دہلی میں سررشتہ ملٹری کی ضروریات کے لیئے ایک گراس فارم ۱۵۳ ایکڑ پر جاری کرینگے

الہ آباد یونیورسٹی کا سالانہ جلسہ کانووکیشن ۱۸۔ نومبر آئندہ کو منعقد ہوگا۔

افغانی علاقہ خوست کے باشندوں نے خود ہی اپنا گورنر مقرر کر لیا جسکا نام بہرام خان ہے

ہندوستان کے ایکٹ شہادت اور ایکٹ رجسٹری بھی ملک بلوچستان میں لاگو کئے گئے

محمود آباد کا راجہ سر علی محمد خان نے اسلامی تعلیمی کانفرنس کو ۶۰۰ روپیہ سالانہ دینا منظور کیا ہے۔

نیویارک کی کارپوریشن نے ڈاکٹر کک کو شہر کی آزادی عطا کی کہ قطب شمالی پر آپ ہی سب سے پہلے پہنچنے والے تھے۔

سپین میں فیرر نام انارکسٹ بندوق سے اڑایا گیا اسپر ہمدردی کا جوش جابجا بڑھتا جاتا ہے

۱۴۔ دسمبر کو خدیو مصر اپنی والدہ ماجدہ کے حج شریف کو تشریف لیجائینگے۔

امسال لنڈن میں ایک مسلمانوں کی عالمگیر کانفرنس ہوگی

ٹائمز آف انڈیا کے قائمقام سے سر [illegible] انجنیئر آبپاشی عراق عرب کی آبپاشی کے متعلق کا دلچسپ مکالمہ ہوا ہے جس سے نوجوان ترکوں کی بیدار مغزی کا ثبوت ملتا ہے

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپکر شیخ محمد یوسف نے شائع کیا۔

نور کا ظہور اور آرین کیمپ میں فتور

آریہ سماج نے ہماری مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تن سے من سے دھن سے عیاری سے مکاری سے ریاکاری سے اسلام پر حملے کئے گویا انہوں نے اپنی دھرم کی انتی (ترقی) کو محض اسی بات پر محمول کر رکھا ہے کہ دھرم سے یا ادھرم سے راستی سے یا کذب سے دغابازی سے یا فریب سے اسلام کی مخالفت کرنی ہی کرنی گویا یہ ان کا فرض اولی ہے۔ یا پرم دھرم ہے۔ آج تک تو ہم ٹھنڈے دل سے انکے دردناک اور دلخراش واقعات پر وچار کرتے رہے اور دیکھتے تھے کہ آج نہیں کل کل نہیں پرسوں سمجھ جاینگے مگر ربڑ کے تسمہ کی طرح گھڑی کی کمانی کی طرح یہ بل ہی کھاتے گئے ہم نے موتی نثار کئے مگر انہوں نے پتھر پھینکے ہم نے پھولوں کا گلدستہ پیش کیا مگر انہوں نے کانٹے بکھیرے ہم نے امرت نذر کیا مگر انہوں نے ہلاہل پیش کیا آخر تجربہ سے معلوم ہوا کہ ہم اسکو بداخلاقی یا احسان فراموشی اور کینہ توزی نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ جو کچھ برتن میں ہوتا ہے۔ آخر وہی باہر آتا ہے درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ جب سے "نور" کا ظہور ہوا ہے آرین کیمپ میں کھلبلی مچ گئی ہے۔ آرین اخبار انصاف اور دھرم سے پار ہو کر بکشت بات (تعصب) ہٹ دھرمی کا نشکار بنکر واہی تباہی پر اتر آئے ہیں چنانچہ آریہ گزٹ کے ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ قادیان جو مرزا صاحب مرحوم کی گدی کی جگہ ہونے سے اسلام کا مرکز بن رہا ہے۔ وہاں سے ایک پندرہ روزہ اخبار جاری ہوا ہے نام تو "نور" ہے مگر ہے نار سے بھی زیادہ گرم اور سرکہ سے بھی زیادہ تیز" خوب! لالہ صاحب بیشک یہ مومنوں کے لئے نور بلکہ نور علی نور ہے۔ جو انکے سینوں کو معرفت تامہ سے بھرپور کریگا۔ مگر دوزخیوں اور شیاطین کے لئے واقعی نار ہی جو انکے جھوٹے مہابہٹہ باٹہہ اور مت متانتروں کو جلا کر دگمن کریگا۔ یہ وہ نار ہے۔ جو عیاروں مکاروں ریاکاروں بدکاروں غرضیکہ کوناگوں مکاروں کو اپنے شراروں سے جلا کر راکھ کریگا۔ باقی رہا "تیز سرکہ" یہ بھی نہایت موزوں نام آپ نے تجویز فرمایا ہے۔ اسلیئے ہم ایڈیٹر آریہ گزٹ کا بدمنتگی شکریہ ادا کئے دیتے ہیں۔

آجکل مہاشوں پر صفرا غالب ہو رہا ہے صفرا سے آرین مہاشوں کے دماغ بہر گئے ہیں دوست اور دشمن کی کچھ تمیز نہیں کرتے محسن کشی تک پہونچ گئے ہیں۔ ان کے آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا رہا ہے اور ملکی امن میں ہم چخ مچا رہے ہیں چونکہ سرکہ اور پھر سرکہ بھی تیز صفرا کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے اس لئے اس سرکہ کو پی کر مہاشہ گنوں کا تمام نشہ اور خمار اتر جائیگا۔ یہ سرکہ انہیں اشانتی (گبراہٹ) کے گیندر ملٹر سے نکالکر شانتی (اطمینان قلب) کی گنگا میں لیجائیگا فیج اعوج سے نکال کر صراط مستقیم دکھلائیگا مگر آگے اور چلئے۔

بڑے میاں تو بڑے میاں
چھوٹے میاں سبحان اللہ

اب ذرا پرکاش کی پرخاش ملاحظہ فرمائیے پرکاش نور کے ظہور سے چکنا چور ہو کر اور نور کی شعاعوں کی تاب نہ لاکر کباب ہو رہا ہے۔ اور اپنی زبان فیض ترجمان سے اس طرح ہرزہ سرائی کرتا ہے۔ کہ "یہ پیٹ پوجا کے لیئے پرچہ نکالا گیا ہے۔ جب مسلمانوں کے برگزیدہ مولوی آریہ سماج کی مخالفت کر کے اپنی جیبیں پر کر رہے ہیں تو اس غریب نومسلم کو کیا کہا جاوے جس نے اسلام میں جا کر صرف اپنے بزرگوں کی تقلید کی ہے"۔ یہ ہیں ہمارے ہمعصر کے ریمارک پھر آپ اسقدر بہادر اور دلیر ہیں باوجودیکہ ہم نے سب سے پہلے اپنا پرچہ اپنے ہمعصر کی نذر کیا اور تبادلہ کے لیئے تاکید مزید کی مگر آپ نے ایسی دلیری اور بہادری دکھلائی کہ رستم کی بھی ٹانگ توڑ دی باوجودیکہ تمام پرکاش میں ہمارے پرچہ کا ہی رونا رویا گیا ہے مگر یہ پرچہ (پرکاش) ہمارے اخبار کے تبادلہ میں بھی نہیں بھیجا۔ ہم نے اتفاق سے "بدر" کے دفتر میں یہ پرچہ دیکھا۔ یہ تو ہے اس "تھیم بیں" کی جرأت باقی رہا ریمارکس کے متعلق۔ سو ہمکو اسکا چنداں افسوس نہیں یرقان کے مریض کو ہر چیز زردہی نظر آتی ہے۔ چمگادڑ کی آنکھ نور کی روشنی سے منور نہیں ہو سکتی۔ پہلے آپ ایڈیٹر پرکاش ۵۰ روپیہ ماہوار پر پرتی ندھی سبھا کی ایک اخبار کی ایڈیٹری کرتے تھے آپ نے سوچا کہ اس طرح خاموش رہنے سے تو کوئی پوچھیگا بھی نہیں کہ تمہارے منہ میں کتنے دانت ہیں کچھ عیاری مکاری سے اور کچھ دھمکیوں سے بھی کام لینا چاہیئے۔ پھر کیا تھا۔ جھٹ ایکسال میں دو دفعہ استعفا لکھکر دے دیا جس سے ۵۰ سے ترقی کر کے ۱۰۰ روپیہ ماہوار ہو گئے مگر ہمارے اس ویدک دھرم کے دلدادہ کا ید طولی یہاں تک ہی محدود نہ رہا ایک اور ورنیکلر اخبار یعنے پرکاش بھی نکال ڈالا۔ جس سے اس ذات شریف نے پرتی ندھی سبھا کو وہ وہ سبز باغ دکھلائے۔ کہ خیر یہی بھلی اب ہم اپنے ہمعصر سے پوچھتے ہیں۔ کہ کہئے صاحب کس نے جیبیں کترین کس نے دہوکا دیا کس نے دھرم کی آڑ میں ادھرم کمایا۔ کس نے عیاری مکاری ریاکاری سے کام چلایا۔ مگر سچ ہے کہ ضدی اور ہٹ دھرمی انسان کو اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔

ایڈیٹر نور کا لیکچر راولپنڈی میں

یہہ وہ لیکچر ہے۔ جو ۳۰۔ ستمبر کو تقریباً ڈیڑھ ہزار آدمی کی حاضری مین دیا گیا۔ جسکی بابت ہمارا ہمعصر خالصہ سماچار لکھتا ہے۔ کہ ایڈیٹر نور کے لیکچر کے اثر کو کم کرنیکے لیئے ہمین امرتسر سے ایک اپدیشک (واعظ) بھیجنا پڑا۔

دوستو! اس مین کوئی کلام نہین کہ انسان کو پرماتمانے اشرف المخلوقات پیدا کیا ہے۔ اسلیئے بالطبع انسانی شرشٹ چاہتی ہے کہ مین تمام کمندون کو بالائے طاق رکھکر صراط مستقیم یعنی ست مارگ) پر قدم مارون انسان چاہتا ہے کہ مین انسان سے باخدا انسان اور باخدا انسان سے دیوتا بنجاؤن۔ مگر فطرتی کمزوری جو انسان کے گلے کا ہار ہو گئی ہے وہ اکثر دھارمک (روحانی) ترقی مین مانع رہتی ہے مگر وہ انسان جسکو معرفت تامہ کی حقیقی تڑپ ہوتی ہے۔ وہ انسان جس کے دل مین اُس خالق رازق کے لیئے سچا جوش ہوتا ہے۔ وہ تن من دھن اسکے راہ مین ارپن (قربان) کہہ دیتا ہے مجھے بھی اس راستہ پر قدم مارتے ہوئے بہت سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑا مگر مین مایوس نہ ہوا چونکہ مین جانتا تہا کہ انسانی ہردہ خواہ کتنا ہی پاپون مین آلودہ ہو جائے خواہ کتنا ہی حقیقی معیار سے گر جائے۔ پھر بھی اسکے دل مین پرماتمانے ایک ایسی شکتی یعنی طاقت رکھی ہے۔ کہ جب انسان ذرا بھی ست مارگ (یعنی صراط مستقیم) پر قدم مارے تو وہ شکتی کام (شہوت) کرودھ (غصہ) لوبھ (لالچ) موہ (ناجائز محبت) ہنکار (غرور) کی جلتی ہوئی آگ پر سیتل جل کا کام کرتی ہے اسکی مثال بعینہ ایسی ہے۔ کہ پانی خواہ کتنا ہی جوش دیا جاوے مگر جب اُسے آگ پر ڈالو تو وہ ضرور آگ کو بجھا دیگا۔ بعینہ یہی حالت اس شکتی (طاقت) کی ہے میری عمر اسوقت پندرہ سال کی ہو گی جبکہ میرے ہردہ مین معرفت تامہ کی لگن کی گرہ بیج پیدا ہوئی چونکہ میری پیدائش سکھون کے گھرانے مین ہوئی تھی اسلیئے مین باوا جی کے جیون چرتر اور انکے جنم ساکھی یعنے سوانحعمری پر نہایت عمیق نظر سے وچار کیا کرتا تہا اور انکے سکھہ واک (اپنے اقوال) شلوکون کا وچار کر کے اپنے آپ مین ایک انند بہاؤ اور شانتی (اطمینان قلب) محسوس کرتا تہا۔ اسلیئے میرے دوستو آج مین اس مہاتما پرش کے کارنامے اور انکی طرز زندگی اور انکی تعلیم کے متعلق آپ صاحبان کی توجہ مبذول کروانی چاہتا ہون۔ جن کے گیان نے میرے تپتے آتما پر شانتی کی برکہا کی۔

میرے دوستو! وہ مہاتما بزرگ باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ ہین۔ جبکہ آج سے چار سو سال پہلے پنجاب دیش مین دھندو کارہ مچا ہوا تہا۔ جس کی لاٹھی اسی کی بھینس والا معاملہ تہا۔ برہمن نے بھی گاہتری کا پاٹھہ چھوڑ بغل مین چھری دبائی تہی غرضیکہ رعایا کو احکام سناتے تہے اور زبردست عاجز کو کہاتے تھے اور ایسے فیج اعوج یعنی کلجگ کے زمانہ مین ٹپ کر لوگ اسلام جیسی اموک رتن سے دور جا پڑے تھے اور بُت پرستی مین غرق ہو چکے تھے۔ اور ہر قسم کی بداخلاقی ان مین پھیلی ہوئی تہی اس حالت مین خدا تعالےٰ نے پنجاب دیش مین اسلام کی سچائی کی شہادت کو ادا کرنیکے لیئے جس نے ۲۰ کروڑ ہندو جاتی مین ڈنکہ کی چوٹ اس بات کا اعلان کیا اور برملا اسلام کی سچائی کی منادی پھیری اور کہا کہ کلمہ اک یکا ریا دوجا ناہین کوئی یعنی مین صرف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ہی ورد کیئے ہے۔ اسکے علاوہ کسی دوسری چیز کا نہین۔

باوا صاحب کی تعلیم؟

سیر المتاخرین کا فاضل مصنف مولوی غلام محمد صاحب اپنی تصنیف مین نہایت وثوق کیساتھہ اس بات کا حوالہ دیتے ہین۔ کہ باوا نانک جی صوفی محمد حسین کے شاگرد تھے۔ اور یہ صوفی صاحب نہایت مشہور و معروف ولی اللہ تھے اور صوفیوں کے زمرہ مین اپنے جاہ و جلال کے باعث خاص امتیاز رکھتے تھے اور باوا نانک جی نہایت شوق کیساتھہ فارسی اور عربی کی تعلیم ان سے حاصل کرتے تھے اور باوا جی کو قرآن شریف سے ایک ایسا انس اور پریم ہو گیا تہا کہ رات کیوقت بھی چراغ روشن کر کے قرآن شریف کی آیتوں کو حفظ کیا کرتے تھے صرف حفظ ہی نہین بلکہ پنجابی دہڑون اور شلوکون مین نہایت شوق کیساتھہ انکا ترجمہ کیا کرتے تھے۔ بدین وجہ صوفی صاحب کو باوا جی سے ایک خاص محبت پیدا ہو گئی تھی۔ چونکہ صوفی محمد حسین صاحب کے اردگرد ہمیشہ صوفیا کرام کا جمگھٹا لگا رہتا تہا۔ تزکیہ نفس تضرع اور روحانیت کی باتین ہوتی رہتی تھین۔ ہر وقت معرفت تامہ کے بھنڈار کا دور چلا کرتا تہا۔ اسلیئے باوا صاحب اوائل عمر ہی سے صوفیا کرام کے صحبت صالحہ مین رہکر اور نکات معرفت سے متمتع ہو کر باوا جی کا ہردہ پوتر ہو چکا تہا۔ اور وہ کیا ازروی دلائل عقلی و نقلی کیا مجازی طور پر کیا حقیقی طور پر کیا معجزات سے یا مکاشفات سے کیا شانتی یا اطمینان قلب سے اس بات کو کماحقہ سمجھ چکے تھے۔ ہان انہین حق الیقین ہو چکا تہا کہ اگر دنیا مین کوئی سچا

* بہائی سیوا سنگھ جی تہاپر بی۔ اے ایل ایل۔ بی وود وان بھی ذرا دبی قلم سے باوا نانک جی کی انگریزی سوانحعمری مین اسبات کا حوالہ دیتے ہین اگرچہ انکی وقعت کو کم کرنیکے لیئے بہت سا اولہ سے کام لیتے ہے مگر خاک ڈالنے سے کبھی چھپتا ہے چاند

* سروپانی

* روح

مذہب ہے جسپر قدم مارنے سے انسان نجات جاودانی حاصل کر سکتا ہے۔ تو وہ امولک رتن ہیں کیول (صرف) اسلام ہی ہے۔ اسی بنا پر انہوں نے ہندوؤں کی ہر ایک رسم کو صرف برا ہی نہیں کہا بلکہ برملا اسکا کھنڈن کیا۔

زنار بندی

سب سے پہلے زنار بندی ہی لیجئے جنیو ہندوؤں میں ایک ایسی رسم ہے۔ جسکا انگی کار (پہننا) کرنا ہر ایک ہندو کے لئے لازمی اور لابدی ہے کیونکہ بغیر اس کے ہندو ہندو نہیں رہ سکتا جب باوا صاحب کی عمر گیارہ سال کی ہوئی تو پنڈت ہردیال جی کو باوا جی کے یگیوپویت یعنی زنار بندی کی رسم ادا کرنیکے لئے بلایا گیا تو باوا جی نے پنڈت صاحب سے پوچھا۔ کہ اس زنار بندی سے روحانی فائدہ کیا پہنچیگا تو پنڈت جی نے کہا کہ اس سے آپ میں پاکیزگی اور پوترتائی آجائیگی اور اس سے دھرم پدوی (روحانی رتبہ) ملیگا اور اسکے نہ پہننے سے آدمی ملیچھ بنجاتا ہے۔ تسپر باوا صاحب نے یہ شبد پڑھا

شلوک

دیا کپاہ سنتوکھ سوت جت گنڈی ست وٹ
ایہہ جنیو۔ جئیو کا ہے ای تاں پانڈے گھت
نہ ایہہ ٹٹے نہ مل لگے نہ ایہہ جلے نہ جائے
دھنس مانس نانکا جو گل چلے پائے

باوا جی نے فرمایا کہ تاگے کو کاٹ کر اور بٹ دیکر برہمن پہنتے ہیں۔ کہ یہ جنیو ہے بھلا اس سے دھرم مکتی اور تزکیہ نفس کیسے ہو سکتا ہے۔ بھلا یہ تاگا کس طرح انسان کو قعر ذلت سے اٹھا کر تہذیب کی چوٹی پر پہنچا سکتا ہے کسطرح اس تاگے سے شانتی (اطمینان قلب) حاصل ہو سکتی ہے اگر انسان اپنی اندریوں (حواس خمسہ) پر پورا پورا تصرف حاصل نہیں کرتا اگر اس جنیو کے پہننے سے ارتکاب معاصی رک نہیں سکتے تو پھر ایسے جنیو سے کیا فائدہ مجھے تو کوئی ایسا جنیو درکار ہے جس میں رحم کی تو کپاس ہو سنتوکھ (صبر) کا سوت ہو تا کہ جو اندریاں (حواس خمسہ) انیک پرکار کے وشے وکاروں (فسق و فجور) میں مگن کر رہی ہیں وہ صبر سے شانت حاصل کریں شہوت اور غضب کو روک کر حلیمی اختیار کرنا بمنزلہ گانٹھ کے ہے۔ اسے پنڈت اس انسانی اودھار یعنے نجات کے لیے تو ایسا جنیو درکار ہے اگر ایسا جنیو آپ کے پاس ہے۔ تو جی صدقے زہے سعادت دل ما شاد اور اگر ایسا جنیو آپ کے پاس نہیں ہے تو براہ نوازش مجھے معاف ہی فرما دیں۔ آگے سوتک لیجئے۔

سوتک

جب کسی ہندو کے گھر میں لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اس گھر کی ہر ایک چیز مکروہ (بھرشٹ) ہو جاتی ہے۔ اور اس گھرانے کے تمام انسان بھی مکروہ ہو جاتے ہیں اگر سوتک کا یہ طول اس گھر کی چار دیواری تک ہی محدود رہتا تو بھی غنیمت تھا۔ مگر اس نامراد سوتک کا دست تطاول دور دور تک مار کرتا ہے اگر اس گھرانیکا کوئی رشتہ دار پانچ سو یا ہزار کوس کے فاصلہ پر ہے۔ تو یہ سوتک سنگلاخ پہاڑوں کے اوپر سے پرواز کرتا ہوا دریاؤں اور سمندروں کو عبور کرتا ہوا کٹھن منزلوں کو طے کرتا ہوا وہاں بھی جا پہنچتا ہے اور پھر شاستر کا حکم ہے کہ یونہی اس شخص کو سوتک کی خبر پہنچے تو وہ نہ آؤ دیکھے نہ تاؤ فوراً کپڑوں سمیت پانی میں غوطہ مارے اور پھر یہ نامراد سوتک اس گھرانے کو، ایسا مکروہ ہاں بھرشٹ کر دیتا ہے۔ کہ اس کمیونٹی کے لوگ سوتک زدہ گھرانیکو دیکھکر دور سے ہی ناک بھویں چڑھاتے ہیں۔ اور انکے ساتھ مصافحہ یعنی ہاتھ ملاتے ہوئے بھی ہچکچاتے ہیں۔

سر چند اور لکھمی داس (یہ دو باوا جی کے صاحبزادے تھے) کی پیدائش پر سوتک وہاں بھی جا کودا ایک روز جب باوا جی دوپہر کیوقت مودی خانہ سے فارغ ہو کر گھر میں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ پنڈت صاحب گھر میں براجمان (بیٹھے ہوئے) ہیں اور گھر کو سوتک سے پاک کرنیکی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ باوا صاحب نے پنڈت جی سے دریافت فرمایا۔ کہ آپ کیسے تشریف لائے ہو تو پنڈت جی نے کہا کہ پرانی (انسان) کے مرتے اور پیدا ہوتے وقت سوتک یعنی (ناپاکی) آ جاتی ہے یعنے وہ گھر بھرشٹ ہو جاتا ہے۔ اور پھر اسے وید شاستر کی ہدایت کے بموجب پوتر کیا جاتا ہے چونکہ باوا صاحب نے ان بدعتوں کو کھنڈن یعنے (رد) کرنیکے لیے دنیا میں پرویش کیا تھا اور ہندو کمیونٹی (جاتی) کا سدھار مدنظر تھا۔ تو بھلا باوا جی کو یہ بات کب گوارا تھی کہ یہ وہمی رسم باوا جی کے گھر میں ادا کی جائے جن کا "مشن" ایسی بیہودہ رسومات کو جڑ سے اکھاڑنا تھا باوا صاحب نے نہایت سنجیدگی سے پنڈت صاحب کو کہا کہ جس وہمی سوتک پر آپ اپنا نسچہ (یقین) رکھتے ہیں اگر یہی سوتک کی اصلیت ہے تو یہ سوتک تو ہر ایک چیز میں سمایا ہوا ہے اس کی شہادت کے لیے باوا صاحب نے اس شلوک کا وچار کیا۔

جیکر سوتک منیئے سبھ تے سوتک ہوئے
گوہے اتے لکڑی اندر کیڑا ہوئے
جیتنے دانے انکے جیہاں باجھہ نہ کوئے
پہلا جیو پانی ہے جت ہریا سبھ کوئے
سوتک کیونکر رکھیئے سوتک پوے رسوئے
نانک سوتک ایوں نہ اترے گیان اتارے دھوئے
سبھو سوتک بھرم ہے دوجے لگے جائے جمنا مرنا حکم ہے بھانے آوے جائے

ترجمہ (اے پنڈت) اگر آپکے اس سوتک کو مانا جائے۔ تو یہ سوتک تو تمام موجودات عالم میں موجود ہے گوبر اور لکڑی کے اندر بھی کیڑا موجود ہے جسپر روز رسوئی (باورچیخانہ) میں جلائی

جاتی ہیں اور ہزاروں جنیوں یعنے جانوں کا خون ہوتا ہے۔ اور جسقدر اناج کے دانے ہوتے ہیں ان میں بھی کیڑا موجود ہے جبکہ روز کھاتے ہو تو پھر پانی میں تو اسقدر لاانتہا کیڑے موجود ہیں کہ جو حساب و کتاب سے ہی باہر ہیں اور پانی کے ساتھ ہر ایک ذی روح کی زندگی وابستہ ہے آخر ہم ایسے سوتک سے کہاں تک اجتناب کر سکتے ہیں یہ سوتک تو ہر روز ہماری رسوئی میں موجود ہے۔ باوا نانک جی فرماتے ہیں کہ یہ سوتک اسطرح باتیں بنانے سے دور نہیں ہوتا البتہ اگر معرفت الہی کا گیان انسان کے ہردہ میں پرویش (ظاہر) کرے تو اس سے پاکیزگی اور تزکیہ نفس ہو جاتا ہے۔ ورنہ اور کوئی راہ نہیں مگر تمہارا یہ سوتک تو محض قیاسات اور اوہام پر مبنی ہے پیدا ہونا اور مرنا تو امر ربی ہے کھانے پینے کی تمام چیزیں پوتر (پاک) ہیں اے نانک جنہوں نے ایشور کو پالیا وہ اس سوتک کے بندھن سے آزاد ہو گئے۔ یہ جواب سنکر پنڈت لاجواب ہو گیا۔ اور دل ہی دل میں مارے ندامت کے پیچ و تاب کھانے لگا اور ہکا بکا سا ہو کر کہنے لگا کہ کیا وید شاستر تمام کے تمام جھوٹے ہو گئے کیا شاستروں کی تمام تعلیم سوتک کے متعلق لغو اور بے بنیاد ہے تسپر باوا صاحب نے نہایت شانتی کے ساتھ یہ جواب دیا کہ اے پنڈت حقیقی سوتک جس سے ہر ایک انسان کو پناہ مانگنی چاہیئے۔ وہ سوتک یہ ہے ذرا کانوں کے پردے کھولکر سنیئے۔

من کا سوتک لوبھ ہے جیہبا سوتک کوڑ
اکھیں سوتک دیکھنا پر تریا پر دھن روپ
کنیں سوتک کن پئے لتباری کھائے
نانک ہنسا آدمی بدھا جم پر جائے

ترجمہ سنو! پنڈت جی دل کا سوتک تو لالچ ہے اور زبان کا سوتک جھوٹ بولنا ہے جو ہر ایک پاپ کی جڑھ ہے۔ اور آنکھوں کا سوتک تو نامحرم عورت کو دیکھنا ہے اور پرائی دولت پر فریفتہ ہو جانا اور کانوں کا سوتک غیبت کا سننا ہے۔ وہ آدمی جو ایسے سوتک کی الائش میں لت پت ہے۔ جمدوت (منکر نکیر) اسکی مشکیں باندھکر دوزخ میں لیجائینگے یہ بات سن پنڈت جی چپکے سے کان لپیٹ کر چلدیئے

اوتار ہندوؤں کا اعتقاد ہے کہ جب دنیا صراط مستقیم یعنے راہ راست کا تیاگ کر دیتی ہے۔ تو وشن جی کے اودھار کے لئے وہ سروشکتی مان انسانی قالب میں مبعوث ہو کر دنیا کا پاپ دور کرتا ہے اور انہیں راہ راست پر لاتا ہے۔ مگر باوا جی اسکی نسبت فرماتے ہیں "اجونی سے بھنگ" یعنے وہ پیدا ہونے اور جونوں میں ہو آنے سے پاک ہے۔ شرح یعنے پرمیشور اموت یعنے موت سے پاک ہونے سے فنا سے بھی پاک ہے گورو صاحب کے اس قول سے بخوبی ثابت ہوتا ہے۔ ایشور جونوں میں نہیں آتا۔ پس ان لوگوں کا عقیدہ سراسر جھوٹ اور بدیہی بطلان ہے جو کہتے ہیں کہ ہمارے خدا (وشن) نے نو مرتبہ دنیا کے گناہ دور کرنیکے لئے تولد کا داغ اپنے اوپر لیا۔ خصوصاً آٹھویں دفعہ کے جنم لینے کا قصہ تو نہایت ہی دلچسپ بیان کیا جاتا ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ جب زمین دائتوں کی طاقت سے مغلوب ہو گئی تو وشن نے آدھی رات کو کنواری لڑکی کے بطن سے پیدا ہو کر اوتار لیا اور جو پاپ دنیا میں پھیلے ہوئے تھے۔ ان سے لوگوں کو نجات دی۔ اگرچہ یہ قصہ عیسائیوں کے مذاق کے موافق ہے مگر اسبات میں ہندوؤں نے بڑی عقلمندی سے کام لیا کہ عیسائیوں کی طرح اپنے خدا کو سولی نہیں دیا اور نہ اسکے لعنتی ہونے کے قائل ہوئے۔

"کیتا پساؤ ایک کواؤ۔ تس تے ہوئے لکھ دریاؤ"

ترجمہ ایک ہی طاقت ہے جس نے سب موجودات پیدا کی ہے اسی ایک طاقت سے پھر ہزاروں دریا بہ کثرت پیدا ہوئے کواؤ سے مراد طاقت ہے۔ قوی عربی میں طاقت کو کہتے ہیں اسکی جمع قوا ہے۔ یعنے جسقدر موجودات ہے سب اس صانع بیمثال کی قدرت کے نمونے ہیں یعنی ایک طاقت ہے وہ مخلوقات گوناگون اور مصنوعات بوقلموں پیدا کرتا ہے مگر تمام سکھ صاحبان کواؤ کو کن کے معنے میں لینے کے لیئے تیار ہیں یعنے ایشور نے سب موجودات کو کن سے پیدا کیا ہے۔ اور یہ اسلام کا عقیدہ ہے جیسا کہ قرآن شریف میں فرمایا ہے انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون (سورہ یٰسین)، سوائے اسکے حکم نہیں اسکا جب چاہے پیدا کرنا کسی چیز کو یہ کہ کہتا ہے ہو جا واسطے اسکے پس ہو جاتا ہے مگر وید کے عقیدہ کے صریحاً برخلاف ہے۔ (باقی آیندہ)

خالصہ سماچار سے دو چار ہم نے اخبار "نور" کے پہلے نمبر میں حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کچھ لکھا تھا۔ تسپر ایڈیٹر صاحب اخبار خالصہ سماچار بہت سٹپٹائے۔ اور باوا صاحب کو ہندو ظاہر کرنیکی سر توڑ کوشش کی گئی مگر کسی گرنتھ یا جنم ساکھی کے شلوک سے استدلال نہیں کیا گیا محض خیالی تحوں پر ہی زمین آسمان کے قلابے ملائے گئے چونکہ ہمیں سکھ صاحبان سے ایک گونہ انس ہے اسلئے نہیں کہ ہم نے سکھوں کے گھر میں پرورش پائی ہے۔ بلکہ اسلئے کہ یہ قوم حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی نام لیوا ہے جس کی منوہر بانی (پند و نصائح) نے ہمیں تو مذلت سے اٹھا کر گیان کے منارہ پر لا کھڑا کیا فیج اعوج سے نکالکر صراط مستقیم (اسلام) کا راستہ بتلایا بنا بریں

میرے دل میں ہمیشہ یہ تڑپ اور ولولہ رہا ہے کہ جس حوض کوثر (اسلام) سے میں نے اپنی پیاس کو بجھا کر شانتی (اطمینان قلب) حاصل کی ہے۔ مجھے انسانی ہمدردی اسباب پر مجبور کر رہی ہے۔ کہ اس امرت جل کا پتہ میں اپنے بھائیوں کو بھی بتلاؤں جو نیچ اوج (کمراہ) میں بھٹک رہے ہیں اور اسکے لئے سکھ صاحبان کو زیادہ سوچ وچار کی ضرورت نہیں ہے۔ باوا نانک جیکا گیان (نصیحت) اس کے لئے بین نشان ہے۔ کیونکہ

گرو جس کے ہوں جس راہ پر فدا
وہ چیلہ نہیں جو نہ دے سر جھکا

جنم ساکھی (سوانح عمری) حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ جس کے لکھنے والے حضرت باوا انگد صاحب سکھوں کے دوم گورو ہیں۔ اور لکھانے والے بھائی بالا جی ہیں۔ جو ہمیشہ باوا جی کے ہمرکاب رہے ہیں۔ اور سکھوں کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی دوسری کتاب معتبر نہیں ہو سکتی۔ اس جنم ساکھی کے ۲۲۰ صفحہ پر حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ترییہے حرف قرآن دے ترییہے سپارے کین
تس وچ پند نصیحتاں سن کر کرو یقین

باوا صاحب نے اپنے چیلوں کو نصیحت کی ہے۔ کہ قرآن شریف کے تیس حروف ہیں۔ اور تیس ہی سپارے کئے گئے ہیں۔ اس میں بہت سی نصیحتیں ہیں۔ سو تم سن کر یقین کرو۔ آگے اور لیجئے۔ وہی جنم ساکھی بھائی بالا والی صفحہ ۲۲۱

کلمہ اک یاد کر اور نہ بھاکھو بات
نفس ہوائی رکن الدین تس سیں ہوویں مات

مطلب۔ تمام کمندوں کو بالائے طاق رکھکر ایک لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا جاپ (ورد) کرو کیونکہ اے رکن الدین اس کلمہ سے ہی نفس اور ہوا اپنے شیطانی وسوسے اور اوہام دور ہو کر شانتی (اطمینان قلب) حاصل ہوتی ہے۔ پھر آگے اور چلئے وہی جنم ساکھی صفحہ ۲۲۱

لعنت برسر تنہاں جو ترک نماز کرین ٭ تھوڑا بہتا کھٹیا تھوہتھ گو جن

مطلب ۳ ان لوگوں پر لعنت ہے جو نماز کو ترک کر رہے ہیں جو کچھ تھوڑا بہت کمایا ہے اسکو بھی دست بدست ضائع کر رہے ہیں پھر اسی پر ہی اکتفا نہیں آگے اور لیجئے۔ دیکھو گرنتھ صاحب جو کہ ۵ ستمبر ۱۸۸۱ء کو ہز ہائنس راجہ بکرم سنگھ صاحب بہادر والئے فرید کوٹ اور سردار بکرما سنگھ صاحب اہلووالیہ نے باعانت منشی برج لال صاحب مہتمم خیر خواہ پنجاب گوجرانوالہ و منشی گیان چند مہتمم وکٹوریہ پیپر سیالکوٹ نے ترجمہ کیا اور گیان پریس گوجرانوالہ میں ۱۸۸۱ء میں چھپا اسکے صفحہ ۳ پر لکھا ہے اور ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ یہ شلوک تمام گرنتھ صاحبوں میں موجود ہے۔ محلہ پہلا

(۱) عیب تن چکڑ وا یہ من مینڈ کو
کمل کی سار نہیں مول پائی
(۲) بھنور ا دستاد نت بھا کھا بولے
کیوں بوجھے جاں نا بو جھائی
(۳) آکھن ستا یون کی بانی۔ ایہ من وتا مایا
(۴) خصم کی نظر دلیں پسندی جنہاں کر اک دھیایا
(۵) تیہ کر رکھے پنج کر ساتھی۔ ناوں شیطان مت کٹ جائی
(۶) نانک آکھے راہ پر چلنا مال دھن کت کرن سنجائی

ان کا ترجمہ جو دونوں راجہ صاحبان اور منشی برج لال صاحب اور منشی گیان چند صاحبان نے کیا ہے ذیل میں درج ہے۔

(۱) تیرے بدن میں کیچڑ کیا ہے۔ تیرے ہی عیب اور اس میں مینڈک لیا ہے۔ تیرا ہی دل ہائے تو نے جان بوجھکر بھی اس گل نیلوفر کی کیفیت نہیں جانی۔ جو تیرے سینہ میں شگفتہ ہو رہا ہے
(۲) اس پھول پر بھنورہ کیا ہے تیرا استاد جو تجھے ہمیشہ مفید ہدایتیں دیتا ہے۔ تو کبھی سمجھتا اگر وہ اسقدر بھی نہ سمجھاتا تجھے
(۳) نام حق کے بغیر کہنا اور سننا فضول ہے ہائے یہ دل لذات محسوسات میں پھنس رہا ہے

(۴) وہی لوگ سچے صاحب منظور نظر ہیں اور وہی اسے دل سے مقبول ہیں جو اس وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے ہیں۔
(۵) تیس روزے رکھتے ہیں اور پانچوں وقت نماز پڑھتے ہیں۔ اس نیت سے کہ شیطانی وسواس سے اللہ محفوظ رکھے یعنے اگر تو نماز اور روزہ نہیں رکھیگا۔ تو شیطان تیرا نام نیک بندوں اور خدا پرستوں سے کاٹ دیگا باوا نانک جی فرماتے ہیں کہ ہم راہ چلتے مسافر ہیں۔ غرض ہم ایکدم کے لئے بھی یہاں نہیں ٹھہر سکتے۔ ہمکو کیا فرصت ہے۔ کہ اپنے مال و دھن کا حساب کیسکو سمجھا سکیں غرض ہم نے گرنتھ صاحب میں اور جنم ساکھی کے شلوکوں سے ظاہر کر دیا ہے۔ کہ باوا نانک جی ان مقبول بندوں میں سے تھے جنہوں نے دنیا تن من دھن اسلام کے لئے اپنی (قربان) کر دیا ہے اب ہم ایڈیٹر صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرتے ہیں۔

کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہوگی
یہ اوائی کسی دشمن نے اوڑائی ہوگی

آریہ سماج کی دینی کتب میں بیباکی سفاکی کی تعلیم

(گذشتہ سے پیوستہ)

بے ایمان جاہل اور وید کے مخالف اپنی جڑوں سمیت غارت ہو جائیں

میرے دوستو! مبادا کسی کو وید کا ناطق حکم سمجھنے میں شک رہجائے اسلئے ویدک مفسر صرف وید کا ہی نادر حکم صادر کر کے تسلی نہیں پاتے۔ بلکہ وہ ایک اور کلام اس بھول بھلی دنیا پر صادر فرماتے ہیں اور ویدک مفسر ایک دعا یا پرارتھنا کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

کہ جسکا خیال آتے ہی بدن کو لرزہ چھڑ جاتا ہے اور بیباکی وسفاکی کی گھٹا ٹوپ سیاہ بادل اُمڈے چلے آتے ہیں اور بقول آریہ صاحبان کے جوگ درشٹی دوارہ (ذریعہ) ویدوں کے اصل منشاء کو سمجھنے والے لاثانی پنڈت دیانند صاحب ایشور کی بچی ہوئی دعا کو ایشور بانی سمجھ چن چن کر ایک بڑا رتھنا پستک (دعائیہ کتاب) جسکا نام وہ آریہ بھی دنی رکھتے ہیں درج کرتے ہیں۔ تاکہ آریہ لوگ وید کے اپدیش کو زیادہ آسانی سے اور بجلدی جلدی سیکھ لیویں اور غلطی نہ کھاویں اور کماحقہ واقف ہو جائیں وہ دعا یہ ہے اس آریہ بھی دنے کے چھٹے ایڈیشن مطبوعہ سنہ ۱۹۵۶ بکرمی کے صفحہ ۵ پر آریہ سماج کے رشی بلکہ مہارشی صاحب رگ وید اشٹک اول ادھیائے ورگ کے منتر کا وکھیان (ذکر) یوں درج فرماتے ہیں۔

" ادجو باشٹک ڈاکو چور بنو اس گھاتی مورکھ وشے لمپٹ ہنسک آدی دوش مکت اتم کرموں میں وگھن کرنیوالے سوارتھی سوارت سادھن میں تت پر وید ودیا وردھی اناریہ منش وسرب اپکارک یگیہ میں بگھن ڈالنے والے ہیں

ان سب دشٹوں کو مول سہت نشٹ کرو

خوب اسنو اسنو! اے بھارت دیش (ہندوستان) کے رہنے والو مسلمانو عیسائیو یہودیو بدھو برہمو انسانو والو پارسیو وید کا حکم ہے کہ جو لوگ مورکھ یعنی ان پڑھ ہوں سوارتھی یعنی خود غرض ہوں گوشت خور یا شکاری ہوں اچھے کاموں میں بگھن ڈالنے والے ہوں ویدک علوم کے مخالف ہوں اور وید کا ایمان یعنے نہ ماننے والے ہوں وہ بے ایمان ہیں انہیں جڑوں سمیت غارت کر دینا چاہئے واہ کیا کہنے ہیں وید کی کتنی بڑی دیا (مہربانی) اور بردا دیکار (بندہ نوازی) ہے مگر مشکل ہو تو یہ ہے کہ وید کا یہ حکم مان کر اس حکم کے ایک یا دوسری دفعہ کی رو سے آریہ سماجیوں کا کوئی ہی بچہ زندہ رہ سکے۔ اور پھر وید کی اس اگیا کا پرچار (وعظ) کون کرے گا۔ اور پھر بقول آریہ اخباروں کے آریہ سماج میں خود غرض اور رنگ میں بھنگ ڈالنے والے بشواس گھاتی عیار، مکار، ریاکار تو بہت ہیں۔ افسوس ویدنے اپنے ویدک دھرمیوں کی بھی رکھشا (حفاظت) نہ کی۔ مگر آگے اور لیجیئے۔

مخالف ہمارا مذہب قبول کریں

ہمارے غلام ہوں یا مر جاویں

اگر سوامی صاحب کی مہربانی کے احکام کا دائرہ یہانتک ہی محدود رہتا۔ تو بھی غنیمت تھا۔ مگر ان کے نرم سبھاؤ دیالتا نے وہ وہ احکام ویدوں سے چن چنکر نکالے ہیں کہ جس کا خیال آتے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ آپ اپنے مخالفوں کو ختم کرنے یا انہیں غلام بنانے یا اپنا مذہب قبول کرانے کے متعلق جو بے باکی وسفاکی کی ہدایات لیے پیرائے کو دی ہیں چنانچہ آپ وید کے مذکورہ بالا کلام کی تفسیر کرتے ہوئے اسی آریہ بھی دنے کے صفحہ ۱۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔

برہمچریہ گرہست وان پرست سنیاس آدی دھرم انوشٹھان برت رہت وید ماگ جھیدت اناچاریوں کو سبھا ادھیکش شاسن کیجئے جس سے وے بھی شکشا یکت ہو کے شسٹٹ ہوں اتھوا انکا پران انت ہو جائے کیا ہمارے وش میں ہی رہیں۔ گویا سوامی صاحب اس پرارتھنا (دعا) میں یہ ظاہر فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے برہمچریہ گرہست دانپرست (خانہ داری) بن پرست اور سنیاس نہ رکھا ہو مثلاً خود سوامی صاحب نے گرہست خانہ داری اور آریہ سماج کے کثرت سے لیڈروں نے برہمچریہ (تجرد) وغیرہ نہیں رکھا۔ ایسے لوگ یا تو ہماری سکھیا یا تعلیم کو قبول کریں یا انکی زندگی کا خاتمہ ہو جائے یا ہمارے بس میں ہو کر رہیں اب کہئے پنڈت دیانند صاحب کے ویدک دھرم کے خلاف بھارت نواسیو (ساکنان ہند) سناتن دھرمی ہندو یا سکھ یا برہمو یا مسلمان یا عیسائی وموسائی صاحبان اب آپ ان تینوں باتوں میں سے کونسی بات منظور ہے یا تو ویدک مذہب قبول کرو

یا زندگی سے محروم ہو جاؤ

یا ویدک دھرمیوں کی غلامی اختیار کرو

دیا نندیو۔ اگر سچے گرو کے چیلے ہو تو پنڈت لیکھرام صاحب آریہ مسافر کے رسالہ جہاد مطبوعہ ۱۸۹۲ء کے صفحہ ۲ کے ساتھ اس ویدک حکم کا مقابلہ کرو جہاں وہ سورۃ توبہ * کا ترجمہ کرتے وقت مسلمانوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ مگر آگے اور چلیئے۔ وید کا حکم ہے۔ کہ

دشمنوں کا مال واسباب اور عورتیں

لوٹو اور بانٹو

اب بیباکی وسفاکی کی تعلیم میں سے صرف دشمن کی عورتیں اور مال لوٹنے اور کنیزوں کا معاملہ باقی رہگیا۔ سو اگر اس بارے میں ویدک کلام سوامی جی کی مدد نہ کرتا تو آریوں کی مذہبی تعلیم اور ویدک دھرم اس پہلو میں ادھورا رہجاتا۔ بھلا سوامی صاحب اسے کسطرح گوارا کر سکتے تھے۔ اور یہ بھی منوسمرتی کے حوالہ سے پوری کی جسے وہ وید کے مطابق قرار دے چکے ہیں۔ چنانچہ آپ اپنی ستیارتھ پرکاش کے دوسرے ایڈیشن کے صفحہ ۱۹۲ پر آٹھویں سملاس میں سمرتی مذکور کے حوالہ سے تحریر

* سورہ توبہ کے سمجھنے میں پنڈت مذکور نے بہت غلطی کھائی ہے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اپنے کسی آئندہ نمبر میں اسکی تفسیر ہدیہ ناظرین کرینگے۔

فرماتے ہیں۔ اور اس دیو سمادھی کو کبھی تو رتھے کہ جو جو لڑائی میں جس جس پھر تیہ (راکشس) وادہیکچہ (افسروں) نے رتھ گھوڑے ہاتھی جیتے دھن (روپیہ) دھانیہ (غلہ) گائے آدمی پشو اور استر بان انیک پرکار (شما قسم) کے سب دربیہ (چیزیں) اور کبھی قیل آدمی کے کپڑے جیتے ہوں وہی اسکو گرہن کرے پرنتو سیپاہیوں میں (فوجی لوک) ان جیتے ہوئے پدارتھوں میں سے سولھواں بھاگ (حصہ) راجہ کو دیویں اور راجہ بھی سینا سمیت پورہادن کو دے اس انتخاب کے مشکل الفاظ کا ہم نے خطوط وحدانی میں ترجمہ دیدیا ہے اور توجہ طلب الفاظ کو جلی کردیا ہے (باقی آئندہ)

واللہ حدکردی

معلوم ہوتا ہے کہ آرین مہاشوں نے مذہب کو بھی ناٹک کا تماشا سمجھ رکھا ہے۔ آریہ گزٹ کا ایڈیٹر لکھتا ہے کہ صوبہ سرحدی کے ایک گاؤں میں ہندوؤں کا صرف ایک ہی گھر تھا۔ باقی کل کے کل مسلمان تھے۔ کسی اتفاق سے ہندو کی لڑکی مسلمانوں کے گھر چلی گئی۔ گھر کی مالکہ قرآن پڑھتی جاتی تھی اور ہندو لڑکی پر پھونکیں مارتی جاتی تھی پھر کیا تھا لڑکی مسلمان ہو گئی واہ کیا کہتے ہیں اس فہم و فراست کے مذہب نہ ہوا کچھ چھو منتر کا کھیل ہوا ارے اسلام تو اعمال صالحہ اور افعال حسنہ پر موقوف ہے چھو منتر کا کھیل نہیں!

امرت (آب حیات) یا ہلاہل

آریہ گزٹ کا ایڈیٹر اور بہت سے دکھڑوں کے ورلاپ کے بعد اسبات کا اظہار کرتا ہے کہ کوئی مہاشہ سندھی زبان سیکھ لیوے اور سندھ میں ویدک دھرم کا پرچار کرے تاکہ سندھی لوگ بھی دھرم امرت پیویں بہتر ہوتا ذرا دھرم امرت کی تشریح بھی کیجاتی سب سے پہلے نیوگ کا امرت اسکے بعد روح اور مادہ کے اناوی ہونے کا امرت۔ پھر تناسخ کا امرت۔ جس امرت کو پی کر ایک رشی اور مہارشی بھی کتا بلا اور سور بن سکتا ہے۔ بھلا کہاں تک کوئی اس امرت کے

بدنام بھی ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا

مجسم دیوتا پنڈت بھوجدت جی جو اپنی فحش کلامی کے باعث خاص شہرت حاصل کرچکے ہیں۔ اب کلکتہ میں اپنی بخش زنی کی دیرینہ بیماری کی اشاعت میں مشغول تھے۔ کہ پریسیڈنسی مجسٹریٹ کی طرف سے ۲۵ ستمبر کو ایک اعلان کے ذریعہ سے پنڈت جی کو دو ماہ تک لیکچر سے روک دیا گیا۔ اعلان کے الفاظ یہ ہیں۔ "چونکہ اس شہادت کی بنا پر جو میرے سامنے پیش کی گئی ہے مجھے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پنڈت بھوجدت پولیٹیکل ایجی ٹیٹر اور ایک ورنیکلر اخبار مسافر آگرہ کا ایڈیٹر کلکتہ میں آیا ہوا ہے اور وہ البرٹ ہال میں آج شام کو مسلمانوں کے برخلاف لیکچر دینا چاہتا ہے۔ اس لئے میں ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۴۴ کی رو سے امن عامہ قائم رکھنے کی غرض سے پنڈت بھوجدت کو حکم دیتا ہوں کہ وہ کلکتہ شہر میں لیکچر دینے یا پرچار کرنے یا کسی اور جلسہ میں حصہ لینے سے باز رہے۔ میں عام پبلک کو بھی حکم دیتا ہوں کہ یہ حکم آج سے دو ماہ تک قائم رہیگا۔" مگر آرین اخبار پنڈت جی کی معصومیت اور بریت کے لئے زمین آسمان کے قلابے ملا رہے ہیں۔ اور لوگوں پر یہ ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ آپ مجسم دیوتا ہیں۔ اجی یہ کیوں نہیں کہتے۔ کہ پنڈت جی اس سے پہلے صرف ایک دفعہ اپنی فحش کلامی کی وجہ سے سزا بھگت چکے ہیں۔ تاکہ پبلک کو معلوم ہو جائے۔ کہ آپ دیوتا ہیں یا لالہ جی کے سانڈ۔ مگر ان لوگوں کو کیا۔ بیشک سزا ہوا کرے۔ لیکچروں کی ممانعت ہو۔ بلا سے بدنام بھی ہونگے تو بھلا کیا نام نہ ہوگا۔

دیانندی ایشور کے ناموں کی فلاسفی

سوامی دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش کے پندرھویں صفحہ میں اسطرح درافشانی فرماتے ہیں پانی اور جیوونکا نام ناؔر ہے اور چونکہ وہ اس کے (ایشور کے) "این" یعنی جائے قیام ہے اس لئے سب جیووں میں جو محیط ہو رہا ہے اسکا نام نارائن ہوا اب تک ہم بھی حیران تھے کہ وایو اگنی سورج چاند وغیرہ کو ویدوں میں کیوں خدا کہا گیا ہے مگر اب یہ عقیدہ بھی حل ہو گیا چونکہ وایو یعنی ہوا میں ایشور کا پرویش ہے لہذا وہ (خدا وایو ہوا) چونکہ اگنی (آگ) میں بھی اسکا (خدا ہی) جلوہ ہے لہذا وہ (ایشور) آگ ہوا چونکہ آفتاب میں بھی اسکا ہی ظہور ہے لہذا وہ (خدا) آفتاب ہوا اور چاند میں بھی وہی رم رہا ہے لہذا وہ چاند ہوا اعلیٰ ہذالقیاس۔ یہ ہے۔ دیانندی ایشور کے ناموں کی فلسفی اور پھر دعوی یہ کیا جاتا ہے کہ سنسکرت سب سے پرانی زبان ہونیکے باعث ام الالسنہ ہے ارے بدھی مائی کب تک روٹیاں پکائیگی۔

سیاہ جھوٹ

سفید جھوٹ تو ایسے ویسے نتھو خیرے کے حصہ میں آگیا مگر سیاہ جھوٹ کے مالک ہمارے آریہ متر ہیں ۲۷ ستمبر ۱۹۰۹ء کو حضرت خلیفۃ المسیح جناب مولوی نورالدین صاحب نے ماسٹر عبدالرحمن (سابق سردار مہر سنگھ) و شیخ غلام احمد صاحب (سابق لالہ ہیرالال) و ایڈیٹر نور (سابق سندر سنگھ) کو راولپنڈی میں ازراہ حسن ظنی لیکچر دینے کے لیے بھیجا اور ہم نے وہاں جاکر وہ نور جس سے ہم منور ہوئے وہ پریم پیار جسکو پیکر ہمارا جلا ہوا ہردہ شانت ہوا وہ معرفت تامہ کا بھنڈار جس سے ہم سرشار ہوئے ہم نے لوگوں کو اسکی دعوت دی اور راولپنڈی کے مسلمانوں نے نہایت خندہ پیشانی سے ہمارا خیر مقدم کیا اور ہمارے لیکچروں کو بڑی خوشی سے سنا مگر ایک سیاہ جھوٹ کا حامی آریہ مہاشہ پنجاب سماچار میں لکھتا ہے کہ یہاں چند مولوی وعظ کرنے کیلیے آئے جنہوں

نے اپنے آپکو جھوٹ موٹ نومسلم ظاہر کیا۔ خدا جانے ایسے جھوٹ اور فریب سے ان ویدک دھرمیوں کی کلیان (نجات) کسطرح ہوگی کیا اس مہاشہ کے کہنے سے ہم نومسلموں سے قدیمی مسلمان ہو گئے کیا کبھی کووں کے کہنے سے ڈھول ڈورے ہوتے ہیں۔

تیس مار خان

ایکدفعہ ایک پٹھان اور تیس مار خان جولاہ کو اکٹھے رہنے کا اتفاق ہوا۔ پٹھان ہر نماز میں یہ دعا مانگا کرتا تھا۔ کہ اے خدایا تیر تفنگ سے واسطہ ڈال مثل مشہور ہے کہ خربوزے کو دیکھکر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے تیس مار خان جولاہ کے دل میں بھی یہ شوق پیدا ہوا۔ کہ میں بھی بارگاہ الہی میں یہ دعا مانگوں چنانچہ اس نے یہ دعا مانگنی شروع کردی کہ اے خدا تیر تفنگ سے واسطہ ڈال" اتفاقاً کچھہ عرصہ گذرنے کے بعد ایک جگہ لڑائی شروع ہو گئی پٹھان اور تیس مار خان جولاہ کو اکٹھے جانا پڑا مگر جب تیس مار خان نے گھنا گھن توپوں کی آواز اور دھنا دھن بندوقوں کے فائر سنے تو بیچارے کے حواس خطا ہو گئے اسی وقت دعا مانگنی شروع کردی کہ اے خدایا مجھ سے غلطی ہو گئی نلی تانا سے واسطہ ڈال" سو بعض مذہبی سوسائٹیاں تیس مار خاں یا عروسان مذاہب کی ڈیوٹی ادا کر رہی ہیں۔ جب دوسرے مذاہب والوں کو دیکھتے ہیں کہ بحث مباحثہ میں اور پرچار اشاعت سے اپنے مذہب کو ترقی دے رہے ہیں تو ان عروسان مذاہب یا تیس مار خانی سوسائٹی کے دل میں بھی شوق کودتا ہے۔ کہ چلو ہم بھی میدان میں زور آزمائی کریں۔ مگر جب غیر مذاہب والوں کے اعتراضوں کی بوچھاڑ پڑتے ہیں تو بلا ساختہ کہہ اٹھتے ہیں اے خدایا نلی تانا سے واسطہ ڈال"

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بدقسمتی سے مسلمانوں میں جہاں اور بہت سی بیماریاں ہیں وہاں غلط فہمی کا مرض بھی روز افزوں ہوتے جا رہا ہے ذرا کسی نے سر نکالا یہ بیچارے تن سے تن اسکی اگر ہو سکے تو دہن سے بھی اسکا سر کچلنے کے لئے تیار یہی وجہ ہے۔ کہ مسلمان تنزل کر رہے ہیں کیونکہ ہم میں ہمدردی نہیں اتفاق نہیں وحدت نہیں ہمارے بعض جنڈی دوستوں میں آج کل یہ چرچہ ہو رہی ہے کہ "نور" اخبار کے اجرا کے لئے میرے معزز اور مکرم بھائی بابو نور الہی صاحب نے روپیہ دیا ہے مگر میں اسکی تردید کرتا ہوں کہ یہ میرے دوستوں کی محض نمائشی حسن ظنی ہے۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ بابو صاحب کو "نور" سے بہت پریم ہے پیار ہے۔ کیونکہ آپکا ہردہ (دل) اسلامی محبت میں سرشار ہے۔ میں اپنے دوستوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اس اخبار کے اجرا میں اس خدا تعالے نے مجھے غیبی مدد دی ہے جس نے مجھے چاہ ضلالت سے نکالکر اسلام جیسا امولک رتن عطا فرمایا۔ اور اس کے بعد اس اخبار کی مدد اس دیالو اور کرپالو انسان نے کی ہے جس نے میری آتمک دیتی (سخت مشکلات) میں میری سہائتا (حفاظت) کی جس نے انیائی اتیاچار (بے انصافی) کو دیکھکر مجھ کو ڈھارس دی جس نے میرے لرزتے ہوئے جسم اور تھرتھراتے ہوئے من کو شانتی (اطمینان قلب) بخشی میرے دوستو جانتے ہو کہ میں اسوقت کس دھرم آتما پرش کا ذکر کر رہا ہوں میری مراد اسوقت میرے پرم پتا حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نور الدین صاحب سے ہے۔ میرے دوستوں نے مجھے ابتلا میں ڈالا مگر خدا نے مجھے ابتلا سے نکالا میں طوفان میں چٹان ہو کر ہر چند مشکلات کا مقابلہ کیا مگر جو سختیاں اور جور و ستم مجھ پر روا رکھے گئے انہوں نے ایک ایک وقت میری پیٹھ توڑ دی لیکن اگر نور دین کا زبردست ہاتھ میری سہائتا نہ کرتا اور وہ میری کمزوریوں پر چشم پوشی کرتا تو میری حمایت اور تالیف قلب میں مصروف نہ ہوتا تو شاید میرے بعض دوست مجھے مجبور کر دیتے کہ میں قادیان کی پوتر بھومی کو الوداعی سلام کہکر چلا جاتا۔ مگر خدا نے میرے اس دکھ میں یہ شانتی کا فرشتہ میرا مرتی بنا دیا۔ جس کی وجہ سے میں تمام جور و ستم سختیوں و اتیاچار کا نہایت خوشی سے ہاں تپاک سے خیر مقدم کیا کیونکہ میں جانتا تھا کہ ایک مومن مشکلات کی انگیٹھی کی بھٹی میں پڑکر اگر لوہا ہے تو فولاد ہو جاتا ہے اگر سونا ہے تو کندن بنجاتا ہے کیونکہ

کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو
کبھی نصرت نہیں ملتی در مولا سے گندوں کو

بہرحال میرے معزز دوست کا یہ خیال صحیح نہیں میں اس غلطی کا ازالہ اسلئے نہیں کرتا کہ نور کی اشاعت میں مدد دینا کوئی قومی یا اخلاقی جرم ہے۔ بابو منظور الہی اشاعت اسلام میں وہ کام کر رہے ہیں جو تنخواہ لینے پر بھی لوگ نہیں کر سکتے پیسہ اخبار میں انکے مضامین کا سلسلہ ملک بھر میں قابلیت اور پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا ایسی حالت میں اگر نور کو وہ مدد دیتے اور انکے اجرا میں انکا روپیہ ہی آبیاری کا موجب ہوتا تو سب سے زیادہ خوشی بابو منظور الہی کو ہوتی مگر اشاعت اسلام کے شوق اور جوش نے اسے وہ ہاتھ ہی نہیں دیا کہ وہ آہنی صندوقوں میں روپیہ جمع کر سکے غرض مجھے اس غلط فہمی کے ازالہ کی صرف اسی لئے ضرورت ہے کہ گویا نور کے لئے روپیہ دینا گیا ہے۔ کسی شخص کی مدد کرنا ہے۔ میں ایسی خوش فہمی پر تو قربان ہوتا ہوں کہ خدمت اسلام کے عاشقوں کو تو ایسے لوگوں کے پیدا ہونے سے خوشی ہونی چاہیے جو انکا ہاتھ بٹائیں یا ایسے برے معنوں میں لیا جاوے اے خدا تو آپ ان لوگوں کی آنکھیں کھولدے اور تو اپنا نور انکے قلوب پر نازل کر

ضرورت زمانہ

یہ وہ نہایت ضروری کتاب ہے جو ماسٹر عبدالرحمن صاحب بی اے (سابق مہر سنگھ) نے آریوں عیسائیوں کے اعتراضوں کے جواب میں ... اور اسلامی سکولوں اور کالجوں کے طلبا کے لئے نہایت دماغ سوزی اور جانفشانی اور محنت سے لکھی ہے کتاب واقعی عالمانہ ہے مفصل ریویو اسپر پھر ہوگا قیمت ... ملنے کا پتہ ماسٹر عبدالرحمن قادیان گورداسپور

وہ مجھے دیکھیں اور بھائیوں میں اپنے دوستوں کو اطلاع دیتا ہوں۔ کہ نور کی اعانت اور حمایت خداتعالے کے دین کی اعانت اور حمایت ہے ہاں چونکہ نور کا کام امتیاز ہے ظلمت رہ نہیں سکتی۔ اسلیئے وہ حق کو حق دکھائیگا اور باطل کو باطل وہ کسی کی جھوٹی خوشامد نہیں کرسکتا۔ اور نہ کسی کی قابل قدر خدمات کے احساس سے رک سکتا ہے۔ اسے خداتعالے کے توکل پر جاری کیا گیا ہے وہی میری چٹان اور وہی میرا تکیہ ہے میں کسی زمینی انسان کا اس امر میں شرمندۂ احسان نہیں ہوں ہاں نورِ دین جسکے لیئے خدا کا نور کہہ گیا

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نوردیں بودے۔

میرا سچا معاون اور غمگسار ہے اور میں اسے آسمانی فرشتہ سمجھتا ہوں خواہ کوئی اسپر ہنسے یا چڑے مجھے ایسے ہونے کی پرواہ نہیں۔

لیجئے ایک اور نیا گل کھلا

پنجابی میں مثل مشہور ہے کہ رنج ان نغن گدڑ آن ہو یہ مثل بعینہ آجکل ہمارے آریہ مہاشوں پر لگتی ہے۔ سرکار انگلشیہ کی کمال مہربانی اور رعایا پروری سے کئی سال کی غلامی کے بعد انکی آنکھیں کھلی ہیں۔ مگر بجائے اسکے کہ یہ ایسے مہربان دیالو کرپالو مہاراجہ کا شکریہ ادا کرتے الٹے ناراستیوں ہو رہے ہیں ریاست پٹیالہ میں ۲۷ آریہ مہاشہ الزام سڈیشن میں پکڑے گئے ہیں جن میں معززین ذیل بھی شامل ہیں مسٹر جوالا پرشاد اسسٹنٹ انجنیر مسٹر نند لال اکونٹنٹ سررشتہ تعمیرات لالہ لچھمنداس ہیڈ ماسٹر پٹیالہ ہائی سکول بابو بیوا سنگھ افسر خزانہ لالہ دھنی رام ہیڈ ماسٹر پولیس ٹریننگ سکول معلوم ہوتا ہے کہ پولیس بہت دنوں سے انکے چلن کو تاڑ رہی تھی۔ اور گرفتاری کا فیصلہ کونسل آف ریجنسی پٹیالہ کے لوٹنے سے پہلے ہی کیا گیا تھا اس مقدمہ کے سماعت اور فیصلہ کے لیئے ایک خاص ججاں کی عدالت قرار دیگئی ہے

لوگ حیران ہیں کہ آجکل ان آریہ مہاشوں پر کونسا زبردست بھوت سوار ہو رہا ہے جو انکی ناک سے پکڑ کر جو جی چاہتا ہے کروائے ڈالتا ہے اسے بھوت وقت کیا سوار ہونا ہے تنادرستی کا مٹ رہی ہے۔

قلمرو نظام سے نکالے گئے

ایک پیغام تار سکندرآباد دکن سے موصول ہوا ہے۔ کہ حضور نظام عالیمقام نے ایک شاہی فرمان نافذ کرکے عہدداران و ملازمان ذیل کو نہ فقط ملازمت سے برطرف فرمایا بلکہ انکو ملک بدر بھی کردیا ہے۔ (۱) مولوی محمد عزیز مرزا (۲) انکا دوسرا اسسٹنٹ مولوی سید عطاء الدین (۳) رجسٹرار سررشتہ وضع آئین مسٹر ظفر علیخان ان تینوں کے حق کی پنشن برابر ملا کریگی۔ اور انکو تین تین ماہ کی تنخواہ نوٹس برطرفی کے دیجیگی۔ افسر سررشتہ کے نام حکم آیا ہے۔ کہ ان تینوں کو عہدہ سے فوراً علیحدہ کردیں اور کہدیں کہ اپنا بوریا بستر ابدھنا باندھکر قلمرو نظام سے باہر ہوجائیں چنانچہ اس حکم شاہی کی تعمیل میں تاخیر نہیں ہونے پائی اور نواب نظامت جنگ بیگ از ججان ہائیکورٹ نظام ہیں انہوں نے مولوی محمد عزیز مرزا کو ہوم آفس کے کام سے جلدی سبکدوش کردیا اور فرمان مذکور میں یہ بھی درج ہے۔ کہ مسٹر عبدالحلیم شرر بھی فوراً ڈسمس کیئے جائیں یہ ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم کے اسسٹنٹ تھے غالباً مسٹر شرر وہی ہیں جو کہ رسالہ دلگداز لکھنؤ اور بہت سے غیر معروف ناولوں کے ایڈیٹر اور مصنف تھے اور ہمعصر اودھ پنچ کے زیر مشق رہکر بڑی شہرت پائی تھی یہ نہیں بتلایا گیا۔ کہ ان حضرات سے ایسی کیا بری حرکتیں سرزد ہوئی ہیں کہ ایسی مشہور اور مہربان ریاست سے دانع کا اتنا بڑا دھبہ پایا اور رسوائی سے خارج ہوجانا پڑا۔

سردار مہر سنگھ جی کا لیکچر

یہ میرے معزز اور نیز رگ بھرآتا ماسٹر عبدالرحمن صاحب (سابق مہر سنگھ) جیکا وہ لیکچر ہے۔ جو آپنے راولپنڈی میں ۳۰۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء کو ایک ہزار آدمی کے روبرو جس میں شہر کے رؤسا اور ہر مذہب کے چیدہ چیدہ آدمی موجود تھے۔ دیا میرے معزز بھائی نے جس حسن و خوبی سے اسلام اختیار کرنیکے ادلّہ بیان فرمائے ہیں وہ دیگر سکھ صاحبان کے لیئے کسوٹی ہیں اور جسطرح تمام گمندوں کو بالائے طاق رکھکر باوا نانک جی کی پوتر بانی نصیحتوں کو اپنا پرم دہرم یعنے فرض اولے سمجھکر اسپر عمل کیا ہے وہ ضرور ہی ضرور سکھ صاحبان کے لیئے سند پکڑنے کے قابل ہے۔ اور جس منصفانہ اور بے لاگ طریقہ سے آپنے الہامی کتاب کا ثبوت دیا ہے وہ آرین مہاشوں کے لیئے اتمام حجت ہے اسلیئے حق و حکمت کے اہلاغیوں کو چاہیئے کہ وہ اس مضمون کو پڑھکر لابھ اٹھائیں۔

(ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الہامی کتاب کونسی ہوسکتی ہے

اکثر دیکھنے اور سننے میں ہی آیا ہے کہ بعض لوگ جو اپنا مذہب تبدیل کرتے ہیں اور دوسرے کو اختیار کرتے ہیں تو وہ اپنی نیکی اور کامیابی اس امر میں سمجھتے ہیں کہ پرانے مذہب اور اسکے بانی مبانی کو پیٹ بھر کر کوس لیں۔ لیکن جو مذہب یعنے اسلام جو مینے اختیار کیا ہے اسکی یہ تعلیم ہے۔ کہ کسی مذہب کے پیشوا کو برا کہنا تو درکنار بت پرستوں کے بتوں اور ہر ایک غیر اللہ کو جسے

کوئی قوم اپنا معبود بنائے ہوئے تھے ان میں سے کسی کو کبھی بھی دشنام دہی سے یاد کرنا گناہ میں داخل ہے۔ سو درحقیقت وہ لوگ اس ملک اور قوم کے دشمن ہیں جو اس اسلامی پاک اصول کو جو سراسر صلح اور آشتی پر مبنی ہے۔ اپنا دستور العمل نہیں بناتے یہی پاک اصول ہے جسکی وجہ سے میں حضرت باوا نانک کو اس سے دس گنا عزت اور وقار سے یاد کرتا ہوں جتنا کہ میں انکی نسبت بحالت کفر اعتقاد رکھتا تھا۔ سو واضح ہو کہ میں ابتدا میں سکھوں کے ہاں پیدا ہوا۔ اور جہانتک خدا تعالےٰ نے مجھے توفیق دی تحقیقات کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ موجودہ سکھ مذہب وہ مذہب نہیں ہے جس پر گرو نانک نے قدم مارتا تھا۔ کیونکہ مسرور زمانہ سے اور ملکی حالات کے ماتحت گرو نانک کے بعد گرو گوبند سنگھ جی نے ملکی ضروریات اور پولیٹیکل وجوہات کو ملحوظ خاطر

رکھکر سکھ قوم میں ایسی رسومات مذہبی جاری کر دیں جسکا نتیجہ آخرکار یہ ہوا کہ میرے بھائی بند اور بزرگ ان فرائض مذہبی کے پابند نہ رہے جن پر کہ گورو نانک صاحب عمر بھر عملدرآمد کرتا تھا۔ جیسا کہ گرو نانک صاحب کا دو دفعہ بیت اللہ کا حج کرنا اور بغداد بخارا اجمیر وغیرہ مقدس مقامات پر محنت شاقہ برداشت کر کے پہنچنا۔ اور وہاں پر اللہ اللہ کا وظیفہ کرنا اور نماز گزارنا ایسے امور ہیں کہ آجکل کے ۳ لاکھ سکھوں کو اکٹھا کیا جاوے تو شاید ان میں دو درجن بھی ایسے اشخاص نہ ملینگے جو مذکورہ بالا امور کے پابند ہوں یا انکو اچھا سمجھکر انکی پرچار کرتے ہوں میں نہیں دیکھتا کہ ہمارے قدیمی بزرگوں اور مہربانوں میں سے کوئی شخص یہاں موجود بھی ہے جو ہردوار اور جگن ناتھ جی میں جا جا کر ہنود کو بت پرستی اور جل پرستی سے منع کر کے انہیں اسلامی مقدس مقامات کی طرف توجہ دلاتے ہوں جیسے کہ گرو نانک جی کیا کرتے تھے اور سروں پر کیس رکھنا۔ کنگا۔ کچھ۔ پہل کڑا کا استعمال کرنا ایسی مذہبی رسومات ہیں جنکا بابا نانک کو خواب خیال نہ تھا خیر یہ جو کچھ تھا آئندہ گروؤں کی مہربانیاں ہیں جو انہوں نے سلطنت اسلام کے زمانہ میں روا کر لینی جاروناچار ضروری سمجھیں قصہ کوتاہ باوا نانک کا پانچ ارکان اسلام کا پابند ہونا اور اپنی آخری وصیت (جو چولا صاحب میں صاف صاف لکھکر بھیجا) کہ دنیا میں صرف ایک ہی مذہب ہے جو خدا کے ہاں قابل قبولیت ہے (ان الدین عند اللہ الاسلام) اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ورد بدست خود تحریر کر کے دیجانا جو آج تک ڈیرہ بابا نانک میں موجود ہے یہ ایسی باتیں ہیں کہ ان کی اطاعت یا عدم اطاعت کے لحاظ سے اگر سچا سکھ ہوں تو فی الواقعہ میں سکھ ہوں کیونکہ درحقیقت مینے خدا کے فضل سے ان میں سے بہت کچھ سیکھ لیا جو گرو نانک جی اپنے قول اور فعل سے سکھلانا چاہتے تھے کیونکہ میں اس مضمون کو عمداً ترک کرتا ہوں کیونکہ یہ مضمون ایک اور سکھ سردار نو مسلم کیلئے ہے اور میں اب یہ بتلانا چاہتا ہوں۔ کہ الہامی کتاب کونسی ہو سکتی ہے اور اس کی علامات کیا کیا ہیں۔

الہامی کتاب

جب مینے اسلام کو پسند کیا تو میرے دل میں خیال آیا کہ وہ کونسی خوبیاں اور نشانیاں ہیں جو اس کتاب میں پائی جاتی ہیں جو خدا کے منہ کی باتیں ہیں سو غرض ہے کہ خدا کی طرف سے وہی کتاب ہو سکتی ہے۔ اور وہی مذہبی لحاظ سے کچھ دنیا میں کام کر سکتی ہے اور مذہب کی علت غائی تک لوگوں کو پہنچا سکتی ہے۔ جس میں خدا کی ایسی زبردست قدرتیں اور الٰہی طاقتیں مشہود ہوں جو دوسری کتابوں میں نہیں پائی جاتیں۔ اور درحقیقت ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ہر ایک سمجھ سکتا ہے۔ کہ خواہ کوئی کتنا ہی ملمع سازی اور جعلسازی سے کام لے اور کھوٹے سونے کو کھرا سونا کر کے پبلک کے آگے پیش کرے آخر جوہری اپنی کسوٹی پر چڑھا کر سچ جھوٹ میں فرق عیاں کر دیتا ہے۔ پھر جب ادنیٰ چیزوں کے امتیاز اور فرق کے لئے بعض علامتیں موجود ہیں تو پھر خدا کی کتاب ایسی ہرگز نہیں ہو سکتی جس کے ساتھ اس سے بڑھ چڑھ کر اسکی سچائی اور کھرا پن دکھلانے کے لیئے ثبوت اور نشانات نہوں ہر ایک سمجھ سکتا ہے۔ کہ ہر ایک قسم کی صنعت اور تصنیف اور معماری اور کاریگری اور فن میں اسکو صناع یا مؤلف مصنف اور کاریگر کے عیب وصواب اتر آتے ہیں۔ اگر کوئی کتاب بناتا ہے یا دکان طیار کرتا ہے۔ ضرور ہے۔ کہ اس مصنف اور معمار کے نقائص اور خوبیاں اسکے نتائج طبع میں انعکاس کریں۔ یہ میز اور وہ مکان جو ہمارے سامنے موجود ہے۔ ہر دونوں کے بنانیوالوں کی خوبیاں اور نقص ایک دانشمند کے سامنے ظاہر اور عیاں ہیں اسی طرح جو کتاب منجانب اللہ ہوا کرتی ہے اس میں بھی خدا کی وہ زبردست قدرتیں موجود ہونی چاہئیں۔ جو انسانی کتابوں یا دیگر ناقص مبدل پستکوں میں ہرگز نہیں کیونکہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کہ عاجز انسان کے دل و دماغ سے نکلی ہوئی تصنیف و تالیف اپنے اندر وہ حقایق معارف اور قدرتیں اور خوبیاں رکھے جو انسان اور نظام عالم کے خالق مالک کی تصنیف میں ہو سکتی ہیں چونکہ انسان اور خالق انسان میں بڑا عظیم الشان فرق ہے۔ جسکی ہمارے ذہن میں

کوئی نسبت ہی نہیں۔ پھر یہ بھی ضرور ہے۔ کہ دونوں کی کتابوں اور تصنیفوں میں بھی ایسا ہی عظیم الشان تفریق اور تمیز اظہر من الشمس ہو۔ پس اب میں یہ پیش کرتا ہوں۔ کہ قرآن شریف میں کونسی الٰہی زبردست قدرتیں ہیں۔ جن کے باعث وہ دیگر تمام کتب سے آج روئے زمین پر ممتاز ہے۔

دعویٰ بلا ثبوت بجز اسلام کے ہر ایک مذہب کا پابند بعض اسباب پر ایمان اور یقین رکھتا ہے اور بڑھ بڑھکر دعویٰ کرتا ہے کہ خدا قادر مطلق ہے پرمیشور عالم الغیب ہے۔ اور وہ خالق اور رازق ہے۔ لیکن یہ سب خشک طفلانہ تقلیدی کے طور پر دعوے ہیں جب تک کہ انکے ساتھ ثبوت اور شہادتیں پیش نہ کیجاویں قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں اگلی پچھلی سب باتوں کو جانتا ہوں اور علم غیب میری دائمی صفت ہے۔ اور میں قادر مطلق اور مالک ہوں۔ پھر ساتھ ہی فرماتا ہے۔ جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاماً للناس والشھر الحرام والھدی والقلائد ذلک لتعلموا ان اللہ یعلم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض وان اللہ بکل شیءٍ علیم پ۷ رکوع ۳ یعنے خدا فرماتا ہے کہ خدا نے کعبہ کو عزت کا گھر بنایا ہے اور لوگوں کے قیام کا باعث ہے اور حرمت کے مہینے اور قربانیاں اور گلے پٹے والی قربانیاں مقرر کردی ہیں یعنے جب تک مخلوق کے لئے مقدر ہے۔ کہ اس زمین پر سکونت رکھے خدا تعالےٰ مکہ معظمہ کو عزت اور احترام کیساتھ رکھے گا۔ اور لوگونکا اجتماع ہوتا رہیگا اور دیگر رسوم حج ادا ہوتی رہینگی اور یہ باتیں پیشگوئی کے طور پر اسلیئے رکھی گئی ہیں تاکہ تمہیں اس بات کا یقین اور علم ہو جاوے کہ درحقیقت خدا ہے اور وہ زمین و آسمان اور مافیہا کی سب باتوں سے خبردار ہے اور کوئی ہونیوالا واقعہ اس کے علم سے باہر نہیں رہے۔ اور کوئی نہیں کہ اس مقدس شہر کو مسمار کردے اور وہاں کے سالانہ اجتماع کو منتشر کردے دنیا میں بڑے بڑے مقدس مقامات اور زبردست مکانات بنائے گئے لیکن بنانیوالوں کو کیا خبر تھی کہ ان عظیم الشان عمارتوں پر ایک ایسا وقت بھی آنیوالا ہے۔ کہ انکی اینٹ سے اینٹ بجا دیجاویگی چنانچہ آتشکدہ آذر شام کا ہیکل اور بیت المقدس یروشلم سومنات کا مندر بنارس ڈلفی روما وغیرہ وغیرہ میں جلایا عظیم الشان مکانات بنائے گئے لیکن کوئی شخص دعوے کے طور پر یہ پیشگوئی نہ کرسکا۔ کہ یہ مقامات فلاں وقت تک محفوظ رہینگے لیکن خدا ہی ایک ایسی ذات ہے جو ایک تنکے کو پہاڑ بنا سکتی ہے اور ایک ذرہ بمقدار کو عظیم الشان بنا سکتی ہے۔ اور وہی پاک زبردست وجود ہے۔ جو آنیوالے حادثات اور واقعات پر دست قدرت پھیلائے ہوئے ہے ظاہر ہیں کہہ سکتا تھا کہ متذکرہ بالا مقامات دیرپا ہونگے جنکی حفاظت اور پشت پناہی کے لیئے بڑے بڑے راجاؤں اور بادشاہوں کی فوجیں طیار رہتی تھیں لیکن ایک اجاڑ وادی میں خدا نے ایک غیر محفوظ شہر کو پناہ میں لیلیا۔ اور کہدیا کہ ہم خود اسکی محافظ ہونگے اس عظیم الشان پیشگوئی کے اندراج سے میری غرض یہ ہے کہ قرآن کریم میں آئندہ زمانہ کے متعلق متعدد پیشگوئیاں اسقدر ہیں کہ شمار سے باہر ہیں۔ ایک اور جگہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ مرج البحرین یلتقیان بینھما برزخ لا یبغیان سورۃ الرحمٰن پ۲۷ فرمایا کہ یہ بحیرے (بحیرہ روم و قلزم) جو ہیں اگرچہ انکے درمیان ایک روک درپردہ حائل ہے جس سے تجاوز نہیں کرسکتے لیکن ایک وقت آتا ہے۔ کہ یہ وہ اور روک اٹھا دیجاویگی بعدہ دونوں سمندر آپس میں ملا دئے جاوینگے یہ عظیم الشان پیشگوئی جو نہر سوئز کے متعلق چھٹی صدی میں حضرت صلعم پر ظاہر ہوئی اس وقت سے لیکر اٹھارویں علیسوی صدی تک کسی کو خیال تک نہ آیا کہ یہ بات یوں ہونیوالی ہے۔ بلکہ نپولین بونا پارٹ کے انجنیروں نے اسے رپورٹ دی کہ دونوں سمندروں کی لیول یعنے آبی سطح میں ۳۰ فٹ کا فرق ہے اسلیئے یہ سمندر ملحق نہیں ہوسکتے لیکن ۱۸۶۹ء میں دونوں سمندر ملائے گئے اور اس پیشگوئی کا وقوعہ اسی طرح وقوع میں آگیا جیسے کہ اللہ تعالےٰ نے چھٹی صدی کے شروع آنحضرت صلعم پر کھولدیا تھا۔[1]

ان دونوں پیشگوئیوں کے علاوہ صدہا اور پیشگوئیاں ہیں جنکا ذکر کرنا موجب طوالت ہوگا۔ لیکن اس امر کے ثابت کرنیکے لیئے یہ دونو گواہ کافی ہیں کہ قرآن کا مصنف درحقیقت وہی قادر مطلق ہے اور عالم الغیب بھی ہے۔ کیونکہ اسکی دونوں زبردست قدرتیں مکہ معظمہ کے محفوظ رکھنے اور اسکو ایک نشان کے طور پر قائم رکھنے سے ظاہر اور مشہود ہیں لیکن ویدوں کے بارے میں ہم لوگ خود کچھہ نہیں کہتے۔ (باقی آئندہ)

حاشیہ بر بقیہ آیت میں فرمایا فبای الاء ربکما تکذبان یعنے اس راہ (نہر سوئز) کے افتتاح ہونیکے بعد تمہیں اے مشرقی لوگو گوناگوں نعمتیں دیجاوینگی پھر ان انعامات اور سامان آسائش آسودگی اور امن و تہذیب کے باب میں جو صد اصطلاحیں جسمانی رنگ میں ہونگی پھر دوسری قسم کی نعمتیں جو روحانی رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور اصلاح اور تجدید کیساتھ وابستہ ہیں۔ ان دونوں قسم کی آلاء سے تم کیوں اور کسطرح انکار اور کفر سے پیش آؤگے۔ یعنی تم روحانی اور جسمانی انعامات سے متمتع ہوکر کیونکر ان کا انکار اور کفران نعمت کرسکتے ہو۔؟

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۶

اے لوگو کہیں نور خدا پاؤ گے

ضوابط

(۱) ... مہینے میں دو دفعہ شائع ... نرخ
... سالانہ ۱ششماہی ...
... اور طلباء سے ۱۲ سالانہ پیشگی
... ظام سے امتیازی قیمت (۲)
... جو کچھ عطا کریں وہ عطیہ تصور ہوگا
... حضرات کے اسمائے گرامی سرپرستان
رسالہ ہذا کی فہرست میں درج ہونگے
(۴) والیان ریاست سے ۵ سالانہ پیشگی مقرر ہے

الله نور السمٰوات و الارض

اخبار نور

جو قادیان سے
پندرہ روزہ شائع ہوتا
ہے۔

تاریخ اشاعت
۱۵- نومبر سنہ ۱۹۰۹ع

تو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

مقاصد

(۱) اسلام ... اظہار کرنا
اور دیگر ... بیان کرنا
(۲) آریو ... سے اسلام
کو بچا...
(۳) ال... اسلام کے منور
چہرہ ... دور کرنا
(۴) ... کرنا سکھ قوم
میں باوا نانک جی کی تعلیم کا پرچار کرنا

نمبر ۴	ایڈیٹر شیخ محمد یوسف نومسلم، سابق سورن سنگھ کمار دوان برہمچاری	جلد ۱

ہوا کا رخ

(۱) گزشتہ سے پیوستہ ہفتہ میں بڑے ڈھول ڈھکوں کیساتھ مادی ترقی کے لیئے ہندو کانفرنس اور مسلم لیگ کے اجلاس منائے گئے وہاں وہاں تقریروں کی بھرمار اور آہ و پکار سے آکاش گونج اٹھا مگر جب تک دین کو دنیا پر مقدم نہ کیا جائیگا فتح محال بلکہ ناممکن ہے۔

(۲) انگلستان کے لبرل اور کنسرویٹو جماعتوں میں جو اختلاف رائے تھا حضور ملک معظم دام ملکہ کو ان جھگڑالو جماعتوں میں اصلاح ذات البین کا خیال پیدا ہوا۔ جو ایک نہایت مبارک فال تھی لیکن افسوس سے معلوم ہوا کہ مزدوروں کی جماعت کا منہ پھٹ لیڈر مسٹر کیر ہارڈی نے حضور ملک معظم کی شان میں گستاخانہ طور سے کہا کہ شاہ معظم کو ملکی پالٹیکس سے الگ ہی رہنا چاہیئے یہ ہے آزادی کی ہوا کا اثر ع

جو خال حد سے گزرا وہ بیشک مسا ہوا

(۳) جاوید پاشا سپہ سالار افواج البانیا جو انتفائے آتش بغاوت پر مامور تھا رپورٹ کرتا ہے کہ اس نے ارناؤط کی بغاوت مٹادی ہے۔ ارے ارناؤط تو پہلے ہی مخلص رعایا ہیں تم انکے سرداروں کو راہ راست پر لاؤ علت کو رفع کرو معلول خود بخود دفع ہو جائیگا۔

(۴) حدیدہ یمن کا بندرگاہ کے معززین نے بذریعہ تار باب عالی سے درخواست کی ہے کہ یمن کو خود مختار نہ بنایا جائے اسے یہہ کیا الٹی گنگا بہنے لگی۔

(۵) حکومت عثمانیہ نے سلطانی قیصر کے ملازموں کا درباری لباس تبدیل کر دیا ہے کیوں نہ ہو ے زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ بساز

(۶) سنا ہے کہ ہز میجسٹی امیر کابل نے سردار عنایت اللہ خاں کی شادی بڑی دھوم دھام سے کی ہے اور کلکتہ سے بعض ارباب نشاط کو افغانستان میں طلب کیا خدا کرے پچھلی خبر جھوٹ ہو اس ناہنجار ارباب نشاط کے چسکا نے ہندوستان کے مسلمانوں کو تو زندہ در گور کر دیا ہے اب یہ موذی اپنا پد طولیٰ کابل پر بھی صاف کرنا چاہتا ہے۔

(۷) یمن میں فوجوں کی کافی تعداد پہنچ گئی ہے اور سامان رسد اور حرب بھی برابر جا رہا ہے ساحل کی نگرانی پر جنگی جہازات مامور ہیں۔ اور امام یحییٰ کو جو زیر کرنیکی ہر ایک کارگر تدبیر کی جا رہی ہے۔ کیونکہ ساحل کی حفاظت کے باعث وہ باہر سے اسلحہ منگوانے کے قابل نہیں رہا ہے۔

(۸) باب عالی نے (بقول اخبار المؤید) باضابطہ طور پر حکومت انگلستان کو مطلع کیا ہے کہ اسکو جوان مصریوں کی کانفرنس منعقدہ جنیوہ سے کوئی ہمدردی نہیں کیونکہ یہ ایک بازیچۂ اطفال ہے۔

شاہراہِ کامیابی

میرے دوستو! آج جس اہم اور ضروری مضمون کے لیے مینے اپنے قلم کو جنبش دی ہے وہ ایک ایسا اٹل قانون ہے کہ جسکی مخالفت کرنے سے بکرورتی (شہنشاہ) راجاؤنکا نام ونشان صفحہ ہستی سے مٹ گیا جس کی خلاف ورزی کرنے سے بڑی بڑی عظیم الشان سلطنتیں

مٹھی بھر خاک کی طرح اڑ گئیں

وہ کامیابی کا گر اور ترقی کا ذریعہ فلاح اور بہبودی کا مجرب نسخہ حیوان سے انسان اور انسان سے باخدا انسان بنانیکا وظیفہ وحدۃ ہے جس جگہ اتفاق ہے وہاں سکھ ہے چین ہے اور شانتی (اطمینان قلب) کا راج ہے. جس جگہ یہ قیمتی جوہر (اتفاق) نہیں وہاں سوگ دکھ اور روگ ہے نیچر (Nature) پر نظر دوڑا کر دیکھو کُل کائنات وحدۃ کا ایک جلوہ ہے۔ چرند پرند اور درند کے اجتماع سے دنیا کا نام اختراع ہوا ہے۔

بنی آدم و مرغ و مور و ملس

اگر کوئی ایسی صورت ہو جائے۔ کہ ان مین وحدت نہ رہے اور یہ خاک و باد و آتش وغیرہ کے ستّر سے زیادہ عنصر جو اہل کیمیا نے دریافت کئے ہیں سب ایکدوسرے سے تتر بتر ہو جائیں ایکدوسرے مین جو اتفاق کی کشش ہے جسکو اہل علم کشش ثقل وکشش کیمیائی واتصال کے نام سے پکارتے ہیں۔ جواب دیدیں۔ تو دیکھو فوراً سے پانچ منٹ پہلے ہڑتال آجائے بلکہ

شورِ محشر بپا ہو جائے

درخت کیا ہے درخت اور انسان کیا ہے انسان حیوان کب ہے حیوان پہاڑ کے ساتھ پہاڑ اینٹ سے ملا کیا تھا اینٹ غرضیکہ کرۂ کیا ہے کرۂ ٹکڑا ٹکڑا ہو جائے بلکہ ان اشیا اور موجودات کا نام ونشان ہی نہ ہو اور اس دنیا و مافیہا کا خاتمہ ہو جائے ہم چار دانگ عالم مین نظر دوڑا کر دیکھتے ہیں آبادی ہو یا ویرانہ بازار ہو کہ گلزار سب اتفاق ہی کا جلوہ نظر آتا ہے یہ نیچر سٹڈی (Nature Study) ہمیں پکار پکار کر ہاں ڈنکے کی چوٹ اس بات کا اعلان کر رہی ہے۔ کہ وہ قوم جس مین وحدت ہوگی وہی شاہ راہِ کامیابی کو پائیگی وہی

"فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ"

کی وارث بنے گی مگر آہ! افسوس!! کہ یہ انسان کمزور اور نسیان کا پتلا ہے۔ کہ باوجود سمجھنے کے نہیں سمجھتا۔ اور باوجود دیکھنے کے نہیں دیکھتا خود حضرت انسان کا وجود ہی وحدت کی (Bright example) یعنی

درخشان مثال ہے

اگر اتفاقاً چار طبع مخالف وہمرکش۔ یعنی سودا صفرا بلغم وخون مین باہم ہیر پھیر ہو جائے تو فوراً

جان شیرین برآید از قالب

کا نقشہ جمجائے۔ یہ کل قدرتی سامان ہمیں ڈنکے کی چوٹ کہہ رہے ہیں کہ اس دنیا کا تمام کارخانہ محض وحدت پر ہی چل رہا ہے۔ وہ قوم جو اس سنہری اصول پر رہی وہی مظفر ومنصور ہوئی۔ وحدت کے آگے مشکل سے مشکل کام بھی آسان ہو گئے نہایت کٹھن اور کڑی منزلیں آسانی سے طے ہو گئیں وحدت پر کوئی طاقت غالب نہ آسکی دولت علم ہنر ثروت بیشک عمدہ چیزیں ہیں مگر جہان وحدت ہے۔ وہاں دنیاوی حشمت ادنی داسی (کنیز) کی طرح ہاتھ باندھے کھڑی ہے دولت قدم چومتی ہے۔ غرضیکہ وحدت کے آگے سبھی کا

سرِ تسلیم خم ہے

وحدت کے آگے کوئی کٹھن اور مشکل کام نہیں رہ سکتا خیال کرنیکی بات ہے۔ کہ ایک کچا دھاگا جسکو انسان آسانی سے توڑ سکتا ہے۔ جب پچاس ساٹھ تار کا مضبوط رسا بنجاتا ہے تو ایک کیا کئی آدمیوں سے بھی نہیں ٹوٹ سکتا۔ جو جماعت متفق ہو کر کام کرتی ہے وہ پچاس تار کے رسّے کی مانند ہے۔ دشمن اُس کی مجموعی طاقت پر

ہرگز غالب نہیں آسکتا

لیکن اگر وہ جماعت پراگندہ ہو جائے تو وہ ایسی ہے۔ جیسا ایک کچا تار

کہانی

یہ ایک نتیجہ خیز اور سبق آموز کہانی ہے جس سے وحدت جیسے انمول رتن (قیمتی ہیرا) کے برکات ظاہر ہوتے ہیں۔ ایک زمانہ مین بہت قحط پڑا لوگ گھروں کو چھوڑ کر جنگل کے کندمول (جنگلی پھل) پر گذارہ کرنے لگے ... بہتا مین ایک ایسے خاندان کو بھی جنگل کی راہ لینی پڑی جن پر وحدت کے فرشتے کا سایہ عاطفت تھا۔ وہ چلا چل ایک جنگل بیابان مین پہنچے شام ہو گئی ایک درخت کے نیچے بسیرا لیا بڑے میاں جو اس کنبہ کے مالک تھے اپنے بڑے بیٹے کو حکم کیا کہ جاؤ ایندھن لاؤ لڑکا بہت بہتر کہکر جنگل کی طرف چلا گیا منجھلے لڑکے کو پانی کے لیے حکم کیا۔ وہ زہے قسمت و دل ماشاد کہتا ہوا کوئیں کی طرف ہو لیا چھوٹے لڑکے کو آگ کے لیے کہا وہ ست بچن کہتا ہوا گاؤں کی طرف چلدیا اس تمام کارروائی کو ایک پرند درخت پر بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا۔ اب اس نے نہایت تعجب سے بڑے میاں سے سوال کیا کہ تمنے ایندھن اور آگ وغیرہ تو طلب کی ہے۔ مگر تمہارے پاس کچھ کھانے پکانیکو تو ہے نہیں۔ خالی ایندھن آگ کو کیا کروگے بڑے میاں نے جواب دیا۔ کہ

تمہاری گردن مروڑ کر کباب بنائینگے

اور خوب مزے سے کھائیں گے یہ سن پرند کو فکر

پڑھی کہ ایسی وحدت والی جماعت جو کچھ نہیں وہ بھی کر گزرتی۔ مجھ جیسے ننھے پرند کو پکڑنا ان کے آگے کونسا مشکل امر ہے۔ تب پرند نے سہمی ہوئی آواز سے جواب دیا کہ میں ایک ننھا سا جانور ہوں مجھ سے تو ایک آدمی کا پیٹ بھی بھر نہیں سکتا البتہ میں ایک عمدہ ترکیب بتلاتا ہوں کہ جس سے تم مالا مال اور فارغ البال ہو جاؤ گے وہ یہ کہ فلاں درخت کے نیچے خزانہ دبا ہوا ہے کھود کر نکال لو۔ اور چین سے بسر کرو بڑے میاں نے زمین کھودنے کے لئے بیٹوں کو حکم دیا۔ انہوں نے فوراً زمین کھود خزانہ نکال لیا۔ اور گھر کی راہ لی۔ پڑوسیوں نے نہایت تعجب ظاہر کیا کہ یہ جو کل نان شبینہ کو ترس رہے تھے۔ آج کسطرح امیر کبیر بن گئے آخر ہوتے ہوتے ایک ہمسائے کو پتہ لگ گیا کہ انہوں نے یہ کارروائی کی ہے۔ اسکے دل میں بھی شوق کو دا کہ چلو ہم بھی اس طریق سے فائدہ اٹھائیں وہ بھی اپنے کنبہ کو لیکر چلا چل اسی درخت کے نیچے پہنچا۔ شام ہوئی بڈھے میاں نے اپنے لڑکے کو حکم کیا۔ کہ جاؤ اپنا حصہ لاؤ بڑے لڑکے نے نہایت غضبناک لہجے میں جواب دیا کہ کیا میرے چھوٹے بھائی کی ٹانگ ٹوٹی ہوئی ہے کہ ہر ایک کام مجھ ہی بتاتے ہو پھر بڑے میاں چھوٹے لڑکے کی طرف مخاطب ہوئے چھوٹے لڑکے نے تڑخ کر جواب دیا کہ کیا اوروں کے ہاتھ ٹوٹے ہوئے ہیں جو ہر وقت مجھ پر ہی جنیلی حکم چڑھاتے ہو وہ جانور بھی اس نظارہ کو دیکھ رہا تھا۔ یہ عجیب لیلا دیکھ کر جانور سے نہ رہا گیا۔ ہنس کر بولا کہ وہ وہی تھے جو اپنی مراد میں کامیاب ہوئے۔

آں عزیزاں رانشان و نگاہ است

تم میں وہ وحدت نہیں اتفاق نہیں ہر ایک علیحدہ علیحدہ اپنی ڈفلی بجائے جا رہا ہے۔ پہلے وحدت کا سبق سیکھو پھر کسی کامیابی اور مراد کی خواہش کرو غرض وحدت کے فوائد حد وحساب سے باہر ہیں جس جگہ وحدت ہے وہاں

جنگل میں منگل ہے

جس جگہ وحدت نہیں وہاں بوم کا بسیرا ہے میرے دوستو غور کا مقام ہے۔ کہ سمندر جو ایسا بڑا ہیبت ناک اور حدوحساب کا مالک ہے آخر کیا ہے قطروں کا مجموعہ اللہ اکبر کیا قطرہ اور کیا اسکی حیثیت مگر وحدت کی یہ برکت ہے کہ بحر ذخار بن گیا جس نے تھوڑی سی بھی ریاضی پڑھی ہو وہ جانتا ہے کہ صفر کی کچھ قیمت و مقدار نہیں۔ مگر جب کسی عدد کے پاس داہنی طرف آ بیٹھتا ہے تو اسکو دس گنا کر دیتا ہے اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ جو بڑے لوگ چھوٹے لوگوں کو ازراہ تواضع اپنی داہنی طرف جگہ دیتے ہیں وہ اپنی عزت میں گویا دس گنا ترقی کرتے ہیں۔ مگر افسوس کہ ہم اس سنہری اصول سے بالکل بے بہرہ ہیں ہم لوگ اپنی ٹیپ ٹاپ خود غرضی خودرائی میں اسقدر دور چلے گئے ہیں کہ جنکی بیس روپیہ (۲۰ روپیہ) ماہوار تنخواہ ہو کیا مجال کہ وہ ۱۵ ماہوار والے بھائی سے ہاتھ تو ملا جائے اور ماشاء اللہ جنکی ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار ہو وہ تو گویا اوٹ آف لا (Out of laws) یعنی قانونی دائرہ سے باہر ہے۔ اسے سوشل رسومات کی پابندی کی قید نہیں وہ تمام دینی اور دنیاوی پابندیوں سے آزاد ہے۔ مگر یاد رکھو کہ جب تک ہمارے دلوں میں چھوٹوں کے لئے شفقت اور بڑوں کے لئے عظمت پیدا نہ ہوگی تب تک

ہماری فتح محال بلکہ ناممکن ہے

اے مسلمانو! اسوقت ہماری کشتی عین بھنور میں ہے طوفان کی ہٹائیں بڑے زور سے تھپیڑے مار رہی ہیں ہیبت ناک مگرمچھ اور سنسار منہ کھولے تمہیں ہڑپ کرنیکے لئے تیار ہیں تمہارے مطلع پر چیل اور عقاب منڈلا رہے ہیں ایرشا (حسد) دویت (دشمنی) کے گھٹا ٹوپ سلسلے مستانہ وار ساون بھادوں کے بادلوں کی طرح امڈے چلے آرہے ہیں مگر ہمارے کانوں پر جوں نہیں رینگتی

کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے

للہ اب اس غفلت کو چھوڑ دو۔ یہ سستی کا وقت نہیں۔ ہندو تم سے آگے نکل گئے۔ سکھ بھی مورچے پر مورچہ فتح کیے جا رہے ہیں مگر تم وہی بے ہنگم سر تال آلاپ رہے ہو ایکدوسری پر کفر کے فتوے جڑ رہے ہو شیعہ سنی کا دشمن ہے سنی شیعہ کے خون کا پیاسا ہے۔ مقلد غیر مقلدوں کو صلواتیں سناتے ہیں غیر مقلد مقلدوں پر تبرے اڑاتے ہیں گویا جسطرف دیکھو وہی بے ہنگم پن ہر وہی بے سرا الاپ ہے وہی تبرا بازی ہے۔ وہی کفر کے فتووں کی بھرمار ہے آہ! کہاں تک اس دکھڑے کو روئیں خدا ہی ہے جو

جو ہماری بگڑی کو بنائے

مگر یاد رکھو سنو اور غور سے سنو زمانہ کی رفتار کو دیکھو ہوا کے رخ کو پہچانو جو ڈنکے کی چوٹ اس بات کا اعلان کر رہی ہے کہ اے مسلمانو! اگر تم چندے اسی طرح سستی اور غفلت میں پڑے رہو گے اور باوجود ایک کلمہ گو اور ایک وحدہٗ لاشریک کے پرستار ہو کہ ایکدوسرے کو آزردگی اور کشیدگی اور تنفر کی نگاہوں سے دیکھو گے تو وہ زمانہ عنقریب آنیوالا ہے کہ جب ہندو تمہیں

شودروں سے بھی نیچ سمجھیں گے

میرے دوستو! اب سستی کا وقت نہیں۔ تم سیلف ہلپ (Self help) یعنی اپنی مدد آپ کرو کہ زریں اصول کا سبق سیکھو۔ تاریخ پکار پکار کر اس بات کا اعلان کر رہی ہے۔ کہ جن قوموں کا اتفاق رہا وہ

ہمیشہ غالب رہیں

کوئی زبردست سے زبردست طاقت بھی ان کو جنبش نہ دے سکی اور جن قوموں میں نااتفاقی ہوی وہ غائب وخاسر ہوکر مرمٹ گیئیں انکا نام و نشان

صفحہ ہستی سے اُٹھ گیا

محمود تغلق اور اسکے امرا کے لڑائی جھگڑوں کو دیکھکر امیر تیمور ہندوستان پر چڑھ آیا اور اسکے امیروں کی کھٹ پٹ نے بابر کو باہر سے بلایا۔ محمد شاہی دربار کے اراکین کی ناقاچاقی نے نادر کے ہاتھ سے کیا کچھ نہ ہوا۔ اکبر کی تالیف قلوب کی بدولت چغتائی خاندان نے اپنا ڈنکا بجایا مگر نفاق کے سبب سے یہ عظیم الشان سلطنت رفتہ رفتہ

ٹکڑے ٹکڑے ہو کر

مرہٹوں راجپوتوں سکھوں دکن اودھ بنگالہ وغیرہ کی کئی ریاستوں میں تقسیم ہوگئی پھر سپین اور ہالینڈ پرتگال اور ڈنمارک جیسی عظیم الشان سلطنتوں پر نظر دوڑا کر دیکھو کہ ان کی جڑھ کو کس نے کھوکھلا کیا روما جیسی قاہرہ اقتدار عظیم سلطنت جسکا جھنڈا یوروپ اور افریقہ سے گذر کر ایشیا کے مغربی وادیوں پر لہراتا تہا۔ جسکے رعب وداب اور شان و شوکت سے آگے بڑے بڑے نائٹ (Knights) ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔ جس کی طاقت کے سامنے بڑے بڑے شاہ اور شہنشاہ کانپتے تھے۔ آج اس روم پر نظر دوڑا کر دیکھو کہ

کیا تھا؟ اور کیا ہو گیا

پھر ایران جیسی عظیم الشان سلطنت جسکی فوج کو شاہنامہ میں ٹڈی دل سے تشبیہ دیگئی ہے جسکا جاہ و جلال تمام ایشیا پر پھیلا ہوا تھا۔ آج وہ سلطنت تباہی کے خطرناک لہروں میں کیوں تھپیڑے کہا رہی ہے؟ جواب صاف ہے۔ کہ وحدت نہیں رہی میرے دوستو! یہ یاد رکھنے والی بات ہے کہ

جماعت میں ہی کرامت ہے

غرض جب تک ہم اتفاق نہیں کریں گے۔ ہمارا بیڑا پار نہیں ہوگا۔ جب تک ہم وحدت کے زرین اصول سے متمتع نہیں ہونگے تب تک ہماری فتح نہیں ہوگی۔ میں پھر اس بات کا اعادہ کئے دیتا ہوں کہ جبتک ہمارے دلوں میں بزرگوں کے لئے عظمت اور خوردوں کے لئے شفقت پیدا نہیں ہوگی جب تک بڑے سر والوں کو بڑے پیٹ والوں پر اور لمبی دم کو اعلیٰ دماغ پر ترجیح نہیں دیجائیگی جب تک متقی کو فاسق اور فاجر پر سبقت نہیں دیجائیگی غرضیکہ جب تک دین کو دنیا پر مقدم نہیں کیا جائیگا تب تک ہماری فتح بالکل نہیں ہوگی۔ تصویر کے دونو پہلو آپکی آنکھوں کے سامنے ہیں اب یہ تمہارا اپنا اختیار ہے کہ جونسا رستہ چاہو اختیار کرو۔

ایڈیٹر نور کا لیکچر راولپنڈی میں

(گذشتہ سے پیوستہ)

وید سمرتی پران اور باوا صاحب

اب میں وید سمرتی پران کے متعلق باوا جی کے امولک بچن (بے بہا نصیحتیں) آپ صاحبان کے پیش کرتا ہوں یہ امر تو آپ سے پوشیدہ نہیں کہ سناتنی اور آریہ صاحبان ویدوں کو اکاش بانی (الہامی کتاب) سمجھتے ہیں ہندو اور غیر ہندو میں یہی ایک حد فاصل ہے۔ مگر میں اسکے متعلق باوا جی کے مکھ واک بچن (باوا صاحب کے اقوال) گرنتھ و جنم ساکھی سے اقتباس کرکے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکیں گے۔ کہ باوا جی کے ہردہ (دل) میں ویدوں کی کیا عزت تھی

سورٹھ محلہ پہلا

ساست وید سیکھے کرو بھائی کرم کرو سنساری

پاکھنڈ میل نہ چوکوئی بھائی انتر میل و کاری

ترجمہ۔ شاستر اور ویدوں کی تعلیم سے انسان کا دل دنیا وی کدورتوں اور آلودگیوں سے پوتر (پاک) نہیں ہو سکتا۔ اور یہ وید کی تعلیم انسانی اودھار کے (نجات) کے لیئے ادھوری ہے۔ اس سے صراط مستقیم حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس سے تزکیہ نفس ہونا محال ہے اسی پر ہی بس نہیں آگے اور لیجیے شلوک گرنتھ صاحب سے

پنڈت میل نہ چوکئی جے وید پڑھے جگ چار

ترجمہ اے پنڈت اگر کوئی انسان ست جگ دواپر ترتیا اور کلجگ۔ ہندوں نے اس دنیا کے زمانہ کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ست جگ دواپر ترتیا۔ کلجگ (جو آجکل جار ہے) سو باوا جی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی انسان ان چار جگوں (زمانوں میں) ہیں راتدن وید کا پاٹھ کرتا ہے۔ تو دل پاپوں کی میل سے پوتر نہیں ہو سکتا۔ آگے اور لیجئے۔

پڑھ پڑھ پنڈت منی تھکے ویدونکا ابھیاس

ہر نام چت نہ آوے نہہ نج گھر ہوئے باس

ترجمہ بڑے بڑے رشی اور مہارشی ویدوں کی تعلیم کو پڑھ پڑھ کر تھک گئے۔ مگر انکے دل کو شانتی (اطمینان قلب) نصیب نہ ہوئی اور نہ ہی وہ حیات جاودانی کو حاصل کر سکے۔

اب ہم آریہ اور سناتنی صاحبان کی خدمت میں یہ عرض کرتے ہیں کہ وہ شخص جو ویدوں کو ایسا حقیر سمجھے اُسے تم ہندو کہہ سکتے ہو اور ساتھ اس کے میں اس نام نہاد سکھ کی توجہ اسطرف مبذول کرانی چاہتا ہوں جو آج کل آریہ گزٹ میں باوا صاحب کو ہندو ظاہر کرنیکے لیئے خامہ فرسائی کر رہا ہے۔

تناسخ

اب بعض آریہ مہتر اور سناتنی دوست فرمایا کرتے ہیں کہ باوا صاحب تو آواگون (تناسخ) کے قائل تھے۔ اسلیئے وہ مسلمان کیسے ہو سکتے ہیں۔ مگر ہمیں افسوس کیساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے

آریہ مہتر اور سناتنی دوست باوا صاحب کی تعلیم سے محض بے بلد اور کورے ہیں وہ انسان جس نے باواجیکی تعلیم کا کچھہ بھی مطالعہ کیا ہو وہ بادی النظر سے ہی اس بات کو معلوم کر لیگا کہ باوا صاحب تناسخ جیسے لغو عقیدہ جس مین ایک رشی اور مہارشی کچھہ زمانہ گزرنیکے بعد کتا یا سور بن سکتاہے ہرگز ہرگز قائل نہ تھے۔ ہم باوا صاحب کے شلوک ہدیہ ناظرین کئے دیتے ہین جنکے کان ہوں وہ سنے اور جنکی آنکھیں ہوں وہ دیکھے دیکھو ملہ محلہ پہلا

ویدیا نی جگ ورتا ترے گن کرے وچار
جن ناویں جم ڈنڈ سہے مر جنمے وار وار

ترجمہ ویدیانی نے جو نہایت اعلیٰ درجہ کی کرامات لوگونکو دکھلائی جیسے برہما وشنو اور مہیش نے برتھو تدبر اور تجسس سے کام لیا وہ تناسخ ہے جائے غور ہے کہ اس جگہ باوا صاحب نے نہایت واضح اور کھلے الفاظ مین تناسخ سے انزدگی ظاہر فرمائی ہے۔ مگر آریہ اور سناتنی ہان خود سکھہ صاحبان بھی باواجیکو تناسخ کا قائل مانتے ہین۔ سو انکی سیوا دخدمت مین ہمدردانہ التماس ہے۔ کہ جس کے دل مین حق وحکمت کی تڑپ ہو وہ پکش پات (تعصب) ضد اور ہٹ دہرمی کو پانچ منٹ کے لئے علیحدہ رکھکر باوا صاحب کے شلوکون سے سبق حاصل کرے شلوک گرنتھ صاحب سے۔

اول اللہ نور اپایا قدرت دے سب بندے
اک نور تھیں سب جگ اوپجیا کون بھلے کون مندے

ترجمہ۔ خدا نے پہلے ایک نور پیدا کیا اور پھر اس نور سے تمام دنیا کو پیدا کیا۔ پس یہ تفرقی کیونکر ہو۔ کہ پیدائش کی رو سے کوئی بھلا اور کوئی برا ہے یعنی یہ کہنا کہ کوئی جزا کے طور پر پیدا ہوا اور کوئی سزا کے طور پر یہ سراسر غلطی ہے۔ کیونکہ سب ایک ہی نور سے پیدا ہوئے ہین۔ یہ شعر باوا صاحب کا اواگون یعنے تناسخ کے رد مین ہے۔ پھر یہ شلوک تناسخ کے اوپر اور بھی مزید روشنی ڈالتا ہے۔ دیکھو باون اکھری

اس جیو مین بھید نہ جانو
سادھ چور سب برہم پچھانو

ترجمہ۔ پیدائش کے لحاظ سے سادھ اور چور مین کچھہ بھی بھید یعنے تفرقی وغیرہ نہین یہ تمام روحین ایک ہی برہم سے پیدا ہوئے ہین یہ شلوک صاف تناسخ کے رد مین ہے۔ کیونکہ تناسخ مین یہ کہنا پڑتاہے۔ کہ نیک عمل والوں کو اچھا جنم ملا اور بد عملی والونکو برا لیکن حق بات وہی ہے جو باوا صاحب نے فرمائی ہے۔ کہ روحوں مین پیدائش کے لحاظ سے نیک وبد کی تقسیم نہین ہان اعلیٰ اور ادنیٰ کی تقسیم ہو سکتی ہے۔ جسطرح کپڑے ایک ہی رنگ سے رنگے جائیں ان مین بعض کپڑوں پر تو بہت ہلکا رنگ ہو اور بعض پر بہت شوخ تو یہ غلطی ہوگی کہ رنگ کے لحاظ سے ان مین وہ مقابلہ ثابت کرنے سے جو ضدون مین ہوتا ہے۔ لیکن مراتب کے لحاظ سے ان مین باہم تفاوت ہو سکتی ہے۔ یعنے ایک بہت شوخ رنگ ہے اور ایک کم اسطرح وہ انسان جسنے الٰہی گیان (روحانیت) مین کم حصہ لیاہے۔ سو وہ ایسا شخص ہے جو ربانی فیض سے کم حصہ رکھتاہے۔ اسکو قرآن شریف کی اصطلاح مین شقی کہتے ہین اور جس نے کافی حصہ لیاہے۔ اسکا نام سعید ہے۔ سو خدا تعالےٰ نے اپنے پاک کلام مین مخلوقات کو سعادت اور شقاوت کے دو حصوں پر تقسیم کیاہے مگر اسکو حسن اور قبح کے دو حصوں پر تقسیم نہین کیا کیونکہ جو کچھہ خدا سے صادر ہو اسے برا نہیں کہہ سکتے۔ اس نے جو کچھہ بنایاہے۔ وہ سب اچھاہے۔ ہان اچھون مین مراتب ہین پس جو شخص اچھا ہونیکے رنگ مین نہایت ہی کم حصہ رکھتاہے۔ وہ حکمی طور پر براہے۔ اور حقیقی طور پر کوئی برا نہین بلکہ جو نور سے دور جا پڑا۔ وہ مجازاً تاریکی کے حکم مین ہو گیا۔ اور باوا صاحب کے شلوکوں مین اسکا بہت بیان ہے۔ اور ہر ایک بیان قرآن شریف سے لیا گیا ہے۔ مگر اسطرح نہین جس طرح خشک تقلیدی لوگ لیتے ہین بلکہ سچی بات کو سنکر باوا صاحب کی روح بول اٹھی کہ یہ سچ ہے۔ اور پھر اس تحریک سے فطرت نے جوش مارا اور کسی پیرایہ مین بیان کر دیا غرض باوا صاحب تناسخ کے ہرگز قائل نہ تھے۔ اور اگر قائل ہوتے۔ تو ہرگز یہ نہ کہتے کہ ہر ایک چیز خدا سے پیدا ہوئی ہے۔ اور کوئی بھی چیز نہین جو اسکے نور سے پیدا نہین ہوئی اور یاد رہے کہ باوا صاحب نے اپنے اس قول مین بھی قرآنی آیت کی طرف اشارہ کیاہے۔ اللہ نور السمٰوات والارض یعنے خدا ہی کے نور سے زمین آسمان نکلے ہین اور اسی کے ساتھہ قائم ہین یہی مذہب سچ ہے جس سے توحید کامل ملتی ہے۔ اور خداشناسی کے وسائل مین خلل نہین پڑتا۔ آگے باوا صاحب ایک اور شلوک مین فرماتے ہیں۔

جیا جنت سب سرن تمہاری سربھ چنت تدھ پاسی

ترجمہ۔ باوا صاحب فرماتے ہین کہ وہ خدا روح اور مادہ کا خالق اور مالک ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوا کہ جو شخص کہتاہے۔ کہ خدا خالق نہین گویا وہ یہ کہتاہے کہ خدا نہین کیونکہ عام عقلیں خدا کو خدا کے کاموں سے ہی پہچانتی ہین پھر اگر خدا اور روح اور ذرات عالم کا خالق نہین تو وسائل معرفت گم ہو جائیں گے۔ یا ناقص ہو کر بیفائدہ ٹھہر ینگے۔ لیکن جس نے خدا کا خالق الارواح ہونا مان لیا وہ تناسخ کے مسئلہ کو کسی طرح بھی نہین مان سکتا کیونکہ جس خدا نے خالق ہونیکی حیثیت سے پہلی دنیا کو کمی بیشی کیساتھہ پیدا کیا یعنے کسیکو انسان بنایا۔ کسیکو گھوڑا وغیرہ اسوقت یعنی آفرینش میں گذشتہ اعمال کا وجود نہ تھا کیونکہ خود روحیں نہ تھیں۔ تو پھر اعمال کہاں سے ہوتے تو اس صورت مین وہ خدا جو اپنے اختیار سے برابر مخلوقات مین کمی بیشی نہین کر سکتا لہذا جو لوگ تناسخ یعنے اواگون کو مانتے ہین وہ جب تک تمام روحوں کو انادی اور غیر مخلوق قرار نہ دین تب تک ممکن نہین کہ تناسخ کا خیال بھی انکے دل مین آسکے کیونکہ کہا جاتا تھا۔ کہ یہ کمی بیشی پہلے سے ہوتا آیا اب کیونکہ وہ اعمال صالحہ کے سوا کمی بیشی

ولوں میں آسکے کیونکہ جب انکا یہ مذہب ہی کہ ہر ایک روح اور ہر ایک جسم مخلوق ہے تو اس صورت میں انہوں نے مان لیا کہ کمی بیشی خدا کے ارادہ سے ہے۔ نہ کسی گذشتہ عمل کیوجہ سے نہیں تو تناسخ جاتا رہا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ تناسخ ماننے والے کسی طرح موحد نہیں ہو سکتے کیونکہ انکے تناسخ کا مسئلہ تبھی چلتا ہے۔ جبکہ ذرہ ذرہ کو قدیم اور غیر مخلوق اور اناوی اور اپنے وجود کا آپ ہی خدا قرار دیدیں گے کیا ایسا مذہب ہم باوا نانک جیسے دہرماتما پرش کی طرف منسوب کر سکتے ہیں جو توحید کے دریا میں بڑے زور سے تیر رہا ہو اور ڈنکے کی چوٹ اس بات کا اعلان کرتا ہو "جیا جنت سب سرن تمہاری" یعنے تمام ارواح اور ذرات خدا کی مخلوق ہیں اور کسی چیز کا وجود بجز وسیلہ قدرت کے خود بخود نہیں سمجھتا۔ کیا وہ بزرگ جس کے چولہ پر یہ لکھا ہو کہ خدا تمام ارواح اور موجودات کا خالق ہے۔ کیا اسکی نسبت ہم ایک سیکنڈ کے لیئے بھی یہ خیال کر سکتے ہیں۔ کہ نعوذ باللہ وہ (باواجی) اس گندے اعتقاد کو پسند کرتے تھے دوسری یہ بات ہے۔ کہ آواگون کے لیئے یہ شرط ہے کہ کبھی جاودانی مکتی نہ ہو اور ہمیشہ خواہ مخواہ مقدس لوگ بھی جونوں میں پھنسے رہیں یہانتک کہ ایسا شخص بھی جو مثلاً ایک زمانہ میں ایک بڑا اوتار ہو گزرا ہے۔ اس اعتقاد کی رو سے ممکن ہے کہ وہ کسی دوسرے زمانہ میں آواگون کے چکر میں آکر نجاست کا کیڑا بنجائے۔ اور یہ اعتقاد باوا صاحب کا ہرگز نہیں بلکہ وہ تو جاودانی مکتی کے قائل ہیں اور انکا اعتقاد ایسا نہیں کہ پرمیشر ایک شخص کو قرب کی عزت دیکر اور اسی پر اس کی وفات کرکے پھر اسکو ذلیل کرے تیسری یہ کہ باوا صاحب اس بات کے قائل ہیں کہ خدا کریم اور رحیم ہے۔ اور توبہ قبول کرنیوالا ہے۔ اور گناہ بخشنے والا پروردگار ہے۔ اور یہ سب باتیں آواگون کے عقیدہ کے مخالف ہیں اور باوا صاحب نے صرف اسکو اپنے گرنتھ میں ہی بیان نہیں کیا۔ بلکہ چولہ صاحب پر بھی قرآنی آیات کے حوالہ سے بار بار لکھدیا ہے۔ کہ خدا غفور اور رحیم اور تواب اور اپنے بندوں کو بخشنے والا ہے اور ہم باوا صاحب کے گرنتھ میں سے یہ مقامات نہ ایک جاگہ بلکہ صدہا جگہ پیش کر سکتے ہیں اور تمام عقلمند جانتے ہیں اور آریہ صاحبان کو بھی اقرار ہے۔ کہ جو شخص یہ تینوں اسلامی عقائد رکھتا ہو وہ ہرگز آواگون کا قائل نہیں ہو سکتا مگر اسصورت میں کہ دیوانا اور پرلے درجہ کا جاہل ہو یہ بھی یاد رہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی بے ادبی نہ ہوگی کہ نعوذ باللہ آواگون کو باواجیکا عقیدہ ٹھہرایا جاوے کیونکہ خدا کو خالق مانکر اور نجات کو ابدی سمجھکر اور یہ اعتقاد رکھکر کہ خدا گناہ بخش دیتا ہے۔ پھر تناسخ کا قائل ہونا اس شخص کا کام ہے۔ جو پرلے درجہ کا جاہل ہو۔ جو اپنے کلام میں متناقض بیانوں کو جمع کرے اور اسپر اطلاع نہ رکھے اسوقت گرنتھ ہمارے سامنے ہے نہ آج سے بلکہ آٹھ دس سال سے ہم باوا صاحب کے اصلی عقاید کا پتہ لگانے کے لیئے جہانتک انسانی طاقت ہے۔ غور و خوض کر رہے ہیں۔ اور ہماری کامل تحقیقات نے یہی فیصلہ دیا کہ باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ سچے مسلمان اور ایسے صادق تھے۔ کہ اسلام کے انوار حاصل کرنیکے لیے ساری زندگی بسر کردی ہر ایک اپنے منہ سے تو کہتا ہی کہ میں مسلمان ہوں مگر باوا صاحب جیسا نمونہ دکھلانا مشکل ہی وہ ان میں سے تھے جنکو خدا کا ہاتھ صاف کرتا رہا ہے۔ خدا انکو دور سے کھینچ لایا پھر دور تک آگے لیگیا انہیں قعر مذلت سے اٹھاکر گیان کی چوٹی پر پہنچایا؛

(باقی آئندہ)

آریہ سماج پر ہمارا قرضہ

نوٹ۔ نکات۔ رائیں

سوامی دیانند اور آریہ سماج

یوں تو اس قرضہ کو ادا کرنا ہر ایک آریہ مہاشہ کا فرض اولی ہے۔ مگر ہمارے ہمعصر "پرکاش آریہ گزٹ اور آریہ مسافر کا یہ پرم دہرم ہے۔ کہ جسقدر جلدی ممکن ہو سکے اس قرضہ کو ادا کرکے سبکدوشی حاصل کریں"۔ دیگر بخدمت جمیع ایڈیٹران اور نامہ نگار صاحبان عرض ہے کہ ان امور لعد عقدہ کشیوں میں ہماری امداد کریں۔

چار سو سال کی عمر کا نسخہ

ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۵۱ تا ۵۲ میں لکھا ہے کہ برہمچریہ کے تین اقسام ہیں اول ۲۴ سال تک یہ ادنیٰ برہمچریہ ہے۔ دوم ۴۴ سال تک یہ اوسط درجہ کا برہمچریہ ہے سوم ۴۸ سال تک یہ اعلیٰ درجہ کا برہمچریہ ہے۔ اس برہمچریہ کے پالن کرنیکے لیئے سوامی جی نے بے شمار فواید لکھے ہیں۔ جو ۲۴ سال کا برہمچریہ رکھیگا وہ ۸۰ سال کی عمر پائیگا۔ مگر یہ نیچ آریہ ہوگا دوم جو ۴۴ سال کا برہمچریہ رکھیگا وہ ۲۰۰ سال کی عمر حاصل کریگا۔ مگر یہ اوسط درجہ کا آریہ ہوگا۔ اور جو ۴۸ سال تک برہمچریہ رکھے گا وہ ۴۰۰ سو سال تک عمر پائیگا۔ اور یہ دہارمک آریہ کی نشانی ہے۔ مگر افسوس کہ تجربہ اس ویدک عالمگیر اصول کا سخت دشمن ہے۔ سوامی دیانندجی باوجود بال برہمچاری رہنے کے ۷۰ ستر سال میں سفید ریش ہو کر راہ عالم بقا ہو گئے۔ ارے چار سو سال کے عمر والیکو تو ۷۰ سال میں ڈاڑہی بھی نہ آنی چاہیئے تھی

دوم جب چارسو سال کی عمر وللا اعلیٰ اور ونارک آیو ہوتا ہے۔ تو ۷۰ سال کی عمر والا کیا ہوگا امید کہ کوئی ریاضی دان اس سوال کو حل کریگا۔

عالمگیر اصول

سوامی دیانندجی فرماتے ہیں کہ مسلمانوں میں مردہ دفن کرنے کے لیے بہت خرچ آتا ہے (۸ ر کا کفن) مگر آریوں کا مردہ جلانیکا عالمگیر اصول ملاحظہ فرمایئے صندل کی لکڑی عود وکستوری ڈیڑھ من روغن زرد اگر تگر کافور وغیرہ جسکا خرچ تقریباً ۲۰۰ روپیہ آتا ہے۔ اور پھر غریب سے غریب شخص بھی ۲۰ سیر سے کم گھی نہ ڈالے اگر میسر نہ آوے تو بھیک مانگے اگر بھیک مانگنے سے بھی پورا نہ پڑے تو گورنمنٹ سے امداد مانگے دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۲۸ ائے مہابھارت کے جنگ میں تو یہ عالمگیر اصول دریا برد ہو گیا ہوگا۔ کیونکہ وہاں تو یہ قیمتی چیزیں میسر نہ آسکتی تھیں۔

نیوگ کاری اور نیک شعاری کی تعلیم

سوامی جی عقد ثانی پر اس طرح دُر افشانی فرماتے ہیں۔ (۱) عقد ثانی سے عورت اور مرد میں محبت کم ہو جاتی ہے (یہ سوامی جی نے کیسے معلوم کیا؟ ایڈیٹر) (۲) جب عورت اپنے خاوند کے مرنے پر۔ یا مرد اپنی عورت کے مرنے کے پیچھے دوسرا بیاہ کرنا چاہیں تب پہلی عورت کے یا پہلے خاوند کے جائداد کو اڑا لیجانے کا خطرہ ہے (یہ سوامی جیکا اسلامی تعلیم سے بے بہرہ ہونیکا نتیجہ ہے ایڈیٹر) (۳) بہت سے اچھے خاندانوں کا نام ونشان مٹ کر انکی جائداد کا برباد ہو جانا (یہ سوامی جیکی سمجھ کا پھیر ہے ایڈیٹر) اسلیئے اس قسم کے عقد ثانی یا ایک سے زیادہ بیاہ کبھی نہ ہونے چاہئیں اب بالطبع ایک محقق کے دل میں یہہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ جو آدمی امرت جیسی پوتر چیز کو رد کرتا ہے۔ اسکے عوض میں وہ کونسا اموک رتن پیش کرتا ہے ہاں وہ بھی سن لیجئے

سوامی جی فرماتے ہیں کہ جس لڑکی کا خاوند مرجائے وہ عمر بھر ایک کی نہ ہو رہے بلکہ دس گیارہ مختلف جوانوں سے تادم زیست مضبوط اولاد حاصل کرتی رہے۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش باب ۴ صفحہ ۱۴۲ و ۱۴۷ یہ ہے دھارمک (ایماندار) آریہ کا اصول شرم! اور لجیا کی تعلیم ہے تو یہ ہے۔ آبرو رکھنے کا گر ہے تو یہ ہے۔ آریہ مترو! مبارک آریہ عورت کے بہتیرے نیوگی خصم کو اگنی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس میں حرارت زیادہ ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو متند ستیارتھ پرکاش باب ۴ صفحہ ۱۵۲ دہلا پہلے دوسرے خصم میں حرارت کیوں کم ہوتی ہے۔ اور پانچویں دسویں میں کیوں کم وبیش نہیں۔ اسکی تشریح مطلوب ہے۔ (ایڈیٹر)

آریہ اور دہریہ میں کیا فرق؟

ہم سنا کرتے تھے کہ بقول پنڈت دیانند ارواح اور مادہ اپنی تمام قوتوں حسوں اور خاصیتوں کے ازلی وابدی ہیں یعنے خود بخود ہیں یعنے خدا (خدا) ہیں اور پرمیشور کا کام صرف ارواح اور مادہ کو جوڑنے جاڑنے کا ہی ہے۔ لیکن اب معلوم ہوا کہ روح میں قوت اتصال اور انفصال اور خواہش بھی ازلی ہے دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۱۴ پس ایشور کا ہونا اور نہ ہونا مساوی ہوا لہذا آریہ اور دہریہ میں کیا فرق؟ خاک! آریہ مترو ڈبل مبارک!!

ایماندار آریہ کون ہے

جو پچاس سال کا ہوکر بیاہ کرے یا ۴۸ سال کے بعد دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۱ و ۵۲ (ارے پچاس سال میں تو انسان بوڑھا ہو جاتا ہے) پھر بیاہ کس لیئے اور کیسے لئو مضبوط اولاد کیونکہ اور کون پیدا کرے گا اس میں کوئی غلطی یا راز ضرور ہے۔ ہاں لکھا ہے کہ ایسا بیاہ کرنیوالا دوسے چار سو سال تک کی عمر حاصل کر سکتا ہے۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۱ و ۵۲ بچ نہیں تجربہ اس اصول کا دشمن ہے۔ سوامی دیانند بجائے پچاس کے ساٹھ سال مجرد رکھ اور سنیاسی رشی ہوکر اور بڑھاپے کے نشان دکھلا کر راہی عالم بقا ہو گیا چارسو سال کی عمر والے کو تو ۷۰ سال میں بھی ڈاڑھی نہیں آنی چاہیے تھی ایہر نیک آریہ پچاس سال کا ہوکر کیوں بیاہ کرے (قبر میں) سبحان اللہ کیا کہتے ہیں ویدک اصول خوب عالمگیر اصول ہیں۔ پنجاب کے آریہ اگر ۴۸ سال کے بعد بیاہ کریں تو نصف صدی میں آریوں کا خاتمہ ہو جائے۔ یا کہا اور ناجائز بدعت کی طرف رجوع کرنا ہوگا واللہ اعلم

ایماندار آریہ کیسے ہو سکتا ہے

ایماندار آریہ کو دن میں دو دفعہ سندھیا اوپاسن (پوجا) کرنی چاہیئے۔ اور آگ کی دہرتی لگا کر ایشور کا دہیان کرنا اور آگ میں صندل مشک کافور عطر کستوری کیسر وغیرہ وغیرہ کا بھی ہر روز دو دفعہ جلانا اور کم از کم فی کس ۳۰ روپیہ ماہانہ کا متحمل ہونا فرض ہے۔ اور اس رسم کے ادا کرنیکے لیئے گھر کے ہر ایک مرد وزن کو سونے چاندی کے برتن (چمچہ وغیرہ) بنوانے چاہئیں ستیارتھ صفحہ ۶۲ ایماندار آریہ کو سندھیا اوپاسن کرنا اور پانچ مہایگیوں کا ادا کرنا ایسا ضروری ہے۔ جیسے سانس پر سانس لینا ضروری ہے۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۵۷ پس جو سماجی آریہ سانس پر سانس لیتا ہے اور سندھیا اوپاسن بطریق مذکورہ بالا نہیں کرتا اور چارسو سال کا نہیں ہوتا کیا وہ ایماندار آریہ ہے؟ نہیں نام کا آریہ ہے اور شودر ہے بقول ستیارتھ ۱۲۷ پانچ مہایگیوں (فرائض) میں سے دوسرا فرض وید ونکو انکے انگوں (حصوں) سمیت باقاعدہ پڑھنا پڑھانا اور سندھیا اوپاسن کرنا فرض ہی وید ون کے حصوں سے جو ہر روز پڑھنے پڑھانے

فرض ہیں ان سے چھ عالم مراد ہیں شکشا (علم قرأت) کلپ سنسکاروں یعنے رسوم کے متعلق ہدایتیں اور سنسکار کے متعلق وید منتروں کا انتخاب چھند (علم عروض) دیاکرن (علم صرف و نحو) نرکت (علم الغت) جیوتش (علم ہیئت وغیرہ) جس میں ریاضی کی تمام شاخیں یعنے حساب مساحت اقلیدس الجبرا علم طبقات الارض (جیولاجی) اور جغرافیہ وغیرہ باقی کے فرایض ہم بخوف طوالت نہیں لکھہ سکتے جبکہ تم لوگ عملاً آریہ ہی نہیں تو پھر ناحق تضیع اوقات سے کیا حاصل

ایک نیک مشورہ

کئی سالوں سے آریہ اخبار اسبات کا ہا ہا کار پکار رہے ہیں کہ ہندو قوم یوماً فیوماً کم ہوتے جا رہی ہے اسکی بہتری اور ترقی کے لئے تجاویز سوچے جائیں اگر ہماری یاد غلطی نہیں کر رہی تو نومبر ۱۹۰۸ء میں ایک آریہ مہاشہ کی طرف سے "ہندوستان" میں ایک انعامی اشتہار بھی شایع ہوا تھا جس میں مذکور تھا۔ کہ جو مہاشہ ہندو جاتی کی انتی (ترقی) کے لئے سب سے عمدہ اور احسن تجاویز بتلا ئیگا اسکو انعام دیا جائیگا چونکہ آریہ متر ہمارے ہمسائے ہیں اسلئے ہمیں ان کے ساتھ بہت ہی پیار ہے۔ پریم ہے اور انسانی ہمدردی ہمیں اسبات کے لئے مجبور کر رہی ہے۔ کہ ہم اس اشد ضروری کام میں اپنے بھائیوں کو نیک مشورہ دیویں ہم سے اپنے سماجی دوستوں کی یہ تکلیف دیکھی نہیں جاتی اگر کسی سادھو اور مہاتما سے یہ مشورہ لیا جاتا تو وہ خاک رگڑ وا کر بھی نہیں بتلاتا اور اگر کسی گرو سے دریافت کیا جاتا تو وہ بڑی بڑی خدمتیں کرواتا اور بتلاتا بھا ور نرے کا نام گل صفا ہی نا مگر یہ ہمارا ہی جگرہ ہے جو ہم گھر سے کھا کر ایسے قیمتی مشورے دیتے ہیں جس میں آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام اور یک کرشمہ سہ کار یک کرشمہ دو کار تو ہوتا ہے مگر ہم آج اپنے ناظرین اور آریہ دوستوں کو یک کرشمہ سہ کار کا نکتہ بتلاتے ہیں۔ ہر ایک آریہ مندر کے ساتھہ ایک ایک نیوگ خانہ بنایا جائے اور اس میں وہ دیویاں جو کسی وجہ سے اولاد نرینہ سے محروم کی گئی ہوں داخل کیجائیں (مگر داخلہ معاف ہونا چاہئے) اور ایشور کا نام لیکر نیوگ جیسی پوتر رسم کو بڑے ڈھول ڈھمکے سے ادا کیا جائے بہتر ہو کہ ایسے مہا پوتر کام کی بسم اللہ پہلے گورو کل جیسے مقدس مقام سے شروع کیجائے تاکہ برہمچاریوں کی شکتی کا ظہور پہلے ایسے مبارک اور متبرک کام سے ہو پھر دیکھنا نصف صدی کے اندر ہی اندر تمام ہندوستان میں حشرات الارض کی طرح آریہ مہاشہ ہی نظر آئیں گے اس میں تین فائدے رہیں گے ایک تو مہارشی دیانند کے حکم کی تعمیل جس پر عمل کرنا ہر ایک آریہ کا فرض اولیٰ ہے دوم انکی (ترقی نسل) سوم ملکی تناسب میں زیادہ حصہ ملیگا ناظرین یہ ہے یک کرشمہ سہ کار

ہندو کانفرنس یا معجون مرکب

پچھلے ہفتہ لاہور میں ہندو کانفرنس کا جلسہ بڑی دھوم دھام سے منایا گیا۔ مگر بہتر ہوتا کہ اگر مدبران ہندو کانفرنس جلسہ میں ہندو لفظ کی تشریح بھی کر دیتے کیونکہ اگر ہندو سے مراد ویدوں کے عقیدتمند ہیں تو سکھوں۔ کو جنکے گرنتھ میں یہ لکھا ہے کہ برہما پڑھ پڑھ پنڈت منی تھکے ویدونکا ابھیاس ہرنام چیت نہ آوے نہ بیچ گرہ وی واس یعنے بڑے بڑے رشی اور مہارشی بھی ویدوں کو پڑھکر مر گئے اور حیات جاودانی حاصل نہ کر سکے اور برہموؤں اور جینیوں کو جنہوں نے ویدونکو پاؤں تلے لیکر روند ڈالا انکو کس کھاتہ میں ڈالوگے اور اگر ہندو سے مراد تناسخ کے ماننے والے سے ہے تو برہمو صاحبان کو کیا کروگے اگر جنیو پہننے سے ہندو ہوتا ہے تو سکھہ صاحبان کو کہاں بھیجوگے بہرحال پہلے اس لفظ کی عقدہ کشائی ہونی چاہئے تھی جب تک اسکی عقدہ کشائی نہیں کیجائیگی تو تب تک اسکا نام ہندو کانفرنس نہیں رکھنا چاہیے بلکہ بجائے ہندو کانفرنس کے کھچڑی یا معجون مرکب کانفرنس ہونا چاہئے۔

ریویو

ضرورت زمانہ

اس نام کی جو واقعی اسم بامسمّٰی کتاب ہے مصنفہ ماسٹر عبدالرحمٰن سابق مہر سنگھ، ہمارے دفتر میں بغرض ریویو آئی ہے اس کتاب کو پڑھکر بے ساختہ میرے قلب سے مصنّف کے حق میں دعائیں نکلتی ہیں کتاب کیا ہے کوزہ میں دریا بند کر دیا ہے۔ یہ کتاب بطور سوال وجواب کے لکھی گئی ہے۔ مثلاً شق القمر کا معجزہ کیسے ہوا حجر اسود کے بوسہ دینے کی کیا حقیقت ہے تعداد ازدواج کیوں ضروری ہے۔ کیا اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے عرش کرسی توجہ الی القبلہ حور و قصور بہشت دوزخ کیا ہے مگر کن فیکون جیسے جیسے دقیق در دقیق مسائل کو ایسے آسان طرز سے سمجھائے گئے ہیں کہ مخالف سے مخالف کو بھی سوائے آمنا وصدقنا کے کہنے کے اور کچھ نہیں بن پڑتا اور میں اسلامیہ سکولوں کے سکرٹریوں اور منیجروں کی توجہ اسطرف مبذول کرواتا ہوں کہ وہ اس

(اسلامی سکولوں کی انجمنوں کا فرض)

نادر کتاب کو نصاب تعلیم یا سکیم میں داخل کریں کیونکہ اسلامی انسٹی ٹیوشن کا یہ فرض اولے ہے۔ کہ تعلیم مروجہ کیساتھ ساتھ اسلام کی حقیقت معقولی طور پر لڑکوں کے ذہن نشین کریں تاکہ بچپن سے ہی صداقت اسلام ان کے رگ و ریشہ میں سرائیت کر جاوے فی زمانہ تعلیم یافتہ گروہ (Educated part) اسلام سے عموماً اسی وجہ سے سرد مہری کا اظہار کرتا ہے کہ انکو بچپن میں اسلام کا کچھ سکھلایا نہیں جاتا اگر درسی کتابیں ہیں تو وہ کفار کی مصنفہ اور نیچر خیز گذشتہ پچاس سالہ مدت میں لاکھ سے زاید مرتد ہو چکے ہیں اور آج کل جو اودھ وغیرہ میں آریوں نے طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا ہے

(اودھ کی حالت)

مزید برآں آریہ جہاشو شب و روز مسلسل سر توڑ کوشش میں مصروف ہیں مگر اسطرف ذمہ وار اصحاب کی آنکھ نہیں کھلتی۔ میں سیکریٹریان اور مینیجران اسلامیہ سکولوں کی خدمت میں بڑے زور سے سفارش کرتا ہوں کہ اس کتاب کو نصاب تعلیم یا سکیم میں داخل کریں۔ ہمیں اسلامی سکولوں کے صرف Result پر ہی خوش نہیں ہونا چاہیئے اس خوشی میں تو دیگر مدارس بھی شریک ہیں ہمیں تو اسلام پر لڑکوں کو مضبوط کر نیکی خوشی دینی اور دنیاوی حیثیت کا درست ہونا مقصود ہے آخر میں ناظمان تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کی خدمت میں یہ سفارش کروں گا کہ وہ مدرسہ احمدیہ میں اور ہائی سکول میں اس نادر کتاب کو نصاب میں داخل کر کے لڑکوں پر احسان کریں ایسی کتاب یا سکیم کے بغیر تعلیم الاسلام قادیان کی بڑی بھاری غرض فوت ہوئی چلی جاتی ہے بعض لڑکے انٹرنس پاس کر کے چلے جاتے ہیں مگر کورے ہی آتے ہیں اور کورے ہی چلے جاتے ہیں۔ اسی غرض کی پورا نہونیکی وجہ سے سال گذشتہ میں عدم ضرورت مدرسہ کا سوال اُٹھا تھا۔ انجمن حمایت اسلام لاہور و کانپور و دیوبند بمبئی وغیرہ۔ اہل اسلام کے ہزارہا بچّوں کی نیکی بدی اور آیندہ خدمت اسلام کی ذمّہ واری مذکورۃ الصدر انجمنوں کے سر پرستوں کے سپرد ہے۔ اسلیئے ہم ان اصحاب کی توجہ بھی خصوصیّت سے اس ضروری اور عظیم الدخل امر کی طرف مبذول کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اودھ کی شدھی وغیرہ کی حالت دیکھکر جاگ اُٹھیں کہ آگ لگ چکی ہے اور بجھانا آپ لوگوں کا فرض ہے صاحبان! علماء وقت اس طرف ان ضروریات سے بیخبر ہیں تو آپ ہی بیدار مغز بنیں کتاب ہیں اسکو معقولی رنگ میں پیش کیا گیا ہے جسکی ضرورت کو زمانہ پکار رہا ہے کتاب نہایت خوشخط اور اعلیٰ درجہ کی ولایتی ڈیمی کاغذ پر چھپ کر دو سو صفحہ پر ختم ہوئی ہے۔ قیمت علاوہ محصولڈاک صرف ۸/

ملنے کا پتہ

ماسٹر عبد الرحمٰن ایٹا نو مسلم (سابق مہر سنگھ) قادیان ضلع گورداسپور

(یہ ضروری نہیں کہ ایڈیٹر نامہ نگار ونکی رائو نکا ذمہ وار ہو)

"نُور کا ظہور اور پرکاش کا غرور"

اخبار پرکاش ۱۲- اکتوبر کے پرچہ میں رقمطراز ہے کہ آج کل مسلمانوں کے اندر بھی برہمچاری بننے کا شوق ہو گیا ہے ناظرین پرکاش دہلی کے برہمچاری بشیر احمد کا حال تو پڑھ چکے ہیں اب ایک اور برہمچاری کا حال سنئے یہ ذات شریف شیخ محمد یوسف نو مسلم سابق سورن سنگھ ودوان برہمچاری ہیں تبدیل مذہب سے جو فائدہ ہوتا ہے۔ اسکو کام میں لانیکے لیئے آپ نے ایک پندرہ روزہ اخبار بنام نُور قادیان سے نکالنا شروع کیا ہے اور اشاعت بڑھانیکا نسخہ بھی سہل اختیار کیا ہے کیونکہ اخبار ہذا کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک آپنے آریہ سماج کو ہی بے نقط سنائی ہیں" پھر آگے چلکر لکھتا ہے کہ..... جب مسلمانوں کے برگزیدہ مولوی صاحبان آریہ سماج کی مخالفت میں اپنی جبیں سپر کر رہے ہیں۔ تو اس غریب نو مسلم کو کیا کہا جاوے جس نے اسلام میں جا کر اپنے بزرگوں کی تقلید کی ہماری نصیحت ودوان برہمچاری کو یہی ہے کہ اس میدان میں بڑھے چلو مراد کو ضرور پہنچو گے" اصل بات یہ ہے کہ ساون کے اندھے کو ہرا ہرا ہی نظر آتا ہے آریہ سماج کی بدقسمتی سے چونکہ اس میں روحانیت نہیں ہے اور وہ ایک مردہ مذہب اور مردہ پنتک کی لکیر کا فقیر ہے جسمیں خیر و خوبی تو کیا ہونی تھی۔ سوائے دنیا پرستی اور نفس پرستی کے چند خوش کن نظارے جنکے باعث نفس کے بندے آریہ سماج کے موہت ہو گئے البتہ گمراہی کجراہی بدراہی۔ بد اخلاقی وغیرہ کے بیحد نظارے موجود ہیں یعنے آریوں کے اقوال اور افعال نے اپنی بد کردار یوں کے ایسے ایسے نمونہ پیش کئے ہیں کہ جس سے آریہ سماج کی حقیقت طشت از بام ہو جاتی ہے۔

چونکہ آریہ سماج میں ذاتی خوبی ایسی کوئی نہیں کہ جسکو خیر و خوبی کی کسوٹی پر رکھکر پرکھ سکیں اسلیئے آریہ سماج پر موہت ہونیوالوں کی کرتوتوں سے ہویدا ہوتا ہے

کہ وہ اپنے سماج کے معتقدات پر قیاس کرکے دوسرے مذاہب پر بھی یہی حکم لگانیکی نامعقول کوشش کرکے منہ کے کہانیکے لئے تیار ہوجاتے ہیں اور یہی وجہ ہے۔ کہ تبدیل مذہب کا فائدہ مغرور پرکاش کے ایڈیٹر کے نزدیک زر بٹورنا ہے۔ اور اسبات کا اظہار دراصل ایڈیٹر پرکاش نے آریہ سماج کی حقیقت پر قیاس کرکے کیا ہے۔ کیونکہ آریہ سماج کے دلدادہ ہونیوالے مہاشوں میں سے بھی بعض نے یہی وطیرہ اختیار کیا ہے۔ کہ کسی رسالہ یا اخبار کے ذریعہ دوسرے مذاہب کے ہادیوں کی توہین اور نندا کیجاوے چنانچہ بعض کی نسبت خود ایڈیٹر پرکاش نے اسبات کا اقرار کیا ہے۔ جسکی اگر ضرورت پڑی تو ہم لکھکر پرکاش کے ایڈیٹر کا قافیہ تنگ کرنیکو طیار ہوجاینگے۔ علاوہ ازیں خود پرکاش کے ایڈیٹر صاحب چند روپیوں کی خاطر آریہ سماج کی حمایت کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں جسکی حقیقت پنڈت درشنانند جی نے ایک پمفلٹ کے ذریعہ طشت ازبام کرکے پرکاش کے ایڈیٹر کو ایسے الفاظ منہ سے نکالنے کے جو چھوٹا منہ بڑی بات کے مصداق ہیں نہ صرف انڈاریکٹ بلکہ ڈاریکٹ طور پر تنبیہ کی ہے۔ مگر روپیہ پیسہ کے لالچی مہاشے کب اپنی بازی سے چوک سکتے ہیں۔

آریہ سماج میں برہمچاریت کے فرضی پکھارنیوالے باوجود دو دو تین تین عورتوں سے بیجا تعلق رکھنے کے بھی قابل تعریف اور توصیف ہوں اور انکو پکا برہمچاری یقین کیا جاوے مگر دوسرے مذاہب کے پیرو باوجود متقی اور پرہیزگار ہونے کے برہمچاری کا لفظ استعمال کرلیں تو پرکاش کے ایڈیٹر کے سینے پر کینے پر غیظ وغضب کے سیاہ سانپ لوٹنے لگیں اور لطف یہ کہ خود ہی ویدونکی تعلیم کو سارے عالم کے لئے پیش کریں اور حال یہ ہو کہ ایک لفظ استعمال کرنے پر برداشت کا حوصلہ نہ ہو سکے پرکاش کے ایڈیٹر کا اپنا یہ حال ہے کہ باوجودیکہ آریہ سماج کی حمایت محض چند روپوں کی خاطر بقول درشنانند جی کرتا ہے۔ مگر پھر بھی بعض اوقات ایسی شوخی اختیار کرتا ہے۔ اور ایسے امور پیش کرتا ہے۔ کہ جو آریہ سماج کے اصولوں کے سراسر خلاف ہوتے ہیں جسکے متعلق ہم کسی فرصت کیوقت لکھنا چاہتے ہیں۔

سردست صرف یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ (۱) پرکاش کا ایڈیٹر چونکہ خود چند روپوں کی خاطر آریہ سماج کی حمایت اور دوسرے مذاہب کی مخالفت کرتا ہے۔ اسلئے اسکی حالت ساون کے اندھے کی طرح ہورہی ہے۔ (۲) دوسرے تبدیل مذہب کی غرض چونکہ خود روپیہ کمانا یقین کرتا ہے۔ محض اسلئے کہ آریہ سماج سے تنخواہ لیکر آریہ سماج کی حمایت کرتا ہے۔ اسلئے وہ اپنی کارستانی پر خیال کرکے ازراہ نادانی یا شرارت آریہ سماج کی حقیقت سے آگاہ ہوکر دوسروں پر طعنہ زنی کرتا ہے یہ تو سچ ہے کہ مردہ مذہب کی لکیر کے فقیر ہونیوالے سب کچھ روپیہ پیسے کیلئے کرتے ہیں جب کہ آریہ سماج کے اکثر مشہور دلدادہ۔ مگر اسلام چونکہ زندہ مذہب ہے اسلئے اسکی اتباع کرنیوالے روپے پیسہ کے دلدادہ نہیں ہوتے ہاں مذاہب باطلہ کے زہرناک اور خطرناک اثر سے بنی نوع انسان کو محفوظ رکھنے کے ضرور شیدائی ہوا کرتے ہیں پس ہمارے برہمچاری و دوان شریمان شیخ محمد یوسف صاحب احمدی بھی انہیں حضرات میں سے ہیں جن کی فطرت سلیمہ نے آریہ سماج کی گندی اور خطرناک زہرآلود تعلیم سے بنی نوع انسان کو محفوظ رکھنے کے لئے جرأت اور ہمت عطا کی اسلئے انہوں نے چاہا کہ اس باطل مجسم کے زہرناک کچلیوں کو کچل دیں تاکہ بنی نوع انسان کو آریہ سماج کی گندی اور خطرناک تعلیم سے نقصان نہ پہونچے۔

پرکاش کے ایڈیٹر کا فرض ہے کہ وہ اسقدر غرور اور گھمنڈ میں آپے سے باہر نہ ہو کہ خواہ مخواہ کے الزام لگانے پر تلجاوے آریہ سماج کا فرض تھا اور ہے کہ وہ دوسرے مذاہب کے بزرگان کی توہین اور نندا نہ کرتی تاکہ اسکے بالمقابل دوسروں کو بھی آریہ سماج کی اصل حقیقت کا انکشاف بغیر کسی حاشیہ نہ کرنا پڑتا۔ مگر چونکہ آریہ سماج نے خود ہی پہلے سبقت کی ہے۔ اسلئے

اب جگہ یہ تمام کے بیٹھو میری بازی آئی۔

آریہ سماج کی حالت تو خود ایسی ہے جیسے ایک ایسا جسم ہوتا ہے جسپر کسی گندے زہرناک اثر سے جابجا پھوڑے نکلے ہوتے ہیں اور وہ پھوڑے مواد سے ایسے پر ہوتے ہیں کہ ذرا سی ٹھیس سے بھی پھوٹ کر بہ نکلتے ہیں پس ایسے جسم والے کا کسی کے اوپر حملہ کرنا اسی حالت کو خراب خستہ کرنیکی دلیل ہے۔ آریہ سماج نے ہمارے مقدسوں پر زبان اور قلم سے بہت سے بیجا حملے کئے اب ہم آریہ سماج کی ان تمام شرارتوں کا معاوضہ ادا کرنیکی خاطر باقاعدہ جائز اعتراضوں سے آریہ سماجیونکا قافیہ تنگ کرنا چاہتے ہیں غرض کہ نور کا ظہور اسلئے ہوا ہے نہ کہ روپیہ پیسہ بٹورنے کے لئے۔

(محمد حسین از لاہور چہاونی)

اطلاع

خط وکتابت بنام منیجر بدر قادیان

(منیجر)

سردار مہر سنگھ صاحب نومسلم (ماسٹر عبدالرحمن) کا لیکچر راولپنڈی میں

(گذشتہ سے پیوستہ)

آریہ صاحبان خود اقراری ہیں کہ وید پیشگوئیوں اور علم غیب سے تہیدست اور نادر ہے ہاں اگر کچھ ہے تو ایسی باتیں ہیں کہ فلان کام کرنا اچھا ہے اور فلان کام کرنا برا ہے۔ لیکن یہ ایسی باتیں ہیں۔

کہ ہر ایک زید و بکر ایسی باتوں کے کہنے اور لکھنے پر قادر ہے۔ جس سے اس نتیجہ پر ہر ایک عاقل جلد تر پہنچ جاتا ہے۔ کہ درحقیقت موجودہ وید کا مولف، عالم الغیب نہیں ہے۔ اور نہ قادر مطلق ہی اگر اس میں یہ دونوں قدرتیں اور طاقتیں ہوتیں تو ضرور اسکی تصنیف اور نتائج طبع میں منعکس ہو جاتیں کیونکہ یہ ضرور ہے۔ اور لازم و ملزوم امر ہے۔ کہ صانع اور معمار کی خوبیاں اور ہر ایک نوع کا عیب و صواب اسکی صفت اور عمارت اور قول و فعل اور کردار و گفتار میں دیکھا جا سکتا ہے۔ خواہ وہ ہزار کوششیں بھی کرے کہ اسکے عیوب اور نقائص لوگوں پر ظاہر نہ ہوں لیکن ہر ایک شخص کی خوبی اور نقص اسکی کلام اور کردار و گفتار میں صاف عیان ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اور اسمار آلہی بھی جو ہیں جیسے علیم خبیر الک رازق وغیرہ انکے دلائل اسی طرح دنیا میں واقعات کی صورت میں ثابت اور موجود ہو جانے چاہئیں لیکن یہ زبردست اصول جسے نہایت مختصر کر کے اشارۃً لکھا جاتا ہے۔ قرآن کیسا تھ ہی ہے۔ وید وغیرہ ایسے ثبوتوں سے ہمیں خالی نظر آیا

(۲) اور دوسرا ثبوت کسی کتاب کے منجانب اللہ ہونیکا یہ ہوا کرتا ہے تو تی اکلھا کل حین یعنی وہ کتاب جو مذہب کے کمالات اور انعامات کو محض قصے کہانیوں کے طور پر پیش کرتی ہے۔ اور یہ بیان کرتی ہے کہ فلاں زمانہ میں تو بیشک لوگوں کو الہام و کلام اور وحی سے ممتاز کیا جاتا تھا۔ لیکن اسکے بعد اب خواہ کوئی کتنا ہی نیک ہو جائے۔ اور کتنی ہی ترقی کرے وہ ان انعامات سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا۔ جو ابتدا سرشٹی میں چند اشخاص پر کئے گئے تھے اور درحقیقت وہ کتاب کسی صورت میں الہامی کتاب نہیں ہو سکتی۔ جو یہ کہتی کہ فلاں فلاں اصولوں پہ عملدرآمد کرنے سے لوگوں کو آسمانی نعمتوں سے ابتدا میں تو حصہ وافر عطا کیا گیا تھا۔ لیکن آج کوئی بھگت انہی اصولوں پہ بلاکم و کاست ٹھیک ٹھیک عملدرآمد کرے اور اپنے جذبات کو خدا کی خواہشوں پر قربان کر دے اور اپنا ذرہ ذرہ اسکی راہ میں فدا کر دے لیکن وہ ان آسمانی نعمتوں اور الہام و کلام سے ذرہ بھی حصہ بھی نہیں لے سکتا۔ جن سے ابتدا میں چند آدمی مالا مال ہو رہے تھے۔ یعنے ابتدا میں تو پانی پینے سے پیاس دور ہو جاتی تھی۔ اور کونین کیساتھ بخار دور ہو جاتا تھا۔ لیکن آج اگر کوئی شخص ان دونوں نسخوں پر عملدرآمد کرے تو وہ (نہ بھی) پیاس بجھا سکتا ہے۔ اور نہ بخار کسی طرح دور کر سکتا ہے (لاحول) اس سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یا تو ایسی کتاب میں وہ اصول اور وہ دوائیاں ہی نہیں رہیں۔ جنسے ابتدا سرشٹی میں لوگ دست بدست فائدہ اٹھاتے تھے یا ایسی کتاب میں نیم حکیم لوگوں نے اپنی عقلیں دوڑائی ہیں اور تحریف تبدل سے کام لیکر اصل دوائی اور اصل اصول کو مخدوش کر دیا ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں ہے کہ جن کاموں سے پہلے انسان نفع اٹھاتا تھا آج انہی کاموں سے سوائے دکھ اور محرومی کے سوا ذرہ فائدہ کی امید نہیں!

تمام قدیم قومیں ایک ہی غلطی کی مرتکب ہیں

ابتدا سرشٹی میں جیسے کہ آریوں کا خیال اور اعتقاد ہے۔ لوگوں کو الہام ہوا اور اور آسمانی رحمت سے لوگ سیراب ہوئے۔ لیکن بعد میں جب لوگونکی عملی حالتیں گر گئیں اور جادہ راستی ہاتھ سے جاتا رہا تو لامحالہ ان لوگونکی حالت جاذب الہام نہ رہی یا وہ اس قابل تر ہے۔ کہ خدا کا قرب اور الہام اور وحی کا شرف انہیں بخشا جانا۔ کیونکہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ناصاف اور گندے شیشے میں آفتاب کی شعاع اور کرنیں پڑ سکیں اسی طرح انسانی شیشہ قلب کی حالت کا جاذب الہام ہونا اور نہ ہونا واقع ہے بعد ازاں اور قوموں کی باری آئی مثلاً حضرت موسیٰؑ کے وقت میں لوگ پھر کہنے لگ پڑے کہ ہاں الہام اب بھی ہو سکتا ہے

حاشیہ:- بقیہ آیت میں فرمایا فبای آلاء ربکما تکذبان یعنے اس راہ (نہر سویز) کے افتتاح ہونیکے بعد تمہیں اے مشرقی لوگو! گوناگوں نعمتیں دیجاویگی پھر ان انعامات اور سامان آسائش و آسودگی اور امن و تہذیب کے باب میں جو صدہا اصلاحیں جسمانی رنگ میں ہونگی پھر دوسری قسم کی نعمتیں جو روحانی رنگ میں ہونگی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم اور اصلاح اور تجدید کیساتھ وابستہ ہیں ان دونوں قسم کی آلاء سے تم کیوں اور کسطرح انکار اور کفر سے پیش آؤ گے یعنی تم روحانی اور جسمانی انعامات سے متمتع ہو کر کیونکر انکا انکار اور کفران نعمت کر سکتے ہو؟ یہ آیت یقیناً حضرت مسیح موعود مہدی مسعود کے زمانہ بعثت کا پتہ لگاتی ہے کیونکہ حضرت امام مہدی جسکے لئے چالیس سال دنیا میں کام کرنا ازل سے مقدر تھا۔ انہوں نے اپنا قلمی جہاد اسی سال میں شروع کیا جس سال مبارک میں نہر سویز کا رستہ صاف ہو کر امن و اصلاح کا زمانہ شروع ہوا۔ نہر سویز کا افتتاح ۱۸۶۹ء میں ہوا۔ اور اسی سال میں حضرت اقدسؑ کو الہام وحی سے مشرف بخشا گیا (دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۲) گویا ہندوستان میں ظاہری اور باطنی تہذیب و اصلاح کیلئے جیسے آسمان سے بارش روحانی شروع ہوئی اسی سال ہندوستان میں یورپ سے اختلاط اور اسباب راحت و آسودگی کی راہیں کھلکر نزدیک ہو گئیں اور غدر ۱۸۵۷ء اور سکھاں شاہی کی رکاوٹیں پہلے ہی سے صاف کر دی گئیں ؎

اور روحانی اور آسمانی بارش سے لوگ بہرہ ور ہو رہے ہیں اور ہونگے لیکن جب انکی عملی حالت دگرگوں ہوگئی اور انکا شیشۂ قلب مکدر ہو کر آسمانی نور کو منعکس نہ کر سکا تو یہودیوں نے یہ تو نہ کہا کہ ہم خود ہی خراب ہوگئے ہیں۔ ع

کس نگوید کہ دوغ من ترش است

لیکن یہ کہکر اپنے تئیں میاں مٹھو بنایا کہ اجی! اب الہام کی ضرورت ہی نہیں رہی پہلا الہام ہی کافی ہے۔ اگرچہ زمانہ کی حالت خراب ہوگئی اور لوگ گمراہ ہوکر دنیا کے کیڑے ہوگئے مگر پہلی ہدایت اور پرانی متغیر شدہ و محرف مبدل کتب سماوی ہی، دوائی ہی کافی ہے اور نئے الہام کی ضرورت نہیں ہے۔ آخرکار جب حضرت عیسیٰؑ پر بڑے زور سے الہام ہوئے لوگوں نے مان لیا کہ ہاں الہام اب بھی ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے۔ لیکن مثل سابق پھر عیسائیوں نے بھی اپنے بڑے بھائیوں کی طرح دوسری صدی میں ہی کہنا شروع کردیا کہ گو گناہوں کا سیلاب آکر لوگوں کی حالتیں اور صورتیں مسخ ہوگئی ہیں لیکن اب الہام کی ضرورت ہی نہیں کفارہ مسیح کافی ہے۔ لیکن بعد ازاں جب آنحضرت صلعم پر بڑے زور سے الہام ہوا تو لاکھوں نے پھر اقرار کیا کہ ہاں الہام ہو سکتا ہے۔ اور ہوگا اور ہونا چاہئے۔ قصہ کوتاہ یہ تمام قوموں کی ایک ہی غلطی ہے جو منکر الہام ہیں یا ایک وقت تو الہام کا اقرار کرتے ہیں مگر بعد ازاں مخلوق پرست ہونیکی حالت میں خدا سے تعلق توڑ کر جانب الہام تو رہیں اور اپنا بچا پردہ پوشی کے لیے ناحق یہ کہکر اپنا پنڈ چھڑا دیا کہ الہام کی ضرورت نہیں گو بیمار یاں موجود ہیں۔ پھر دوائی کی ضرورت نہیں۔ ہر ایک اس بات کو نہایت آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ کہ جس حالت میں ہمارے عنصری قالب کے قیام اور اس کو

(۱) یعنی عیسائیوں [illegible] (الہام [illegible])

مایحتاج کی فراہمی کیلئے تو ضرور ہے کہ سال بسال وقت پر بارش ہو تا کہ خشک سالی سے ملک برباد نہ ہو جائے اور لوگ جاں بلب ہو کر جان بحق نہ ہونے لگیں لیکن خلاصہ موجودات یعنے انسانی روح کی تربیت اور ترقی کے لیے آسمانی بارش الہام کی ضرورت نہیں۔ ظاہر ہے کہ جس صورت میں صانع عالم اس خاکی جسم کیخاطر جو سو سال سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا اس کے لیئے تو وقت پر باران رحمت نازل فرما کر اسکو تر و تازہ رکھتا ہے۔ لیکن وہ چیز (روح) جسے اسنے ابدالآباد زمانہ کیلئے پیدا کیا ہے اسکی تربیت اور نشوونما کیلئے آسمانی بارش الہام کو غیر ضروری ٹھہرا کر یکدفعہ رد کردیا اور اسکو ذرا خیال نہ آیا کہ عارضی اور فانی چیز کے قیام کی خاطر تو سال بسال بروقت بارش ہونی چاہئیے۔ لیکن جس چیز کا بقا دائمی ہے اسکی تربیت اور پرورش کے لیئے کسی احسن انتظام کی ضرورت نہیں سو یہ سب لوگوں کی خدا پر بدظنی ہے جس نے پہلی نسلوں کو ہلاک کردیا اور بہتیرے اس زمانہ میں بھی اندھے ہی آتے ہیں اور اندھے ہی چلے جاتے ہیں اور اپنی کوتہ چشمی کی طرف ذرا دھیان نہیں کرتے ہر ایک جانتا ہے کہ جس حالت میں خدا آج سے چند ہزار برس پہلے خالق رازق سمیع بصیر اور متکلم تھا تو پھر اب اگر وہ سمیع بصیر رازق . . . . ہے تو کیا وقت پیش آئی ہے کہ اب وہ اور تو سب کچھ وہی ہے۔ جو پہلے ہوا کرتا تھا۔ لیکن متکلم نہیں رہا گویا اسکی ساری طاقتیں آگے نہیں بلکہ پیچھے رکھی ہیں اور اسکی ازلی ابدی طاقتوں میں مرور زمانہ سے ضعف آگیا ہے یہ ادنیٰ لوگوں کا اعتقاد ہے۔ جو اپنے تئیں آریہ کہلاتے ہیں یا یہود نصاریٰ۔ اور دیگر مخلوق پرست بھی

اس غلط راہ پر قایم اور مصر ہیں قصہ کوتاہ الہامی کتاب میری رائے میں وہی ہو سکتی ہے جو صرف، قصے کہانیوں پر ہی بعد کی نسلوں کو نہیں چھوڑتی بلکہ وہ ان تمام برکات اور فیوض روحانیہ کا دروازہ ہر زمانہ اور ہر مکان میں کھلا رکھنا بہرحال چاہتی ہے اور کھلا رکھتی ہے آریہ صاحبان کہتے ہیں کہ اعلیٰ درجہ کے ایماندار آریہ چار سو سال کے ہوا کرتے تھے اور ایماندار عیسائی زہر کے پیالے پی کر اور سانپوں سے کھیل کر صحیح سلامت رہتے تھے اور پہاڑوں کو اشارہ سے اٹھا سکتے تھے وغیرہ وغیرہ لیکن سوال تو یہ ہے کہ ہم ان کہانیوں کو کیا کریں اور کس کنوئیں میں پھینکیں۔ ان دعاوی کے ساتھ ثبوت اور دلائل مطلوب ہیں اب دنیا اندھی نہیں ہے سو اس آسمانی بارش کا جاذب اور معطی اسلام ہی ہے۔

(۳) تیسری نشانی الہامی کتاب کی میرے خیال میں یہ آتی ہے کہ جس کام کے لیئے وہ کتاب دنیا کو عطا کیجاوے اسکو وہ پورا بھی کرے کیونکہ جب کسی قاصد یا سفیر کو کسی کام پر مامور کرکے بھیجا جاتا ہے اگر وہ اپنے فرائض منصبی کو اچھی طرح سے بجا نہیں لاتا بلکہ ادنیٰ ادنیٰ کاموں میں تضیع اوقات کرتا ہے تو پھر ایسے سفیر کا بھیجنا ہی بے سود اور لغو ہے۔ سو جس غرض کے لیئے قرآن شریف خدا تعالےٰ نے نازل فرمایا اسکو اس کتاب نے باحسن الوجوہ کمال کو پہنچایا اور لوگوں نے خدا کی اور اس کے رسول کی ایسے کامل طور سے اطاعت کی کہ اس سے بڑھکر اطاعت تصوّر میں نہیں آ سکتی انہوں نے خدا کو خوش کرنیکے لیئے اپنے مال و جان اور بال بچوں کو ردّی چیز کی طرح پھینک کر خدمت اسلام کو اپنا پرم دھرم سمجھا اور اپنی خواہشات پر ایسی چھری چلائی کہ وہ درحقیقت مردہ بدست زندہ ہو کر آپ کے حکم پر کاٹھ کی پتلی کی طرح اشارے سے کام کرتے تھے......

(باقی آئندہ)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۰۶

آؤ اگر کہیں نور خدا پاؤ گے

ضوابط

... دو دفعہ شائع ہوتا ہے۔
... سالانہ ... ششماہی ... ہوگی
... اور طلباء سے ... سالانہ پیشگی
... نظام سے امتیازی قیمت ...
... کچھ عطا کریں وہ وظیفہ تصور ہوگا
... حضرات کے اسمائے گرامی سرپرستان
... کی فہرست میں درج ہونگے
... والیان ریاست سے ... سالانہ پیشگی ...

یہدی اللہ لنورہ من یشآء

اخبار نور

جو قادیان سے پندرہ روزہ شائع ہوتا ہے؛

تاریخ اشاعت
یکم دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء

تو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

اجرت اشتہارات

تعداد جگہ	سالانہ	ششماہی
فی صفحہ	۲۰	۳۵
نصف صفحہ	[illegible]	۲۰
چوتھائی	۱۸	۱۱

نمبر ۵ | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف (نومسلم) سابق سورن سنگھ کمار ودوان برہمچاری | جلد ۱

کھچڑی

(۱) افواہ ہے کہ چند مہندی فرقہ کے لوگوں میں باہم جنگ جدل کے لیے آمادگی پائی جاتی ہے۔ اور یہ کہ سرحد پر عنقریب معرکتہ الآرا جنگ چھڑنیوالی ہے۔

(۲) خلیج فارس میں ۱۲۰۰ رفلیں اور ۱۰۰۰۰ فیر کا سامان گولی و بارود گرفتار کیا گیا۔

(۳) آسٹریلیا کے جنوب اور مغرب کی کانوں میں ہڑتال ہوجانے سے ملک میں اور خصوصاً بلادیوب میں لکڑی اور کوئلے کا نرخ فی روپیہ ۱۲ من ہوگیا ہے۔ جسکی وجہ سے اکثر غریب مزدوری پیشہ مشترک چولھوں پر روٹیاں پکاتے ہیں اور سخت تکلیف کے شکار ہیں۔

(۴) ٹوکیو میں لارڈ کچنر کا اچھی طرح استقبال ہوا اور اعلیٰ تمغہ ملا۔

(۵) سنگاپور کے نزدیک دو جہاز ٹکرا کے ایک غرق ہوگیا۔ ۱۷ آدمی بچائے گئے۔ مگر یورپین کپتان ۱۵ اور مسافر اور ۲۰۰ دیسی مسافر اور سارے ملاح غرق ہوگئے ان میں سے اکثر کو مچھلیوں نے زخمی کئے ہیں۔

(۶) ترکی مجلس مبعوثان کی دوسری مدت اجلاس کے لئے سلطانی محل قصر چراغان کی مرمت اور درستی ہو رہی ہے۔ نیز اس سے تمام دفاتر اور اہم پریسوں تک ٹیلیفون لگوایا ہے تاکہ نامہ نگاران اخبارات مجلس کے مباحثات کی اطلاع اپنے جرائد کو فوراً ارسال کرتے رہیں مجلس کا افتتاح ماہ رواں کو ہوگا۔

(۷) دولت عثمانیہ میں اعلان دستور سے قبل جسقدر مجرم سزا پاچکے ہیں انکو اب بلا امتیاز معاف فرما دیا گیا ہے۔

(۸) مدینہ منورہ کی تازہ خبروں سے معلوم ہوا کہ جو متقابل ریلوے کو تباہ کرنیکے درپے تھے انہوں نے اطاعت قبول کرلی ہے۔

(۹) ایک سفرجیٹ عورت نے مانچسٹر کی جیل میں اپنے آپکو مقفل کر لیا ہے۔ افسروں نے اسے آتش بازی چلاکر دروازہ کھولنے پر مجبور کیا۔ مگر یہ خودکشی کرنیکو تھی ؏

وقت مرنے پہ بھی امید بے امیدی اسکی دیکھا چاہیئو

(۱۰) پرکاش اور آریہ گزٹ بڑے ڈھول بجاکے اس بات کا اعلان کر رہے ہیں کہ آریہ سماج دہلی نے لال محمد اور شیخ محمد کو شدھ کیا۔ ہندی نام اندر سنگھ اور لال چند رکھا گیا۔ یہ دیکھکر بھی مسلمانوں کے کانوں پر جوں نہیں رینگیگی؛

(۱۱) الزام سازش پٹیالہ اتارکے مہندر انروانہ سنام ونارنول میں کئی آریہ جماعتہ بگڑ گئے افسوس جب چیونٹی کی موت آتی ہے تو اسے پر نکل آتے ہیں۔

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپکر شیخ محمد یوسف کے لئے شائع ہوا۔

قوم کے چیدہ ممبروں کی خدمت میں اپیل

میرے دوستو! آج میں جس ضروری امر کی نسبت آپکی توجہ منعطف کروانی چاہتا ہوں وہ آپ کی ایک ڈیوٹی ([illegible]) یعنی فرضان فرض ہے۔ جسکی طرف تا حال اکثر دوستوں نے توجہ نہیں کی یہ آپ پر ظاہر نہیں بلکہ روشن تر اظہر من الشمس ہے۔ کہ آج کل ملک پنجاب میں عموماً اور ممالک متوسط میں خصوصاً آریہ مہاشوں نے کس طرح

گلگھپ مچا رکھی ہے۔

ہماری سستی اور کاہلی اور غفلت سے فائدہ اٹھا کر دشمن مورچے پہ مورچہ نہیں بلکہ قلعہ پر قلعہ فتح کئے جا رہا ہے۔ مگر ہم اسی طرح خواب خرگوش میں مست الست ہیں کہ آنکھ اٹھا کے بھی نہیں دیکھتے کہ آجکل ہوا کا رخ کس طرف کو ہے۔ وہ آریہ بھی جنکی زبان آج سے بیس برس پیشتر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں رطب اللسان ہوتی تھی آج وہی زبان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں وہ وہ گستاخی کے

طوفان بے تمیزی کے طومار

کی بوچھاڑ کر رہی ہے۔ کہ جنکا اعادہ کرتے ہوئے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اور بدن کانپ اٹھتا ہے۔ اگر آپ کو میری زبانی یقین نہ ہو تو براہ نوازش ستیارتھ پرکاش کا چودھواں سملاس، پرکاش اور مسافر آگرہ کے تازہ پرچوں کا ملاحظہ فرمائیے۔ اگر آپکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ بھی محبت ہوگی اگر آپ کو اسلام سے کچھ بھی غیرت ہوگی تو آپ کی آنکھوں میں بے اختیار خون اتر آئیگا اور [illegible]

یہ درگت اور دردشا اور ناگفتہ بہ حالت کو دیکھ کر میرے دل کو برداشت کی تاب نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ ہم باوجود صادق ہونیکے کاذب قرار دئے جاتے ہیں تو مجھ میں صبر کا یارا نہ رہا کیونکہ آخر صبر کی بھی کوئی حد ہوتی ہے تو مخالفین کے "ڈیفنس" کے لئے میرے دل میں نور کے اجرا کے لئے تڑپ پیدا ہوئی تو اسوقت بعض دوستوں نے طرح طرح کے بھیانک نظارے میری آنکھوں کے سامنے پیش کئے اور ہر چند مجھ کو اخبار کے نکالنے سے منع کیا گیا۔ مگر دوسری طرف کفار ناہنجار کا فتنہ اور طوفان بے تمیزی کا بحر زخار میرے دل کو سوزش سے گداز کر رہا تھا۔ ایسی حالت میں پیچھے قدم رکھنے کو سخت بزدلی سمجھا کیونکہ ایسی بے غیرتی کی زندگی سے مرجانا ہی بہتر ہے ایسی درگت اور دردشا کی حالت سے گزر جانا ہی اچھا ہے۔ حضرت کرشن علیہ السلام کا قول ہے۔ کہ وہ انسان جسکے دل میں دھرم اور ایمان کے لئے غیرت نہیں وہ ایک بزدل عورت ہے۔ جو مرد کے لباس میں ملبوس ہو اس بے غیرتی درگت اور دردشا سے منہ موڑ کر اور دنیا کی کمندوں کو توڑ کر اپنے دوستوں سے کہا کہ

من نہ آنم کہ روز جنگ بینی پشت من
آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے

کیا اگر میرے پاس اخبار کے اجرا کے لئے روپیہ نہیں مگر کیا ہے تو وہ مطلق سرو شکتی مان جوتی سروپ (لا شکلی) یا سرب ویاپک (محیط الکل) رحمن وہ احکم الحاکمین جس نے مجھ جیسے کو ضلالت سے نجات دیکر اسلام جیسا انمول رتن نعمت غیر مترقبہ دیا کیا وہ ایسی حالت میں میری سہائتا نہیں کریگا۔ کیوں نہیں ضرور کریگا۔ کیونکہ اسکا نام رحمن ہے۔ وہ رحیم ہے۔ وہ دیالو ہے وہ کرپالو ہے صرف استقلال اور حوصلہ درکار ہے۔

کاٹ لینا ہر کٹھن منزل کا کچھ مشکل نہیں؟
اک ذرا انسان میں چلنے کی ہمت چاہئیے؟

جب میں استقلال کے بلند مینار پر کھڑے ہو کر اپنے گرد و نواح میں نظر دوڑائی تو میری آنکھوں کے سامنے انگلستان کے اس بڑھئی کا قصہ آ گیا جبکہ وہ نہایت شوق اور جانفشانی سے ایک کرسی بنا رہا تھا۔ تو ایک شخص نے اس بڑھئی سے پوچھا میاں کاریگر اتنی محنت کیوں کرتے ہو اس نے جواب دیا بھائی جب میں مجسٹریٹ ہو جاؤنگا۔ تو اس کرسی پہ بیٹھکر اجلاس کیا کرونگا سننے والا متعجب ہوا اور بولا واہ میاں بڑھئی۔

حلوا خوردن را روے باید

ذرا ہوش کی نباڈ اور عقل کے ناخن کو [illegible] ایسی ہی اور بہت سی باتیں گھڑیں مگر بڑھئی نہایت استقلال سے اپنی لگن میں مگن رہا اور انکی ہرزہ سرائی پر قطعاً توجہ نہ کی آہ! کیسی تعجب کی بات نہیں نتیجہ خیز اور سبق آموز واقعہ کہ آخر وہی بڑھئی مجسٹریٹ ہوا اور اسی کرسی پر بیٹھکر اجلاس کیا سچ ہے

اسے منزل کرتے نہیں لگتی بار
بہ نہو اس سے مایوس امیدوار

پھر میری آنکھوں کے سامنے اس سر سید مرحوم کا اس واقعہ کا نقشہ کھنچ جاتا تھا جبکہ آپ نے اول اول میں حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا کہ کالج کی تکمیل کے لئے ہمیں دو لاکھ کی ضرورت ہوگی۔ مگر حاضرین میں سے ایک نے جواب دیا ذرا ہتھیلی سرسوں جمائیے اگر کوئی پست ہمت ہوتا تو اسکی کمر ٹوٹ جاتی مگر وہ سر سید کا کلیجہ تھا۔

جس نے داڑھی پر ہاتھ پھیر کر کہا

ذات اللہ تعالیٰ چشم بد دور گنج بنا اور سرمایہ اس سے بھی دس گنا جمع ہو گیا۔ اور اصل تخمینہ کے برابر تو چوری ہی ہو گیا کبھی نپولین بونا پارٹ کے کارنامے یاد آتے تھے جبکہ وہ اپنی فوج کو لیے جا رہا تھا۔ اور آگے کوہ الپس آ گیا لوگوں نے کہا کہ راستہ میں الپس کھڑا ہے۔ جانے نہ دے گا۔ اگر کوئی پست ہمت ہوتا تو ہمت ہار دیتا مگر اس شیر ببر نے عجب دل گردہ پایا تھا کہا کہ اگر الپس حائل ہے۔

تو الپس ہی نہ رہے گا

چنانچہ اسی وقت مدد لگ گئی اور چند روز میں ہی آر پار کا راستہ بنا لیا اللہ اکبر جو کام پہلے غیر ممکن تھا۔ وہ اب ممکن ہو گیا مگر میرے دل کی لگن تو اس سے بھی ورا الورا اور بالاتر تھی انہوں نے تو مادی دنیا کی ترقی کے لئے یہ استقلال دکھلایا مگر میرے قلب میں تو معرفت تامہ کی گونج تھی اعلاء کلمۃ الحق کی اشاعت کی تڑپ تھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پرچار کی کسب تھی مجھے حق الیقین تھا کہ آخر سچ کی جے اور جھوٹ کی شے ہو گی راستی کا بول بالا اور کذب کا منہ کالا ہو گا سو توکل بخدا نور کا ظہور کیا گیا جسکی تجلی کی تاب نہ لا کر سیارے اور چاند جنکی روشنی مستعار تھی شرمندہ ہو کر ٹمٹمانے لگے آرین پتکوں (کتب) سے ہی آرین مہاشوں پر وہ وہ اعتراض کئے گئے کہ بیچارے تمام لکھا پڑھا بھول گئے ہم نے آریوں کو چیلنج پر چیلنج دیا مگر کسی مائی کے بیٹے سے جواب نہ بن آیا۔

سچ ہے حق کے آگے باطل نہیں ٹھہر سکتا
نور کے آگے ظلمت کافور ہے

اور سکھوں کے مذہبی گرنتھوں سے باوا نانک جی کے فنا فی الاسلام ہونیکے متعلق گرنتھ اور جنم ساکھی سے وہ وہ زبردست ادلہ پیش کئے اور ایسے ایسے شلوک کرید کرید کر نکالے کہ بیچارے سکھ صاحبان کو قہر درویش بر جان درویش ہو کر آمنا و صدقنا ہی کہنا پڑا۔

میرے دوستو! یہ تمام ہندوستان بھر میں اپنی قسم کا ایک ہی اخبار ہے جو (Weekly) تازہ بتازہ مخالفین اسلام کو دندان شکن جواب دیتا ہے۔ بعض ہمارے دوستوں کے خطوط ہمیں موصول ہوئے ہیں کہ وہ سادہ لوح نوجوان جو آریہ سماج کی ظاہری ٹیپ ٹاپ اور نمائش کو دیکھکر سماج سے ایک گونہ مانوس ہو گئے تھے۔ مگر اس پرچہ کو پڑھکر برملا آریہ سماج سے آزردگی اور کشیدگی و تنفر ظاہر کیا۔ مگر اب ہم نور کے عاشقوں اور حق کے دلدادوں اور اسلام کے فدائیوں سے سوال کرتے ہیں کہ آپ نے اس غازی کی کسقدر حوصلہ افزائی کی مگر افسوس کہ اسکا جواب مجھے کچھ چنداں تسلی بخش نہیں ملتا تاہنوز بہت ہی کم دوستوں نے اپنے فرض کو پورا کیا ہے۔ میرے دوستو! کیا یہ آپکا فرض نہیں کہ اس غازی کی حوصلہ افزائی کرو سو میں آج نہایت زور مگر ادب کیساتھ آپکو اپنا فرض یاد دلاتا ہوں کہ ہر ایک خریدار ایک نیا خریدار پیدا کرے اور پھر اس میں آپ نقصان میں نہیں رہینگے اسکے عوض آپکو ثمرہ وید (جو زیر طبع ہے) جیسی نادر اور عجیب کتاب نذر کیجاویگی اگر اسپر بھی دوستوں نے توجہ نہ کی تو میں اپنے ان دوستوں کے نام لکھکر ان سے نئے خریداروں کیلئے اپیل کرونگا۔ سو مجھے امید ہے کہ میرے دوست مجھے یہ موقع نہیں دینگے اور اس یاد دہانی سے اپنے فرض کو پورا کرنیکی کوشش فرمائینگے۔

فدایان قوم کیا فرماتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۞ اخویم مکرم شیخ محمد یوسف صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ

نور کے دو پرچے میرے پاس پہنچے ہیں یہ پرچہ جواب آیا ہے۔ یکم نومبر سنہ ۱۹۰۹ء کا ہے ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ء کا پرچہ مجھے نہیں ملا۔ پہلا پرچہ اور درمیانی پرچہ ملکر تین ہوتے ہیں مگر دو ملے ہیں اور درمیانی پرچہ ملکر تین ہوتے ہیں براہ مہربانی درمیانی پرچہ ارسال فرمایئے اس پرچہ نے جس روشنی پھیلانیکا ذمہ لیا ہے۔ وہ سیاہی آریہ مہاشوں کے تاریک دلوں پر اثر کرنیوالی ہے خدا کرے کہ انکے تاریک گھروں کا یہ نور چراغ ہو (آمین ایڈیٹر) اور ان کو اسکی روشنی میں عیب و صواب نظر آئے۔ اور ان کی آنکھیں کھلیں جہانتک تجربہ ہے وہ اب تک بھی ہے کہ مذہبی تحقیقات میں انکی نیت بخیر نہیں وہ اس رنگ میں بھی ملکی اغراض کے پہلو کو فروغ دینا چاہتے ہیں بہر حال کچھ ہو اور انکے مہاتماؤں کے جنکو واقعی نیکی اور بھلائی کی قدر ہے نیت بخیر ہو تو یہ پرچہ اپنی طرز میں انکی سوسائٹی میں تحریک کا باعث ہوگا۔ اور ہر ایک اندرونی مرض کو کسی نہ کسی طرح سے باہر نکالیگا گلستان قادیان کے پہلے دو نونہال اگرچہ نہایت رعایت سے کبھی کبھی آریہ مہاشوں کی غلط کاریوں پر انکو آگاہ کر دیا کرتے تھے۔ مگر جس رنگ میں یہ پرچہ نکلا ہے۔ اسکی خاص ضرورت تھی تاکہ پوری فراغت اور فرصت سے ان کی خدمت کی جائے۔ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے میں آپکو اس پرچہ کے اجراء کے لیئے مبارکباد دیتا ہوں اور بہت خوش ہوتا ہوں۔ مجھے اس پرچہ کی ہر ایک سرخی اور مضمون کو دیکھکر مزہ آ جاتا ہے۔

ایں گلے را رنگ و بوئے دیگر است

میں ماہ نومبر میں پانچ روپیہ منی آرڈر کے ذریعہ بطور امداد بھیجونگا۔ آپ پرچہ میرے نام جاری رکھیں۔ قیمت نہیں بلکہ وقتاً فوقتاً امداد کا خیال رکھونگا شام کو ذکر تھا میں نے احباب میں تحریک کی

* یہ پرچہ عین وقت پر روانہ کیا گیا تھا مگر ڈاک خانہ میں دیبلی کے نمبر نہ ہونیکے باعث تقریباً دس روز رکا رہا (ایڈیٹر)

اور دوست بھی یہ پرچہ منگوا لینگے
خاکسار دعاگو احباب میر حامد شاہ از سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
اخویم شیخ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکا اخبار "نور" جو واقعی نور علیٰ نور ہے۔ آج میرے پاس پہنچا اور پڑھ کر جو خوشی مجھ میں جو شرن ہوئی میرا دل ہی جانتا ہے۔ خداوند کریم آپکے ارادوں کو کامیابی سے اور اس کار خیر میں عظیم مدد فرمائے آمین ثم آمین۔ بے شک ضرورت تھی "نور" کی۔

سید محمد شاہنواز اردلی سارجنٹ پلیس فیروزپور شاہ صاحب نے صرف تحریری ہمدردی پر ہی اکتفا نہیں کی بلکہ انہوں نے جس دل و جان سے اخبار کی اشاعت کے لیے سعی فرمائی ہے اسکے لیے میرا رونگٹا رونگٹا شاہ صاحب کے لیے دعا گو ہے اگر شاہ صاحب جیسے دس آدمی بھی "نور" کے حامی و غمگسار ہو جائیں تو میں سمجھونگا کہ میری محنت ٹھکانے لگی شاہ صاحب نے نور کی روشنی کو صرف مسلمانوں تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ اور ہندو صاحبان کو بھی "نور" سے منور کیا ہے۔

ع این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

(ایڈیٹر)

جناب شیخ محمد یوسف صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پرچہ نور کا پہلا نمبر جو آپ کی ارادت میں شائع ہوا ہے۔ اسکو ہماری انجمن نے بہت مفید خیال کیا ہے۔ لہذا آپ اسے میرے نام جاری رکھیں

محمد مرتضیٰ خان عنبر سکرٹری انجمن احمدیہ پٹیالہ

پیارے محمد یوسف سدا سلامت رہو

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج ایک اتفاق سے آپکا نور دیکھا ماشاء اللہ واقعی ایک کام کیا ہے (یہ آپکا حسن ظن ہے ورنہ من آنم کہ من دانم۔ ایڈیٹر)

خدا آپ کی سعی میں مساعدت فرمائے اگر میری ناچیز خدمات آپکے نور کیلیے فائدہ مند ہوں تو دریغ نہ ہوگا۔

جواب خط کا منتظر

آپکا نیاز مند بہی بخش (استاد) ترجمان محکمہ صاحب بہادر پولٹیکل ایجنٹ مسقط (عرب)

جناب شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ نور کے ظہور سے مجھے از حد خوشی ہوئی۔ کہ میں وی۔ پی کا انتظار نہیں کر سکا۔ عہ قیمتی پیشگی بذریعہ منی آرڈر ارسال کرتا ہوں اللہ تعالےٰ آپ کو جزائے خیر دے اور آپکے پاک ارادوں میں کامیاب فرمائے۔

نیاز مند
ہاشم علی گرداور قانونگو سرور لکڈھ

برادرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ (نور) نور علیٰ نور پہونچا۔ دل کی آنکھ کو منور کیا وی پی حسب ذیل لعبارت کے نام روانہ فرما دیں ... عنوان ....

(مہدی اللہ انورہ من یشاء) بھی ہونا چاہیے۔

(آپکا فرمانا سر آنکھوں پر انشاء اللہ تعالےٰ آئندہ اسپر عمل کیا جائیگا) (ایڈیٹر)

بندہ غلام احمد اختر ضلعدار ڈاک خانہ اوچ ریاست بہاولپور

مکرمی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ پرچہ بہت عمدہ ہے۔ اور جس غرض سے یہ اخبار جاری کیا گیا ہے۔ اس میں کامیابی کی امید دلاتے ہیں ایسے اخبار کی سخت ضرورت تھی۔ اور اس اخبار نے ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا۔ اللہ تعالےٰ آپکا ناصر و معین ہو۔

راقم
سید صادق حسین مختار عدالت اٹاوہ سکرٹری انجمن احمدیہ۔ اسکے علاوہ اور بہت سے خطوط موصول ہوئے ہیں کہ جو بوجہ طوالت درج نہیں کیے گئے۔ نور

آریہ سماج کی دینی کتب میں بیباکی و سفاکی کی تعلیم

(سلسلہ کے لیے ملاحظہ ہو نور نمبر ۱)

سوامی جی نے یہ تو فرما دیا کہ لوٹ کھسوٹ کے مال کے سولہ حصہ کرنے چاہئیں۔ مگر افسوس کہ اسکے متعلق اپنے پیراؤں کو ان اشیاء کی نسبت جنکے سولہ حصے نہیں ہو سکتے جیسا گائے اور عورت وغیرہ انکی بابت تقسیم کا کیا طریقہ اختیار کیا جاوے نہیں بتلایا وہ شاید بہادر لیڈروں اور جو بدذوق کے ہونگے بلا سکے لیے ہی روا ہونگی۔ آہ افسوس انیسویں صدی کے اخیر میں کو بجکر کیسی خطرناک تعلیم کا بیج بویا ہے۔ ہم نے اسلام کی تاریخ میں پڑھا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے پہلے جبکہ عرب دیش میں وہ مندو کارہ مچا ہوا تھا لوگ خدا تعالیٰ سے بالکل منہ موڑ چکے تھے۔ ذرا ذرا سی بات پر تمام ملک کے قبائل کٹ مرتے تھے۔ غرضیکہ عرب دیش پر ظلمت کا گھٹا ٹوپ بادل چھایا ہوا تھا اور جسکی

لاٹھی اسکی بھینس

والا معاملہ تھا۔ مگر ایسے فیج اعوج یعنی کلجگ کال کے زمانہ میں بھی ایسی بیباکی اور سفاکی کی تعلیم کا پتہ نہیں چلتا جیسا کہ اس انیسویں صدی کے ریفارمر رشی بلکہ مہا رشی دیانند سوامی نے پرچار کیا ہے غرضیکہ کسی عہد میں بھی ایسی بیباکی اور سفاکی کے نظائر ملنے مشکل ہیں مگر بیسویں صدی میں داخل ہوکر سوامی جی کے پیراؤں کا اس تعلیم کی اشاعت اور پرچار کے لیے کوشش کرنا

کسقدر افسوسناک جرأت ہے

کیا اس تعلیم کے گھمنڈ پر آریہ سماجی متر دوسرے مذاہب کے ساتھ ناتہ جاتی اور حملے کرنیکی جرأت کرتے ہیں کیا ان مہاتوں کو اپنے گھر کا

بول معلوم نہیں اور بھلا ہو بھی کیونکر جب کہ آریونکا پتنڈر بڑے دردناک اور دلخراش الفاظ میں اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ

آریہ سماج میں نوّے فی صدی نوجوان مذہبی کتب کو دور سے ہی سلام کرتے ہیں۔

جنہوں نے گرنتھ وید تو درکنار ستیارتھ پرکاش کا بھی مطالعہ نہیں کیا جب انکی اپنی حالت یہ ہے تو نہ معلوم کس دلیری پر ان مہاشوں کو اوروں کے کھنڈن (رد) کی اسقدر جرأت پڑتی ہے اسی پر بھی اکتفا نہیں ذرا آگے اور ملاحظہ فرمائیے

مخالفونکے قتل کی کھلم کھلا تعلیم

لیکن سوامی جی کے دلی کو صرف جنگ میں غیرونکا روپیہ اور انکی عورتوں کو لوٹنے اور انکے گرہن (استعمال) کرنے پر بھی شانتی (اطمینان) نہیں ہوئی بلکہ آپنے اس سے بھی بڑھکر پد طوتے دکھلایا ہے۔ اور خونناک تعلیم کا کھلم کھلا وہ پرچار (اشاعت) کیا ہے۔ کہ جس نے مردہ ارواح تک کو بھی صدمہ پہنچایا ہے چنانچہ آپ ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۴۶ پر سمرتی مذکورہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ وشنٹ پرشونکے نتھا کو پاپ نہیں ہونا چاہیئے پرسدھ مارے چاہیئے۔ اپرسدھ اکاسلیس

اردو ترجمہ یعنے بے ایمان (بقول سوامی جی کے جو وید کو نہ مانتا ہو) کے مارنے میں قاتل کو قطعاً کوئی گناہ نہیں ہوتا خواہ کھلم کھلا قتل کرے یا مکاری سے افسوس! میرے مترو! یہ ہے سوامی جیکی دھارمک (روحانی) تعلیم جو بیباکی اور سفاکی کے علاوہ عیاری مکاری کی تلقین کرتی ہے اس گھمنڈ پر آریہ مترا اپنے مذہب پر تعلیں بجایا کرتے ہیں کاش یہ لوگ ذرا اکانت ہو کر سوچتے کہ سوامی جی نے کیسے خطرناک بیج بوئے ہیں پھر ایسے زمانہ میں جبکہ دہریہ

لوگ انسانیت کا خاصہ رکھنے والے جاپان کے بہادر اپنے مخالف روسیوں کے ساتھ ہی گذشتہ جنگ روس و جاپان میں یہ برتاؤ یا سلوک کرتے رہے ہیں کہ جب کوئی روسی سپاہی میدان جنگ میں مرا ہوا جاپانیوں کے ہاتھ آیا اور اسکے بدن پر اسکا کوئی مال مثلاً گھڑی یا نقدی ملا تو اسکو اسکے پس ماندگان کے پاس پہنچانے کی کوشش کیگئی ہاں جب کہ دنیا اسقدر ترقی کر چکی ہے۔ کہ مخالفونکی عورتوں پر ہاتھ پڑانا ایک سخت

وحشیانہ اور نامردیکا کام ہے

اور نہایت کمینہ اور بزدلانہ حرکت ہے مگر ایک شخص انیسویں صدی میں ظاہر ہوتا ہے سنیاسی کا مذہبی لباس پہنتا ہے ہاتھ میں وید اور شاستر پکڑ کر اور سب سے بڑھکر قبر میں پاؤں لٹکاکر مذکورہ بالا تعلیم کا پرچار کرتا ہے۔ اور ہمارے کتنے ہی تعلیم یافتہ ہموطن اسے لاثانی ریفارمر رشی اور مہارشی کے خطاب سے مخاطب کرتے ہیں آہ! کیا ہی مذہبی تعلیم اور مذہبی کتاب ہے۔ جسکے ذریعہ تمام دنیا میں پرچار ہوتا ہے۔ اگر آج گورنمنٹ صرف پانچ منٹ کیلئے آریوں کو اس کے دھرم شاستر کے قانون پر چلنے کی اجازت دیدے تو اس ویدک تعلیم کا عملی نتیجہ دو دن کے اندر اندر ہی ملک بھر میں ظاہر ہوجائے اور ویدک دھرم کے عاشق اپنے دھرم شاستر کے ماتحت چل کر

خون کی ندیاں بہا دیں

ایسی حالت میں جو لیلا چھا جائے اسکو سامنے لاتے ہی بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں ناظرین آریہ سماج کی اس تعلیم کو بار بار پڑھیے اور اسپر غور اور تدبر کرو ہم اس خوفناک اسپرٹ کے نمونے ہدیہ ناظرین

کرتے ہیں جو آریہ سماج کے بانی نے کھلم کھلا اپنے پیراؤں کو تعلیم دی ہے۔ چنانچہ آریہ سماج کے بانی کی تصنیف کردہ جس پرارتھنا پستک (دعاؤں کی کتاب) کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے اور جسکی بابت اسکے مصنف سوامی دیانند سرسوتی نے بڑے پرزور دیباچہ میں ذکر کیا ہے کہ اس سے تو کیول منشوں کو ایشور کا گیان سروپ اور بھگتی دھرم نشٹا ہو ہارشٹہی امادی پرپوجن سدھ ہونگے یعنے سوامی دیانند اپنے پیراؤں کو تاکید کرتے ہیں کہ محض اسی گرنتھ کے پڑھنے سے ہی نجات حاصل ہوگی یہی پاکیزگی اور روحانیت کا سرچشمہ ہے اس سے ہم مندرجہ ذیل پرارتھناؤں کو جنکا ہر ایک آریہ پرش صبح و شام بڑے پریم کیسا تھ ورد کرتا ہے اسکو ہم اپنے ہموطنوں کے لیئے ماخوذ کرتے ہیں۔

جو ویدک دھرمیوں سے محبت نہ کرے وہ بھی تباہ ہو

آریہ بھے و نی کے چھٹے اڈیشن کا صفحہ ۲۶۸ پر یجر وید کے چھٹے ادھیائے کے ۲۲ و ۲۳ منتر کے حوالہ سے آپ ویاکھیان دیتے ہیں اور جو ہم سے اودیش اپریتی نشتر وتا کرتا ہے۔ تتھا جس دشٹ سے ہم پرتی کو ک وکھ کارک ہی ہوں اسکا سلیس اردو ترجمہ یہ ہے کہ جو ہم سے پرمیشور اس کے لیئے پران پانی علم یا ودیا اور دوائی سب ناموافق اور دکھ پہنچانیوالے ہوں اگر وہ علم پڑھے تو اسکے لیئے دکھ کا موجب ہو اگر پانی پیئے تو اسکے لیئے زہر ہوجائے اور اگر دوائی کھائے تو اسکے لئے سم قاتل بن جائے۔ واہ! جی واہ کیسی صلح کل تعلیم ہے۔ پہلے اور تو اور جو ہم سے محبت نہ کرے یا اس سے بھی بڑھکر جس سے ہم خود دشمنی کریں اسے بھی۔

واصل جہنم کرو

محبت نہیں کرتا اور جو ہمیں ایمان [illegible]

اور پھر اسکے لیئے یہ چاہا کہ اگر وہ بخار مین مبتلا ہو تو کونین گولی اس کے لیئے توپ کا گولہ ہو جائے اور اگر پیٹ درد کے لیئے پیپرمنٹ پیئے تو وہ ہلاہل بن جائے۔ اگر پانی پیئے تو اسے اوچھو آجائے۔ حساب کرنے لگے تو پہاڑوں میں گر پڑ جائے۔ اگر وہ شمال کی طرف جائے تو اسکے پاؤں اسے جنوب کی طرف کھینچیں آہ کیسی خطرناک پر اتھنا دعا، مذہب کی آڑ مین سکھلائی جاتی ہے۔ جسکا وظیفہ صبح و شام مندروں گوردواروں اسکولوں اور گھروں مین کیا جاتا ہے۔

(باقی آیندہ)

تناسخ اور باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ

ہندوؤں مین تناسخ کا ماننا ضروری ہے مگر اب غور اور انصاف سے دیکھنا چاہیئے کہ باوا صاحب صریح صریح اپنے اقوال اور افعال سے تناسخ کے عقیدہ کی نفرت ظاہر فرماتے ہین اگر باوا جی ہندو تھے تو کیوں نہ تناسخ کی تائید مین اپنے شلوک ورتن دیبان کیئے باوا نانک جی کا شلوک ملاحظہ فرمایئے۔

جیتا دیہیں تیتا ہو کھاؤ
بہاور نہیں کے ور جاؤ
نانک ایک کہے ارداس
جیئو پنڈ سب تیرے راس

یعنے جسقدر تو دیوے اسی قدر ہم کھاتے ہین دوسرا اور دروازہ نہین جس پر جاوین نانک ایک ہی عرض کرتا ہے۔ کہ روح اور جسم کا توہی خالق ہے یہ مضمون باوا نانک صاحب نے ان آیات قرآنی سے اخذ کیا ہے۔ نحن قسمنا بینہم معیشتہم فی الحیوۃ الدنیا و رفعنا بعضہم فوق بعض ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموٰت والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطٰن ٭ یعنے ہم نے تمہارے کھانے پینے اور دوسری حاجات کی چیزین تم مین تقسیم کر دی ہین کسیکو تھوڑی اور کسیکو بہت دی ہین اور بعض کا بعض سے مرتبہ زیادہ کر دیا ہے اور خدا تعالیٰ کے ملک سے جو زمین و آسمان ہے تم باہر نہین جا سکتے۔ جہان جاؤ گے خدا کا غلبہ تمہارے ساتھ ہوگا۔ اب دیکھو باوا صاحب نے صریحاً ان آیتوں سے اپنا مضمون اخذ کیا ہے۔ اور یہ مضمون آواگون یعنے تناسخ کے عقیدہ سے بالکل مخالف ہے۔ کیونکہ آواگون والا یہ نہین کہیگا کہ رزق کی کمی بیشی خدا تعالےٰ کے ہاتھ مین ہے بلکہ وہ تو اپنی تمام عزت اور ذلت اپنے پہلے عملوں کی طرف منسوب کریگا۔ اور روحوں کا خالق خدا کو کبھی نہ مانیگا مگر بعض دوست اعتراض کیا کرتے ہین کہ باوا نانک جی کے بعض شلوکوں مین نہایت باریک طور سے تناسخ کی طرف اشارات پائے جاتے ہین۔

ان دوستوں کا یہ اعتراض نہایت بودا اور خالی از اصلیت ہے۔ اگر وہ ذرا بھی غور اور تدبر سے کام لیتے تو اس اعتراض کی اصلیت روز روشن کی طرح اپنر ظاہر ہو جاتی۔ مگر ہم اپنے معترض دوستوں کی خاطر اس کی اصلیت پر ذرا وسعت اور تشریح کے ساتھ لکھتے ہیں۔ تاکہ یہ وہم کا رفع ہو جائے۔

میرے دوستو واضح ہو کہ اسلام مین صرف وہ قسم تناسخ یعنے آواگون کی باطل اور غلط ٹھہرائی گئی ہے۔ جس مین گذشتہ ارواح کو پھر دنیا کی طرف لوٹایا جائے لیکن بجز اسکے اور بعض صورتیں تناسخ یعنے آواگون کی ایسی ہین کہ جن کو اسلام نے روا رکھا ہے چنانچہ ان مین سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک شخص جو اس دنیا مین زندہ موجود ہے جب تک وہ تزکیہ نفس سے اپنی آتما (روح) کو پوتر (مطہر) نہ کرے اور پاک ریاضتوں سے اپنی اندریوں (حواس خمسہ) پر پورا پورا تصرف نہ حاصل کر لے تب تک وہ کسی نہ کسی حیوان یا کیڑے مکوڑے کے مشابہ ہے۔ اور اہل باطن کشفی طور سے معلوم کر جاتے ہین کہ وہ نفس پرستی مین کس جانور سے مشابہ ہے بیل سے یا گدھے سے یا کتے سے اور اسی طرح نفس پرست انسان اسی زندگی مین ایک جون بدلکر دوسری جون مین آتا رہتا ہے۔ ایک جون کی زندگی سے مرتا ہے۔ اور دوسری جون کی زندگی مین جنم لیتا ہے اسی طرح اس زندگی مین ہزارہا موتیں اس پر آتی ہین اور ہزارہا موتیں اختیار کرتا ہے۔ اور اخیر کار اگر سعادت مند ہے تو حقیقی طور پر انسان کی جون اسکو ملتی ہے۔

اسی بنا پر خدا تعالےٰ نے نافرمان یہودیوں کے قصہ مین فرمایا کہ وہ بندر اور سوٴر بنگیے سو یہ بات تو نہین تھی کہ وہ حقیقت مین تناسخ کے طور پر بندر ہو گئے تھے بلکہ اصلی حقیقت یہ تھی کہ بندروں اور سوروں کی طرح نفسانی جذبات ان مین پیدا ہو گئے تھے غرض یہ قسم تناسخ کی اسی دنیا کی زندگی کے غیر منقطع سلسلہ مین شروع ہو جاتی ہے اور اسی مین ختم ہوتی ہے

دوسری قسم تناسخ کی وہ ہے۔ جو قیامت کے دن دوزخیوں کو پیش آئیگی۔ اور وہ یہ ہے کہ ہر ایک دوزخی جس گندے جذبہ مین گرفتار ہو گا اسی کے مناسب حال کسی حیوان کی صورت بناکر اسکو دوزخ میں ڈالا جائیگا۔ مثلاً جو لوگ شکم پرستی کی وجہ سے خدا سے دور پڑ گئے وہ کتوں کی شکل مین کر کے دوزخ مین گرائے جائینگے اور جو لوگ کام دیو یعنے شہوت کی وجہ سے خدا تعالےٰ کے حکم سے روگردان ہو گئے

سور کی شکل مین دوزخ مین گرائے جائیں گے اور جن لوگون نے نافرمانی کر کے بہت سے جیوانونکے ساتھ مشابہت پیدا کر لی تھی وہ بہت سی جونون مین پڑینگے اس طرح پر کہ ایک جون کو ایسی حالتمین ختم کر کے جو موت سے مشابہ ہے دوسری جون کا چولہ بہن لینگے اس طرح ایک جون کے بعد دوسری جون مین آئینگے اور نہ ایک موت بلکہ ہزاروں موتیں انپر آئینگی اور وہ موتیں وہی ہین جنکو خدا تعالے نے ثبور کثیر کے نام سے قرآن شریف مین بیان کیا ہے مگر مومنون پر بجز ایک موت کے جو موتۃ اولی ہے۔ اور کوئی موت نہیں آئیگی ؛۔

تیسری قسم تناسخ کی جو قرآن مین بیان کی ہے یہ ہے جو انسانی نطفہ ہزارہا تغیرات کے بعد پھر نطفہ کی شکل بنتا ہے۔ مثلاً اول گندم کا دانہ ہوتا ہے۔ اور بہت عرصہ اسکی یہی صورت رہتی ہے۔ کہ زمیندار اسکو زمین مین بوتا ہے۔ پھر وہ سبزہ کی صورت مین ہو کر زمین سے نکلتا ہے۔ آخر دانہ بنجاتا ہے پھر کسی وقت زمیندار اسکو بوتا ہے اور پھر سبزہ بنتا ہے اس طرح صدہا سال ایسا ہی ہوتا ہے اور ہزارہا قالب مین وہ دانہ آتا ہے یہانتک کہ اسکے انسان بننے کا وقت آجاتا ہے تب اس دانہ کو کوئی انسان کھا لیتا ہے اور اس سے انسانی نطفہ بنجاتا ہے جیساکہ مثنوی رومی مین ہے۔

ہفصد و ہفتاد قالب دیدہ ام
بارہا چون سبزہا روئیدہ ام

سو باوا صاحب کے کسی شعر مین اگر کوئی اشارہ تناسخ یعنے اداگون کی طرف پایا جاتا ہے سو وہ اشارہ درحقیقت ان تین تناسخون مین سے کسی تناسخ کی طرف ہے جو قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے نہ اس ویدوالے تناسخ کی طرف جس کے لئے ضرور ہے کہ انسان خدا تعالےٰ کے خالق ہونے سے انکار کرے اور نجات کو ابدی نہ سمجھے۔ اور خدا تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے کہ وہ گناہ نہیں بخشتا اور کسی کی توبہ قبول نہین کرتا اور کسی پر رحم نہین کرتا اور ظاہر ہے کہ باوا صاحب ایسے گندے عقیدوں سے سخت بیزار تھے وہ خدا تعالیٰ کو روح اور جسم کا پیدا کنندہ مانتے تھے اور نجات ابدی پر اعتقاد رکھتے تھے اور اللہ جل شانہ کو گناہ بخشنے والا یقین کرتے تھے اور انکا یہ صاف اور کھلم کھلا عقیدہ تھا کہ انسان بیل گدھا ایسا ہی ہر ایک جانور خدا تعالےٰ نے آپ اپنی مرضی سے اور اپنے ارادہ سے پیدا کیا ہے۔ اور کوئی روح قدیم نہیں بلکہ تمام ارواح اسکی پیدا شدہ ہین پھر اس عقیدہ والا آدمی ہندوؤں کے آواگون کے ماننے والا کیونکر ہو سکتا ہے اب سکھ صاحبان کی خدمت مین ہماری پرارتھنا (عرض) ہے کہ وہ ازراہ نوازش صرف پانچ منٹ کے لیے اکانت بیٹھکر باوا صاحب کے شلوکون کا وچار کرین کہ باوا صاحب کس تناسخ کے قایل تھے۔ پھر وہی راہ سکھ صاحبان اختیار کرین کیونکہ آخر ایک روز ہم نے اور آپ نے یہاں سے چلنا ہے پھر ہٹ دھرمی اور ضد کا ہے کی۔

نوٹ ۔ نکاۃ ۔ رائیں

گورنمنٹ عالیہ اور ہم

ہر ایک دھرم شاستر مین خواہ اس کا نزول عرب دیش مین ہوا ہو یا اس بھارت ورت (ہندوستان) مین ہر گروہ ڈنکے کی چوٹ احسان فراموشی کو کبیرہ گناہ ہونیکا اعلان کرتا ہے۔ آؤ اب ہم ذرا اپنے آنکھوں کے سامنے مرہٹوں کے عہد کا بھیانک نظارہ لائیں جبکہ دو دو تین تین روپیہ کی خاطر انسان کو روئی میں لپیٹ کر اوپر تیل ڈال کر مشعل کی طرح جلایا جاتا تھا لوگ زندہ درگور ہو رہے تھے ذرا اسکے آگے چل کر سکھ صاحبان کی "برشہ گردی" کے دردناک اور دلخراش واقعات کو اپنے آنکھوں کے سامنے لاؤ جب کہ ادنی ادنی باتوں کے لیئے گاجر مولی کی طرح انسانون کے سر کاٹے جاتے تھے اکیلا دکیلا سفر نہین کر سکتا تھا۔ اگر کوئی گنگا کے تیرتھ کی جاترا کو جاتا تھا تو اسکے لواحقین اسکی زندگی میں ہی اسکو روپیٹ لیتے تھے کیونکہ اس کی واپسی یقینی نہ ہوتی تھی مگر اب جبکہ گورنمنٹ برطانیہ کے قدوم میمنت لزوم سے ان بھارت پتون نے انسانیت کا جامہ پہنا ہے سینکڑوں برس کی غلامی کے بعد آزادی کی ہوا کا مزا چکھا ہے ہزاروں برس کے ظلم اور تشدد کے بعد ایسا پرامن عہد نصیب ہوا ہے کہ جس مین بکری اور شیر ایک گھاٹ پانی پیتے ہین بجائے اسکے کیا ایسی محسن اور مربی گورنمنٹ کے شکریہ کے لیئے زبان رطب اللسان ہوتی؛۔ ایسی مہربان گورنمنٹ کے دائمی سایہ عاطفت کے لیئے دعائیں کی جاتیں یہ بھارت سپوت آرین مہاشہ گن۔ الٹا ایسے مہربان گورنمنٹ کے برخلاف منصوبے گانٹھ رہے ہین بعینہ ان پر یہ مثال صادق آتی ہے۔ کہ آتان اتان جب مین بڑا ہو کر بھانے وار ہونگا تو پہلے تمہاری ہی سسرین پر بدلگاؤں گا خدا ہی ہے۔ جو ان چھندرون کو سمجھائے۔

اب بھی توبہ کرو	پچھلے ایام مین ہنڈ

ادہر پرکاش کی باہمی دو دو چونچوں نے خوب لہرا دکہایا تہا جب میاں پرکاش کا پتندرہ نے قافیہ تنگ کیا تو پرکاش بیچارا گہبرا کر بیساختہ کہہ اٹہا کہ اگئے ارے میاں پرکاش اتنی جلدی ابہی تمنے دیکہا ہی کیا ہے۔ یہ تو بیچارے جولاہے تہے خدانخواستہ کوئی پٹھان آ یہ ہوجاتا۔ تو سات سمندر سے آریہ سماج کا بیڑا پار کر دیتا اور ہندوستان مین آریونکا تخم نہ چہوڑتا ارے میاں پہلے ہی خدا کا شکر کرو یہ مسلمان بڑے سخت جان ہین ان سے خدا بچائے۔

[illegible]

شادی یا بربادی

۳۰ نومبر ۱۹۰۹ء کو تعلیم الاسلام ہائی سکول کا بیرنگ ہائی سکول سے کرکٹ میچ تہا صبح سے ہی بڑی شان وشوکت اور کروفر سے تیاریان ہورہی تہین۔ طلبار کوٹ پتلون ڈاٹے پاکٹین پہڑ کاتے کالر لگائے نیکٹائی جمائے رپ رپ جارہے تہے ہم نے عید اور جمعہ کے دن وہ صفائی نہین دیکہی جس طرح کہ میچ کے روز ہر ایک چیز لیس تہی چہٹا چہٹ گیند آتے تہے پہٹا پہٹ ہٹین لگتی تہیں صبح سے شام تک ایسے کہیل مین مشغول رہے گویا دنیا ومافیہا کی کچہ خبر ہی نہیں جیسا کہ ان کی زندگی کی علت غائی یہی "کہیل" ہی ہے بعض نمازیں ایسی ہڑپ کیں کہ ڈکار تک نہ لیا تمام اسلامی اصولوں کو بالائے طاق رکہا درس جیسی نعمت غیر مترقبہ جسکے سننے سے باپ جہڑتے ہین کو چہپر پر دہر دیا کیوں؟ جواب صاف ہے ع "جو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی" جب سپرنٹنڈنٹ بہادر بورڈنگ ہوس تفریح طبع کو درس قرآن شریف پر ترجیح دین تو ان بیچارے معصوم بچوں پر کیا افسوس ہے چاہیے تو یہ تہا کہ دوسرے سکول کے طلبار کو بہی "درس سننے" کی ترغیب دیجاتی تا کہ انہیں بہی اس غانی کے سمندر سے دو ہرم امرت پینے کا موقع ملتا

اب ہمارے بعض دوست بغلین بجا رہے ہین کہ ہمارا سکول جیت گیا مگر مین ان کے نور قلب سے پوچہتا ہوں کہ وہ ایمان سے کہیں کہ یہ شادی ہے یا خانہ بربادی پچہلے سال جب طلبار بٹالہ ٹورنمنٹ پر بہیجے گئے تہے۔ تو وہاں بہی اسلامی اصولوں کو ڈیڈ لیٹر آفس کے واپس شدہ خط کی طرح ردّی کی ٹوکری مین پہینک کر سپرد ائزر آف گیمز (

ایک فلانچ لگا کر تہیٹر مین جا دہکے تہے اور طلبار سگا ر بہادر کا دہوآن بہن بہن اوڑاتے کلکتہ میل کا انجن بنے ہوئے تہے۔ اور ایسی ایسی ناکردنی حرکات کے مصدر ہوئے۔ کہ جسکے لیئے لب کشائی کرتے ہوئے بہی رونگٹے کہڑے ہوتے ہین۔ اگتا پودا جس طرف کو جہک جاتا ہے ہمیشہ اسی طرف کا ہو رہتا ہے طلبار کی تربیت کے لیئے مخدومی مکرّمی مولوی شیر علی جیسے فرشتہ خصلت انسان کی ضرورت ہے جسکے زیر اثر رہکر ملحد طلبار بہی تہجد گذار بن گئے تہے دنیاوی خواہشات کا روکنا بہی اعلیٰ جہاد ہے۔ ورنہ

امتحان بغیر تو یہ آپ کا غلام
قابل نہیں ہے قبلہ کسی شیخ وشاب کا

دردمند دلکا مشورہ

مندرجہ بالا نوٹ مین طلبار کی جس حالت سے متاثر ہو کر مینے اظہار رائے کیا ہے کچہ شک نہین کہ وہ مینجنگ بوڈی کو ناگوار گذریگا مگر مین ایک قابل اصلاح حالت کو دیکہتا ہوا اگر خاموش رہوں تو یہ سراسر غلطی اور ناقابل عفو غلطی ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ قادیان سکول کے طلبا کی جس حالت پر ہمکو ناز اور فخر ہے وہ انکی مجرد تعلیمی اور ذہنی قابلیت نہین وہ دوسرے سکولوں مین بہی حاصل ہو سکتی ہے اور نہ صرف انکی چستی وچالاکی اور کہیلوں مین دلچسپی اور توجہ پر ہم فخر کر سکتے ہین یہ تو گنواروں اور

اور دیہاتیوں کے لڑکوں مین بہی ہو سکتی ہے اور ہوتی ہے۔ ہم نے کرکٹ سکہلا کر پرنس رنجیت سنگہ کی پارٹی سے انکا میچ نہین کرانا۔ بلکہ یہ کہیلیں صرف انکی صحت کے قیام اور مدرسوں کے اصول تعلیم کے ساتہ وابستہ ہونیکی غرض سے ہین جس چیز پر ہمین فخر کرنا چاہیئے۔ وہ طلبار کی اخلاقی اور عملی حالت ہے اگر یہ نہین تو پہر کچہ بہی نہین ہمارے سکول کا بہت بڑا امتیاز یہان کا بورڈنگ ہے اسکے عمدہ نظام کی یہ دلیل نہین ہو سکتی کہ اسپر بہت سا روپیہ خرچ کر دیا جاوے اور ایک قابل آدمی جو عمدہ مدرس یا عمدہ کلارک کی حیثیت سے زیادہ مفید ہو سکتا ہو اسے سپرنٹنڈنٹ بنا کر دکہا دیا جاوے ہماری رائے مین آدمیوں کے لیئے اسامی کا تجویز کرنا درست اصول نہین بلکہ کسی اسامی کے لیئے آدمی تجویز کرنا چاہیئے قادیان کے تعلیم الاسلام کے یگانہ فخر کو اور کا واقعہ سخت نقصان پہونچا نیوالا ہے اس لیئے اسکی احتیاط کیجاوے اور ذمہ وار افسر غور کرین۔ کہ ایک قابل آدمی جو تعلیمی حیثیت سے اعلیٰ درجہ کا ہو اسکی نسبت وہ گمان کر لینا کہ وہ عمدہ انتظام بہی کرلیگا۔ غلطی ہے اور نہ نری سندات کچہ مفید ہو سکتی ہین۔ ان دہوں کے اصول کو بالائے طاق رکہنے سے بہی کچہ فائدہ ہو سکتا ہے

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

دعا کے لئے درخواست

مکرمی بابو منظور الہی صاحب کے ہاں اللہ تعالےٰ نے فرزند ارجمند عطا فرمایا ہے آپ صاحبان دعا فرمادین کہ اللہ تعالےٰ مولود کی عمر دراز کرے اور خادم دین بنادے۔

نور کو دہمکی

ایک گمنام مہاشہ تحریر فرماتے ہین کہ جو تم نے آریہ سماج کی دینی کتب مین بمیا کی دسفاکی کی تعلیم کے مضمون کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ بہتر ہے کہ اسکو

ہندکر دو ورنہ تمہارا سر قلم کیا جاویگا بہادری کی تو یہ ڈینگ ماری ہے مگر جرأت کا یہ حال ہے کہ خط میں اپنا نام تک نہیں لکھا بہرحال اس دھمکی کا اثر میری ذات پر تو کیا ہونا تھا اور نہ ہو سکتا ہے مگر اس گمنام دلیر نے ثابت کر دیا کہ فی الحقیقت وہ مضمون جس پر میں نے قلم اٹھایا ہے آریہ لوگوں کا مکھ ایڈیشن ہے اور میاں کی شفا کی میرے نزدیک یہ دھمکی گوز شتر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی کوئی طاقت کوئی سختی کوئی رعب کوئی خوف مجھ کو اعلائے کلمۃ الحق کی اشاعت سے روک نہیں سکتا ہمارے بزرگوں کو اعلا کلمۃ الحق کی اشاعت کے لیئے سخت سے سخت تکالیف اٹھانی پڑیں۔ تاریخ عرب کے اوراق اٹھا کر دیکھیئے مسلمانوں کے خون سے رنگین پاؤگے ہزاروں کو زندہ دیواروں میں چنوا دیا۔ سینکڑوں کو آگ میں جلا دیا کہیں مست ہاتھیوں سے چروایا کہیں تہ تیغ کیا کہیں دار پر کھینچا مگر وہ کوئے الفت سے باز نہ آئے پر نہ آئے تو وہ بزدل ہونگے جو تمہاری گیدڑ بھبکیوں سے ڈریں کوئی سخت سے سخت تکالیف مجھ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ڈنکا بجانے سے روک نہیں سکتی میں راستی کا فدائی ہوں۔ اسلام کا شیدائی ہوں اتنا ضرور چاہتا ہوں کہ ؎

بعد مردن کے قبر ایسی جگہ ہو دوستو
ٹھوکریں تربت پہ مارے بچہ بچہ قوم کا

نیکی کر اور کھڈے میں ڈال | حاتم طائی کا

یہ مقولہ آجکل مسلمانوں پر صادق آرہا ہے جیسا اعلیٰ ومارلک لٹریچر مسلمان اخباروں کا ہے۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں اگر کسی مسلمان اخبار نویس کو جیر اُ دقہرًا کچھ سختی سے لکھنا بھی پڑتا ہے تو وہ محض "ڈیفنس" کے طور پر ہوتا ہے۔ مگر جس گندے اور فحش لٹریچر کا تخم آریہ اخبارات نے بویا ہے۔ وہ بھی کسی سے چھپا ہوا نہیں نمونے کے لیئے ستیارتھ پرکاش کے چودھواں سمولاس پنڈت لیکھرام کی تصانیف "ترک اسلام" "تکذیب اسلام" وغیرہ ملاحظہ ہوں مگر برخلاف اسکے اسلام کرشن علیہ السلام کے ان تمام بہتان اور الزامات کو دور کر کے جو ہندو صاحبان انپر لگاتے ہیں اسے نبی اور اوتار ثابت کرتا ہے۔ اسی طرح رشوجی بیرہما وغیرہ کو بھی اپنے اپنے وقت کا مجدد اور صراط مستقیم کا رہبر تسلیم کرتا ہے۔ کیونکہ اسلام کی دہرم پستکیں ہمیں یہ ہدایت دیتی ہیں کہ ہم تمام دنیا کے رشیوں اور اولیاء اللہ کی تعظیم کریں ہم اپنے ہموطنوں پر موتی نثار کرتے ہیں۔ مگر یہ ہماری طرف پتھر پھینکتے ہیں حال ہی میں ہوشیارپور کی ہندو کانفرنس نے بڑے بڑے سنجیدگی اور متانت میں ڈوبے ہوئے اخبار کی طرف ایک ریزولیوشن کے ذریعہ گورنمنٹ کو توجہ دلائی ہے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ باوجود اس یکرنگی اور خیر خواہی اور صدق و صفا اور ہمدردی کے اور باوجود اسکے جو ہم اپنے عالم الغیب خدا کے آگے آپ لوگوں کی بہتری اور خیر خواہی کے لیئے اکانت بیٹھکر دعا کے لیئے چشم تر کرتے ہیں۔ اور کوئی بد اندیشی اور کھوٹ ہمارے دل میں نہیں پھر بھی کھوٹوں اور بد اندیشوں میں شمار کیئے جائیں اور خواہ مخواہ ملزم ٹھہرائے جائیں تو اس بات کا ہمارے پاس کیا علاج ہے

توانم کہ این عہد و پیمان کنم
کہ جاں در رہ خلق قرباں کنم
توانم کہ سر ہم دریں راہ دہم
و لے بد گماں را چہ درماں کنم

بہتر ہے کہ ہندو سبھا ہوشیارپور اس غلطی کا ازالہ کرے ورنہ اسکا نتیجہ سوائے آزردگی اور کشیدگی کے اور کچھ نہیں ہو گا۔

روحانیت کے عاشقو کو مژدہ | رسالہ تشحیذ الاذہان

جو زیر ایڈیٹری حضرت صاحبزادہ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نہایت آب و تاب سے شایع ہوتا ہے۔ اسکے دلگداز اور حقانیت میں لبریز مضامین نے مجھ اسکی تعریف کے لئے مجبور کیا ہے۔ اگرچہ جانتا ہوں کہ مثنوی یہ معرفت تامہ کا گنجینہ میری تعریف کا حاجت مند نہیں۔ مگر یہ میری دلی تڑپ ہے جس نے مجھ ایسا کرنے پر مجبور کیا ہے میں دل وجان سے اس بات کا آرزومند ہوں کہ ہر ایک شخص اس معرفت تامہ کے بھنڈار سے مستفیض ہو اب کے رسالہ میں "ہم اور ہمارے فرائض" کا مبسوط آرٹیکل جو جناب ایڈیٹر صاحب کی تقریر ہے۔ روحانیت میں ڈوبا ہوا ہے۔ جس کے پڑھنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ صاحبزادہ کے دل میں اسلام کے لیئے کیسی تڑپ ہے لاریب اسکے پڑھنے سے ومارلک اسپرٹ یعنے روحانی جذبہ نمایاں ہوتا ہے۔ میری یہ دلی آرزو ہے کہ یہ رسالہ ہر ایک مومن کے ہاتھ میں ہو۔

لنکا اور جاوا کے مسلمان کیلئے | تبلیغ حقہ کے اصول سے آگاہ کرنیکے لئے ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب نو مسلم ایک بڑا اشتہار شایع کر رہے ہیں جسکا ترجمہ وہاں کی زبانوں میں ہو کر وہاں شایع ہوگا۔

ریویو

صحیفہ آصفیہ

صحیفہ آصفیہ کا دوسرا ایڈیشن جسکے مصنف مخدومی مکرمی خواجہ کمال الدین صاحب بی۔اے ایل ایل۔بی ہیں ہمارے دفتر میں بغرض ریویو آئی ہے۔ جسکے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب دلی تڑپ اور خاص جذبہ کی حالت میں لکھی گئی ہے۔ نبیوں کی شناخت کے لیئے جو معیار حضرت خواجہ صاحب نے اس کتاب میں درج فرمائے ہیں وہ ایک حق و حکمت کے ابہلاشی کے لیئے رہنمائی کا کام دیتے ہیں اگر میں کہوں کہ یہ کتاب دہرم کی کسوٹی ہے۔ تو شاید میں غلطی نہیں کرونگا

اس کے پڑھنے سے بالساختہ مصنف کے حق میں دعائیں نکلتی ہیں اسکے لکھنے میں اللہ تعالیٰ نے خواجہ صاحب کو غیبی مدد عطا فرمائی ہے میں جوں جوں پڑھتا جاتا تھا توں توں نارِ شوق تیز ہوئے جاتی تھی۔ کتاب کیا ہے معرفت تامہ کا بھنڈار ہے۔ پہلا ایڈیشن حضور نواب نظام خلد اللہ ملکہ کی خدمت میں پہنچ چکا ہے اور اسوقت ظل اللہ کے زیر غور ہے خدا کرے حضرت ظل سبحانی اس سے مستفیض ہوں (آمین) لیکن اس تبلیغ حقہ سے حقیقی طور پہ مستفیض ہونیوالا طبقہ ابھی تک اس سے محروم ہے۔ اس لیے اس کتاب کی اشاعت کا ہونا ضروری ہے۔ اس کتاب کا ایک ایک نسخہ ہر ایک حیدرآبادی کے ہاتھ میں ہونا چاہئے۔ اسکے بعد ہندوستان میں بھی اسکا پرچار اشد ضروری ہے۔ قیمت صرف ۲ روپیہ جو اصلی لاگت ہے ہر ایک مومن کو اسکی اشاعت کے لئے ساعی ہونا ضروری ہے یہ کتاب اس پتہ سے مل سکتی ہے خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے ایل ایل بی وکیل چیف کورٹ پنجاب لاہور احمدیہ بلڈنگ عزیز منزل

نامہ نگاروں کو اطلاع

کوئی صاحب "نور" میں اسلام کے اندرونی جھگڑوں کی نسبت ہمارے پاس مضامین نہ بھیجیں نور کا کام اسلام کا بول بالا کرنا ہے اور دین کا "ڈیفنس" اسکا اصلی مقصد ہے۔ اگر کوئی اسلام کے اندرونی جھگڑوں کی نسبت مضمون آئیگا تو بڑے افسوس کیساتھ اسے ردی کی ٹوکری میں پھینکا جائیگا البتہ آریوں اور عیسائیوں کی تردید اور اسلام کی خوبیوں کے مضامین نہایت شوق سے درج کئے جاوینگے

نیوگ کی کرامت

میرے ایک دوست ضلع باندہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ باندہ میں عید کے روز عیدگاہ میں ایک آریہ ساکن ریاست پنا مشرف باسلام ہوا وجہ قبول اسلام بیان کرتے وقت بیچارہ شرمانے اور رونے لگا۔ یہ بیان کیا کہ میں محکمہ سروے میں ملازم ہوں مجھکو آریہ مذہب پسند آیا میں اپنی ذات سے آریہ ہوگیا پھر میری وجہ سے اور بھی میری برادری کے لوگ آریہ ہوگئے میں نوکری پر تھا تین سال تک واپس نہ آیا یہاں یار لوگوں کو موقعہ سوجھا میری عورت ہندی پڑھی ہوئی تھی اسکو ستیارتھ پرکاش دکھلا کر نیوگ پر آمادہ کیا اور خوب نیوگ کیا جب میں واپس آیا تو عورت کو حاملہ پایا مجھکو سخت برا معلوم ہوا اور دریافت حال پر عورت نے کہا کہ میں راضی نہ ہوتی تھی مجھکو سوامی جی کی لکھی ستیارتھ پرکاش دکھلائی تب میں راضی ہوئی اسپر میں نے عورت کو نکال دیا عورت نے سماج میں فریاد کی سماج نے مجھکو کہا کہ جب تم آریہ ہو تو کچھ حرج نہیں لیکن میری غیرت نے قبول نہ کیا اسپر آریوں نے جو عورت کے رشتہ دار بھی تھے عورت کو اور نیوگی کو برادری میں ملا لیا مجھکو بہت ناگوار ہوا اور اس نیوگ کی وجہ سے دل میں آریہ مذہب سے بیزاری و نفرت پیدا ہوئی رخصت فسخ کرا کر نوکری پر واپس جاتا تھا۔ کہ یہاں سٹیشن باندہ پر اپنے قدیمی مہربان مسلمان دوست سے ملاقات ہوئی جو حالات سنکر مجھکو یہاں لے آئے اور اب میں نہایت خوشی سے مشرف بہ اسلام ہوا غالباً ختنہ بھی ہوگیا ہوگا۔ احمد اللہ از ہردوئی (انجیٹ)

فتح اسلام
دیانند مت کھنڈن سبھا دہلی کی کامیابی

یہ مضمون دیانند مت کھنڈن سبھا کی کامیابی کے متعلق ہے جسکے مہتمم مکرمی میر قاسم علی صاحب ہیں آپ جس جوش اور تڑپ کیساتھ اسلامی خدمات کر رہے ہیں وہ اظہر من الشمس ہے آپکی پوتر لائف دیا نند زندگی) ایک دو مارک جگیا سو (مومن) کیلئے باعث رشک ہے میر صاحب ان اشخاص میں سے ہیں جنکا تن من دھن قوم کے لئے ارپن ہے

خدا کرے یہ دلولہ جوش اور تڑپ ہر ایک مومن میں پیدا ہو آمین (ایڈیٹر)

سالہا ہر آنچیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید

قریباً ڈیڑھ سال سے یہاں دہلی میں بیرونجات سے پردیسی دیانندی آن آن کر بازاروں میں لیکچروں اور بدزبانی اور فحش گوئی سے مذہب اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بزرگان و شاہان اسلام پر بیجا حملے کرتے رہے ہیں بہت سے تو آندھی کی طرح آئے اور مینہ کی طرح برس کر چلے گئے مگر ستیہ دیو ودیا نند نے تو صدر بازار دہلی کی سماج میں ڈیرے ہی ڈالدیئے چنانچہ اسوقت تک وہ دونوں موجود ہیں اور ہفتہ میں پانچ چار روز تو ضرور ہی بازاروں میں اور شارع عام میں کھڑے ہوکر لیکچر دیتے اور مذہب اسلام وغیرہ پر اپنی گندہ دہنی سے سخت بیجا حملے کرتے رہتے ہیں جسکے باعث مسلمانوں اور دیانندیوں میں رنجش اور عداوت قلبی قائم ہوکر روز بروز ترقی کرتی جاتی ہے۔ ان دونوں مہاشوں نے صدر بازار میں مالیوں کی چوپاڑ کو اپنی کمیں گاہ بنا رکھا ہے۔ وہیں سے نکل نکل کر اسلام اور دیگر مذاہب پر نہایت مکروہ اور بزدلانہ حملے کرتے ہیں ابتدا میں ہم چند ملازمت پیشہ آدمیوں نے ہر چند نرمی اور ملائمت سے انکو سمجھایا اور اسلام و اہل اسلام کے مقابل بہتان بندی افترا پردازی اور دل آزاری سے منع کرکے کہا کہ اگر تم بازاروں میں لیکچر دو تو ان میں صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کیا کرو اور اگر مذہب اسلام وغیرہ پر تمکو کچھ اعتراض یا شکوک ہیں تو انکو نرم زبانی سے مجمع عام میں بغرض تحقیق پیش کرو۔ کوئی نہ کوئی خدا کا بندہ تمہارا اطمینان کر ہی دیگا مگر وہ اپنی سفیہانہ حرکت سے باز نہ آئے پھر ان سے یہ بھی کہا گیا۔ کہ دیکھو تمہاری بدزبانی اور گندہ دہنی حد سے بڑھ گئی ہے۔ اور روز بروز ترقی ہی کرتے جاتے ہیں جس سے عام طور پر اشتعال

اگر جوش بڑھ رہا ہے تم اب بھی باز آجاؤ۔ ورنہ یاد رکھو کہ جسوقت مسلمان تمہارے مقابلہ کو کھڑے ہو گئے تو پھر تم ہی نہیں بلکہ تمہارا تمام فرقہ چیخ اٹھیگا اور داد فریاد کرتا پھریگا۔ مگر اُسوقت مسلمان جیسے گیدڑوں کی آواز پر توجہ بھی نہیں کرینگے کیونکہ مسلمان بفضل الٰہی کسی بات مین تم سے کم نہیں ہین

یاد رکھو ہم جیرے ہیں تیری حملوں سے ذرا ڈرتے نہیں
دل قوی رکھتے ہین ہم دروونکی ہی کم سہار
ہین خدا کے فضل سے شیر نیستان آج ہم
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روباہ زار و نزار

لیکن وہ کب سننے والے تھے کان پر جون بھی نہ چلی۔" مجبوراً چند احباب کے مشورہ سے جواب دیانندمت کھنڈن سبھا دہلی کے کارکن ہین بسبب اوس جوش مذہبی کے جو اللہ تعالےٰ نے ان کو عطا فرمایا ہے میر قاسم علی صاحب احمدی لکھ ادہمنشاٹا دیانندمت کھنڈن سبھا دہلی فرقہ دیانندی کی تنبیہ و گوشمالی کے لئے میدان مین آئے۔ اور دیانندیوں کے مقابلہ مین لیکچر دینے اور ان کے عالموں سے مباحثہ کرنے شروع کیئے۔ اور تصنیف و تالیف کی جانب بھی متوجہ ہوتے چنانچہ بازاروں مکانوں مسجدوں مین بہت سے لیکچر دئے۔ اور تحریری اعتراضات کی جواب کا "صاعقہ ذو الجلال بر خد ہی کی اشندی" کے ذریعہ اور مضمونوں کے جواب مضمونوں مین شایع کئے اور بہت سے دیانندی مہاشون سے مباحثہ کر کے خدمت دین اسلام کا بہت ذمہ لیا چنانچہ خاص شہر دہلی اور صدر بازار دہلی مسمیان مراری لال سکرٹری آریہ سماج سکندرآباد۔ یوگندر پال۔ سچدانند ایم۔ اے۔ دکھنی ست پیر ہری سنگھ۔ وویکانند۔ سادہو مینانند ایم۔ اے۔ رکا رام کمپونڈر۔ اور صدر بازار میرٹھ کی ڈبیٹنگ کلب آریہ سماج کے جلسہ سالانہ مین وزیر چند اڈیٹر آریہ مسافر میگزین جالندھر وغیرہ سے جو مباحثہ ہوئے وہ خاص کر قابل ذکر اور لائق قدر ہیں۔

جو بڑے بڑے مجمعوں مین ہوئے اور ہر ایک مباحثہ مین بفضلہ تعالےٰ اسلام کو فتح نمایاں اور دیانندیوں کو شکست فاش ہوئی۔ جس سے وہی نتیجہ برآمد ہوا جو اول روز فرقہ دیانندی کو بتلایا گیا تھا یعنے تمام دیانندی چیخ اٹھے اور بے فائدہ شور و غوغا مچاتے ہین۔ مگر یہ نہیں سمجھتے کہ ہم تو اول روز ہی کہہ چکے تھے ؎ کہے سے ہمارے نہ مانوگے تم جب آنکھوں سے دیکھوگے جانوگے تم ؛ اب ضرور فرقہ دیانندی اپنے مشفق ناصح کی نصیحت پر عمل نہ کرنے سے اپنے دل میں افسوس کرتا ہوگا اور اپنی کم عقلی اور کوڑ مغزی پر نادم و شرمندہ ہوگا مگر اب تو وہی مثل ہے گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں" اور ہم بھی ان سے یہ کہتے ہیں کہ اب تمہارا یہ شور و غوغا بے سود بیہودہ پن ہے جو تم اخباروں تقریروں اور گمنام عرضیوں کے ذریعہ میر صاحب موصوف کی نسبت مچا رہے ہو سانپ نکل گیا ہے اب لکیر پیٹا کرو۔ اب تو تم کو یہ مقولہ یاد کر لینا چاہیئے کہ "از ما رست کہ بر ما ست"۔ غرضیکہ ان لیکچروں اور مباحثوں سے جنکا ذکر اوپر ہوا شہر کے اور گرد و نواح کے تمام دیانندیوں میں میر صاحب کی تقریروں اور تحریروں نے ہلچل ڈالدی اور میر صاحب موصوف کا نام دیانندی فرقہ مین بڑے بڑے شیاطین کے لئے لاحول کا کوڑا ہو گیا اور بیرونجات سے بھی طلب امداد و اعانت کے خطوط آنے لگے چنانچہ حسب الطلب باشندگان شاہجہانپور میر صاحب نے وہاں جا کر تین روز تک دیانندیوں کے خلاف لیکچر دئے اور بھوجدت اڈیٹر آریہ مسافر کو جو وہاں کے قریب ایک گاؤں موہن پور مین موجود تھا۔ تحریری چیلنج مباحثہ کا دیا مگر وہ انکاری ہو گیا چونکہ ہمارا مقصد صرف خدمت اسلام ہے نہ کہ شہرت عام اسواسطے ہم نے سبھا کی کارگذاری

گو اس سے پہلے بذریعہ اخبارات وغیرہ مشتہر نہیں کیا تھا مگر اب ضرورت معلوم ہوئی کہ اس کام کو باقاعدہ طور پر چلایا اور اسے وسعت دیجاوے اور سبھا کا دائرہ حتی الوسع تمام ہندوستان مین وسیع کیا جاوے تاکہ اور برادران ملت کو بھی جو خدمت اسلام کرنا چاہیں اس میں شریک ہو کر داخل حسنات ہونیکا موقعہ ملے الحمد للہ کہ میر صاحب کی حمیت و غیرت اسلامی نے یہ کام اپنے ذمہ لے کر نہایت عمدہ نتیجہ پیدا کیا یعنے جسوقت سے سبھا مذکور کے اغراض و مقاصد اور شرائط ممبری شائع کئے گئے ہیں علاوہ شہر دہلی کے بیرونجات بدایوں شاہجہانپور کیتھل لاہور میرٹھ مونگیر وغیرہ وغیرہ سے ممبری کی صدہا درخواستیں آچکی ہین جن کے نام درج رجسٹر کر لیے گئے ہین اور اب بہ تحریک چند احباب ساکنان صدر بازار ماہ نومبر سال حال مین ایک شاندار جلسہ صدر بازار دہلی میں کرنیکا عزم مصمم کر لیا ہے جس مین ہر ایک فرقہ کے علمائے اسلام مدعو ہونگے اور دیانندی مہاشوں کو بھی بلایا جاویگا تاکہ دین اسلام پر جو بیجا اعتراض انکو ہیں پیش کریں اور انکے جواب باصواب ہم سے لیں اور سال گذشتہ کی کارروائی کی مکمل رپورٹ بھی اس جلسہ میں انشاء اللہ تعالےٰ سنائی جاویگی دیانندمت کھنڈن سبھا دہلی کا انشاء اللہ یہ پہلا سالانہ جلسہ ہوگا چونکہ اس سبھا نے یہ اعلان کیا ہے کہ اگر کسی جگہ فرقہ دیانندی کے مقابلہ کیواسطے مسلمانونکو ضرورت ہو تو سبھا ہذا کو اطلاع دیں یہاں سے فوراً خود میر صاحب وہاں پہونچینگے اور اگر مناسب ہوا تو اور کسی شخص کو روانہ کیا جاویگا چنانچہ دو خط شاہجہانپور اور بدایوں سے طلبی کے آئے ہیں چونکہ ابھی کوئی تاریخ مقرر نہیں ہوئی اسلئے نہیں گئے بروقت تقرر تاریخ انشاء اللہ فوراً میر صاحب موصوف معہ چند دیگر کارکنان سبھا کے دونو جگہ تشریف لیجاوینگے واپس آنکر وہاں کی جلسہ کارروائی سے پبلک کو آگاہ کیا جاویگا دیانندی صاحبان پر اسوقت یہ شعر صادق آتا ہے

آنچہ دانا کند - کند نادان
لیکہ بعد از ہزار رسوائی

اب انہوں نے بذریعہ اخبارات لغو اور بے بنیاد تو بالی اور نیز بذریعہ گمنام عرضیوں کے جناب ضلع بہادر اور گورنمنٹ کو میر صاحب کی تقریروں اور تحریروں کی طرف توجہ دلانی شروع کی ہے لیکن اسبات کو وہ بخوبی سمجھہ لیں کہ صاحب ضلع بہادر ایک نہایت بیدار مغز اور منصف مزاج افسر ہیں وہ تمہارے دہوکہ اور فریب میں نہیں آسکتے انکو مقامی مسلمانوں اور دیانندیوں کے حالات ذرہ ذرہ معلوم ہیں اور اچھی طرح تحقیقات کرکر بانیان فتنہ وفساد سے بخوبی واقفیت حاصل کرچکے ہیں اسی کے بناپر تو صاحب بہادر نے ازراہ انصاف کیشی ومصلحت اندیشی حکم صادر فرمایا ہے۔ کہ ست پریہ اور دو یکانند دیانندی بازاروں اور شارع عام میں بغیر لائیسنس حاصل کئے لیکچر نہ دینے پائیں کیونکہ یہ لوگ باوجود بار بار کی فہمائش اور ہدایت وتنبیہ کے اپنے خود سرانہ زبان درازی اور فحش گوئی سے باز نہیں آتے صاحب سٹی مجسٹریٹ بہادر اور صاحب سٹی سپرنٹنڈنٹ بہادر اور صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس بہادر نے بارہا انکو بدزبانی اور دیگر مذاہب پر حملہ کرنے سے بذات خود اپنے روبرو طلب کرکے ممانعت فرمائی مگر انہوں نے کچھہ پرواہ نہ کی تب مجبوراً صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر کو دونوں کیواسطے حصول لائسنس کا حکم صادر فرمانیکی ضرورت محسوس ہوئی اخبار پرکاش اخبار گزٹ اکاش وغیرہ فرقہ دیانندی کے ارگن جو میر صاحبکو بدزبان بناتے ہیں خیال کریں کہ بقول انکے کہ میر قاسم علی صاحب سخت زبانی سے کام لیتے ہیں یا ہمارے دعوے کے موافق وہ لوگ بدزبان ہیں جنکی نسبت صاحب ضلع بہادر کو بحکم ضرورت ومجبوری بذریعہ مچلکہ حفظ امن وضمانت وعطاے لاسینس انتظام کرنا پڑا۔ اور قانونی کارروائی کی ضرورت ہوئی صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر وڈپٹی مجسٹریٹ صاحب بہادر وصاحب سٹی سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس وصاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس وانسپکٹر پولیس ودیگر اہلکاران سب کے سب فرقہ دیانندی کے نزدیک ظالم

جابر ہیں ہم اپنے مخاطب فرقہ دیانندی کو مکرر دوستانہ صلاح دیتے ہیں کہ وہ میر قاسم علی صاحب کی طرف سے اپنے خیالات درست کرلیں اور آیندہ میر صاحب یا دیگر کسی اہل اسلام لیکچرار کی نسبت ایسی جھوٹی اور مفتریانہ مضامین شایع نہ کریں جسکا طرز بیان اشتعال انگیز ہو اور جس سے نقص امن کا اندیشہ ہو تعجب ہے کہ یہ حضرات خود ہی تو فتنہ انگیز تحریروں اور تقریروں سے عوام میں شورش برپا کریں اور خود ہی دوسروں کے خلاف واویلا مچاتے ہیں یہ وہی مثال ہوئی کہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ ہم دیانندی مہاشوں سے دریافت کرتے ہیں کہ آگرہ میں جو سات دیانندی مہاشوں کو قید اور جرمانہ کی سزا ماہ گذشتہ میں ہوئی ہے۔ اور بموجب ایڈیٹر مسافر آگرہ کا لیکچر کلکتہ میں تین ماہ کو اور یوگیندر پال کا لیکچر ضلع گوردا سپور میں ہمیشہ کیواسطے حکماً بند ہوا اور لالہ لاجپت رائے اور اجیت سنگھہ جو جلاوطن کئے گئے تھے اور مختون آریہ (دہرمپال) یہ جو پے در پے دو مقامات فوجداری دائرہ عدالت ہوئے اور جناب معلی القاب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب نے جو کچھہ اپنی زبان فیض ترجمان سے آریہ سماجوں کی نسبت فرمایا یہ سب کس کی بدزبانی اور دریدہ دہنی کا نتیجہ اور کس کے فتنہ پردازی وشرارت کا خمیازہ ہے۔ اب کہانتک ہم دیانندیوں کی کارروائی لکھی جاویں "عاقلان را اشارہ کافی است" اگر در خانہ کس است یک حرف بس است ہاں اگر آیندہ ضرورت ہوئی تو انشاء اللہ مفصل ومشرح لکھا جاویگا اے دیانندیو میں تمکو مشفقانہ نصیحت کرتا ہوں کہ "ایاز قدر خود بشناس" اب بھی کچھہ نہیں بگڑا "صبح کا بہولا شام کو گہر آجاوے تو اسکو بہولا نہیں کہتے" اگر تم اپنی زبان وقلم کو غلط بیانی اور بدزبانی ومفتریانہ تحریروں سے روک لو تو بہتر ہے ورنہ ایسی تحریروں اور تقریروں کا نتیجہ تمہارے لئے بہتر نہ ہوگا آپ سکھا شاہی یا مرہٹی گردی یا دہینگا دہینگی کا راج

نہیں ہے اب گورنمنٹ برطانیہ کا پرامن وبابرکت عہد حکومت ہے جس میں شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں اور اب بہت جلد ایسے فاسد خیالات کو دل سے نکالدو جیسے مرادی سکندر آباد کہتا ہے۔ کہ "اب بہنا ہے بنیاد اکھاڑینگے تمہاری" اور بقول اڈیٹر آریہ مسافر آگرہ کے کہ دہلی میں عنقریب ایک آدہ خون ہوکر رہیگا جس کی پاداش میں ایک دو دیانندی جیلخانہ چلے جاوینگے یاد رکھو کہ ایسی شرر انگیز تحریروں اور فتنہ خیزیوں کا انجام یہ نظر آتا ہے کہ تمہارے اپنے ہی ہاتھوں تمہاری اپنی ایسی گت ہوگی کہ جو تمہارے بڑوں کی بھی نہ ہوئی ہوگی اور یہ بھی یاد رکھو کہ تمہاری جو ذلت ضمانتوں مچلکوں اور قیدیوں اور زبان بندیوں اور جلاوطنی سے ہورہی ہے یہ اسلام کا ایک بین نشان صداقت ہے۔ کیونکہ اللہ جل شانہ کا یہ منشا ہے۔ کہ جو دین اسلام کو حقارت کی نظر سے دیکھیگا وہ جلد یا بدیر خود دنیا میں ذلیل کیا جاویگا اور دہلی میں جو ہری سنگھہ دیانندی کی ضمانت ومچلکہ کا ہونا اور مہاشہ ست پریہ اور مہاشہ دو یکانند کو لائیسنس دیا جانا اور مباحثوں میں مسلمانوں سے دیانندیوں کا شکست پانا وغیرہ دیانند سٹ کھنڈن سبھا دہلی کی کامیابی ہے اور اسلام کی فتح ہے

من آنچہ شرط بلاغست با تو میگفتم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

راقم احمد خان ماہور منتری دیانند سٹ کھنڈن سبھا دہلی

دستخط منتری

حساب دوستان

بعض احباب نے ابتک اخبار کی قیمت ادا نہیں کی ابتدائی حالت کے باعث روپیہ کی اشد ضرورت ہے۔ سو انشاء اللہ تعالی یکم دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء وی۔پی کے بھیجنے کا سلسلہ شروع کیا جائیگا امید کہ آپ صاحبان وی۔پی وصول فرماکر

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے

لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

بفضل اللہ لنو ر ماہ منیش

اخبار جو قادیان سے ہفتہ وار روزنامہ شائع ہوتا ہے

نور

تاریخ اشاعت یکم جنوری ۱۹۰۹ء

(۱) اسلام کی ... اظہار کر نا معہ دیگر مذاہب ... کرنا۔
(۲) آریوں اور ... اسلام کو بچانا
(۳) الزامات ... اسلام کے منور چہرہ سے بدلائل نقلی ... کرنا (۴) تاج برطانیہ کی خیر خواہی کرنا سکھ قوم میں باوا نانک جی کی تعلیم کا پرچار کرنا

ضوابط

یہ پرچہ مہینہ میں دو دفعہ شائع ہوتا ہے

عام قیمت سالانہ و ششماہی صہ ہوگی۔
واعظین اور طلباء سے عہ سالانہ پیشگی۔
امرائے عظام سے امتیازی قیمت (صہ) سالانہ جو کچھ عطا کریں وہ عطیہ تصور ہوگا۔
ایسے حضرات کے اسمائے گرامی سرپرستان اخبار ہذا کی فہرست میں درج ہونگے۔

نمبر ۲ | اڈیٹر شیخ محمد یوسف (نومسلم) سابق سورن سنگھ کمار ودوان ہمچاری | جلد ۱

ہوا کا رخ

اصلاح یمن کی اسکیم جو بڑی کدوکاوش سے مرتب ہوئی ہے۔ آجکل گورنمنٹ عثمانیہ میں زیر غور ہے اس اسکیم کے ذریعہ سے یمن کو ہندوستان کی ریفارم اسکیم سے زیادہ فائدہ ہونیکی امید بیان کیجاتی ہے۔ بشرطیکہ کوئی رنگ میں بھنگ نہ ڈالدے۔

(۲) ایک مسلمان نے حمص و طرابلس کے مابین ریلوے جاری کرنیکے لئے گورنمنٹ ٹرکی میں درخواست پیش کی ہے یہ پہلا موقعہ ہے کہ ایک دولتمند ترک یورپین سرمایہ داروں کے مقابلہ میں ریلوے لائن بنانیکو آمادہ ہوا ہے خدا استقلال دے۔

(۳) جدید انتظام کی رو سے مصر کے فوجی اسکول کے طلبہ اب قسطنطنیہ کے شاہی مدرسہ حربیہ میں فن حرب کی تعلیم حاصل کر سکینگے مصریوں کی توجہ آجکل ادھر بہت مائل ہے شکر ہے۔

(۴) مصری شاہزادہ جلال الدین بک بھی اس سال حج کو جانیوالے ہیں خدیو مصر کے حج کا انتظام بڑی شان و شوکت سے ہو رہا ہے۔ کاش ہندوستان کے والیان ملک میں بھی یہ روح پیدا ہوتی۔

(۵) عرب کی تمام خودمختار ریاستوں کے فرمانروا اس سال حج کے لئے مکہ معظمہ آنیوالے ہیں۔ اور سابق میں انکو حج کی حکماً ممانعت تھی۔

(۶) امیر افغانستان نے اُن تمام خاندانوں کو جو پچھلے امیر کے عہد حکومت میں ترکستان کو جلا وطن کر دیئے گئے تھے معافی دیدی ہے اور انکو پھر واپس آنے اور گھر بسانیکی اجازت ملگئی ہے۔

(۷) ڈاکٹر کک جس نے قطب شمالی دریافت کیا ہے اپنے سفر کے متعلق لیکچر دینے بند کر دیئے ہیں بلکہ ان کی جگہ آئندہ لیکچر فونوگراف میں بند کئے گئے ہیں جو کہ تمام امریکہ میں بک رہے ہیں ڈاکٹر کک کو بارہ سو پونڈ اس ریکارڈ بھرنے کی عوض ملے ہیں جب یہ پہلے کوپن ہیگن میں آکر اترا تھا تو فونوگراف کمپنی سے اس نے فی منٹ ۳۰۰ پونڈ مانگے تھے اور فقط چار منٹ لگے تھے۔

(۸) افغانستان میں آجکل بہت بےچینی پھیلی ہوئی ہے افغانستان میں دن رات فوجیں گشت کرتی رہتی ہیں اور کسیکو شام کے بعد شہر میں آنے جانیکی اجازت نہیں دیجاتی۔ جلال آباد کے ضلع میں بہت سی قتل کی وارداتیں ظہور میں آگئی ہیں۔ کابل، جگدالک، سرخ چل، جلال آباد۔ اور ڈاکھا پر فوجی پہرے لگا دیئے گئے ہیں تاکہ مسافر سڑکوں پر سے گذر سکیں۔

ہندوستان میں سائنس کی ترقی کی غرض سے انگلستان میں ایک ایسوسی ایشن بنانیکی تجویز ہو رہی ہے جو کہ ملک میں سائنس کی عام اشاعت اور لوگوں کو اسکا شوق دلانیکی کوشش کریگی اس میں ہندوستان کے بڑے اعلیٰ سائنس دان

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپکر شیخ محمد یوسف مالک و ایڈیٹر کے لئے شائع ہوا

جادو وہ جو سر چڑھ بولے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد وید مقدس میں

آج ہم جس صداقت کی گواہی کیلئے اپنے قلم کو جنبش دیتے ہیں یہ شہادت وید مقدس کی دہائی قدسیت کو آپ صاحبان کے سامنے پیش کریگی کہ وید مقدس واقعی منجانب اللہ یا اکاش بانی ہے اور یہ کہ وہ اپنے عہد میں ایک حق و حکمت کے اعلیٰ شئی کیلئے صراط مستقیم کی رہبر تھی مگر ساتھ ہی اسکے وید مقدس اسبات کا بھی اعلان کرتا ہے۔ کہ دھارمک اصولوں میں ہمیشہ نسخ ہوتا رہا ہے وہ روحانی معیار جو دواپر یا تریتا یعنی از ابتدائے آفرینش میں ایک مومن کیلئے ہوسکتا تھا وہ آجکل نہیں۔ کیونکہ اسوقت انسانی نسل ابجد خواں تھی۔ اس عہد میں انسانی ادراک اپنے سفر نامچے کیلئے بھوج پتر تک محدود اور قوت متخیلہ اپنے خورونوش کیلئے جنگل کے کند و مول (جنگل پھل) تک ہی موقوف تھے اسوقت انکے لئے روحانی گیان کی الف۔ ب ہی کافی تھی۔ مگر جوں جوں زمانہ ترقی کرتا گیا توں توں دھارمک اصولوں میں بھی

نسخ ہوتا گیا

یہ صرف ہم ہی نہیں کہتے بلکہ ہندوؤں کے رشی اور مہارشی بھی ڈنکے کی چوٹ اس بات کا اعلان کررہے ہیں بلکہ جوگ وششٹ اور رامائن کے فاضل مصنف جنکے اسماء گرامی آج ہندو جاتی بڑی عزت اور عظمت کیساتھ لیتے ہیں جنہیں رشی اور مہارشی کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے وہ اپنی تصنیف میں لکھتے ہیں کہ برہما، وشن، مہیش وغیرہ جن پر وید مقدس نازل ہوئے جو ابتدائے آفرینش میں روحانیت کا چشمہ تھی جنکو ہندو لوگ "اوتار" کے ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔ جنکی مورتیں بنا کر ہندو لوگ دلی بھاؤ سے پوجتے ہیں اور انکی روحانی طاقت کو اپنے ذہن نشین کرکے معلوم نہ معلوم کیطرف استدلال کرتے ہیں مگر کوئی زمانہ ایسا آئیگا جبکہ انسانی ادراک ایک حد تک ترقی کر جائینگے اسوقت ان بتوں کا کھنڈن ہوگا لوگ طرح طرح کے مت متانتروں کے اڈمبروں سے بیزار ہوکر کیول ایشور کی پوجا یعنی صرف لا الہ الا اللہ کی پرستش کرینگے اور اسیکو ہی صراط مستقیم قرار دینگے ناظرین یہ ہے **تنسیخ کی گواہی** جسکا **وششٹ** اور **والمیک** جیسے علامۂ دہر ڈنکے کی چوٹ اعلان کررہے ہیں اور پکار پکار کر اسبات کا اظہار کررہے ہیں کہ وہ دھارمک زندگی کے اصول وہ روحانی گیان جو دواپر اور تریتا یعنی از ابتدائے آفرینش میں لوگوں کے جلے ہوئے قلوب پر شانتی کی بر کیا کرتا تھا وہ کلجگ یعنی فیج اعوج میں ہرگز ہرگز فائدہ مند نہیں ہوگا اور پھر وششٹ جی مہاراج روحانی قدسیت اور دھارمک شکتی کا تمام دارومدار ایک ایسے **امولک رتن** پر چھوڑتے ہیں جو پیغمبروں کی جان مہاتماؤں کی روح رواں۔ اولیا کا سہارا اور مومنوں کا استارا اسی چیز پر موقوف ہے وہ نعمت غیر مترقبہ — **اکاش بانی۔ یعنی الہام ربانی ہے**

جوگ وششٹ۔ رامائن بھاگوت گیتا بہ زور آور الفاظ میں ان امولک رتن یعنی الہام ربانی کا اظہار کررہے ہیں کہ جب دنیا میں عیاری مکاری کا بول بالا ہوتا ہے جب لوگ فسق و فجور میں مبتلا ہوجاتے ہیں جب پاپوں کے گھٹا ٹوپ بادل چھا جاتے ہیں جب بے باکی اور سفاکی کی حد ہوجاتی ہے جب لوگ روحانیت کی ہدیٰ کو چھوڑ چاہ ضلالت میں گرنیکو ہوتے ہیں تو اسوقت کوئی مامور من اللہ ہوکر روحانی گیان کا چشمہ اپنے ساتھ لاتا ہے جو اس دنیا میں فوارہ کیطرح چھوٹتا ہے اور لوگوں کے جھلسے ہوئے دلوں پر معرفت الٰہی کی بارش کرکے ٹھنڈک بخشتا ہے گیتا ڈنکے کی چوٹ اسبات کا اعلان کررہی ہے۔

چو بنیاد دین سست گردد بسے
نمائیم خود را بہ شکل کسے

پھر گیتا اور جوگ وششٹ میں یہ بھی مذکور ہے کہ جب وہ مہاتما یعنی نبی اس دنیا میں مبعوث ہوکر آتا ہے تو وہ لوگوں کے پاپوں کو نہ خانوں سے نکالکر گیان کی بھٹی میں جلاتا ہے اور لوگوں کو تحت الثریٰ سے نکالکر گیان کی مینار پر پہنچاتا ہے مگر وہ بدبخت جو دھارمک قدسیت سے بے بہرہ ہوتے ہیں وہ نبی کے اس فعل پر نکتہ چینی کرتے ہیں اور اسکی مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں رکھتے بدنصیب لوگ ہٹ دھرمی اور ضد سے باز نہیں آتے مگر خدا پاپ کے بت گرتے ہیں۔ سچائی کا علم کھڑا ہوتا ہے گناہوں کی مشعلیں گل ہوتی ہیں تمام جہان خدا کی تجلی سے مجلّیٰ ہوجاتا ہے ظلمت جاتی ہے نور آتا ہے۔ بت خانے گرتے ہیں اللہ اکبر کا نعرہ گونجتا ہے بھیروں جی کا مسند بیخ و بن سے اکھڑتا ہے سچائی کا دیوتا دھرم کے تخت پر بیٹھتا ہے آخر سچ کی جے اور جھوٹ کی چھے ہوتی ہے۔ سابقین کے عبرت انگیز واقعات اسکے شاہد حال ہیں نمرود اور حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت موسیٰ اور فرعون حضرت صالح اور قوم راجہ کنس اور کرشن علیہ السلام راجہ چندر رحمۃ اللہ علیہ اور انکے عبرت انگیز و سبق آموز واقعات پکار پکار کر اسکا اعلان کررہے ہیں۔

- من نکردم شما حذر بکنید -

پھر وششٹ جی مہاراج جنکی مدد شی مستعار تھی جو اپنے روحانی فیض۔ شیو جی مہاراج سے حاصل کرتے تھے

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے

لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۶

یحیی اللہ لنوارہ من یشاء

اخبار

نور

جو قادیان سے پندرہ روزہ شائع ہوتا ہے۔

تاریخ اشاعت ۱۵۔ دسمبر ۱۹۰۹ء

ضوابط

(۱) یہ پرچہ مہینے میں دو دفعہ شایع ہوتا ہے
(۲) عام قیمت سالانہ ۱؍ ہوگی
ششماہی ۸؍ ہوگی
واعظین اور طلباء سے ۸؍ سالانہ پیشگی
(۳) امرائے عظام سے امتیازی قیمت ۵؍ ہوگی سالانہ جو کچھ عطا کریں وہ عطیہ تصور ہوگا۔
ایسے حضرات کے اسمائے گرامی سرپرستان اخبار ہذا کی فہرست میں درج ہونگے۔
(۴) والیان ریاست سے پچیس روپیہ سالانہ پیشگی مقرر ہے۔

اشتہارات

تعداد بار	سالانہ	ششماہی	ماہی
فی سطر	۴؍	۳؍	۲؍
نصف صفحہ	[illegible]	[illegible]	۱۲؍
پورا صفحہ	[illegible]	[illegible]	۸؍

نمبر ۶ | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف نو مسلم سابق سورن سنگھ ودوان برہمچاری | جلد ۱

کچکول

(۱) خبر ہے کہ تبت کے لاما صاحب پایۂ تخت روس سے لنڈن میں بھی تشریف لائینگے۔

(۲) طوفان انگلستان میں طوفان سے سخت نقصان ہوا ہے۔ جنیوا کا ایک جہاز خشکی سے ٹکرا کر پاش پاش ہوگیا۔

(۳) سنا گیا ہے کہ پنڈت بھوجدت ایڈیٹر مسافر آگرہ نے ۲۳۔ نومبر کو موضع سگاؤں ضلع ہردوئی کے تمام راجپوتوں کو شدھ کرلیا۔ مگر مسلمان ہیں کہ خواب خرگوش میں خراٹے لے رہے ہیں۔ للہ اٹھو

(۴) سلطان عبد الحمید خان نے سلانیک کی آب و ہوا کی خرابی کی شکایت کی ہے اور مسلمانوں سے چاہا ہے کہ یہاں کی آب و ہوا میرے مزاج کے ناموافق ہے۔ اسلیئے مجھے قسطنطنیہ میں آنیکی اجازت دیجاوے سلطان کو یہ بھی شکایت ہے کہ سلطان نے اول تو انکا وظیفہ بہت کم مقرر کیا ہے۔ اور اس میں سے بھی سو پونڈ انکے چھوٹے شہزادے عبد الرحیم آفندی کے مصارف کے لیئے وضع کرلیئے ہیں امید کیجاتی ہے کہ پارلیمنٹ اس آخری درخواست کو ضرور منظور کریگی اور سلطان کے لیئے مالی دقتیں کبھی نہ پیدا ہونے دے گی (عبرت!)

(۵) سعید پاشا پریسیڈنٹ دیوان خاص یورپ کے سفر سے واپس آئے آپ آجکل کریٹ کے معاملات میں منہمک ہیں۔

(۶) دولت عثمانیہ کی وزارت خارجیہ نے فلسطین میں یہودیوں کی نو آبادی قائم کرنیکا قانون بناکر مجلس شورائے دولت کے پاس بھیجدیا ہے اور جلد واپس کرنیکی خواہش کی ہے۔ تاکہ پارلیمنٹ میں اُسے پیش کیا جائے

(۷) حکومت عثمانیہ نے ایک جدید قانون وزیروں کے فرائض اور اختیارات کے متعلق وضع کیا ہے۔

(۸) دول نے آیندہ ماہ میں مسئلہ کریٹ کو فیصل کرنیکا ارادہ ظاہر کیا ہے۔

(۹) ترکی وزارت اخبارات میں سب سے تازہ ترین خبر یہ ہے۔ کہ پارلیمنٹ نے بجائے سعید پاشا کو چک یا کامل پاشا دو میں سے ایک صاحب صدر اعظم کے منصب پر مامور ہونگے اور یہ تبدیلی انگلستان کی پالیسی کے حسب خواہش ہوگی

میری پرارتھنا

یعنی

دُعا

(۳)

اے دکھوں سے سنجات دینے والے۔ اے بپتا میں سہائتا کرنیوالے اے بلاؤں اور آفتوں سے چھٹکارا دینے والے۔ اے مسکینوں کے سہائک (مددگار) اے یتیموں کے پرت پالک (رازق) میں پاپوں کی گھنگھور گھٹا میں الوپ ہوا چاہتا تھا۔ مگر تیرے فضل نے اپنی تجلی میرے بردہ (دل) پر پرکاش (ظہور) کی۔ میں عصیان کے گڑھے میں ڈوبا چاہتا تھا مگر تو نے مجھ اس گڑھے سے ایسا نکالا جیسے چاہ سے یوسف ع کو اے رب العالمین! تو نے مجھے چاہ ضلالت سے نکال کر اسلام کا روشن چہرہ دکھلایا اے احکم الحاکمین! تو نے مجھے ظلمت کی تنگ کوٹھڑی سے نکالکر کوہ طور کا جلوہ دکھلایا میرا جسم پاپوں کی اگنی (آگ) میں جل رہا تھا۔ مگر تو نے شانتی کی برکھا سے میرے تن من کو سیتل (ٹھنڈا) کیا اے رحمن! تو نے مجھے وہ اتم اور اکل دھرم عنایت کیا جو شانتی (سکینت) کا سمندر ہے اور میں مچھلی ہوں جو بے دھڑک اور بے خوف ہو کر اس میں تیر رہی ہوں اے اقادر توانا اب تو مجھے ایسی شکتی اور طاقت عطا فرما کہ کوئی سنسار یا دنیا مجھے اس آب حیات کے سمندر سے علیحدہ نہ کر سکے۔ میں غم میں ہوں یا خوشی میں رنج و کارنج میں ہوں یا بن میں مگر تو مجھے پاپوں سے چھٹکارا دیکر اپنا خوف میرے دل میں ڈالدے تاکہ میں پھر گناہ نہ کر سکوں تو مجھے اپنے پریم کے نور سے ایسا منور کر دے حتی کہ میں اس کی لگن میں مگن ہو جاؤں:۔

تو مجھے ایسا پریم پیالہ پلادے حتی کہ میں مست الست ہو جاؤں۔

تو مجھے اپنے نام کا ایسا مزہ چکھا دے حتی کہ پھر میں تجھے نہ بھول سکوں تو مجھے اپنا دامن پکڑا دے اور ایسا پکڑا۔ کہ پھر میں جیتے جی نہ چھوڑ سکوں حتی کہ میرا خاتمہ بالخیر ہو جائے

آمین ثم آمین

دردمند دل کی آواز

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۞ لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین حتی تاتیھم البینۃ رسول من اللہ یتلوا علیھم صحفا مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ ۞ ترجمہ شروع ساتھ نام اللہ کے بخشش کرنیوالا مہربان ہے نہ تھے وہ لوگ کہ جو کافر ہوئے اہل کتاب سے کہ شرک سے باز رہتے حتی کہ آئی انکے پاس روشن دلیل پیغمبر خدا کی طرف سے پڑھتا ہے صحیفے پاکیزہ بیچ انکے کتابیں ہیں جو ایمان کو تقویت دیتی ہیں۔

اس سورۃ شریف میں اللہ تعالی نے ہمیں غیرت دلائی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کیسے پہلے عرب کی حالت ناگفتہ بہ تھی جیسا کہ اسوقت کے لٹریچر سے عیاں ہے انکے وہ اشعار جنکو وہ فخریہ پڑھا کرتے تھے اس عہد کے خوفناک اور بھیانک حالت کا نقشہ کھینچتے ہیں عام طور پر غریب سے غریب بھی پانچ وقت شراب پیتا تھا۔ اور مرفہ الحال تو ہر وقت شراب کے نشہ میں سرشار رہتے تھے۔ اور شراب ہی تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ تمام مذہبی پستکوں نے اسکو

ام الخبائث کے نام سے پکارا ہے۔

شہوت کا یہ حال تھا کہ عورتوں کے لئے پردہ بالکل نہ تھا۔ غضب کی یہ کیفیت تھی کہ **ابن العم** یعنی چچا کے بیٹے کا لفظ دشمن کی جگہ استعمال ہوتا تھا خدا کی ہستی سے بالکل انکار تھا۔ اور کسی قانون کے ماتحت نہ تھے۔ گویا کہ **Out of law** تھے ہر ایک علیحدہ علیحدہ اپنی ڈفلی بجاتا تھا۔ البتہ

جسکی لاٹھی اسی کی بھینس

کا قانون ضرور تھا۔ اور غضب کی یہ حالت تھی باوجودیکہ ان ایام میں تلوار اور تیر و تفنگ کی قیمت نہایت گران تھی۔ مگر اپنی جان کو جوکھوں میں ڈالکر بھی لڑائی کے سلئے اسلحہ مہیا کئے جاتے تھے۔ ذرا ذراسی بات پر قبائل کے قبائل کٹ مرتے تھے۔ نت نئے سوسنح نئے نئے فتنہ اور جھگڑے بپا ہوتے تھے جس میں

خون کی ندیاں بہ جاتی تھیں

بت پرستی کا یہ حال تھا کہ خاص مکہ معظمہ میں ۳۶۵ بت تھے۔ جنکی پرستش کو وہ لوگ اپنا پرم دھرم سمجھتے تھے۔ غرضیکہ وہ پاپوں میں اس قدر غرق ہو چکے تھے۔ کہ انکی ہستی کا

پیمانہ لبریز ہو نیکو تھا۔

ٹھیک اسوقت عرب دیش میں وحشت کا رہ مچا ہوا تھا۔ پاپ کے گھٹا ٹوپ بادل چھا رہے تھے۔ گویا کہ گھنگھور گھٹا میں سچائی کا چاند الوپ ہونیکو تھا۔ غرضیکہ انکی حالت اس درجہ کو پہنچ چکی تھی۔ جس کے بھیانک نظارہ کو سامنے لاتے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کا ظہور ہوا اور وہ قرآن شریف جیسی بے نظیر کتاب جو تمام صداقتوں کی جامع اور تمام الہامی کتابوں کا رتن ہے کے روشن دلائل انکے سامنے پیش کئے۔ اللہ اللہ وہ عرب جس پر پاپ کے گھٹا ٹوپ بادل چھا رہے تھے۔ جس جگہ پانچ وقت شراب کا دور چلتا تھا۔ جب رسول من اللہ یتلوا صحفاً مطہرۃ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کا پاکیزہ کلام ان لوگوں کے سامنے پیش کیا تو جس جگہ پہلے پانچوقت شراب کا دور چلتا تھا اب انہیں پانچ وقتوں میں

اللہ اکبر کا نعرہ گونجنے لگا۔

جس جگہ آگے فحش اشعار کو فخریہ پڑھا جاتا تھا۔ اب نہایت رقت اور دلی تڑپ سے

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کا جاپ ہونے لگا۔ جس جگہ پہلے ذرا ذرا سی بات پر قبائل کے قبائل کٹ مرتے تھے جس جگہ ابن العم کو دشمن سمجھا جاتا تھا۔ وہاں ان میں ایسی برادرانہ اخوت کی روح پھونکی کہ جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو ملتا تو

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کا نعرہ بلند کرنے لگتا۔ کیسی تبدیلی کیا ایمان کیسی اخوت مگر آہ اب ہم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ عرب کے باشندوں کے کھٹن اور کٹھور دل تو صحفاً مطہرۃ کو سن کر پگھل جائیں مگر ہم Civilisation سویلیزیشن کے حامی ہو کر اس بیسویں صدی میں قدم رکھکر

دین کو دنیا پر مقدم

کرنیکے مدعی تو نہیں کم از کم حامی بھی کہلا کر اپنے آپ میں غور کریں۔ کہ ہماری حالت میں اور عرب کے اجڈ بدوؤں کی حالت میں کیا فرق ہے وہ صحفاً مطہرۃ یعنے قرآن شریف کے ایک ایک بچنوں کو سنکر پگھل جائیں اور ہمارے پتھر دلوں پر کچھ اثر نہ ہو ذرا اب ذرا تم ہمسایوں کی طرف نظر دوڑا کر دیکھو کہ جنکو تم گنوار گنوار کہکر پکارتے ہو تجارت انکے ہاتھ میں ہے۔ بڑے بڑے عہدوں کے مالک ہیں اور تمہیں

شودروں سے بھی بدتر سمجھتے ہیں

ان کے بارہ بارہ اور سولہ سولہ سال کے بچے دھرم کی خاطر جان قربان کرنیکو تیار ہیں یہ اس قوم کی حالت ہے جسکے دھرم کی بنیاد رسُوم پر ہے۔ مگر مسلمان باوجود قرآن شریف جیسی بے نظیر کتاب کے وارث ہو کر جس نے عرب جیسی اندھیر نگری میں اوجالا کیا جس نے مردہ ارواح میں جان ڈالی جس نے وحشی سے انسان اور انسان سے باخدا انسان بنایا جس پر عمل کرنیسے

منش سے دیوتا

بن گئے اب ہماری نئی پود یعنے طلباء جنہوں نے آیندہ کو قوم کے کارکن بنتا ہے۔ انہیں اس قرآن شریف سے قطعاً مس نہیں وہ تو کورس رٹ رہے ہیں انہوں نے تو پاس ہونیکی ٹھیکیداری لے رکھی ہے صبح سے لیکر رات کے ۱۲ بجے تک Cate کیٹ معنے بلی Rate ریٹ معنے چوہا کے سبق کو یاد کرینگے ہسٹری میں جارج واشنگٹن نپولین کے واقعات کو ازبر یاد کریں گے دنیا کا جغرافیہ فرفر سنائیں گے۔ مگر

نماز کے معنے نہیں جانتے

آہ کیا دلخراش واقعہ ہے۔ مگر یاد رکھو جو لوگ بچپن میں قرآن شریف سے محبت نہیں کرتے وہ تمام عمر اس نعمت غیر مترقبہ سے محروم رہتے ہیں۔ جو صحفاً مطہرۃ کی عزت نہیں کرتا۔

وہ خدا کے در سے دھتکارہ

نہیں بلکہ پھٹکارا رہ جاتا ہے۔ کسقدر افسوس کی بات ہے۔ کہ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہو کر اپنے آپکو مسلمان کہلا کر قرآن شریف جیسی بےنظیر کتاب کو نہ پڑھیں۔ یاد رکھو یہ دنیاوی علوم اور ٹائٹلز (خطابات) عارضی ہیں یہ سب کے سب یہاں ہی دھرے رہجائیں گے ایک امیر اور غریب کی قبر کو کھود کر دیکھ لو۔ کہ

اس گاڑھے کے کرتہ اور نین سکھ کی قمیض میں کیا فرق ہے۔

جب ایسی عارضی رہائش کے لئے ایسے ایسے راحت و آرام کے سامان مہیا کرتا ہے۔ پھر عاقبت کے لئے جس جگہ دائمی رہائش ہے اسکے لئے تو انتھک کوشش اور مجاہدات کی ضرورت ہے۔ جب تک ہم دین کو درست نہیں کریں گے۔ دنیا میں مظفر و منصور نہیں ہونگے

دین کو دنیا پر مقدم

کرنے سے ہی فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ کی بدولی نصیب ہوتی ہے۔ خدا ہی سے ہے جو ہمارے دلوں میں دین کی محبت ڈالے اور ہم دین کو دنیا پر مقدم کر کے فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ کے وارث بنیں (آمین)

لوٹ نکاۃ رائیں

ایک عمل طلب معمّہ

ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۵۳ میں سوامی صاحب نیوگ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جس کنیا کا خاوند مر جائے وہ تمام عمر کسی واحد شخص سے بیاہ کر کے ایک کی نہ ہو رہے۔ بلکہ لگاتار دس بارہ تک مضبوط جوانوں سے تا دم آخیر اولاد حاصل کرتی رہے۔ خیر یہ تو ہوا ہی ہر کس بخیال خویش خبط دارد۔ مگر سوامی جی یوگی خاوند کی تشریح کرتے ہوئے نیوگ کے تیسرے خاوند کو اگنی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ کیونکہ سوامی صاحب لکھتے ہیں کہ اس میں زیادہ حرارت ہوتی ہے۔

بہا۔ پہلے دوسرے اور پانچویں چھٹے وغیرہ میں کیوں حرارت کم ہوتی ہے۔ بہرحال یہ حل طلب معمہ ضرور امید ہے کہ کوئی تجربہ کار دیوی اس کی عقدہ کشائی کریگی۔

کیا سوامی دیانند برہمچاری تھے

ستیارتھ پرکاش

کے صفحہ ۷۵ و ۷۶ میں لکھا ہے۔ کہ جو دھارمک جگیاسو دنیک انسان لگاتار ۴۸ سال کا برہمچریہ (تجرد) اختیار کرتا ہے وہ ۴۰۰ سال کی عمر حاصل کرتا ہے مگر ہم حیران ہیں کہ سوامی جی باوجود تمام عمر برہمچاری چھوڑ بال برہمچاری رہنے کے ستر سال کی عمر میں سفید ریش ہو کر بڑھاپے کے نشان دکھا کر کیوں راہ عالم بقا ہو گئے معلوم ہوتا ہے کہ انکا برہمچریہ قائم نہیں رہا امید کہ لال جیون اس صاحب جنکو سوامی جی کی صحبت صالح سے مستفیض ہونیکا اکثر موقعہ ملا ہے۔ وہ اس نکتہ پر روشنی ڈالیں گے۔

بہری دوستوں کی مختصر فہرست

سکھ میرے دوست
برہمو میرے دوست
آریہ میرے دوست

جنکا بو تہاڑ تو سارے ہندؤں کے لال کر دیا ہے بعض ... میرے دوست اسکے علاوہ اور کئی کہاں تم نا جو فروش باتوں رنگین در اصل مار آستین مطلب کے یار انجام کے عیار مگر بظاہر غمگسار کر رہا کسار یہ اتنی نظر عنایت کیوں ہو اب صاف منہ تو رمی فشاند سگ بانگ می زند۔

آرین مہاشوں کی چالیں

آرین مہاشوں کے فحش لٹریچر

سے بھلا کون شخص آگاہ نہیں انہوں نے ہر ایک مذہب کے لیڈر کی شان میں جو جو گستاخانہ الفاظ استعمال کئے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔

اسکے علاوہ آریہ مسافر کی یا دہ گوئی اندر کی دریدہ دہنی پرکاش کی دُر افشانی آریہ مسافر کی سنوہر بانی نے تو کمال ہی کر دیا ہے۔ مگر جب مسلمان اخباروں نے آریہ مہاشوں کے جور و ستم سے تنگ آکر انکے مقابلہ کے لیے قلم اٹھایا اور انکی فحش اور شرمناک کرتوتوں سے آگاہ کرنا چاہا ہے۔ تو اب یہ عجیب چال چل رہے ہیں۔ انکی حالت پر ٹھیک یہی کہانی صادق آتی ہے کہ

ایک موقعہ پر کسی شریف آدمی کو چند بنیوں نے پکڑ کر مارنا شروع کیا۔ اس غریب کو جب چوٹ لگی تو وہ چیخنے چلانے لگا۔ بنیوں نے خیال کیا کہ اب راز فاش ہوا جاتا ہے۔ اسلیے خود ہی چیخنا چلانا شور مچانا شروع کر دیا۔ کہ لینا پکڑنا جانے دینا وغیرہ وغیرہ

بنیوں کی یہ حالت دیکھکر اس گروہ کے ایک بیوقوف شخص نے ان سے کہا کہ مار بھی تم ہی رہے ہو اور شور بھی تم ہی مچا رہے ہو اس کے کیا معنے؟

انہوں نے جواب دیا کہ اصل مدعا یہ ہے کہ لوگ اصل مظلوم کا پتہ نہ لگا سکیں اور اسکے چلانے کی آواز ہمارے شور و غوغا میں چھپ جائے تاکہ لوگ ہمیں مظلوم سمجھیں۔

پس وہی حال آج کل تمام ہندو اخباروں کا ہو رہا ہے پچھلے کئی مہینوں سے ہندوستان۔ راجپوت گزٹ پرکاش سہائک سیوک جھنگ فرانٹیر ایڈوکیٹ وغیرہ مسلمانوں پر سنہ مار رہے تھے جب مسلمان اخباروں نے دیکھا کہ انکا بھونکنا کم نہیں ہوتا۔ تو انہوں نے ایک ہنٹر دھیرے سے اسلیے مارا کہ شاید یہ بھونکنا بند کر دیں۔ مگر انہیں بہانہ ہاتھ آگیا اور اب سب کے سب دوہائی ہے سرکار کی دوہائی ہے۔ گورنمنٹ کی کہکر چیخ رہے ہیں۔ کہ مسلمانوں نے ہمیں گالیاں دیں۔ مسلمانوں نے ہمارے

مذہب کی توہین کی۔ مسلمانوں نے ہمارے دیوتاؤں پر حملہ کیا۔ وغیرہ وغیرہ

اور اسی طرح ان سب کا منشا یہ ہے کہ گورنمنٹ کی توجہ انکی بدمعاشیوں سے پھیر کر ہماری مظلومیت کی طرف منعطف ہو جاوے مگر آریو یاد رکھو گورنمنٹ تمہارے جھکوں میں آنیوالی نہیں ہے"۔

آرین اخباروں کی نظر عنایت

دہلی میں دو مسلمانوں کی شدھی

پرکاش نکلیہ (؟) ۲۰۔ اکتوبر ۔ کو آریہ سماج

دہلی صدر بازار نے شیخ محمد نامی ایک مسلمان کو شدھ کر کے اندر سنگھ بنایا ابتدائی رسوم ادا ہونیکے بعد مہاشے اندر سنگھ نے بیان کیا کہ:۔ عرصہ چودہ پندرہ سال کا گزرا میں گھر سے خفا ہو کر جزیرہ نما ملایا میں چلا گیا۔ وہاں جا کر محکمہ جنگلات میں ملازم ہو گیا۔ افسر جنگلات نے ہر روز مجھے ترغیب دینی شروع کی کہ اگر تم ہندو مذہب میں رہو گے تو دوزخ میں پھینکے جاؤ گے مسلمان ہونے پر تمکو اس دنیا میں ہر طرح کا آرام ملے گا۔ اور بہشت میں بھی جاؤ گے اور اگر تم نے مسلمانی دین کو اختیار کر لیا تو میں اپنی دونوں لڑکیوں کا نکاح تمہارے ساتھ کر دونگا اور تمہیں یہاں کسی چیز کی کمی نہ رہے گی۔ چنانچہ میں لالچ میں آکر مسلمان ہو گیا مسلمان ہوتے ہی افسر جنگلات نے اپنی دونوں نوجوان لڑکیوں کا میرے ساتھ بیاہ کر دیا۔ اس طرح رہتے ہوئے جب مجھے کچھ سال گذر گئے تو میں سوچنے لگا کہ اب کسی طرح یہاں سے چھٹکارا ہو اسی عرصہ میں مینے سنا کہ دہلی میں ایک انگریز شدھ ہوا ہے۔ اسی خیال میں میں بھی موقعہ پا کر یہاں آگیا اور آریہ سماج نے بڑی مہربانی سے مجھکو اپنی شرن میں لے لیا ہے۔ جن الفاظ کو ہم نے جلی کر دیا ہے آپ اسپر غور کریں کہ یہ ڈھکوسلا محض مسلمانوں کی دل آزاری

سوامی درشنانند کے
بیس سوالونکا دندان شکن جواب

(سلسلہ کے لیئے ملاحظہ ہو نور نمبر ۲)

روح القدس الغرض یہ بات نہایت احتیاط سے یاد رکھ لینی چاہیے کہ مقربونکا روح القدس کی تاثیر سے علیحدہ ہونا ایک دم کے لیئے بھی ممکن نہیں کیونکہ وہ روح القدس سے بولتے ہین اور قرآنی اصطلاح مین نزول ملائکہ سے مراد ہی تجلی ہے یہ نہین کہ روح القدس ان سے جدا ہو جاتی ہے۔ روح القدس ہمیشہ اور ہر وقت انکے ساتھ ہوتی ہے۔ ملائکہ پر

ایمان لانیکی ضرورت بیٹھے بیٹھے جو کبھی نیکی کا خیال پیدا ہو جاتا ہے۔ اسکا محرک فرشتہ خیال کیا جاتا ہے۔ یعنی اس دنیا مین کوئی مسبب الاسباب بغیر سبب کے نہین یعنی ہر ایک چیز دوسری چیز سے پیدا ہوتی ہے۔ اس زمانہ کے فلاسفر بھی اس بات کو مانتے ہین پس خیال کرنا چاہیئے کہ بعض وقت بیٹھے بیٹھے آدمی کے دل مین نیک کام کے لیئے ایک لہر اٹھتی ہے اور ایک نیکی کے کرنے کے لیئے جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اس مین جدید تحریک نظر آتی ہے۔ حالانکہ انسان اور اسکا علم اور اسکے قویٰ پہلے سے موجود تھے۔ مگر یہ تحریک یکدم پیدا ہوتی ہے جس سے معلوم ہوا کہ کوئی نہ کوئی وجود اسکا محرک ہے۔ پس ایسی تحریک کرنیوالا کا نام حدیث و قرآن کے رو سے ملک یعنی فرشتہ ہے۔ ملک کو علم ہوتا ہے۔ اسلیئے وہ حسب موقعہ و محل ایک کام کی تحریک کرتا ہے۔ جو انسان اس پر عمل کرتا ہے۔ تو اس فرشتہ کو اس شخص کیساتھ ایک محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور تحریکیں کرتا ہے۔ پھر اور ملائکہ اسکے ساتھ ملجاتے ہین یہان تک کہ وہ وقت آجاتا ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملئکۃ جو لوگ اپنے قول اور فعل سے صرف خدا کو اپنا مربی و محسن قرار دیتے ہین اور پھر وہ اس بات پر پوری پوری استقامت رکھتے ہین ان پر خدا کی طرف سے فرشتے نازل ہوتے ہین اور احادیث سے ثابت ہے کہ تمام ملائکہ کا افسر جبرائیل امین ہے۔ یعنے تمام محکمے نیکیون کی تحریک کے جو قلب سے متعلق ہین ان کا افسر جبرائیل ہے۔ قرآن مجید مین ہے۔ آیت انہ لقول رسول کریم ذی قوۃ عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین ترجمہ وہ رسول اعلےٰ درجہ کی عزت والا طاقتوں والا اور ملائکہ اسکے ماتحت چلتے ہین۔ رسول اللہ نے فرمایا ہے۔ اوتیت جوامع الکلم یعنی تیری تعلیم تمام دنیا کی پاک تعلیموں کی جامع ہے۔ کیونکہ تمام نیکیوں کی تحریکوں کے افسر کا تعلق میرے قلب سے ہے۔ اور جامع کے یہ معنے ہین کہ دنیا میں کوئی ایسی صداقت جو قلبی اور روحانی ہو نہ ہوگی۔ جس کے لیئے قرآن مجید سے کوئی آیت نہ ملے فیھا کتب قیمۃ قرآن میں تمام صداقتیں ہین

سوال نمبر اتہری کہتا ہے۔ وید ایران گیا چین گیا روم گیا حلب گیا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وید تمام دنیا مین پہنچائے گئے۔ ایک اور ثبوت جاوا اسٹیولیا امریکہ مین مندر ملتے ہین

جواب صرف اتہری کا جانا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ جبتک کہ ویدون کی تعلیم کے وہان آثار نہ پائے جاوین ویدون کی تعلیم کے آثار کا وہان نہ پایا جانا اتہری کے جانے کی تردید کرتا ہے دعوے اسقدر عام کہ وید تمام دنیا کے لیئے ہے۔ اور وید میں عالمگیر تعلیم ہے۔ مگر افسوس ثبوت کے لئے صرف ایک آدمی کا چند بلاد میں جانا بیان کیا جاتا ہے جسکا کوئی بھی ثبوت نہین الہی کتابین جو تمام دنیا کے لیئے ہوں انکی اشاعت کے واسطے ہزاروں آدمی غیر ممالک میں جانے چاہئیں۔ ایسے بے ثبوت دعوں سے کیا ہوتا ہے

سوال نمبر اگر قرآن شریف سب کے واسطے ہوتا تو کبھی قتل کا حکم نہ ہوتا قرآن مین آیا ہے۔ کہ تم دس نسو کے مقابلہ کیو اسطے کافی ہو۔ اور ایک آدمی دو کے مقابلہ پر۔

جواب معلوم ہوتا ہے کہ معترض صاحب کو اسلامی لڑائیون کی اصلیت کی کچھہ بھی واقفیت نہین صرف پادریون کا کاسہ لیسی ہے جیسا کہ انکی عادت ہے۔ محض افترا کے طور پر اپنی کتابون مین لکھہ دیتے ہین کہ اسلام لڑائیون کے ذریعہ پھیلا ہے۔ اسلام مین جسقدر جنگ واقع ہوئے ہین۔ تمام حرب دفاعی تھے۔ یعنی اپنی حفاظت اور بچاؤ کے لیئے تھے۔ مختصراً انکا یہ بیان ہے۔ مکے کے رہنے والے کل کفار اور نیز دیہاتی اور گرد و نواح کے لوگ ایسے تھے۔ کہ جنہوں نے اس زمانہ مین جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ مین تھے۔ اور کوئی جنگ شروع نہ تھا۔ کئی مسلمان ناحق قتل کر دیئے تھے۔ اور ان مظلومونکا خون انکی گردن پر تھا۔ اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقدام قتل کے بھی مرتکب ہوئے تھے وہ سب اس گناہ مین شریک تھے بعض قاتل اور بعض ہمراز اور بعض انکے معاون باوجود انکی شرارتون اور زیادتیوں کے کسی جنگ کی ابتدا اہل اسلام کی طرف سے نہین

ہوئی وہی پہلے مشرپر باوجود ہجرت بانی اسلام اور آپکی جماعت کے انکے گھروں پر چڑہائی کر کے گئے اب حفاظت کے طور پر یہ حکم ہوتا ہے۔ آیتہ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر ۲۷ ج یعنے ہم ان لوگونکو جو ناحق قتل کئے جاتے ہیں۔ اجازت دیتے ہیں کہ اب وہ بھی قاتلونکا مقابلہ کریں یعنے ایک مدت تک تو مومنوں کو مقابلہ کی اجازت نہیں دیگئی تہی اور وہ مدت تیرہ برس تہی اور جب بہت سے مومن قتل ہو چکے اور آنحضرت کے اقدام قتل کے بہی کافر لوگ مرتکب ہوئے۔ تیرہ برس کے مصائب اٹھانے کے بعد مقابلہ کی اجازت دیگئی دوسری پھر آیت یہ ہے۔ واذ یمکر بك الذین کفروا لیثبتوك او یقتلوك او یخرجوك ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین ۳۰ سورہ انفال

اے پیغمبر وہ وقت یاد کر جب کافر لوگ تجھ پر داؤ چلانا چاہتے تھے۔ تاکہ تجھکو گرفتار کر رکھیں یا تجھے مار ڈالیں اور یا تجھے جلاوطن کر دیں اور حال یہ تہا۔ کہ کافر تو قتل کے لیئے اپنا داؤ کر رہے تہے۔ اور خدا انکو مغلوب کرنیکے لیئے اپنی تدبیر کر رہا تہا اور اللہ تعالے سب تدبیر کرنیوالوں سے بہتر تدبیر کرنیوالا ہے جس کی تدبیر میں سراسر مخلوق کی بہلائی ہے۔ الغرض تمام ملک تمام رؤسا امرا اور بت پرستی کی عادی قومیں مخالفت پر کھڑی ہو گئیں اور سخت ایذائیں دینی شروع کر دیں جسقدر مومن تھے۔ وہ بدار جناب رسالتمآب کیساتھ ہوئے۔ ان سب کو ملک چہوڑ چہاڑ ہجرت کرنی پڑی اور حبش کو چلدیئے۔ آخر نوبت بدین جا رسید کہ خود حضور مکہ چہوڑ مدینے چل بسے بت پرستوں نے وہاں پھر بھی چین نہ لینے دیا۔ اور استیصال کے درپے ہوگئے تب قرآن کریم میں حکم صادر ہوا۔ کہ جب مشرکوں نے اسلام کا استیصال چاہا تو اہل اسلام کو بھی اپنے تحفظ پر کمر باندھنی چاہیئے آیت وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین یعنے اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی مت کرو اللہ زیادتی کرنیوالونکو پیار نہیں کرتا سورہ بقر رکوع ۲۴

اور کسی آئندہ زمانہ میں اعتراضات کو دفع کرنیکی خاطر قرآن کریم نے صریح طور پر مقابلہ کیوجہ بیان فرمائی ہے۔ جہاں فرمایا۔ آیت الا تقاتلون قوما نکثوا ایمانھم وھموا باخراج الرسول وھم بدؤکم اول مرۃ ترجمہ تم کیوں نہیں لڑتے اللہ کی راہ میں ایسے لوگوں سے جنہوں نے توڑ دیئے عہد اور قسمیں اور فکر میں رہے کہ رسول کو نکال دیں اور انہوں نے تم سے پہلے چھیڑ کی (سورہ توبہ)

جو آیت معترض نے پیش کی ہے۔ اسکے دو حصے ہیں ایک میں یہ ہے کہ تمہارا ایک کفار کے دو کے مقابلہ پر کافی ہے یہ جنگ بدر کے متعلق واقع ہے۔ کہ وہ لے خود ہی چڑہائی کرکے ان پر گئے تھے چونکہ صحابہ کی جماعت تعداد میں قلیل تہی اور نیز بطور پیشگوئی صحابہ کو فتح اور نصرت کی بشارت دی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور دوسرے حصہ میں آئندہ صحابہ کی کامیابیونکا ذکر ہے۔

الغرض تمام اسلامی جنگیں بطور تحفظ و مدافعت کے ہیں یا شریروں و بدمعاشوں کی شرارتونکو دور کرکے امن عامہ قائم کرنیکی غرض سے بیشک امن عامہ قائم کرنیکے لیئے ایسے جرائم پیشہ لوگوں کا تدارک ہونا ضروری ہوتا ہے۔ پس یہی دو صورتیں ہیں کتب تواریخ میں اس اجمال کی پوری تفصیل ہے۔

دیانندی بہاشی کی رو سے ویدوں میں جنگ قتل قید۔ قتل کے احکام دیانندی بہاشی ۶۹۹ سوکت ۵ اگہرید بہاشی صفحہ ۹۶ قید کے احکام دیانندی بہاشی ۶۰۳ سوکت ۳۶ اور دیانندی بہاشی ۶۲۰

استیصال اعداء ویدوں نے دشمنوں کے جلانے کا بہی حکم فرمایا ہے دیانندی بہاشی رگوید ۵۰۰ یجروید اکراہ کا حکم وید میں ہے۔ دیانندی بہاشی ۶۱۶۔ وید دشمنوں میں عداوت اور پہوٹ کرانے کی ترغیب دیتا ہے۔ صفحہ ۱۶۶

سوال نمبر ۸ دہرم کیواسطے ایک ہی کتاب ہونی چاہیئے جس میں ہر ایک قسم کے علم ہوں۔

جواب چار ویدوں کی عدم ضرورت ہی ثابت ہوئی۔ اگرچہ چار ویدوں کیلیئے واحد کتاب کا حکم قرار دیا جاوے تب بہی چار کی تعداد غلط اگر خدا تعالے ایک سے زیادہ کتابیں حسب ضرورت بہیجتا رہے۔ تو اسکی کمال قدرت کے کیوں منافی ہیں۔

معترض کا یہ کہنا کہ جس کتاب میں ہر قسم کے علم ہوں وہ الہامی ہوسکتی ہے کہانتک وید پر صادق آسکتا ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ کیا وید اس معیار پر الہامی ہوسکتا ہے۔ درحقیقت پنڈت جی وید کے سخت مخالف ہیں۔ کیونکہ ایسی باتیں کرتے ہیں۔ جو وید میں نہیں پائی جاتیں۔ دنیوی امور کے بارے میں تو ذکر کرنا ہی فضول ہے کیونکہ آریوں میں سے جسقدر لوگوں نے حال کی نئی سائنس اور ہیئت کو پڑہا ہے۔ وہ اپنے دل میں خوب جانتے ہونگے کہ اس ترقی علوم کے زمانہ میں طبعی اور ہیئت کے علوم میں انواع و اقسام کے تجارب کے ذریعہ سے وہ اسرار کھلے ہیں جو نہ وید کو معلوم تہے اور نہ وید کے رشیوں کو بلکہ وید کو علوم دنیوی سے کچھ بہی علاقہ نہیں اور وہ اس وحشیانہ زمانہ کی کتاب ہے جب کہ ان علوم سے لوگ محض ناآشنا تہے یہانتک کہ انکو یہ بہی توفیق نہ ہوئی۔ کہ اپنے خالق اور مالک کو شناخت

کرسکیں۔ اور نہ صرف اسی قدر بلکہ انسانی طہارت اور تہذیب سے بھی بالکل بے بہرہ تھے چنانچہ نیوگ کا عقیدہ ظاہر کررہا ہے کہ جیسا کہ جنگلوں کے درند چرند وغیرہ بغیر قید نکاح کے نر و مادہ باہم ملجاتے ہیں یہی طریق اس زمانہ میں آریوں کا تھا بلکہ حیوانات سے بدتر۔ کیونکہ حیوانات کو تو خدا تعالیٰ نے عقل نہیں دی اور وہ معذور ہیں۔ مگر یہ باوجود عقل رکھنے کے حیوانات سے بھی بڑھ گئے۔ انکے مذاہب میں ایک کی بیاہتا بیوی دوسرے سے ہمبستر ہو جاتی ہے۔ تو اس سے زیادہ تر وحشیانہ حالت کی اور کونسی نظیر ہو سکتی ہے۔ مگر جب انسان میں بے وجہ حمیت پائی جاتی ہے تو وہ ناپاکی کو بھی ایک پاک طریق سمجھتا ہے۔ اور دنیوی علوم کے ذکر کرنیکے وقت یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ لوگ تاریخ کے نہایت ہی کچے ہیں اور اسلامی زمانہ سے اوپر چڑہیں تو ان کے تاریخی حالات میں تاریکی شروع ہو جاتی ہے۔ اور پھر اگر ہزار برس تک آگے چلے جاویں۔ تو ایسی تاریکی معلوم ہوتی ہے۔ کہ بجز شاعروں کے گپ اور لاف و گزاف کے اور کسی صحیح تاریخ کا پتہ نہیں لگتا۔ اور یہ بات نہ صرف ہم کہتے ہیں بلکہ جسقدر دنیا کے عقلمندوں نے ان کے تاریخی حالات پر غور کی ہے۔ سب کی بالاتفاق یہی رائے ہے۔ رہی یہ بات کہ وید روحانی علوم کا سرچشمہ ہے۔ یہ حقیقت تو ہمیں اسطرح سے معلوم ہے جبکہ ستیارتھ پرکاش میں ہم نے یہ پڑھا تھا۔ کہ وید نے اپنا روحانی علم یہ ظاہر کیا ہے کہ روحیں بدنوں سے نکلکر پھر شبنم کیطرح کسی گھاس پات پر پڑتی ہیں۔ سو جس وید کے روحانی علموں کا یہ نمونہ ہے وہ کیوں نہ سرچشمہ ہو عقلمند انسان تو ایک نقطہ سے تمام حالات معلوم کر سکتا ہے۔ روحوں کا مخلوق ہونا کروڑہا مشاہدات سے ثابت ہے۔ مگر وید کہتا ہے کہ مخلوق نہیں اور خدا تعالیٰ کی طرح وہ قدیم سے خود بخود ہیں۔ پس ایکطرف تو وید اپنے پرمیشر کو خالق ہونیسے جواب دیتا ہے۔ اور دوسری طرف امور مشہودہ محسوسہ کا انکار کرتا ہے مگر قرآن شریف کہتا ہے کہ روحیں انادی اور غیر مخلوق نہیں اور وہ نطفوں کی ایک خاص ترکیب سے وہ پیدا ہوتی ہیں۔ اور یا دوسرے کیڑوں مکوڑوں میں ایک ہی مادہ سے پیدا ہو جاتی ہیں اور یہی سچ ہے۔ کیونکہ مشاہدہ اسپر گواہی دیتا ہے۔ جس کے ماننے کے بغیر چارہ نہیں اور امور محسوسہ مشہودہ سے انکار کرنا سراسر جہالت ہے۔ اور جب ہم کہتے ہیں کہ روح نیست سے ہست ہوتی ہے۔ تو اسکے یہ معنے نہیں ہیں کہ اول وہ کچھہ بھی نہیں تھا بلکہ اسکے یہ معنے ہیں کہ اسکے لئے کوئی ایسا مادہ نہیں تہا۔ کہ انسان اپنی قوت سے اس میں سے روح نکال سکتا۔ اور اسکی پیدایش صرف اس طور سے ہے کہ محض الٰہی قوت اور حکمت اور قدرت کسی مادہ میں سے اسکو پیدا کر دیتی ہے۔ اسواسطے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ روح کیا چیز ہے تو خدا نے فرمایا کہ تو انکو جواب دے کہ روح میرے رب کے امر اور علم میں سے ہے۔ اس بارے میں آیت قرآنی یہ ہے۔ ایتہ یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلاً ترجمہ یہ لوگ پوچھتے ہیں کہ روح کیا چیز ہے۔ اور کیونکر پیدا ہوتی ہے۔ انکو جواب دے کہ روح میرے رب کے امر سے پیدا ہوتی ہے۔ یعنے وہ ایک راز قدرت ہے اور تم لوگ روح کے بارہ میں کچھہ علم نہیں رکھتے۔ مگر تھوڑا سا یعنے صرف اسقدر کہ تم روح کو پیدا ہوتے دیکھہ سکتے ہو اس سے زیادہ نہیں جیسا کہ ہم بچشم خود دیکھہ سکتے ہیں۔ کہ ہماری آنکھہ کے سامنے کسی مادہ میں سے کیڑے مکوڑے پیدا ہو جاتے ہیں

یہ انکی فلسفہ اور یہ روحانی علوم ہیں۔

سوال نمبر ۹ قرآن میں کل ۶۶۶۶ ایکہزار قصص کی ایک ہزار میں مثل ایکہزار وعدے کی اور ایکہزار وعید کی ایکہزار امر کی اور ایکہزار نہی کی پانچسو آیتیں حل و حرمت کی ایکسو دعا کی ۶۶ ناسخ اور منسوخ اور روحانی آیتیں کوئی بھی نہیں۔

جواب اگر روحانی آیتوں سے پنڈت جی کی یہ مراد ہے۔ کہ ان آیات میں ایسے مضامین ہوں کہ ان سے تقویٰ و طہارت و تزکیہ نفوس اور تضرع و تبتل الی اللہ اور فروتنی و خشوع و خضوع اور توجہ و انابت الی اللہ بڑھے اور طبعی جذبات سے جو کہ حیوانیت کا خاصہ ہے ترقی کر کے انسانیت کے اعلیٰ مدارج تک پہونچنا اور وہاں سے ترقی کر کے باخدا انسان بننا تو ایسے علوم اور مضامین سے تو قرآن شریف پر ہے ہم اس پنڈت کے عجیب دماغ پر نہایت افسوس کرتے ہیں کیا بدیوں سے بچنے اور ہر قسم کی نیکیوں کے کرنے کی تعلیم کا نام روحانی تعلیم نہیں۔ اور وعدے وعید کی آیات جو کہ خدا تعالیٰ کی ہستی کی کامل طور پر مثبت ہیں جن میں عظیم الشان امور کے متعلق پیشگوئیاں ہیں ایسی آیات سے خدا تعالیٰ کا وجود ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ وعدہ و وعید کی آیات امور غیبیہ پر مشتمل ہیں۔ افسوس پیشگوئیوں سے وید سراسر خالی ہے۔

اب ہم قصوں کی فلاسفی بتلاتے ہیں صاف ظاہر ہے کہ خدا جو عالم الغیب اور رحیم اور سرچشمہ تمام علوم ہے اسکی ہر بات عادات میں یہ بھی داخل ہے۔ کہ متاخرین کو متقدمین کے

اخلاق اور حالات سے اطلاع دیتا ہے اور یہ جتلاتا ہے۔ کہ پہلے اس سے ایسے ایسے صادق وفادار مومن گزر چکے ہیں جنہوں نے شدائد اور مصائب پر صبر کیا اور بڑے بڑے امتحانوں میں پڑکر پورے نکلے اور انہوں نے خدا کی راہ میں آگے سے آگے قدم رکھا اور خدا نے انکی وفاداری کو دیکھکر ان پر بڑے بڑے فضل کئے اور ہر ایک امر میں انکو کامیابی بخشی اور اپنے برگزیدہ بندوں میں انکو داخل کیا اور انکے مقابل پر ایک اور لوگ بھی گزرے ہیں جو خدا سے برگشتہ رہے۔ اور دلیری سے ہر ایک قسم کے گناہ کئے۔ اور خدا کے بندوں کو دکھ دئے۔ اور آخر وہ پکڑے گئے۔ اور عذاب شدید میں مبتلا ہوئے۔ اور ایسے قصوں کے لکھنے سے خدا تعالے کا یہ مقصد ہوتا ہے۔ کہ تا لوگ اس راہ سے بھی متنبہ ہوں اور بدی کو چھوڑیں اور نیک نمونہ اختیار کریں اب کوئی عقلمند سوچے کہ کیا ایسے قصے روحانی تعلیم کا کام نہیں دیتے اور کیا ان میں ایک صریح فائدہ متصور نہیں ہے۔ کیونکہ انسان کی فطرت میں یہ داخل ہے کہ اچھے اور برے آدمیوں کے قصے سن کر نیک کاموں کے کرنیکے لئے دل میں رغبت پیدا ہوتی ہے۔ اور برے کاموں کے کرنے سے دل میں خوف پیدا ہوتا ہے کہ مبادا ہم بھی پکڑے جائیں اور ترغیب و ترہیب کے لئے یہ ایک طریق ہے جس طریق سے انسانی فطرت ہمیشہ متاثر ہوتی چلی آئی سو خدا تعالے کی کامل کتاب کی یہی نشانی ہے۔ جو انسانوں کو حق پر قائم کرنے کے لئے کسی مؤثر طریق کو اٹھا نہ رکھے اور ہر ایک طریق بیان کردے یہ بھی روحانی تعلیم ہے۔ سو قرآن شریف نے ان تمام طریقوں کو استعمال کیا اول کھول کھول کر سنا دیا۔ کہ اچھے کام یہ ہیں اور برے کام یہ ہیں اور پھر اچھے کاموں کے نتیجے اور برے کاموں کے نتیجے کھول کر بتلا دیئے اور پھر ان امور کے بارے میں ان لوگوں کے حالات سنا دیئے جو پہلے زمانوں میں گزر چکے ہیں۔

سوال نمبر (۱۰) روح کی حقیقت کچھ بھی بیان نہیں کی گئی روح اور خدا کے درمیان فاصلہ کتنا ہے خدا عرش پر بیٹھا ہے۔

جواب روح کے بارے میں کچھ تھوڑا سا قرآن شریف سے ہم بیان کر چکے ہیں اور سامعین کی حق شناسی کے لئے کچھ اور بھی بیان کر دیتے ہیں تا کہ حق پژوہ لوگ مستفید ہوں۔ وید کی فلاسفی روح کے متعلق بیان ہو چکی ہے۔ انسانی روح کے پیدا ہونے کے لئے خدا تعالیٰ کا قانون قدرت یہ ہے کہ دو نطفوں کے ملنے کے بعد آہستہ آہستہ قالب طیار ہو جاتا ہے۔ تو جیسے چند ادویہ کے ملنے سے اس مجموعہ میں ایک خاص مزاج پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ جو ان دواؤں میں فرد فرد کے طور پر پیدا نہیں ہوتی اسی طرح ایک قالب میں جو خون اور دو نطفوں کا مجموعہ ہے۔ ایک خاص جوہر پیدا ہو جاتا ہے اور وہ ایک فاسفرس کے رنگ میں ہوتا ہے۔ اور جب تجلی الٰہی کی ہوا کن کے امر کیساتھ اس پر چلتی ہے۔ تو یکدفعہ وہ افروختہ ہو کر اپنی تاثیرات قالب کے تمام حصوں میں پھیلا دیتا ہے۔ تب وہ جنین زندہ ہو جاتا ہے۔ پس یہی افروختہ چیز جو جنین کے اندر تجلی ربی سے پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی کا نام روح ہے۔ اور وہی کلمۃ اللہ ہے۔ اور اسکو امر ربی سے اسلئے کہا جاتا ہے۔ کہ جیسے ایک حاملہ عورت کی طبیعت مدبرہ بحکم قادر مطلق تمام اعضا کو پیدا کرتی ہے۔ اور ہنکورتمہ کے جانے کی طرح قالب کو بناتی ہے۔ اس روح میں اس طبیعت مدبرہ کو کچھ دخل نہیں بلکہ روح محض خاص تجلی الٰہی سے پیدا ہوتی ہے۔ اور گو روح کا فاسفرس اس مادہ سے ہی ہوتا ہے۔ مگر وہ روحانی آگ جسکا نام روح ہے وہ بجز مس نسیم آسمانی کے پیدا نہیں ہو سکتی یہ سچا علم ہے۔ جو قرآن شریف نے ہمیں بتلایا ہے تمام فلاسفروں کی عقلیں اس علم تک پہنچنے سے بیکار رہیں اور وید بھی بید بے ثمر کی طرح اس علم سے محروم رہا وہ قرآن شریف ہی ہے۔ جو اس علم کو زمین پر لایا سو اس طور سے ہم کہتے ہیں کہ روح نیست سے ہست ہوتی ہے۔ یا عدم سے وجود کا پیرایہ پہنتی ہے۔ یہ نہیں ہم کہتے۔ کہ عدم محض سے روح کی پیدائش ہوتی ہے۔ کیونکہ تمام کارخانہ پیدائش سلسلۂ حکمت اور علل معلولات سے وابستہ ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ وید نے اس بارے میں بڑی غلطی کی ہے۔ کہ روحوں کو بھی خدا کی طرح ازلی ابدی قرار دیا ہے۔ پس اس شخص سے زیادہ تر نادان کون ہے۔ کہ جو ایسے ویدوں کو جو سراسر غلطیوں سے بھرے ہوئے اور مخلوق کو خدا کے برابر ٹھہرا کر شرک کی تعلیم دیتے ہیں سرچشمہ علوم ٹھہراتا ہے۔ مگر قرآن شریف روحوں کو ازلی ابدی نہیں ٹھہراتا ہے۔ انکو مخلوق بھی مانتا ہے۔ اور فانی بھی جیسا کہ وہ روحوں کے مخلوق ہونے کے بارے میں صاف طور پر فرماتا ہے۔ کہ ثم انشاناہ خلقاً آخر یعنے جب قالب تیار ہو جاتا ہے۔ تو اسکی تیاری کے بعد اسی قالب میں سے ہم ایک نئی پیدائش کر دیتے ہیں یعنی روح

روح اور خدا میں فاصلہ کتنا ہے اسکا جواب آریہ صاحبوں کا یہ خیال ہے کہ پرماتما یعنے پرمیشر سب میں ہے۔ بموجب اصول آریہ سماج کے کوئی روح یا کوئی اجسام کا ذرہ پرمیشر کا بنایا ہوا نہیں اور پرمیشر کو قرب مخلوق کا وہ موقعہ بھی نہیں ملا جو بنانیوالے

کو اس چیز کے لیئے ضروری ہوتا ہے۔ جس کو وہ بناتا ہے۔ تو پہر کس طرح کہہ سکتے ہین کہ پرماتما سب مین ہے۔ جبکہ اسکو قدیم اور انادی چیزون سے کچھہ بہی تعلق نہین اور نہ پرمیشور ان کے اندر جاکر ان کی قوتوں کو اصل تعداد سے بڑھا سکتا ہے اور نہ اصل تعداد سے گھٹا سکتا ہے۔ تو اس مداخلت بیجا کے کیا معنے ہوئے کہ پرماتما سب مین ہے ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ محض فضول طور پر پرمیشر کا اندر ہونا سراسر ایک لغو حرکت ہے۔ جس سے اگر ثابت ہوتا ہے۔ تو بس یہی کہ پرمیشر نے مخلوق کے اندر داخل ہو کر اپنا محدود ہونا ثابت کر دیا ہے۔ کیونکہ جو چیز کسی محدود چیز کے اندر سما سکتی ہے وہ بھی بلاشبہ محدود ہے آریہ صاحبون کی یہ عجیب عقل ہے۔ کہ ایک طرف تو خدا تعالیٰ کے عرش پر ہونیکے معنوں کو نہ سمجھ کر محض غلط فہمی سے یہ اعتراض پیش کرتے ہین کہ مسلمانون کا خدا محدود اور عرش کا محتاج اور دوسری طرف خود اپنے پرمیشر کی نسبت یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ وہ تمام مخلوق چیزون کے اندر ہے۔ تو کیا وہ ان بتوں اور مورتیوں کے اندر نہین ہے جن کی بت پرست لوگ پرستش کرتے ہین۔ بلکہ آریون کو تو چاہیئے کہ بت پرستون سے زیادہ مخلوق پرستی کرین کیونکہ بت پرست تو پرمیشور کا مظہر صرف ان بتون کو خیال کرتے ہین کہ جو ان کی مذہبی رسم کے موافق براہمن کے منتر کے روسے شدھ کیئے جاتے ہین اور پہر بعد اسکے یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اب پرمیشور انکے اندر داخل ہو گیا ہے مگر آریون کے اصول کے موافق پرمیشر ہر ایک چیز کے اندر ہے۔ خواہ وہ پاک ہے یا ناپاک اور کسی منتر کی ضرورت نہین پہر اس جگہ یہ بھی اعتراض ہوتا ہے کہ اگر پرمیشور ہر ایک چیز مین پورے طور پر یعنی بہ تمام و کمال اندر ہے تو اس سے تعدد لازم آتا ہے یعنے ایک پرمیشر نہین بلکہ کروڑہا پرمیشر ہو گئے۔ اور اگر پورے طور پر کسی کے اندر نہین تو اس سے پرمیشر ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے۔ اور دونوں امر باطل۔

اب ہم تفصیلی طور پر بحث کرتے ہین کہ خدا اور روح کے درمیان کتنا فاصلہ ہے اور خدا عرش پر بیٹھا ہے۔ اس سے کیا مراد ہے عرش پر بیٹھنا قرآن میں نہیں بلکہ قرآن میں استوا ہے۔

واضح ہو کہ قرآن شریف میں خدا تعالےٰ کے استوا کا ذکر ہے۔ جو عرش پر ہوا اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ آیت ان ربکم اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش یعنے تمہارا خدا وہ خدا ہے جس نے چھہ وقتون میں آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ اور پہر عرش پر قرار پکڑا۔ یعنے اول اس نے اس دنیا کے تمام اجرام سماوی اور ارضی کو پیدا کیا اور چھہ وقتوں مین بنایا۔ (چھ دن یعنے چھہ وقتوں سے مراد ایک بڑا زمانہ ہے) اور پہر عرش پر قرار پکڑا یعنے تنزہ کے مقام کو اختیار کیا یاد رہے۔ کہ استوا کے لفظ کا جب علیٰ صلہ آتا ہے۔ یعنے علیٰ کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے۔ تو اس کے یہ معنے ہوتے ہین کہ اس چیز کا اس مکان پر قرار پکڑنا جو اسکے مناسب حال ہو جیسا کہ قرآن شریف مین یہ بھی آیت ہے واستوت علی الجودی پارہ ۱۲ یعنے نوح کی کشتی کے طوفان کے بعد ایسی جگہ پر قرار پکڑا جو اسکے مناسب حال تھا یعنی اس جگہ زمین پر اترنے کے لیئے بہت آسانی تہی سو اسی لحاظ سے خدا تعالےٰ کے لئے استوا کا لفظ اختیار کیا گیا۔ یعنے خدا نے ایسی وراء الوراء جگہ پر قرار پکڑا جو اس کے تنزہ اور تقدس کے مناسب حال تہا۔ چونکہ تنزہ اور تقدس کے مقام ماسوا اللہ کے فنا کو چاہتا ہے۔ سو یہ اس بات کی طرف بہی اشارہ ہے۔ کہ جیسے خدا بعض اوقات اپنی خالقیت کے اسم کے تقاضا سے مخلوقات کو پیدا کرتا ہے پہر دوسری مرتبہ اپنی تنزہ اور وحدت ذاتی کے تقاضا سے ان سب کا نقش ہستی سے مٹا دیتا ہے۔ غرض عرش پر قرار پکڑنا مقام تنزہ کی طرف اشارہ ہے۔ تا ایسا نہ ہو کہ خدا اور مخلوق کو باہم مخلوط سمجھا جائے۔ پس کہاں سے معلوم ہوا کہ خدا عرش پر یعنی اس وراء الوراء مقام پر مقید کی طرح ہے۔ اور محدود ہے۔

قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ وھو معکم اینما کنتم۔ یعنے جہاں کہین تم ہو اسی جگہ خدا تمہارے ساتھ ہے۔ اسی طرح قرآن شریف مین ہے آیت ھو الاول والاخر والظاھر والباطن یعنے خدا سب سے پہلا ہے۔ اور باوجود پہلے ہونے کے پہر سب سے آخر ہے اور سب سے زیادہ ظاہر ہے۔ اور پہر باوجود سب سے زیادہ ہونے کے سب سے پوشیدہ ہے۔ اور پہر فرمایا اللہ نور السمٰوٰت والارض یعنے خدا ہر ایک چیز کا نور ہے۔ اسی کی چمک ہر ایک چیز میں ہے خواہ وہ چیز آسمان میں ہے۔ اور خواہ زمین مین اور پہر فرمایا۔ آیت کان اللہ بکل شیء محیطا یعنی خدا ہر ایک چیز پر احاطہ کرنیوالا ہے۔ اور پہر فرمایا نحن اقرب الیہ من حبل الورید یعنی ہم انسان کی رگ جان سے بہی اس سے نزدیک تر ہیں۔

اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم یعنے وہی خدا ہے اسکے سوا کوئی نہین وہی ہر ایک جان کی جان اور ہر ایک وجود کا سہارا ہے۔ اس آیت کے لفظی معنے یہ ہین کہ زندہ وہی خدا ہے اور قائم بالذات وہی خدا ہے پس جبکہ وہی ایک زندہ ہے۔ اور وہی ایک قائم بالذات ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہر ایک شخص جو اس کے سوا زندہ نظر آتا ہے۔ وہ اسی کی زندگی سے زندہ ہے

اور ہر ایک جو زمین یا آسمان میں قایم ہے۔ وہ اسی کی ذات سے قایم ہے۔ اور پھر فرمایا ھوالذی فی السماء الہ وفی الارض الہ یعنے وہی خدا زمین میں ہے۔ اور وہی خدا آسمان میں ہے اور پھر فرمایا۔ مایکون من نجوی ثلثۃ الاھو رابعھم ولاخمسۃ الاھو سادسھم یعنے جب تین آدمی کوئی پوشیدہ باتیں کرتے ہین تو چوتھا انکا خدا ہوتا ہے۔ اور جب پانچ کرتے ہین تو چھٹا انکا خدا ہوتا ہے۔ ایسا ہی بہت سی اور آیات میں بار بار فرمایا گیا ہے کہ خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے یہانتک کہ وہ ہر ایک کی جان کی بھی جان ہے۔ اور اگر خدا اسی ایک پہلو تک معرفت الہی کے مسئلہ کو ختم کرتا کہ خدا مخلوق سے الگ نہین۔ تو ہندوئوں کی طرح پر مسلمانوں مین بھی مخلوق پرستی شروع ہو جاتی کیونکہ اس صورت مین خدا مین اور مخلوق مین کوئی مابہ الامتیاز باقی نہ رہتا۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ آخرکار وید کے ذریعہ سے مخلوق پرستی شروع ہو گئی کیونکہ ہر جگہ اگنی اور وایو اور سورج اور چاند کو بطور معبود بیان کیا گیا ہے۔ آخر ان لوگوں نے ان چیزوں کو خدا ہی سمجھ لیا۔ اور فرض کرو کہ اگنی وغیرہ پرمیشور کے نام ہی تھے لیکن پھر بھی خدا کا یہ اسم اعظم کہ وہ ہر ایک مخلوق سے وراء الوراء مقام پر ہے۔ اور مصنوعات سے برتر بلند ہے۔ وید مین بیان نہین کیا گیا پس اسی وجہ سے یہ تمام باطل مذہب وید کے ذریعہ سے پیدا ہو گئے۔ بلکہ وید بات بات مین مخلوق پرستی کی طرف کھینچتا ہے۔ اور خدا تعالی کو محدود ٹھہراتا ہے۔ چنانچہ یجر وید ادھیا ۳۱ منتر ۱۹ مین لکھا ہے۔ کہ پرمیشر حمل کے اندر رہتا ہے اور تولد ہو کر بہت سی صورتین اور شکلیں ہو جاتا ہے۔ اور فاضل لوگ اس پرمیشر کو جو رحم میں رہتا ہے ہر طرف سے دیکھتے ہین اب دیکھو کہ وید نے پرمیشر کو کیا محدود کر رکھا ہے

کہ ایک محدود چیز کا نام اسکو دیا گیا ہے۔ اور بموجب بیان رگوید کے سورج اگنی۔ وایو سب پرمیشر ہی ہین۔ اور پھر یہ بھی لکھا ہے کہ جیسے پرمیشر رحم مین رہتا ہے۔ ایسا ہی وہ سورج کے سنہری پردہ مین بھی رہتا ہے۔ جیسا کہ یجروید کے ایش اپنشد منتر ۵ اور ۶ سے ظاہر ہے۔ کہ وہ ایسا ہی وہ ناف سے دس انگلی کے فاصلہ پر بھی ہے۔ جس سے ہندوئون مین لنگ پوجا شروع ہو گئی پس اگر وید قرآن شریف کی طرح خدا تعالے کی تنزیہی صفات بھی لکھتا۔ اور صرف تشبیہی صفات پر حصر نہ رکھتا تو یہ طوفان مخلوق پرستی کا اسکے ذریعہ سے پیدا نہ ہوتا۔ قرآن شریف اسی وجہ سے ہر ایک دھوکہ دہی کی بات سے محفوظ ہے۔ کہ اس نے خدا تعالی کے ایسے طور سے صفات بیان کئے ہین جن سے توحید باری تعالے شرک کی آلایش سے بکلی پاک رہتی ہے کیونکہ اول اس نے خدا تعالے کے وہ صفات بیان کئے ہین۔ جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ کیونکہ وہ انسان سے قریب ہے۔ اور کیونکہ اس کے اخلاق سے انسان حصہ لے لیتا ہے ان صفات کا نام تو تشبیہی صفات ہیں پھر چونکہ تشبیہی صفات سے یہ اندیشہ ہے۔ کہ خدا تعالے کو محدود خیال نہ کیا جاوے۔ یا مخلوق چیزوں سے مشابہ خیال نہ کیا جاوے اسلیئے ان اوہام کے دور کرنیکے لیئے خدا تعالے نے اپنی ایک دوسری صفت بیان کر دی۔ یعنے عرش پر قرار پکڑنے کی صفت جس کے یہ معنے ہین کہ خدا سب مصنوعات سے برتر و اعلی مقام پر ہے کوئی چیز اسکی تشبیہ اور شریک نہین اور اسی طرح پر خدا تعالے کی توحید کامل طور پر ثابت ہو گئی

سوال نمبر ۱۱ قرآن مین لکھا ہے کہ قسم کھانے والے کا اعتبار نہین اور خدا بہت قسمین کھاتا ہے۔ کہین قسم طور کی کھاتا ہے۔ اور کہین سینا کی۔

جواب افترا اور بہتان ان لوگون کی عادت ہو گئی ہے۔ قرآن مین یہ کہین نہین لکھا۔ کہ ہر ایک قسم کھانے والے کا اعتبار نہین ہاں ایسے قسم کھانیوالا کا اعتبار نہین جیسا کہ قرآن شریف مین فرمایا آیت۔ ولا تطع کل حلاف مھین ہماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذلک زنیم پ ۲۹ ترجمہ تو کسی ایسے کی پیروی نہ کر یعنی کہا نہ مان جو جھوٹی قسمیں کھانے والا ذلیل طعنہ مارنیوالا چغلخور نیکی سے منع کرنیوالا مرتش بدکار سنگدل اور اس تمام کے بعد بد اصل بھی ہے۔ خدا تعالے کے قسموں کی فلاسفی جس سے وید سراسر بے نصیب ہے بے علمی بھی ایک سخت بیماری ہے۔ اب اسکا ہم پنڈت وشنا صاحب کو علاج بتلاتے ہین اگر اس علاج کو مفید سمجھکر کام میں لادین ضرور مفید ہو گا۔ قرآن شریف مین قسموں کا ہونا ایک عظیم الشان آیت اور نشان نبوت ہے کیونکہ عرب مین ایک مثل تھی ان الایمان تدع الارض بلاقع قسمین ملک کو ویران کر دیتی ہین اور منو کہتا ہے ۸-۱۱۱ کیونکہ جھوٹی قسمین کھانے سے اس لوگ میں اور پرلوک مین نشٹ ہوتا ہے ذرا غور و تامل کرو۔ قرآن و صاحب قرآن اسقدر قسمون کے ساتھ کیسا کامیاب ہوا کہ اس کے دشمنوں کا نام و نشان نہ رہا اور منو کے مقرر کردہ نشان سے ہی صاحب قرآن صادق ثابت ہوا۔ قسمون کے بارے مین اب ہم کسی قدر تفصیل کیساتھ بیان کر دیتے ہین تاکید کیلئے ہر زبان مین مختلف الفاظ ہوا کرتے ہین۔

٭ ایسے ہی عربی زبان مین بھی تاکید کے لیئے بہت الفاظ ہین مگر الشیائی زبانوں میں علی العموم قسم سے بڑھکر کوئی تاکیدی لفظ نہین ٭

ایسا ہی عربی زبان مین بھی قسم سے زیادہ کوئی تاکیدی لفظ نہین ہیں جہان قرآن کریم کسی مطلب پر قسم کو بیان کرتا ہے۔ وہان جس چیز کے ساتھ قسم کہائی گئی ہے۔ وہ چیز قانون قدرت مین قسم والے مضمون کے لیے ایک قدرتی شاہد ہوتی ہے۔ اور یہ قسم قدرتی طور پر اپنے مطلوب کی مثبت ہوتی ہے۔ جو قسم کے بعد مذکور ہوگا۔ یعنی قرآن کریم مین ایک عام عادت وسنت الہی ہے کہ وہ بعض نظری امور کے اثبات وحقایق کے لئے ایسے امور کا حوالہ دیتا ہے۔ جو اپنے خواص کا عام طور پر بین اور کہلا کہلا اور بدیہی ثبوت رکھتے ہیں مثلاً قولہ تعالی ان سعیکم لشتی ایک مطلب اور نظری امر ہے جسکے نتائج ابھی مخفی ہین ان سعیکم لشتی کے یہ معنے ہیں لوگو تمہدی کام مختلف ہیں۔ اور انکے نتائج بھی الگ الگ ہین قرآن کریم اس مطلب اور نظری امر کو قانون قدرت اور امور بدیہہ سے اس طرح ثابت کرتا ہے۔ ایت والیل اذا یغشی والنہار اذا تجلی وما خلق الذکر والانثی ترجمہ قسم ہے رات کی جب اسکی کالی گھٹا چہا جاتی ہی پھر دن کی بناوٹ پر غور کرو جب وہ اپنے انوار کو ظاہر کرتا ہے۔ پھر مرد اور عورت کی خلقت یہ بناوٹ پر نظر ڈالو اور ان امور مشہودہ محسوسہ کے قدرتی فرائض اور واجبات کو سوچو تو تمہیں صاف طور پہ ظاہر ہوگا۔ کہ بے ریب تمہاری کوششین الگ الگ اور انکے نتائج علیحدہ علیحدہ ہین انبیاء اور راستباز لوگون کے افعال و اعمال کے اور نیز مکذب اور انکے مخالفون کے اعمال کے نتیجے الگ الگ ہین خلاصہ کلام یہ ہے۔ خدا تعالی کی قسموں کا انسان کی قسموں کے ساتھ قیاس درست نہین ہو سکتا کیونکہ خدا تعالی کو انسان کی طرح کوئی ایسی مشکل پیش نہین آتی۔ کہ جو انسان کو قسم کے وقت پیش آتی ہے۔ بلکہ اسکا قسم کہانا ایک اور رنگ کا ہے۔ جو اسکی شان کے لائق اور اسکے قانون قدرت کے مطابق ہی اور غرض اس سے یہ ہے کہ تا صحیفۂ قدرت بدیہات کو شریعت کے اسرار دقیقہ کے حاصل کرنیکے لیئے بطور شاہد کے پیش کرے اور چونکہ اس مدعا کو قسم سے ایک مناسبت تھی اور وہ یہ کہ جیسا ایک قسم کھانیوالا جب مثلاً خدا تعالی کی قسم کھاتا ہے۔ تو اسکی غرض یہ ہوتی ہے کہ خدا تعالے میرے اس واقعہ پر گواہ ہے اسی طرح خدا تعالے کے بعض کھلے کھلے افعال بعض چھپے ہوئے افعال پر گواہ ہین اسلیئے اس نے قسم کے رنگ ہین اپنے افعال بدیہہ کو اپنے افعال نظریہ کے ثبوت میں جابجا قرآن کریم میں پیش کیا اور اسکی نسبت یہ نہین کہہ سکتے کہ اس نے غیر اللہ کی قسم کہائی کیونکہ وہ درحقیقت اپنے افعال کی قسم کھاتا ہے۔ نہ کسی غیر کی اور اسکے افعال اس کے غیر نہین ہین۔ مثلاً اسکا زیتون اور سینا کی قسم کہانا اس قصد سے نہین ہے کہ وہ کسی غیر کی قسم ہے۔ بلکہ اس نیت سے ہے کہ جو کچھہ اسکی حکمت زیتون والے معاملہ اور سینا والے معاملہ میں ہے۔ اسکی شہادت بعض اپنے افعال مخفیہ کے سمجہانے کے لیئے پیش کرے الغرض والتین والزیتون وطور سینین وھذا البلد الامین قسم ہے انجیر اور زیتون کی اور طور سینین کی اور اس شہر بامن کی ان آیات میں عظیم الشان پیشین گوئیوں کی طرف اشارہ ہے۔ جسکا ذکر توریت میں استثنا ۳۳ میں ہے۔ خدا سینا سے نکلا اور سعیر سے چمکا اور فاران کے پہاڑون سے ظاہر ہوا۔ اسکے داہنے ہاتھ میں شریعت ہے ساتھ لشکر ملائکہ کے آیا توریت کتاب پنجم ۳۳ چنانچہ سینا سے موسی جیسا بادشاہ صاحب شریعت ظاہرو باطن نکلا سعیر سے جسکے پاس بیت لحم اور ناصرہ ہے مسیح ظاہر ہوئے فاران سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا ان آیات مین مسیح کے ظہور کا پتہ انجیر و زیتون سے دیا گیا اسکی تفصیل دیکھو لوقا ۱ متی ۲ مرقس ۱ مرقس ۲ یہ حنا ۱ طور سینا پر موسی علیہ السلام کو احکام عطا ہوئے۔ امن والا شہر یعنے مکہ دشت فاران میں ہے جس کی نسبت تورات میں ہے۔ فاران کے پہاڑ سے ایسا ظاہر ہوا کہ تمام دنیا اسکا لوہا مان گئی۔ اس کے داہنے ہاتھ مین شریعت روشن ہے۔ اسکا لشکر ملائکہ کا لشکر ہے۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ یہ چار چیزین تین عظیم الشان انسانوں کی یادگار ہیں جن کی ستایش ہزارہا سال سے تمام عالم مین ہو رہی ہے۔ گویا یہ چار چیزین اس بات کی شاہد ناطق ہیں۔ کہ انسان کو سب سے عمدہ اور سب سے اعلے خلعت عطا ہوئی ہے مگر بد عملی اور بے ایمانی کی وجہ سے ہی انسان ایسا خراب ایسا بد ہو جاتا ہے۔ کہ ارذل ترین حیوانات سے بھی برے جا رہتا ہے ہاں جو لوگ ایمان اور اعمال صالحہ پر قائم رہیں وہ اس تنزل اور فساد سے محفوظ رہتے ہین اور غیر منقطع اجر پاتے ہین۔ گویا یہ چار چیزیں امور بدیہیہ اور شواہد ناطق ہین ان امور مخفیہ پر کہ ہر ایک انسان بداعمالی سے برے نتائج پر اور ہر ایک مومن اور صالح عمل کرنیوالا نیک نتائج پر پہنچ جاتا ہے۔ قبل از ظہور نتائج ان امور مین اخفا ہی ہوتا ہے۔ گویا فطری کا حکم رکھتے ہیں۔ سو درحقیقت خدا تعالی کی اس قسم کی قسمیں جو قرآن کریم میں موجود ہین بہت سے اسرار معرفت سے بھری ہوئی ہیں۔ جیسا کہ مین ابھی بیان کرچکا ہوں قسم کی طرد پر ان

اسرار کا بیان کرنا محض اس غرض سے ہے کہ قسم درحقیقت ایک قسم کی شہادت ہے۔ جو شاہد نیت کے قائم مقام ہو جاتی ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے بعض افعال بھی بعض دوسرے افعال کے لیئے بطور شاہد کے واقع ہوتے ہیں سو اللہ تعالیٰ قسم کے لباس میں اپنے قانون قدرت کے بدیہات کی شہادت اپنی شریعت کے بعض دقائق حل کرنیکے لیئے پیش کرتا ہے۔ تا قانون قدرت جو خدا تعالیٰ کی ایک فعلی کتاب ہے اسکی قولی کتاب پر شاہد ہو جائے۔ اور تا اس کے قول اور فعل کی باہم مطابقت ہو کر طالب صادق کے لیئے مزید معرفت اور سکینت اور یقین کا موجب ہو پس بلاشبہ اس بات کا ایک ثبوت ہے کہ جس کے یہ افعال ہیں اسی کے یہ اقوال ہیں۔

سوال نمبر ۱۱ تجربہ انبیاء میں ہے کہ سب کے لیئے وید ہی

جواب یہ صرف دعوے ہے اس کی اشاعت کل دنیا میں اور اس اشاعت کے میدان میں ہزار کا پایا جانا اس کی دلیل ہے۔

ہاں قرآن شریف میں ہر دو امور کا موجود ہونا قرآن شریف کی صداقت پر مہر لگاتا ہے۔

سوال نمبر ۱۲ خدا کی کلام سب ملکوں کے لیئے ایک اور سب زبانوں سے علیحدہ ہونی چاہیئے۔ جیسا کہ وید ہے۔

جواب یعنی وہ کسی ملک کی زبان نہ ہو یعنے زمین کے باشندوں میں سے کوئی شخص اس زبان کو بول نہ سکتا ہو نہ سمجھ سکتا ہو اب ہمیں اس بارے میں کچھ بیان کرنا ضروری نہیں خود سامعین سوچ لیں کہ ایسی زبان میں الہامی کتاب نازل کرنے سے کیا فائدہ ہوگا اور جب کوئی شخص اس زبان کو نہ بول سکتا ہو اور نہ سمجھ سکتا ہے۔ تو اسکی ہدایتوں پر عمل کرنا کیونکر ممکن ہوگا ایسی صورت میں بلاشبہ رشیوں کے دلوں پر ایسی کتاب نازل کرنا یا نہ کرنا برابر ہوگا۔ کیونکہ اس جگہ یہ سوال پیش ہے۔ کہ جب کہ انسان اسی زبان کو سمجھ سکتا ہے جسکو بول سکتا ہے۔ تو پھر وید کے رشیوں کو ایسی زبان کیونکر سمجھ آسکتی تھی جسکو وہ بول نہ سکتے تھے۔ اور اگر کہو کہ پرمیشر نے رشیوں کو انکی اپنی زبان کے ذریعہ سے اس نامعلوم زبان کے معنے سمجھا دیئے ہونگے تو یہ عذر بھی دوسرے لفظوں میں اس بات کا اقرار ہے کہ پرمیشر انسان کی زبان میں الہام کر سکتا ہے۔ بلکہ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ پرمیشر ایسی زبان میں الہام کرنے سے پچھتایا۔ جسکو وید کے رشی سمجھ نہیں سکتے تھے اور جب اسکو اپنی غلطی محسوس ہوئی۔ تو آخر میں اس نے انسانوں کی زبان کے ذریعہ سے اس زبان کے معنے وید کے رشیوں کو سمجھائے پس کیا ایسی لغو حرکت سے یہ ثابت نہ ہوگا کہ پرمیشر بھی اپنی جلد بازی سے غلطی کر بیٹھتا ہے اور اس پر اعتراض ہوگا۔ کہ جس بات کو اس نے مجبور ہو کر آخر کو اختیار کیا وہ بات پہلے ہی کیوں اختیار نہ کی اور ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ویدک کی سنسکرت میں کونسی خاص علامت ہے جس سے وہ ایشور کی زبان سمجھی جاوے ہاں چونکہ اب وہ اس زمانہ میں مردہ زبان ہے۔ اور کوئی قوم اسکو بولتی نہیں اسلیئے ایک نادان آدمی یہ خیال کر سکتا ہے۔ کہ وہ زبان چونکہ انسانی استعمال سے الگ ہے۔ اسلیئے وہ ایشور کی زبان ہوگی مگر متروک الاستعمال ہونا یہ امر سنسکرت سے ہی خاص نہیں بلکہ اور کئی زبانیں ہیں جو اول بولی جاتی تھیں مگر اب متروک الاستعمال ہیں تو کیا اس وجہ سے وہ تمام زبانیں ایشور کی زبان بنجائینگی۔ پس اگر کوئی زبان متروک الاستعمال ہونیکی وجہ سے ایشر کی زبان ہو سکتی ہے تو پھر دوسری زبانوں نے کیا گناہ کیا ہے۔ جو متروک الاستعمال ہیں انکو ایشور کی زبان نہ کہا جاوے اور یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے۔ کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اسکو کسی اور زبان میں ہو۔ جسکو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں تکلیف مالایطاق ہے نیز تعجب ہے۔ کہ ان نہایت کچی اور خام باتوں کے پیش کرنیسے آریوں کو فائدہ کیا ہے۔

کیا ہمارا خدا ہماری پرارتھنا یعنے دعا ہماری زبان میں بھی نہیں سنتا پس جبکہ ہماری زبان میں ہی ہماری پرارتھنا سننے سے اسکی شان میں کچھ فرق نہیں آتا

تو پھر ہماری زبان میں ہی ہمیں کوئی راہ راست سمجھانیسے کیوں اسکی شان میں فرق آئیگا۔ (اقلم خود شاہ نواز)

آواز خلق

عزیزم محمد یوسف۔ السلام علیکم۔ اخبار نور کا ظہور جیسا کہ پہلے تین پرچوں سے دیکھا گیا ہے۔ واقعی آریوں میں فتور ہے نکلا سکھوں میں سرور پیدا کریگا میں تمام اہل اسلام کی جماعت سے ملتمس ہوں اور انشاءاللہ کوشش کرونگا۔ کہ وہ سلسلہ حقہ کی تبلیغ کی خاطر اس اخبار کو ہر سکھ اور آریہ کے گھر تک پہنچاویں تاکہ کوئی بھی اتمام حجت سے خالی نہ رہے اور انشاءاللہ تعالیٰ یہ پرچہ انکی آنکھوں سے وہ تعصب کی پٹی جو کہ اور تنگ زبانہ سے بندھی ہوئی ہے اور جس نے ابھی تک دور نہ ہونے کے سبب ان کو آہستہ آہستہ بالکل اندھا کر دیا ہے دور کر کے اسلام کا نور پھر پیدا کرے گا

ایک نور کا شیدائی

حساب دوستان

بعض احباب نے ابھی تک اخبار کی قیمت ادا نہیں کی ابتدائی حالت کے باعث روپیہ کی اشد ضرورت ہے۔ سو انتظاماً مقرر ہوا ۱۵ دسمبر ۱۹۰۹ء سے وی پی کے بھیجنے کا سلسلہ شروع کیا جائیگا امید کہ آپ صاحبان وی پی وصول فرما کر اس عاجز کی حوصلہ افزائی فرماوینگے

مینیجر نور

حملہ کرتے ہیں بسا اوقات

وہ جب الٹی نصائح اور ہدایتیں

ہیں حالانکہ حکیم امت کی یہ غرض

مد نظر کوئی شخص نہیں ہوتا ا

شخص کی کسی خاص کمزوری

مگر جب وہ وعظ میں اس کم

تو اسکا مقصود اس شخص

وہ حقیقت کہہ گئے کہ قوم کے ایک

سے وہ مصروف میں ہی ملکی

بد نتائج سے آگاہ کرتے

ا ا ا ا ع ا ا مصری

حملہ کرتے ہیں بسا اوقات آپکی قابل قدر اور واجب العمل نصائح اور ہدایتوں سے محروم رہجاتے ہیں حالانکہ حکیم امت کی یہ غرض نہیں ہوتی اسکے مدنظر کوئی شخص نہیں ہوتا ہاں یہ سچ ہے کہ کسی شخص کی کسی خاص کمزوری پر اسے اطلاع ہوجائے مگر جب وہ وعظ میں اس کمزوری کا ذکر کرتا ہے۔ تو اسکا مقصود اس شخص کی تذلیل نہیں ہوتی بلکہ وہ یقین کرکے کہ قوم کے ایک فرد میں اگر یہ بیماری ہے دوسروں میں بھی ممکن ہے اسلیئے وہ اس کے بد نتائج سے آگاہ کرتا ہے۔ پس اسکی غرض نہایت پاک اور اعلیٰ درجہ کی نیکی پر مبنی ہوتی ہے مگر اسپر بھی بعض یہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ نشانہ بناکر کہتے ہیں۔ جب انبیاء و رسل بھی اس الزام سے بری نہیں ہوئے اور ہم حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی میں اسے عرصہ سے دیکھ رہے ہیں تو پھر

ہم کیا اور ہماری ہستی کیا؟

قدرت نے ایسے اسباب مہیا کر دیئے کہ ہمیں اخبار کے ذریعہ قومی خدمت کا موقعہ ملا۔ ہم آریوں کی تردید کرتے ہیں ہم سکھوں کو انکی غلطیوں سے آگاہ کرتے ہیں عیسائیوں پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ تو وہ ہم سے خوش کس طرح ہو سکتے ہیں ہماری ایسی تحریروں پر ہمارے دوست ہماری پیٹھ ٹھونکتے ہیں۔ الحمد جزاک اللہ اور مرحبا کے نعرے مارتے ہیں مگر جب ہم انہیں انکی کسی غلطی سے آگاہ کرتے ہیں۔ تو پھر وہ ہمارے دشمن ہوجانیکو طیار اور آمادہ ہوجاتے ہیں۔ ہماری باتوں کو برے سے برے سانچے میں ڈھال کر پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ لیکن جس شخص کے مدنظر انبیاء و رسل کا نمونہ ہو ہاں جس کے سامنے ایک

زندہ نمونہ خلیفۃ المسیح کا ہو

وہ ایسی باتوں کی کیا پرواہ کر سکتا ہے ہمنے مدرسہ تعلیم الاسلام کے بورڈروں کے متعلق کچھ لکھا تھا۔ بجائے اسکے کہ ہماری صلاح اور مشورہ سے فائدہ اٹھایا جاتا اُسے نہایت ہی برے رنگ میں لیکر جواب دینے کی ضرورت پڑی

ہم تعلیم الاسلام سکول کو غنیمت اور قابل قدر نعمت یقین کرتے ہیں اور ان لڑکوں اور انکے والدین کو خوش قسمت سمجھتے ہیں۔ جو یہاں آتے ہیں مگر جب کہ قرآن جیسی ہادی کتاب یضل بہ کثیرا و یہدی بہ کثیرا کا مصداق ہے تو تعلیم الاسلام سکول اس سے افضل نہیں کہ اسجگہ اگر بہت آویں تو ہونہار نکلیں۔ جو ایسا خیال کرتا ہے وہ غلطی کرتا ہے۔ ایسا ہی یہ سمجھ لینا کہ تعلیم الاسلام سکول کے انتظام میں آئندہ یا اسوقت کسی اصلاح کی گنجائش نہیں یہ فرحوا بما عندہم من العلم کی مصداق ہے۔ اگر ہم نکتہ چینی سننے کی برداشت نہیں رکھتے تو اسکے یہ معنے ہیں کہ

عیبہا را نہفتہ زیر بغل

پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔ پھر ہم دوسری قوموں اور مذہبوں پر حملہ کرنیکے لیئے کیا سند رکھتے ہیں اور کیا یہ طریق اصلاح کے لیئے مفید ہو سکتا ہے۔ نکتہ چینی سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اور یہ قیاس کر لینا کہ قومی تحقیر کیخاطر کیا جاتا ہے۔ ایک قسم کی بدظنی ہے۔ اصلاح تو عیب شماری ہی سے شروع ہوگی ہم نے احمدیت کے لباس میں آکر دوسروں سے ضال مضل ہونیکا فتویٰ سنا مگر کیا اس فتویٰ سے ڈر کر ہم ان غلطیوں کو پھر قبول کر لیں جن میں ہم مبتلا تھے وہ بہر حال غلطیاں تھیں۔ ہمکو خدا کے ایک بندے نے آگاہ کیا ہمنے ان اپنی غلطیوں کو تسلیم کر لیا جنہوں نے انکے تسلیم سے انکار کیا وہ رہ گئے۔

مدرسہ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے اگر فرمایا کہ "پانی میں پیشاب ملا دیا"۔ تو کیا اس سے حضرتؑ کی یہ مراد تھی کہ یہ فضول چیز ہے اور ناپاک اور گندی ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ آپ مدرسہ کو اخلاص کے اس اعلیٰ مقام پر دیکھنا چاہتے تھے جہاں آپ تھے

ایسا ہی آپنے اگر سالانہ جلسہ کی مخالفت کا اعلان کرتے وقت جماعت کی کمزوریوں کا ذکر کیا۔ یا حضرت خلیفۃ المسیح نے حضرت مسیح موعودؑ کو توجہ دلائی تو کیا حضرت خلیفۃ المسیح نے معاذ اللہ چغلخوری کی اور حضرت نے قوم کی تحقیر کی ایسے خیالات سخت خطرناک اور موجب ہلاکت ہیں۔

اسی طرح پر ہم کہتے ہیں کہ جب ہم اخبار کے ذریعہ کسی ایسے امر کا ذکر کرتے ہیں جو کسی نہ کسی پہلو سے قوم کے لیئے مضر یا نقصان رساں ہو۔ تو ہماری غرض اصلاح ہوتی ہے نہ تذلیل مخالف اسے برے معنوں میں لیتا ہے لاکھ مرتبہ لے وہ تو ہماری خوبیوں کو بھی عیب سمجھتا ہے۔ اور اس ہدایت کو جو ہمنے خدا کے فضل سے لی ہے۔ گمراہی بتاتا ہے۔ پھر اس کی کیا پرواہ اگر ہم دشمنوں کی باتوں پر جائیں گے تو اصلاح ناممکن ہے۔

پس ہم اپنے دوستوں کو نہیں بھائیوں کو ہاں مکرم احباب کی خدمت میں یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اصلاح کا پہلا زینہ غلطیوں کا علم ہے جب تک کسی کو اسکی غلطی کا علم نہ دیا جاوے اصلاح ناممکن ہے۔ اسے برے معنوں میں لینا اور پھر اسپر بحث کرنا مقابلہ کے میدان کو وسیع کرنا ہے جسکو ہم پسند نہیں کرتے پس جب ہم کسی امر کے متعلق نکتہ چینی کرینگے تو خدا کے فضل سے اصلاح کے مقدس خیال کو مدنظر رکھکر نہ مقابلہ اور مباحثہ کی نیت سے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

آخر میں ہم یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ مدرسہ کے انتظام بورڈنگ ہوس وغیرہ میں اصلاح کی گنجائش ہے۔ اور اسکا صرف یہ طریق نہیں ہو سکتا کہ مولوی صدر دین صاحب یا مولوی شیر علی صاحب یا کسی اور کی تعریف ہم کردیں وہ اپنی خدمات کے لحاظ سے قابل قدر ہیں۔ اور انہوں نے اپنا فرض ادا کیا ہے مگر اصلاح کے لیئے اتنا ہی کافی سمجھ لینا یا صرف یہ کہدینا کہ معترضین صرف قافیہ پیمائی کے لحاظ سے

ایسا کرتے ہیں ہماری نیت پر حملہ ہے جسکو خدائے علیم کے سوا کوئی نہیں جانتا اور کسی ذمہ دار اور تقدس کے مدعی انسان کے ساتھ یا قلم سے ایسا حملہ سخت قابل اعتراض ہے عزیزو! اپنی غلطیوں کی اصلاح کرو اور اگر ہماری نیت پر ہی تمہیں اعتراض ہے۔ شاید اسوجہ سے کہ کشف قلوب ہوگیا ہو تو آپ

گر نوشت است پند بہمدیوار

ہی پر عمل کرلیں۔ یہ سچ ہے آپکے پاس امانت ہیں اسپر جو روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ وہ امانت ہے اور امانت کے اصولوں کو آپ ہم سے شاید زیادہ اچھا سمجھتے ہوں ہم تو صرف آپ کے فائدہ کے لیئے کہتے ہیں۔ آئندہ آپکو اختیار

مرادِ ما نصیحت بود کردیم

نور کے خریداروں کو خوشخبری!

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجھے آج اپنے خریداروں کو یہ بشارت دینے کا موقعہ ملا ہے کہ میرے معزز اور مکرم بھائی بابو منظور الٰہی صاحب جنہیں "نور" سے بہت محبت ہے اور جو وقتاً فوقتاً مجھے اخبار کے متعلق اپنے قیمتی نصائح سے مستفیض فرماتے رہتے ہیں آپنے نور کی قلمی مدد کا وعدہ فرمایا ہے انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ آپکا ایک مضمون "آریوں کی پولٹیکل چالیں" اخبار نور کے لیڈر آرٹیکل کی جگہ شائع ہوگا آپ ایک مشہور و معروف نامہ نگار ہیں پچھلے ایام میں جو آپنے اسلام اور سکھ ازم کے متعلق مضامین کا سلسلہ پیسہ اخبار میں شروع کیا تھا وہ ملک بھر میں نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھا گیا اور ہر طرف سے مرحبا کی صدائیں بلند ہوئیں۔ اسیطرح ایک دوسرے صاحب جو پہلے ایک اخبار کے ایڈیٹر بھی رہ چکے ہیں جنکی قلم کو لوہا کو مخالف بھی مانتے ہیں وہ عنقریب آریوں کے متعلق ایک مضمون کا سلسلہ اخبار "نور" میں شروع کرنے والے ہیں جو عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ ... آپکے سامنے آجائیگا۔

نوٹ۔ نکات۔ رائیں۔

کانگرس کا جہاز بھنور میں

کانگرس کے پریذیڈنٹ مہتہ فیروز شاہ نے پریذیڈنٹ شپ سے استعفا دیا اور کہا کہ میری علیحدگی ایک گہری پالیسی پر مبنی ہے چلو چھٹی ہوئی کیا کریں بیچارے مہتہ صاحب بھی خوف زدہ ہیں پچھلے سال کانگرس کے پنڈال میں جو میر مجلس کی درگت بنی تھی وہ کس سے پوشیدہ ہے پھر نہ جانے اب کی دفعہ یہ ملکی بہوت کیا گل کھلائیں اپنی عزت اپنے ہاتھ میں ہے۔ آن پر جان قربان ہے۔ ہم تو پہلے ہی کہتے تھے کہ یہ بیل منڈھے چڑھتی نظر نہیں آتی بھلا جس سبھا اور مجلس کے پنڈال میں ہیومینیٹی کی بجائے پونچھ پٹی کے راگ الاپے جائیں وہ کیسی بارور ہوسکتے ہیں۔

پٹیالہ کی گرفتاریاں کے متعلق وار برٹن صاحب بہادر نہایت گہری چھان بین میں لگے ہوئے ہیں وار برٹن صاحب بہادر کی تفتیش غضب کی ہے فاسد دماغ کے اپریشن کرنے میں آپ بڑے مشاق ہیں۔

مگر اب آرین اخبار بہت لے دے کر رہے ہیں کہ پٹیالہ میں کھلم کھلا شاہی اور نادر گردی ہے اور بے گناہ پڑے جیل میں سڑ رہے ہیں (بے گناہی کا ہیکی پچھلے کرموں کا پھل بھگت رہے ہونگے اس میں کیسے ابا کا کیا اجارہ ہے) بہر حال آرین مہاشوں کو نہایت صبر سے نتیجہ کا انتظار کرنا چاہیئے ہماری بھی یہ دعا ہے کہ اگر یہ بیچارے بیگناہ ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں رہائی دے اگر واقعی مجرم ہیں تو خوف کا ہیکا این ہم عاشقی بالائے غمہائے دگر

شکریہ میں ان دوستوں کا مشکور ہوں جنہوں نے ازراہ نوازش میری پچھلی اپیل پر نور کیلئے نئے خریدار پیدا کئے ہیں مگر بعض دوستوں نے ابھی تک اپنے فرض کو ادا نہیں کیا۔ سو انکی خدمت میں مکرر عرض ہے کہ وہ نور کے نئے خریدار پیدا کرکے اس کی حوصلہ افزائی کریں۔

انا للہ و انا الیہ راجعون اخبار "زمیندار" کے ایڈیٹر مولوی سراج الدین احمد صاحب ایک لمبی بیماری۔ بھگتنے کے بعد اس جہان فانی سے چل بسے مرحوم کے دل میں زمینداروں کی فلاح اور بہبود کے لئے ایک خاص تڑپ تھی اور تا دم واپسیں اپنے فرض کو نہایت احسن اور ابلغ طریقہ سے نباہتے رہے اور زمیندار کانفرنس کی بنیاد بھی ڈالی آپ بڑے روشن ضمیر انسان تھے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت نصیب کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔

اظہار حق بعض دوست میری طرف اظہار حق کی درخواستیں بھیجتے ہیں سو انکی خدمت میں عرض ہے کہ اظہار حق کی درخواستیں براہ راست صدر انجمن احمدیہ کے بک ڈپو کے نام بھیجا کریں کیونکہ میں نے کتاب لکھ کر انکے حوالہ کردی اور حضرت خلیفۃ المسیح کے پوچھنے پر انجمن احمدیہ نے چھپوا کر شائع کی دو سو جلدیں صدر انجمن احمدیہ نے مفت شائع کرنیکے لیئے منظور فرمائی ہیں سو اب دوستوں کو یہ کتاب منگوا کر سکھ صاحبان میں مفت تقسیم کرنی چاہیئے۔ میری تو یہ خواہش تھی کہ یہ کتاب کل کی کل سکھ صاحبان میں مفت تقسیم کیجاتی۔ خیر ایں ہم غنیمت است۔

نیکی کا بدلہ بدی تو ہے ہی اسلئے کیلئے برا بھلا کہا نیکا ہمیں چنداں رنج نہیں پچھلے نمبر میں ہم نے ایک نیک مشورہ کے عنوان سے آرین مہاشوں کو نصیحت کی تھی کہ اگر تم قومی انتی میں ترقی چاہتے ہو تو نیوگ کا پرچار کثرت سے کرو ..... تتمہ

ہمعصر مسافر آگرہ پرکاش" نے بہت سے دے ہم کی ہے اگر یہی تجویز کسی آریہ مہاشہ کیطرف سے ہوتی تو کن کن رنگ آمیزیوں سے پیش کیا جاتا ہم نے کونسا بڑا کام کیا جو نیوگ کا نام لے دیا حالانکہ ستیارتھ پرکاش نیوگ کے فضائل میں رطب اللسان ہے کہ پانڈو راجہ کی عورت کنتی اور مادری وغیرہ نے نیوگ کیا اور جیسا کہ ویاس جی نے چترانگد اور وچتر ویریج کے مرجانے پر اُن اپنے بھائیوں کی عورتوں سے نیوگ کرکے امبکا امبیا سے دھرت راشٹر اور نبالیکا سے پانڈو اور داسی سے ودر کو پیدا کیا دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۰۹ واقعی ہے بھی درست اگر آریہ لوگ نیوگ پر عمل نکرتے تو آج روئے زمین پر آریہ جاتی کا تخم بھی نہ ملتا۔

عبرت! عبرت!!!

ایک لالہ دریر چند جی ایڈیٹر آریہ مسافر جالندھر مر گئے آپکو مسلمانوں سے خاص محبت تھی آپکا ایڈیٹوریل کالم مسلمانوں کا ہی گند ہوا کرتا تھا ہمیں اسکی دھرم پتنی پر رحم آتا ہے جو کل سوہاگن تھی اور آج سوگن بنی ہوئی ہے انکے ننھے ننھے بچوں پر ترس آتا ہے جو کل ابا ابا کہتے تھکتے نہ تھے مگر آج ابا کی صورت کیلئے ترس رہے ہیں۔ پاکوں کا دل دکھانا اور گالیاں بھی دینا کنوں سا کھو تھا منہ اسکی سزا یہی ہے۔

یہ ڈال ڈال وہ پات پات

بھارت سیوک لاہور نے جو کچھ امن عامہ میں کھلبلی مچا رکھی ہے وہ حال کے ملزمان پٹیالہ اور لاہور وغیرہ کے مقدمات سے اظہر من الشمس ہے کران دشمن نما دوست اور گندم نما جو فروشوں نے کیسی کمند پھیلائے ہوئے تھے مگر آفرینش ہے خفیہ پولیس کے جو انکی گرد گھنٹال ہے جس نے انکی عیاری مکاری میں ایسی پچکاری لگائی کہ انکا تمام اندرونی مال ٹال باہر آگیا کیوں نہ ہو حق خدمت اور نمک حلالی اسیکا نام ہے۔

معرفت نامہ کا بھنڈار

ماسٹر عبد العزیز صاحب کھولنا چاہتے ہیں آپنے ارادہ کیا ہے کہ قرآن شریف کے درس کے تازہ بتازہ نوٹ ان روحانیت کے عاشقوں کو روزانہ پہنچائے جائیں جنکی ارواح قرآن شریف کے گیان کیلئے تڑپ رہی ہیں۔ اگر آپ لوگوں نے ماسٹر جی کی حوصلہ افزائی کی تو وہ ایک قابل قدر کام کر سکینگے۔

میری مجبوریاں

میں خود ہی کلرک ہوں خود ہی منیجر ہوں خود ہی ایڈیٹر ہوں کیونکہ اخبار کی ابتدائی حالت مجھے اسبات کی اجازت نہیں دیتی کہ میں بھی دوسرے اخبار نویسوں کی طرح شاہی کارخانہ رکھوں اور پھر چندہ بھی عہر رہے۔ این خیال است و محال است..... اخبار بھی لاہور میں چھپتا ہے اسلئے بعض اوقات خطوط کے جوابات اور اخبار کے بھیجنے میں التوا ہو جاتا ہے امید کہ آپ صاحبان میری ان مجبوریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے میری بعض فروگذاشتوں پر درگذر فرمائیں گے

نور کیلئے تڑپ

ایک صاحب لکھتے ہیں کہ نور ابھی تک موصول نہیں اسوقت تک نور نے دیدار سے مشرف نہیں فرمایا۔ طبیعت بے چین اور مکدر رہتی ہے اول تو اسکا عشرہ بعدہ ہونا ہی ناگوار گذرتا ہے خدا کرے یہ پرچہ بہت جلد ہفتہ وار ہو کر روزانہ ہو جائے۔ غلام محمد

انشاءاللہ تعالیٰ عنقریب ہفتہ وار ہو جائیگا ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جناب ایڈیٹر صاحب نور

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - یہ مضمون اپنے اخبار میں درج فرماویں مہربانی ہوگی

دھرم پال کے چیلنج کا جواب

دھرم پال جی آریہ نے رسالہ اندر نمبر ۱ جلد ۴ صفحہ ۹۸ پر مسلمانوں کے نام ایک چیلنج بعنوان "اسلامی دنیا کو چیلنج" شائع کیا ہے جس میں یہ بیان کیا ہے کہ ویدک دھرم یہ تعلیم دیتا ہے کہ ایشور جیو پرکرتی تینوں انادی یعنی ازلی ہیں اسکے برعکس مسلمانوں کا یہ دعوی ہے کہ خدا نے روح اور مادے کو نیستی سے پیدا کیا ہے مگر یہ قطعی جھوٹ ہے کیونکہ بغور مطالعہ کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ قرآن میں کہیں بھی یہ نہیں کہ خدا نے روح اور مادے کو نیست سے ہست کیا ہے پس ان چند سطروں میں اسلامی دنیا کو ڈبل چیلنج دیتا ہوں کہ وہ قرآن کی کسی آیت سے اس بات کا ثبوت پیش کریں کہ خدا نے روح اور مادے کو نیست سے ہست کیا۔

مذکورہ بالا ڈبل چیلنج کا جواب دینے سے پہلے ہم دھرم پال کو ٹرپل چیلنج دیتے ہیں کہ وہ ویدوں کی ان شرتیوں کو معہ ترجمہ کے پیش کرے کہ جس میں انکے دعوے کے مطابق ویدک دھرم نے یہ تعلیم دی ہے کہ جیو اور پرکرتی انادی یعنی ازلی ہیں مگر یاد رہے کہ ویدوں کی شرتیوں میں اس قسم کا ثبوت صاف الفاظ میں ہونا چاہئے کہ جس سے یہ امر ثابت ہو سکے کہ واقعی روح اور مادے کا کوئی خالق نہیں وہ خود بخود ازلی ہیں۔ اس قسم کی کوئی کتھا نہیں سنی جائیگی جو چڑے اور چڑیے کی کہانی سے بڑھکر ہو اور جو قابل مضحکہ

ہو کرنا قابل سماعت ہو۔

پس ہم اس ٹریبل چیلنج کے ذریعہ دھرم پال سے اُن شرتیوں کا مطالبہ کرتے ہیں اور وہ شرتیاں رگ۔ وید۔ یجر وید۔ سام وید۔ اور اتھر وید سے اصل عبارت معہ لفظی ترجمہ کے پیش کرنی ہونگی۔ اگر دھرم پال نے اس بات کا ثبوت چاروں ویدوں سے حسب مطالبہ دیدیا کہ روح اور مادہ اَنادی یعنی ازلی ہیں تو اسکے بعد دھرم پال کو ہم ... مسلمانوں سے کسی قسم کا مطالبہ کرنیکا حق ہوگا۔

لہذا دھرم پال کو چاہئے کہ ہمارے اس ڈنکے کی چوٹ کے ٹریبل چیلنج کا جواب بہت جلد بذریعہ اندر دے تاکہ اگر قابل وثوق ہو یعنی اُس پر کسی قسم کی جرح نہ ہو سکے بلکہ صاف صاف ثبوت ہو تو پھر ہم دھرم پال کے مطالبہ کا جواب دینے کی طرف مائل ہو کر اُسکا گھر پورا کر دیں۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) پس اگر دھرم پال میں کچھ ہمت ہے اور ستیارتھ پرکاش کی پستک نے اُسکو کچھ فائدہ پہونچایا ہے تو مرد میدان بنکر ہمارے اس مطالبہ کا جواب چاروں ویدوں سے پیش کرے۔ میں پھر یاد دلاتا ہوں کہ چڑے اور چڑیا کی کہانی نہیں سنی جائیگی بلکہ صاف صاف الفاظ میں چاروں ویدوں سے غیر مخلوق ہونیکا اور ازلی ہونیکا ثبوت اصل عبارت اور لفظی ترجمہ میں پیش کرنا ہوگا۔ فقط

فٹ نوٹ۔ جس رسالہ میں جواب دیا جائے وہ رسالہ جناب صوفی احمد الدین صاحب ڈوری باف موتی بازار لاہور کے پاس بھیجا جائے۔

راقم آریوں کا تعقبی۔ محمد حسین ممبر ہائید ست کہندوں سبھا دہلی مقیم لاہور چھاؤنی

ریویو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری

حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری مرتبہ شردھی پرکاش دیوجی پرچارک برہمو دھرم ہمارے پاس بغرض ریویو آئی ہے جس بے تعصبی سے یہ سوانح عمری لکھی گئی ہے وہ شردھے پرکاش دیوجی کی زندہ دلی پر دلالت کرتی ہے کہ آپکی ذات ضد اور تعصب سے دور ہے اور آپ اُن مہارکہ پرشوں سے ہیں جو سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کہنے والے ہیں یہ سوانح عمری دلی بہاؤ اور دل سوز پیرایہ میں لکھی گئی ہے جو شردھے پرکاش جیکی وسیع معلومات کا نتیجہ ہے۔ یہ کتاب حق و حکمت کے ابھلاشیوں کیلئے دھرم کی کسوٹی ہے۔ موجودہ مسلمانوں کو قدیمی مسلمانوں کی روحانی قوت اور وہ بارک شکتی سے آگاہ کرتی ہے کہ انہوں نے کسطرح دنیا کی کایا پلٹ دی اور غیر مسلموں کیلئے شہادت پیش کرتی ہے کہ وہ اجڈ اور اجہل عرب کے بدو کسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے مستفیض ہو کر حیوان سے انسان انسان سے باخدا انسان بن گئے۔ ہر ایک مومن کو پیارے نبی کے پیارے حالات سے آگاہ ہونا ضروری ہے بچوں کیلئے ایسی امولک رتن ... کا مطالعہ نعمت غیر مترقبہ ہے شردھے پرکاش دیوجی نے اس سوانح عمری کو لکھ کر مسلمانوں پر بڑا احسان کیا ہے جسکے لئے ہم مسلمان مشکور ہیں اگر آریہ مہاشے بھی شردھے پرکاش دیوجی کی مثال کی تقلید کریں تو آجکل جو مذہبی دنیا کے انسانی کا غلغلہ مچا ہوا ہے وہ دور ہو کر شانتی کا راجیہ ہو جائے۔ ہم دل و جان سے منشی اور دست بدعا ہیں کہ جس شردھا سے شردھے پرکاش دیوجی نے یہ سوانح عمری لکھی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے بہی مشرف ہوں۔ یہ کتاب عمدہ کاغذ پر چھاپی گئی ہے لکھائی بھی اعلیٰ ہے قیمت ۵/ ملنے کا پتہ۔

دفتر برہم پرچارک لاہور۔

تھیوصوفی اور بہروپیہ پن

(معاصر آریہ گزٹ)

کلکتہ ہندوستان میں تھیاصوفی بہت سے رنگ روپ میں ظاہر ہو چکے ہیں جو فت کرنل الکاٹ اور میڈم بلیوسکی امریکہ سے شری سوامی دیانند جی مہاراج کی علمیت کا شہرہ سنکر ہندوستان میں بدیں غرض آئے کہ ان کے چرنوں میں بیٹھکر روحانیت کی رموز سیکھیں۔ اُسوقت اس تحریک کو بدھ دھرم کی تحریک خیال کیا جاتا تھا چونکہ یہ ہر دو بانیان تھیاصوفی کل سوسائیٹی اپنے عقیدے سے بدھ دھرم کو اختیار کر چکے تھے۔ لیکن یہ ہر دو عیسائی مذہب کے سخت مخالف تھے۔ مگر چونکہ انہوں نے ہندو دھرم سے انس ظاہر کیا۔ اسلئے یہ سوسائیٹی ہندوؤں میں کسی درجہ تک ہر دلعزیز ہو گئی۔ بہت دنوں تک یہ آریہ سماج اور اسکے بانی کے مداح رہے سوامی جی کو اپنا گورو تسلیم کرتے رہے لیکن در اصل بات یہ تھی کہ سوامی جی کی علمیت اور انکی شہرت سے فائدہ اُٹھاکر یہ اپنے اندرونی مقاصد کے حصول کے پیچھے پڑے تھے۔ اور جسوقت سوامی جی کو معلوم ہوا کہ یہ شخص بھوت پریتوں کی ماننے والے اور وہم پرستی کے دلدادہ ہیں تو اُنہوں نے اُسوقت علانیہ طور پر اُنسے اپنا قطع تعلق کر لیا۔ تھیوصوفیکل سوسائیٹی اپنے دوسرے رنگ میں اُسوقت نمودار ہوئی جبکہ مسز اینی بیسنٹ ہندوستان میں تشریف لائیں چونکہ یہ اس سے پہلے اپنے خیالات کی آزادی اور عیسائی دھرم کی مخالفت کے باعث جنکے ہاتھوں اُنہیں بہت کچھ دکھ بھی اُٹھانے پڑے ایک خاص شہرت حاصل کر چکی تھیں اسلئے سادہ ہندوؤں نے ان کو نہایت تپاک سے خوش آمدید کہا۔ انکے جوش کی کوئی انتہا باقی نہ رہی جس وقت اُنہیں یہ معلوم ہوا کہ مسز اینی

اپنی تصنیف کردہ وشنٹ اتر کھنڈ میں رشوجی مہاراج کی ایک پیشینگوئی تحریر کرتے ہیں کہ کلجگ کے عہد مین دنیا صراط مستقیم سے منہ موڑ کر نیچ اعوج کی طرف جائیگی لوگون کے قلوب پاپوں اور گناہوں کی بھرمار سے ڈگمگا جائیں گے انسانی جبر وتشدد حد سے گزر جائیگا لوگ روحانیت سے دور جا پہنچینگے تو ایسے نازک زمانہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوگا۔ جو دنیا کو ظلمت کی تنگ کوٹھری سے نکالکر کوہ طور کا جلوہ دکھائیگا

یہ وانگش اور پاپوں کے کھنڈن (رد) کرنیوالی بشارت کو سن کر مائی پاربتی جو شوجی مہاراج کی عورت تھی شوجی سے سوال کرتی ہے۔ کہ وہ مہاپرش (نبی) کہان پیدا ہوگا؟ اور اس مین کسقدر روحانی جذبہ ہوگا۔ یہ سن شوجی مہاراج فرماتے ہین۔

کہ وہ معرفت تامہ کے گیان مین اتم اور مستکمل ہوگا۔ وہ معرفت کے گیان کا بھنڈار دنیا کے لیئے کھولیگا۔ اسکے ساتھ شانتی کی گنگا اسکی ہوگی جس سے بنجر زمین سیراب ہوگی وہ تمام دنیا کے لیئے مبعوث ہوکر آئیگا وہ عام کو دعوت حق کے لیئے بلائیگا مگر ساتھ ہی اسکے وہ ان چار ویدوں سے روحانی گیان نہین لیگا بلکہ اسکا وید الف لام میم سے ہوگا جس کی تعلیم واسع علیم ہوگی جس مین تمام روحانی گیان کے اصول درج ہونگے جن پر عمل کرنے سے مہا انسان بھی تر جائیں گے دیکھو وشسٹ اتر کھنڈ یہ وہ بشارت ہے جس کے لیئے "شوجی" جاپا مہاتما ڈنکے کی چوٹ اعلان کر رہا ہے۔

مگر یہان ہی بس نہین آگے اور لیجیئے۔

پھر بیاس جی مہاراج اپنی تصنیف کردہ بھونک اتر پران مین فرماتے ہین۔ کہ آئندہ "زمانہ مین" اس سنسار کی گنتی یعنی نجات کے لیئے ایک عظیم الشان انسان ماہر ہوکر آئیگا جسکا نام

مہمت (محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا) اور انکا نشان یہ ہوگا کہ انکے سر پر بدلی سایہ کریگی مکھی انکے جسم پر نہین بیٹھیگی (یعنے انکی زندگی بالکل پاک اور پوتر ہوگی)، وہ زمین کو لپیٹ جائیں گے (یعنی انکا مذہب چاردانگ عالم مین پھیلیگا ایڈیٹر) وہ جوگیون اور سنیاسیون کی طرح تارک الدنیا نہین ہونگے۔ بلکہ اعلے درجہ کے دھارمک یعنی پکے دیندار ہونگے اور اپنی نیک مثال کا عمدہ نمونہ اپنے پیروؤں کے سامنے پیش کرینگے وہ نہایت صابر وشاکر ہونگے وہ دنیا کے لیئے کچھ تلاش نہین کرینگے بلکہ انکی ہر ایک کوشش محض اعلاء کلمۃ الحق کیلیئے ہوگی وہ دین کو دنیا پر مقدم کرینگے اور جو کچھ کمائیں گے وہ سبیل اللہ خرچ کرینگے سخی اور فیاض حد درجہ کے ہونگے۔ اور ان کی جنم بھومی کا راجہ یعنے وطن مالوفہ کا بادشاہ انکا دشمن ہوگا۔ مگر وہ اللہ کے دوست ہونگے اور وہ قادر توانا اس مہاپرش پر

تیس ادھیائے پران

بھیجیگا یعنے ان پر قرآن شریف کے تیس پارے نازل ہونگے۔ ایڈیٹر) اور جو انسان اس تیس ادھیائے پران یعنے قرآن شریف پر عمل کریگا۔ وہی وہی مظفر ومنصور ہوگا اور اسوقت اور کوئی ذریعہ خدا کے ملاپ کا نہ ہوگا یعنے وید مقدس اور دیگر الہامی کتب اس زمانہ مین منسوخ ہوجائینگی۔" اور صرف قرآن شریف کی ہدایات پر عمل کرنیسے ہی صراط مستقیم ملیگا اور بھوشک اتر پران مین لکھا ہے۔

کہ شوجی نے پاربتی کو کہا کہ اس مہاتما کا نام مہمت (محمد) ہوگا۔ وہ پچھلی باتیں منسوخ کرکے نئی شریعت چلائیگا دھارمک انسان اسکو گیان (وعظ) سے مستفیض ہونگے۔ اور اس مہاتما (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کے

ونا ارسلناک الا رحمۃ للعالمین دل مین خیر خواہ عامہ کے لیئے ایک تڑپ ہوگی وہ دل وجان سے اسبات کے متمنی ہونگے کہ وہ بنی نوع انسان کو قعر مذلت سے اٹھا کر روحانیت کی اٹاری پر لے جائیں دھیرے دھیرے یعنے آہستہ آہستہ بے شمار لوگ انکے مت مین آئیں گے اور ان کی شریعت پر عمل کرکے ڈاکو اور چور اور قسی القلب بھی سعید الفطرت بنجائینگے اور اس نیچ اعوج کے زمانہ مین صرف اسی مہاتما (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کے اپدیش پر عمل کرنیسے ہی مکتی یعنے نجات حاصل ہوگی"۔

ناظرین یہ ہے وہ پیشگوئی جس کے لیئے ہندو بزرگ بلکہ مہا بزرگ جس پر وید نازل ہوئے۔ جو بنی نوع انسان کا باوا آدم ہے۔ وہ مخلوق کی بھلائی کے لیئے للکار کر اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ کلجگ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے ہی نجات ملیگی۔ ورنہ اور کوئی راہ نہین

اے میرے دوستو! یہ دنیا چندروزہ یہ خویش واقارب جن کے تعلقات اور موہ (محبت) مین پھنس کر انسان خدا سے منہ پھیرتا ہے۔ یاد رکھو عاقبت مین کچھ کام نہین آئیں گے۔ مگر اعمال یہ دولت یہ ثروت یہ کبریائی کچھ کام نہین آئیگی۔ مگر افعال سابقین کے عبرت انگیز واقعات سے نصیحت حاصل کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئیوں کا سلسلہ وید مقدس میں یہانتک ہی محدود نہین۔ بلکہ پے درپے ہندوؤں کے مقدس کتب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت لوگونکو بشارت دیگئی۔ ذرا اتھروں وید کی عبارت ملاحظہ فرمائیے۔ کیسے سنہلے اور پیارے الفاظ مین نہایت تصریح کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پیشینگوئی کی ہے۔ ہم وہ اتھروں وید کی شرتی ہو بہو نقل کئے دیتے ہین۔

اسیم الدم الی ایش بروناد بیانی دہینی اللی میر نولہ جانپر دو وہیام مترو۔ ترجمہ۔ میں وہ قادر مطلق ہوں جو عالمین یعنی جہانوں کے پیدا کرنیوالا ہے۔ پیدا کرکے پھر فنا کرنیوالا جو تمام عناصر کا مالک اور احکم الحاکمین ہوں صرف اسی پر ہی اکتفا نہیں آگے اور شرتی ملاحظہ فرمائی۔

الا اللوانی الدم میر تو متر و تیج کاسر ہوتار مندرو ہوتار مندرو، مہاسر نند۔

ترجمہ۔ میں وہ سرو شکتی مان ہوں جو ہر ایک چیز پر غالب ہوں میں ہر ایک چیز پر محیط ہوں۔ میں نور ہوں جو اندھیرے میں اوجالا کرتا ہوں ذرا اور آگے چلئے اور اتھروں وید کی تیسری شرتی ملاحظہ فرمائی۔

الو جیت سو طو سیر لیشتی برمن پورن برہمانن الدم الو مہاتما مہمت رہ کم بر ہشی۔

ترجمہ۔ میں وہ قادر مطلق خدا ہوں جو سب بڑے بڑے بہادروں اور سپہ سالاروں راجاؤں اور مہاراجاؤں کو پیدا کرتا ہوں میں وہ خدا ہوں جو مہاتماؤں کے مہاتما (قدوۃ الانبیا) **مہمت** یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا کرنیوالا ہوں آہ کیسی صاف پیشین گوئی ہے جو اپنے وقت پر حرف بحرف پوری ہوئی کیا کوئی نیک روح ہے جو اس سے فائدہ اٹھائے مگر ابھی بس نہیں ذرا اور آگے چلئے اسی اتھروں وید کی چوتھی شرتی ملاحظہ فرمائیے۔

الو الام اد الام لو کین ایکین اور لوکین نکھا نین الو جکلین سب ہتوہ الام۔

ترجمہ۔ میں وہ خدا ہوں جو ذرہ ذرہ کا مالک اور خالق ہوں میں وہ خدا ہوں جو ہر شے کا پرست پالک اور رازق ہوں میں وہ خدا ہوں جو شمس و قمر کا مالک ہوں۔ (معلوم ہوتا ہے کہ ان ایام میں سورج اور چاند کی پوجا ہوتی ہوگی۔ ایڈیٹر پیغام)

وہ خدا ہوں جو جنم اور مرن سے رہت یعنی نیارہ ہوں۔ یہ شرتی ہندوؤنکے اوتار کے اصول کا رد کرتی ہے جو کہتے ہیں کہ وقتاً فوقتاً خدا انسانی قالب میں حلول کرکے لوگوں کے گناہ دور کرتا ہے۔ مگر ابھی بس نہیں ذرا اور آگے بڑھیئے اور اسی وید کی اور پانچویں شرتی ملاحظہ فرمائیے۔ اسر سنساری ہر رم ہرپن الود ہی انمو مہمت رہ کبر شے۔

ترجمہ۔ میں ایسے مہابلی اور بہادر مہاتما کا پیدا کرنیوالا ہوں جسکے آگے کا دوسرا انسان نہیں اور اس مہاتما کا نام مہمت یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔

دوستو! یہ ہیں اتھروید کی وہ شرتیاں جو زبان حال سے پکار پکار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا اعلان کر رہے ہیں مگر انسان بمرد نشر نسیان کا پتلا ہے بغلطی کا عادی ہے ہٹ دھرمی اور ضد میں مبتلا ہوتا ہے اسلیئے اب کسی انسان کے دل میں یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ ممکن ہے کہ ایک نہیں مہمت (محمد صلعم) کے نام کے بہت سے انسان ہوں پھر اسطرح کاذب اور صادق میں کسطرح تمیز ہو سکتی ہے کہ وہ محمد جسکی لئے اتھروید رطب اللسان ہے وہ نبی جسکی صداقت کیلئے توریت ڈنکے کی چوٹ اعلان کرتی ہے وہ رسول جسکے لئے زبور پکار پکار کر کہہ رہی ہے خوشخبری وہ مہاتما جسکے لئے کل کے کل صحیفے انبیا کرام اسکی صداقت کا اعلان کرتے ہیں اسکی شناخت کیلئے کونسی کسوٹی ہو سکتی ہے۔ اسکے تصفیہ کیلئے ہم توریت اور زبور کا حوالہ نہیں دینگے کیونکہ اسوقت ہمارا روئے سخن ہندو صاحبان کیطرف ہے اسلیئے ہم ہندو گرنتھوں سے ہی وہ کسوٹی بتلاتے ہیں ہندوؤں کے کلکی پران گرنتھ میں نہایت صراحت کیساتھ اس امر پر بحث کی گئی ہے کلکی پران اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اس مہاتما کی شناخت جسکے اتھروں وید میں پیشینگوئی کی گئی ہے اسکے باپ کا نام "وشنو یس" ہوگا سنسکرت میں وشنو کے معنی اللہ کے ۔۔۔ ہیں اور یس کے معنی بندہ کے ہیں پس لفظ وشنو یس کے معنی عبد اللہ کے ہوئے سو آنحضرت کے والد بزرگوار کا نام عبد اللہ ہے اللہ اللہ کیسی صاف شہادت ہے کیسی بے لاگ پیشین گوئی ہے جو دو اور دو چار کیطرح پوری ہوئی جو انسان قبل از وقوع پیشینگوئی پر اعتراض کرے اسکو تو ہم ہٹ دھرمی اور ضد ہی کہہ سکتے ہیں مگر جو امر واقع سے انحراف کرے ہم اسکے لئے کونسا لفظ تجویز کریں۔ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شناخت کیلئے کلکی پران کے فاضل اور عالم متبحر نے صرف ایک ہی نشان پر اکتفا کیا ہے۔ نہیں ذرا اور چلیئے۔

ایک محقق کلکی پران کے فاضل مصنف سے پوچھتا ہے کہ وہ دیوتا (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) جو شیخ اوج کے زمانہ میں جب تمام دنیا پر گمراہی کا بادل چھایا ہوا ہوگا اسمیں اجالا کرینگے جو اندھیرے گھروں کا چراغ ہوگا جو دنیا کو معرفت تامہ کے نور سے منور کریگا جو لوگوں کو الٰہی گیان سے سرشار کریگا اسکی والدہ کا نام کیا ہوگا سو کلکی پران کا فاضل مصنف کہتا ہے کہ اسکی ماتا کا نام "سومتی" ہوگا سومتی کے معنی ہیں معتمدہ یعنی بھروسہ کی ہوئی یعنی جو صاحب قلب ہو۔ یعنی آمنہ سو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ماتا کا نام آمنہ تھا۔ اور کیسی صاف شہادت ہے جسکے سننے سے ہندوؤں کے گرنتھ پر نکالے ہیں۔

میرے ہندو دوستو! یہ دنیا چند روزہ اسکا تمام عیش و عشرت کے سامان عارضی یہ کنبہ قبیلہ یہ رشتہ دار یہ خویش و اقارب سب یہاں کے یہاں ہی دھرے رہ جائینگے اسوقت کوئی کام نہیں آئیگا مگر خدا کی اطاعت۔ اسوقت کوئی عزیز سے عزیز بھی حامی و مددگار

نہیں ہوگا۔ مگر دھرم۔ جب آپکے مقدس گرنتھ اور مقدس شرتیاں ڈنکے کی چوٹ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا اعلان کر رہی ہیں تو پھر قیل وقال کا ہیکی اس ٹالمٹولے سے کیا واسطہ یہ حیلہ وحجت کب تک۔ للہ صرف پانچ منٹ کیلئے پکش پات اور ہٹ دھرمی کو علیحدہ ہوکر اپنے دل میں وچار کریں بے شک آپ ہماری بات نہ مانیں مگر وید مقدس کی بانی سے تو روگردانی نہیں چاہئے۔ کیا کوئی حق وحکمت کا ابھلاشی ہے جو وید کی بانی پہ وچار کرے؟ کیا کوئی گیان کی روشنی کا جویان ہے جو اس سے فائدہ اٹھائے؟ کیا کوئی سعید روح ہے کیا کیا کوئی روحانیت کا عاشق ہے جو اس سے متمتع ہو؟ کیا کوئی خدا کا فرمانبردار ہے جو اس سے مستفید ہو۔

تیرتھ جاترا اور باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ

آپ پر روشن رہے کہ ہندوؤں میں تیرتھ جاترا نہایت ضروری ہے جو شخص ہندوؤں کے گھر میں پیدا ہوکر تیرتھوں کے اشنان کیلئے نہیں جاتا وہ ہندو کہلانیکا مستحق نہیں ہے ہر ایک ہندو کیلئے لازمی اور لابدی ہے کہ وہ تیرتھ جاترا کو جائے جس زمانہ میں باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا ظہور ہوا اسوقت تیرتھ جاترا کا بہت رواج تھا باوجودیکہ اُن ایام میں راستے خراب تھے سواری کا کوئی انتظام نہ تھا پھر بھی تیرتھوں کے جاتری گروہ در گروہ اپنی جانوں کو ہتھیلیوں پر رکھکر تیرتھوں پر جاتے تھے۔ اب ایک محقق کے دل میں یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ وہاں تیرتھوں پر کونسا امولک رتن کونسی نعمت غیر مترقبہ تھی جسکے لئے لوگ ستانہ وار اُمڈے چلے آتے تھے اسکا جواب ہم ایک انگریز مورخ ڈاکٹر ہربیر کی زبان سے دیتے ہیں۔

جنہوں نے ہندوستان کے تیرتھوں کے اندرونی پول کی گہری چھان بین کرکے یہ نتیجہ نکالا ہے چنانچہ ڈاکٹر صاحب ہندوستان کے تیرتھوں کی خطرناک حالت سے متاثر ہوکر اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ہندوؤں کے تیرتھ لچوں اور بھنگیوں کے ملجاء وماویٰ ہیں۔ بدکاروں اور بیکاروں کے اوٹ ہیں۔ عیاروں اور مکاروں کا سہارا ہیں۔ جاہل اور شوریدہ مغز لوگوں سے بھرپور ہیں جو بظاہر مجرد زندگی بسر کرتے ہیں اور اندر سے سخت بدکار ہیں۔ یہ لوگ نامحرم عورتوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنیکے لئے تیرتھوں پر اپنے کمند پھیلائے رہتے ہیں اور تیرتھوں کو بدکاری کے لئے اپنی پناہ گاہ بناتے ہیں۔

یہ ہے انگریزی مورخ کی رائے جو تیرتھوں کے گند سے بیزار ہوکر ایسے دردانگیز الفاظ میں اسکا ذکر کرتا ہے چنانچہ پھر وہی ڈاکٹر دوسری جگہ لکھتا ہے "کہ میں نے جگن ناتھ میں ہزاروں ہندو عورتیں دیکھیں جنکی جوگیوں اور سنیاسیوں سے آشنائی تھی اور حماقت سے سمجھتی تھیں...... کہ یہ آشنائی ہماری نجات کا موجب ہوگی!"

یہ ہے انگریز مورخ کا خیال جس نے نہایت جانچ پڑتال کے بعد تیرتھوں کی نسبت یہ رائے قائم کی ہے۔ جب ہندوؤں کے مقدس مقامات پر ایسی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اسوقت وہ قادر ذوالجلال جو ہمیشہ ہمیشہ اپنے بندوں کو چاہ ضلالت سے نکالنے اور صراط مستقیم کے رہبری کیلئے اپنے بھگتوں کو بھیجتا رہا ہے۔ اسوقت اس فرض کو ادا کرنیکے لئے اُس رب العالمین نے حضرت نانک علیہ الرحمۃ کو منتخب کیا اور ایک الہام کے ذریعہ باواجی کو حکم کیا کہ تم تیرتھوں پر جاکر اس خباثت اور گندگی کے خانوں سے نکالکر گیان کی بھٹی میں جلاؤ اور لوگوں کو صراط مستقیم کیطرف بلاؤ چنانچہ جنم ساکھی میں اُن الہامی الفاظ کو اسطرح بیان کیا گیا ہے۔ **اسے نانک**

"وڈائی تسانوں شیخ دی ملی ہے دیول دیوتا اور پراچین تیرتھ جو ہندواں دے ہیں اوہناں نوں وکھنڈن کرو۔" دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا والی صفحہ ۱۳۵۔

ترجمہ۔ اے نانک تجکو شیخ کا رتبہ عطا کیا گیا جاؤ بت پرستی اور ہندوؤں کے تیرتھوں کا رد کرو جب یہ حکم باواجی کو پہنچتا ہے تو باوا صاحب تمام گندوں کو بالائے طاق رکھکر دنیاوی اڈمبر سے منہ موڑ کر سیدھے تیرتھوں پر جاتے ہیں۔ اول اول جس تیرتھ کیطرف آپ نے رجوع کیا

وہ بندرابن کا تیرتھ تھا

وہاں جاکر باوا صاحب نے عجیب لیلا دیکھی کہ چیلے ڈھولک اور سارنگی بجاکر سرتال الاپتے ہیں اور انکے گرد پنڈت اور رشی ناچتے اور گاتے ہیں۔ پھر طرہ یہ کہ اسکو خدا کی عبادت سمجھا جاتا ہے۔ بھلا جس تیرتھ پر ایسی ایسی حرکتیں ہوتی ہوں وہاں کونسی بدی ہوگی جسکا ارتکاب نہ کیا جاتا ہوگا جس جگہ ایسی اندھیر نگری چھائی ہوئی تھی وہاں باوا صاحب روحانی قدرت سے اسکا کھنڈن کرتے ہیں۔ اور ان لوگوں کو راستی کی ہدایت کرتے ہوئے۔ ایک شلوک پڑھتے ہیں۔

"وائن چیلے نچن گو۔ پیر ہلائیں پھیرن سر اُوڈا اُوڈا چھائی پائے۔ دیکھے لوگ ہسے گھر جائے روٹیاں کارن پورے تال۔ آپ پچھاڑے دھرتی تال نربھو نرنکار سچ نام۔ جا کا کیا سکل جہان"۔

ترجمہ۔ چیلے تو سرتال کا الاپ کرتے ہیں اور گرو ناچتے ہیں اور وجد میں آکر پاؤں مارتے اور سر دُھنتے ہیں خاک اُڑا اُڑا کر اپنے سر میں ڈالتے ہیں۔ اور لوگ انکی اس بیہودہ حرکت کو دیکھ کر ہنستے ہیں یہ تمام ان لوگوں نے پیٹ پوجا کی خاطر ارنب کر رکھا ہے مگر یاد رکھو جب تک ان کرتوتوں سے منہ موڑ کر خدا کے آستانہ پر نہیں گروگے ہرگز ہرگز نجات نہیں ملیگی۔ باوا نانک جیکی یہ نصیحت سنکر وہاں کے پانڈے غفلت کی علیش میں ہوکر بلائے

بے درماں کیطرح باواجیکے گرد جمع ہوکر کہنے لگے کہ تم ہوتے کون ہو جو ہمارے رنگ میں بھنگ ڈالتے ہو۔ مگر کیا باواصاحب یہ دیکھ کر لغزش کھا گئے یا اُنکا حوصلہ پست ہوگیا نہیں نہیں بلکہ اس مخالفت نے انہیں اور بھی مضبوط بنادیا اور زور آور الفاظ میں باواجی نے انہیں نصیحت کرنی شروع کی اور فرمایا کہ اے لوگو اُس خدا سے ڈرو جو سب پر حاوی ہے اُس محبوب کا ورد کرو تو تمام محبوبوں سے افضل اور دائم ہے اس فسق و فجور سے علیحدہ ہو کر تقوےٰ اور طہارت اختیار کرو یہ سن پانڈوں کے دل پگل گئے اور اپنی کرتوتوں سے پشیمان ہو کر آئندہ کے لیئے تائب ہوئے۔ مگر کیا باواجی ایک تیرتھ کا کھنڈن کر کے پھر ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ رہے نہیں انکے سینے میں ایک چنگاری سلگ رہی تھی۔ مخلوق عامہ کی بھلائی کے لیئے انکے دل میں تڑپ تھی جو انہیں گویکو لیئے پھرتی تھی۔ انہوں نے تیرتھوں پر جاکر دھکے کھائے طرح طرح کی اذیتیں سہیں مگر برابر آگے قدم بڑھاتے گئے کوئی زبردست سے زبردست مخالف طاقت انہیں زیر نہ کر سکی بلکہ جب انہوں نے دیکھا کہ ہماری مخالفت نہایت زور شور سے ہو رہی ہے تو پھر باواجی نے اور مضبوطی اور مستعدی سے کام کرنا شروع کیا لوگوں کی گالیاں سہیں طعن برداشت کی بیوی بچوں سے جدا ہوئے بے شک یہ دنیاوی محبت دنیادار انسان کے قدموں کو سیڑھی سے جکڑتی ہے مگر وہ انسان جسکے دلمیں بنی نوع عامہ کی بھلائی کی گونج ہو تو اُسے کوئی دنیاوی طاقت روک نہیں سکتی یہی وجہ تھی کہ باوانانک صاحب صراط مستقیم کے پرچار کیلئے کو بکو لگے پھرتے تھے جس جگہ کفر گدھ دیکھتے وہاں ہی پہنچتے تھے۔ اور بڑی آزادی

اصلاح کا پہلا زینہ

دنیا میں اصلاح کرنیوالے مُصلحین اور ریفارمرز ہیں سے جو قوم فی الحقیقت **حقیقی مصلح** کہلانے کا حق رکھتی ہے وہ انبیاء و رسل اور انکے نواب اور خلفاء کی جماعت ہے باقی اصلاح کے مدعی اگرچہ وہ مامور نہ ہوں لیکن طبعی خیالات یا جذبات یا گرد و پیش کے اسباب سے متاثر ہو کر کام کرنیوالے ہوتے ہیں غور طلب امر مسئلہ اصلاح میں یہ ہے۔ کہ **اصلاح** کا کام شروع کس طرح پر کیا جاتا ہے۔ اسکے لئے ہمیں انبیاء و رسل کی لائف اور **سیرۃ** پر غور کرنا چاہیئے۔ اور اس کے لیے سب سے بہتر اور موزون قرآن مجید ہے اگر ایسے مصلحین کی کوئی صحیح تاریخ بھی ہمارے ہاتھ میں نہ ہو تو بھی اتنا پتہ ضرور لگ سکتا ہے۔ اور لفظ **اصلاح** بھی بتاتا ہے۔ کہ مصلحین کا کام بعض انسانی کمزوریوں غلطیوں اور ناکردنی اعمال سے روکنے کا ہوتا ہے۔ خواہ وہ اعمال اور افعال خواہ ذات باری سے متعلق ہوں یا انکا اثر انسانی افراد پر پڑتا ہو یا سوسائٹی سے انکا تعلق ہو اسلئے جو شخص ریفارمیشن کے منصب پر کھڑا ہوتا ہے وہ **نبی یا رسول** ہو یا قدرتی اسباب نے اسکے ہاتھ میں ایسا کام دیدیا ہو جو **اصلاح** کا مفہوم اپنے اندر رکھتا ہو اسے سب سے اول جو قدم اٹھانا پڑتا ہے۔ وہ اپنی قوم کی بری باتوں کی تنبیہ ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کو آپ پڑھیں تو جہاں انبیاء و رسل کا ذکر ہے وہاں بتایا ہے کہ ان کے آنے سے پہلے قوم کس قسم کی برائیوں اور شرارتوں میں مبتلا تھی لیکن یہ برائیاں محض ایسی ہیں جنکا اثر نوع انسان پر اکثر پڑتا ہے۔ اور کہیں حقوق اللہ پر ہتا تھا ہیں اسکی مثالیں قرآن مجید میں موجود ہیں ان ماموران الٰہی نے جب اپنا کام شروع کیا۔ تو قطع نظر اسکے کہ ان برائیوں میں مبتلا ان کی اپنی ہی قوم تھی۔ انہوں نے ان بدیوں کو طشت ازبام کر دیا۔ اور قوم کو بتایا کہ تم اس گند میں مبتلا ہو۔

اسکا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ قوم انکے مقابلہ پر اٹھی اور انکو قسم قسم کی اذیتیں اور تکلیفیں دیں انبیاء و رسل کی مخالفت کی جڑ دراصل اُنکی بدیوں اور کمزوریوں کا اعلان ہوتا ہے۔ کیونکہ انسان بالطبع نہیں چاہتا کہ اسکی برائی کا اظہار ہو لیکن اگر انبیاء و رسل اس منصب پر کھڑے ہو کر انہیں انکی بدیوں سے متنبہ نہ کرتے تو وہ اصلاح کی طرف آ ہی کیونکر سکتے تھے۔ اسی طرح پر یہ مرحلہ ہر ایسے شخص کو پیش آجاتا ہے۔ جو کسی نہ کسی رنگ میں اصلاح کا کام اپنے ہاتھ میں لیتا ہے۔ اُسے بھی اصلاح کے لئے غلطیوں سے لوگونکو مطلع کرنا پڑتا ہے جو اس کے مخاطب اور مشارٌ الیہ ہوتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ اور نکتہ رس طبیعت نہ رکھنے والے لوگ بھڑک اُٹھتے ہیں کہ یہ قومی **تذلیل** کا مشن لیکر اٹھا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ اپنی قوم یا اس کے جز کو دوسروں کے سامنے ذلیل کرے حالانکہ وہ شخص جب کبھی غلطی یا کمزوری کو ظاہر کرتا ہے۔ تو اسکا مقصد اور منشا اتنا ہی ہوتا ہے کہ قوم کے سمجھدار لوگ اس بیماری کو جو کسی طرح سے قوم میں پیدا ہو گئی ہو دور کرنیکی فکر کریں۔ نہ یہ کہ وہ قوم کو رسوا کرے جو شخص اس نتیجہ پر پہونچتا ہے یقیناً وہ چاہتا ہے۔ کہ قوم اس بیماری میں مبتلا رہے اور اسکی پردہ پوشی ہوتی رہے یہ مرض خطرناک مرض ہے۔ ہمارے حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ کی عادت میں داخل ہے کہ وہ جب وعظ کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو ان امراض روحانی کا ذکر کرتے ہیں جو ہم میں موجود ہیں بعض نادان اور کم عقل یہ قرار دیکر کہ نعوذ باللہ حضرت ہم پر

کیا آپ نے قادیان کا جدید اخبار

"نور"

دیکھا ہے۔ جو زیر ایڈیٹری شیخ محمد یوسف سابق سورن سنگھ ودوان برہمچاری
مہینہ میں دو بار چھپکر شائع ہوتا ہے جس کے ظہور نے مخالفین اسلام
کے کیمپ میں فتور ڈالدیا ہے جس کی منور کرنوں کے سامنے کواکب اور
سیارے ماند پڑ گئے ہیں۔ جس کے اعلےٰ دھارمک مضامین نے
مذہبی دنیا میں ہلچل مچادی ہے سالانہ قیمت صرف ۸عہ

نمونہ طلب کرو جو مفت دیا جاویگا

مینیجر اخبار "نور"

قادیان۔ ضلع گورداسپور

(بشارت ششم) انجیل متی باب ۲۱ آیت ۳۳۔ ایک اور تمثیل سنو ایک گھر کا مالک تھا جس نے انگوری باغ لگایا اور اسکے چاروں طرف احاطہ گھیرا

اور اسمیں حوض کھودا اور برج بنایا اور اُسے باغبانوں کو ٹھیکے پر دیکر پردیس چلا گیا اور جب پھل کا موسم قریب آیا تو اسنے اپنے نوکروں

(انبیاء)

باغبانوں کے پاس پھل لینے کو بھیجا اور باغبانوں نے (بنی اسرائیل) اسکے نوکروں کو پکڑ کر کسی کو پیٹا اور کسی کو قتل کیا اور کسی کو سنگسار کیا پھر

اسنے اور نوکروں کو بھیجا جو پہلوں سے زیادہ تھے اور انہوں نے انکے ساتھ بھی اسی طرح کیا آخر اسنے اپنے بیٹے (حضرت مسیح) یہ پہلی کالحاظ ور

کو انکے پاس یہ کہکر بھیجا کہ وہ میرے بیٹے کا تو لحاظ کرینگے جب باغبانوں نے بیٹے کو دیکھا تو آپس میں کہنے لگے کہ یہی وارث ہے

(نبوت بنی اسرائیل کا) آؤ اسے قتل کرکے اسکی میراث پر قبضہ کرلیں اور اسے پکڑ کر باغ سے باہر نکالا اور قتل کر دیا (اپنی طرف سے) پس جب

باغ کا مالک آئیگا تو ان باغبانوں کے ساتھ کیا کریگا انہوں نے اس سے کہا ان برے آدمیوں کو بری طرح ہلاک کریگا اور باغ کا

ٹھیکہ اور باغبانوں کو دیگا جو موسم پر اوسکو پھل دیں یسوع نے ان سے کہا کیا تم نے کتاب مقدس میں کبھی نہیں پڑھا جس پتھر کو

معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا (عرب کی طرف اشارہ ہے) یہ خداوند کی طرف سے ہوا اور ہماری نظر میں عجیب ہے اسلئے

میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائیگی (بنی اسرائیل سے نبوت لیکر) اور ایک قوم کو (بنی اسمٰعیل) جو اس کے

میوے موسم پر (اب کہا امام حجۃ وکوکرم کہتے تھے) لادیگی دیجائیگی ۔ جو اس پتھر پر گریگا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا جس پر وہ گرے گا اسے پیس ڈالیگا۔

اناجیل کے مفسرین نے بھی اقرار کیا ہے کہ یہاں بیٹے سے مراد مسیح ہے اور باغبانوں سے مراد بنی اسرائیل ہیں دیکھو تفسیر عماد الدین وغیرہ پس وہ ا

(بشارت ہفتم) توریت استثناء باب ۱۸ آیت ۱۸ میں ہے میں انکے لئے (بنی اسرائیل) انکے بھائیوں میں سے (بنی اسمٰعیل) تجھ سا ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اسکے منہ میں

ڈالونگا" مراد اس نبی سے آنحضرت صلعم ہیں نہ مسیح۔ کیونکہ رسولوں کے اعمال باب ۳ آیت ۲۱ میں ہے "ضرور ہے کہ وہ آسمان میں اوس وقت تک رہے جب تک

سب چیزیں بحال نہ کیجائیں جنکا ذکر خدا نے نبیوں کی زبانی کیا ہے۔ ... چنانچہ موسیٰ نے کہا کہ خداوند خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک

پیدا کریگا" پس ثابت ہوا کہ یہ پیشگوئی مسیح کے حق میں نہیں (۲) یوحنا باب ۱ آیت ۲۱ میں ہے تو مسیح نہیں ہو۔ انہوں نے اس سے پوچھا ... کیا تو

... کیا تو وہ نبی ہے" معلوم ہوا کہ وہ موعود نبی جسکا موسیٰ نے ذکر فرمایا اور جسکے لوگ منتظر تھے وہ مسیح کے علاوہ ہے جو آپ ہی ہیں (۳) اسکی

نشانیاں ہیں (وہ صاحب شریعت ہوگا— بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ہوگا— موسیٰ کا مثیل ہوگا) حالانکہ عیسیٰ موسیٰ کا مثیل نہیں وہ خدا— وہ بیٹا— وہ بغیر باپ—

وہ تابع شریعت— یہ صاحب شریعت— انا ارسلنا الیکم رسولا الخ بھیجا

ایک اعرابی نے زور سے چادر کھینچی اور کہا مرا مال الله عندک ... [illegible]

قابل توجہ جناب پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب بہادر پنجاب

عالیجاہا سنہ ۱۹۰۷ء میں جبکہ ہندو صاحبان نے سرکار انگریزی کے برخلاف سازش کی تھی اور امرتسر میں خصوصاً چٹھی رسانوں نے سٹرائک کیا تھا تو اوسوقت مسلمانوں نے تن من سے سرکار انگلشیہ کی وفاداری کا ثبوت دیا تھا کیا بحیثیت اسکے کہ وہ سرکار انگلشیہ کے نمکخوار تھے کیا بحیثیت اسکے کہ مسلمانوں کی مذہبی کتب تعلیم دیتی ہیں کہ حاکم وقت کی تابعداری فرض ہے۔ اسلئے اُس موقعہ پر ہر طرح سے انہوں نے اپنی وفاداری کا ثبوت دیا۔ امید کہ جیسے عقلمند حاکم سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہوگا۔ اسی موقع پر مسٹر مکسول صاحب بہادر پوسٹ ماسٹر جنرل نے یہ فیصلہ کیا تھا اور ضروری سمجھا تھا کہ جس ہیڈ آفس میں پوسٹ ماسٹر ہندو ہو وہاں کا ڈپٹی پوسٹ ماسٹر ضرور مسلمان مقرر کیا جائے۔ اور جہاں مسلمان پوسٹ ماسٹر ہو وہاں ڈپٹی پوسٹ ماسٹر ہندو مقرر کیا جائے چنانچہ اس موقعہ پر اس انتظام کا بہت کچھ عمل درآمد بھی کیا گیا تھا۔ اگرچہ اسوقت ہندو پوسٹ ماسٹران کی تعداد بہت تھی مگر تاہم مسلمان ڈپٹی پوسٹ ماسٹر انکے پاس بھیجے گئے تھے۔ مگر آجکل گریڈیشن لسٹ کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس انتظام کو دفتر پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب بہادر کے ہندو کلرکوں نے نظرانداز کر دیا ہے جیسا کہ مفصلہ ذیل لسٹ سے واضح ہوتا ہے۔

فہرست جس سے پنجاب میں مسلمان اور ہندو پوسٹ ماسٹران کی تعداد معلوم ہو سکتی ہے

نام ڈاکخانہ	نام پوسٹ ماسٹر	نام ڈپٹی پوسٹ ماسٹر	اسسٹنٹ اکونٹنٹ ہیڈ کلرک
لاہور	براؤن صاحب بہادر	لالہ متھرا داس	منشی اللہ دین صاحب
شملہ	راڈاک صاحب بہادر	منشی خادم حسین صاحب	مسٹر گلسپی صاحب

نام ڈاکخانہ	پوسٹ ماسٹر	ڈپٹی پوسٹ ماسٹر	اسسٹنٹ و اکونٹنٹ و ہیڈ کلرک
دہلی	رائے بہادر سنگول صاحب	لالہ امر بھوجیال صاحب	لالہ ہر گوپال صاحب
راولپنڈی	کاما صاحب بہادر	بابو ہیرانند صاحب	لالہ لاہوری پرشاد صاحب
کوئٹہ	ربل صاحب بہادر	لالہ سکھدیال صاحب	
امرتسر	بکنر صاحب بہادر	لالہ مہراری لال صاحب	بابو بشن داس صاحب
پشاور	ایچرڈوسن صاحب بہادر	لالہ تاراچند صاحب	
انبالہ	گلیکن صاحب بہادر	بابو کانشی رام صاحب	
سرینگر	ورنل صاحب بہادر	سردار لابھ سنگھ صاحب	
سیالکوٹ	لالہ مدن گوپال صاحب	لالہ امیچند صاحب	
لدھیانہ	لالہ چنالال صاحب	سردار رام سنگھ صاحب	
ایبٹ آباد	مسٹر خاکس صاحب	لالہ اچھرو رام صاحب	
حصار	بابو شنکرناتھ صاحب	لالہ کالو رام صاحب	
لائل پور	بابو نانکچند صاحب	بابو گوکلچند صاحب	
گوجرانوالہ	سردار سوہن سنگھ صاحب	منشی گلاب خان صاحب	
ہوشیارپور	شیخ عبداللہ صاحب	لالہ گوکل چند صاحب	
فیروزپور	مسٹر فاکس صاحب	لالہ گوری شنکر صاحب	
ملتان	لالہ رندامل صاحب	لالہ بشن داس صاحب	
کوہاٹ	لالہ منگل سین صاحب	لالہ ٹھاکر داس صاحب	
جالندھر	لالہ جیت رام صاحب	لالہ چھپا رام صاحب	
نورپور	بابو بشن داس صاحب	بابو سیتا رام صاحب	
بنوں	مسٹر بروڈن صاحب	بابو نور محمد صاحب	
جہلم	لالہ بشن داس صاحب	لالہ ٹیکچند صاحب	
جموں	لالہ دیوی دتا مل صاحب	بابو نند لال صاحب	
ڈیرہ اسماعیل خاں	بابو چمن لال صاحب	بابو گنڈا مل صاحب	
گوجرات	بابو ہری چند صاحب	بابو رام داس صاحب	
گورداسپور	بابو کلیان داس صاحب	جی ایم کریچین صاحب	
کیمبل پور	بابو کالی چرن صاحب	بابو امرت چند صاحب	
رہتک	لالہ ہزاری لال صاحب	بابو تلسی رام صاحب	
گھگاواں	بابو ہیرا لال صاحب	بابو شیشرناتھ صاحب	
شاہ پور	لالہ نرائن داس صاحب	سردار اتم سنگھ صاحب	
[illegible]	مسٹر گنگ صاحب	منشی سید احمد صاحب	
جھنگ	لالہ مولچند صاحب	بابو رام لال صاحب	
میانوالی	بابو خوشحال چند صاحب	بابو برج لال صاحب	
مظفرگڑھ	بابو بال سروپ صاحب	بابو گوردتا مل صاحب	
بہاولپور	منشی رحیم اللہ صاحب	منشی احمد علی صاحب	
گلگت	بابو نہال چند صاحب	منشی نوبت دین صاحب	
ننگری	منشی پیر بخش صاحب	بابو راجی لال صاحب	
کرنال	بابو گوردیال صاحب	جگن ناتھ صاحب	
ڈیرہ غازیخاں	بابو ٹھاکر داس صاحب	بابو ٹیکچند صاحب	

	ہندو	مسلمان	کرسچین
تعداد ہیڈ آفس ۔۔۔ ڈپٹی پوسٹماسٹر ۔۔۔۔۔۔ ۲۷	۲۳	۳	۱
تعداد ہیڈ آفس جنمیں اسسٹنٹ وغیرہ منظور ہیں ۵	۳	۱	۱
تعداد ہیڈ آفس جنمیں ہیڈ کلرک کام کرتے ہیں ۱۳	۱۰	۳	

ہمکو اس فہرست کے ملاحظہ سے بہت افسوس ہوتا ہے کہ جس صوبہ میں ...... ہندو مسلمان کی آبادی کی نسبت ۲۰ : ۱۰۰ کی ہو اور تعداد ملازمین ڈاک اسقدر کمی پر ہو مگر اسکا جواب صاف ہے کہ پوسٹماسٹر جنرل صاحب بہادر کے دفتر میں ہندو کلارک زیادہ ہیں جو کہ مسلمان کلرکوں کو ہر طرح سے بدنام کرکے یا تو اُس عہدہ سے علیحدہ کروا دیتے ہیں یا نکلوا دیتے ہیں **علیحدہ** کروا دیتے ہیں۔

اب ہم نہایت مؤدبانہ طور سے اپنے منصف مزاج پوسٹماسٹر جنرل صاحب بہادر سے ملتجی ہیں کہ وہ ازراہ خاوندی ضرور اس معاملہ میں انصاف فرماویں اور ہندو مسلمانوں کی تعداد آسامیاں مساوی کرنیکی کوشش فرماویں کیونکہ مسلمان ملازمین کی کمی کیوجہ سے پبلک کو بھی بہت تکالیف اُٹھانی پڑتی ہے جو ہم کسی آئندہ پرچہ میں ظاہر کرینگے ہم آئندہ پرچہ میں یہ بھی ظاہر کرینگے کہ للعہ اور ہ کے گریڈ میں ہندو مسلمان کی تعداد کا کیا حال ہے یہ شکایت بہت جلد رفع ہو سکتی ہے۔ اگر جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر اپنے ڈویژن میں یہ خیال رکھیں کہ آسامیاں ہر ایک قوم سے علیحدہ علیحدہ پر کی جائیں یعنی اگر ایک آسامی ہندو سے پر کیجائے تو دوسری مسلمان سے۔

حضور انور! اس میں کچھ شک نہیں کہ تھوڑی تنخواہ کے گریڈ میں بھی مسلمان کلرکوں کی تعداد بہت کم ہے مگر حضور کی نظر تلطف سے یہ شکایت بھی رفع ہو سکتی ہے اگر حضور ازراہ خاوندی ان مسلمان کلرکوں کے حال پر رحم فرما کر انکو ترقیاں دیکر ڈپٹی پوسٹ ماسٹران کی جگہ پر کردیں اور کچھ عرصہ کے واسطے حکم دیدیں کہ جو جدید کلارک بھرتی کئے جائیں مسلمان ہی لئے جائیں تو کم از کم ایک دو سال تک تعداد پوری اور مساوی ہو سکتی ہے بشرطیکہ غریب مسلمان کلرکوں پر حضور کا سایۂ عاطفت ہو ورنہ ہندو سپرنٹنڈنٹ بہادر اپنے مسلمان ماتحت کلارکوں کو انفٹ کرکے نکالدینگے بہرحال ہم غریبوں پر حضور کی نظر شفقت درکار ہے۔

غریب پرور! جب یہ کمی پوری ہو چکے تو آئندہ نئے کلرکوں کی بھرتی میں مساوات کا لحاظ رکھا جائے اس سے ہر دو قوم کو کسی قسم کی شکایت نہ رہیگی فی الحال پوسٹماسٹران اور ڈپٹی پوسٹماسٹران کی تنخواہ میں ترقیاں ہونے والی ہیں ہم نہایت ادب سے جناب پوسٹماسٹر جنرل صاحب بہادر کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ یہ آسامیاں بلا لحاظ گریڈیشن لسٹ پُر کردیں اور قریباً کل آسامیاں مسلمان کلرکوں کو دیکر مشکور فرماویں تاکہ تعداد مسلمان پوسٹماسٹران اور ڈپٹی پوسٹماسٹران مساوی ہو جائے اور کسی قوم کو شکایت کا موقعہ نہ رہے اور آئندہ کیلئے سرکلر کردیں تاکہ کوئی ہندو کلارک دفتر جنرل صاحب بہادر میں بھی اسمیں کمی بیشی کرنیکا مجاز نہ رہے۔

اگر کوئی مسلمان کلارک یا پوسٹ ماسٹر یا ڈپٹی پوسٹماسٹر کسی شکایت کیوجہ سے ناقابل ہوئے تو اُسکو وہاں سے تبدیل کرکے بجائے اُسکے کسی دوسرے مسلمان کو مقرر کیا جائے تاکہ تعداد میں کمی نہ ہو۔ ہم سال گزشتہ سے پیوستہ کی گریڈیشن لسٹ کو جب دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کل پنجاب میں صرف پانچ مسلمان پوسٹ ماسٹر تھے جنمیں اب تین ہیں اور ڈپٹی پوسٹماسٹر نو تھے جنمیں سے اب صرف تین ہیں اور اسیطرح اور دیگر گریڈ دمیں بھی کمی ہے اور دن بدن کمی ہی کمی ہوتی جا رہی ہے بہرحال ہم مسلمان خصوصیت سے حضور والا کی توجہ اسطرف مبذول کروانی چاہتے ہیں ہم انشاءاللہ تعالیٰ آئندہ اس معاملہ پر صراحت کے ساتھ لکھینگے۔

ایک مسلمانوں کا خیر خواہ

جناب دستان۔ بعض دوستوں نے ہنوز چندہ اخبار عطا نہیں فرمایا۔ سو وی پی آرہے ہیں۔ امید کہ آپ وی پی وصول فرما کر اس غازی کی حوصلہ افزائی فرمائینگے

(مینجر نور)

نور ہفتہ وار

پندرہ روزہ اخبار میں نہ تو ہمیں کچھ لطف آتا ہے اور نہ ہی ناظرین اخباری دنیا سے کما حقہ محظوظ ہو سکتے ہیں۔ ہم ایک پرچہ نکالکر پندرہ روز ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہتے ہیں۔ اور ناظرین بھی پندرہ روز تک انتظار کرتے رہتے ہیں۔ لہذا بعض دوستوں کی تحریک سے ہمیں اعلان کرنیکا موقعہ ملا ہے کہ نور بجائے پندرہ روزہ کے ہفتہ وار کیا جاتا ہے سو نور کے ناظرین کی خدمت میں التماس ہے کہ اگر وہ منظور فرمائیں تو ہم عنقریب ہفتہ وار کردیں سالانہ چندہ مبلغ عہ/ ہوگا۔

مینجر نور

قابل دید جیبی قرآن مجید مطبوعہ مصر بنجہ سنہری

عاشقان کلام ربانی و طالبان فرقان لاثانی کو مژدہ ہو کہ ہمنے بڑی کوشش سے یہ نایاب **تحفہ ملک مصر** سے برادران اسلام کی خاطر منگوایا ہے۔ لمبائی ۲ انچ چوڑائی ۱ انچ جیب میں رکھی جائے تو معلوم نہیں ہوتی جلد سنہری پھولدار ہمہ صفت موصوف ہے مصری چھپائی و کاغذ شہرۂ آفاق ہے۔ عبارت چہ بیان یہ گوہر نایاب بے بہا یوسف کوڑیوں کے مول ہے۔ اس قسم کی حمایل شریف دہلی و آگرہ و بمبئی و لاہور وغیرہ میں بھی نہیں چھپی۔ ہدیہ فی جلد عہ/

تمام درخواستیں بنام محمد شریف محمد عبداللہ تاجران کتب کشمیری بازار لاہور۔

اٹھو لوگو کہیں نور خدا پاؤ گے

لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

یھدی اللہ لنورہ من یشاء

نور

ضوابط

پرچہ مہینے میں دو دفعہ شائع ہوتا ہے۔
قیمت سالانہ عہ ششماہی عہ ہوگی
طلبا سے عہ سالانہ پیشگی۔
عظام سے انتہائی قیمت (صہ)
جو کچھ عطا کریں وہ عطیہ تصور ہوگا
حضرات کے اسمائے گرامی سرپرستان
کی فہرست میں درج ہونگے۔

مقاصد

(۱) اسلام کی برکا…
دیگر مذاہب…
(۲) آریوں اور…
بچانا۔
(۳) الزامات کی گر…
بدلائل نقلی…
(۴) تاج برطانیہ کی خ…
پرچار کرنا

نمبر ۸ | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف نومسلم سابق سورن سنگھ دوان ہجاری | جلد ۱

آریہ سماج کی پولیٹیکل چالیں

یہ مضمون ہمارے کرم و معظم بھائی بابو محمد منظور الٰہی صاحب کا ہے آجکل آریہ سماج جو پولیٹیکل باڈی ہونے سے انکار کر رہی ہے۔ سوالیہ نامہ نگار نے انکی موجودہ روش سیاریہ پرکاش کی تعلیم سے نہایت وضاحت کیساتھ اس امر پر روشنی ڈالی ہے کہ آریہ سماج فی الحقیقت پولیٹیکل باڈی ہے بابو صاحب کے دل میں اسلام کی خدمت کیلئے ایک خاص تڑپ ہے پیشتر ازیں آپنے روزانہ پیسہ اخبار میں ایک مبسوط آرٹیکل اسلام اور سکھ ازم پر لکھا تھا جو ہندوستان بھر میں نہایت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا اور ہر طرف سے "مرحبا جزاک اللہ" کی صدائیں بلند ہوئیں ہم بڑے فخر کیساتھ اس مضمون کو اپنا لیڈر آرٹیکل بناتے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ بابو صاحب آئندہ بھی اپنے بے بہا اور انمول مضامین کے ذریعہ خدا اور مخلوق خدا کے مشکور ہوتے رہینگے۔ ایڈیٹر۔

کہاں تو وہ زمانہ تھا یعنی سنہ ۱۹۰۷ء سے پہلے کا جبکہ ہر ایک دیانندی اخبار گورنمنٹ پر نکتہ چینی کرتے ہوئے اگلا پچھا نہیں دیکھتا تھا اور کہاں آجکل کی حالت ہے کہ وہ سماج کو بدامنی سے بے تعلق ثابت کرنے میں ایڑی تک زور لگا رہا ہے جن لوگوں نے سماج کی کتابیں اور انکا لٹریچر مطالعہ کیا ہوا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ سب دفع الوقتی کو جاتے ہیں ورنہ دیانندی تعلیم سے بدیشی (غیر ملکی) حکومت کی وفاداری بالکل معدوم ہے۔ خصوصاً موجودہ حکمرانوں پر توجسقدر عنایات دیانند اور اسکے چیلوں کی ہے انکی مفصل طور پر لکھنے کیلئے تو ایک ایکٹ دفتر چاہیئے۔ تاہم بطور مشتے نمونہ از خروارے دیانندی تعلیم سے کچھ نمونہ ہدیہ ناظرین کرنا بیجا نہ ہوگا۔ جو دیانندی آجکل اپنی سماج کو موجودہ خطرناک پالیٹکس سے بری ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ بجائے ایسے فضول اور بے نتیجہ کوشش کے اگر جابک تسلیم کو تبدیلی دیکر امن کی راہ اختیار کریں تو بہتر ہو کیونکہ نہ صرف غیر سماجیوں نے ہی بلکہ خود دیانندی صاحبان نے اس بات کو تسلیم کرایا ہے کہ ہمارے اخبارات موجودہ خطرناک پالیٹکس میں حصہ لیتے رہے ہیں اور اسی کا نتیجہ ہے کہ گورنمنٹ بدظن ہو رہی ہے ورنہ کسی خفیہ پولیس یا مخالف سماج کا یہ کام نہیں یہ تو آگ کھانا انگارے ہگنا کی مثال ہے۔

رسالہ اندر جو ایک سخت زبان دراز متعصب دیانندی پارٹی کا رکن ہے لکھتا ہے کہ "ہمارے اخبارات جو کہ آریہ سماج کے راستہ میں خطرناک کانٹے بکھیرتے ہیں وہ ان کو آریہ پبلک کو بجائے ویدک دھرم کی طرف توجہ دلانے کے ان پولیٹکس کی تعلیم دیتا ہے جو کہ کسی صورت میں بھی آریہ سماج کا مقصد نہیں اگر آج گورنمنٹ کی طرف سے آریہ سماج پر یہ دوش لگایا جاتا ہے کہ وہ ایک پولیٹکل باڈی ہے تو یہ الزام آریہ سماج کے ان اخبارات کی موجودگی میں جنہیں ایک سرے سے بیکر

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپکر شیخ محمد یوسف مالک اخبار کیلئے شائع ہوا

دوسرے تک خطرناک پالٹیکس بھری دیکھی جاتی ہیں چنداں بے بنیاد نہیں کہا جا سکتا۔ گورنمنٹ آریہ سماج کے ایسے اخبارات کے ریکارڈ سے آریہ سماج کے بارے میں جو نتیجہ نکال رہی ہے وہ بے بنیاد نہیں کہا جا سکتا۔ ہم موجودہ مصیبت میں گورنمنٹ کو اسقدر مطعون کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں جسقدر کہ ہم ان آریہ اخبارات کو مطعون کرینگے جنہوں نے اپنے ایک خطرناک رویہ سے گورنمنٹ کو ایک موقع دیا۔ پھر لکھتا ہے "کہ یہ بات گورنمنٹ سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی کہ ہمارے اخبارات میں بعض اوقات ایسے خطرناک آرٹیکل نکلتے ہیں جو صرف یہی نہیں کہ آریہ سماج کی دھارمک بنیاد کی قطعی متضاد ہوتے ہیں (نہ مہاشہ جی متضاد نہیں ہوتے بلکہ سماجک تعلیم کا پھل ہوتے ہیں۔ ا۔ ف) بلکہ اس سے بھی بڑھکر وہ اپنی کوتاہ اندیشی کے لحاظ کر ان مضامین سے کسی صورت میں بھی کم نہیں ہوتے جنکو گورنمنٹ مغویانہ قرار دینے کیلئے مستعد ہے" پھر لکھتا ہے کہ "یہ کیسی بھدی پوزیشن ہے جبکہ ہم ایسے ایک ایک اخبار کو ایک صفحہ پر تو یہ بحث کرتا دیکھتے ہیں کہ آریہ سماج ایک پولٹیکل باڈی نہیں ہے لیکن دوسرے صفحہ پر اسی اخبار کو خطرناک پالٹیکس میں ہاتھ ڈالا ہوا پاتے ہیں ہم گورنمنٹ کو کوسنے کی وجہ نہیں رکھتے جبکہ ہم اپنے ہی قلم سے اسکے سامنے ایسا مصالح پیش کر رہے ہیں جس سے کہ وہ ہمارے بارے میں ایسی رائے قائم کرے جو کہ وہ اسوقت قائم کر رہی ہے بجائے اسکے کہ ہم گورنمنٹ سے یہ اپیل کریں کہ وہ اپنی رائے پر نظر ثانی کرے ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے پریس یا اخبارات سے اپیل کریں کہ وہ اپنے رویہ پر نظر ثانی کریں"۔ اس سے آگے چلکر لکھتا ہے کہ "اگر ہم اپنے اخبارات کے ان کالموں کو جنکو کہ ہم بیہودہ پولٹیکس میں خرچ کرتے اور آریہ سماج کیلئے سردرد خریدتے ہیں ان حملوں کا جواب دینے میں لگا دیں جو کہ ہمارے اصولوں پر کئے جاتے ہیں تو ہم خفیہ پولیس کی آدمیوں کی تعداد کو اپنے بارے میں بہت کچھ کم کر دینے میں کامیاب ہونگے۔ مگر ہمارے لئے ایسا کرنا مشکل ہو رہا ہے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر ہم اپنے اخبارات میں پالٹیکس پر بحث نہیں کرینگے تو ہمارے اخبارات پبلک کیلئے خریداری کا مصالح کھو دینگے اور ہم ایک گری ہوئی اشاعت پر صبر کرنے کیلئے مجبور ہونگے۔ بات تو ٹھیک ہے لیکن اگر پالٹیکس کی وجہ سے گورنمنٹ ہم کو ایک پولیٹیکل باڈی قرار دیتی ہے تو ہمیں اسپر بھی صبر کرنے کیلئے تیار رہنا چاہئے"

مندرجہ بالا اقتباس پڑھنے کے بعد

کون شخص ہوگا جسے آریہ اخبارات میں خطرناک پالٹیکس کے جو مغویانہ حد تک پہنچا ہوا ہو موجود ہونے کا ذرا بھی شک ہو۔ اگر سرکار انگریزی یا حکام ریاست پٹیالہ اس مغویانہ پالٹیکس کو تجربے کرنا چاہتے ہیں تو وہ آریہ اخبارات مثل پرکاش۔ مسافر وغیرہ اخبارات کے فائل شروع اجراء سے بغور مطالعہ کریں۔ تمام آریہ اخبارات جو ظاہرا دھارمک کا آوازہ کس رہے ہیں۔ اندرونی طور پر ایک خطرناک پالٹیکس کی تعلیم دے رہے ہیں جنکا سرچشمہ اُن کے بانی کی تعلیم مندرجہ ستیارتھ پرکاش ہے۔ آریہ سماج اگر ایک دھارمک باڈی ہوتی تو ویسی خطرناک تعلیم کبھی اُسکی مذہبی کتاب میں نہ پائی جاتی۔ اگر آریہ اخبارات مغویانہ مضامین لکھتے رہے ہیں تو وہ دیانند کی تعلیم کا نتیجہ ہے کیونکہ بقول آریہ سماج "نیستی سے ہستی نہیں ہو سکتی" اور جو چیز جہاں نہیں ہوئی وہاں سے برآمد نہیں ہو سکتی۔ یہ مسلمات سماج سے ہیں۔ پھر جبکہ ایسی تعلیم ستیارتھ پرکاش میں نہیں یا سماج کے بانی نے نہیں تو دیانندی یہ ہستی کس نیستی سے لے آئے۔

ہم ابھی ثابت کرتے ہیں کہ ستیارتھ پرکاش ایسے خطرناک پالٹیکس کا منبع ہے اور جبتک دیانندی خطرناک کتابیں صفحہ دنیا پر رہینگی اس خطرناک پالٹیکس کا وجود دیانندیوں سے نابود نہیں ہوگا۔

موجودہ حالت میں خطرناک پولٹیکس انکار اسبات کا نتیجہ ہے کہ چونکہ سماجک لیڈروں کے نزدیک سماج کی رکھشا کیلئے جھوٹ بولنا اور چوری کرنا گناہ نہیں اسلئے اگر وہ سماج کی رکھشا کیلئے بھی سرخروئی جتانا چاہتے ہیں اور پالٹیکس سے علیحدگی ظاہر کر رہے ہیں تو وہ مجبور ہیں۔

ہمیں لالہ درشنانند کے اخبار میں ایک ایک پادری سے اس وشتی پر گفتگو پڑھکر ہنسی آئی کہ وہ کہتے ہیں کہ چونکہ آریہ سماج میں عقلمند یعنی تعلیم یافتہ گروہ بکثرت ہیں اسلئے وہ کبھی گورنمنٹ کے خلاف نہیں ہو سکتے مگر لالہ صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ وہ عقلمند تعلیم یافتہ گروہ ان کی اپنی تحریر کے مطابق مطلب پرست گروہ ہے کوئی اخبار چلانے کیلئے سماج میں داخل ہے کوئی ہوٹل کھولنے اور کوئی لیڈر بننے کیلئے تعلیم یافتہ ہوا تو کیا فائدہ چار پائی بروکتا بے چندوالا معاملہ ہے ستیارتھ پرکاش کی موجودگی میں ایسے لاطائل دلائل بے فائدہ ہیں۔ کیا درشنانند کے نزدیک بنگالی قوم تعلیم یافتہ اور عقلمند نہیں جو بسبب جسکے خطرناک کام میں مصروف نظر آتی ہے۔

اب ہم حسب وعدہ ستیارتھ پرکاش سے چند ایک حوالے جنمیں موجودہ حکمرانوں کی نسبت بدظنی پھیلائی گئی ہے درج ذیل کرتے ہیں اور دیانندیوں سے عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ اتنے ہی حوالے دیانند کی اپنی تعلیم سے گورنمنٹ کی نسبت وفاداری کے نکالدیں تو ہم انکی سچائی پر ذرا شک نہ کرینگے اور قبول کرلینگے بیشک دیانندی تعلیم وفاداری پر مبنی ہے۔

پنڈت دیانند ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۰۹ میں لکھتا ہے کہ "جب سے عیسائی مسلمان وغیرہ کے مختلف مذاہب چلے آپسمیں دشمنی اور عناد ہوا"۔ حالانکہ خود دیانند مانتا ہے کہ آریہ ورت ۵ ہزار سال سے دشمنی اور عناد اور جہالت کے گڑھے میں غرقاب ہو رہا ہے عیسائی مسلمان

ضروری نوٹ ۔ [illegible]

زیادہ سے زیادہ دو ہزار سال سے ہوئے ہیں اور پھر ہند میں ایک ہزار سال سے اودہر اودہر آتے پھر خاص طور پر انپر چوٹ کرنی شرارت نہیں تو کیا ہے اسی پر بس نہیں صفحہ ۳ پر لکھتا ہے کہ جب سے غیر ملک کے گوشت خور لوگ اس ملک میں آکر گائی وغیرہ جانوروں کو مارنے والے شراب خور حکمران ہوئے ہیں تب سے برابر آریوں کا دکھ بڑہتا جاتا ہے،

اس حوالہ میں صاف طور پر انگریزوں پر چوٹ کی ہے کیونکہ مسلمانوں کے نزدیک شراب قطعی حرام ہے۔ بدیں لحاظ آریہ لوگوں کا دکھ بڑہانے والے شراب خور حکمران انگریز ہی ہیں آریوں کا دکھ اسی صورت گھٹ سکتا ہے کہ ایسے حکمرانوں سے آریہ ورت پاک ہو جائے اگر اس حوالہ میں شک کی گنجایش ہے تو صفحہ ۵۵ میں دیانند نے معاملہ ہی صاف کر دیا ہے وہ لکھتا ہے کہ اسی وجہ سے تو عیسائی عیسائیوں کی بہت طرفداری کرتے ہیں اگر کوئی گورا کسی کالے کو مار ڈالے تو بھی طرفداری کر کے عموماً مجرم کو بے قصور ٹھیرا کر بری کر دیا جاتا ہے اب فرمائیے اس سے زیادہ سرکار انگریزی پر چوٹ کیا ہو سکتی ہے۔ اور جو لوگ ایسی کتابیں پڑہتے ہیں انکا خیال گورنمنٹ کے انصاف کی نسبت کہاں تک نیک ظن ہو سکتا ہے۔ یہیں تک انگریزی راج سے نفرت نہیں دلائی گئی بلکہ صفحہ ۲۵۶ پر لکھتا ہے کہ اب ادبار بخت آریوں کی سستی غفلت اور باہمی نفاق کی وجہ سے دوسرے ملکوں میں راج کرنیکا تو ذکر ہی کیا ہے بلکہ خود آریہ ورت میں بھی اسوقت آریوں کا کامل وآزاد وخود مختار اور بیخوف راج نہیں ہے جو کچھ ہے اسکو غیر ملک والے پامال کر رہے ہیں۔ کچھ تھوڑے سے راجہ خود مختار ہیں جب برے دن آتے تب ملک کے رہنے والوں کو کئی طرح کی تکلیف بھگتنی پڑتی ہے۔ کوئی کتنا ہی کرے لیکن جو اپنے ملک کا راج ہوتا ہے وہ سب سے افضل ہوتا ہے"۔ اسکی تائید میں صفحہ ۲۳۱ پر لکھتا ہے کہ ابتداء دنیا سے لیکر مہابھارت تک چکرورتی یعنی روئے زمین کے راجا آریہ کل میں ہوتے تھے۔ اب انکی اولاد اپنی بدبختی کے باعث راج کھو کر غیر ملک والوں کے پاؤں کے تلے دب رہی ہے۔ اب ناظرین انصاف سے غور کریں کہ دیانند کو سرکار انگریزی کے انصاف پر حملہ کر کے گورے مجرموں کو طرفداری سے بری کرنا لکھکر صبر نہ آیا تو آریوں کی تکلیف بڑہنے کا سبب موجودہ راج کو بتایا۔ اور غیرت دلانے کیلئے لکھدیا کہ تم ان کے پاؤں تلے دب رہے ہو اور وہ تمکو پامال کر رہے ہیں۔ یاد رکھو کہ اپنے ملک کا راج ہی افضل ہے جبکہ بن پڑے انکے پاؤں کے نیچے سے نکلو۔

اس مضمون کے ساتھ اگر آریہ اخبارات کے حوالے دئے جاویں تو مضمون بہت لمبا ہو جائیگا فی الحال ہم اسپر اکتفا کرتے ہیں۔ بہتر ہو کہ ہمیں گالیاں دینے کی بجائے ستیارتھ پرکاش سے اپنی وفادارانہ تعلیم نکالکر بتائیں۔ کیونکہ وہ آرش گرنتھ ہے۔ ورنہ شناخت صحیت سے غور کریں

(باقی آئندہ)

تیرتھ جاترا اور باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ

گذشتہ سے پیوستہ

ہردوار کا تیرتھ

اسوقت کمپ کا میلا ہے جاترین کا ہجوم ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگے ہیں آدمیوں پر آدمی ٹوٹے پڑتے ہیں کوسوں کا تانتا لگا ہوا ہے لوگ گنگا میں نہانے کے بعد مشرق کیطرف منہ کر کے پانی اچھال رہے ہیں اور ساتھ ہی یہ کہتے جاتے ہیں کہ اے سورج دیوتا یہ ہمارا پانی قبول کر لو اسوقت اگرچہ باوا صاحب ضعیف العمری کے سبب نہایت کمزور تھے۔ مگر آپنے اس سنہری موقع کو ہاتھ سے بے فائدہ جانے دینا مناسب نہ سمجھا یہ دیکھ آپ بھی معہ کپڑوں کے دریائے گنگا میں کود پڑے لوگ تو مشرق کیطرف منہ کئے پانی اچھال رہے تھے مگر آپنے مغرب کیطرف منہ کر کے بے تحاشا پانی اچھالنا شروع کیا یہ انوکھی بات دیکھکر ایک جم غفیر باواجی کے گرد جمع ہو گیا اور لوگ ایک دوسرے کیطرف دیکھ کر ہنستے تھے کہ اس فقیر کی بدہی (عقل) کو کیا ہو گیا جو یہ اندھا دہند مغرب کیطرف منہ کئے پانی اچھال رہا ہے چنانچہ حاضرین میں سے ایک نے کہا باوا کیا کر رہے ہو یہ سن باوا صاحب نے جوابدیا کہ میری کھیتی کرتارپور میں سورج کی تپش سے جہلس رہی ہے میں اسے پانی دیتا ہوں پھر تو لوگوں نے قہقہہ لگایا کہ یہ فقیر کیسا سادہ لوح ہے بھلا یہاں کا پانی کرتارپور میں جو یہاں سے اڑہائی سو کوس کے فاصلہ پر ہے کیونکر پہنچیگا۔

یہ سن باوا صاحب نے فرمایا کہ اے لوگو اگر میرا پانی یہاں سے اڑہائی سو کوس پر نہیں پہنچ سکتا تو تمہارا پانی سورج تک جو یہاں سے کروڑہا میلوں کے فاصلہ پر ہے کیونکر پہنچ جائیگا۔ یہ سن وہ دنگ رہ گئے انکی آنکھیں کھل گئیں بہتیرے آدم ہوئے اور باواجی کے قدم لئے پھر باواجی نے انہیں اپدیش دیا کہ دیکھو اس اوہام پرستی سے منہ پھیر کر خدا کے حضور سر بسجود ہو جاؤ وہی سب کا رازق اور خالق ہے یہاں سے فارغ ہو کر باواجی گھر میں بال بچوں کے ملنے کیلئے نہیں گئے بلکہ سیدھا جگن ناتھ پہنچے۔ وہاں جاکر عجیب تماشا دیکھا کہ مندر میں نہایت کثرت سے بت ایستادہ ہیں اور بعض ان میں بالکل ننگے ہیں جو خواہ مخواہ بدکاری کی طرف انسانی خیالات کو مائل کرتے ہیں جب باواجی جگن ناتھ پہنچے تو اسوقت شام کا وقت تھا تمام پانڈے صف باندہے بڑے بت کے سامنے کھڑے تھے اور سب سے بڑا پانڈہ ہاتھ میں چاندی کا طشت لئے اس میں پھول بتاشے وغیرہ ڈال اور لوبان اور

شمع کافوری کو جلا کر اپنی زبان سے کچھ بھجن الاپتا جاتا ہے اور دوسرے پانڈے ایک سر تال ہو کر بڑے پانڈے کی آواز کی نقل کرتے جاتے تھے جیسے وہ اپنی اصطلاح میں "آرتی" کہتے تھے مگر باوا صاحب ایک کونہ میں کھڑے ہو کر اس عجیب تماشا کو دیکھ رہے تھے جب وہ آرتی سے فارغ ہو چکے تو بڑے پانڈے نے باوا نانک جی سے کہا کہ تم ہمارے دیوتا کی آرتی میں کیوں شامل ہوئے کیا تم ملیچھ (مسلمان) ہو کیونکہ تمہاری صورت شکل سے کچھ ایسا ہی مترشح ہوتا ہے۔

پھر باوا جی نے جواب دیا کہ میں ایسی آرتی میں مشغول ہوں جو ہر وقت اور ہر آن جاری ہے پھر تو پانڈے مصر ہوئے کہ ہمکو بھی وہ آرتی سناؤ پھر باوا جی نے ان شلوکوں میں اُس آرتی کو بیان کیا۔

گگن میں تھال رو چند دیپک بنے تارکا منڈل جنک موتی
دھوپ ملیانلو پون چورو کرے سگل بن رائے پھولنت جوتی
کیسی آرتی ہوئے بھو کھنڈناں تیری آرتی انہد شبد وجنت بھیری
ایک ہاؤ سہنس تو نین تن نین ہر تو ہے کو سہنس مورت ننا ایک توہی
سہنس پد بمل بن ایک گندھ بن تو گندھ ایو چلت موہی
سب میں جوت جوت ہوئے سوئی تس دے چانن سب میں چانن ہوئے
گور ساکھی جوت پرگٹ ہوئے جو تس بھاوے سو آرتی ہوئے
ہر چرن کمل مکرند لوبھت منو انو دنو موہے آہی پیاسا
کرپا جل دیہ نانک سارنگ ہوئے جا تے تیرے نائیں واسا

ترجمہ۔ اے ذو الجلال یہ فلک تیرا طشت ہے گول گول ستارے موتی اس میں جڑے ہوئے ہیں آفتاب اور ماہتاب تیری لالٹینیں ہیں تمام جہان کی خوشبوئیں تیرا لوبان ہیں ہوا تجھے پنکھا کرتی ہے اے نور کے خالق تمام نباتاتی دنیا تیرے پھول ہیں یا دافع الخوف کیسی لطف تیری آرتی وہ روشنی جو صبح و شام مندروں میں دیوتاؤں کی مورتی کے سامنے پھرائی جاتی ہے (ہے وجہ کی نہ بجھائی ہوئی سرتیا) بگلوں کا کام دیتی ہیں۔ تیری ہزار آنکھیں ہیں۔

تاہم ایک آنکھ نہیں (ایک آنکھ سے مراد انسانکی طرحکی آنکھ ہے) تیرے ہزار و سروپ ہیں تاہم ایک سروپ نہیں (انسان کا سروپ مراد لیجئے) تیرے ہزاروں بے عیب پاؤں ہیں تاہم ایک پاؤں نہیں (انسانی پاؤں سے مراد ہے) میں تیرے اس کھیل پر حیران ہوں اے نور کے خالق وہ نور جو ہر ایک چیز میں ہے تیرا ہی ہے اُسکے نور سے ہر ایک چیز منور ہے۔ وہ جو تجھے اچھا معلوم ہوتا ہے تیری آرتی ہے اے خدا میرے دل و دماغ کو تیرے کنول پاؤں کی خوشبو نے میرے دماغ کو فریفتہ کر دیا ہے۔ اپنے فضل کا پانی تشنہ لب نانک کو عنایت کر تاکہ اُسکو تیرے نام کا ادھار ہو۔

جب پجاریوں نے یہ آرتی سنی تو اُنکے کانوں کے پردے کھل گئے اور اپنے گذشتہ افعال پر افسوس کرنے لگے اور آئندہ کیلئے صراط مستقیم کیطرف رجوع کیا۔

آریہ سماج کی دہنی کتب میں بے باکی و سفاکی کی تعلیم

گذشتہ سے پیوستہ

بے ایمانوں کو بلا تامل قتل کرو۔

اب جائے غور ہے کہ ویدک دھرمیوں کے دھرم جول اور انکے حال قال اور انکی وہ ضرب المثل جسے فخریہ بیان کیا کرتے ہیں کہ "دیا دھرم کا مول" یعنی شفقت اور مہربانی ہی ایمان کی جڑ ہے۔ مگر اس "دیا دھرم کا مول" کا اوپدیش کرنیوالے چاروں ویدوں کی رشیوں چاروں انگ عالم میں پھیلانیوالے ویدک دھرم عالمگیر کہنے والے سوامی دیانند جی سرستی انیسویں صدی کے رشی اور مہارشی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۲۳ پر منو ۸ - ۳۵۰ کے حوالہ سے

فرماتے ہیں کہ جو دھرم کی پیروی نہ کریں یعنی جو ویدوں سے منہ پھیر کر کسی دوسری کتاب سے روحانی روشنی حاصل کریں خواہ وہ استاد ہو بزرگ ہو عالم ہو فاضل ہو پنڈت ہو رشی ہو کیسے باشدائے سے بلا تامل -

واصل جہنم کرو

کیونکہ ایسے بے ایمانوں ملحدوں کافروں دشٹو ملیچھوں کے قاتل کو پاپ نہیں ہوتا خواہ علانیہ مارے یا چھپکر مگر مارے ضرور اُف ..... کیسی خطرناک تعلیم ہے جو مذہب کی آڑ میں دی گئی ہے جسکا تصور کرتے ہی دل کانپ اُٹھتا ہے۔ اب ہم آریہ مترو سے دریافت کرتے ہیں کہ وہ "دیا دھرم کا مول" کے شبد کو پکارا کرتے ہیں اور دوسری طرف ایسی بے باکی اور سفاکی کی تعلیم کا موازنہ کریں تو اس دھوکہ اور فریب اور غلط بیانی پر کفِ افسوس ملنے پڑتے ہیں مگر یہ خطرناک تعلیم یہاں ہی ختم نہیں ذرا اور چلئے۔

ویدک دھرمیوں کے دشمن جل بل کر راکھ ہو جائیں

آگے سوامی جی دلی پستک کے صفحہ ۵ رگوید کے پہلے اشٹک کے تیسرے ادھیائے کے دسویں ورگ کے چودھویں منتر کی تفسیر کرتے ہوئے یہ پرارتھنا اپنے پیروؤں کو سکھلاتے ہیں جسکا صبح و شام جاپ کیا جاتا ہے وہ دعا یہ ہے"۔ اے خدا جو ہم سے دشمنی کرتا ہے جو ہم سے کد اور عداوت رکھتا ہے اُسے آپ بھسمی بھوت کرو یعنی اُسے جلا کر راکھ کرو" سبحان اللہ کیسی عمدہ تعلیم ہے کیسی اچھی پرارتھنا ہے جو بیسیوں صدی کا رشی بلکہ مہارشی اپنے پیروؤں کو سکھلاتا ہے پھر اسپر دعوے یہ کیا جاتا ہے کہ ویدوں کی روشنی چار دانگ

عالم میں پھیلیگی۔ ارے جب تمہاری دعا کے موجب تمام مخالف جل بل کر راکھ ہوجائینگے تو ویدک دھرم کی روشنی کسکو روشن کریگی؟ پتھر اور اینٹوں کو۔

پیشتر ازیں تو جسقدر اولیا رسول دنیا پر تشریف لائے جسقدر "اوتار" اُترے وہ تو صبح و شام تڑپ تڑپ کر یہ دعائیں مانگا کرتے تھے کہ "اے خدا تو ہمارے مخالفوں کو راہ راست پر لا تا کہ یہ ہلاکت کے گڑھے سے نکلکر صراط مستقیم پر قدم ماریں مگر یہ بیسویں صدی کا رشی اور مہارشی اور اُسکے پیرو آرین مہاشہ جو ویدک دھرم کو روئے زمیں پر پھیلانے کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں یہ صبح و شام ایسی خطرناک دعائیں مانگتے ہیں مگر کیا ابھی بس ہوگی نہیں ذرا اور چلئیے۔

خدا ویدک دھرمیوں کا ساتھی اور اُنکے مخالفوں کا دشمن ہے،

پھر سوامی جی آگے چلکر اریہ بھی دنی کے صفحہ ۸۶ پر رگوید کے پانچویں اشٹک کے آٹھویں ادھیائے اور ۳۵ ورگ کے دوسرے منتر کی تفسیر کو سوامی صاحب اسطرح ادا کرتے ہیں۔

ایشور جو تمہاری دھرم استتی (ویدوں کی تعلیم) کو چھوڑ کر غیر کی استولی (دوسر کتب کی پیروی) کرتا ہے اُسے جدھ (جنگ) میں کبھی سدھی (کامیابی) نہیں ہونی چاہیئے۔ ستشٹروں کے سموہوں کے آپ ہی گھاتک ہو (دشمنوں کے گروہ کے آپ ہی قاتل ہو) لڑائی اور جنگوں میں ششتروں اپنے دشمنوں پر ہم فتح پانیوالے ہوں ہماری شکست کبھی نہ ہو۔

ہمنے توجہ طلب لفاظ کو جلی کردیا ہے مشکل الفاظ کا ترجمہ خط وحدانی کے اندر دیدیا ہے۔

میرے دوستو! آپ اس خطرناک تعلیم کی گہرائی کی طرف اپنی توجہ لے جاؤ۔ جو مذہب کی آڑ میں دی گئی ہے مگر افسوس ہے تو یہ ہے کہ آرین کے پرمیشور نے کبھی انکے ساتھ ایفاء وعدہ نہ کیا تاریخ اسبات کی گواہی دیتی ہے کہ تمام آرین راجہ جنگوں میں پیٹھ دکھلاتے رہے مخالف کا انپر ہمیشہ غلبہ رہا اور یہ جو وید میں لکھا ہے، کہ ہمارا اپرجی یعنی شکست کبھی نہ ہو۔ اسکا اثر آرین پر ہمیشہ الٹا پڑا پھر اسی پر ہی بس نہیں آگے اور دیکھیئے۔

آریوں کے دشمن غارت ہوجائیں

پھر یجر وید بہاشہ مطبوعہ سنہ ۱۹۳۵ بکرمی کے صفحہ ۲۴۰ پر دیو مذکور کے پہلے ادھیائے کے آٹھویں منتر کی تفسیر کرتے ہوئے سوامی جی فرماتے ہیں۔

کہ جو بے ایمان دشمن ہمکو تکلیف دیتا ہی اسکو نشٹ کرو

مارو۔ پیٹو۔ لوٹو۔ کھسوٹو۔ غارت کرو تہ تیگ کرد۔ بھسمی بھوت کرو۔ نشٹ کرو۔ کے اوپدیش جسکی گردان صبح و شام آرین مندروں میں کیجاتی ہے سوامی جیکا پیٹ نہیں بھرا اب سوامی جی اپنے قول کو راسخ کرنیکے لئے ویدونکے حوالہ سے اسے اور بھی سبع کرتے ہیں چنانچہ آپ دیانندی بھاش صفحہ ۲۰۷ سوکت ۳۶ میں لکھتے ہیں۔

دھارمک پرشوں کو چاہئے کہ تیجسوی سبھا دھکش راجہ کے ساتھ ملکے بیگ سے ان کے پدارتھوں کو ہرلی کھوٹے سبھاؤ دیکت اور اپنے وجی کو اچھا کرنیوالے ڈاکوؤں کو بلا انکی پریت آدمی اکانت سٹھانوں میں بنے ہوئے گھروں میں گھسا کر اور باندھ کے انکو قید میں رکھیں۔

جسکا ترجمہ یہ ہے۔ نیک ویدک دھرمیوں کو چاہئے کہ افسر کے ہمراہ غیر کا اسباب لوٹیں غارت کریں قتل عام کریں اور لوٹے ہوئے انسانوں کو پہاڑوں کی کھو میں قید کریں۔ تو یہ کیسا اوپدیش ہے جسکا سوامی جی نے اوپدیش دیا ہے اور پھر ساتھ نیک ہونیکی بھی شرط لگا دی ہے جسکا اصلی مطلب یہ ہے کہ جو مخالف (وید کے نہ ماننے والے) کو لوٹے قتل کرے دُکھ دے وہی نیک ہوسکتا ہے ورنہ نہیں جب نیکی کی یہ تعریف ہو تو نیکی عنقا ہو تو اور کیا ہو مگر کیا ناظریں ابھی آپ سمجھتے ہونگے کہ سوامی جی کے دل کا بخار نکل گیا ہوگا نہیں آپ ذرا کلیجہ تھام کر اس انیسویں صدی کے رشی کی تعلیم ملاحظہ فرماتے جائیں۔

وید کا حکم ہے کہ مخالفوں کو آگ کیطرح جلاؤ

لیجیئے اور تو اور اب جلاؤ تک نوبت پہنچگئی کیونکہ قتل وغیرہ کرنیمیں تو ذرا جد وجہد کرنی پڑتی ہے اور جلانا آسان ہے اسلیئے سوامی جی اپنے مخالفوں کے جلانے پر تُل آئے۔

چنانچہ آپ دیانندی بھاشہ رگوید صفحہ ۷۰ پر فرماتے ہیں۔

سبھا دھکش آدی راج پرشوں اور پرجا کے منشوں کو چاہیئے کہ جس پرکار اگنی آدی پدارتھوں میں آدمی کو بھسم کردیتی ہے ویسے ہی شترؤں جنوں کو نناش کے لئے اس پرکار پریتن کرے۔

ترجمہ۔ نیک ویدک دھرمیوں کو چاہیئے کہ جسطرح آگ خواہ آدمی ہو یا جنگل ہو جلا کر دہکن کردیتی ہے اسیطرح نیک آریہ کو چاہیئے کہ اپنے مخالفوں کو جلا کر راکھ کردے تو یہ ہے ویدک تعلیم میں جبر و اکراہ کا حکم اور اُسپر ڈینگ یہ ماری جاتی ہے کہ ویدک دھرم میں چیونٹی کو مارنا بھی گناہ ہے (مگر آدمیوں کو مارنا ثواب ہے۔ ایڈیٹر)

اور پھر ہر ایک حکم کیساتھ نیک ہونیکی شرط لگا دی ہے کہ نیک آریہ کو یہ کرنا چاہئے ورنہ وہ نیک نہیں بدہے مگر کیا آپکو یہ خیال ہو کہ اب سوامی جی ٹھنڈے ہو گئے نہیں ذرا اور آگے چلئے اور ملاحظہ فرمائے کہ سوامی جی نے کسطرح دل کے پھپھولے پھوڑے ہیں

وید کا حکم ہی کہ مخالفونمیں پھوٹ ڈلواو

ستیارتھ بھاشیہ رگوید کے ۱۶۶۱ صفحہ میں سوامی جی فرماتے ہیں۔

کہ سبھا و بکش کو چاہئے کہ شانتی بچن کہنے و شتٹوں ونڈ و دینے اور شترو کو پر سپر پھوٹ کرا ایکی کرا ہایوں سی منیتی کو اچھے پرکار پراپت ہو کے پرجا جنوں کے دکھ کو تت دور کرنیکے لئے اُدم کرے

ترجمہ۔ نیک آریہ کو چاہئے کہ مخالفوں اور بے ایمانوں میں باہمی پھوٹ ڈلوائے اور وہ پھوٹ خواہ کسطرح کی جا سکے مگر کرائے ضرور۔ اے آریو اس وقت تم لوگ دوسرون پر اعتراض کیا کرتے ہو کہ انگریزی Divide & Conquer کی ضرب المثل ہے مگر ذرا اپنے گریباں میں تو منہ ڈالکر دیکھو کہ انگریزی میں تو صرف کہاوت ہی ہے۔ مگر تمہارے ہاں تو یہ مذہبی تعلیم ہے جو تمہارے نزدیک نیکی کا جزو ہے یہی وجہ ہے کہ تم سخت بے رحمی سے مسلمانوں سکھوں اور عیسائیوں وغیرہ کا دل جلا رہے ہو کیونکہ تم اسے عیب نہیں سمجھتے بلکہ تمہارے ہاں یہ عین نیکی ہے مگر ناظرین کیا تم سمجھتے ہو کہ اسقدر بے باکی اور دغا کی تعلیم دینے کے بعد سوامی جی مدہم پڑ گئے .... نہیں آگے چلئے

مخالف کو ٹکڑے ٹکڑے کرو۔

سوامی جی ستیارتھ بھاشیہ صفحہ ۲۲۹ منتر ۴۳۶ میں فرماتے ہیں۔

کہ سبھا و بکش آدمی لوگ جیسے لوہے گھن سے لوہا اور پوشاں (پتھر) کو توڑتے ہیں ویسے ہی ادھرمی دشٹ شتروں کو انگوں (اعضا) کو چھن بھن کروں رات دھرم آتما پر جا جنوں کے پالن میں تت پر ہوں جس سے شترو جن ان پر جاؤ نکو دکھ دینے کے ساتھ مرتھہ نہو سکیں

ترجمہ نیک آرین پرشوں کو چاہئے کہ جسطرح لوہے کی ہتھوڑے پتھر کے ٹکڑے ٹکڑے کئے جاتے ہیں ویسے ہی بے ایمانوں کے اعضا اعضا کو کاٹکر علیحدہ علیحدہ کریں اور یہ سلسلہ جاری رکھیں جب تک کہ دشمن تباہ ہو جائے۔ کیا اس سے بے رحمی کی تعلیم بھی کوئی اور ہو سکتی ہے ایسی تعلیم پاکر اگر سفاک اور خونی نہ بنیں تو اور کیا بنیں اور پھر دھرم پستک کی تعلیم جسپر عمل کرنیکو انسان فرض اولی سمجھتا ہے اور پھر اسپر نیک کی شرط کہ اگر کوئی ایسا کریگا تو نیک ہوگا یہ اور بھی غضب ڈھاتی ہے پھر اس تعلیم کا وعظ بیسویں صدی میں کیا جاتا ہے جبکہ ہر طرف سے سولی زیشن سولی زیشن تہذیب تہذیب کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں مگر کیا ناظرین آپ سمجھتے ہونگے کہ اب تو ضرور ہی سوامی صاحب کی دلکی بھڑاس نکل چکی ہوگی مگر نہیں ذرا اور آگے چلئے۔ باقی آئندہ۔

ہائے روتی ہے بیوہ بیچاری۔

عید کا دن ہے لوگوں نے طرح طرح کی پوشاکیں بدلی ہیں ہر طرف عجیب رنگ ڈھنگ ہر نرالی پھبن ہے غرضکہ خوشی ہے انند ہے سرور ہے کہیں قورما پلاؤ پک رہا ہے کہیں زردے کی تیاری ہے گویا کہ وہ ایک ایسا پر سرور اور پر لطف سماں ہے کہ ہر ایک انسان مارے خوشی کے پھولا نہیں سماتا مگر عین اس شبھ لگن اور نیک ساعت میں جبکہ عید مبارک عید مبارک کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں ایک جھونپڑی سے ننھے بچے کے رونیکی آواز آتی ہے۔ ماں بیچاری ماممتا کی ماری ہزار لوریاں اور تھپکیاں دیتی ہے مگر بچہ ہے کہ ایک نہیں سنتا اور برابر بلک رہا ہے اور اپنے والدہ سے یوں گویا ہوتا ہے۔

بچہ۔ پیاری اماں آج عید ہے عبداللہ کی ماں نے عبدالہو کو ۸/ خرچنے کیلئے دئے ہیں مجھے بھی کچھ دو۔

ماں۔ (ٹالنے کیلئے) بچہ دو گھڑی بعد لینا۔

بچہ۔ نا پیاری ماں میرے ہمجولی تو بازار میں عید منا رہے ہیں آخر مین نے کیا تقصیر کی ہے جو دو گھڑی بعد دوگی اور دلی صورت بنا کر ابھی تو ابھی لونگا۔

ماں۔ پیارے بچے کی توتلی زبان سے یہ بھولے اور من موہنے الفاظ سنکر کیسہ میں ہاتھ ڈالتے ہوئے مگر اس میں کچی کوڑی نہیں۔ یہ دیکھکر ماں کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آتے ہیں مگر بچے کا جگر رکھنے کیلئے اپنے کلیجہ کو تھام لیتی ہے۔

بچہ۔ (کچھ توقف کے بعد) اماں وہ بھی وقت گذرے جارہا ہے ساتھی بازار میں خوشیاں منا رہے ہیں۔

ماں۔ (دردناک لہجہ میں جواب دیتی ہے) میرے لال! میرے پاس کچھ نہیں اب تم عید منانے کا خیال چھوڑ دو یہ چونچلے باپ کے ساتھ گئے۔

بچہ۔ (اجو ادان ہے) نا اماں میں ضرور بازار جاؤنگا آخر میں نے کونسا پاپ کیا ہے میرے ساتھی مزے کریں اور میں انکا منہ تاکوں کیا تمہارا دل میں ترس نہیں آتا۔

ماں۔ یہ سن آنسو چھما چھم جاری ہو جاتے ہیں کلیجہ بلیوں اچھلتا ہے ماممتا کی آنچ جوش مارتی ہے آخر کان کی بالی اتار کر بچہ کے حوالے کرتی ہے کہ لو بازار میں بیچو اور عید مناؤ۔

آہ! جس دردناک حالت سے متاثر ہو کر ہم نے یہ نقشہ کھینچا ہے۔ وہ بیوہ کی زبان حال سے اس غزل کو پکار رہا ہے

غزل

نہیں کوئی ہمسا بھی اپنا یار ہے
شب و روز غم میں ہمیں کار ہے

مرا سر ہے اور گھر کی دیوار ہے
جفا ہے اپنا وہ اُس پار ہے

جدھر کتا ہے کوئی ہٹتا کوئی
جسے دیکھو لڑنے کو تیار ہے

جو چاہے سمجھے اب کوئی کس سے کہ
کوئی بھی نہ اپنا مددگار ہے

میں لوگوں کے نزدیک دیوانہ ہوں
مگر جانتا ہوں جو ہشیار ہے

گیا مرنے والا امرا ہوش ہے
دگرنہ طبیعت تو طرار ہے

جو بھائی بھتیجے ہیں وہ دور ہیں
سبھی کو مرے نام سے عار ہے

جہاں ہوں میں جاتی ہے میرا ذکر
جدھر دیکھئے میرا انکار ہے

بوائی نہیں جسکے پاؤں نہیں ہے
اُسے پیٹ کی کیا خبر سار ہے

کہا رو کے بچے نے کل عید ہے
مجھے دو کچھ اماں کہ تیوہار ہے

کہا بیٹا پیسے نہیں میرے پاس
نہ لازم تمہیں جانا بازار ہے

گئے جو پچھلے باپ کے ساتھ سب
تمہیں چاہئے صبر ہر بار ہے

ہے لیکن یہ بالی مرے کان کی
یہ بیچ اسکو پیسہ جو درکار ہے

نہ پازیب ہے اور نہ چوڑی رہی
گلے میں فقط رنج کا ہار ہے

جو قیدی ہیں انکو غذا تو ملے
مجھے قید ہے پیٹ کی مار ہے

چھوڑا دے مجھے مولا اس رنج سے
مرے حال سے تو خبردار ہے

مثل ہے جسکے نہیں پاؤں بوائی وہ کیا جانے پیر پرائی بوائی پاؤں کے زخم کو کہتے ہیں جو خشکی سے پھٹ جاتا ہے

یہ دردناک واقعہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ قومیں جو بیوہ کی شادی نہیں کرتیں وہ بیوہ کی جان پر کسقدر ظلم کرتی ہیں۔

ہم انشاء اللہ تعالےٰ اپنے آئندہ ایشوؤں میں شادی بیوگان کا ضروری ہونا قرآن مجید اور حدیث شریف اور وید مقدس اور دھرم شاستر اور پران وغیرہ سے ثابت کرینگے

نور کی اپیل

ایک طرف نور کی ہر دلعزیزی کی یہ حالت ہے کہ اگر اسکے بھیجنے میں ایک دو روز دیری ہو جائے تو خطوط پر خطوط آنے شروع ہو جاتے ہیں اور نور درشنو کے لئے بڑے بے تابی اور اضطرابی ظاہر کیجاتی ہے مگر دوسری طرف اسکی اشاعت کا یہ حال ہے کہ جب ہمکو کوئی ہمارا بھائی اسکی اشاعت کی نسبت سوال کرتا ہے تو ہمیں شرمندگی سے سرنگوں ہونا پڑتا ہے مسلمانوں کی آبادی ماشاء اللہ ۷ کروڑ کے قریب ہے مگر پریس کی یہ حالت ہے جو قوم پریس کی قدر نہیں کرتی جو قوم پریس کے فوائد سے بے بہرہ ہے وہ کبھی سربرآوردہ قوم نہیں بن سکتی انگریزوں نے جو اسقدر عروج حاصل کیا ہے یہ محض پریس کی قدر افزائی کا نتیجہ ہے وہاں بوڑھا بچہ بچہ جوان سب کے سب اخبار کے شائق ہیں پریس انکا ایڈووکیٹ ہے اور پریس ہی انکا ترجمان ہے۔

آج اسلام پر جو یہ ادبار کی گھٹائیں منڈلا رہی ہیں ان میں سے اور وجوہات کے علاوہ ایک پریس کی ناقدری کی وجہ بھی ہے مخالفین مورچہ پر مورچہ فتح کئے جا رہے ہیں انکی گولہ باری نے اسلام کے آہنی قلعہ میں رخنے ڈالدئے ہیں مگر ہمارے بھائی گہری نیند میں مزے لے رہے ہیں جس باغ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے خون سے سینچ کر لگایا تھا۔ اس پر آج کفار نابنجار نے تبر رکھا ہوا ہے اور بے رحمی سے اسکی ننھی ننھی کونپلوں کو نوچ رہے ہیں ایسے نازک وقت میں "نور" نے اپنی شعاؤں سے مخالفین کو چکا چوند کرنا شروع کیا ظلمت کے کیڑے نور کے اجالے سے چوندھیا گئے مگر نور کے پریمیوں نے نور کے ساتھ ہنوز ایسا سلوک نہیں کیا جس پر نور فخر کرسکے اے اسلام کے شیدائیو! اے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائیو! کیا تمہاری غیرت اسبات کو گوارہ کرتی ہے۔ کہ اسلام پر ناجائز اعتراض کئے جائیں کیا تم اس بات کو چاہتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنکی پوتر تعلیم نے حیوان انسان اور انسان سے باخدا انسان بنا دیا مخالفین ایسے مہا پرش اور قدوۃ الانبیاء اور سرور سروراں سرور مقبلان کے حق میں اپنی زبان درازکریں اور اسکا کوئی جواب نہ دیا جائے۔

اے دیندارو! کیا تم گوارہ کرتے ہو کہ مسلمان اسلام جیسے پاک اور پوتر مذہب سے منحرف ہوکر ضلالت کے گڑھے (شدھی) میں گریں۔ کیا شدھی کی دلخراش آوازوں اور آریوں کی بدزبانی سے دل پاش پاش نہیں ہونا ضرور ہوتا ہوگا۔

پھر کیا وجہ ہے کہ آپ نے نور کے ساتھ وہ پریم جسکا یہ مستحق تھا ظاہر نہیں کیا۔

نور کے ظہور سے آریں کیمپ میں فتور مچ گیا ہے اعتراضوں کے وہ دنداں شکن جواب دئے جاتے ہیں بلکہ دنداں شکن کے علاوہ بوتھاڑ بھی توڑا جاتا ہے

اسکے علاوہ باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم کا پرچار کیا جاتا ہے اور سکھوں کے مستند کتب سے باوا جیکا مسلمان ہونا ثابت کیا گیا ہے جسپر سکھ صاحبان نے بھی سر تسلیم خم کیا ہے۔ مگر ابھی تک نور کے پریمیوں (عاشقوں) نے نور کے ساتھ اس وفاداری کا ثبوت نہیں دیا جس اُمنگ کو لیکر یہ اُٹھا تھا۔

اگر نور کا ہر ایک خریدار ایک ایک نیا خریدار پیدا کردے تو ہم ایک حد تک اپنے تفکرات سے آزاد ہوکر نور کی روشنی سے ظلمت دور سکتے ہیں مگر بعون اللہ عز و جل۔

ہم انشاء اللہ تعالیٰ مضامین کو دلچسپ بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرینگے - یہ تمام باتیں اُسیوقت حاصل ہو سکتی ہے۔ جب ٭ - نور کے عشق نور کی آواز کو نہیں پہنچیگے تب تک نور کو اعلیٰ اور

٭ جب ہر ایک خریدار ایک نیا خریدار پیدا کر کے ہمیں پرچہ کے ابتدائی تفکرات سے ایک گونہ ہلکا کرے۔

جامع اخبار بنانا ایک امر موہوم سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔

اے نور کے عاشقو! نور کی آواز کو سنو نور کی امداد فرماکر بھولے بھٹکوں کو چاہ ضلالت (شدھی) میں گرنے سے بچاؤ۔ اے نور کے فدائیو! نور کی اعانت کرکے اسلام کا منور چہرہ لوگوں کے سامنے پیش کرو۔ اے نور کے شیدائیو! نور کی محبت کا عملی ثبوت دیکر اسلام کا بول بالا کرو۔ پس نور کے عاشقوں کا فرض ہے کہ جسقدر جلدی ہوسکے نئے خریدار پیدا کرکے عنداللہ ماجور ہوں جب تک آپ ہماری اپیل کا عملی ثبوت نہیں دینگے ہم برابر یاد دہانی کراتے رہینگے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ بار بار آپکو دق نہ کیا جاوے تو جسقدر جلدی ہوسکے آپ اپنے فرض کو ادا کرکے سبکدوشی حاصل کریں۔ کیا نور امید رکھے کہ نور کا ہر ایک عاشق اپنے فرض کو پورا کریگا۔

پٹیالہ کا مقدمہ سڈیشن

مندرجہ عنوان مقدمہ سڈیشن کے متعلق عدالت خاص میں ۱۸ دسمبر کو بھی مسٹر گرے کی تقریر جاری رہی صاحب موصوف ریاست کیطرف سے پیروکار ہیں۔ انھوں نے کہا کہ جہاں تک مجھے علم ہے یہ اپنی قسم کا پہلا مقدمہ ہے جو ایک دیسی ریاست میں عدالت خاص کو تحقیقات کیلئے سپرد کیا گیا ہے۔ مقدمہ ہذا صرف چند شورش انگیز اشخاص ہی کو روشنی میں نہیں لاتا جنھوں نے کسی نئی اخبار کو کوئی چٹھی لکھی ہو۔ یا لیکچر دیا ہو بلکہ انقلاب پسندوں کی ایک بڑی جماعت کی کارروائیوں سے تعلق رکھتا ہے جو برٹش انڈیا اور ہندوستانی ریاستوں میں سڈیشن پھیلا رہے ہیں اس لئے ان کے خلاف اثبات جرم مشکلات سے خالی نہیں۔ بنابریں شہادت کا نہایت غور و احتیاط سے امتحان کیا جانا چاہئے۔ بہ نسبت ایک شخص کے بہت سے آدمیوں پر جرم ثابت کرنا مشکل ہے موجودہ مقدمہ میں استغاثہ کا بیان ہے کہ غدرانہ خیالات کی اشاعت کیلئے ایک سوسایٹی قائم کی گئی تھی جس میں انقلاب انگیز سازشیں اور مباحثات دروازہ بند کرکے کئے جاتے تھے ہذا مقدمہ ہذا میں عینی شہادت وہی دے سکتے ہیں جو سوسایٹی مذکور میں شریک تھے یا جن کے سامنے غدرانہ مضامین پر بحث ہوئی۔ یا وہ اشخاص جنکو کہ جاسوس کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ مسٹر گرے نے تسلیم کہ ان لوگوں کے بیانات پر شک کرنیکی گنجایش ہوسکتی ہے۔ اس لئے وہ عدالت سے درخواست کرینگے کہ وہ سلسلہ واقعات ہی سے بجائے خود نتیجہ اخذ کرلے جنپر بہیئت مجموعی نظر ڈالنے سے استغاثہ کا بیان صحیح و مناسب معلوم ہوگا۔

مسٹر گرے نے آریہ سماج کے بارہ میں کہا کہ اگر فریق ثانی استغاثہ کے الزامات کو بے بنیاد ثابت کرنے میں کامیاب ہو تو مجھ سے بڑھکر کوئی شخص اس بات سے خوش نہ ہوگا۔ الزامات مذکور نہایت واضح ہیں۔ اس ملک میں ایک سوسایٹی آریہ سماج کے نام سے قائم ہے جو حال کے سالوں میں اسبات پر اصرار کر رہی ہے کہ وہ محض ایک مذہبی جماعت ہے لیکن استغاثہ کا خیال ہے کہ وہ پولیٹیکل خیالات کے پھیلانے میں مصروف ہے میں اسکے تمام ممبروں کو متہم نہ کرونگا تاہم یہ بتانے کی کوشش کرونگا کہ سوسایٹی کی بعض شاخیں اسلحہ کے استعمال اور دیگر انقلابی وسائل پر عمل پیرا ہونے کی تحریک کر رہی ہیں۔ بالفاظ دیگر جو شہادت بعض ممبران سوسایٹی کی کارروائی کے متعلق پیش کیجائے گی وہ زیر دفعہ ۱۰ کم و بیش عام سوسایٹی کے خلاف ہوگی میں یہ دیکھ کر خوش ہوں کہ آریہ سماج نے باہمی چندہ سے روپیہ فراہم کرکے ملزمین کیطرف سے پیروی کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے اور یہ دیکھ کر اور بھی مسرور ہوں کہ سماج پنجاب کا ایک لیڈر اس مقدمہ میں قیدیوں کو ڈیفنڈ کرنے کی غرض سے یہاں موجود ہے اس مقدمہ سے گویا سماج کو للکارا گیا ہے اور سماج نے سوسایٹی کو ڈیفنڈ کرنے اور بچانیکے رویہ سے گویا ذمہ داری و جوابدہی قبول کرلی ہے۔ بعدہ مسٹر گرے نے کہا کہ سب سے پہلے وہ یہ ثابت کرنیکی کوشش کرینگے کہ آریہ سماج ایک پولیٹیکل پارٹی ہے اسکے متعلق انہوں نے مختصر طور پر بتایا کہ کن حالات میں برٹش انڈیا میں سوسایٹی مذکور کے بارہ میں قابل اعتراض باتوں کے معلوم کرنے اور بصورت امکان ان کے اثر کو معدوم کرنے کی سعی کیگئی ہے اسوجہ سے بہت سے لوگ دیسی ریاستوں میں پناہ گزین ہوئے۔ دیگر ریاستوں کے علاوہ بعض اشخاص پٹیالہ آئے بنابریں بعض مقامات میں آریہ سماج کی نئی شاخیں قائم کی گئیں۔ استغاثہ کا بیان ہے کہ پٹیالہ سماج گذشتہ میں چار سالوں میں ریاست میں ناراضی پھیلانے میں سرگرم تھی مسٹر گرے نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ ڈیفنس یہ ثابت کرنے کی کوشش کریگا کہ سوسایٹی کے اکثر ممبروں کے علم یا منشا کے خلاف ایسی کارروائی کیجاتی تھی میں عدالت کے سامنے اس قسم کی غدرانہ دستاویزات اور کتابیں جو انکے گھروں سے دستیاب ہوئی ہیں پیش کرونگا جن میں اسبات کی تعلیم دی گئی تھی کہ برٹش گورنمنٹ کو مستاصل کرکے بجائے اسکے ہندوستان میں قومی حکومت قائم کیجائے۔

مسٹر گرے نے کہا کہ جن جرائم کی میں بعد میں تشریح کرونگا۔ ان کا آغاز ۱۹۰۷ء میں ہوا تھا جب کہ جیسا کہ ہر ایک شخص کو معلوم ہے بجرم سڈیشن بہت سی گرفتاریاں عمل میں آئیں اور دو اشخاص خطرناک متصور ہوکر اس صوبہ سے جلاوطن کئے گئے۔ اسکے بعد قتل و ہلاکت و اقدام قتل کی وارداتیں وقوع میں آئیں جنکی غرض یہ تھی کہ برٹش گورنمنٹ کو زور و طاقت سے مستاصل کردیا جائے متذکرہ صدر حالات میں جو باتیں دوسری صورت میں بےضرر اور بعض پہلوؤں سے مناسب متصور ہوتیں نہایت خطرناک نظر آنے لگیں۔ اسکے بعد مسٹر گرے نے آریہ سماج کی کچھ ابتدائی تاریخ بیان

کی جسے سوامی دیانند سرستی نے قائم کیا تھا سوامی ایک مذہبی سادہو تھا جو اس نتیجہ پر پہنچا کہ سوسائٹی بہیئت مجموعی بوسیدہ ہو گئی ہے اسنے لوگوں کو مستعد و سرگرم بنانے کیلیئے ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی اس نے تمام ملک میں اعلان کیا کہ ویدوں کا مذہب لوگوں نے ترک کر دیا ہے اور یہی ہندوستان کی تمام مصائب کی جڑ ہے۔ لاہور میں اسنے آریہ سماج قائم کی اسکے تھوڑے دنوں کے بعد سماج کی دو سبھائیں ہوگئیں ایک کو سوسایٹی کی مختلف شاخوں کے نظم و نسق کا کام سپرد کیا گیا۔ دوسرے سبھا مذہبی تھی جسے اصلاحات کا کام تفویض تھا۔ سبھائے دویم کی ساخت کا مقدمہ ہذا سے نہایت گہرا تعلق ہے۔ یہ ایسے لوگوں سے مرکب تھی جنہیں خود سوامی دیانند نے نامزد کیا تھا۔ دیگر اشخاص کے علاوہ سوامی مذکور نے شکلیجی کرشنا درما کو بھی اس سبھا کا ممبر بنایا۔ کرشنا درما گزشتہ کرسمس تک سبھا کا ممبر تھا۔ مسٹر گرے نے ریمارک کیا کہ انہیں شاید عدالت یا کسی اور شخص کو کرشنا درما کے متعلق کچھ بتانے کی ضرورت نہیں۔ یہ وہی مشہور شخص ہے جسے سر ڈبلیو کرزن وائلی کے قتل ہونے پر پیرس سے بذریعہ تحریر اظہار پسندیدگی کیا تھا۔ سوسایٹی کے بعض ممبروں نے کرشنا درما کے اس فعل کو ناپسند کیا تاہم سوسایٹی کی کتاب سے اسکے نام کے اخراج یا سوامی دیانند نے اسے رکنیت سبھا کا جو اعزاز عطا کیا تھا اس سے اسے محروم کرنے کی کوشش نہیں کیگئی۔ اگر کوئی ایسی سعی ہوئی بھی ہے تو اس کا اعلان نہیں کیا گیا۔ سوسایٹی مذکور شاکی ہے کہ اسکے متعلق ہر قسم کی باتیں بیان کیجاتی ہیں کیونکہ سماج مذکور دیگر مذاہب کے نقایص ظاہر کرتی ہے مسٹر گرے نے کہا کہ میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ اگر ہندو عیسائی اور سکھ سب سماج کے خلاف ہیں تو اسکی صریح وجہ یہ ہے کہ ابتدا ہی سے سوامی دیانند نے دیگر مذاہب کی غلطیاں ظاہر کرنے کی طرف توجہ نہیں کی بلکہ ان کو نہایت ذلیل فحش اور نامناسب زبان میں سخت وسست کہنے میں اپنی طاقت صرف کر دی۔ اس کا خلاف تہذیب لہجہ اور غیر منصفانہ نکتہ چینی بلکہ اس سے بھی بڑھکر ویدک دھرم کے سوا دیگر مذاہب کو برے ناموں سے مخاطب کرنیکی عام شکایت کیجاتی ہے مسٹر گرے نے اسکے بعد بتایا کہ عیسائیوں اور مسلمانوں کے خدا کو کن کن برے ناموں سے مخاطب کیا گیا ہے اور یہ کہ اگر مسٹر گرے ثابت کر سکیں کہ آریہ سماج کے ممبر دیگر مذاہب کے خداؤں کو گالیاں دیتے پھرتے ہیں تو ممبران مذکور جرائم زیر دفعات ۵۰۵ (اور بصورت امکان) ۱۵۳ الف کے مجرم ثابت ہونگے۔

پہلے ظاہر کیا گیا تھا کہ سڈیشن کے چھتر ملزمین میں سے چھے مسلمان ہیں۔ لیکن اب پٹیالہ کا ۲۰ دسمبر کا تار مظہر ہے کہ گزشتہ شنبہ کو ملزمین کی فہرست پر نظر غائر ڈالی گئی اور معلوم ہوا کہ ان میں کوئی مسلمان نہیں اور یہ کہ قبل ازیں ملزموں میں چند مسلمانوں کی موجودگی کی خبر جو شائع ہوئی تھی وہ بے بنیاد ہے اور ایک غلطی کا نتیجہ ہے

سوامی دیانند جی کی فرقہ افشانی

ہم ستیارتھ پرکاش سے کچھ سوامی جیکے اموں لکھین اقتباس کرکے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس مہاشی نے کس بے رحمی سے پیشوایان مذاہب کو بے نقط سنا کر انکے پیرو نکا دل دکھایا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ کالم ہمیشہ سوامی جی کی دُرافشانیوں کیلئے وقف رہیگا۔ سوامی جی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۶۱۹ میں فرماتے ہیں "عیسائیوں کا خدا بے ڈول ہے اُسکا علم بے ڈول۔ خدا نے آدم کی پسلی سے حوا کو پیدا کیا دیکھئے خدا کی کسطرح فلاسفی جھلکتی ہے۔

ستیارتھ پرکاش کے ۶۲۱ میں لکھتے ہیں کہ انجیل کی رو سے خدا جھوٹا اور بہکانیوالا ہے۔ آدم اور حوا کو درخت کے پھل کھانے سے منع کرنے سے خدا (نعوذ باللہ) مکار اور دغاباز ٹھیرتا ہے۔ بھلا ایسی کتاب اور ایسے خدا کو کوئی عقلمند تسلیم کرسکتا ہے۔ پھر ۶۲۲ صفحہ پر فرماتے ہیں کہ عیسایونکا خدا حاسد ہے۔ اور سب زبانوں کو خلط ملط کر دیتا کیا یہ خدا کا کلام (نعوذ باللہ) شیطان کے کام سے بھی برا کام نہیں اور جاہل مطلق کے سوائے بھلا کون آدمی ایسی باتیں سن سکتا ہے۔

پھر ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۶۲۶ میں فرماتے ہیں کہ ابراہیم عیسائیوں اور مسلمانونکا پیغمبر ہے کیا اُسکے اعمال دروغگوئی سے بھرے نہیں بھلا جنکے ایسے پیغمبر ہوں اُنکو علم اور بہبودی کیسے نصیب ہو جب ابراہیم یہ باتیں کر چکا تب خدا اسکے پاس سے اوپر گیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا مثل پرند کے تھا کہ جو نیچے سے اوپر اور اوپر سے نیچے آتا جاتا تھا یا وہ کسی شعبدہ باز آدمی کی مانند ہوگا۔ عیسائیونکا خدا قصاب کی مانند ہے صفحہ ۶۲۶۔ عیسائیونکا خدا لڑکوں اور عورتوں کی مانند چڑتا ہے اور طعن دیتا ہے صفحہ ۶۲۶۔ عیسی کی کتاب جھوٹی ہے عیسائی کچھ غور نہیں کرتے صفحہ ۶۲۵ دیکھو عیسائیونکے خدا کا تماشا لڑکوں اور عورتوں کی مانند چڑتا ہے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۲۶ اب دیکھو عیسائیونکے خدا کا تماشا

بچوں پر بھی رحم نہیں آتا جنکا خدا ایسے کام کرتا ہے تو اُنکے عابد کیوں نہ کریں صفحہ ۶۲۶ بائبل میں چند سچی باتوں کے سوا باقی تمام خرافات سے بھرا ہوا ہے صفحہ ۶۲۷ واہ عیسائیوں کے خدا تو تو عجیب ڈاکو ہے - صفحہ ۶۳۱ - بائبل کا خدا محدود العقل ہے اور ابراہیم ایک سادہ لوح آدمی تھا - صفحہ ۶۲۷ - تعجب ہے کہ کیسے جھوٹ اور مکر اور فریب سے اولیا اللہ اور پیغمبر بن جاتے ہیں ۶۳۰ - عیسائیوں کا خدا اکھاڑے کا پہلوان ہے کشتی لڑتا ہے جنگ کرتا ہے - صفحہ ۶۳۱ -

ناظرین آپ دیکھیں کہ سوامی جی نے کس بے رحمی سے مسلمانوں اور عیسائیوں کا دل دکھایا۔

آریہ سماج کا بنیادی پتھر

یہ ایک معنی خیز اور غور طلب معمہ ہے کہ سوامی جی نے اپنی حیات میں جسقدر سبھائیں قائم کیں اور ان سبھاؤں (انجمنوں) کے جسقدر ممبر او عہدہ دار منتخب کئے انکی مذہبی اخلاقی اور سوشل حالت کیسی تھی تو معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی نے جسقدر عہدہ دار منتخب کئے انہیں آرین دہارمک اصولوں سے قطعاً مس نہ تھی اور انمیں بعض تو خدا کی ہستی سے ہی منکر تھے اور وید بانی کو دور سے ہی سلام کرتے تھے مگر یہ جانکر بھی سوامی جی نے بڑے خوشی اور تپاک سے انہیں آریہ سماج اور پر اوپکارنی سبھا کا ادھکار (عہدہ دار) مقرر کیا چنانچہ علاوہ اور بہت سی مثالوں کا جن کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ ہم اپنے کسی آئندہ ایشو میں کرینگے ہربرٹ سپنسر کا پیرو شیام جی کرشن ورما جو ہندوستان کے انارکسٹوں کا گرو گھنٹال ہے جسنے پچھلے دنوں مدن لال دہینگرہ کی سفاکانہ کارروائی پر اسکی پیٹھ ٹھونکی تھی اور سوامی جیکا مشہور پیراتھنا سماجی مجلس مہادیو گوبند راناڈے وغیرہ وغیرہ کو مقرر کیا اور آریہ سماج لاہور کے عہدہ داروں کے انتخاب پر بھی برہمو سماج کے بعض ممبروں کو خود بخود تجویز کرنا بھی ضرور کچھ معنی رکھتا ہے جسن "سُدہا چار" کی اب آریہ سماج میں لوگ پکار مچاتے ہیں اگر اسپر بھی غور کیا جائے تو سوامی جی کے انتخاب شدہ ممبران سے بجز نتیجہ اور نو اور موٹے موٹے پاپوں جوا - شراب خوری وغیرہ کا کھلم کھلا ارتکاب کرتے تھے انہیں دہارمک پوترتائی سے کچھ سروکار نہ تھا چنانچہ جن جن سماجوں کو سوامی جی نے قائم کیا ہے اُن اُن مقاموں پر تحقیقات کرنے سے ہمارے دعوے کی تصدیق ہوتی ہے -

ایسی خبریں کی بھرتی جنہیں آرین دھرم سے چنداں مس نہ تھی یہ واقعات ہمیں اس نتیجہ پر پہنچنے کیلئے مائل کرتے ہیں کہ مذہبی عقائد میں دیانتداری اور صدق دلی دہارمک قدمیت اور اخلاق حالت کو مضبوط رکھنا اسکے بانی کی علت غائی نہ تھی بلکہ انکی علت غائی ان اصولوں کے علاوہ کچھ اور ہی تھی وہ علت غائی کیا تھی؟ زمانہ خود بخود اسکا انکشاف کرتا ہے ہمارے اظہار کی ضرورت نہیں -

نوٹس کی پکار

اخبار ہذا کا نمبر بعض دوستوں کیخدمت میں بطور نمونہ بھیجا گیا ہے - اور نمبر ۹ یعنی یکم فروری کا پرچہ انشاء اللہ تعالیٰ وی پی ہوگا امید کہ آپ صاحبان وی پی وصول فرما کر عنداللہ ماجور و عندالناس مشکور ہونگے - اگر کسی وجہ سے خریداری منظور نہ ہو تو براہ نوازش مطلع فرما دیں تاکہ خواہ مخواہ کی زیرباری نہ اُٹھانی پڑے -

نمایش کا نظارہ اور ہمارا دل پارہ پارہ

پچھلے ہفتہ ہمیں لاہور جانیکا اتفاق ہوا اور بعض دوستوں کی ترغیب سے نمایش کے دیکھنے کا بھی شوق چرایا نمایش کی بہار عین جوبن پر تھی کہیں پُرانی دستکاری کے نمونے تھے تو کہیں نئی صنعت و حرفت کی جھلک نمایاں تھی کہیں مشرقی اعجوبہ اشیاء قرینہ سے رکھی ہوئی تھیں تو دوسری جگہ مغرب کی نادر اشیاء کی گرم بازاری تھی مگر تمام فیکٹریوں کے مالک قریباً قریباً ہندو صاحبان ہی تھے جو انکی زندہ قوم ہونیکا ثبوت ہے ہمنے ناخنوں تک زور لگایا کہ کہیں مسلمان کی دوکان بھی نظر آئے آخر دے دے کر ایک مسلمان کی دوکان نظر آئی ہم بڑے چاؤ اور امنگ سے اس دوکان میں داخل ہوئے مگر وہاں کیا تھا چائے اور ڈبل روٹی اور اسپر بھی مکھیوں کی بھنبھناہٹ یہ دیکھ کر ہمارے دل پر چرکہ لگا اور آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے اور دل ہی دل میں کہتے تھے کہ اے خدا مسلمان کیسی پستی میں جا پڑے ہیں کہ ایسی نادر نمایش میں ان بیچاروں کو سوائے چائے اور ڈبل روٹی کے دوسری چیز نہ ملی خدا ہی ہے جو ہماری بگڑی کو بنائے -

یہ نہایت ضروری ہے کہ ناظرین اور دیگر اصحاب قوم کی ظاہری اور باطنی طہارت کیلئے نئی نئی تجاویز سوچیں اور قوم کو اعلیٰ مدارج ترقی پر پہنچانیکی سعی فرماویں -

شرم کی الٹی پٹی

۳۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء

کا پرکاش "اسلامی اخبارات کی نظر عنایات" کی سرخی کے نیچے ایک دیانندی کے خط کے جواب میں لکھتا ہے کہ وہ اسلئے یہ اقتباسات شائع کرتا رہتا ہے کہ دیانندیوں کو معلوم

ہو جائے کہ انہیں اپنی زندگی قائم رکھنے کیلئے کسقدر حرکت اور جد و جہد کی ضرورت ہے اگر لالہ صاحب کی مراد حرکت اور جد و جہد سے وہی ہے جو چند روز ہوئے مخنون آریہ نے آریہ سماج میں پیدا کی تھی اور سماج کا گند دنیا پر ظاہر کر دیا تھا تو یہ حرکت تو ثابت کر رہی ہے کہ یہ چراغ بجھنے کو ہے۔ پگڑی اچھال گروہ دنیا میں جوتے کھا کر ہی زندہ رہ سکتا ہے بے شرمی کی زندگی موت سے بدتر ہوتی ہے مگر شرم چہ کتی است کہ پیش ..... بیاید۔

اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا

نور کے کسی گزشتہ پرچہ میں جو کسی بے نام و نشان نیوگی کی دھمکی کا حوالہ دیا گیا تھا اسپر حاشیہ چڑہاتا ہوا پرکاش لکھتا ہے کہ ہمیں یہ ماننے سے انکار ہے کہ یہ دھمکیاں کسی آریہ پرش سے آئی ہیں کیونکہ جب اٹاوہ کے مقدمہ نے یہانتک ثابت کر دیا ہے کہ آریوں کو پھنسانیکے لئے مسلمان جعلسازی تک کر سکتے ہیں تو اس غرض کو حاصل کرنیکے لئے چٹھی تو ایک معمولی بات ہے پھر لکھتا ہے کہ لیکن اگر بفرض محال کسی آریہ بھائی نے اسلامی اخبارات کی شر انگیز اور دل دکھانیوالی تحریرون سے جوش میں آکر یہ چٹھیان لکھ دی ہیں تو ہم اسے کہینگے کہ وہ آئندہ ایسا نہ کرے کیونکہ ہمارا دھرم ہمیں اس کام کی اجازت نہیں دیتا کہ ہمارا کام شہید بننا ہی ہے غازی بننا نہیں۔ غالباً ناظرین حیران ہونگے جب یہ معلوم کرینگے کہ یہ مہاشے اسی سماج سے تعلق رکھتے ہیں جنکے جنرل سکریٹری کا یہ مقولہ ہے جو ایک بیرسٹر اور بی اے ہیں یعنی لالہ روشن لال۔ کہ سماج کی رکھشا کیلئے وہ جھوٹ بولنے اور چوری کرنے کے لئے تیار ہیں۔ پھر ایسے مہاشوں کا اسطرح ملمع سازی کرنا چہ معنی۔ اسلام اپنے سچے پیروؤں کو کبھی جھوٹ بولنے اور چوری کرنیکا حکم نہیں دیتا بلکہ اپنی حفاظت کیلئے انسانی طاقت کا محتاج تک نہیں۔ چہ جائیکہ کوئی جھوٹ بولکر یا چوری کر کے اسکی رکھشا کا دعوے کرے وہ صاف لعنۃ اللہ علی الکذبین فرماتا ہے۔ مہاشہ پرکاش کی سچائی تو دینا پر مہتہ جیمنی داس پلیڈر لائلپور کے خط مندرجہ پتنندر ۷ اراگست سنہ ۱۹۰۹ء سے ظاہر ہے وہ لکھتا ہے کہ "ان کی (پرکاش اور لچھمنداس) تحریریں زیادہ تر ہتک آمیز۔ کینہ اور عداوت سے بھرپور ہیں آپ پر جو الزامات لالہ لچھمنداس یا پرکاش نے لگائے ہیں وہ نہ صرف لغو اور جھوٹے ہیں بلکہ انسانیت سے گرے ہوئے ہیں — کمینہ اور بزدل انسان بھی ایسے الزام لگانیکی جرات نہیں کرتا۔ اسی پر بس کرتے ہوئے مہتہ جی فرماتے ہیں کہ آریہ سماج میں اگر ذرا بھی طاقت یا دھرم کا بل ہو تو ایسے (لچھمنداس دوست پرکاش) پرش کو سنگسار کر دے اور آریہ سماج سے کان پکڑ کر باہر نکالدے۔

یہ تحریر مہاشہ پرکاش کے دھرم کا ایک عمدہ سارٹیفکٹ ہے ایسے لغو جھوٹے اور انسانیت سے گرے ہوئے آدمیوں کا مسلمانوں پر شر انگیز تحریروں کا الزام لگانا کہانتک درست ہو سکتا ہے جنکی تحریریں آپ میں ہی ہتک آمیز کینہ اور عداوت سے بھرپور رہیں مسلمان انسے کس نیکی کی امید کر سکتے ہیں۔ مہتہ جی افسوس کرتے ہیں کہ آریہ سماج میں طاقت نہیں ورنہ وہ اس تہذیب کے زمانہ میں اپنے ایسے آریہ بھائیوں کو سنگسار کرنے سے بھی نہ چوکتے۔ مہاشہ پرکاش سے نزدیک شاید غازی بننے کیلئے سماجی اپنے ممبروں پر سینگ بھی لگالیں۔ اس سے زیادہ غازی بننے کی کیا مثال ہو سکتی ہے۔ مگر سچ ہے انہیں اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا

(ابو الفضل سوہدوی)

ہوا کا رخ

شیعہ کانفرنس میں قرارپایا کہ آئندہ مردم شماری میں شیعہ مسلمانوں کی آبادی علیحدہ دکھلائی جائے ٹھیک ہے اپنی اپنی ڈفلی اور اپنا اپنا راگ۔

(۲) ممن سنگھ کے سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر مکاڈو صاحب بہادر نے اپنے بنگلہ کے قریب ایک یورپین لیڈی کو نشانہ بندوق سے مار ڈالا۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور یہ حرکت۔ توبہ

(۳) مسٹر ڈکی یورپین جو پچھلے دنوں بڑے دھول ڈھمکے سے شدھ کیا گیا تھا لاہور کے مشہور آریہ لیڈر کا کچھ روپیہ لیکر چمپت ہو گیا بولو شدھی کی جے۔

(۴) ٹرووہائی سکول کے تقسیم انعام کے موقعہ پر ڈھاکہ کے بشپ صاحب نے فرمایا کہ میری زندگی اور آسایش کے دارومدار میرے کالر کی درستی پر منحصر ہے بشپ اور فیشن کا چسکا۔ چہ خوب

(۵) موضع گلھیوڑی ضلع بدایون میں چھ مسلمان اشدھ ہو گئے۔ مگر مسلمان مزے سے خراٹے لے رہے ہیں۔

(۶) انادکشان ولایت نے کانگریس لاہور کے والنیٹروں کے نام مفسدانہ اشتہار بھیجے مگر اسمیں سرکار عالی کا کیا بگڑتا ہے البتہ ملک میں بدنامی اور بدقسمتی میں شبہ نہیں۔

(۷) **سلطنت** عثمانیہ کے وزیر اعظم مستعفی ہو گئے حقی پاشا نئے وزیر اعظم ہونگے۔

(۸) نہایت خوشی کی بات ہے کہ نواب صاحب ڈہاکہ دام اقبالہم نے مدرسہ اسلامیہ دیوبند کے لئے پچاس روپیہ ماہانہ کی امداد منظور فرمائی اور مبلغ چارسو روپیہ یکمشت عطا فرما دیئے۔ والحمد للہ علی ذالک۔

(۹) غیر مسلم رعایا کی فوجی بھرتی میں عیسائی اور یہودی روحانی پیشواؤں نے یہ شرط پیش کی تھی کہ عیسائیوں کی جداگانہ پلٹنیں ہوں اور یہودیوں کے کھانیکا انتظام

قابل توجہ جناب پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب بہادر پنجاب

محکمہ ڈاکخانہ میں مسلمانوں کی حق تلفی کا منظر ہم اپنے پچھلے نمبر میں دکھلا چکے ہیں اور بالخصوص امرتسر ڈویژن ڈاکخانہ کے عملہ سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اس ڈویژن کی خصوصیت یہ ہے کہ آج تک کسی حلقہ میں کوئی مسلمان انسپکٹر نہیں اہلکاروں میں بعض بعض مسلمان بھی ہیں مگر تعداد میں اہمیت کے اعتبار سے اُن کا پایہ اسقدر کم رکھا گیا ہے کہ وحشی قوم زولو کے اہلکار بھی اُن سے زیادہ ہی ہونگے نائیگریا کے حبشیوں کو بھی وہاں کی گورنمنٹ نے تناسب کے مطابق عہدے دیئے ہیں لیکن حکام ڈاک نے مسلمانوں کی حیثیت اس سے بھی کچھ کم سمجھ رکھی ہے۔ اہلکاروں کی فہرست ملاحظہ ہو

نمبر شمار	نام اہلکار مع عہدہ	مقام	تنخواہ ہندو	تنخواہ مسلمان	کیفیت
۱	مسٹر اپیل بی	امرتسر	ماصہ	۰	[illegible]
۲	ملکا رام انسپکٹر	پٹھانکوٹ	ماصہ ر	۰	
۳	نند لال ″	امرتسر	ماسعہ	۰	
۴	رام رکھا ″	ترنتارن	ماسعہ	۰	
۵	لچھمی نرائن	گورداسپور	ماسعہ	۰	
۶	سردار نہال سنگھ ہیڈ محرر	۰	لسعہ ر	۰	
۷	کلیان داس پوسٹ ماسٹر	گورداسپور	ا ر	۰	
۸	بھگوان داس سب پوسٹ ماسٹر	ترنتارن	معہ	۰	
۹	عبدالعزیز سب پوسٹ ماسٹر	دھاریوال	×	معہ	
۱۰	نواب خان سب ہیڈ سگنلر	ڈلہوزی	×	سعہ ر	
۱۱	کرم چند سب پوسٹ ماسٹر	بٹالہ	سعہ	۰	
۱۲	چرنجی لال ″	بکلوہ	سعہ	۰	
۱۳	کنہیا لال ″	سجان پور	معہ	۰	
۱۴	گنیش داس ″	پٹھانکوٹ	صہ	۰	
۱۵	مہر چند ″	اجنالہ	صہ	۰	
۱۶	جگن ناتھ سب پوسٹ ماسٹر	بیاس	صہ	۰	
۱۷	عبدالغنی	دینانگر	۰	صہ	
۱۸	عبدالمجید کلرک	گورداسپور	۰	صہ	
۱۹	مقبول الٰہی سب پوسٹ ماسٹر	[illegible]	۰	معہ	
۲۰	حاکم رائے کلرک	گورداسپور	للعہ	۰	۰
۲۱	دیپ رائے سب پوسٹ ماسٹر	شکر گڑھ	للعہ	۰	۰
۲۲	سکھدیال کلرک	گورداسپور	للعہ	۰	۰
۲۳	موہن لال کلرک	ڈلہوزی	للعہ	۰	۰
۲۴	بھولا ناتھ سب پوسٹ ماسٹر	سنبھیال	للعہ	۰	۰
۲۵	بالمکند ہیڈ کلرک	گورداسپور	للعہ	۰	۰
۲۶	گنگا سنگھ سب پوسٹ ماسٹر	ڈیرہ دوال	للعہ	۰	۰
۲۷	نند لال سب پوسٹ ماسٹر	کلانور	للعہ	۰	۰
۲۸	الٰہ بخش ″	سرہالی	۰	للعہ	۰
۲۹	مولا بخش ″	[illegible]	۰	للعہ	۰
۳۰	عبدالمجید کلرک دفتر سپرنٹنڈنٹ	۰	۰	للعہ	۰
۳۱	نواب دین سب پوسٹ ماسٹر	[illegible]	۰	للعہ	۰
۳۲	نورالدین کلرک	دھاریوال	۰	للعہ	۰
۳۳	نوہاریا رام کلرک	ڈلہوزی	سعہ	۰	۰
۳۴	دوارکا داس ″	گورداسپور	سعہ	۰	۰
۳۵	راج بہادر سب پوسٹ ماسٹر	راجہ سانسی	سعہ	۰	۰
۳۶	بہاری لال	ڈلہوزی صدر بازار	سعہ	۰	۰
۳۷	شنکر داس سب پوسٹ ماسٹر	نوشہرہ	سعہ	۰	۰
۳۸	دیا رام سگنلر	بکلوہ	سعہ	۰	۰
۳۹	گنگا رام سب پوسٹ ماسٹر	[illegible]	سعہ	۰	۰
۴۰	گوردھن لال کلرک	گورداسپور	سعہ	۰	۰
۴۱	امرناتھ سب پوسٹ ماسٹر	بٹالہ	سعہ	۰	۰
۴۲	ملک راج کلرک بیلون ماؤنٹ	ڈلہوزی	سعہ	۰	۰
۴۳	شریف حسین سگنلر	بٹالہ	۰	سعہ	۰
۴۴	شمس الدین کلرک	ترنتارن	۰	سعہ	۰
۴۵	سراج دین کلرک	ترنتارن	۰	سعہ	۰
۴۶	محمد حنیف کلرک	بٹالہ	۰	سعہ	۰
۴۷	محمد جمیل کلرک	دھاریوال	۰	سعہ	۰
۴۸	عبدالمجید سب پوسٹ ماسٹر	[illegible]	۰	سعہ	۰
۴۹	خیر الدین کلرک دفتر سپرنٹنڈنٹ	۰	۰	سعہ	۰
۵۰	گوبند رام سب پوسٹ ماسٹر	[illegible]	عہ	۰	۰
۵۱	[illegible] رام ″	[illegible]	عہ	۰	۰
۵۲	رام لال ″	ڈیرہ نانک	عہ	۰	۰
۵۳	[illegible] رام ″	مادھو پور	عہ	۰	۰
۵۴	ہری چند ″	پٹھانکوٹ	عہ	۰	۰
۵۵	بالمکند کلرک دفتر سپرنٹنڈنٹ		عہ	۰	۰
۵۶	چرنجی لال ″	دینانگر	عہ	۰	۰
۵۷	گردھاری لال ″	جنڈیالہ	عہ	۰	۰
۵۸	رنگھیر داس کلرک	بٹالہ	عہ	۰	۰
۵۹	گیان چند ″	ترنتارن	عہ	۰	۰
۶۰	[illegible] سگنلر	پٹھانکوٹ	عہ	۰	۰
۶۱	گوراندتا کلرک	گورداسپور	عہ	۰	۰
۶۲	مولراج سب پوسٹ ماسٹر	[illegible]	عہ	۰	۰
۶۳	فقیر محمد پوسٹ ماسٹر	مجیٹھہ	۰	للعہ	۰
۶۴	پریم داس سب پوسٹ ماسٹر	فتح گڑھ	للعہ	۰	۰
۶۵	منشی اللہ دتا ″	قادیان	۰	للعہ	۰
۶۶	امام الدین ″	[illegible]	۰	عہ	۰
۶۷	محمد اسماعیل کلرک		۰	عہ	۰
۶۸	حسین بخش سب پوسٹ ماسٹر		۰	عہ	۰
۶۹	فیض احمد ″	دھرم کوٹ	۰	عہ	۰
۷۰	رشید احمد سگنلر	گورداسپور	۰	عہ	۰
۷۱	احمد بخش ہیڈ سگنلر	″	۰	عہ	۰

اس تفصیل کے اجمال کو یوں سمجھنا چاہیئے کہ امرتسر ڈویژن کے محکمہ ڈاک کا عملہ ۷۱ اہلکاران سے مرکب ہے جن میں ۴۶ ہندو ہیں اور ۲۵ مسلمان ہیں ان اہلکاروں کی ماہوار تنخواہ [illegible] روپے ہے جسمیں مسلمانوں کو [illegible] روپے ملتے ہیں اور ہندوؤں کو [illegible] ماہوار عنایت ہوتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ڈاکخانہ کی اس سہل انگاری کا مسلمانوں پر کیا اثر پڑنے والا ہے۔ اور اس حق تلفی کی تہ میں کیا کیا نتائج مضمر ہو سکتے ہیں۔ اسکا جواب امید ہے کہ حکام ڈاک خود بہتر سمجھتے ہونگے یا کم از کم سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

المشتہر اخبار نور قادیان پنجاب
خریدار نمبر ۱۱۵ بجالی خدمت
براہ
Islam

رجسٹرڈ نمبر ایل DCCII
شہباز صاحب موضع دو دیال
پنڈدادن ضلع جہلم

لو تمہیں طور تسلی

فرخدا پاؤگے

یھدی اللہ لنورہ من یشآء

نور

قادیان سے ہرمہینہ دو دفعہ
شائع ہوتا ہے ۔ ۱۰ تاریخ
نمبر فروری ۱۹۱۰ء

(۱) اسلام کی برکات دیگر مذاہب پر
(۲) آریوں اور عیسائیوں سے موسوں بچانا۔
(۳) الزامات کی گرد و غبار کو اسلام کے منور چہرہ سے بدلائل نقلی اور عقلی دور کرنا۔
(۴) تاج برطانیہ کی خیرخواہی سکھ قوم میں اور انکی تعلیم کا پرچار کرنا

مہینے میں دو دفعہ شائع ہوتا ہے
قیمت سالانہ عہ ششماہی عہ ہوگی
اور طلباء سے عہ سالانہ پیشگی۔
(۲) امرائے عظام سے امتیاز قیمت ۔ عہ
سالانہ جو کچھ عطا کریں وہ عطیہ تصور ہوگا
ایسے حضرات کے اسمائے گرامی سرپرستان
رسالہ ہذا کی فہرست میں درج ہونگے۔

نمبر ۹ ۔ ایڈیٹر شیخ محمد یوسف نومسلم سابق سورن سنگھ ودوان برہمچاری ۔ جلد ۱

ہوا کا رخ

(۱) کپتان شیکلٹن ایک اور مہم قطب جنوبی کی تحقیقات کیلئے لے جانے کا سامان کر رہے ہیں۔

(۲) مسٹر شیلفورڈ انجنیر نے آٹھ یورپینوں سمیت وسطی افریقہ کے مقام سنگاری پر ایک عجیب جھیل کا پتہ لگایا ہے جسکے پانی سے علاقہ مذکور میں ۲۰ مربع میل کے اندر سوڈا وغیرہ کے ذخائر کی موجودگی معلوم ہوئی ہے اب گورنمنٹ یوگنڈا ریلوے کی ایک شاخ اس جھیل تک جاری کریگی اور ذخائر اسمیں سے نکالے جائینگے۔

(۳) مسٹر منٹگمری مجسٹریٹ ناسک نے سات ملزموں پر مقدمہ کی کارروائی شروع کردی ہے جنپر مسٹر جیکسن کے قتل کا الزام لگایا گیا ہے خان بہادر داور صاحب سرکار کی طرف سے پیروکار ہیں۔

(۴) ٹرکی اور کریٹ برطانیہ اور روس بابعالی کی عرضداشت کے جواب میں اہل کریٹ کی ناعاقبت اندیشانہ پالیسی پر افسوس ظاہر کرتے ہیں اور اس جزیرہ کے قائمقام ایتھنز میں نہ بھیجے جانیکا انسداد کرنیکی امید دلاتے ہیں۔

(۵) امیر صاحب نے کابل سے جلال آباد روانہ ہونے سے پہلے تمام افغانوں کو جو سازش کے شبہ میں ہنوز قید تھے رہا کردیا مگر پنجابی ملزموں کو بدستور جیلخانہ میں بھیجدیا کیونکہ وہ اپنی بے گناہی امیر صاحب کے اطمینان کے بموجب ثابت نہ کرسکے۔

(۶) بھائی پرمانند دیانند اینگلو ویدک کالج کی سب کمیٹی نے پروفیسر پرمانند کو انکے خلاف مقدمہ ہونیکے سبب پروفیسروں کے عملہ سے نکالدیا۔ واقعی مصلحت وقت اسی بات کی مقتضی تھی۔

(۷) سرکاری طور پر اعلان کردیا گیا ہے کہ جدہ طاعون زدہ ہے۔

(۸) لنڈن ۱۲ جنوری قسطنطنیہ کا ایک تار مظہر ہے کہ کیبنٹ کے ارکان معین ہوگئے محمود شوکت پاشا وزیر جنگ اور رفعت پاشا بدستور وزیر صیغہ خارجہ رہینگے۔

(۹) مسٹر ارابندو گھوش کلکتہ سے جو اخبار شائع کرتے ہیں اسمیں لکھتے ہیں کہ بہاڑ کے ایک دور افتادہ گوشہ سے خبر پہنچی ہے کہ عنقریب کچھ اور آدمی جلاوطن کئے جانے والے ہیں۔

(۱۰) جرمنی کے علماء نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ اسلامی زندگی کے حالات کی کامل تحقیقات اور اس دین قویم کی چھان بین کرینگے اور وہ مسلمانوں کے رسم و رواج اور لٹریچر تاریخی تجارتی و حقیقی حالات

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپکر شیخ محمد یوسف مالک و ایڈیٹر کے لئے شائع ہوا۔

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنین حائل
کجا دانند حالِ ما سبکسارانِ ساحلہا

بھارت شدھی اور ہم

یوں تو آئے دن اخبارات کے ذریعے مسلمانوں کے مرتد ہونیکی خبریں ملتی رہتی ہیں لیکن بھارت شدھی کی سالانہ رپورٹ ضرور مسلمانوں کے دل ہلا دینے والی ہے جولائی ۱۹۰۸ء سے جولائی ۱۹۰۹ء تک آرین مہاشوں نے ۲۰۵۶ آدمی شدھ کر لئے یہ پہلے سال کی رپورٹ ہے۔ آئندہ سال کے لئے مسلمانوں کو سوچ لینا چاہیئے کہ اس سے دُگنی تعداد میں رپورٹ شائع ہوگی اور اگر ہر سال یہی عمل جاری رہا تو اسکا نتیجہ نہایت بھیانک ہوگا جسکا تصور کرتے ہوئے بھی دل کانپ اُٹھتا ہے۔ کسقدر افسوس کی بات ہے کہ وہ قومیں جنکے مذہب کی بنیاد دریت پر ہے وہ اسیطرح تن من سے کام کریں بھوکے رہیں پیاسے مریں مگر اپنی دُشمن ہیں برابر بڑھے جائیں مگر اسطرف ہماری حالت کہ اگر کوئی مرتد ہوتا ہے تو بلا سے اگر کوئی شدھ ہوتا ہے تو ہوا کرے۔

آہ یہ سچ ہے کہ تمدن اور معاشرت کا یہ قاعدہ ہے کہ وہ کبھی ایک مقام یا جد پر قائم نہیں رہتے بلکہ اسکے مرکز ثقل میں ہمیشہ تحریک تذلیل ہوتی رہتی ہے یہ اصول کسی واحد شخص کی سوانح عمری کو سامنے رکھ کر قائم نہیں کیا گیا بلکہ ان زبردست اقوام عالم کے

حوائج اور قدرتی نشو ونما

پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ جو صفحۂ ہستی پہ ممیز درجہ حاصل کرچکی تھیں بعض رو بانحطاط ہو کر بالکل نیست و نابود ہو گئیں بعض سسک رہی ہیں بعض کا عالم شباب ہے اور بعض نے زمانۂ طفولیت کو طے کر کے ابھی ابھی ترقی کے زینہ پہ چڑھنا سیکھا ہے ان مختلف مدارج کے اسباب کی تحقیق فلسفہ معیار التہذیب کی جان ہے۔

آہ دوستو! میری بات سے ناراض ہونا نہیں ہمیشہ دل لگتی کہا کرتا ہوں لگی لپٹی سے واسطہ نہیں نفس الامر یہی ہے کہ ہماری قوم بھی انہیں اقوام کا ہم پلہ ہے جو آجکل —

سسک رہی ہے

مگر رونا ہے تو یہ ہے کہ دیگر اقوام تو اپنی سسکیوں کے دور کرنیکے اپاؤ میں لگی ہوئی ہیں۔ تن من سے اپنی اُبھار کی کوشش میں ۔۔ ہیں مگر ایک ہم ہی ہیں جو ذلت اور رسوائی کی زندگی بسر کر رہے ہیں مگر غیرت کو جوش میں نہیں لاتے یہ میری رائے نہیں بلکہ ایک بڑا مدبر ہند بھی بڑے غور و خوض کے بعد اسی نتیجہ کو پہنچا ہے۔

اب ہمنے اپنے دیں کو بنایا چھوئی موئی
دنیا میں اور دیں میں تانے لگے دوئی
پھر قادر اسقدر نظر نار سا ہوئی
شمشیر ننگیا جو حقیقت میں تھی سوئی
دیں کی عوض تعصب و ادبار رہ گئے
دیندار اصل مر گئے بدنام رہ گئے
دنیا گئی کہ ہم نہ ہوئے اسکے خواستگار
اور کیونکہ ہوتے مولوی جنت کے چوبدار
مسجد میں وعظ کہتا تھا منبر پہ آشکار
مفلس بمیر مومن و دست طلب مدار
دنیا و دیں کے ربط کی رسی کو کاٹ کے
دہوبی کے کتے ہوگئے گھر کے نہ گھاٹ کے

اگرچہ اس مدبر نے مفلسی کو ہمارے ادبار کا حقیقی باعث قرار دیا ہے اور بعض کی یہ رائے ہے کہ سلطنت کے جانے سے ہماری قومی عزت بھی جاتی رہی مگر یہ ایسا قاعدہ ہے جو **کلیہ** نہیں واقعات اسکا رد کرتے ہیں دنیا میں بعض قومیں ایسی بھی ہو گذری ہیں اگرچہ انہیں سلطنت حاصل نہ تھی مگر انکی عام حالت انکا تمدن انکی معاشرت انکی حسن انتظام اور انکے امور سیاسی کی تقلید کے لئے تو اریخ —

ڈنکے کی چوٹ اعلان کر رہی ہے

قدیم یونانیوں پر ہی غور کیجئے ولادت مسیح سے ۱۸۲۸ء تک جسے تقریباً دو ہزار برس ہوتے ہیں یونانی قوم سلطنت کو خیر باد کہہ چکی تھی پہلے رومیوں کی بعد ازاں ترکوں کی غلام رہی۔ مگر —

اسیری میں بھی لطف شہنشاہی تھا

رومی علما کے لئے یونان منبع و مخزن تھا یونانی علوم و فنون اور تمدن لوگ بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور انکی تقلید کرنا

اپنا فخر سمجھتے تھے

مرحوم مسلمان ہسپانیہ کو ہی یاد کیجئے وہاں نہ سلطنت اور نہ دولت سلطنت و دولت تو بالائے طاق وہاں سے ہماری ہستی بھی مدت مدید سے مٹ چکی ہے مگر مشرق و مغرب ہمارے محاسن میں رطب اللسان ہو رہے ہیں اور انکی تہذیب و تمدن بلکہ روزانہ گفتار و کردار میں بھی غرناطی اور قرطبی اثر جلوہ گر ہے اب دوسرے پہلو پر غور فرمائیے بعض اقوام کو سلطنت و امارت تو میسر ہے مگر اخلاقی اور تمدنی حالت سے وہ ایسی گری ہوئی ہے کہ لوگ انکے نام پر ہی ناک بھویں چڑہاتے ہیں مشرق میں چین مغرب میں ہسپانیہ و مراکو کو لے لے تو مسلمان بھی ہیں اور صاحب سلطنت بھی مگر گیا تمام دنیا انہیں ایسی عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے جیسے اندلس

والو نکو اب فرمائیے سلطنت یا مفلسی بذات خود کیونکر قومی نشوونما کا باعث ہو سکتی ہیں اسوقت میں بڑے زبردست فرانسیسی مصنف کی رائے ظاہر کرتا ہوں جسنے بڑے غور و خوض سے اس مضمون پر مدلل و مشرع کتاب لکھی ہے اور اسکے آخری الفاظ یہ ہیں۔

"تمدن کے لحاظ سے بہت کم قومیں عربوں پر فوقیت لیگئی ہیں اور کسی قوم نے اتنے تھوڑے زمانہ میں ایسی علمی ترقی حاصل نہیں کی مذہبی لحاظ سے انھوں نے دنیا کے مذاہب میں سے ایک بہت بڑے مذہب کی بنیاد ڈالی وہ مذہب جو اسوقت بھی سب سے زیادہ زندہ مذہب ہے۔ ملکی لحاظ سے اُنھوں نے تاریخ عالم کی حکومتوں میں سے ایک بہت بڑی حکومت قائم کی۔ دماغی اور اخلاقی حالت کے لحاظ سے انھوں نے یورپ کو متمدن کیا بہت کم اقوام اسقدر بلندی پر پہونچی ہیں۔ **مگر بہت کم اقوام ہیں جو اسقدر پست ہو گئی ہوں** اور کوئی قوم ان سے بہتر مثال ان مختلف اسباب کے اثر کی نہیں ہو سکتی جو حکومتوں کے قیام اور انکی ترقی و تنزل کے ہوتے ہیں۔"

بے شک یہ رائے نہایت ہی قابل قدر ہے اور ہماری گذشتہ اور موجودہ حالت کا فوٹو ہے مگر اسپر بھی بعض حضرات کہتے ہیں کہ ہماری حالت میں کسی قسم کی ترمیم و تجدید کی ضرورت نہیں ہم اصلاح کے محتاج نہیں اگر کوئی مرتد ہوتا ہے تو بلا سے مگر اسبات کا ہمارے پاس مطلق کوئی جواب نہیں کہ ہمسایہ اقوام و ادیان جو کسی زمانہ میں ہمیں عزت کی نگاہ سے دیکھتی تھیں وہی قومیں اور مذاہب آجکل ہمیں کیوں حقارت کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔

اکنون اگر فرشتہ گوگو یدت چہ سود
در شہر صد حکایت بدنامی تو رفت

علماء کرام اور اولڈ سکول آف تھوٹ والے مجھے معاف رکھیں میں اسکے اظہار کے لئے مجبور ہوں۔

ہمیں یہ غیرت گوارا نہیں یہ رسوائی یہ ذلت یہ پستی دیکھ کر

ہمارا دل پھٹا جاتا ہے

آہ پر آہ فغاں پر فغاں اور نالہ پر نالہ جاری ہوتا ہے۔

وہ اسلام جس نے ۳۳ کروڑ بتوں کا کھنڈن کر کے تمام جھوٹے مت متانتروں اور اڈمبروں کی کایا پلٹ کر کے پاپوں اور گندگی کو تہ خانوں سے نکالکر گیان کی بھٹی میں جلا کر لوگوں کو معرفت تامہ کے بھنڈار سے سرشار کیا یعنی تمام بتوں کو توڑ کر اُس **وحدہٗ لاشریک سے لگن لگا دی** وحشی سے انسان سے دیوتا بنا دیا۔ مگر آجکل دیکھئے ہمارا ڈاینچ بدلا ہوا ہے وہ اسلام جس نے تمام بنی نوع انسان کو ایک سلک میں منسلک کرنا تھا جس نے لوگوں کو تحت الثریٰ سے نکالکر گیان کی چوٹی پر لے جانا تھا جس نے توحید کی لگن لگانی تھی جسنے کلمہ طیبہ سے لوگوں کے دلوں کو مطہر کرنا تھا جس نے پاپوں اور گناہوں سے چھٹکارا دیکر ابدی شانتی کا دان دینا تھا جس نے لوگوں کو صراطِ ضلالت سے نکالکر **صراط مستقیم** کا پتہ بتلانا تھا۔ ہائی آج اُس اسلام کی ہم جیسے بدنام کنندہ نکو نامے چند کے ذریعہ کیا حالت بنی ہوئی ہے۔ آج اسکے سہانے باغ میں

بادِ سموم کے جھونکے

چل رہے ہیں۔ جنھوں نے تمام دنیا کو ایک سلک میں منسلک کرنا تھا آج وہ خود جھاڑو کی تیلیوں کیطرح بکھر رہے ہیں۔ جنھوں نے اپنے نیک نمونہ سے لوگوں کو پاپوں سے چھٹکارہ دلا کر ابدی شانتی کا راجیہ قائم کرنا تھا آج اُس قوم کی حالت زار کو ملاحظہ فرمائیے جسکو دیکھ کر دشمن بھی آنسو پر آنسو بہا رہا ہے بھائی بھائی کا دشمن ہے۔ مورچے لگے ہوئے ہیں تیر کھینچے ہوئے ہیں کمیں میں لگے ہوئے ہیں۔

بڑے غور اور خوض کے بعد اسبات پر قائل ہونا پڑا ہے کہ ضرورت زمانہ کے مشکلات اور تلخی روزگار کی وجہ سے بعض نے تو اس نصیحت پر عمل کر رکھا ہے۔

شب چو عقد نماز بر بندم
چہ خورد بامداد فرزندم

اور جن لوگوں کو اللہ تعالی نے ثروت دی ہے اپنی معاش کے تفکرات سے آزاد ہیں وہ اپنے عیش و عشرت میں ایسے مست الست ہیں کہ انہیں دنیا و فیہا کی کچھ خبر نہیں وہ تو اسبات پر زور دے رہے ہیں۔

انکو آرام سے گزرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے

مگر سب سے زیادہ ذمہ دار وہ اصحاب ہیں جنھیں خدا نے علم کی دولت سے مالا مال کیا ہے عقل دی ہے فہم میں لیئق ہیں مگر افسوس کہ اُنھوں نے تن آسانی اور اپنے عیش و عشرت و کسالت کیوجہ سے مشکلات کے اس موجزن دریا میں کودنا پسند نہیں کرتے جو انکے راسخ الاعتقاد پیروان ملت کی بیخکنی میں مصروف ہے بلکہ اگر کسی دُکھیارے نے اس اشدہی کی خطرناک رو کو روکنے کیلئے آوازہ کسا تو بعض ناعاقبت اندیش اُلٹا گلے کا ہار ہونیکو تیار ہو گئے اور کہا کہ اسطرح ہماری ہر دلعزیزی میں فرق آتا ہے وائے افسوس وہ قوم جسکی غیرت اُٹھ گئی ہو جسے اپنے ننگ و ناموس کی پرواہ نہو جو دین کے ڈیفنس پر اپنی ہر دلعزیزی کو ترجیح دے ہم پر بہتان باندھے جائیں ہم باوجود صادق ہونیکے کاذب قرار دئیے جائیں

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا جنیو اور چوٹی رکھ لیں یہ سب کچھ گوارہ مگر انکی ہر دل عزیزی میں فرق نہ آئے آہ ۔

جب توقع ہی اُٹھ گئی غالب
کیوں کیسا گلہ کرے کوئی

اسلام میں اگر کوئی بیّن تبدیلی کر سکتا ہے تو وہ صرف علماء کا فرقہ ہے جبتک یہ فرقہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں قائم رہا تب تک بظاہر کوئی گڑبڑ نہ پیدا ہوئی مگر جب سے اس فرقہ نے اپنے فرائض سے منہ موڑا ہے تب سے ادبار آنا شروع ہوا لوگوں کے دل ڈاواں ڈول ہونے لگے جہاں آگے قرآن شریف کی پوتر آیتوں کا آلاپ ہوا کرتا تھا معرفت تامہ کا دور چلا کرتا تھا اللہ اکبر کا نعرہ گونجا کرتا تھا آج اُسکی بجائے شکسپیر کے ڈراموں کا آلاپ ہوتا ہے۔ ہربرٹ سپنسر کے خشک فلسفہ پر لٹو ہیں یہ کیوں جواب صاف ہے جب علمائے اپنے فرائض سے منہ موڑا روحانیت کی آواز سے لوگوں کے کان نا آشنا ہونے لگے مگر بالطبع انسانی سرشت شغل کو چاہتی ہے اسلئے نئی پود نے اپنے لئے نیا شغل نکال لیا جسکا نتیجہ یہ ہوا جو آج ظاہر ہے لوگوں کے دل ڈگمگا گئے آج ادھر سے آواز آتی ہے کہ فلاں مسلمان راجپوتوں کا گاؤں کا گاؤں اشدھ ہو گیا آج فلاں آدمی عیسائی ہو گیا مگر قومی بھگت گہری نیند کا تیاگ نہیں کرتے اگر اسوقت بھی علماء توجہ کریں تو یہ معاملہ سلجھ سکتا ہے اگر

صبح کا بھولا شام کو گھر آئے

تو چنداں مضائقہ نہیں اگر آپ بھی قومی بھگت عزم بالجزم کر لیں جس جگہ اشدھی کے ارتداد کا زور ہو وہاں جا کر اُن بھولے بھٹکوں کو اسلامی تعلیم سے آگاہ کریں تو کون انسان ہے جو تہبند اور کرتا کو چھوڑ لنگوٹ پسند کرے ۔ کون بردہ ہے جو ست (سچ) کو چھوڑ اَست (جھوٹ) سے لگن لگائے کون دل ہے جو اتقاء اور پرہیزگاری سے منہ پھیر کر نوگ سے

اپنا منہ سیاہ کرے

مگر اسکے لئے عزم بالجزم کی ضرورت ہے اسکے لئے سچی قربانی کی ضرورت ہے اسکے لئے ضرورت ہے اسلامی غیرت کی اسکے لئے ضرورت ہے مردِ میدان بننے کی اسکے لئے ضرورت ہے ہر دلعزیزی کے طلسم توڑنے کی ۔

جب تک ہر دلعزیزی کی میٹھی شری کو ہم نہیں توڑینگے جب گنگا گئے تو گنگا رام جمنا گئے تو جمنا داس کے وطیرہ کو دور سے نفریں نہیں بھیجینگے تب تک ہم کامیاب نہیں ہو سکتے ہم کانگرس والا نہیں ہم برہمو نہیں ہم سکھ نہیں ہم تھیاسوفسٹ نہیں غرضیکہ ہم بامسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام بھی نہیں جب تک ہم مردِ میدان بنکر کذب کا کھنڈن نہیں کرینگے جب تک ہم للکار کے دعوت حقہ کیلئے آوازہ نہیں کسینگے یاد رکھو تب ملک ہم کامیاب نہیں ہونگے اسمیں کوئی شک نہیں کہ ایک تاریخ داں کو بادی النظر میں ہی اسبات کا پتہ مل سکتا ہے کہ مسلمانوں نے ہندوستان کو جنت نشان بنایا یہاں آگے ۳۳ کروڑ دیوتا کی پوجا ہوتی تھی اسکا کھنڈن کرکے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا یہاں لوگ لنگوٹی اور چوٹی کو ہی اپنی ترقی کا معیار سمجھتے تھے وہاں انکے ستر ڈھانپنے کے لئے عمدہ عمدہ پوشاکیں مہیا کیں یہاں جنگلی پھلوں پر گزارہ کرنیکو ہی اپنی انتی (ترقی) کی حد سمجھتے تھے وہاں **موہن بھوگ** کا بھنڈار کھولا جس جگہ بہن کیساتھ شادی (راجہ دہرنے بڑے ڈھول ڈھمکے سے اپنی بہن کے ساتھ شادی کی تھی علیٰ ہذا القیاس ایڈیٹر) کرنیکو کچھ عیب نہیں سمجھا جاتا تھا وہاں اسلام نے ایسی قبیح رسم کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر سوشل لائف کا بنیادی پتھر رکھا حقوق اللہ سے لیکر حقوق العباد تک کے نکات سمجھائے ۔

ہندوستان کو جنت نشان بنا دیا

مگر ساتھ ہی اسکے اپنے خصائص قومی دو ہی کو ہاتھ سے دے بیٹھے

وہ مسلمان جنکے تقوائے طہارت کو دیکھ کر اغیار تک حلقہ بگوش ہو گئے تھے مگر اے مسلمانو! آج تم اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھو کہ کیا تھا اور کیا ہو گیا تم عرب سے **امولک رتنوں** کا خزانہ لیکر یہاں آئے مگر یہاں آکر سب کچھ کھو دیا تم عرب سے معرفت تامہ کا بھنڈار لیکر روانہ ہوئے مگر یہاں آکر سب کچھ برباد کر دیا

پر گلہ یہ ہے کہ جو کچھ اپنا ہم لائے تھے ساتھ
وہ بھی تو نے ہم سے لیکر کر دیا بالکل گدا
آدمیّت کے تھے جو جوہر ہماری ذات میں
خاک میں آخر دئے اے ہندوستاں تو نے ملا
یاد ہوگا تجکو یاں آئے تھے ہم کس شان سے
تجھکو سوگند اپنے ست جگ کی بتا ایمان سے

میرے دوستو اجب یہ حالت ہے کہ ہم اپنے امولک رتن کھو بیٹھے ہیں ہم اپنی شان و شوکت کو ضائع کر چکے ہیں تو آؤ اب اکانت بیٹھکر اپنے دلمیں وچار کریں کہ کونسی مرض ہے جو ہمکو اندر ہی اندر گھن کیطرح کھا رہی ہے وہ کونسا اگھ پاپ ہے کہ جسنے ہمکو یہ روز سیاہ دکھلایا ہے تو مجھے بنہایت افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ خصلت جنگجوئی ہے اس امر سے کوئی اختلاف رائے نہیں کر سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور پر نور سے پہلے یعنی ایام جاہلیت میں عرب لڑنے اور لڑا کر مرنیکو فخر سمجھتے تھے ذرا ذرا سی بات

پر قبائل کے قبائل کٹ مرتے تھے چشم زدن میں خون کی ندیاں بہ جاتی تھیں **ابن عم کا** لفظ دشمن کا مترادف سمجھا جاتا تھا اور یہ جنگجوئی عربوں کے رگ ریشہ میں اسقدر سرایت کر چکی تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے پہلے عربستان۔

کوروچھیتر کا میدان بنا ہوا تھا

یہ ایک درجہ تھا۔

اب دوسرا درجہ آیا

جب اُنھوں نے اسلام قبول کیا جو وقت ایمان نئے ولولے پیدا ہوئے مذہبی جوش موجزن ہوا معرفت تامہ کی لگن لگی۔ حقوق العباد سے لیکر حقوق اللہ تک آگاہی حاصل کی تو آپس میں لڑنے مرنے کا خیال جاتا رہا کل مسلمان بھائی بھائی ہو گئے پہلے ایک دوسرے کو دیکھ کر ناک بھوں چڑھاتے تھے وہاں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کی دلربا صدا گونجنے لگی جو پہلے جھاڑو کی سینکوں کی طرح بکھری ہوئے تھے پھر روحانیت کے جذبہ سے ایک سلک میں منسلک ہو کر اپنی ساری طاقت کو غیر اقوام کی طرف متوجہ کیا اسوقت بھی یہی خصلت تھی جو قوموں کی قوموں کو بہالے گئی اور یہی اُنکی ملک گیری کا بڑا سبب تھا۔ یہ دوسرا درجہ تھا۔

اب تیسرا درجہ آیا

یعنی یہ وہ وقت تھا جبکہ عربوں کے مقابلہ میں کوئی دشمن لڑنے کیلئے باقی نہ رہا سوال یہ ہے کہ اسوقت اُنکا کیا حال ہوا اسوقت بھی وہی خصلت یعنی خصلتِ جنگجوئی ہی غالب آئی اور اُنکی اس خاصیت کی پابندی نے باہم لڑنے کے لئے مجبور کیا اور آپس میں ہی لڑمرے نتیجہ یہ ہوا کہ وہی خصلت جو اُنکی ترقی کا باعث ہوئی تھی اب اسکا غلط استعمال اُنکے تنزل کا سبب ہوا مر گئے مٹ گئے مگر وہ خصلت نہ گئی اور جاتی بھی کیونکر وہ تو طبیعت ثانیہ ہو چکی تھی اب

چوتھا درجہ آیا

اس دور میں نہ صاحب تاج تھے کہ اور ملکوں سے لڑتے اور نہ ملک ہی تھے کہ آپس میں لڑ کر دل کا بخار نکالتے غلام بن چکے ایسی حالت میں قتل و غارت ناممکن بلکہ جرم تھا اگر چہ لڑنا جرم ہو گیا تھا لیکن **جھگڑنا کون بند کرتا** کیونکہ یہ عادت طبیعت ثانیہ ہو چکی تھی جب ہاتھ کی لڑائی ناممکن ٹھیری تو تحریر اور تقریر کی لڑائی شروع ہوئی کفر کے پچھلے فتوے بدظنی کا شیوہ بغض و کینہ بات بات میں جھگڑنا شروع کر دیا کہیں اخبار کے ذریعہ جنگ زرگری ہو رہا ہے تو کہیں خطوط کے ذریعہ طوفان بپا ہے کبھی پیغام ہی اجل کا کام کرتے ہیں کہیں رسالے ایک دوسرے کے خلاف نکال رہے ہیں غرضیکہ کشیدہ خاطر ہیں ایک دوسرے کی صورت سے بیزار ہیں تیر کسے ہوئے ہیں ایک دوسرے کو نیچا دکھانیکی بھیانک سے بھیانک ترکیب کو جائز قرار دیا جاتا ہے دور کیوں جاؤ انجمن حمایت اسلام ہی کا واقعہ لے لو تمام پنجاب کے مسلمانوں کے پاس لے دے کر ایک انجمن ہے مگر آجکل جو باہم ہم چخ مچی ہوئی ہے اسکے دردناک اور دلخراش واقعات کو پڑھکر دل کانپ اُٹھتا ہے ایک دوسرے کی تباہ اور برباد کرنیکے لئے رذیل سے رذیل ہتھیار کا استعمال کرنا جائز سمجھا جاتا ہے غیر اقوام دیکھ کر کھلی اُڑاتی ہیں مگر ہمیں غیرت نہیں آتی:-

ہماری کھٹاپٹی اور باہمی ناچاقی کو دیکھکر دشمن نے مورچہ پر مورچہ فتح کرنا شروع کر دیا۔ اسلامی قلعہ کو لاوارث سمجھکر دشمن کی گولہ باری نے رخنے ڈالنے شروع کر دیئے آج آواز آتی ہے کہ فلاں راجپوتوں کا گاؤں شدھ ہو گیا۔ غرضیکہ شدھی کی تحریک بڑے زور سے ٹھاٹھیں مار رہی ہے مگر ہم بے فکر ہیں مست ہیں الست ہیں اپنی اپنی لگن مگن ہیں۔

دیوانگی میں بھی نہ گئیں اب دل کی شوخیاں
گلشن میں پھول مانگتے ہیں عندلیب سے

صاحبان اُن زبردست حکما نے جنھوں نے تمدن انسانی پر خوب غور کیا ہے اُنھوں نے مدتوں کے غوض و فکر کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہے کہ کسی ایک تخیل کی لگن ہی بہت بڑا ترقی کا ذریعہ ہوتا ہے اگر وہ تخیل روحانی رنگ لئے ہوئے ہے تو **نور علی نور** ہے اگر اس میں دنیاوی ملونی ہے تو بھی دنیا کے رنگ میں ایک حد تک کامیابی کے آثار نمایاں کر دیگی

اگر وہ تخیل اسقدر قوی ہو کہ کسی قوم میں متحدہ محسوسات اور متحدہ امیدیں پیدا کر دے اور قوم کے ہر ایک فرد کا اعتقاد اسکی نسبت ایسا پر زور ہو کہ وہ اسکے لئے اپنا **تن من دھن** دینے کیلئے تیار ہو جائے تاریخ انسانی محض ایک سرگزشت اُن حوادث کی ہے جنکو انسان نے کسی تخیل کی تلاش میں طے کیا ہے اگر یہ تخیل نہ ہوتا تو انسان ابھی وحشیانہ حالت میں ہی ہوتا اور کسی قسم کا تمدن قائم نہ کر سکتا قوم کا تنزل اُسیوقت سے شروع ہو جاتا ہے جب اسکے پاس وہ تخیل نہ رہے جسکے لئے ہر ایک انسان اپنی جان دینے کیلئے آمادہ ہوتا ہے۔

وہ قومیں جنھوں نے عروج کی پدوی حاصل کی وہ ضرور کسی نہ کسی تخیل پر اپنی جان قربان کرتی تھیں یہی ایک ترقی کا گر ہے رومن کی ترقی کے زمانہ میں رومیوں کا تخیل یا یوں سمجھئے کہ اُنکی سب سے بڑی دھن یہ تھی کہ روم باغ ارم بنایا جائے اس آرزو کے پورا کرنے کیلئے ان پر مصیبتیں آئیں بلائیں نازل ہوئیں مگر تاریخ اسبات کی گواہ ہے کہ اُنھوں نے ہر ایک مصیبت اور بلا کا کس خندہ پیشانی سے خیر مقدم کیا اپنی گردنیں کٹوائیں تہ تیغ ہوئے دار پر کھینچے گئے مگر کیا

مجال کہ سی تک کی ہو بلکہ ہر ایک مصیبت میں آگے ہی قدم رکھا۔ پارسی والوں نے اپنی قومی اور دینی تمدن پر ایسی ایسی قربانیاں کیں کہ آجتک لوگ انکے نام کو عظمت سے لیتے ہیں قدیمی ایرانی اپنے شاہان سلف کی عظمت کو قومی زندگی کی روح سمجھتے تھے چنانچہ فردوسی نے بھی باوجود مسلمان ہونیکے انکی راہی لگن میں یہ لکھدیا تھا۔

کہ تاج کیاں راکند آرزو
تفو بر تو اے چرخ گردوں تفو

بنی اسرائیل کی شریعت انبیا اور عیسائیونکا تخیل آسایش عقبی تھا مگر جو تخیل انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پیدا کی جو انھوں نے لوگوں کے دلوں کو معرفت تامہ کی لگن لگائی جو انھوں نے اکمل اور اتم تخیل کا بیج انسانی گروہ میں بویا وہ روحانیت کا سرچشمہ تھا اور لوگوں نے جو تخیل کا راگ الاپا تو وہ محض مادی دنیا کی ترقی اور فلاح تک ہی محدود تھا مگر جس پاک تخیل کا بگل انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پھونکا وہ

"فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ"

کی دوگونہ صدا کا نعرہ بلند کرتا تھا۔ بہت کم لوگوں نے صحیح طور پر اس بات کو سمجھا ہے کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے کہ جسمیں مسلمانوں کا تخیل محض دینی تخیل ہے اور اُس تخیل پر جب تک مسلمانونکا عمل درآمد رہا تب تک کوئی مشکل سے مشکل رکاوٹ انکی سد راہ نہو سکی اگر راستہ میں پہاڑ آیا تو اس تخیل کے زبردست ہتھیار سے کٹکنا چور ہو کر گر گیا اگر کسی زبردست سے زبردست طاقت سے واسطہ پڑا تو وہ اس تخیل کی برکت سے مٹھی بھر خاک کیطرح اُڑ گئی سمندر کی ٹھاٹھیں بھی اس زبردست تخیل کی آگے خشک ہو گئیں غرضیکہ کوئی زبردست سے زبردست طاقت بھی اس تخیل کا تاب مقابلہ نہ لا سکی یہی تخیل تھی جسکے ذریعہ طارق نے ہسپانیہ میں اسلام کا علم بلند کیا یہی تخیل تھی جس سے امام اعظم نے سوئے ہوؤں کو جگایا۔ یہی تخیل تھی جس سے امام مالک نے رائے کا پربت کر دکھلایا یہی تخیل تھی جس سے امام شافعی نے اللہ اکبر کا نعرہ گونجایا اسکے علاوہ اس زمانہ میں بھی ایک مہاراج رنجیت سنگھ نے ایک پیر اور مظہر تخیل کی دعوت عوام الناس کو دی افسوس کہ بھارت نواسیوں نے کچھ خیال نہ کیا مگر یاد رکھو کہ اس تخیل کے ذریعہ ہی قدیمانہ عداوت جنگجوئی کا قلع قمع ہو سکتا ہے۔ اگر اب بھی وہ تخیل ہم مسلمانوں کے دلوں میں پیدا ہو جائے تو شاید ہی کیا بلا تمام ہندوستان اللہ اکبر کے نعرہ سے گونج اُٹھے غیر اشخاص اور غیر اقوام والوں نے اسلام کے اس پوترد ہارمک اصول کو سمجھا اور تمام گمندوں کو بالائے طاق رکھکر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ پر سر جھکانا کرنیکو فخر سمجھے نپولین بونا پارٹ جو اپنے وقت کا لاثانی اور اپنے طرز کا ایک ہی شخص گزرا ہے اسکے سوانح کا ایک عجیب غریب واقعہ میرے اس قول کی تصدیق کرتا ہے اس برگزیدہ روزگار کے مرنے کے بعد جب یورپ کو قدرے چین آیا اور تلوار کی جگہ قلم کا دور دورہ شروع ہوا تو یورپ والوں نے نپولین کے عجیب وغریب حالات پر غور کرنا شروع کیا کلہم انگریزی مصنفین اور فرانسیسی سوانح نگاروں کا یہ خیال تھا اور اب بھی ہے کہ اس جنید سپہ سالار نے مصر پر صرف بدیں غرض حملہ کیا تھا کہ اس ملک پر قابض ہو کر ہندوستان کو بھی اپنی

تلوار کا مزا چکھائے جسکے جوہروں سے تمام یور
والے بخوبی واقف تھے مگر جن اشخاص کی
یہ رائے ہے وہ بہت تنگ خیال مصنفین
اور نپولین کے حالات کا سمجھا یا اسکے
کا اخذ کرنا تنگ خیال لوگوں سے محال ہے
میں اسبات کا قائل ہوں کہ شاید یہ
بھی اسکے پروگرام میں ہو کیونکہ اسکے زبردست
تخیل نے کسی خاص ملک کو مدنظر نہیں رکھا تھا
بلکہ کل دنیا کو وہ اپنی ملکیت سمجھتا تھا مگر
فتح مصر سے اسکا کچھ اصل منشا اور ہی تھا نپولین
نے قاہرہ پہنچتے ہی پہلا کام یہ کیا کہ علانیہ کلمہ
شہادت پڑھا اور مشرف بہ اسلام ہوا اسلام
اور مسلمان وہ ہی چیزیں تھیں جنھوں نے اسکے
دل پر قابو پایا تھا کیونکہ انہیں میں اسے وہ
معلوم ہوتے تھے جو اسکے طبعی میلان اور قدرتی
خواہش کے تھے کیونکہ وہ یہ چاہتا تھا کہ اسے کوئی
مذہب ایسا ملے جو سچائی پر جان دینا اپنا فخر
سمجھے اور صرف لفظاً ہی نہیں بلکہ معناً بھی اس
جانب اس طرف نظر دوڑائی مگر تمام ادیان او
قوموں میں اس انمول رتن سے خالی نظر آئیں
اور تمام یورپ اور ایشیا کو اچھی طرح پڑتال کر
اس نے مصر میں اپنے ارادے کا اظہار کیا
جسے مدتوں سے اس نے اپنے ہی دل میں جگہ دی
آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری
قصہ یہ کہ وہ مسلمان ہو گیا مسلمان ہو کر اس
جس بات کیلئے زور دیا وہ اس خط وکتابت
سے ظاہر ہے جو اس نے اپنے ایجنٹ متعین
سے کی جسکا پتہ موسیو کی ڈائری سے ملتا ہے
اگر وہ اپنے ارادہ میں کامیاب ہو جاتا تو
وہ بات سنہ ۱۷۹۹ء میں پوری ہو جاتی جس کا
اظہار پیرنیز کی چوٹیوں پر سنہ ۷۱۱ء میں جو
طارق نے کھڑے ہو کر فرانس والوں کی طرف

سنکے کہا تھا صاحبان میں نے یہ واقعہ اس غرض سے پیش کیا ہے کہ غیر اشخاص اور غیر اقوام والوں نے اسلامی جوہروں اور خوبیوں کو سمجھا اور ان پر کاربند ہو کر اپنی جان قربان کرنیکی کوشش کی اور کامیاب بھی ہوئے مگر وہ مسلمان جو جداً ابا جداً اس سعادت سے مسعود ہوتے ہیں انکا یہ حال ہے کہ

تو بخواب ناز بودی کہ من از رقیب پنہاں
کف پائے بوسہ دادم ز حنا شنیدہ باشی

آہ اے مسلمانو! کیا تمنے تمام اصولوں کو جو مرجع ترقی تھے انہیں اختیار نہیں کیا۔ کیا ہماری مسلمانہ مرجع الاعتقادی اور اخلاقی اور تمدنی ترقی کا تعفن ہمارے مذاق کے انحطاط کا شاہد نہیں کیا تم نے ان اصولوں سے روگردانی اختیار نہیں کی جو ربنا آتنا

فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ

کا دارومدار تھا۔ ضعیف الاعتقادی اچھوں کو بری نظر سے دیکھنا صلاح و فلاح سے منہ موڑنا ہزلیات اور خرافات میں تضیع اوقات کرنا ہائے سب سے بڑھکر یہ کہ وہ ذوق طلب حسنات ہی نہیں رہا جس پر ہمیں کسی زمانہ میں ناز ہوا کرتا تھا۔

اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے

جو نہایت سادہ آسان قابل فہم قابل عمل ہر قسم کی ضروریات کا کفیل ہر قسم کی حاجت روا کرنے والا۔ عالم بھی اس سے فائدہ اٹھائے اور جاہل بھی اس سے مستفیض ہو۔

اخلاقی تمدنی علمی عملی ترقی کا حامی مؤید بلکہ موجد ایک ہی خدا کی پرستش اور ایک ہی رسول کی متابعت ایک ہی طرف سجدہ اور ایک قسم کی عبادت عبادت بھی بہت آسان جسمیں معرفت تامہ کے بھنڈار کے خزائن بھرے ہوئے اجرام و اصنام پرستی کا نام نہیں حقوق ہمسایہ حقوق النسوان حقوق اولاد بلکہ ہر قسم کے حقوق خواہ انسانی خواہ حیوانی ہوں سب کو مناسب اور واجب درجہ پر تمیز کرنے والا کوئی اخلاقی فرض ایسا نہیں جو اسلام میں نہ پایا جائے اور کوئی سوشل ڈیوٹی ایسی نہیں جسکے لئے اسمیں سند نہ ملے ہر ملک اور ہر فرد بشر کی عملی اور ذہنی نیکیوں اور حسنات بلکہ انکے لوازمات کا مکمل ذخیرہ ہے بہائم سے اشرف المخلوقات کا عملی طور پر درجہ حاصل کرنے کا راستہ اسی دین میں پایا جاتا ہے غرضیکہ میں اسلام کی خوبیاں کہاں تک بیان کر سکوں میں دل میں کہونگا کہ میں پاپوں کی گھنگھور گھٹا میں الوپ ہوا چاہتا تھا مگر اسلام کی ضیاء نے مجھے بچایا میرا جگر میرا دل میرا ہردہ پاپوں کی اگنی میں جل رہا تھا مگر اسلام کی پوتر اور مطہر تعلیم نے میرے جلتے ہوئے دل پر شانتی (سکینت) کی برکھا کی میں ضلالت کے گڑھے میں گرا ہی چاہتا تھا مگر اسلام نے میری دستگیری کی اور مجھے گیان کی چوٹی کا راستہ بتلایا۔

میرے دوستو! میں نے اس مضمون کے ابتدائی حصہ میں حکماء کو اصلاح قومی کا ذمہ دار ٹھیرایا ہے مگر ہمکو بھی بے فکر نہیں بیٹھنا چاہئے اپنے گرد و پیش نظر دوڑا کر دیکھو کیسے خطرناک آثار نمایاں ہیں یہ وقت اب سستی کا نہیں للہ غفلت کو چھوڑو وہ پاک اور مطہر مذہب جسکے پودے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے خون سینچ کر لگایا تھا ہائے کفار ناہنجار نے اسکی جڑوں پر تبر رکھا ہوا ہے کیا ایسی حالت میں ہم پر واجب ہے کہ ہم بیفکر ہو کر آرام کریں سچ پوچھو تو ایسی درگت اور دور و شامیں آرام کیسا جاگنا سونا حرام ہے۔ بعض دوست کہتے ہیں کہ اسلام کا حافظ خود اللہ تعالی ہے پھر ہمیں کیا فکر۔ درست بالکل درست بے شک اسلام کا کچھ نہیں بگڑتا ع بھلا خاک ڈالے سے چھپتا ہے چاند مگر افسوس ہے تو اس بات کا کہ اگر ہم اس نازک موقع میں سستی اور تساہل سے کام لینگے تو ہم خدا کے در سے راندے جائینگے اور ہماری جگہ اللہ تعالی اسلام کی خدمت کیلئے کوئی اور قوم لے آئیگا۔ اگرچہ میرا طرز بیان قدرے درشت اور اظہار مطلب سخت ہے۔ مگر کیا کروں مجبور ہوں لاچار ہوں بے بس ہوں۔

جس تن لاگے سوئی تن جانے

میں پھر کیا کہوں بارنگ بار کہتا ہوں کہ خدا کیلئے آپ ذرا اپنے دلمیں وچار کریں کہ وہ اسلام جسمیں شانتی کی گنگا بہنی چاہئے تھی آج انمیں شدہی کی جوار بھاٹا کی موجیں ٹھاٹھیں مار رہی ہیں۔ ہائے وہ اسلام جسمیں شانتی کی برکھا ہونی چاہئے تھی جسکے سائے تلے تپش اور دھوپ کے جھلسے ہوئے مسافروں نے آرام پایا تھا آج اسکے سہانے چمن میں باد سموم کے جھونکے چل رہے ہیں۔

ہائے وہ مسلمان جنہوں نے تمام بنی نوع عامہ کو ایک سلک میں منسلک کرنا تھا آج وہ خود جھاڑو کی سینکوں کی طرح بکھر رہے ہیں۔ مولانا حالی نے کیا اچھا نقشہ کھینچا ہے۔

بہائم کی اور انکی حالت ہے یکساں
کہ جس حال میں ہیں اسی میں ہیں شاداں
نہ ذلت سے نفرت نہ عزت کا ارماں
نہ دوزخ سے ترساں نہ جنت کے خواہاں
لیا عقل و دیں سے نہ کچھ کام انہوں نے
کیا دین برحق کو بدنام انہوں نے

دگرنہ ہماری رگوں میں لہو میں — ہمارے ارادوں میں اور جستجو میں
دلوں میں زبانوں میں اور گفتگو میں — طبیعت میں فطرت میں عادت میں خو میں

نہیں کوئی ذرہ نجابت کا باقی
اگر ہو کسی میں تو ہے اتفاقی

ہماری ہر اک بات میں سفلہ پن ہے — کمینوں سے بدتر ہمارا چلن ہے
لگا نام آبا کو ہم سے گہن ہے — ہمارا قدم ننگ اہل وطن ہے

بزرگوں کی توقیر کھوئی ہے ہم نے
عرب کی شرافت ڈبوئی ہے ہم نے

ہم اگر دوسرے کے سب یار ہوتے — زمانہ میں یارونکے غمخوار ہوتے
سب اک اک کے باہم مددگار ہوتے — عزیزوں کے غم میں دل افگار ہوتے

جب الفت میں یوں ہوتے ثابت قدم ہم
تو کہہ سکتے تھے سبکو خیر الامم ہم

اگر بھولتے ہم نہ قول پیمبر — کہ ہیں سب مسلماں باہم برادر
برادر ہے جبتک برادر کا یاور — معین انکا ہے خود خداوند یاور

تو آتی نہ بیڑے پہ اپنے تباہی
فقیری میں بھی کرتے ہم بادشاہی

دوستو! اگر اس شدہی کے طوفان بے تمیزی کا دفعیہ چند روز اور نہ ہوا تو مرض بالکل لا علاج ہو جائیگا اسکا اندفاع اسی حالت میں ہو سکتا ہے جبکہ ایک انسٹیٹیوشن کمر بستہ ہو جائے کیونکہ ایسے بھاری معاملات میں شخصی محنتیں ایسی کارگر نہیں ہوا کرتیں جیسی اجتماعی کوششیں ہر ایک مسلمان اپنے دل میں یہ عہد ہاں عزم بالجزم کرلے کہ اس اشدہی کے اثر کو جڑ سے اُکھاڑ دے اگر اسکے اُکھاڑنے کیلئے خدانخواستہ اپنا تن من دھن بھی قربان کرنے پڑیں تو بڑی خوشی اور تپاک ہاں خندہ پیشانی سے سرنگوں ہو کر کہدے کہ ع

سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے

دوم مسلمانوں کے لئے اس امر کا انتظام اشد ضروری ہے کہ اپنے اُن نونہالوں کی خاص حفاظت کریں اور انکے دلوں کو اُن زہر آلود اثر سے بچائیں جو بعد میں سم قاتل بنتا ہے جہاں ہم انہیں دنیاوی اور دینی علوم کی تعلیم دیں وہاں ہم یگانگت اور اخوت۔ صلاحیت اور محبت و الفت کا بھی انہیں سبق دیں جس سے سچے مسلمان ہو سکیں جس سے قومی سپوت بن سکیں۔ خدا کرے کہ مسلمان اس گہری نیند کا تیاگ کریں اپنا نفع نقصان کو سوچیں اور بھولے بھٹکے انسانوں کو چاہ ضلالت (اشدہی) میں گرنے سے بچا کر یامرون بالمعروف وینہون عن المنکر کے پاک حکم کی تعمیل کریں۔

نوٹ کر لیجئے

اگر کسی صاحب کو کوئی پرچہ نہ پہونچے تو وہ پندرہ یوم کے اندر اندر بذریعہ درخواست طلب کریں اور اگر کسی صاحب سے کوئی پرچہ گم ہو جائے تو اُسکے منگوانے کے لئے ۲ / کے ٹکٹ ارسال فرماویں آج تک بہت سی پرچہ لوگوں کو مفت جاچکے ہیں جس سے کارخانہ کو زیر بار ہونا پڑا ہے مگر آئندہ گم شدہ پرچہ کا نمبر منگوانے کے لئے فی نمبر ۲ / کے ٹکٹ آنے چاہئیں ورنہ عدم تعمیل معاف۔

ایک اور نوٹ کر لیجئے

آپ صاحبان پر یہ امر روشن ہے کہ یہ پرچہ محض اعلاءِ کلمۃ الحق کا نعرہ بلند کرنیکے لئے جاری کیا گیا ہے۔ آریہ اور عیسائیوں کے حملے سے اسلام کو بچانا۔ اس پرچہ کا فرض اولیٰ ہے الزامات کی غبار و گرد کو اسلام کے منور چہرہ سے دور کرنا اس پتر کا کا پرم دھرم ہے مسلمانوں کی نحیف آواز کو گورنمنٹ عالیہ کی سمع مبارک تک پہنچانا اس پرچہ کا فرض فرضان ہے سو وہ مضامین جو ان اغراض اور مقاصد کے ماتحت ہونگے بڑی خوشی اور شکریہ سے درج اخبار کئے جائینگے۔ باقی وہ نامہ نگار جو ہاتھی کا انڈہ اور گدہے کا سینگ لکھ بھیجتے ہیں ہمیں مجبوراً وہ ردی کی ٹوکری میں ڈالنے پڑتے ہیں۔

بمب سازی اور باغیانہ کتب

یکم جنوری ۱۹۱۰ء کو ہندو صاحبان کیطرف سے ایک وفد جسمیں ہندو سوسائٹی کے ہر طبقہ کے قائمقام شامل تھے بغرض صفائی حضور لاٹ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ ہندو سوسائٹی باغیانہ کتب اور بمب سازی کے گھناؤنے فعل کو نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتی ہے اور گورنمنٹ عالیہ کے ساتھ وفاداری کا برتاؤ کرتی ہے مگر آگے حکام بھیرے راست گو نہیں چکنی چپڑی باتوں سے کیا واسطہ حضور لاٹ صاحب نے صاف صاف کہدیا کہ دیکھو آج تک جسقدر باغیانہ کتب طبع ہوئیں ان سب کے مولف یا مصنف ہندو صاحبان ہی ظاہر ہوئے ہیں اور جسقدر بمب کے متعلق وارداتیں گذری ہیں انکے مرتکب بھی ہندو صاحبان ہیں ...... بہتر ہوتا کہ تم لوگ کچھ وفاداری کا عملی ثبوت دیتے۔

ہندو صاحبان کیلئے ایک نیک مشورہ

ہندو دوست جو اسقدر زبانی وفاداری کے جمع خرچ پر زور دے رہے ہیں بہتر ہو کہ اپنے اُن کپوتوں کو سمجھائیں جو اپنے پاؤں آپ کلہاڑی مار رہے ہیں اور یہ کوئی سمجھدار آدمی بھی تسلیم نہیں کر سکتا کہ پندرہ پندرہ بیس بیس سال کے چھوکرے خود بخود اپنی جانوں کو جوکھوں میں ڈالتے ہوں ضرور انکی کوئی پیٹھ ٹھونکتا ہے۔

اگر آج ہندو صاحبان یہ عزم کرلیں کہ وہ انہیں جو باغیانہ کتب اور بمب سازی کے قبیح جرم کا ارتکاب کریگا وہ ہمیشہ کیلئے برادری سے چھید دیا جائیگا اور ایسے خبیث کے مقدمہ کی کوئی پیروی نہ کریگا اگر ہندو صاحبان کی تمام سبھائیں ایسے ریزولیوشن پاس کردیں تو آج ہی ملک میں ایک حد تک شانتی اور اطمینان ہو سکتا ہے اور پھر نت نئے سورج ہندو صاحبان کو وفد وفاداری کے بھیجنے کی ضرورت بھی کم رہ جائیگی ہمیں افسوس ہوتا ہے کہ ایک طرف تو بمب ساز جماعت اور باغیانہ کتب کے مصنفوں سے ہندو برادری قطع تعلق ظاہر کرتی ہے اور دوسری طرف انکے مقدموں کی پیروی کیلئے مفت بیرسٹر اور وکیل کھڑے ہو جاتے ہیں ایسی صورت میں کون انکار کر سکتا ہے کہ ع کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

ہمارا اسکول

آج میرے دل میں پھر لہر پیدا ہوئی ہے کہ سکول کے متعلق کچھ اظہار کروں پچھلے ہفتہ طلباء ڈسٹرکٹ ٹورنمنٹ پر گورداسپور گئے وہاں جاکر طلباء نے جو اپنے اخلاق کا اعلیٰ نمونہ دکھلایا وہ قابل تعریف تھا جسکے لئے ڈسٹرکٹ انسپکٹر نے کھلے بندوں اظہار کیا ہمیں یہ سنکر نہایت خوشی ہوئی کہ طلباء نمازوں میں پابند رہے اور اپنے دہارمک نمونہ سے اغیار پر نیک اثر ڈالا سب سے بڑھکر ابکی دفعہ طلباء کی سادگی سے انکی دہارمک لگن انکے چہروں سے نمایاں ہوتی تھی ان باتوں کو دیکھ کر سب سے بڑی خوشی نور کو حاصل ہوئی ہے جو ہمیشہ طلباء کی خیرخواہی کا دم بھرتا رہا ہے نور دل وجان سے متمنی اور تن من سے ابھلاشی ہے کہ یہ سکول بڑہے پھلے پھولے اور اسکے امرت پھل سے تمام دنیا فیضیاب ہو۔ یہ بھی سنا ہے کہ طلباء نے ۵۰ روپیہ کا انعام حاصل کیا مگر یہ بات کسی دولت کے پوجاری کیلئے باعث مسرت ہوسکتی ہے ہمارے روح تو طلباء کی دہارمک قدسیت کے لیئے ترٹپ رہی ہے۔

حق کا نعرہ

ہم نے اپنے پچھلے نمبر میں اشارتاً "الحق" کا ذکر کیا تھا خدا کے فضل سے اب دوسرا نمبر بھی ہمارے سامنے ہے لائق ایڈیٹر نے اپنے لیڈر آرٹیکل میں ہی جو عیسائیوں اور آریوں کے خدا کا نمونہ پیش کیا ہے اور برخلاف اسکے جو اسلام کے زندہ خدا کی زندہ مثالیں پیش کی ہیں اسے پڑہکر ایک دہارمک جگیاسو پر وجد طاری ہوجاتا ہے ہم دل وجان سے متمنی اور تن من سے ابھلاشی ہیں کہ اس الحق سے حق کا نعرہ گونجے یہ اخبار آریوں کی سیوا کے لئے جاری کیا گیا ہے ہمیں امید ہے کہ الحق اپنے ہر ایشو میں آریوں کی ضرور ہی شیک ہینڈ کرتا رہیگا کیونکہ انکی حالت برساتی گھاس کیطرح ہے جبتک جلدی جلدی اسکی حجامت نہ کی جائے تب تک قابو میں نہیں رہیگا۔

اب کیا سمجھنا چاہئیے

ہمعصر پرکاش لکھتا ہے کہ لالہ لاجپت رائے جی نے دیانند اینگلو ویدک کالج کی منیجنگ کمیٹی آریہ سماج لاہور کی انترنگ سبھا اور آریہ پرونشک پرتی ندہی سبھا پنجاب سے استعفیٰ دیدیا ہے اور یہ استعفیٰ منظور ہو گیا ہے پھر آگے چلکر پرکاش لکھتا ہے کہ اس استعفیٰ کی وجہ غالباً یہ ہوگی کہ لالہ لاجپت رائے جی یہ نہیں چاہتے کہ انکی وجہ سے لوگ آریہ سماج کو بدنام کریں" واقعی مصلحت وقت اسی بات کی مقتضی تھی مگر اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس استعفیٰ سے یہ سمجھا جاوے کہ لالہ صاحب نے آریہ دہرم کو تلانجلی دیدی اگر یہ ٹھیک ہے تو اب لالہ جی کو کیا سمجھنا چاہئیے امید کہ معزز ہمعصر پرکاش اس بات پر روشنی ڈالے گا۔

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

سچائی میں ایک ایسی شکتی ہے کہ وہ کبھی چھپانے سے نہیں چھپ سکتی ایک وہ وقت تھا جب ہندو اخبار انارکزم اور سڈیشن معاملات پر یہ لکھا کرتے تھے کہ ہندو اہنسا پرمودہرم کے ماننے والے بم کو استعمال میں لا کر ناکردہ گناہ شخصوں کی موت کا موجب کیسے بن سکتے ہیں مگر آخر سچ چھپانے سے کیسے چھپ سکتا ہے اسی نے انہیں منوا دیا چنانچہ ہمعصر پرکاش اپنے گذشتہ سے پیوستہ ایشو میں لکھتا ہے واقعی ہمارے لئے افسوس کا مقام ہے کہ اس قسم کے (بم وغیرہ نور) جسقدر حادثات ہوئے ہیں ان میں ہندو ہی مجرم بنے تھے
لائے اس بت کو التجا کر کے
کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

رشی دیانند کی جہالت

ہماری مراد اسوقت اُس ذات شریف رشی دیانند سے ہے جو کچھ عرصہ ہوا آریہ سماج کے پلیٹ فارم سے بائیکاٹ کیا گیا تھا یعنی سوامی مدرشنانند جی آپ بہت سے سوانگ بہرنے کے عادی ہیں چنانچہ اب آپنے ایک اور نیا رنگ بدلا ہے وہ یہ کہ آپنے راولپنڈی سے ایک ہفتہ وار اخبار جاری کیا ہے۔ جسکا نام "رشی دیانند" ہے اگر اس سے بھی زیادہ تعریف ہم آپکی کرسکتے ہیں تو وہ یہ ہے کہ آپ ماشاءاللہ اپنے گورو گھنٹال کی طرح یاوہ گوئی اور بھکڑ بازی میں بڑے طاق ہیں سچ ہے

گورو جنہاں دے ٹپنے
چیلے جان شڑپ

چنانچہ اب آپنے نئے ایشو میں نور کے ظہور سے بے شعور ہوکر واہی تباہی پر اُتر آئے ہیں۔ ہم تو دل وجان سے متمنی تھے کہ کوئی موٹا سا شکار ہاتھ آئے لق ودق جنگل میں خالی والی فائروں سے کچھ لطف نہیں آتا جب تک شکار زد میں نہ ہو سو خدا کا شکر ہے کہ ایک موٹا مہاشا سامنے آگیا اسکے پہلے ایشور بھلا کرے پرکاش کے بھاتے خود ایڈیٹر کا جس نے ایک دو دفعہ کچھ دل لگی کا سامان مہیا کردیا تھا مگر ایک ہی بات کو بار بار رٹنے سے وہ معاملہ بھی کچھ پھیکا سا پڑ گیا تھا۔

ہم نے اپنے گذشتہ سے پیوستہ ایشو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق وید مقدس سے پیشینگوئیوں کا حوالہ دیا تھا بجائے اسکے کہ یہ مردود (بائیکاٹ شدہ) رشی دیانند کانت میں بیٹھ کر سوچتا اور اس سے کچھ لابھ اُٹھاتا اُلٹا جھنجھلانے لگا اور مارے وحشت کے اسقدر دیوانگی سے باہر ہو رہا ہے کہ الاماں الحفیظ بیچارے کے منہ سے کف جاری ہے رال ٹپک رہی ہے

آگ بھبوکا ہو رہا ہے ایک ہاتھ سے دھوتی پکڑی ہوئی ہے دوسرے سے اپنا منہ نوچ رہا ہے رشی جی شانتی ! شانتی !! شانتی !!!

ہمنے اپنے مضمون میں یہ ظاہر کیا تھا کہ روحانی گیان میں تنسیخ ہوتی رہتی ہے چنانچہ وہ روحانی گیان جو ابتداء زمانہ یعنی آدسرشٹی میں لوگوں کی نجات کا موجب ہوتا تھا وہ اب جو کش پد کا باعث نہیں ہو سکتا کیونکہ اسوقت نفوس سادہ تھے انکا ادراک اور قوت متخیلہ الہی گیان کی الف ب کو ہی سمجھ سکتی تھی مگر جوں جوں قوت مدرکہ ترقی کرتی گئی توں توں روحانی گیان میں بھی ترمیم وتنسیخ ہوتی گئی۔

مگر یہ مردود (بائیکاٹ شدہ) رشی دیانند اس بات سے آگ بگولا ہو رہا ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ الہی گیان تینوں زمانوں میں ایک رس رہتا ہے۔ مگر ہمیں افسوس ہے کہ یہ مردود (بائیکاٹ شدہ) رشی دیانند قانون قدرت سے محض نابلد ہے اور بےچارہ مایوسانہ حالت میں اندھے کیطرح ادھر اُدھر ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔

مگر مہاشہ جی جب آپ بچے تھے تو ننگ دھڑنگ ماتا کی گود میں بیٹھ کر پیشاب پاخانہ کر لیا کرتے تھے۔ کیا اب بھی اپنی ماتا کی یا بہن کی گود میں اسی حیثیت سے بیٹھ سکتے ہیں قطع نظر اسکے اسوقت ایک چھوٹا سا کرتا آپکے لئے کافی تھا کیا وہی کرتا۔ اب آپکے گرانڈیل جسم کے لئے کافی ہو سکتا ہے؟ جب آپ بچے تھے تو اسوقت شیر مادر ہی پی پی کر ہو جایا کرتے تھے۔ مگر اب کیوں پوری کچوری بھلے پکوڑے زہر مار کرتے ہو۔ لڑکپن میں آپ لپاڈگی کھیلا کرتے اور تا تھیا مچایا کرتے تھے۔ مگر اب کیوں خواہ مخواہ تہذیب میں ٹانگ اُڑاتے ہو۔ یہ سناتن سنجوگ کیوں ٹوٹا ترمیم کیوں ہوئی ایشور سے یدہ کیوں کیا۔

اور یہ عذر کہ الہی گیان میں ترمیم تنسیخ کی ضرورت نہیں سو بائیکاٹ شدہ رشی جی یہ اصول سراسر غلط اور دھوکہ کی تصویر ہے کیا آپکو معلوم نہیں کہ انسانی حالت معرض تبدل اور تغیر میں پڑی ہوئی ہے۔ جو طبیب بچے جوان بوڑھے کیلئے دوائی کی ایک ہی مقدار اختیار کرتا ہے وہ طبیب نہیں بلکہ ایک احمق آدمی ہے جیسا کہ ایک حاذق طبیب کو موسموں کے لحاظ سے ایک دوا کی کمی بیشی کرنی پڑتی ہے یا ایک دوا ترک کر کے دوسری دوا اختیار کرنی پڑتی ہے پس یہی قاعدہ طب روحانی میں ہے۔

ایک مریض جب علاج کرانے کیلئے طبیب کے پاس حاضر ہوتا ہے تو اگر وہ حاذق طبیب ہے تو مرض کے تمام درجوں پر ایک ہی دوا نہیں دیگا بلکہ دھیرے دھیرے نسخہ بدلتا رہیگا اور پھر صحیفہ قدرت بھی ترمیم تنسیخ کی ہر وقت گواہی دیتا ہے۔ اکتوبر کے شروع ہوتے ہی ہمیں اپنے لباس میں کچھ تغیر تبدل کرنا پڑتا ہے اور پھر دسمبر کے مہینہ میں سردی کے کپڑے اوڑھتے ہیں پھر اپریل میں باریک کپڑے پہننے شروع کر دیتے ہیں اگر ترمیم وتنسیخ ایشور کے کمال افعال کے منافی ہوتی تو پھر بقول تمہارے ایشور نے رشیوں پر وید اُتار کر انکو کامل پاک اور پوتر انسان بنا کر اپنی محبت میں فنا کر کر اور مکتی دیکر پھر آواگون کے چکر میں کیوں ڈالتا ہے۔ صحیفہ نیچر ڈنکے کی چوٹ ترمیم وتنسیخ کی گواہی دے رہا ہے چنانچہ قرآن شریف بھی اسکی تصدیق کرتا ہے یَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ أُمُّ الْكِتٰبِ جس چیز کو اللہ چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے اور اسکے پاس ہے اصل کتاب۔

بات تو نہایت آسان تھی جسپر اس مردود (بائیکاٹ شدہ) رشی دیانند نے مغالطہ کھایا دعوی رشی کا اور پھر یہ موٹی سی بات بھی سمجھ میں نہ آئی افسوس۔

گر ہمیں مکتب است وایں مُلّا
کار طفلاں تمام خواہد شد

باقی رہا پیشین گوئیوں کے متعلق اگر یہ کلجگ کا رشی وشسٹ پران اور رامائن کا نظر تعمق سے مطالعہ کریگا تو اسے بہت سے امولک رتن ملینگے جو سیدی مولائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا پکار پکار کر اعلان کرینگے اگر اسپر بھی انہیں شانتی نہ ہوگی تو ہماری کتاب ثمرہ وید جو زیر طبع ہے اُسمیں نہایت خوبی سے ویدوں کے روحانی گیان پر برقی روشنی ڈالی گئی ہے جو قطعی محققانہ پیرایہ میں لکھی گئی ہے اسمیں نہایت صفائی سے فاسد دماغ کا اپریشن کیا گیا ہے۔ امید کہ ہماری وہ کتاب مہاشہ جی کے فاسد دماغ کا اپریشن کرنے کے لئے ایک سرجن کا کام دیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

برکات حکومت برطانیہ

ہندوستان میں جسقدر مادی ترقی حکومت برطانیہ کے ماتحت ہوئی ہے اسکی نظیر کسی عہد میں نہیں مل سکتی مہابھارت کا زمانہ بھی اسکے آگے محض ہیچ ہے کسی راجہ نے اپنی پرجا پر ایسا پراوپکار نہیں کیا جس فیاض دلی سے برطانیہ عالیہ نے کیا ہے۔ چار ہائی کورٹ میں گیارہ ہندوستانی مقرر ہیں اور چار چیف کورٹ پنجاب اور دوسری جگہ کی جوڈیشل کمشنر کی عدالتوں میں ججی کے عہدہ پر ممتاز ہیں گذشتہ نصف صدی میں جو ترقی ہندوستان نے مادی دنیا میں کی ہے وہ ذیل کے اعداد سے ظاہر ہے۔

ہندوستان کی آمدنی آگے سے تیں گنی بڑھ

گئی ہے۔ صنعت حرفت کی تجارت بڑے زور سے ترقی کر رہی ہے گزشتہ عرصہ میں روئی کی مشینوں میں پچاس فیصدی کھڈیوں کا اضافہ ہوا ہے۔ سوت کاتنے کی مشینوں میں گیارہ فیصدی ملوں میں کام کرنیوالوں میں بیس فیصدی۔ سن کے کارخانوں میں اسیطرح پچاس فیصدی زیادتی ہوئی ہے۔

کوئلہ کے پیداوار میں پچاس فیصدی اسیطرح دیگر اشیاء کی تناسب میں ترقی ہوئی ہے اور یہ ترقی دن بدن افزوں ہوتی جارہی ہے:۔

محکمہ ریل کی ترقی نقشۂ ذیل سے ظاہر ہے

	۱۸۵۷ء	۱۹۰۹ء
تعداد میل ریلوی	۳	۳۰۹۸۳
تعداد مسافران	۲۰ لاکھ	۳۳ کروڑ
مال واسباب کا وزن	۲½ لاکھ	۶۴ کروڑ

۱۸۵۷ء میں ڈاکخانوں کی تعداد ساڑھے سات سو تھی اور ۱۹۰۹ء میں ستر زیادہ ہوگئی ہے۔

اور سب سے قابل ذکر یہ امر ہے کہ جو لوگ پہلے دھوتی اور لنگوٹی پر ہی اکتفا کرتے تھے اب کوٹ اور پتلون پہن رہے ہیں جو لوگ جنگل کے کندمول (نباتات وغیرہ) پر گذارہ کیا کرتے تھے اب پڈنگ اور مٹن چوپ کے مزے اڑا رہے ہیں جس جگہ پہلے بھدے مٹی کے برتنوں کا رواج تھا اب اسکی جگہ پیتل کے برتنوں کا استعمال ہو رہا ہے دوسرے بادشاہوں کے عہد میں جو ابتری اور بے چینی پھیلی کے باعث لوگوں کے دل سہمے رہتے تھے مگر اب لوگ بالکل بےخطر اور بےفکر ہیں گویا کہ شانتی کا راج ہے مگر تس پر بھی ناعاقبت اندیش کفران نعمت کے مصداق ہو رہے ہیں۔

تہذیب کی لہر چین میں

ابھی کل کی ہی بات ہے کہ چین خواب خرگوش میں پڑا خراٹے لے رہا تھا لوگ مغربی طرز معاشرت سے بالکل بےبہرہ تھے اور اجنبیوں کو وحشی خیال کرکے ملک میں گھسنے نہیں دیا کرتے تھے اگر کوئی اجنبی کسی خاص سے جاتا بھی تھا تو اسکی فضیلت کو نظر اکراہ سے دیکھا جاتا تھا اور اسکی خوبیوں پر پھبتیاں اڑائی جاتی تھیں سوائے خال خال مستثنیٰ لوگوں کے باقی سب دقیانوسی خیالات اور رسومات پر مفتوں تھے اور کسیکو اپنے دقیانوسی خیالات کے ہم پلہ نہیں سمجھتے تھے مگر اب چین میں صدیوں کی گہری نیند سے بیدار ہو کر مہذب ممالک کی فہرست میں اپنا نام لکھوانا چاہتا ہے۔

وہاں کے دوراندیش اشخاص نیکی اصلاح کے درپے ہوگئے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ اُس لہر کا اثر ہے جس نے یورپ اور امریکہ میں انقلاب ڈالا اور جسکا سرچشمہ فرانس کی بغاوت تھا۔ مگر یہ درست نہیں کیونکہ چین کے نوجوان سیتل سبھاؤ میں وہاں کوئی انارکسٹ یا شوٹ جیسی خون خرابہ کرنیوالی جنڈال چوکڑیاں نہیں ہیں وہ دل وجان سے متمنی ہیں کہ جو پرانے اصول سالہا سال سے مفید ثابت ہوتے رہے ہیں وہ بدستور قائم رہیں اور انکے ساتھ نئے عمدہ قوانین اور تجربات کا عمل کیا جائے اور یہ ہرگز نہیں چاہتے کہ پرانے اصولوں کو از سر تا پا خاک میں ملا دیا جائے از سر نو تجربات کئے جاویں۔ لاریب یہ اصول چینی باشندوں کے دوراندیشی اور معاملہ فہمی پر مبنی ہے علاوہ دیگر اصلاحات کے مصلحان ملک نے مستورات کے پاؤں چھوٹے کرنیکی قبیح رسم کی سخت مخالفت کی ہے اور اس مخالفت میں ایک حد تک کامیاب بھی ہوگئے ہیں اب وہ دن دور نہیں کہ کوئی آدمی بھی ایسا کرنیکا نام نہ لیگا۔

ہندوستان کیطرح چین میں بھی مستورات کی پوزیشن محض ہیچ سمجھی جاتی تھی پچاس سال سے زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ وہاں ایک پادری آیا تھا نام نے ایک حاکم کو یہ یقین دلایا تھا کہ جسطرح آدمیوں کی ارواح بہشت بریں میں داخل ہونیکی آرزومند ہے اسیطرح مستورات کی ارواح بھی سورگ (بہشت) کی ابھلاشی ہیں یہ سن حاکم ورطۂ حیرت میں ڈوب گیا اور نہایت استعجاب سے کہا کہ کیا یہ ٹھیک ہے؟ اگر درست ہے تو میں یہ خوشخبری اپنی عورت کو سناؤنگا۔ غرضکہ وہاں عورت کی پوزیشن ایک معمولی کنیز سے زیادہ نہ تھی مائیں بچوں کے آگے بید مجنوں کیطرح کانپا کرتی تھیں بچپن سے ہی عورتوں کے پاؤں کو اسطرح جکڑا جاتا تھا جس سے وہ مٹی کا مادھو بنکر ایک جگہ بیٹھی رہتی تھی اور بیوہ اپنے خاوند کی لاش کے ساتھ ستی ہوجایا کرتی تھیں۔ اب اسکے انسداد کیلئے ایک کمیٹی قائم ہوئی ہے جسکا نام "نیئن تسو ہوئی" رکھا ہے یہ سوسائٹی نہایت زور شور سے اپنے کام کو کر رہی ہے اور اسے اپنی اصلاحی مشن میں کامیابی کے آثار نظر آرہے ہیں۔

چنانچہ شہر شنگھائی میں تقریباً نصف شہر کی مستورات کو اس جوروستم سے نجات دلائی ہے اور نہایت گرمجوشی سے یہ کام ہو رہا ہے حتی کہ دربار شاہی نے یہ حکم دیا ہے کہ آئندہ جو لوگ مستورات پر اسبارہ میں جبر کرینگے وہ ملازمت سے علیحدہ کئے جائینگے اور ساتھ ہی اسکے تعلیم نسواں کو بھی فروغ ہو رہا ہے چنانچہ شہر پیکن میں لڑکیوں کے لئے ایک ہائی سکول قائم کیا گیا ہے مگر ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو اس سے بڑی فال نکال رہا ہے اور کہتا ہے کہ لڑکیاں مدارس میں گستاخ ہوجائینگی۔

ضروری نوٹ

خط وکتابت کے چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ عدم تعمیل معاف۔

مینجر

قابل توجہ جناب پوسٹماسٹر جنرل صاحب بہادر

تعداد افسران جنکی تنخواہ آٹھ صد روپیہ سے ساٹھ روپیہ ماہوار تک ہے

گریڈ	تعداد آسامیاں	ہندو	مسلمان	کرسچین
چھ سو سے آٹھ سو تک	۱			۱
پانسو سے چھ سو تک	۲	۱		۱
چار سو سے پانسو تک	۲			۲
تین سو سے چار سو تک	۴	۱		۳
دو سو سے تین سو تک	۴	۲	۱	۱
ڈیڑھ سو سے دو سو تک	۱۰	۵	۲	۳
یکسو سے ڈیڑھ سو تک	۲۲	۱۴	۳	۵
یکصد روپیہ	۳۱	۲۲	۷	۲
اسی روپیہ	۱۵	۱۱	۳	۱
ستر روپیہ	۲۴	۱۶	۷	۱
ساٹھ روپیہ	۷۹	۵۸	۱۳	۱
میزان	۱۹۴	۱۳۰	۳۵	۲۷

تفصیل کلارکان جنکی تنخواہ ۵۰ اور ۱۰۰ ماہوار سے ہے

نام ڈویژن یا ہیڈ آفس	ہندو (ص)	مسلمان (ص)	کرسچین (ص)	ہندو (ے)	مسلمان (ے)	کرسچین (ے)
انبالہ ڈویژن	۹	۱	۰	معہ ۶۰۷		
امرتسر "	۳	۳	۰	۱۰	۶	
بلوچستان "	۶	۱	۰	۶	۴	
چناب "	۴	۲	۰	۷	۲	
ڈیرہ جات "	۶	۱	۰	۹	۴	
گوجرانوالہ "	۲	۲	۰	۸	۳	
گجرات "	۵	۱	۰	۹	۴	
جالندھر "	۹	۳	۰	۶	۱	
کانگڑہ "	۴	۰	۰	۱۴	۲	
کشمیر "	۳	۴	۰	۷	۲	
لاہور "	۴	۲	۰	۵	۶	
لدھیانہ "	۹	۳	۰	۱۲	۳	
ملتان "	۳	۰	۰	۹	۲	
پشاور "	۶	۴	۰	۱۰	۵	
راولپنڈی "	۵	۳	۰	۱۹	۶	
سیالکوٹ "	۲	۵	۰	۱۲	۰	
سندھ ساگر "	۴	۰	۰	۷	۲	
ساڈھورہ "	۶	۱	۰	۱۵	۲	
امرتسر ہیڈ آفس	۴	۱	۰	۷	۲	
دہلی "	۶	۲	۰	۹	۳	
پشاور	۴	۱	۰	۷	۲	
شملہ کالکا لائن						
شملہ ہیڈ آفس	۳	۱	۴	۱۳	۰	
لاہور "	۱۳	۲	۰	۲۲	۷	
دفتر پوسٹماسٹر جنرل بہادر	۱۳	۰	۳	۱۶	۶	
ڈیڈ لیٹر آفس	۴	۱	۱	۵	۳	۱
میزان	۱۳۶	۴۶	۸	۱۵۱	۸۳	۲۰

ہم گذشتہ پرچہ میں دکھا چکے ہیں کہ محکمہ ڈاک میں پوسٹماسٹر اور ڈپٹی پوسٹماسٹر کل پنجاب میں مسلمان اور ہندو علیحدہ علیحدہ کس کس قدر ہیں اب فہرست ہذا سے ظاہر کرتے ہیں کہ ملازمین ڈاک تعداد میں ہندو اور مسلمان علیحدہ علیحدہ کسقدر ہیں اور امید کرتے ہیں کہ ہمارے منصف مزاج پوسٹماسٹر جنرل صاحب بہادر نظر مہربانی فرما کر ہر دو قوموں کے ملازمین کی تعداد مساوی کرنیکی کوشش فرما دیں گے جس سے کسی قوم کو موقعہ شکایت نہ رہے کیونکہ یہ تو حضور کو بخوبی روشن ہے کہ ہندو صاحبان مسلمانوں کو بالکل دیکھ نہیں سکتے اور جہانتک ہو سکتا ہے مسلمان کلارکوں کو نقصان پہنچانیمیں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑتے جسکی تفصیل اس موقعہ پر درج کرنی ضرور نہیں کیونکہ اول تو حضور نے اکثر اپیل کیسنر کا فیصلہ کرنیکے وقت معلوم کر لیا ہوگا علاوہ اسکے لاہور میں جب مسلمان میان حضور کے پاس اپنی درخواستیں لیکر گئے تھے تو ہندو صاحبان نے جو انکے واسطے عطیہ بھیجا تھا جسکو حضور نے پولیس کے حوالہ کیا ہوا ہے پورا پورا ثبوت انکی زیادتی کا ظاہر ہے جس سے ہم بالکل نا امید ہیں کہ ہندو صاحبان ہم مسلمانوں کے واسطے کوئی نیک کلمہ تحریر کرینگے بالکل انسے تو ہمکو نقصان ہی کی امید رہتی ہے اگر امید ہے تو حضور عالی کی منصفانہ طبع پر ہے بلکہ ہمکو یقین ہے کہ حضور اس موقعہ پر ہم غریب اور ظلم رسیدہ مسلمانان کو ضرور اپنے اپنے حقوق عطا فرماوینگے سردست صوبہ پنجاب میں بہت سی ترقیاں زیر انتظام ہیں اور ہم امید کرتے ہیں کہ حضور پرنور ضرور انکے پر کرنیکے وقت حقوق ہر دو قوم کو مدنظر رکھکر اور نظر الطاف فرما کر مسلمانان کے حقوق جو کہ ضائع ہو چکے ہیں عطا فرماوینگے فہرست ہذا کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حقوق مسلمانان ایک عرصہ دراز سے ضائع ہوتے رہے ہیں اور اگر کل ترقیاں اسوقت مسلمانوں ہی کو دیجاویں تب بھی انکے حقوق گذشتہ حاصل نہیں ہوتے مگر ہمکو صرف یہی درخواست کرتے ہیں کہ اس موقعہ پر بھی حضور اسیطرح سے نصف پوسٹیں مسلمانوں اور نصف ہندوؤں سے پر کر دیں جیسا کہ ۱۹۰۲ء میں حضور انور نے ہیڈ کلارک صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر ان کی ترقیات پر کیا تھا بلکہ یہ جدید انتظام صرف حضور ہی کی منصفانہ طبع کا ایجاد کردہ تھا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آجتک کل مسلمان حضور کی فیاضی اور منصفانہ طبیعت کے مشکور ہیں بلکہ حضور کے جان و مال کے دعاگو ہیں اگرچہ اسموقعہ پر مسلمانان کی تعداد ان آسامیوں کے پر کرنیکے واسطے کافی نہ تھی مگر حضور پرنور نے اکثر مسلمانان کو ڈبل تنخواہ کی ترقی دیکر بھی ان آسامیان پر مقرر کر دیا تھا ابھی ہم امید کرتے ہیں کہ اگرچہ اسوقت کل گریڈ میں مسلمانان کی بہت کمی ہے مگر پھر بھی ہم حضور کی منصفانہ طبیعت سے امید کرتے ہیں کہ اسیطرح ہر ایک ہونہار مسلمان جنکو ترقیاں دیکر مقرر کر کے مشکور فرماویں گرچہ نصف تعداد نہ بھی ہو تاہم قدرے قلیل تو ضرور ہو جاویگی اور نئی آسامیاں پر کرنیکے واسطے سرکلر جاری فرما دیں کہ ایک ایک پوسٹ علیحدہ علیحدہ مسلمان اور ہندو سے بہ ترتیب کیجاوے کیونکہ اس انتظام کے مطابق اکثر مسلمان سپرنٹنڈنٹ تو ضرور اسپر عمل کرتے ہیں مگر ہندو سپرنٹنڈنٹ صاحبان بالکل اسطرف توجہ نہیں کرتے اور بہانہ کر دیتے ہیں کہ مسلمان ملتے نہیں باوجودیکہ بہت سے امیدوار صاف جواب لیکر واپس کر دئے جاتے ہیں ہمکو معتبر ذریعہ سے خبر ملی ہے کہ اکثر مسلمان بوجہ نہ جاننے کے ہندی کے جواب دئے جاتے ہیں اسکے متعلق بھی حکم نافذ فرمایا جاوے کیونکہ اکثر مسلمان لڑکے ایسے سکولوں میں پڑھتے ہیں جہاں ہندی کی تعلیم نہیں دی جاتی

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

یہدی اللہ لنورہ من یشاء

نور

قادیان ضلع گورداسپور پنجاب
تاریخ اشاعت ۱۵ فروری ۱۹۱۰ء
جلد ... نمبر ۶ ...

ضوابط

یہ پرچہ مہینے میں دو دفعہ شائع ہوتا ہے۔
قیمت سالانہ غیر ششماہی ۸ ہوگی و اغنیاء سے ۱۲ سالانہ پیشگی۔
برائے عظام سے امتیازی قیمت (۵)
جو کچھ عطا کریں وہ عطیہ تصور ہوگا۔
ان حضرات کے اسمائے گرامی سرپرستان رسالہ ہذا کی فہرست میں درج ہونگے

مقاصد

(۱) اسلام کی ... عالی ... کرنا اور دیگر مذاہب پر ... کرنا۔
(۲) آریوں ... سے اسلام کو بچانا۔
(۳) الزامات کی ... کے منور چہرہ ... بدلائل نقلی اور عقلی
(۴) تاج برطانیہ کی خیرخواہی سکھ قوم میں باوا نانک جیکی تعلیم کا پرچار کرنا

ایڈیٹر شیخ محمد یوسف نو مسلم سابق سونگھ ودان برہمچاری
نمبر ۳ ... ۲/

ہوا کا رخ

(۱) ارل آف ڈرابی نے انجمن ترقی کاشت پنبہ برطانیہ کو ایک ہزار پونڈ کا عطیہ عطا فرمایا:- حوصلہ افزائی اسی کا نام ہے۔

(۲) قسطنطنیہ سے خبر آئی ہے۔ کہ قصر چراغاں میں جہاں ترکی پارلیمنٹ کا اجلاس ہوا کرتا تھا آگ لگ گئی۔ اور جلکر سیاہ ہوگیا۔

(۳) انڈیا کونسل میں نواب عماد الملک بہادر کی جگہ مہتہ فیروز شاہ دو سال کے لئے مقرر ہونیکو ہیں:- اب کانگریس سے علیحدگی کا راز کھلا۔

(۴) بارک پور میں زیر صدارت مسٹر سیرندرو ناتھ جو ایک جلسہ اس غرض کے لئے منعقد ہوا کہ مفسدہ پردازوں کے لئے بطور قومی خفیہ سوسائٹیاں مقرر کی جائیں واقعی مبارک تجویز ہے ہندوستان کے تمام شہروں میں اسکی تقلید ہونی چاہیئے:-

(۵) مسٹر غلام محمد علیخاں کے سی آئی پرنس ارکاٹ نے آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقد دہلی کی صدارت منظور فرمائی ہے۔

(۶) حضور وائسرائے کی کونسل آئین ہند میں ایک ممبر ہیں، جنکو دیسی زبان میں حلف دیا گیا:- انگریز سے کورے۔

(۷) شمس العالم افسر پولیس کلکتہ کے قتل کے متعلق اور بھی نصف درجن کے ملزم پکڑے گئے پولیس ہمہ تن سرگرم ہے۔

(۸) چیفکورٹ کے ممبران بار کے نام بھی پچھلی ڈاک ولایت میں بعض مفسدانہ خطوط لفافوں میں تبلاً بھیجے گئے۔ برلن سے معلوم ہوتے ہیں۔

(۹) شریف مکہ نے اس سال حج کے ایام میں خوب امن قائم رکھا۔

(۱۰) ٹرکی پارلیمنٹ میں اعتدال پسند آزاد خیال گروہ جتھا۔ بڑھتا جاتا ہے۔ اس میں تینتیس عرب ممبر شریک ہیں۔ اور نئی وزارت کے عہد میں اسکی قوت شائد خوب ترقی کریگی کیونکہ بارہ البانی ممبر بھی اس میں شامل ہونے کے لئے بالکل آمادہ ہیں۔

(۱۱) جدید حکومت شہر مدینہ منورہ کے نظم و نسق میں کچھ تغیر و تبدل کرنا چاہتی ہے۔ جس سے اہل شہر میں ناخوشی کے آثار ہویدا ہیں۔ خدا خیر کرے:

(۱۲) حجاز ریلوے کے ملازموں کی شکایت بہت کچھ بڑھگئی ہے وہ تاجروں کو ستاتے اور بغیر رشوت لینے کے کوئی کام انجام نہیں دیتے۔ حالانکہ انہیں معقول تنخواہیں ملتی ہیں۔ افسوس!

(۱۳) یہہ خبر صحیح ہے۔ کہ تمام گورنمنٹ عثمانیہ کے سرکاری ملازمین اپنی ایک ماہ کی تنخواہ جنگی بیڑہ کی مضبوطی اور ترکی کے لئے دے دینگے۔ جزاکم اللہ۔

(۱۴) جانب (طرابلس المغرب کے سرحدی علاقہ) کا مسئلہ ٹرکی اور فرانس کے مابین طے ہوگیا۔ حکومت فرانس نے

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپکر شیخ محمد یوسف کیلئے قادیان سے شائع ہوا۔

اسلام اور سکھ ازم

نمبر ۱

وہ ہر وہ جسکو کبھی دھارمک لگن لگی ہوگی۔ وہ دل جسکو کبھی مذہبی قدسیت کی جستجو ہوئی ہوگی۔ وہ من جسکو کبھی راستی کی ابھلاشا ہوئی ہوگی۔ وہ ضرور ہی ضرور باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی سے واقف ہوگا۔ اس لئے ہمیں باواصاحب کے انٹروڈیوس کی نسبت زیادہ خامہ فرسائی کی ضرورت نہیں مختصر یہ کہ باواصاحب ہندوؤں کے شریف خاندان سے تھے۔ آپ سنہ ۹۰۰ ہجری میں پیدا ہوئے آپ کو اوائل عمر ہی سے مذہبی چھان بین کی جستجو اور ایشور کے ملاپ کیلئے خاص تڑپ تھی۔ چنانچہ آپ نے اس ملاپ کے لئے بادیہ پیمائی کی بیابانوں اور جنگلوں کی خاک چھانی وطن سے بیوطن اور گھر سے بیگھر ہوئے۔ غرضیکہ گھر کے آسائیش و آرام کو ترک کر کے بھکشا پاتر (کاسۂ گدائی) لیکر دردر کی گداگری کی مگر کوئے الفنن سے باز نہ آئے پر نہ آئے۔

قصہ کوتاہ یہہ کہ باواصاحب اپنی مجاہدات زہد اور پرہیزگاری اور ترک دنیا میں ایسی شہرت اور قبولیت پاگئے جسکے لئے درحقیقت ہندوؤں کے گذشتہ اکابر اور کال رشی منیوں سے ایسا شخص پیش کرنا مشکل ہے۔ جو انکی نظیر ثابت ہو۔ ہمارا انصاف ہمیں اسکے لئے مجبور کرتا ہے کہ ہم اقرار کریں۔ کہ لاریب باواجی اُن دھارمک انسانوں سے تھے۔ جنکو خدا اپنے ہاتھ سے نور کی طرف کھینچتا ہے ہمیں اسمیں کچھ بھی شبہ نہیں۔ کہ ایک سچی تبدیلی خدا نے انہیں پیدا کردی تھی۔ حق اور راستی کیطرف انکا دل کھنچا گیا تھا۔ جن باتوں کو وہ برا سمجھتے وہ دلیرانہ جرائت سے اسکا کھنڈن (رد) کرتے ہندوؤں کی مذہبی رسومات مثالً بت پرستی جنئو۔ اوتار وغیرہ کا رد بڑے زور سے کیا۔ اگرچہ اس کھنڈن منڈن کے کام میں باواجیکو ہر طرح سے دکھہ تکلیفیں اور اذیتیں دی گئیں۔ مگر باواصاحب بھی عجیب دل گروہ کے انسان تھے ہر ایک مصیبت میں برابر آگے ہی قدم بڑھاتے گئے۔ اور اپنی روحانی طاقت سے لوگوں کے جھوٹے ٹھاٹھ باٹھ اور باطل مت متیانتر دل کو گیان کی بتی میں جلاکر راکھہ کرتے رہے۔

مگر آجکل عام طور پر یہہ سوال کیا جاتا ہے۔ کہ باواجی نے یہہ روحانی گیان کس معرفت کے چشمہ سے حاصل کیا۔ جس سے انہیں یہہ فوق الطاقت روحانیت پیدا ہوگئی مکہ وہ طوفان میں چٹان ہوکر کھلے بندوں دلیرانہ جراءت سے ہندوؤں کے بتوں کا کھنڈن کرتے مگر افسوس کہ اسکی نسبت اصلیت حال نے کچھ ایسا پلٹا کھایا ہے۔ کہ حقیقت پر پردہ ڈالنے کے لئے ہر طرح سے کوشش کیگئی اور کی جارہی ہے مسلمان تو یہہ کہتے ہیں۔ کہ باواصاحب مسلمان تھے۔ مگر برخلاف اسکے ہندو یہہ راگ الاپ رہے ہیں۔ کہ باواجی ہندو تھے اور باواجی کے چیلے سکھہ صاحبان یہہ گیت گارہے ہیں۔ کہ باواجی نہ مسلمان تھے اور نہ ہندو بلکہ انہوں نے ہندواد اور اسلام ازم کے بین بین ایک تیسرا مت جاری کیا۔ مگر ہمارے پاس کسیکے عقیدہ اور دھرم اور ایمان کے معلوم کرنیکے لئے دو پیمانے ہیں۔ ایک قولی اور دوسرا فعلی جو امران ہر دو پیمانوں یعنی قولی اور فعلی پر یکساں پورا اترے تو پھر ہمکو اسکے اصلی خیالات کا اندازہ کرنیکے لئے کبھی شک و شبہ کی گنجائیش نہیں رہتی۔

مگر اب دیکھنا یہہ ہے۔ کہ باواجیکے یہ دونو اصول یعنی قولی اور فعلی شہادتیں کس کی تائید کرتی ہیں۔ اگر ہم اس کسوٹی پر باواجیکے عقیدہ کو پرکھینگے۔ تو پھر اس پرکھہ کے بعد ہمکو اپنی قطعی رائے کا اظہار کرتے ہوئے۔ کوئی رکاوٹ باقی نہ رہیگی اور وہ شبہات جنہوں نے حقیقت پر پردہ ڈالا ہوا ہے۔ دور ہوکر اصلیت کو اصلی رنگ و روپ میں پرگٹ کر دینگے۔ قولی شہادتیں یعنی باواجیکے وہ شلوک جو باوجود اسقدر دست برد اور تغیر و تبدل کے قائم ہیں۔ وہ ہندوؤں کے اصولوں یعنی بت پرستی اور اوتار تیرتھ جاترا وغیرہ کا کھنڈن کرتے ہیں جس سے یہ بڑی عمدگی سے ظاہر ہے۔ کہ باواجی ہندو تو نہ تھے۔ اب رہا دوسرا پہلو یعنی اسلام۔

اس کے لئے بھی ہم باواجیکے تخیل کو قولی اور فعلی کسوٹی پر پرکھہ کر دیکھتے ہیں۔ اسلام کے موٹے موٹے اصول کلمہ طیبہ۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ ہیں۔ اب یہہ دیکھنا ہے۔ کہ باواصاحب اسلام کے ان دھارمک اصولوں کی نسبت کیا ظاہر فرماتے ہیں۔ سب سے اوّل کلمہ طیبہ ہی لے لیجئے۔ سو اسکی نسبت باواجی ارشاد فرماتے ہیں۔

کلمہ طیبہ | کلمہ گو ناسٹرسن ہو کے بے ایمان

ترجمہ۔ یعنی وہ شخص جس نے سچے دل سے لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ کا جاپ کیا وہ ہرگز ہرگز بے ایمان ہوکر دوزخ کا ایندھن نہیں بنیگا۔ تسلی کیلئے ملاحظہ ہو جنم ساکھی بھائی بالا والی صفحہ ۱۷۸۔

مگر اسی پر ہی اکتفا نہیں۔ آگے باواصاحب کلمہ طیبہ کی حمد و ثنا میں اسطرح رطب اللسان ہیں۔

کلمہ آکھیاں اے کُن ہوئے گناہ نھیں باک

مطلب۔ یعنی باواصاحب فرماتے ہیں۔ کہ کلمہ طیبہ ایک ایسی پوتر اور مطہر اور منبع مہربانی ہے۔ جس کے کہنے سے دینُ دنی[illegible]ب جھڑ جاتے ہیں تسلی کیلئے ملاحظہ ہو جنم[illegible]ی بھائی بالا صفحہ ۱۶۹۔

پھر آگے گرنتھ صاحب کا یہہ شلوک بھی ملاحظہ کیجئے

کلمہ کہوں نو کل ٹرے بن کلمے کل نا
جہاں کلمہ کھو لیئے سب کل کلمہ ما

مطلب۔ باواصاحب فرماتے ہیں۔ کہ مجھے اسی میں آرام آتا ہے۔ کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ کا جاپ کروں اور بغیر اسکے مجھے چین نہیں ہوتا۔ جہاں کلمہ کا ذکر ہو تو مجھے شانتی حاصل ہوتی ہے۔

نماز | پھر آگے باواصاحب نماز کے لئے ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ

لعنت برسر تنہاں جو ترک نماز کرین
تھوڑا بہتا کھٹنا ہتھوں ہتھ گوین۔

مطلب۔ باواصاحب فرماتے ہیں کہ اُن لوگوں پر لعنت ہے۔ یعنی وہ لوگ لعنتی ہیں۔ جو نماز کو ترک کرتے ہیں یعنی جو کچھ تھوڑا بہتا کمایا ہے۔ اسکو بھی دست بدست

ضائع کر رہے ہیں زیادہ تسلی کیلئے ملاحظہ ہو جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۲۱۔

قرآن شریف آگے چلکر باوا صاحب قرآن شریف کی نسبت فرماتے ہیں۔

تیئے[۳۰] حرف قرآن وی تیئے سپارے کیں
تس وچہ پند نصیحتاں سنکر کرو یقین

ترجمہ۔ قرآن شریف کے تیس ہی حروف ہیں۔ اور تیس ہی سپارے کئے گئے ہیں! اور قرآن شریف نکات معرفت سے بھرپور ہے۔ جس کے پڑھنے سے تن من کو شانتی (ٹھنڈک) حاصل ہوتی ہے۔ اور اس میں (قرآن شریف) بہت سی نصیحتیں ہیں جنکو سنکر ایمان لانا چاہیئے۔ دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۲۰

آگے باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں گداز ہوکر اس شلوک کا الاپ فرماتے ہیں۔

ڈٹھا نور محمدی اور ڈٹھا نبی رسول
نانک قدرت دیکھکر خودی گئی سب بھول

مطلب۔ باواجی فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درشن ہوئے۔ (ممکن ہے کشف میں دیکھ لیا ہو) اور انکے نور کو دیکھکر مجھ پر ایسا وجد طاری ہوا۔ کہ میں بے خود ہوگیا۔

حج کلمہ طیبہ اور نماز کے متعلق تو آپ باوا صاحب کا عقیدہ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اُسپر کوئی مزید روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں اب بالطبع انسانی دل اس طرف راغب ہوتا ہے کہ وہ جلیل وکامل انسان وہ دھرم آتما مورت جو پکا نمازی اور کلمہ گو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق زار تھا۔ کیا اسکی روح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جنم بھومی جس جگہ سے ایسے دھندوکارہ میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا جبکہ تمام دنیا پہ پاپوں کے گھٹا ٹوپ سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے . . . . کے درشنوں کیلئے انکے دلمیں تڑپ پیدا ہوئی یا نہیں اس کے لئے صرف ان کے دلمیں تڑپ ہی پیدا نہیں ہوئی بلکہ اُس تڑپ اور اُس گونج کو پورا کرنے کے لئے باواجیکو مکالمہ الٰہی کا شرف حاصل ہوا۔ اور اللہ تعالےٰ نے باواجیکو حکم دیا۔

اے نانک مکے مدینے دا حج کر

تسلی کے لئے ملاحظہ ہو جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۳۶

جب باوا صاحب کو اکال پرکھ جی (لایموت) کی طرف سے یہ حکم ہوا تو باواجی تمام کمندوں کو بلائے طاق رکھکر اور . . . بال بچوں کے موہ (محبت) کے جال کو توڑکر گرمی اور یخ سردی کی تکالیف کو برداشت کرتے ہوئے حج کیلئے سدھارے اور اپنے حال وقال سے لوگوں کو تبلا دیا۔ کہ اے دنیا کے بندو! اگر تم چاہتے ہو کہ گناہوں سے ابدی نجات مل جائے اگر تم چاہتے ہو کہ پاپوں کا بوجھ ہلکا ہوجائے۔ اگر تم چاہتے ہو۔ کہ دنیا کے بندھنوں سے آزادی حاصل ہو اگر تم چاہتے ہو کہ ابدی شانتی مل جائے۔ سب سے بڑھکر اگر تم چاہتے کہ حیوان سے انسان اور انسان سے باخدا انسان کی پدوی حاصل ہوجائے تو وہ صرف یہی ایک راہ ہے کہ تمام کمندوں کو بالائے طاق رکھکر سچے دل سے مسلمان ہوجاؤ چنانچہ بھائی گورداس جی جو سکھ صاحبان میں ایک برگزیدہ انسان گذرے ہیں۔ جنکا نام سکھ صاحبان بڑی شردھا اور عزت سے لیتے ہیں۔ واران میں باوا صاحب کے حج کی نسبت یوں ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ

بابا پھر مکے گیا نیلے بستر دھارے بنوالی
عصا ہتھ کتاب کچھ کوزہ بانگ مصلے دھاری
بیٹھے جائے مسیت وچ جتھے حاجی حج گذاری

مطلب۔ اول تو باوا صاحب کو الہام ربانی کے ذریعہ پر حکم ہوا تھا کہ "اے نانک مکے مدینے دا حج کر" اس کے بعد باوا صاحب حج کعبہ شریف کے لئے روانہ ہوئے۔ نیلے کپڑے پہنکر ولی بنکر عصا ہاتھ میں کتاب (قرآن شریف) بغل میں کوزہ اور مصلے ہاتھ میں اور مسجد میں جاکر بیٹھے۔ جہاں حاجی لوگ حج گذارتے ہیں۔ اور اذان کہی

اب ہمیں پر غور کرنا چاہیئے کہ یہ نیلے بستر پہننے اور عصا ہاتھ میں ہونا اور قرآن شریف بغل میں اور مصلے ہاتھ میں اربابگ دنیا اور خانہ کعبہ کا قصد کرکے ہزاروں کوس کی مسافت طے کرکے جانا اور وہاں مسجد میں جاکر اقامت پذیر ہونا۔ اور بانگ دنیا کیا یہ نشان مسلمانوں کے ہیں یا ہندوؤں کے۔ ظاہر ہے۔ کہ مسلمان ہی نیلے کپڑے پہنکر جایا کرتے ہیں۔ عصا بھی مسلمانوں کا شعار ہے۔ کوزہ اور مصلے ہاتھ میں رکھنا بھی مسلمانوں کا طریق ہے۔ اور قرآن شریف بغل میں لٹکانا نیک بخت مسلمانوں کا وطیرہ ہے۔ اگر کہو کہ یہ طریق مکر وفریب کی غرض سے اختیار کیا گیا تھا۔ تو تم آپ ہی منصف بنکر جواب دو کہ کیا آپکی کانشنس یعنی نور قلب اس امر کو پسند فرماتا ہے۔ کہ باواجی باوجود اس پاک رنگی جو انہوں نے خدا ئیتعالےٰ کے لئے اختیار کی تھی۔ پھر بھی مکر وفریب کو اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑا اور بھیروپیوں کی طرح۔ طرح طرح کے سوانگ پھرتے پھرتے۔ اور ظاہر سے مسلمان بنکر مگر باطن سے ہندو رہکر حاجیوں کے ساتھ حج کرنیکو چلے گئے۔

آہ افسوس ہے۔ کہ باوا صاحب جیسے مہاتما پرش جنہوں نے اللہ تعالےٰ کی راہ میں اپنا تن من دھن آرپن کر دیا جنہوں نے محض خدا ئیتعالےٰ کی رضا جوئی کے لئے خویش اقارب کا تیاگ کر دیا جنہوں نے محض اللہ تعالےٰ کی راہ پر قدم مارنے کے باعث لوگوں سے پاگل دیوانہ سڑی سودائی وغیرہ سخت سست الفاظ سنے تو ہم ایسے دھرم مورت اور فرشتہ خصلت اور دیوتا سیرت انسان یعنی باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کیطرف یہ کیسے منسوب کرسکتے ہیں۔ کہ وہ باہر سے مسلمان بنکر مگر اندر سے ہندو رہکر حاجیوں کے ساتھ ملکر مکہ میں پہنچے۔ ہم اوس وقت اس بات پر زیادہ زور دینا نہیں چاہتے کہ یہ حرکت کیا ایک نیک انسان کے جذبات کے

مخالف ہے۔ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ اگر ایک معمولی چال چلن کا آدمی بھی ایک ایسی فریب کی کارروائی کرے۔ تو وہ بھی قابل ملامت ہوگا۔ مثلاً اگر کوئی مسلمان کہلاکر جنئیو اور دہوتی پہن کر اور مستک پر قشقہ لگاکر اور بغل میں بت دباکر۔

جے سیتا رام۔ جے سیتا رام

کرتا ہوا۔ ہندؤں کے ساتھ ہردوار جیکا اشنان کرے مگر باطن سے وہ رہے مسلمان تو کوئی بھی اسکو نیک انسان نہیں سمجھیگا کیونکہ اگر اسکو خدا تعالےٰ پر بھروسہ ہوتا۔ تو ہر ایک مطلب خدا کے ذریعہ سے ہی حاصل کرتا۔ تا کہ مکر و فریب کی راہ سے سو کوئی۔ پاک طبع انسان اسپر کبھی بھی خوش نہیں ہو سکتا جو دین کے شعار کو بعض نفسانی غرض سے ترک کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب باوا صاحب فریب کے طور پر مسلمان بنکر قافلے والوں کے ساتھ مکہ شریف میں گئے ہونگے۔ تو راستہ میں بار بار انہیں قافلے والوں کے ساتھ جھوٹھ بھی بولنا پڑا ہوگا۔ اور ہر ایک سے محض دھوکہ دہی اور دروغ گوئی کے طور پر کہتے ہونگے۔ کہ میں مسلمان ہوں اور دکھلاوے کیلئے کلمہ بھی پڑھتے ہونگے۔ اور پانچ وقت میں نماز بھی گذارتے ہونگے۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے۔ کہ جو کوئی مسلمانوں کیساتھ ملکر بظاہر مسلمان بنکر سفر اختیار کرے۔ تو وہ نماز پڑھنے سے اپنے تئیں روک نہیں سکتا۔ بالخصوص جبکہ کوئی حاجیوں کیساتھ خانہ کعبہ کے قصد سے روانہ ہو۔ تو کیونکر ممکن ہے کہ وہ نماز نہ پڑہے۔ اور قافلہ کے لوگ اس سے دریافت نہ کریں۔ بلکہ جنم ساکھی بھائی بالا میں تو اسطرح لکھا ہے۔ کہ

"بابے جی نے اپنیا ساتھیاں نوں آکھیا تسین سچے حاجی نہیں۔ اس راستے وچ مہر اور محبت اور خیرات کر دے جاہیئے تاں فیض پائیدا ہے۔ اور جے حجت بازی اور مکر و فریب کر دے جاہیئے تاں حاجی نہیں ہوندا"

ترجمہ۔ باوا جی نے اپنے ہمراہی حاجیوں کو کہا۔ کہ سچا حاجی وہ ہوتا ہے۔ جو ایسے پاک اور پوتر راستہ میں مہر اور محبت اور خیرات کرے تبھی انسان حج کعبہ سے مستفیض ہو سکتا ہے۔ اگر راستہ میں حجت بازی ہنسی اور ٹھٹھا اور تمسخر کرتے جائیں تو حاجی کا درجہ نہیں ملتا۔ میرے دوستو جائے غور ہے جو انسان اپنے دل میں حج کی یہ عظمت سمجھتا ہے۔ کیا ہم اس پر طرفۃ العین کے لئے بھی یہ خیال کر سکتے ہیں۔ کہ باوا صاحب اندر سے ہندو تھے اور بظاہر مسلمان یہ مکر و فریب کی باتیں نیک انسان سے ہرگز ہرگز صادر نہیں ہو سکتیں بلکہ ایسی حرکتیں صرف اُن لوگوں سے سرزد ہوتی ہیں جنکو اللہ تعالےٰ پر ایمان نہیں ہوتا۔ اور بہیروپیوں کی طرح۔ طرح طرح کے سوانگ بھرتے ہیں۔ بہتر ہے کہ میرے سکھ بھائی ایک منٹ کے لئے اسکا خاکہ اپنے اندر کھینچیں اور پھر سوچیں کہ ایسی حرکات ایک پارسا انسان کے چال چلن کو داغ لگاتی ہیں۔ وہ اشتباز ول کی زندگی نہایت صفائی اور سادگی سے ہوتی ہے وہ اسطرح کے مکر و فریب سے طبعاً کراہت کرتے ہیں۔ کاش سکھ صاحبان سوچیں اور وہ راہ اختیار کریں جس راست پر انکے پیر و مرشد نے قدم مارا تھا۔

سادھ سنگت

شاید آپ صاحبان کو معلوم ہوگا کہ قادیان میں کچھ عرصہ سے سادھ سنگت کے نام پر ایک بھجن منڈلی قائم ہوئی ہے۔ گورنمنٹ برطانیہ کی سچی وفاداری اور اطاعت کی روح قوم اور ملک میں پیدا کرنا دوسری قوموں پر عموماً اور سکھ قوم میں خصوصاً تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے سعی کرنا اسکا فرض ہے۔ جسکے سرپرست حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالےٰ ہیں۔ خدا کے فضل سے آجکل سادھ سنگت کا پرچار بڑی سرگرمی سے ہو رہا ہے اور عنقریب انشاء اللہ تعالےٰ ایک گورمکھی پرپکٹ شائع کیا جاویگا جو ہندو اور سکھوں کے تعلقات کو واضح کریگا۔

وید فصاحت بلاغت سے خالی ہے

آجکل جس دیانندی پرچے کو دیکھو وہ موجودہ وید کی فصاحت و بلاغت کے زبانی دعوؤں سے بھرا پڑا ہوگا۔ حالانکہ بقول ایک کٹر آریہ اچھر و رام کے نوے فی صدی دیانندی ایسے ہیں۔ جنہوں نے اور کتب تو علیحدہ رہیں۔ ستیارتھ پرکاش تک کا بھی مطالعہ نہیں کیا۔ اُن سے وید کی حمائیت دیکھتے ہوئے وہی مقولہ یاد آتا ہے۔ کہ دیکھا نہ بھالا صدقے گئی خالہ۔ ایسی صورت میں عام طور پر دیانندیوں کا دعوےٰ فصاحت و بلاغت وید بالکل لچر اور حماقت پر مبنی ہے۔

خدائی اور الہامی کتاب میں ہمیشہ اس قسم کے استعارات وغیرہ پائے جاتے ہیں جن سے کلام کا حسن بیان ظاہر ہوا کرتا ہے مگر وہ استعارات ہمیشہ اپنے بیان کردہ قانون کے دائرے کے اندر ہی ہوتے ہیں۔ یہ نہیں کہ تعلیم کچھ دی جاوے مگر استعارات ایسے بیان کئے جاویں۔ جو اُس تعلیم کی جڑ کاٹ رہی ہوں مثلاً بقول پنڈت دیانند مندرجہ رگوید آدمی بہابیہ بھومکا (بیان بیاہ) مرد کو ایک سے زیادہ عورتوں کے ساتھ بیاہ کرنے کی ازروئے وید ممانعت ہے یا باپ بیٹی کی مجامعت وغیرہ خلاف تعلیم وید ہین تو اگر وید اس قسم کے استعارات استعمال کرے جن سے کثرت ازدواجی یا باپ بیٹی کی مجامعت کی تائید ہوتی ہو۔ تو وید فصاحت و بلاغت کے درجہ سے گر جائیگا۔ اور وہ کلام الہٰی کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکیگا کیونکہ بقول دیانندی صاحبان وید اور قانون قدرت ایک ہی ہیں۔

اس اصول کو مدنظر رکھکر ہم ذیل میں دیانندی تعلیم میں سے چند حوالے وید منتروں سے پیش کرتے ہیں۔ جو دیانندی تعلیم کے خلاف کثرت ازدواجی اور باپ بیٹی کی باہمی مجامعت کی تائید کرتے ہیں۔ ان منتروں کو مدنظر رکھکر اگر پرانے زمانے کے ویدک رشیوں مثلاً یاگیہ ولکیہ۔ شوجی مہاراج و دیگر ویدک

راجاؤں مثلاً راجہ دشرت۔ اوتان پاد۔ شری وتسن
دھر۔ پانڈوں وغیرہ نے کثرت ازدواجی پر عمل کیا تو وہ بالکل قابل تسلیم و درست تھا۔ یا اگر انہیں منتروں کو زیر نظر رکھکر جو دیانندی معنوں کے رو سے بھی باپ بیٹی کی مجامعت پر دلیل ہو سکتے ہیں۔ وام مارگیوں نے وید کے رو سے حرامکاری جائز سمجھی جو انہوں نے غلط راہ اختیار نہیں کی۔ کیونکہ باوجود اتنی تنگ وو اور اعتراضات سے بچا ہوا ترجمہ کرنے کے پنڈت دیانندی بھی وید سے باپ بیٹی کی مجامعت کے استعارات بیان کر رہا ہے۔ تو ضرور ہے۔ کہ بام مارگی جو کارروائیاں کر رہے ہیں۔ وہ بالکل سچی اور وید کے رو سے جائز ہیں۔

اگر ایک قوم مثلاً ہندو یا دیانندی جو ایک گائے کو متبرک سمجھکر اسکی پوجا تک کرتے ہیں۔ اُن کے لئے بطور استعارہ ہی یہ الفاظ استعمال کئے جاویں۔ کہ جیسے ایک دیانندی فلاں جانور کا گوشت کھا رہا ہے ستو اُن کو کیسا برا معلوم ہوگا۔ اور وہ اس استعارہ بیان کرنے والے کے گلے کا ہار ہو جائینگے۔ اسیطرح اگر وید کی تعلیم دہندہ کے نزدیک کثرت ازدواجی اور باپ بیٹی کی باہمی مجامعت ناجائز ہوتی تو وہ ایسے غیر فصیح اور خلاف قانون استعارات اپنے الہامی کلام میں ہرگز استعمال نہ کرتا۔

اب ہم ذیل میں وہ منتر پیش کرتے ہیں۔ جو ہمارے مندرجہ بالا بیان کی تائید کرتے ہیں۔

یجروید پرش سوکت ادھیائے ۳۱ منتر ۲۲۔ کا ترجمہ پنڈت دیانند نے اپنے رگوید آدی بھاشیہ بھومکا پیدائش عالم کے باب میں یہ کیا ہے۔

" اے پرمیشور! شری۔ اور لکشمی یعنی شان و شوکت وصف کمال یا دولت و حشمت دو پیاری بیویوں کی مثال تیری خدمتگار ہیں۔ الخ

پیارے ناظرین آپ غور کریں کہ اگر اسے استعارہ ہی کہیں اور شری لکشمی کے وہی معنے رہنے دیں۔ جو پنڈت دیانندی نے کئے ہیں تو بھی اس سے کثرت ازدواجی پر استدلال کرنا جائز ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اگر وید کے ایشور کے نزدیک بقول پنڈت دیانند کثرت ازدواجی ناجائز اور فعل شنیع ہے جیسا کہ اکثر دیانندی اخبارات بیان کرتے رہتے ہیں۔ تو ایسے ناجائز اور شنیع فعل کے استعارات بیان کرنا کہاں کی فصاحت و بلاغت ہے۔ دیانندی صاحبان فصاحت کی ایسی تعریف اپنی کسی پراچین یا نوین کتاب سے نکال کر ہی کہا دیں

یہیں تک بس نہیں کیونکہ کسی نہ کسی صورت ہیں خواہ وہ نیوگ کسی ہی صورت کیوں نہ ہو دیانندی صاحبان کثرت ازدواج کے عملی طور پر پابند ہیں بلکہ پنڈت دیانندی نے وید میں اس سے بدتر اور نہایت فحش استعمالات ثابت کئے ہیں چنانچہ وہ رگوید آدی بھاشیہ بھومکا باب مستند وغیر مستند کتابیں کے ذیل میں لکھتا ہے کہ۔

" پرجاپتی برہما جو چار منہ والا آدمی تھا۔ اپنی بیٹی سرسوتی کے پاس بہ نیت بد گیا "

یہ کہانی (جسے دوسرے ہندو مانتے ہیں) بالکل جھوٹ ہے۔ کیونکہ یہ کتھا نہیں ہے۔ بلکہ یہ کنایۃ الکلام یعنی تلازمہ ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ سوتا یعنی سورج کو پرجاپتی کہتے ہیں۔ اور صبح کی شفق (اُشا) اسکی دختر کی مثال ہے کیونکہ جو شئے کسی سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ اسکی اولاد کی مثال ہوتی ہے اور وہ خود بمنزلہ اُسکے باپ کے ہوتا ہے (اسی بنا پر یہ تلازمہ باندھا گیا ہے) وہ باپ (سورج) رودہتا یعنی سرخی نا شفق میں جو بمنزلہ اسکی دختر کے ہے۔ یکساں سرعت اپنی کرنوں سے حلول کرتا ہے۔ اور اسطرح شفق میں سورج کے حلول کے کرنے سے سورج کی روشنی یا دن جو بمنزلہ اس کے فرزند کے ہے پیدا ہوتا ہے۔ اس فرزند یعنی روشنی یا دن کی ماں اُشا (شفق) اور باپ سورج ہے گویا اُشا (شفق) کے بطن سے سورج کی دختر کے بمنزلہ ہے سورج کی کرن صورت نطفہ سے اُس کا فرزند یعنی دن پیدا ہوتا ہے۔

علی الصباح یعنی پانچ گھڑی (دو گھنٹہ) رات رہے سورج کے برآمد ہونے سے پیشتر کسی قدر سرخی نمایاں ہو جاتی ہے۔ اُسے اُشا (شفق) کہتے ہیں۔ اس وقت باپ (سورج) اور بیٹی (شفق) کے اتصال سے خوشنما روشنی مثل فرزند پیدا ہوتی ہے جس طرح ماں باپ سے اولاد پیدا ہوتی ہے۔ اسیطرح یہاں بھی سمجھنا چاہئے (ایتریہ براہمن پنچکا ۳ کنڈ کا ۳۳-۳۴)

پھر دوسرا استعارہ یہ لکھتا ہے کہ:۔

بادل (اندر) میں کا بھی باپ بیٹی کا تعلق ہے کیونکہ بادل یعنی پانی سے زمین کی پیدائش ہوتی ہے۔ اس لئے زمین بمنزلہ اسکی دختر کے ہے۔ بادل اسمیں باران صورت نطفہ ڈالتا ہے۔ پانی پڑنے سے زمین بارور ہوتی ہے۔ اور اس سے نباتات وغیرہ بمنزلہ اولاد پیدا ہوتی ہے۔ (یہ بھی ایک تلازمہ ہے) (نرکت ادھیائے ۴ کھنڈ ۲۱) ایسے تلازمات کی تائید میں پنڈت دیانند وید سے بھی سند لاتا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے۔ کہ اس بارہ میں وید کا حوالہ بھی درج کیا جاتا ہے۔

روشنی (سورج) میرا پتا یعنی محافظ ہے اس سے تمام کاروبار انجام پاتے ہیں یہاں سورج اور زمین کا باہمی تعلق ہے۔ زمین ماتا یعنی جائے قیام ہے زمین اور سورج یا زمین اور بادل چادر چھت اور چاندنی یا دو بالمقابل کھڑی ہوئی فوجوں سے مشابہ ہیں۔ (یہ محض ایک تلازمہ ہے) بادل جو بمنزلہ باپ ہے۔ زمین میں جو بمنزلہ دختر ہے آب باران صورت حمل کو قائم کرتا ہے (اسکو تلازمہ تصور کرنا چاہئے) (رگوید منڈل اول سوکت ۱۶۴ منتر ۳۳) اسی کی تائید ایک اور وید کے منتر سے بھی ہوتی ہے۔

" وہتی یعنی سورج جو بمنزلہ باپ ہے شفق میں جو بمنزلہ اُسکی دختر کے ہے کرن صورت نطفہ سے

راجاؤں مثلاً راجہ وشہرت۔ اوتان پاؤ شتری وتسن دھر۔ پانڈوں وغیرہ نے کثرت ازدواجی پر عمل کیا تو وہ بالکل قابل تسلیم اور راست تھا۔ یا اگر انہیں منتروں کو زیر نظر رکھکر جو دیانندی معنوں کے رو سے بھی باپ بیٹی کی مجامعت پر دلیل ہو سکتے ہیں۔ وام مارگیوں نے وید کے رو سے حرامکاری جائز سمجھی جو انہوں نے غلط راہ اختیار نہیں کی۔ کیونکہ باوجود اتنی تگ ودو اور اعتراضات سے بچا ہوا۔ ترجمہ کرنے کے پنڈت دیانندی بھی وید سے باپ بیٹی کی مجامعت کے استعارات بیان کر رہا ہے۔ تو ضرور ہے۔ کہ بام مارگی جو کارروائیاں کر رہے ہیں۔ وہ بالکل سچی اور وید کے رو سے جائز ہیں۔

اگر ایک قوم مثلاً ہندو یا دیانندی جو ایک جانور کو۔ متبرک سمجھکر اسکی پوجا تک کرتے ہیں۔ اُن کے لئے بطور استعارہ ہی یہ الفاظ استعمال کیئے جاویں۔ کہ جیسے ایک دیانندی فلاں جانور کا گوشت کھا رہا ہے۔ تو اُن کو کیسا برا معلوم ہوگا۔ اور وہ اس استعارہ بیان کرنے والے کے گلے کا ہار ہو جائینگے۔ اسیطرح اگر ویدک تعلیم دہندہ کے نزدیک کثرت ازدواجی اور باپ بیٹی کی باہمی مجامعت ناجائز ہوتی تو وہ ایسے غیر فصیح اور خلاف قانون استعارات اپنے الہامی کلام میں ہرگز استعمال نہ کرتا۔

اب ہم ذیل میں وہ منتر پیش کرتے ہیں۔ جو ہمارے مندرجہ بالا بیان کی تائید کرتے ہیں۔

یجروید پرش سوکت ادھیائے ۳۱۔ منتر ۲۲۔ کا ترجمہ پنڈت دیانند نے اپنے رگوید آدی بھاشیہ بھومکا پیدائش عالم کے باب میں یہ کیا ہے۔

"اے پرمیشور۔ شری۔ اور لکشمی یعنی شان و شوکت وصف و کمال یا دولت و حشمت دو پیاری بیویوں کی مثال تیسری خدمتگزار ہیں۔ الخ

پیارے ناظرین آپ غور کریں۔ کہ اگر اسے استعارہ ہی کہیں اور شری لکشمی کے وہی معنے رہنے دیں۔ جو پنڈت دیانندجی نے کیئے ہیں تو بھی اس سے کثرت ازدواجی پر استدلال کرنا جائز ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اگر ویدک ایشور کے نزدیک بقول پنڈت دیانند کثرت ازدواجی ناجائز اور فعل شنیع ہے جیسا کہ اکثر دیانندی اخبارات بیان کرتے رہتے ہیں۔ تو ایسے ناجائز اور شنیع فعل کے استعارات بیان کرنا کہاں کی فصاحت و بلاغت ہے۔ دیانندی صاحبان فصاحت کی ایسی تعریف اپنی کسی پراچین یا نوین کتاب سے نکال کر ہی دکھاویں یہیں تک بس نہیں کیونکہ کسی نہ کسی صورت میں خواہ وہ نیوگ کسی ہی صورت کیوں نہ ہو دیانندی صاحبان کثرت ازدواج کے عملی طور پر پابند ہیں بلکہ پنڈت دیانندجی نے وید میں اس سے بدتر اور نہایت فحش استعارات ثابت کیئے ہیں چنانچہ وہ رگوید آدی بھاشیہ بھومکا باب مستند و غیر مستند کتابیں کے ذیل میں لکھتا ہے کہ۔

"پرجاپتی برہما جو چار منہ والا آدمی تھا۔ اپنی بیٹی سرسوتی کے پاس بہ نیت بد گیا۔"

یہ کہانی (جسے دوسرے ہندو مانتے ہیں) بالکل جھوٹ ہے۔ کیونکہ یہ کتھا نہیں ہے۔ بلکہ رویک النکار یعنی تلازمہ ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ سوتا یعنی سوراج کو پرجاپتی کہتے ہیں۔ اور صبح کی شفق (اُشا) اسکی دختر کی مثال ہے کیونکہ جو شئے کسی سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ اسکی اولاد کی مثال ہوتی ہے اور وہ خود بمنزلہ اُسکے باپ کے ہوتا ہے (اسی بنا پر یہ تلازمہ باندھا گیا ہے) وہ باپ (سورج) روہنتا یعنی سُرخی نما شفق میں جو بمنزلہ اسکی دختر کے ہے یکساں سرعت اپنی کرنوں سے حلول کرتا ہے۔ اور اسطرح شفق میں سورج کے حلول کے کرنے سے سورج کی روشنی یا دن جو بمنزلہ اس کے فرزند کے ہے پیدا ہوتا ہے۔ اس فرزند یعنی روشنی یا دن کی ماں اُشا (شفق) اور باپ سورج ہے گویا اُشا (شفق) کے بطن جیسے سورج کی دختر کے بمنزلہ ہے سورج کی کرن صورت نطفہ سے اُس کا فرزند یعنی دن پیدا ہوتا ہے۔ علے الصباح یعنی پانچ گھڑی (دو گھنٹہ) رات رہے سورج کے برآمد ہونے سے پیشتر کسی قدر سرخی نمایاں ہو جاتی ہے۔ اُسے اُشا (شفق) کہتے ہیں۔ اُس وقت باپ (سورج) اور بیٹی (شفق) کے اتصال سے خوشنما روشنی مثل فرزند پیدا ہوتی ہے جس طرح ماں باپ سے اولاد پیدا ہوتی ہے۔ اسیطرح یہاں بھی سمجھنا چاہیئے (ایتریہ براہمن پنچکا ۳ کنڈ کا ۳۳۔ ۳۴)

پھر دوسرا استعارہ یہ لکھتا ہے کہ:۔

بادل اور زمین کا بھی باپ بیٹی کا تعلق ہے کیونکہ بادل یعنی پانی سے زمین کی پیدائش ہوتی ہے۔ اس لیئے زمین بمنزلہ اسکی دختر کے ہے۔ بادل اسمیں باران صورت نطفہ ڈالتا ہے۔ پانی پڑنے سے زمین بارور ہوتی ہے۔ اور اس سے نباتات وغیرہ بمنزلہ اولاد پیدا ہوتی ہے۔ (یہ بھی ایک تلازمہ ہے) (نرکت ادھیائے ۴ کھنڈ (۲۱) ایسے تلازمات کی تائید میں پنڈت دیانند وید سے بھی سند لاتا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے۔ کہ اس بارہ میں وید کا حوالہ بھی درج کیا جاتا ہے۔

روشنی (سورج) میرا پتا یعنی محافظ ہے اس سے تمام کاروبار انجام پاتے ہیں۔ یہاں سورج اور زمین کا باہمی تعلق ہے۔ زمین ماتا یعنی جائے قیام ہے زمین اور سورج یا زمین اور بادل چادر چھت اور چاندنی یا دو بالمقابل کھڑی ہوئی فوجوں سے مشابہ ہیں۔ (یہ محض ایک تلازمہ ہے۔) بادل جو بمنزلہ باپ ہے۔ زمین میں جو بمنزلہ دختر ہے آب باران صورت حمل کو قائم کرتا ہے (اسکو تلازمہ تصور کرنا چاہیئے) (رگوید منڈل اول سوکت ۱۶۴ منتر ۳۳) اسی کی تائید ایک اور ویدک منتر سے بھی ہوتی ہے۔

"وہتی یعنی سورج جو بمنزلہ باپ ہے شفق میں جو بمنزلہ اُسکی دختر کے ہے یکسان صورت نطفہ سے

حق قائم کرتا ہے۔ جس سے دن جو اُسکے فرزند کی شکل ہے۔ پیدا ہوتا ہے۔ (رگوید منڈل ۳ سوکت ۳۱ منتر اوّل)

مندرجہ بالا حوالہ جات پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ لو فرضاً ہم پنڈت دیانند کے تاویلی ترجمے کو ہی مان لیں تو بھی اس سے سوائے اسکے اور کچھ ثابت نہیں ہو سکتا کہ ضرور بر ضرور ویدنے فحش اور خلاف تہذیب استعارات سے کام لیا۔ ایتریہ براہمن کا حوالہ پنڈت صاحب نے دیا ہے اسمیں کھلے کھلے الفاظ میں پایا جاتا ہے۔ کہ جیسے ماں باپ کے ملاپ سے اولاد پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح باپ بیٹی کا تعلق ہونا چاہیئے۔ ان صریح حوالہ جات کی بنا پر ایک منصف محقق اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ اور ہم اُسے ہرگز غلطی پر نہیں کہہ سکتے۔ کہ قدیم ویدک رشیوں نے اگر کثرت ازدواجی کو جائز سمجھکر اسپر عمل کیا اور کرایا یا بام مارگیوں نے ماں بیٹی بہن کو اپنے لئے جائز رکھا تو ان ویدک حوالہ جات کی بنا پر انہوں نے کوئی برا فعل نہیں کیا۔ پنڈت دیانند نے اگر اس تعلیم کی تاویل کرکے اسے استعارہ قرار دیا تو پہلے وودان پنڈتوں نے اس کے ظاہری الفاظ کو حقیقت پر مبنی سمجھکر اسپر عمل کیا۔ نتیجہ تو برابر ہی رہا۔ کہ وید ان استعارات کو جائز سمجھکر اور نہایت ابلغ سمجھکر بیان کرتا ہے اگر ایسی تعلیم یعنی کثرت ازدواجی اور باپ بیٹی کے ناجائز تعلقات ویدک تعلیم کے رو سے ناجائز اور فعل شنیع ہوتا جیسا دیانندی بیان کرتے ہیں۔ تو وید ہرگز ایسے ناجائز اور خلاف تہذیب استعارات کو بیان نہ کرتا اس ناجائز تعلیم کی بنا پر ہم یہ کہنے کے حقدار ہیں۔ کہ یا تو وید الہامی نہیں جنمیں ایسی تعلیم دی گئی ہے۔ اور یا پنڈت دیانند نے ایسے معنے کرنے میں غلطی کی ہے۔ نیز دوسرے پنڈتوں نے بھی مردہ زبان کے معنے جو چاہو کرلو۔ اسپر کونسی سند ہو سکتی ہے۔ بہر حال پنڈت دیانندی کی بیان

آریہ سماج میں خطرناک پالٹکیس

نمبر ۱

ہمارا دل ہرگز نہیں چاہتا کہ ہم کسی فریق کو بلاوجہ مخاطب کریں مگر آریہ سماج کی اس بے بنیاد واویلا اور بلاوجہ چڑچڑاہٹ نے ہمیں مجبور کیا ہے۔ کہ ہم اس امر پہ کچھ روشنی ڈالیں ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ ایک طرف تو آریہ سماج خطرناک پالٹکس میں غلطاں ہے۔ مگر دوسری طرف یہ گروہ پالٹکس سے قطعی انکاری ہے۔ گو آریہ سماج میں پولٹیکل جراثیم اسقدر سرایت کر چکے ہیں۔ کہ انکا بچہ بچہ پولٹیکل بنا ہوا ہے۔

ہم اس بات کو محسوس کیئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ہماری صاف صاف اور کھلی کھلی باتوں پر جو محض آریہ سماج کی خیر خواہی پر مبنی ہیں۔ اسے پڑھ سنکر دینا ناتھ شر ما کیطرح جوشیلے مہاشہ منہ کو آئینگے مگر ہم ایک غلطی اور ناقابل عفو غلطی کو دیکھتے ہوئے خاموشی اختیار کریں۔ تو یہ سراسر گناہ ہے۔ اس لئے ہم اس خطرناک گند کو ان لوگوں کے نہہ خانوں سے نکالکر کھلی ہوا میں پھینکنے کے لئے مجبور ہوئے ہیں گو اس پاک فرض کو پورا کرنیکی غرض سے آریہ سماجیوں سے سخت تکلیف سہکر بھی ہم لوگ ابتک اسکی ناجائز اور بری تعلیم کو اصلی رنگ وروپ میں ظاہر کرنیکی کوشش کرتے رہے ہیں۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں۔ کہ یہ خدمات کیا رعایا اور کیا بادشاہ دونو کے لئے کسقدر مفید ہو سکتی ہیں۔ خدا کی شان ہے۔ کہ کہاں تو وہ زمانہ جبکہ آریہ سماج پالٹکس کا برت دھارن کرتا تھا۔ مذہب اور پالٹکس کا چولی دامن کا ساتھ بتاتا تھا اور کہاں ہے یہ وقت جبکہ آریہ سماج پالٹکس سے نفور ہوتی ہے۔ مگر سچی بات چھپانے سے چھپتی نہیں وہ کتب جو وقتاً فوقتاً آرین لیڈروں کے زیر اہتمام شائع ہوتی رہی ہیں۔ اور سب سے بڑھکر ستیارتھ پرکاش کا وہ حصہ جو پالٹکس کا سرچشمہ ہے۔ اسکو

کسطرح چھپا سکتے ہیں بیشتر اس کے کہ ستیارتھ پرکاش کی تعلیم کا اصلی فوٹو میں آپ صاحبان کے سامنے رکھوں یہ زیادہ موزون ہوگا کہ ان کتب پر سرسری نظر ڈالی جائے جو آریہ سماج کے مسلم لیڈر نے شائع کی ہیں۔ جسکے زہریلے اثر سے متاثر ہوکر آریہ سماج کی نئی پود اپنے پاؤں آپ کلہاڑا مار رہی ہے اور جوں جوں ان کتب کا زیادہ پرچار ہوتا جاتا ہے توں توں وہ تعلیم اپنا بھیانک رنگ روپ دکھلاتی جاتی ہے۔

آریہ سماج کا مایہ ناز لالہ لاجپت رائے جو سارٹیفیکیٹیڈ پولٹیکل میں اور آریہ سماج کا مسلمہ لیڈر ہے۔ اپنے کتاب میتزینی کے دیباچہ میں جو محض طلباء میں پرچار کرنیکے لئے شائع کی گئی تھی۔ لالہ صاحب اسکتاب کے دیباچہ کو ان الفاظ سے شروع کرتے ہیں۔

”او لڑکو آج ایک یورپین فنافی القوم کی رام کہانی سنائیں۔ کیونکہ فرضی قصے کہانیاں سننے کی بجائے اصلی اور سچی کہانیاں تمہارے لئے مفید ہونگی“

ان فقرات میں لالہ صاحب نے اگلی پود یعنی طلباء کو مخاطب کرکے انکے جذبات کو مسلمہ پولٹیکل انسان (میتزینی) کی انقلابی زندگی کیطرف متوجہ کیا ہے۔ اور پھر اس توجہ کو قائم رکھنے کیلئے تبلایا ہے کہ یہ سچی کہانی تمہارے لئے یعنی طلباء کے واسطے مفید ہوگی۔

پھر اسی دیباچہ میں آئندہ چلکر لالہ صاحب طلباء کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں۔

”کہ میتزینی نہ امیر تھا اور نہ کوئی مربی بادشاہ اسکے پشت پر تھا غرض ایسا بے حقیقت انسان تھا۔ جیسا کہ صحرا میں ایک ذرہ ریت لیکن باوجود اس کے جسوقت اس معمولی غریب آدمی نے اپنی تعلیم پھیلانی شروع کی جسوقت اس نے اپنا پروگرام پبلک کے سامنے رکھا تو انسانی سلطنتیں اس سے اسقدر خائف ہوئیں کہ اسے (میتزینی کو

حق قایم کرتا ہے۔ جس سے دن جو اُسکے فرزند کی مثال ہے۔ پیدا ہوتا ہے۔ (رگوید منڈل ۳ سوکت ۳۱ منتر اوّل)

مندرجہ بالا حوالہ جات پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ لو فرضاً ہم پنڈت دیانند کے تاویلی ترجمے کو ہی مان لیں تو بھی اس سے سوائے اسکے اور کچھ ثابت نہیں ہو سکتا کہ ضرور بر ضرور وید نے فحش اور خلاف تہذیب استعارات سے کام لیا۔ ایتریہ براہمن کا حوالہ پنڈت صاحب نے دیا ہی اسمیں کھلے کھلے الفاظ میں پایا جاتا ہے۔ کہ جیسے ماں باپ کے ملا... سے اولاد پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح باپ بیٹی کا تعلق ...ہنا چاہیئے۔ ان صریح حوالہ جات کی بنا پر ایک منصف محقق اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ اور ہم اُسے ہرگز غلطی پر نہیں کہہ سکتے۔ کہ قدیم ویدک رشیوں نے اگر کثرت ازدواجی کو جائز سمجھکر اسپر عمل کیا اور کرایا یا بام مارگیوں نے ماں بیٹی بہن کو اپنے لئے جائز رکھا تو ان ویدک حوالہ جات کی بنا پر انہوں نے کوئی برا فعل نہیں کیا۔ پنڈت دیانند نے اگر اس تعلیم کی تاویل کرکے اسے استعارہ قرار دیا تو پہلے وودان پنڈتوں نے اس کے ظاہری الفاظ کو حقیقت پر مبنی سمجھکر اسپر عمل کیا۔ نتیجہ تو برابر ہی رہا۔ کہ وید ان استعارات کو جائز سمجھکر اور نہایت ابلغ سمجھکر بیان کرتا ہے اگر ایسی تعلیم یعنی کثرت ازدواجی اور باپ بیٹی کے ناجائز تعلقات ویدک تعلیم کے رو سے ناجائز اور فعل شنیع ہوتا جیسا دیانندی بیان کرتے ہیں۔ تو وید ہرگز ایسے ناجائز اور خلاف تہذیب استعارات کو بیان نہ کرتا اس ناجائز تعلیم کی بنا پر ہم یہ کہنے کے حقدار ہیں۔ کہ یا تو وید الہامی نہیں جنمیں ایسی تعلیم دی گئی ہے۔ اور یا پنڈت دیانند نے ایسے معنے کرنے میں غلطی کی ہے۔ نیز دوسرے پنڈتوں نے بھی مردہ زبان کے معنے جو چاہو کر لو۔ اسپر کونسی سند ہو سکتی ہے۔ بہر حال پنڈت دیانندی کی بیان

آریہ سماج میں خطرناک پالٹکس

نمبر۱

ہمارا دل ہرگز نہیں چاہتا کہ ہم کسی فریق کو بلاوجہ مخاطب کریں مگر آریہ سماج کی اس بے بنیاد دہا...پکار اور بلاوجہ چڑچڑاہٹ نے ہمیں مجبور کیا ہے۔ کہ ہم اس امر پر کچھ روشنی ڈالیں ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ ایک طرف تو آریہ سماج خطرناک پالٹکس میں غلطان ہے۔ مگر دوسری طرف یہ گروہ پالٹکس سے قطعی انکاری ہے۔ گو آریہ سماج میں پولٹیکل جذبہ اسقدر سرایت کر چکے ہیں۔ کہ انکا بچہ بچہ پولٹیکل بنا ہوا ہے۔

ہم اس بات کو محسوس کیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ ہماری صاف صاف اور کھلی کھلی باتوں پر جو محض آریہ سماج کی خیر خواہی پر مبنی ہیں۔ اسے پڑھ کر دینا ناتھ شرما کیطرح جوشیلے مہاشہ منہ کو آئینگے مگر ہم ایک غلطی اور ناقابل عفو غلطی کو دیکھتے ہوئے خاموشی اختیار کریں۔ تو یہ سراسر گناہ ہے۔ اس لئے ہم اس خطرناک گند کو ان لوگوں کے نہہ خانوں سے نکالکر کھلی ہوا میں پھینکنے کے لئے مجبور ہوئے ہیں گو اس پاک فرض کو پورا کرنیکی غرض سے آریہ سماجیوں نے سخت تکلیف سہکر بھی ہم لوگ ابتک اسکی ناجائز اور بری تعلیم کو اصلی رنگ وروپ میں ظاہر کرنیکی کوشش کرتے رہے ہیں۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں۔ کہ یہ خدمات کیا رعایا اور کیا بادشاہ دونو کے لئے کسقدر مفید ہو سکتی ہیں۔ خدا کی شان ہے۔ کہ کہاں تو وہ زمانہ جبکہ آریہ سماج پالٹکس کا برت دہارن کرتا تھا۔ مذہب اور پالٹکس کا چولی دامن کا ساتھ بتاتا تھا اور کہاں ہے یہ وقت جبکہ آریہ سماج پالٹکس سے نفور ہوتی ہے۔ مگر سچی بات چھپانے سے چھپتی نہیں وہ کتب جو وقتاً فوقتاً آرین لیڈروں کے زیر اہتمام شائع ہوتی رہی ہیں۔ اور سب سے بڑھکر ستیارتھ پرکاش کا وہ حصہ جو پالٹکس کا سرچشمہ ہے۔ اکو

کسطرح چھپا سکتے ہیں بجائے اس کے کہ ستیارتھ پرکاش کی تعلیم کا اصلی فوٹو میں آپ صاحبان کے سامنے رکھوں یہ زیادہ موزون ہوگا کہ ان کتب پر سرسری نظر ڈالی جائے جو آریہ سماج کے مسلم لیڈر نے شائع کی ہیں۔ جسکے زہریلے اثر سے متاثر ہوکر آریہ سماج کی نئی پود اپنے پاؤں آپ کلہاڑا مار رہی ہے اور جوں جوں ان کتب کا زیادہ پرچار ہوتا جاتا ہے توں توں وہ تعلیم اپنا بھیانک رنگ روپ دکھلاتی جاتی ہے۔

آریہ سماج کا مایۂ ناز لالہ لاجپت رائے جو سارٹیفکیٹیڈ پولٹیکل میں اور آریہ سماج کا مسلمہ لیڈر ہے۔ اپنے کتاب میتزینی کے دیباچہ میں جو محض طلباء میں پرچار کرنیکے لئے شائع کی گئی تھی۔ لالہ صاحب اسکتاب کے دیباچہ کو ان الفاظ سے شروع کرتے ہیں۔

”اوڑ لڑکو آج ایک یورپین خفاف القوم کی رام کہانی سنائیں۔ کیونکہ فرضی قصے کہانیاں سننے کی بجائے اصلی اور سچی کہانیاں تمہارے لئے مفید ہونگی“

ان فقرات میں لالہ صاحب نے اگلی پود یعنی طلباء کو مخاطب کرکے انکے جذبات کو مسلمہ پولٹیکل انسان (میتزینی) کی انقلابی زندگی کیطرف متوجہ کیا ہے۔ اور پھر اس توجہ کو قائم رکھنے کیلئے بتلایا ہے کہ یہ سچی کہانی تمہارے لئے یعنی طلباء کے واسطے مفید ہوگی۔

پھر اسی دیباچہ میں آئندہ چلکر لالہ صاحب طلباء کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں۔

”کہ میتزینی نہ امیر تھا اور نہ کوئی مربی بادشاہ اسکے پشت پر تھا غرض ایسا بے حقیقت انسان تھا۔ جیسا کہ صحرا میں ایک ذرہ ریت لیکن باوجود اس کے جسوقت اس معمولی غریب آدمی نے اپنی تعلیم پھیلانی شروع کی جسوقت اس نے اپنا پروگرام پبلک کے سامنے رکھا تو انسانی سلطنتیں اس سے اسقدر خائف ہوئیں کہ اسے رمیتزنی کو

ضمیمۂ نور

دیانند اصلی روپ میں

آپ صاحبان سے پوشیدہ نہیں ہوگا۔ کہ بھیڑیے پن کی زندگی کا ہیرو دہرم پال طرح طرح کے بہروپ بھرنے میں بڑا اوستاد ہے پہلے آپ نے پنڈت کا جامہ پہن کر بندر کی طرح خوب ناچ نچے پھر اشانتی کا اعلان کیا۔ اس میں ئیں فش ہوئی۔ تو ارجن کا بھیس بدلا معزز ہمعصر الحکم نے پورو کلی کے بے بہچاری اندر کے بیہودہ مضمون پر جو اس نے دہی تباہی الاپ کیا تہا۔ ظاہر کیا تہا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور پانڈی کی زندگی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اول الذکر تو ایک لہلہاتا ہوا چمن تہا جسکے امرت پھلوں کو کہا کر لوگ شیریں کام ہوئے۔ مگر جو موخیر الذکر ایک خشک لکڑی کی طرح ہے جسکی تعلیم میں سوائے ژاژ گوئی اور گپ بازی ہرزہ سرائی کے اور کچھ نہیں مگر تیر ارجن بہت ست ٹپایا ہے۔ مارے طیش کے منہ سے جھاگ گرا رہا ہے۔ اور سوامی دیانند کی تنخفیت نو پرگٹ کرنے کے لئے اس بیچارے کو نواہ نخواہ بانس پہ چڑھا رہا ہے۔ مگر اب ہم مجبور ہیں۔ کہ آپ لوگوں کے سامنے دیانند کو اصلی رنگ و روپ میں پیش کریں۔ تاکہ آپ معلوم کر سکیں کہ یہ رشی اور مہارشی کتنے پانی میں تہا

بے غیرتی کی حد ہوگئی

ہم حیران تھے کہ آریہ سماجی غیرت کو لعنت کیوں سمجھتے ہیں

مگر یہ ہماری حیرانگی بہت ہی جلد دور ہوگئی جب ہم نے رشی دیانند کی لائف پر ایک تنقیدی نظر ڈالی۔ رشی دیانند کی سوانح عمری میں لکہا ہے "کہ ایک دفعہ رشی جی مست الست ہوکر ناچ رہے تھے۔ کہ انہیں اپنی والدہ کے مرنیکی خبر پہنچی آپکو سنکر بڑا کلپ ہوا۔ کہ یہ میرے انگ میں بھنگ کیوں پڑا۔ سلیں میں غلیل کیوں پھینکی گئی۔ ملاحظہ ہو سوانح عمری باوا دیانند صفحہ ۱۴"

اب جائے غور ہے۔ کہ بھلا جو آدمی نٹوں اور بھانڈوں کی طرح ناچتا ہے۔ وہ لوگوں کو متانت سنجیدگی کیا سکہلا سکتا ہے۔ یہ تو ایک معمولی انسان کی پدوی کا بھی ہدکاری نہیں چہ جائیکہ رشی کا دم چھلا اس کے ساتھ لگایا جاوے۔ ارجن جواب دے

غیرت کافور ہوگئی

بھلا وہ انسان جو کھلم کھلا نیوگ جیسی اخبث اور گھناونی اور مکروہ تعلیم کا پرچار کرتا ہو جسکے سننے سے ہی ایک غیرت مند انسان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ جو شخص ایسی زناکاری (دیکھو دفعہ ۴۹۳ تا ۴۹۷) کی کھلم کھلا تعلیم دیتا ہو کیا وہ کامل انسان ہوسکتا ہے۔ ارجن جواب دے

دیگراں را نصیحت مگر خود میاں فضیحت

سوامی دیانند جی سرستی جنکی زبان پر سرسوتی تھی اور جو کچھ الم غلم زبان پر آتا وہی لکھ مارتے تھے... چنانچہ آپ اپنے چیلوں کو تعلیم دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ وہ آدمی جو ۴۸ سال کا برہمچریہ یعنی ۴۸ سال مجرد رہتا ہے۔ وہ ۴۰۰ سو سال کی عمر بھوگتا ہے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۲) مگر ہائے تجربہ سخت مخالفت کر رہا ہے۔ سوامی جی خود بدولت ۴۸ سال کی بجائے ۷۰ سال برہمچاری کے مدعی رہکر اور بڑھاپے کے نشان دکھلا کر راہ عالم بقاء ہو گئے۔ ۴۰۰ سو سال والو کو تو ستر سال کی عمر میں ڈاڑہی بھی نہیں آنی چاہیئے تھی کیا ایسی جھوٹی تعلیم کا پرچار کرنیوالا کامل انسان ہوسکتا ہے۔ ارجن جواب دے۔

دونو میں ایک بات

اب ہم مذکورہ بالا ہر دو واقعات کو پیش نظر رکھتے ہوئے۔ ایک کو سچا سمجھنے کے لئے مجبور ہیں۔ کہ یا تو رشی دیانند جی برہمچاری نہ تھے یا گپوڑے باز تھے ارجن جواب دے کہ سوامی جی گپوڑے باز تھے یا برہمچاری۔

مزے لوٹو

سوامی جی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۵۳ پر تحریر فرماتے ہیں کہ جس کنیا کا خاوند مرجائے وہ تمام عمر کسی واحد شخص کی نہ ہو رہے۔ بلکہ تادم زیست گیارہ ہٹے کٹے مضبوط جوانوں سے گلشنرے اوڑاتی پھرے یہ مزے ہیں نہ ارجن کہو یار کبھی کبھی خیر مارا زین قصہ راجہ کار انکا اپنا مال ہے ٹکڑے سے تولیں یا کانٹے سے مگر کیا ایسی تعلیم کے پرچار کرنے والا کامل انساں ہوسکتا ہے ارجن جواب دے۔

ہیں یہ کیسی اُلٹی منطق

سوامی جی سیتارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۵۳ پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ نیوگی کے تیسرے خاوند کو اگنی کہتے ہیں۔ کیونکہ اسمیں حرارت زیادہ ہوتی ہے واہ سوامی جی بھلا پہلے دوسرے اور چوتھے پانچویں میں کیوں کم ہوتی ہے۔ اس میں کیا سر آپ تو برہمچاری تھے آپ نے کیسے معلوم کیا تجربہ سے یا اٹکل پچو بہر حال ارجن جوابدے۔ کیونکہ وہ اس کے جواب کے لیئے موزوں ہو سکتا ہے کیونکہ یہ ذات شریف اپنے گرو گھنٹال کے رنگ میں رنگیں ہے ؛

دھریہ اور آریہ میں کیا فرق

ہم شاگرد تے تھی کہ بقول پنڈت دیانند مہاراج کے روح اور مادہ بمعہ اپنی تمام قوتوں اور حسوں کے ازلی اور ابدی اور خود بخود ہیں۔ مگر سیتارتھ پرکاش کے مطالعہ سے بھانڈہ پھوٹ گیا۔ اور معلوم ہو .... کہ ارواح میں جوڑنے جاڑنے کی قوت اتصال اور انفصال بھی خود بخود ہے۔ دیکھو سیتارتھ پرکاش صفحہ ۲۱۳ پس ایشور کا ہونا اور نا ہونا مساوی ٹھہرا دریں صورت آریہ اور دہریہ میں کیا فرق (خاک) کیا ایسی دہریت کی تعلیم کا پرچار کرنے والا کامل انسان ہو سکتا ہے۔ ارجن جواب دے

نیکبخت آریہ کون

نجات کے طالب نیک اور سچے آریہ کو چاہئے کہ تقریباً پچاس سال کا ہو کر بیاہ کرے یا ۴۴ سال کے بعد دیکھو سیتارتھ پرکاش صفحہ ۵۲و۵۱ ارے میاں پچاس سال تک تو انسان بوڑھا ہو جاتا ہے پھر بیاہ کس لیئے اور کس لئے مضبوط اولاد کیونکر اور کون پیدا کریگا۔ کیا ایسی الم غلم تعلیم کا پرچار کرنے والا کامل انسان ہو سکتا ہے۔ ارجن جوابدے۔

ایماندار آریہ کون

سوامی جی لکھتے ہیں کہ ایماندار آریہ کو دن میں دو دفعہ سندھیا اور اوپاسن یعنی پوجا پاٹ وغیرہ کرنی چاہئے اور ہرگ وغیرہ کی دھونی لگاکر اس میں بھگوان کا دھیان کرنا۔ اور آگ میں صندل مشک کافور عطر کستوری وغیرہ ہر روز دو دفعہ جلانا اور کم از کم فی کس سات روپیہ ماہانہ کا متحمل ہونا فرض ہے اور اس رسم کے ادا کرنے کیلئے گھر کے ہر ایک مرد و زن کو سونے چاندی کے چمچے بنوانے چاہییں دیکھو سیتارتھ پرکاش صفحہ ۴۷ واہ سوامی جی جب ایک طرف آجکل قحط اٹھہ اٹھہ آنسو رولا رہا ہے۔ دوسری طرف آپ دس روپیہ کا زائد خرچ مبتلا کر کے مند نازہ پہ ایک اور تازیانہ لگا رہے ہیں۔ کیا ایسی اندھا دھند تعلیم کے پرچار کرنیوالا کامل انسان ہو سکتا ہے۔ ارجن جواب دے

نیک آریہ کے لئے ایک اور شرط

نیک بخت اور مذہبی آریہ کو سندھیا اوپاسن کرنا اور پانچ مہاگیوں کا ادا کرنا۔ ایسا ضروری فرض ہے جیسے سانس پر سانس لینا ضروری ہے دیکھو سیتارتھ صفحہ ۵۷۔ پس جو سماجی آریہ سانس پہ سانس لیتا۔ اور سندھیا اوپاسن وغیرہ مذکورہ بالا نہیں کرتا وہ آریہ نہیں شودر ہے۔ دیکھو سیتارتھ صفحہ ۱۳۷ کیا ایسا رطب یابس تعلیم کا پرچار کرنیوالا کامل انسان ہو سکتا ہے۔ آریہ جواب دے۔

سالا کو شودر کے گھر بھیجو

جو بطریق بالا سندھیا اوپاسن نہیں کرتا اور چھ سال کے اندر وید کے تو وہ کو ختم نہیں کرتا۔ اسکو گھر سے نکالکر شودروں کے گھر بھیجدینا چاہیئے دیکھو ستیارتھ ۱۲۷۔ چھ سال میں وید کے تو دہ کا ختم کرنا قطعاً ناممکن بہتر ہوتا۔ کہ سوامی جی کوئی ایسا پرنا یام ایجاد کرتے جس سے لڑکے کو گربھ (حمل) میں ہی ویدوں کی تعلیم دینی شروع کی جاتی ۔ تاکہ بچہ وید کا ایک خاص حصہ کو پڑھکر ہی باہر نکلتا آجکل کے آریہ کیوں نہیں چھ سال میں وید کو ختم کرتے ورنہ شودروں کے گھر جائیں۔ اگر شودر پہلے ہوں تو ان نیوگی بچوں پر لائبل کریں۔ کیونکہ یہ گرو کے فرمان کو مانتے نہیں۔ کیا ایسی واہیات تعلیم کا پرچارک بھی کامل انسان ہو سکتا ہے۔ ارجن جوابدے۔

غیرت کی ایسی تیسی تو

بوڑھے والدین اپنی خدمت کے لئے غیروں کے لڑکے گھر رکھہ لیں اور انہیں اپنے تصور کر لیں ستیارتھ ع۱۱۸ ..... ارے غیروں کے جوان لڑکے اس بڈھے کی جوان لڑکی سے کیا سلوک کرینگے (نیوگ کی اشاعت) کیا ایسی تعلیم پرچار کرنے والا کامل انسان ہو سکتا ہے۔ ارجن جواب دے..... بھلا ارجن کیوں جواب دینے لگا اس میں تو اسکی پانچوں گھی میں اور سر کڑاہی میں ہے۔

بھانڈوں کی ایسی تیسی

ساز بجانا ناچنا گیت گانا سُر لگانا وغیرہ وغیرہ آریوں کو ضرور سیکھنا چاہیئے۔ دیکھو ستیارتھ ع۹۱ کیا عورتوں کو بھی؟ بیشک اگر وہ آریہ ہیں۔ کیا ان بھان متی کے تماشا کا پرچارک بھی کامل انسان ہو سکتا ہے۔ ارجن جوابدے۔

خدا گنجے کو ناخن نہ دے

برہمنوں کے گواہ برہمن شودروں کے گواہ شودر اور عورتوں کی گواہ عورتیں ہوا کریں ستیارتھ صفحہ ۲۱۸ ارے اگر کوئی شودر برہمنوں کے محلہ میں کسی کنیا کو ناپاک کر دے تو پھر کیا علاج کیونکہ وہاں تو کوئی اسکی ذات کا گواہ میسر نہیں ہوگا بیشک رہائی دیدیں۔ خدا ایسی قانون والوں کو طاقت نہ دے کیا کوئی ایسا پاگلانہ تعلیم کا پرچارک بھی کامل انسان بن سکتا ہے۔

ارجن جواب دے۔

ہے یہ کیسی اُلٹی منطق

سوامی جی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۵۳ پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ نیوگی کے تیسرے خاوند کو اگنی کہتے ہیں۔ کیونکہ اسمیں حرارت زیادہ ہوتی ہے واہ سوامی جی بھلا پہلے دوسرے اور چوتھے پانچویں میں کیوں کم ہوتی ہے۔ اس میں کیا سر آپ تو برہمچاری تھو آپ نے کیسے معلوم کیا تجربہ سے یا اٹکل پچو بہر حال ارجن جوابدے۔ کیونکہ وہ اس کے جواب کے لئے موزوں ہو سکتا ہے کیونکہ یہ ذات شریف اپنے گرد گھنٹال کے رنگ میں رنگین ہے ؟

دھریہ اور آریہ میں کیا فرق

ہم شاگرد تھے کہ بقول پنڈت دیانند مہاراج کے روح اور مادہ بمعہ اپنی تمام قوتوں اور جیوں کے ازلی اور ابدی اور خود بخود ہیں۔ مگر ستیارتھ پرکاش کے مطالعہ سے بھانڈا پھوٹ گیا۔ اور معلوم ہوا ۔۔۔۔۔۔ کہ ارواح میں جوڑنے جاڑنے کی قوت اتصال اور انفصال بھی خود بخود ہے۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۱۳ پس ایشور کا ہونا اور نا ہونا مساوی ٹھہرا دریں صورت آریہ اور دہریہ میں کیا فرق (خاک) کیا ایسی دہریت کی تعلیم کا پرچار کرنے والا کامل انسان ہو سکتا ہے۔ ارجن جواب دے

نیکبخت آریہ کون

نجات کے طالب نیک اور سچے آریہ کو چاہئے کہ تقریباً پچاس سال کا ہو کر بیاہ کرے یا ۴۸ سال کے بعد دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۱ و ۵۲ ارے میاں پچاس سال تک تو انسان بڈھا ہو جاتا ہے پھر بیاہ کس لئے اور کس کے لئے مضبوط اولاد کیونکر اور کون پیدا کریگا۔ کیا ایسی الم غلم تعلیم کا پرچار کرنے والا کامل انسان ہو سکتا ہے۔ ارجن جوابدے۔

ایماندار آریہ کون

سوامی جی لکھتے ہیں کہ ایماندار آریہ کو دن میں دو دفعہ سندھیا اور اوپاسن یعنی پوجا پاٹ وغیرہ کرنی چاہئے اور ہرگ وغیرہ کی دھونی لگا کر اس میں بھگوان کا دھیان کرنا۔ اور آگ میں صندل مشک کافور عطر کستوری وغیرہ ہر روز دو دفعہ جلانا اور کم از کم فی کس سات وپیا ہانہ کا متحمل ہونا فرض ہے اور اس رسم کے ادا کرنے کیلئے گھر کے ہر ایک مرد و زن کو سونے چاندی کے چمچے بنوانے چاہیں دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۷ واہ سوامی جی جب ایک طرف آجکل قحط اُلٹھ اُلٹھ آنسو رولا رہا ہے۔ دوسری طرف آپ دس روپیہ کا زائد خرچ بتلا کر ہمند نانہ پہ ایک اور تازیانہ لگا رہے ہیں۔ کیا ایسی اندھا دھند تعلیم کے پرچار کرنیوالا کامل انسان ہو سکتا ہے۔ ارجن جواب دے

نیک آریہ کے لئے ایک اور شرط

نیک بخت اور مذہبی آریہ کو سندھیا اوپاسن کرنا اور پانچ مہایگیوں کا ادا کرنا۔ ایسا ضروری فرض ہے جیسے سانس پر سانس لینا ضروری ہے دیکھو ستیارتھ صفحہ ۵۷۔ پس جو سماجی آریہ سانس پہ سانس لیتا۔ اور سندھیا اوپاسن وغیرہ مذکورہ بالا نہیں کرتا وہ آریہ نہیں شودر ہے۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۳۷ کیا ایسا ربط یابس تعلیم کا پرچار کرنیوالا کامل انسان ہو سکتا ہے۔ آریہ جواب دے۔

سالا کو شودر کے گھر بھیجو

جو بطریق بالا سندھیا اوپاسن نہیں کرتا اور چھ سال کے اندر وید کے تو وہ کو ختم نہیں کرتا۔ اسکو گھر سے نکالکر شودروں کے گھر بھیجدینا چاہئے دیکھو ستیارتھ ۱۲۷۔ چھ سال میں وید کے تو وہ کا ختم کرنا قطعاً ناممکن بہتر ہوتا۔ کہ سوامی جی کوئی ایسا یرنا یا ہم ایجاد کرتے جس سے لڑکے کو گربا (حمل) ہی میں ہی ویدوں کی تعلیم دینی شروع کی جاتی۔ تاکہ بچہ وید کا ایک خاص حصہ کو پڑھکر ہی باہر نکلتا آجکل کے آریہ کیوں نہیں چھ سال میں وید کو ختم کرتے ورنہ شودروں کے گھر جائیں۔ اگر شودر پہلے ہوں تو ان نیوگی بچوں پر لائبل کریں۔ کیونکہ یہ گرو کے فرمان کو مانتے نہیں۔ کیا ایسی واہیات تعلیم کا پرچارک بھی کامل انسان ہو سکتا ہے۔ ارجن جوابدے۔

غیرت کی ایسی تیسی

بوڑھے والدین اپنی خدمت کے لئے غیروں کے لڑکے گھر رکھ لیں اور انہیں اپنے تصور کر لیں ستیارتھ ع۱۱۸ ۔۔۔۔۔ ارے غیروں کے جوان لڑکے اس بڈھے کی جوان لڑکی سے کیا سلوک کرینگے (نیوگ کی اشاعت) کیا ایسی تعلیم کے پرچار کرنے والا کامل انسان ہو سکتا ہے۔ ارجن جواب دے۔۔۔۔۔ بھلا ارجن کیوں جواب دینے لگا اس میں تو اسکی پانچوں گھی میں سر کڑاہی میں ہے۔

بھانڈوں کی ایسی تیسی

ساز بجانا ناچنا گیت گا سُر لگانا وغیرہ وغیرہ آریوں کو ضرور سکھنا چاہیئے۔ دیکھو ستیارتھ ع۹۱ کیا عورتوں کو بھی؟ بیشک اگر وہ آریہ ہیں۔ کیا ان بھان متی کے تماشا کا پرچارک بھی کامل انسان ہو سکتا ہے۔ ارجن جوابدے۔

خدا گنجے کو ناخن نہ دے

برہمنوں کے گواہ برہمن شودروں کے گواہ شودر اور عورتوں کی گواہ عورتیں ہوا کریں ستیارتھ صفحہ ۲۱۸ ارے اگر کوئی شودر برہمنوں کے محلہ میں کسی کنیا کو ناپاک کر دے تو پھر کیا علاج کیونکہ وہاں تو کوئی اسکی ذات کا گواہ میسر نہیں ہوگا بیشک رہائی دیدیں۔ خدا ایسی قانون والوں کو طاقت نہ دے کیا کوئی ایسا پاگلانہ تعلیم کا پرچارک بھی کامل انسان بن سکتا ہے۔ ارجن جواب دے۔

بے باکی اور سفاکی

جو دھرم پر قائم نہیں رہتا یعنی ویدوں کو نہیں مانتا خواہ باپ ہو ماں بہن ہو استاد ہو اسے واصل جہنم کرو بزور شمشیر دین پھیلانا کو کہتے ہیں۔ مگر قرآن شریف میں تو لا اکراہ فی الدین ہے۔ کہا ایسی خطرناک تعلیم کا اشاعت کنندہ شائستگی کا دلدادہ ہو سکتا ہے۔ ارجن جوابدے

آدم خوری کی تعلیم

سوامی دیانند جی ستیارتھ پرکاش کے آخری طبع یعنی دوسرے ایڈیشن کے صفحہ ۲۲۶ میں مردار اور انسانی گوشت کھانے کو جائز قرار دیتے پچھلے دنوں جب امریکہ کے بعض گوشت فروش سوداگروں کی نسبت یہ شک گذرا تھا کہ وہ ٹین کے ڈبوں میں گوشت بند کرنے وقت انسانی گوشت کے ٹکڑے بھی ڈال دیتے ہیں تو ایسی وحشت ناک خبر کے نکلتے ہی تمام یورپ نفرین اور لعنت کے نعروں سے گونج اٹھا تھا مگر یہ انیسویں صدی کا رشی اور مہارشی انسان کے گوشت کھانیکو جائز قرار دیتا ہے۔ تو بھلا ایسا انسان جسکے دل میں مخلوق کیلئے رحم نہیں۔ کیا وہ کامل انسان کہلانے کے لائق ہے۔ ارجن جواب دے۔

مکاری کی تعلیم

سوامی جی ستیارتھ پرکاش کے دوسرے ایڈیشن کے صفحہ ۲۸۷ پر آپ شنکر آچاریہ کے ویدانت مت کی نسبت لکھتے ہیں کہ اگر شنکر آچاریہ دل سے ویدانت مت کو مانتے رہے ہیں۔ تو تو خراب ہے ہاں اگر جینیوں کو شکست دینے کے لئے ایسا کیا گیا۔ تو اچھا ہے سبحان اللہ کیسی مطہر تعلیم کا پرچار ہے۔ کیا اسی اصول کی بنا پر سوامی صاحب یہ پرچار کیا کرتے تھے۔ کہ تم خود ویدوں کو الہامی کتاب مانو یا نہ مانو مگر ہندؤں کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے ایسا کہنا ٹھیک ہے۔ کیا ایسی مکاری

بے باکی اور سفاکی

جو دہرم پر قائم نہیں رہتا یعنی ویدوں کو نہیں مانتا خواہ باپ ہو ماں ہو بہن ہو استاد ہو اسے واصل جہنم کرو بزور شمشیر دین پھیلانا کر سکتے ہیں۔ مگر قران شریف میں تو لا اکراہ فی الدین ہے۔ کیا ایسی خطرناک تعلیم کا اشاعت کنندہ شانتی کا دلدادہ ہو سکتا ہے۔ ارجن جوابدے

آدم خوری کی تعلیم

سوامی دیانندی جی ستیارتھ پرکاش کے آخری طبع یعنی دوسرے ایڈیشن کے صفحہ ۲۲۶ میں مردار اور انسانی گوشت کھانے کو جائز قرار دیتے پچھلے دنوں جب امریکہ کے بعض گوشت فروش سوداگروں کی نسبت ہیبتناک گذرا تھا کہ وہ ٹین کے ڈبوں میں گوشت بند کرنے وقت انسانی گوشت کے ٹکڑے بھی ڈال دیتے ہیں تو ایسی وحشت ناک خبر کے نکلتے ہی تمام یورپ نفرین اور لعنت کے نعروں سے گونج اٹھا تھا مگر یہ انیسویں صدی کا رشی اور مہارشی انسان کے گوشت کھانیکو جائز قرار دیتا ہے۔ تو بھلا کیا انسان جسکے دل میں [illegible] جاتی کیلئے رحم نہیں۔ کیا وہ کامل انسان کہلانے کے لائق ہے۔ ارجن جواب دے۔

مکاری کی تعلیم

سوامی جی ستیارتھ پرکاش کے دوسرے ایڈیشن کے صفحہ ۲۸۷ پر آپ شنکر آچاریہ کے ویدانت مت کی نسبت لکھتے ہیں کہ اگر شنکر آچاریہ دل سے ویدانت مت کو مانتے رہے ہیں۔ تو تو خراب ہے ہاں اگر جینیوں کو شکست دینے کے لئے ایسا کیا گیا۔ تو اچھا ہے سبحان اللہ کیسی مطہر تعلیم کا پرچار ہے۔ کیا اسی اصول کی بنا پر سوامی صاحب یہ پرچار کیا کرتے تھے۔ کہ تم خود ویدوں کو الہامی کتاب مانو یا نہ مانو مگر ہندوؤں کو اپنے ساتھ ملانے کے لیئے ایسا کہنا ٹھیک ہے۔ کیا ایسی مکاری

کی تعلیم کو پھیلانے والا کامل انسان ہو سکتا ہے۔ ارجن جواب دے۔

دھوکا بازی کی تعلیم

مکاری کی تعلیم تو آپ ملاحظ فرما ہی چکے ہیں۔ مگر مکاری کے پرچار سے سوامی جیکو صبر نہیں آیا اب آپنے اپنے مکارانہ وطیرہ کو مضبوط کرنے کیلئے دھوکا کی تعلیم کو بھی جائز قرار دیدیا۔ تاکہ مکاری کی تعلیم ادھوری نہ رہ جائے چنانچہ ستیارتھ پرکاش طبع دوم کے صفحہ ۹۱ پر آپ

ایک ضروری بات

آپ سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ آج کل کس بے باکی وسفاکی سے مخالفین اسلام پر حملے کر رہے ہیں۔ جنکو سنکر کلیجہ منہ کو آتا اور دل پاش پاش ہو جاتا ہے۔ اگرچہ نور کی مالی حالت قطعاً اسبات کی متحمل نہ تھی کہ اسکے ساتھ ضمیمہ بھی شائع کیا جاتا مگر محض دینی خدمت کیلئے بڑی خوشی سے مالی نقصان کو دھرم سیوا پر قربان کیا گیا اگر نور کے تمام خریدار کم از کم دو نئے خریدار پیدا کر دیں تو نور مالی حالت سے کسیقدر بے فکر ہو کر کما حقہٗ دینی خدمت بجالائے۔ کیا دو نئے خریدار پیدا کرنے کچھ مشکل ہیں اے مردان دین کوشش کرو یہی کوشش کا وقت ہے۔ اپنے دلوں کو دین کی ہمدردی کیلئے جوش میں لاؤ تاکہ فرشتے بھی تمہارے جزاکم اللہ کہ اٹھیں۔ ایڈیٹر نور

درفشانی فرماتے ہیں۔ "شتروؤں کو دھوکا دینے سے جیت ہوتی ہو تو ایسا ہی کرو"

دیکھو کسقدر اعلیٰ درجہ کی اخلاقی تعلیم ہے۔ اسی بنا پر جون ۱۹۰۶ء میں لاہور کے مشہور اخبار ٹریبیون میں مضمون نکلتا رہا تھا۔ کہ آریہ سماج کے نزدیک عشق اور مخالفت میں سب چالیں جائز ہیں کیا بھلا ایسی دھوکا بازی کی تعلیم کا پرچارک کامل انسان ہو سکتا ہے۔

پرکاش جواب جوابدے۔

سفاکی کی تعلیم

آگے چلکر سوامی جی ستیارتھ پرکاش کے تیسرے سملاس کے صفحہ ۵۳ پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ویدک نندک ناستک کو جاتی پنکتی اور دیش سے باہر کر دینا چاہیئے یعنی وہ آدمی جو ویدوں کا عقیدتمند نہیں اُسے قوم و قطار اور ملک سے باہر نکالدینا چاہیئے کیوں جی! ایسی اندھا دہند تعلیم کے پرچار کرنے والا کامل انسان ہو سکتا ہے۔ مسافر آگرہ جوابدے

خطرناک تعلیم

اسقدر سفاکانہ تعلیم سے سوامی جیکا ہردہ شانت نہیں ہوا اب آپ اپنے دل کا بخار نکالنے کے لیئے سمند ناز پر ایک اور تازیانہ لگاتے ہیں۔ رگوید بھاشیہ بھومکا مطبوعہ ۱۹۳۵ صفحہ ۲۷ پر آپ رگوید کی شرن (تابع ہوکر) لیکر اپنے چیلوں کو یہ تعلیم دیتے ہیں۔ "جو ناستک نندک وادہورت منش ہیں دے۔ سب ہم لوگوں کے نواس استھانوں سے دور چلے جائیں بلکہ نشچے کر کے اور دیشوں سے بھی دور ہو جائیں۔ ارتھات ادہرمی پرش کسی دیش میں نہ رہیں۔"

ترجمہ۔ جو لوگ ویدوں کے عقیدتمند نہیں وہ پاپی ہیں۔ وہ ہم لوگوں کی جائے رہائش سے دور چلے جائیں۔ نہ صرف ہماری ہی ملک سے دور ہو جائیں بلکہ روئے زمین پر بھی نہ رہنے پائیں کیوں عیسائیو۔ مسلمانوں۔ سکھو۔ اب کیا دلیل ہے۔ سوامی جی کا حکم مانو گے یا سر قلم کراؤ گے آہ کیسی خطرناک تعلیم ہے۔ جسکا پرچار اس انیسویں صدی کے مہارشی نے ویدوں کی آڑ میں کیا ہے بھلا ایسی تعلیم کا پرچارک بھی کامل انسان ہو سکتا ہے۔ آریہ گزٹ جوابدے۔

سخت خطرناک تعلیم

ہائے اس انیسویں صدی کے رشی کے دل کی ابھی تک بھڑاس نہیں نکلی۔ اب اپنی سفاکانہ تعلیم کو

بے باکی اور سفاکی

جو دہرم پہ قائم نہیں رہتا۔ یعنی ویدوں کو نہیں مانتا خواہ باپ ہو ماں، بہن ہو استاد ہو اسے واصل جہنم کرو۔ بزور شمشیر دین پھیلانا اکر کہتے ہیں۔ مگر قرآن شریف میں تو لا اکراہ فی الدین ہے۔ کیا ایسی خطرناک تعلیم کا اشاعت کنندہ شانتی کا دلدادہ ہو سکتا ہے۔ ارجن جوابدے

آدم خوری کی تعلیم

سوامی دیانندی جی ستیارتھ پرکاش کے آخری طبع یعنی دوسرے ایڈیشن کے صفحہ ۲۲۶ میں مردار اور انسانی گوشت کھانے کو جائز قرار دیتے پچھلے دنوں جب امریکہ کے بعض گوشت فروش سوداگروں کی نسبت یہ شک گذرا تھا کہ وہ ٹین کے ڈبوں میں گوشت بند کرنے وقت انسانی گوشت کے ٹکڑے بھی ڈال دیتے ہیں تو ایسی وحشتناک خبر کے نکلتے ہی تمام یورپ نفرین اور لعنت کے نعروں سے گونج اٹھا تھا مگر یہ انیسویں صدی کا رشی اور مہارشی انسان کے گوشت کھانیکو جائز قرار دیتا ہے۔ تو بہلا کیا انسان جسکے دلمیں نش جاتی کیلئے رحم نہیں۔ کیا وہ کامل انسان کہلانے کے لائق ہے۔ ارجن جواب دے۔

مکاری کی تعلیم

سوامی جی ستیارتھ پرکاش کے دوسرے ایڈیشن کے صفحہ ۲۸۷ پر آپ شنکر آچاریہ کے ویدانت مت کی نسبت لکھتے ہیں کہ اگر شنکر آچاریہ دل سے ویدانت مت کو مانتے رہے ہیں۔ تو تو خراب ہے ہاں اگر جینیوں کو شکست دینے کے لئے ایسا کیا گیا۔ تو اچھا ہے سبحان اللہ کیسی مطہر تعلیم کا پرچار ہے۔ کیا اسی اصول کی بنا پر سوامی صاحب یہ پرچار کیا کرتے تھے۔ کہ تم خود ویدوں کو الہامی کتاب مانو یا نہ مانو مگر ہندوؤں کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے ایسا کہنا ٹھیک ہے۔ کیا ایسی مکاری کی تعلیم کو پھیلانے والا کامل انسان ہو سکتا ہے۔ ارجن جواب دے۔

دھوکا بازی کی تعلیم

مکاری کی تعلیم تو آپ ملاحظہ فرما ہی چکے ہیں۔ مگر مکاری کے پرچار سے سوامی جیکو صبر نہیں آیا اب آپنے اپنے مکارانہ وطیرہ کو مضبوط کر نیکے لئے دہوکا کی تعلیم کو بھی جائز قرار دیدیا۔ تاکہ مکاری کی تعلیم ادہوری نہ جائے چنانچہ ستیارتھ پرکاش طبع دوم کے صفحہ ۹۱ پہ آپ یہ درفشانی فرماتے ہیں "شتروؤں کو دھوکا دینے سے جیت ہوتی ہو تو ایسا ہی کرو" دلہ کسقدر اعلیٰ درجہ کی اخلاقی تعلیم ہے۔ اسی بنا پر جون ۱۹۰۶ء میں لاہور کے مشہور اخبار ٹریبیون میں مضمون نکلتا رہا تھا۔ کہ آریہ سماج کے نزدیک عشق اور مخالفت میں سب چالیں جائز ہیں کیا بہلا ایسی دہوکا بازی کی تعلیم کا پرچارک کامل انسان ہو سکتا ہے۔ پرکاش جواب جوابدے۔

ایک ضروری بات

آپ سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ آج کل کس بے باکی وسفاکی سے مخالفین اسلام پہ حملے کر رہے ہیں۔ جنکو سنکر کلیجہ منہ کو آتا اور دل پاش پاش ہو جاتا ہے۔ اگرچہ نور کی مالی حالت قطعاً اسبات کی متحمل نہ تھی کہ اسکے ساتھ ضمیمہ بھی شائع کیا جاتا مگر محض دینی خدمت کیلئے بڑی خوشی سے مالی نقصان کو دھرم سیوا پر قربان کیا گیا اگر نور کے تمام خریدار کم از کم دو نئے خریدار پیدا کر دیں تو نور مالی حالت سے کسیقدر بے فکر ہو کر کما حقہٗ دینی خدمت بجالائے۔ کیا دو نئے خریدار پیدا کرنے کچھ مشکل ہیں اے مردان دین کوشش کرو یہی کوشش کا وقت ہے۔ اپنے دلوں کو دین کی ہمدردی کیلئے جوش میں لاؤ تاکہ فرشتے بھی آپ کا نیر جزاکم اللہ کہ اٹھیں۔ ایڈیٹر نور

سفاکی کی تعلیم

آگے چلکر سوامی جی ستیارتھ پرکاش کے تیسرے سملاس کے صفحہ ۵۳ پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ویدک نندک ناستک کو جاتی پنکتی اور دیش سے باہر کر دینا چاہئے یعنی وہ آدمی جو ویدوں کا عقیدتمند نہیں اُسے قوم وقطار اور ملک سے باہر نکالدینا چاہئیے کیوں جی! ایسی اندھا دہند تعلیم کے پرچار کرنے والا کامل انسان ہو سکتا ہے۔ مسافر آگرہ جوابدے

خطرناک تعلیم

اسقدر سفاکانہ تعلیم سے سوامی جیکا ہردہ شانت نہیں ہوا اب آپ اپنے دل کا بخار نکالنے کے لئے سمند ناز پر ایک اور تازیانہ لگاتے ہیں۔ رگوید بہاشیہ بہومکا مطبوعہ ۱۹۳۵ سمت صفحہ ۲۷ پر آپ رگوید کی شرن (تمائج ہوکر) لیکر اپنے چیلوں کو یہ تعلیم دیتے ہیں۔ "جو ناستک تنٹے کی واد ہورت منش ہیں دے۔ سب ہم لوگوں کے نواس استہانوں سے دور چلے جائیں کنتو نشچے کر کے اور دیشوں سے بھی دور ہو جائیں۔ ارتہات ادہرمی پرش کسی دلیش میں نہ ہیں۔"

ترجمہ۔ جو لوگ ویدوں کے عقیدتمند نہیں وہ پاپی ہیں۔ وہ ہم لوگوں کی جائے رہائش سے دور چلے جائیں۔ نہ صرف ہماری ہی ملک سے دور ہو جائیں بلکہ روئے زمین پر بھی نہ رہنے پائیں کیوں عیسائیو۔ مسلمانوں۔ سکھو۔ اب کیا دلیل ہے۔ سوامی جی کا حکم مانو گے یا سر تسلیم کراؤ گے آہ کیسی خطرناک تعلیم ہے جسکا پرچار اس انیسوین صدی کے مہارشی نے ویدوں کی آڑ میں کیا ہے بہلا ایسی تعلیم کا پرچارک بھی کامل انسان ہو سکتا ہے۔ آریہ گزٹ جوابدے۔

سخت خطرناک تعلیم

ہائے اس انیسویں صدی کے رشی کے دل کی ابھی تک بھڑاس نہیں نکلی۔ اب اپنی سفاکانہ تعلیم کو

اور مضبوط کرنیکے لئے آپ اپنے چیلوں کے ہاتھ میں سخت خطرناک ہتھیار دیتے ہیں چنانچہ آپ آریہ بھی دنی کے چھٹے ایڈیشن مطبوعہ سمت ۱۹۵۷ بکری کے صفحہ ۵۰ پر اپنے چیلوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ اور جو ناستک ڈاکو چور بشواس گھاتی مورکھ وشئے لمپٹ یعنی آدی دوش یکت اتم کرموں ہیں وگھن ڈالنے والے سوارتھی۔ سوارتھ رسا دھن میں تت پر وید ودیا ورودھی اناریتھ مفش وسب اپکارک یگیہ میں بگھن ڈالنے والے ہوں ان سب وشٹوں کو آپ مول سہت نشٹ کرو“

خوب جی خوب سنو سنو اے ہندوستان کے رہنے والو سوامی دیانند جی وید کی آڑ میں فرماتے ہیں۔ کہ جو لوگ مورکھ یعنی ان پڑھ ہیں۔ خود غرض ہیں گوشت خور ہیں۔ شکاری ہیں۔ رنگ میں بھنگ ڈالنے والے ہیں۔ ویدک علوم کے مخالف ہیں۔ اور ویدوں کی نندیا کرنے والے ہیں۔ انہیں جڑ پڑ تک نشٹ کرو۔

بھلا ایسی سفاکانہ تعلیم کا پرچار کرنے والا کامل انسان ہو سکتا ہے۔ آریہ پتر کا ایڈیٹر جواب دے۔

بہت ہی سخت خطرناک تعلیم

اس قدر خطرناک تعلیم کی اسپرٹ اپنے چیلوں میں بھر کر سوامی جی ٹھنڈے نہیں ہوئے۔ اپنے قول کو پختہ اور مضبوط کرنے کیلئے ہر طرح کے خطرناک ہتھیاروں سے اپنے چیلوں کو مسلح کرتے ہیں۔ آریہ بے دنی کے صفحہ ۱۵ پر آپ فرماتے ہیں۔ برہمچریہ گرہست وان پرست سنیاس انوشتھان برت رست ویدمارگ وچھیدک اناچاریوں کو بیتھا یوگ شاسن کرو جس سے دے بھی شکچھا ایکت ہو کے شششٹ ہوں اتھوا انکے پران انت ہو جاوے کنیا ہمارے وش میں ہی رہیں۔

ترجمہ سوامی جی فرماتے ہیں۔ کہ جن لوگوں نے برہمچریہ اور گرہست نہ رکھا ہو۔ ایسے لوگ یا تو ہمارے مذہب کو قبول کر لیں یا انکی زندگی کا خاتمہ ہو جائے یا ہمارے غلام ہو کر رہیں۔ اب کہئیے دیانند ویدک دھرم کے مخالف ہندوستان کے رہنے والو سناتن دھرمیوں۔ ہندوؤ و برہمنوں عیسائیو۔ مسلمانو اب کون سی بات منظور ہے۔ غلام بننا یا آریہ ہونا کیا ایسی خطرناک تعلیم کے پرچار کرنے والا کامل انسان ہو سکتا ہے۔ ویدک میگزین کا ایڈیٹر جواب دے

گندی تعلیم

سوامی دیانند کی تعلیم کے جس حصہ پر اب ہم پہنچتے ہیں۔ وہ ایسا نازک حصہ ہے۔ جسکا تصور کرتے ہی ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ہم حیران ہیں۔ کہ ہم اس گندی تعلیم کو کن الفاظ میں بیان کریں۔ تاکہ اسکا مفہوم تو آپ سمجھ جائیں۔ مگر ہم وہ گندے الفاظ نا استعمال کریں افسوس یہ حصہ اسقدر نازک ہے۔ اور ہم حیران ہیں کہ ہم اپنی ذمہ واری کو کسطرح نبھائیں کاش سوامی جی نے یہ تعلیم نہ دی ہوتی تاکہ ہم کو ان گھنانے الفاظ کو قلم بند نہ کرنا پڑتا کلجگی رشی یجروید بھاشیہ کے ۲۸ ویں ادھیائے کے ۳۲ ویں منتر سے یہ تعلیم دیتے ہیں۔

”... ہے منشیو! جیسے بیل گوؤں کو گھابن کر کے پشوؤں کو بڑھاتا ہے۔ ویسے گرہستی لوگ استریوں کو گابھی کر کے پرجا کو بڑھا دیں ہائے کیسی گندی تعلیم ہے جسطرح بیل اندھا دھند سیطرح...... افسوس ہم آگے نہیں لکھ سکتے کیسی گھناونی تعلیم کیا ایسی تعلیم کا پرچارک کامل انسان ہو سکتا ہے۔ مہاتما منشی رام جی جواب دیں۔

سخت گندی تعلیم

آگے چلکر رشی جی چودھویں منتر کے پدارتھ کے ذریعہ اسطرح تعلیم دیتے ہیں۔

”ہے شِشیہ میں بیدہ (مختلف طرحکی تعلیم) سکھشاؤں سے تیرے جس سے دیکھتا ہے اس نیتر کو شدھ کرتا ہوں تیرے جس سے ناری آدمی باندھے جاتے ہیں۔ اس قابھی (ناف) کو پوتر کرتا ہوں تیرے جس سے موتر و تسرگ (پیشاب وغیرہ) کے خفیہ مقاموں کے ناموں کو دیا گیا ہے۔ جنکے لکھنے کی ہم جرأت نہیں کرتے) کو پوتر کرتا ہوں۔ تیری جس سے رکھشا کی جاتی ہے اُس کو پوتر کرتا ہوں۔

ہم اُن گھناونے الفاظ کی تشریح نہیں کر سکتے۔ آپ خود ہی اندازہ لگالیویں کہ ایسی گھناونی تعلیم کا پرچارک کیون ہو سکتا ہے۔ پرکاش جواب دے۔

بہت ہی سخت گندی تعلیم

آگے چلکر یجروید بھاشیہ اکیسویں ادھیائے ساٹھوین منتر کا پدارتھ صفحہ ۱۱۰ طبع اول میں رشی جی مہاراج فرماتے ہیں ”ہے منشیو سب برکھش (بڑکا درخت) آدمی کے سماں (مانند) جس جس پران اور اداپان کے لئے دکھ بناش کرنے والے چھیری (بکری وغیرہ) آدمی پشو سے پانی کے لئے میڈھا ہے پرم ایشوریہ کے لئے بیل سے بھوگ (ہم اس سخت گندی لفظ کا ترجمہ نہیں کر سکتے) کریں ہائے کیسی سخت تر گندی تعلیم ہے ایسی فحش تعلیم کا پرچارک کون ہو سکتا ہے جو تمام آرین اخبار جواب دیں یہ منتر صرف مشتے نمونہ از خروارے ہیں۔ اس سے بڑھکر اور فحش بیانیوں سے سوامی جی کے پستک پر ہیں۔ اگر ہم ان کو ایک جگہ کر کے لکھیں تو نہایت سخت برا اثر پیدا کرنے والی کتاب ہے۔ اس لیئے ہم اسی پر ہی اکتفا کرتے ہیں آخر پر ناظرین سے ہماری درخواست ہے کہ اس تعلیم کو اصلی رنگ و روپ میں دیکھیں اور اسکے برے اثر سے خود محفوظ رہنے کے علاوہ اوروں کو بھی محفوظ رکھنے کی کوشش کریں۔

مرادِ ما نصیحت بود کردیم ——

جلاوطن کرنا سمجھا گیا،،

اوپر کی جن سطور کو ہم نے زیر خط کر دیا ہے۔ ان الفاظ کو پڑھیئے اور پھر اسکی گہرائی کی طرف توجہ لے جایئے تو اس خطرناک تعلیم کا اصلی رنگ و روپ آپکے آنکھوں کے سامنے آ جائیگا۔ جسکا پرچار لالہ جی نے طلباء کو کیا ہے۔ لالہ جی طلباء کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ بھیر جی ایک بے کس اور بے بس بے زر اور بے ور انسان تھا مگر جو وقت اس نے اپنا پروگرام پبلک کے سامنے رکھا (وہ پروگرام کیا تھا ہ اعلیٰ آزادی) تو سلطنتیں خائف ہو گئیں۔

اب آپ اس سے نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں۔ کہ لالہ جی نے ان سطور میں در پردہ طلباء کی کسطرف رہنمائی کی ہے۔ اور پھر طلباء کے قلوب تو شیشہ کی طرح ہوتے ہیں۔ جو چیز اسکے سامنے کرو گے وہی عکس اس میں آ جائیگا۔ طلباء کے دل سفید چادر کیطرح ہیں جیسا رنگ دو گے، اُسی میں رنگین ہو جائینگے۔ جسطرح پودا جسطرف کو جھک جاتا ہے ہمیشہ اسی طرف کا ہو رہتا ہے۔

جب طلباء کو انکی سکول لائف میں انکے مطالعہ کیلئے ایسی کتب کا ذخیرہ مہیا کیا جاتا ہے۔ تو آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ ایسے تعلیم سے مستفیض ہوئے ہوئے طلباء راجہ اور پرجا کے لئے کسقدر مفید ہو سکتے ہیں۔

اگر اتنا کہکر ہی اکتفا کیا جاتا تو بھی غنیمت تھا مگر نہیں اپنی مدعا کو مضبوط کرنیکے لئے اور طلباء کو راسخ الاعتقاد بنانے کے لئے آگے چلکر بڑے کھلے دل سے ان الفاظ کو قلم بند کیا گیا ہے کہ "ہماری پولیٹیکل تعلیم تا حال شروع نہیں ہوئی ہماری قومی بہبودی اور قومی اتفاق اور قومی آزادی کا مدار سلسلہ تعلیم پر ہے مگر ان سوالات کے حل کرنیکے لئے ہمکو ہر قسم کی قربانی کرنیکے لئے تیار ہو جانا چاہیئے،،

(منیر تھی صفحہ ۲۱)

اسجگہ لالہ صاحب نے پولیٹیکل تعلیم کے حصول کے لئے اشد تاکید کی ہے۔ اور ساتھ ہی اسکے طلباء کی رہنمائی کرتا ہوا آریہ سماج کا لیڈر بتلاتا ہے کہ اسکے حصول کیلئے اگر اپنا تن من دھن قربان کرنا پڑے تو دریغ نہیں کرنا چاہیئے پھر اس کے آگے چلکر لالہ صاحب اپنی تصنیف کردہ کتاب میں فرماتے ہیں۔

"غیر ملک کی حکومت کا جو لوگ سخت مجبوری کی حالت میں اٹھایا کرتے ہیں۔ اگر انگریز ہندوستان میں نہ ہوتے تو اسمیں کچھ تعجب نہیں کہ ہندو آج تمام ہندوستان کے حکمران ہو جاتے لیکن جب گورنمنٹ کو معلوم ہو جائے کہ ہم آزادی دیئے جانیکے قابل ہی نہیں بلکہ ہر طرح سے آزادی حاصل کئے جانے کے مستحق ہو گئے ہیں تو مجھے یقین ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت نہیں جو ہمیں آزادی حاصل کرنیکے لئے باز رکھ سکے ہمارے سامنے وہ مشکلات حائل نہیں ان مقامات سے گذرنے کے لئے ہر قسم کی قربانیوں کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے،،

اس جگہ لالہ صاحب نے ہندؤوں کے جذبات کو اوبھارنے کے لئے یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ اگر انگریز ہندوستان میں نہ ہوتے تو اسوقت ہندوستان کے راجہ مہاراجہ آدین مہاشہ ہی ہوتے۔ اور پھر اس آرزو کے پورا کرنے کے لئے ہی آریہ سماج کے لیڈر نے سہل نسخہ تبلا دیا ہے۔ کہ جب گورنمنٹ کو یہ معلوم ہو جائیگا کہ ہم آزادی کے مستحق ہیں۔ تو پھر مجھے یقین ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت نہیں جو ہمیں (ہندؤنکو ایڈیٹر) آزادی حاصل کرنے سے باز رکھ سکے اور پھر اسکے حصول کے لئے یہ گُر بتلایا ہے۔ کہ آزادی حاصل کرنیکے لئے ہمارے سامنے وہ مشکلات حائل نہیں۔ جو اٹلی والونکے سد راہ تھے مگر ہمیں ان مقامات سے گذرنے کے لئے ہر طرح کی قربانی کیلئے تیار ہو جانا چاہیئے۔

اب یہ جائے غور ہے کہ وہ قوم جو اپنے آپکو پالیٹشن کہلانا نہیں چاہتی۔ وہ کسطرح کھلے بندوں ان خیالات کا اظہار کرتی ہے۔ اور پھر ایسی کتابیں طلباء کو

نوٹ۔ نکات۔ رائیں

یہہ بالکل غلط ہے

ہمعصر اخبار عام نے نامعلوم کس بنا پر یہ لکھا تھا۔ کہ پٹیالہ کے سڈیشن مقدمہ میں کس مسلمان بھی ہیں۔ مگر تحقیقات پر یہ امر قطعی غلط ثابت ہوا بھلا مسلمان قرآن شریف جیسی مطہر اور پوتر کتاب کے پیرو ہو کر جسمیں جگہ بجگہ حاکم وقت کی فرمانبرداری کے لئے تاکید کی گئی ہے۔ کبھی قرآن شریف کی آیات سے روگردانی اختیار کر سکتے ہیں۔ حاشا وکلا

ہاں ایک سکھہ ہے مگر وہ جہانتک ثابت ہوا پایا گیا ہے کہ کیسول کہ چشم کرا کہ آریہ سماج میں داخل ہوا ہوا ہے۔ پس ایشور کی کرپا سے سب سماجی بھائی ہیں۔

ہر کہ شک آرد کافر گردد

سچ ہے جب انسان تعصب اور ضد پر تل آتا ہے۔ تو وہ ثواب وعذاب کے تفرقہ اور نیک وبد کی تمیز کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ اسے اپنی بدی بدی محسوس نہیں ہوتی۔ وہ اپنی برائی کو اعلے دہارمک خوبی ظاہر کرتا ہے۔ اور اسکو قائم رکھنے کے لئے طرح طرح کی ملمع سازی سے کام لیتا ہے

اخبار بنگالی جسکا ایڈیٹر ایک لائق مہاشہ ہے یکھتا ہے "کہ آریہ سماج نے اخلاق علوی کا اعلیٰ پرچار کیا ہے" چہ خوب کیا کہتے ہیں۔ اخلاق علوی کے اور تو اور پہلے نیوگ کو ہی لے لیجئے۔ کیسی اعلے دھارمک تعلیم ہے اور اگر نیوگ کی تشریح مطلوب ہو تو۔ تو تعزیرات ہند کی دفعہ ۴۹۳ سے لیکر ۴۹۸ تک ملاحظہ فرمایئے۔ پھر اس اخلاق تعلیم کی قدسیت ظاہر ہو جائیگی اگر دو چار اور بھائیوں ایسی اخلاقی تعلیم کا پرچار شروع کر دیں تو بس ہندوستان کا بیڑا پار ہے۔

جلاوطن کرنا سمجھا گیا۔"

اوپر کی جن سطور کو ہم نے زیر خط کر دیا ہے۔ ان الفاظ کو پڑھیئے اور پھر اسکی گہرائی کی طرف توجہ لے جائیے تو اس خطرناک تعلیم کا اصلی رنگ و روپ آپکے آنکھوں کے سامنے آجائیگا۔ جسکا پرچار لالہ جی نے طلبا کو کیا ہے۔ لالہ جی طلباء کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ بھیرجی ایک بے کس اور بے بس بے زر اور بے در انسان تھا مگر جو وقت اس نے اپنا پروگرام پبلک کے سامنے رکھا (وہ پروگرام کیا تھا ہ اظلی ازادی) تو سلطنتیں خائف ہوگئیں۔

اب آپ اس سے نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں۔ کہ لالہ جی نے ان سطور میں در پردہ طلباء کی کسطرف رہنمائی کی ہے۔ اور پھر طلباء کے قلوب تو شیشہ کی طرح ہوتے ہیں۔ جو چیز اسکے سامنے کروگے وہی عکس اس میں آئیگا۔ طلباء کے دل سفید چادر کیطرح ہیں جیسا رنگ دوگے اُسی میں رنگین ہو جائینگے۔ جسطرف پودا جسطرف کو جھک جاتا ہے ہمیشہ اسی طرف کا ہو رہتا ہے۔

جب طلبا کو انکی سکول لائف میں انکے مطالعہ کیلئے ایسی کتب کا ذخیرہ مہیا کیا جاتا ہے۔ تو آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ ایسے تعلیم سے مستفیض ہوئے ہوئے طلباء راجہ اور پرجا کے لئے کیسے مفید ہو سکتے ہیں۔

اگر اتنا کہکر ہی اکتفا کیا جاتا تو بھی غنیمت تھا مگر نہیں اپنی مدعا کو مضبوط کرنیکے لئے اور طلبا کو راسخ الاعتقاد بنانے کے لئے آگے چلکر بڑے کھلے دل سے ان الفاظ کو قلم بند کیا گیا ہے کہ "ہماری پولٹیکل تعلیم تا حال شروع نہیں ہوئی ہماری قومی بہبودی اور قومی اتفاق اور قومی آزادی کا مدار سلسلہ تعلیم پر ہے مگر ان سوالات کے حل کرنیکے لئے ہمکو ہر قسم کی قربانی کرنیکے لئے تیار ہو جانا چاہیئے"

(منیر بھی صفحہ ۲۱)

اسجگہ لالہ صاحب نے پولٹیکل تعلیم کے حصول کے لئے اشد تاکید کی ہے۔ اور ساتھ ہی اسی کے طلبا کی رہنمائی کرتا ہوا آریہ سماج کا لیڈر بتلاتا ہے کہ اسکے حصول کیلئے اگر اپنا تن من دھن قربان کرنا پڑے تو دریغ نہیں کرنا چاہیئے پھر اس کے آگے چلکر لالہ صاحب اپنی تصنیف کردہ کتاب میں فرماتے ہیں۔

"غیر ملک کی حکومت کا جو لوگ سخت مجبوری کی حالت میں اٹھایا کرتے ہیں۔ اگر انگریز ہندوستان میں نہ ہوتے تو اسمیں کچھ تعجب نہیں کہ ہندو آج تمام ہندوستان کے حکمران ہو جاتے لیکن جب گورنمنٹ کو معلوم ہو جائے کہ ہم آزادی دیئے جانیکے قابل ہی نہیں بلکہ ہر طرح سے آزادی حاصل کئے جانے کے مستحق ہو گئے ہیں تو مجھے یقین ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت نہیں جو ہمیں آزادی حاصل کرنیکے لئے باز رکھ سکے ہمارے سامنے وہ مشکلات حائل نہیں ان مقامات سے گذرنے کے لئے ہر قسم کی قربانیوں کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے"

اس جگہ لالہ صاحب نے ہندؤں کے جذبات کو ابھارنے کے لئے یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ اگر انگریز ہندوستان میں نہ ہوتے تو اسوقت ہندوستان کے راجہ مہاراجہ آریہ مہاشہ ہی ہوتے۔ اور پھر اس آرزو کے پورا کرنے کے لئے ہی آریہ سماج کے لیڈر نے سہل نسخہ تبلا دیا ہے۔ کہ جب گورنمنٹ کو یہہ معلوم ہو جائیگا کہ ہم آزادی کے مستحق ہیں۔ تو پھر مجھے یقین ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت نہیں جو ہمیں (ہندؤں کو ایڈیٹر) آزادی حاصل کرنے سے باز رکھ سکے اور پھر اسکے حصول کے لئے یہ گر بتلایا ہے۔ کہ آزادی حاصل کرنیکے لئے ہمارے سامنے وہ مشکلات حائل نہیں۔ جو اٹلی والوں کے سد راہ تھے مگر ہمیں ان مقامات سے گذرنے کے لئے ہر طرح کی قربانی کیلئے تیار ہو جانا چاہیئے۔

اب جائے غور ہے کہ وہ قوم جو اپنے آپکو پالیٹیشن کہلانا نہیں چاہتی۔ وہ کسطرح کھلے بندوں ان خیالات کا اظہار کرتی ہے۔ اور پھر ایسی کتابیں طلباء کو

نوٹ - نکات - رائیں

یہہ بالکل غلط ہے

معزز ہمعصر اخبار عام نے نا معلوم کس بنا پر یہ لکھا تھا۔ کہ پٹیالہ کے سڈیشن مقدمہ میں کس مسلمان بھی ہیں۔ مگر تحقیقات پر یہ امر قطعی غلط ثابت ہوا بھلا مسلمان قرآن شریف جیسی مطہر اور پوتر کتاب کے پیرو ہو کر جسمیں جگہ بجگہ حاکم وقت کی فرمانبرداری کے لئے تاکید کی گئی ہے۔ کبھی قرآن شریف کی آیات سے روگردانی اختیار کر سکتے ہیں۔ حاشا و کلا ہاں ایک سکھ ہے مگر وہ جہانتک ثابت ہوا پایا گیا ہے کہ کیسوں کہ چنتم کرا کہ آریہ سماج میں داخل ہوا ہوا ہے۔ پس ایشور کی کرپا سے سب سماجی بھائی ہیں۔

ہر کہ شک آرد کافر گردد

سچ ہے جب انسان تعصب اور ضد پر تل آتا ہے۔ تو وہ ثواب و عذاب کے تفرقہ اور نیک و بد کی تمیز کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ اسے اپنی بدی بدی محسوس نہیں ہوتی۔ وہ اپنی برائی کو اعلے دہارمک خوبی ظاہر کرتا ہے۔ اور اسکو قائم رکھنے کے لئے طرح طرح کی ملمع سازی سے کام لیتا ہے اخبار بنگالی جسکا ایڈیٹر ایک لائق مہاشہ ہے لکھتا ہے "کہ آریہ سماج نے اخلاق علوی کا اعلیٰ پرچار کیا ہے" چہ خوب کیا کہتے ہیں۔ اخلاق علوی سے اور تو اور پہلے نیوگ کو ہی لے لیجئے۔ کیسی اعلےٰ دھارمک تعلیم ہے اور اگر نیوگ کی تشریح مطلوب ہو تو۔ تو تعزیرات ہند کی دفعہ ۴۹۳ سے لیکر ۴۹۸ تک ملاحظہ فرمایئے۔ پھر اس اخلاق تعلیم کی قدسیت ظاہر ہو جائیگی اگر وہ پرچارادو ہیں ایسی اخلاقی تعلیم کا پرچار شروع کر دیں تو بس ہندوستان کا بیڑا پار ہے۔

[illegible]

ایک چھرا جلدی سے بیچ بچاؤ کرنے والے نو مسلم پولیس کے حوالہ کیا گیا۔ اس نے کہا کہ دراصل ہمارا ارادہ نواب صاحب کو قتل کرنے کا تھا۔ چھ آدمی اور بھی میرے ساتھ ہیں ناظرین یہ ہے خبیثوں کی خباثت۔

ملکی مطلع

ضیاء الاسلام مراد آباد لکھتا ہے:-

نوزائیدہ اخبار "ملک" ہوشیارپور کے دفتر کی جب تلاشی ہوئی تو اشیائے برآمد شدہ میں ایک مطبوعہ کتاب بھی تھی اس میں کئی باب اور متعدد فصلیں ہیں۔ ازاں جملہ ایک فصل کا اقتباس مختصراً حسب ذیل ہے۔

"مسلمان جاہل قوم ہیں۔ اور ان میں تعلیم و دولت کی کمی ہے تاہم جو لوگ انہیں نوکر ہو جاتے ہیں وہ معزز ہوتے ہیں۔ ان کو پست و ذلیل کرنے کی کئی صورتیں ہیں۔ اول ان کو رشوتیں دو۔ اور کام نکلنے کے بعد ان کو مشہور کرو۔ دوئم ان لوگوں کو شراب خوری کی عادت پڑنے میں انکی مدد کرو سوئم اسبات کی سعی کرو کہ فاحشہ عورتیں ان تک پہونچ جائیں چہارم۔ انکو سودی قرضہ دو اور وقت نکلنے کے بعد ایسا انتظام کرو کہ وہ قرضہ انکی تباہی کا باعث ہو پنجم انکے افعال کی نگہبانی کرو اور اس کی اطلاع حکام تک پہونچاؤ۔ ششم ان کے باطنی حالات معلوم کرکے مشتہر کرو تاکہ لوگوں کی نظروں میں ان کی سبکی ہو" وَمَا تُخْفِی صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ۔ (اہلحدیث)

آریہ سماج اور اس کا مقصد اعظم

یہ مضمون ہمارے لائق دوست بابو اسمٰعیل صاحب نظامی خاں کا ہے آپ نے "آریہ سماج کا مقصد" جن مستند حوالجات سے ثابت فرمایا ہے وہ واقعی آریہ صاحبان کے لئے اتمام حجت ہے۔ کہ انہوں نے ہمارے دلوں کو کس بے رحمی سے پارہ پارہ کیا ہے۔ اگر ہم اب اپنے ڈیفینس کے لئے کچھ اپاؤ کریں گے۔ تو آرین بھائیوں کو رنج نہیں ہونا چاہئے کیونکہ خود کردہ را علاج نیست (ایڈیٹر)

نہیں معلوم کونسی ایسی گھڑی سے پنڈت دیانند جی مہاراج نے آریہ سماج کی بنیاد ڈالی ہے۔ کہ جس دن سے لفظ آریہ ہندوستان میں ایجاد ہوا ہے۔ اسی دن سے اردو لٹریچر میں نہایت فحش اور پرلے درجہ کی گندہ گالیوں اور سبک جملوں اور دلخراش آمیز الفاظوں کی زیادتی ہو گئی۔ موجودہ زمانہ میں جبکہ ہر ایک مسئلہ کی نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ چھان بین کرکے بال کی کھال نکالی جا رہی ہے۔ اور ہر ایک مذہب کی تحقیق و تنقید کی جا رہی ہے ہمیں افسوس اور حیرت کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے معزز آریہ صاحبان کی توجہ عالی اس روشنی کے زمانہ میں اسطرف ہے۔ کہ وہ کسی دوسرے مذہب کے بزرگوں کو خوب پیٹ بھر کر گالیاں دے لیا کریں۔ اسطرح سے انہوں نے اصلی بات سے منہ موڑ کر صرف گالیاں گلوچ کو اپنا مقصد اعظم قرار دے رکھا ہے اور وہ اسی میں اپنے مذہب کی خوبی اور برتری و بہتری جانتے ہیں۔ اگرچہ یہ لوگ خوب اس بات کو سمجھتے ہیں۔ اور اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ اینٹ کا جواب پتھر اور گالی کا جواب گالی کیسے نہیں دینا آتا مگر افسوس آریہ سماج کے معزز اور واجب التوقیر بانی کی طرح کسی دوسرے مذاہب کے بانی کا اصل منشا گالی گلوچ نہیں ہے۔ میرا دل نہیں چاہتا تھا۔ کہ میں اس طرح کے مضمون لکھوں مگر آریہ سماج کے ان ناشائستہ حرکاتوں نے جو انہوں نے اسلام کے برخلاف پچھلے چار پانچ ماہ سے اختیار کئے ہوئے ہیں۔ تو آریہ سماج کا اصلی کیرکٹر دکھانے پر آمادہ کیا۔ قوم آریہ جو اپنے آپ کو ہندو کہلانا باعث ہتک اور کسر شان سمجھتی ہے۔ (شاید اس لئے کہ ہندوؤں پر مسلمانوں نے ایک مدت دراز تک حکومت کی اور مسلمان فاتح ہیں اور ہند مفتوح قوم ہے۔) سب سے پہلے آریاؤں نے اپنے بھائی ہندوؤں پہ ہاتھ صاف کیا اور وہ وہ دل آزاریاں اور ان کی دلشکنیاں کیں کہ جنکا کوئی بیان نہیں۔ ان کے مسلمہ عقاید کی نسبت وہ وہ توہین آمیز اور دردناک تحریر و تقریریں کیں کہ دیکھنے اور سننے والے حیرت سے انگشت بدندان ہو گئے۔

غرضکہ اس قوم نے ہندوؤں کی دل آزاری میں تحریر سے تقریر سے جسطرح بھی ہو سکا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ راجہ رام چندر اور راجہ سری کرشن صاحبان جیسے سرور بزرگان ہنود جنکی عظمت و شہرت کے آگے وید کے رشیوں کی بھی کچھ حقیقت نہیں علانیہ برا کہا۔ اور انکی توہین کی انہیں گندہ یا ہی گالیاں دیں ایسے ہی دیانند نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں باوا نانک صاحب جیسے واجب التکریم بزرگ کو فریبی اور مکار کہا ہے۔ (دیکھو صفحہ ۳۵۶) آریاؤں کی طرف ایک کتاب جین مت کے برخلاف شائع ہوئی تھی۔ وہ اسقدر فحش اور گندہ الفاظوں اور غلیظ جملوں سے پر تھی کہ آخر گورنمنٹ نے آریاؤں کو سزا دی اور کتاب بھی تلف کرا دی گئی۔ اور اب اسوقت قریب قریب تمام ہندو انہیں اپنا دشمن تصور کرتے ہیں۔

جب انہوں نے ہندوؤں پر خوب طرح ہاتھ صاف کر لیا تو پھر ان لوگوں کی نظر عنایت مسلمانوں کی طرف ہوئی مسلمانوں پر تو انکی عنایت بے عنایت کا شمار ہی نہیں انکی دلیری اور بداخلاقی کی یہ حد ہو گئی کہ انہوں نے علانیہ نہ صرف عام مسلمانوں کو برا بھلا کہا اور سب و شتم کیا۔ بلکہ اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر طرح طرح کے الزام قائم کئے آپ کی ذات بابرکات پر نہایت دریدہ دہنی سے بے حیایانہ حملہ کیا۔ شاہان اسلام پر نہایت شرمناک بہتان عائد کئے غرضکہ آریاؤں کا ایک ایک لفظ جو انہوں نے ہمارے ہادی دین اور شاہان اسلام کے برخلاف نکالا ہے جگر ہر ایک مسلمان کا سینہ شق اور دل پاش پاش ہوا جاتا ہے ترک اسلام۔ تہذیب الاسلام اساطیر الاولین۔ ہذیان شریف (دہرمپال بدنگال نے ایک کتاب قرآن شریف کی توہین میں محض مسلمانوں کی دل آزاری کیلئے بنام برہان شریف لکھی ہے۔ جو درحقیقت میں تری بکواس

ہے اور کچھ نہیں) خود ستیارتھ پرکاش جو اس قوم کی مستند مذہبی کتاب ہے۔ اور جس پر ان کے مذہب کا سارا دارومدار ہے۔ وہ اس قدر فحش ہے۔ کہ عیاذاً باللہ۔ اسمیں نہ صرف اسلام اور بانئی اسلام پر سب وشتم کیا گیا ہے۔ بلکہ مختلف العقائد لوگوں اور انکے مذہبی پیشواؤں پر نہایت بے باکی سے حملہ کیا گیا ہے۔ مثلاً حضرت عیسےٰ علیہ السّلام پر جناب بابا نانک صاحب پر عارف بدھ پر نہایت ... شرمناک حملے کئے گئے ہیں۔

آریہ سماج کے اخبار ورسایل مثلاً پرکاش۔ اندر پتندر مسافر جلندھر اور آگرہ مسافر وغیرہ کے فایل اس بات کے زندہ گواہ ہیں۔ ہم بلاخوف تردید یہ کہینگے کہ مسلمانوں پر نہ صرف عام مسلمانوں پر بلکہ انکے مذہبی پیشوا اور ہادئی دین پر اور ان شاہان اسلام پر جنہوں نے ایک مدت دراز تک انپر عدل کیا انصاف کیا بلکہ انکی بدولت یہ بہیمیت سے نکل کر جامہ انسانیت میں آئے (دیکھو تمدن اسلام کا اثر ہندوستان پر) انپر سب گالیوں کی بوچھاڑ۔ ننگ آمیز کلمات کا اظہار اور نہایت دریدہ دہنی اور بے باکی سے فحش الفاظ کی بھرمار آریاؤں کے زندہ نامور اور معزز حضرات نے کیں جو اپنے آپکو ماشاء اللہ مدعی صلح کل لیڈران قوم کہتے ہیں۔

اور سنئے بڑے تو بڑے مگر چھوٹے میاں سبحان اللہ وہ چھو کرے بخدا جنہیں ابھی قلم پکڑنے تک کی بھی تمیز نہیں۔ آج مورخی کے اونچے ٹیلے پر چڑھکر یہ کہتے ہیں۔ کہ محمدؐ (صلعم) آیا تھا۔ محمدؐ (صلعم) گیا تھا۔ اور محمد (صلعم) نے کہا تھا۔ اللہ اکبر! وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسپر ہماری روحیں فدا ہوں جسکا نام سنتے ہی بے ساختہ ہمارے لب درود شریف کے لئے جنبش کرنے لگتے ہیں ؎

لب چمٹ جاتے جب کہتا ہے محمدؐ کوئی
اس نام سے بڑھکر اور نہیں میٹھا کیا ہے۔

وہ محمدؐ جسکے ایک ادنیٰ غلام حضرت عمر فاروقؓ کو آج یورپ نہایت عزت وعظمت کیساتھ پکارتی ہو وہ گویا اس چھوکرے کے خیال میں ایک معمولی اور ادنیٰ درجہ کا آدمی ہے غرضکہ دیانندی قوم نے خدا نے اسلام بانئی اسلام اور کتاب اسلام اور شاہان اسلام کی توہین۔ اور مسلمانوں کی دل آزادی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

اے مغرور اور محسن کش قوم آریہ اگر تجھ میں قوت ہوتی تو ہمارے گھر بالوٹ لیتے تو ہمیں خوب طرح سے پلیٹ بھرکر گالیاں دے لیتے مگر افسوس تو اس صاحب جبروت اور پاک ذات قدسی صفات آہ اس ہمارے سچے آقا اور عظیم محسن پر ہمارے ہادی وپیشوا سید ومولا یعنی اس آقائے نامدار رسول پروردگار کی شان مبارک میں بے باکی اور دریدہ دہنی سے گستاخانہ وبے روبانہ حملہ نہ کرتی۔ اے بدنصیب قوم تری جرائت اور دلیری اور بداخلاقی کی حد ہوگئی تونے اس پاک نفس کو جسکو آج دنیا کا بہ ۱/۴ حصہ اپنا روحانی آقا اور اصلی نجات دہندہ مانتا ہے اسپر تونے طرح طرح کے الزام قائم کئے اور نہایت بے باکی وسفاکی سے اسپر سب وشتم کرکے تمام مسلمانوں کا اُف تونے جناب ملک معظم ادورڈ ہفتم قیصر ہند دام ملکہ کی اٹھ کروڑ رعایا کا دل پاش پاش کرکے انہیں تونے خون کے آنسو رلایا ؎

دل سی خوش طرح مکان پھر بھی کہیں بنتے ہیں
اس عمارت کو ذرا دیکھ کے ڈھایا ہوتا:۔

اے بدنصیب قوم آریہ تیری بدبختی وبدنصیبی صرف یہی نہیں ہے۔ کہ تیری گھر میں آگ لگی ہوئی ہے۔ اور آپس کی خانہ جنگیوں اور نااتفاقیوں سے آریہ سماج کو گھن کی طرح اندر ہی اندر کھائی جا رہی ہے۔ (حاشیہ میں آریہ اخبار پرکاش آریہ سماج کو اپنے ۲۶ اکتوبر کے لیڈر میں عجیب بدقسمت سوسائٹی بدیں وجہ کہتا ہے کہ آریہ سماج میں بھائی بھائی کا دشمن ہے ایک دوسرے کو گرانے کے فکر میں ہے) بلکہ اصل تیری اصل بدقسمتی کی وجہ تیرا مذہبی تعصب ہے جسنے تجھے اندھا کردیا ہے۔ اور جسکی وجہ سے تونے پنجاب کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک اس صوبہ کے مختلف العقائد لوگوں کا دل اپنی تقریر وتحریر کی زہریلی چھری سے پاش پاش کردیا ہے۔ نہ صرف پنجاب ہی بلکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں جہاں کہیں آریہ سماج کے جوشیلے اور زبان زور لیکچرار اور اپدیشک پہنچے ہیں۔ وہاں بھی نہ صرف مسلمانوں عیسائیوں بلکہ یہاں تک کہ خود ہندو فرقہ کے کروڑہا افراد کی مخالفت اور دل آزاری میں اپنی پوری ۱۱ متعصبانہ قوت صرف کردی ہے اے قوم آریہ ع

زمانے میں شکوہ تیرا ہو رہا ہے

آگئے۔ دن ہندوستان کے مختلف حصص میں روزانہ ایسے واقعات پیش آرہے ہیں۔ حال ہی کا واقعہ ہے کہ سٹی مجسٹریٹ دہلی نے دو منہ پھٹ اور دریدہ دہن آریاؤں کو (مہتہ پریہ اور دو ریکانند) کو لائیسنس کی قید لگا کر انکے لیکچروں کو بند کرنیکی کوشش کی اسیطرح آگرہ ومیرٹھ کے مجسٹریٹ صاحبان نے آریاؤں کو کہا کہ اگر تم بھلے منسو اور سیدھے سادھے طور سے رہو گے تو خیر ہے ورنہ چھاؤنی کر باہر کردیئے جاؤ گے پنڈت بھوجدت اڈیٹر آگرہ مسافر تو اپنی دریدہ دہنی اور منہ پھٹی کی وجہ سے بارہا زک پر زک اٹھا چکا ہے آجکل یہ حضرت کلکتہ میں پہنچے ہوئے ہیں مگر وہاں بھی مجسٹریٹ نے حکم صادر فرمایا کہ اگر تم یہاں وہی چوکڑی مچاؤگے تو بڑے گھر کی سیر کرائی جائیگی اب شاید آپ اپنا سا منہ لیکر قصبوں اور گاؤں میں دورہ فرما رہے ہیں۔ اب نتیجہ صاف ظاہر ہے۔ کہ ان لوگوں کے لیکچر سوائے فتنہ فساد اور امن عامہ میں خلل ڈالنے کے باعث ہیں اور کچھ نہیں۔

نہیں معلوم آریاؤں کا مسلمانوں سے باپ مارنیکا بیر ہے یا کیا؟ وہ ہر وقت اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ اگر موقع ملے تو مسلمانوں کو کچا ہی چبا ڈالیں غور کرنیکے بعد بالکل یہ بات فہم میں نہیں آتی کہ اس عداوت اور دشمنی کینہ بغض عناد کا سبب کیا ہے۔ کیا کسی مسلمان نے انکے کسی اخبار مہر لیڈر

کو قتل کر ڈالا یا کسی مندر یا شوالہ کو گرا دیا یا ڈہا دیا آخر تم کس بنا پر اس قدر نفرت وعداوت ہے مسلمانوں نے دیانندیوں سے سلطنت تو چھینی نہیں ان کا مال تو مار نہیں لیا کوئی انکی جاگیر تو دبا نہیں لی۔ پھر کیوں یہ دہوتیوں سے باہر ہوئے جاتے ہیں اور مسلمانوں کے پیچھے ہاتھ دہو کر پڑ گئے ہیں۔ انکی تقریر سے تحریر سے تعصب ہٹ دہرمی کینہ بغض عناد کی بو آتی ہے۔ کہیں تو مسلمانوں کو مکار دغاباز اور کہیں مفتری وجعلساز اور کہیں انہیں خوشامدی ہونیکا سرٹیفکیٹ عطا کیا جاتا ہے۔ غرضکہ یہ بدتہذیبی کے جملے یہ ناشائستہ الفاظ یہ گالی گلوچ یہ بازاری جگت بازی یہ فضول نوک جھوک اور بیجا بیہودہ کے چھیڑخانی کے باوجود الٹے چور کوتوال کو ڈانٹے کی مصداق بنکر خواہ مخواہ مسلمان بچاروں کو بدنام کرتے ہیں۔ حالانکہ انکی تحمل بردباری اور برداشت کی۔ آریہ صاحبانکو داد دینی چاہیئے نہ کہ تجول شاعر

خود ہی سے سنائے جاتے ہیں مجکو گالیاں
اور خود ہی کہ رہے ہیں کہ چھیڑا تو دیکھنا

آریہ صاحبانکی عنا[illegible] ہندوستان کی مختلف العقائد قوموں پر ہے جو کہ [illegible] مسلمانوں نیز ہیں۔ ان کا کہاں تک بیان کیا جاوے۔ روز ایک ایک نیا طریقۂ دل آزاری اختیار کیا جاتا ہے۔ اردو اخبار تو ہیں ہی مگر انگریزی اخبار نویس بھی کچھ کم نہیں۔ پنجابی کو دیکھو جو حق اور راست بات کو ایسا جاتا ہے جیسے گدہے کے سر سے سنگ یا جیسے لاحول سے شیطان۔ آجکل اسے ولایت میں ایک مسلمان کی کامیابی کو دیکھکر درد شکم لاحق ہو گیا ہے حالانکہ مسٹر امیر علی بالقاجہ کا عہدہ مسٹر ایس پی سنی کے مقابلہ میں اس کے لئے چوب قبض کٹ کا حکم رکھتا ہے۔ مگر اس عقل کے اندہے اور گانٹھ کے پورے کو کہے کون ؟

ہمارے بعض ناظرین مضمون کو یاد ہوگا۔ کہ پچھلے دنوں لاہور کے بعض دروازوں پر کسی بداندیش روسیاہ نے جگانتر کے پرچے چسپاں کر دئیے تھے اسپر آریجات کہا لائے دیتے ہیں کہ وہ بھی کسی خلیل اللہ کا کام ہے گویا جناب کے خیال مبارک میں آرابندو گھوش کرشن ورما کھدی رام بوس اور ولایت کے سر کرزن وائلی کا قاتل ڈہنگرا یہ سب خلیل اللہ یعنی مسلمان ہی تھے۔ پھر پنجاب میں شورش مچانیوالے اور پھر وہ لوگ جنہوں نے آجکل پٹیالہ میں بغاوت مچائی وہ سب کے سب ہی مسلمان تھے۔ شیم !!! !!!

اب ناظرین خود ہی انصاف سے غور فرمائیں کہ اس سے زیادہ مکاری عیاری کیا ہو سکتی ہے جبکہ بڑے بڑے تعلیم یافتہ اور گریجوائٹ لوگوں کا یہ حال ہے۔ کہ وہ چاند پر خاک ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو پھر ان معمولی اخبار نویس جہاتنوں کا کیا کہنا جنہوں نے جھوٹ بول کر اور بیجا حمایت کر کے اپنی روٹیاں کمانیکا ڈہنگ بنایا ہوا ہے۔ میں مناسب نہیں سمجھتا کہ پولٹیکل معاملات پر بحث کروں اور نہ ہی اخبار ہذا کے ضوابط مجھے اجازت دیتے ہیں لہٰذا مذکورہ بالا واقعات بطور مثال کے پیش کئے ہیں۔ کہ کسطرح یہ لوگ امر حق پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

راقم حق کا حامی محمد اسمٰعیل خان نظامی از مزنگ لاہور

کوآپریٹو بنکوں کی مجلسیں

زمیندار مجلسوں کی خیر خواہ کانفرنس جو جنوری کو بیٹ حال لاہور میں منعقد ہوئی تھی۔ اس میں ہز آنر نے نہایت فصیح وبلیغ اردو تقریر میں زمینداروں کا خیر مقدم کہنے کے بعد فرمایا کہ یہ دیکھکر خوش ہوں کہ زمیندار لوگ اس قدر زمیندا بنکوں سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ گذشتہ سال میں بہت بڑے سرمایہ کے ساتھ ۳۷۵۸ بنک کھل گئے ہیں۔ اور یہ امر فرحت افزا ہے کہ زمیندار باہمی متفقہ کوششوں کے فوائد سے آگاہ ہوئے جاتے ہیں۔ اور زراعت کو ترقی دینے کی طرف راغب ہو رہے ہیں۔ ہز آنر نے اسباب پر خوشی ظاہر فرمائی کہ جالندھر لائل پور۔ گورداسپور وغیرہ میں بنکوں کی سوسائٹیاں ترقی کر رہی ہیں۔ اور جہانتک ممکن ہے گورنمنٹ ان بنکوں کی اعانت کرنے پر آمادہ ہے۔ اور چار انسپکٹر اسو غرض کے لئے مقرر کئے گئے ہیں اور فرمایا کہ گورنمنٹ دیہاتی پنچائتیں بنانا چاہتی ہے۔ جنکو خفیف دیوانی اختیار حاصل ہونگے اور اگر اس طریقہ میں کامیابی حاصل ہوئی تو انہیں کچھ فوجداری اختیارات بھی تفویض کئے جائینگے۔ اور نیز ہز آنر نے فرمایا کہ موجودہ حالت میں اپریٹو بنکوں سے بڑہکر زمینداروں کے لئے کوئی مفید چیز معلوم نہیں ہوتی۔

اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ گورنمنٹ عالیہ زمیندار فرقہ کی جن کا خون بنیئے مہاجنوں نے چوس لیا تہا۔ کیسی خیر خواہ اور ہمدرد ہے۔ خدا ایسے مہربان گورنمنٹ کا سایہ ہم غریبوں پر ابدالآباد تک قائم رکھے ۔

ضروری اطلاع

آج کے نور کے ضمیمہ نے اپنا اسغدر تیج (رذنی) دکہلایا ہے۔ کہ رشی دیانندجی مہاراج نے گھبرا کر اپنے منہ سے گھونگٹ اٹھا دیا۔ اور اپنے آپکو اصلی رنگ وروپ میں ظاہر کر دیا ہے۔ یہ ضمیمہ کچھ زاید چھپوایا گیا ہے۔ اسلام کے حامیوں کو چاہیئے۔ کہ ضمیمہ دفتر نور سے طلب کر کے کثرت سے لوگوں میں تقسیم کریں۔ تاکہ لوگ ضلالت کے گڑہے میں گرنے سے بچیں۔

قیمت فی ضمیمہ ایک پیسہ بہت تھوڑی کاپیاں ہیں درخواستیں جلدی آنی چاہئیں۔ ایڈیٹر نور

بشارت! بشارت!! بشارت!!!

معرفت نامہ کا بھنڈار۔ تصوف کا گنجینہ۔ گیان کی لہر

مومنو! اس امر کے اظہار کی چنداں ضرورت نہیں۔ کہ آجکل قرآن شریف سے روگردانی اختیار کرنے سے ہم پر کیسی ادبار کی گھٹائیں منڈلا رہی ہیں۔ ایسے دہندوکارہ کے زمانہ میں اگر پژمردہ دلوں کو ڈھارس ہو سکتی ہے۔ تو محض قرآن شریف کے گیان سے اگر ہم مذہبی دنگل میں مخالفین کے دانت کھٹے کر سکتے ہیں۔ تو محض قرآن شریف کی برہان قاطع سے۔

اس لئے میرے بعض دوستوں نے مجھے آمادہ کیا ہے۔ کہ پرم پتا حضرت خلیفۃ المسیح کے روزانہ درس قرآن شریف کے درس کو ہو بہو بعد نظر ثانی پرم پتا کے ان قرآن شریف کے عاشقوں تک پہنچاؤں جنکی ارواح روحانی گیان کے لئے تڑپ رہی ہیں۔ اسکے بیان کرنیکی چنداں ضرورت نہیں کہ پرم پتا کے درس میں کیسی قوت قدسیت ہے۔ اسکے لئے یہی کہنا کافی ہوگا۔ کہ آپکے امولک گیان کو سنکر دہریا اور ناستک بھی جد میں اگر اللہ اکبر کہہ اٹھتے ہیں۔ یہہ قرآن شریف کا درس ماہواری رسالہ کی صورت میں شائع ہوا کریگا۔ سالانہ قیمت صرف (عہ) تین روپیہ تاکہ ہر کہ ومہ کماحقہ مستفیض ہو سکے چار سو درخواستیں آنے پر انشاء اللہ تعالے یکدم کام شروع کر دیا جائیگا۔

خادم

محمد یوسف ایڈیٹر نور

رجسٹرڈ ایل نمبر

او لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے

لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

یہ وہی اللہ نور کا مرتبان ... مقام

نور

قادیان سے ہر مہینہ دو دفعہ شائع ہوتا ہے

تاریخ اشاعت ... ۱۹۱۰ء

ماہ میں دو دفعہ شائع ہوتا ہے
... شش ماہی عہ ہوگی۔
... ایک روپیہ سالانہ پیشگی۔
... امتیازی قیمت (عہ)
... کریں وہ عطیہ تصور ہوگا
... اسمائے گرامی سرپرستان
... فہرست میں درج ہونگے

(۱) اسلام کی برکات اور دیگر
مذاہب پر اسکی فضیلت بیان
(۲) آریوں اور عیسائیوں ...
بچانا
(۳) الزامات کی تردید ...
سے بدلائل نقلی و عقلی ...
(۴) تاج برطانیہ کی خیرخواہی کا
پرچار کرنا

DEC II

نمبر ۵ ... جلد ...

ایڈیٹر شیخ محمد یوسف نو مسلم سابق سوہن سنگھ وداں ہیجاری

زنبیل

(۱) بیروت کا اخبار اتحاد عثمانی لکھتا ہے کہ حسین حلمی پاشا صدارت سے مستعفی ہونے پر مجبور ہونے کا اصلی سبب یہ تھا کہ انہوں نے اطنہ (ادانہ) کے مسلمان مجرموں پر سزائے موت کا حکم نافذ کرادیا اور غیر مسلموں کو معافی دیدی۔

(۲) اخبار صباح لکھتا ہے کہ حقی پاشا جدید صدر اعظم اپنی وزارت مرتب کرنیکے بعد اطالیہ جائینگے وہاں کی حکومت سے باقاعدہ رخصت ہونگے اور پھر لندن پیرس برلن پیٹرزبرگ اور وائنا کو جائینگے تاکہ وہاں کے ارکان سلطنت سے ملتوی شدہ اہم مختلف فیہ مسائل پر بحث کریں۔

(۳) قبول اسلام ایک کھتری جسکی عمر تیس سال کی ہے ۲۸ جنوری کو مسجد شاہی لاہور میں مسلمان ہوا خدا استقامت بخشے۔

(۴) کلکتہ میں افواہ ہے کہ مسٹر کے جے گپتا انڈیا کونسل کی ممبری سے مستعفی ہوکر اگزیکیٹو کونسل بنگال کے پہلے ہندوستانی ممبر ہونگے۔

(۵) برٹش نوآبادیوں میں ہندوستانیوں کے ترک وطن کرکے جانیکے مسئلہ پر غور کرنیکے لئے جو کمیٹی مقرر ہوئی تھی وہ چند روز کے بعد پھر مجتمع ہوگی مارچ میں اسکی رپورٹ پیش ہونیکی توقع کیجاتی ہے۔

(۶) قبول اسلام ایک ہندو ڈاکٹر قوم کھتری ساکنہ جالندھر مع اپنی بیوی اور لڑکوں کے بروز جمعہ گزشتہ لدھیانہ میں مشرف بہ اسلام ہوئے اسلامی نام شیخ عبداللہ اور زینب بی بی رکھا گیا۔ خدا استقامت بخشے۔

(۷) دو مسلح پٹھان کانسٹبلوں نے چمن ریلوے لائین کے سید احمد سٹیشن پر بُری طرح لوٹ ماری نقد روپیہ تو الگ ٹکٹ اور پولیس کی وردیاں وغیرہ لیکر چلدئے۔ غریب دوکاندار و نکا بھی صفایا کیا۔

(۸) آجکل یہ خبر مشہور ہو رہی ہے کہ لارڈ منٹو کی جگہ لارڈ کچنر ہندوستان کے وائسرائے بنائے جائینگے۔

(۹) پاؤنیر کا سرحدی نامہ نگار لکھتا ہے کہ امیر کابل جب جلال آباد کے نزدیک ہوکر ... پل کا ملاحظہ کر رہے تھے تو ایک سپاہی نے جو اسوقت پہرہ پر تھا ان پر گولی چلائی لیکن نشانہ چوک گیا ملزم فوراً گرفتار کیا گیا وہ اسکے متعلق کچھ نہیں کہتا مزید حالات تاحال معلوم نہیں۔

(۱۰) دریائے سین چڑہائی پر ہے پیرس کی سڑکیں

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپکر شیخ محمد یوسف پبلشر کے لئے قادیان سے شائع ہوا

ہم کون ہیں؟

ہم مسجد جاتے ہیں گرجا نہیں۔ ہم دال روٹی کھاتے ہیں پڈنگ اور مٹن چوپ نہیں۔ ہم تہبنی کرتا پہنتے ہیں دہوتی اور انگوشہ نہیں۔ ہم السلام علیکم کی پریم بھری صدا بلند کرتے ہیں گوڈ مارننگ یا نمستے نہیں ہم پانچ وقت اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتے ہیں سندھیا اور اپاسن نہیں۔ ہم محمد دین اور محمد عبداللہ نام رکھتے ہیں جارج اور ٹامسن نہیں۔ ہم قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں وید کا پاٹھ نہیں:۔

ہم بفضل خدا مسلمان ہیں اسلام ہماری روح اسلام ہماری جان اسلام ہماری عزت اسلام ہمارا دین اسلام ہمارا ایمان۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اُن مہاتما پرشوں کی پاک زندگی پر وچار نہ کریں جنہوں نے ایسے دُھندو کارہ کے زمانہ میں جبکہ ہندوستان میں ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کی پوجا ہوتی تھی جبکہ ہندوستان پر پاپوں کے گھٹا ٹوپ سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے توحید کے نام لیوا عنقا جبکہ لوگ طرح طرح کے مت متانتروں اور اڈمبروں میں اپنی عزیز عمر کو ضائع کر رہے تھے ایسے فیج اعوج کے زمانہ میں "اللہ اکبر" کا نعرہ بلند کیا گنگا کی وادیوں پر جگناتھ کے مندر میں جو بت پرستوں کے گہوارے تھے وہاں علانیہ بتوں کا کھنڈن کرکے توحید کا علم کھڑا کیا آہ انمیں کونسی شکتی تھی۔ کونسی قوت قدسی تھی کونسی روحانی کشش تھی جس نے ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کی پرستش کو چھوڑا کر توحید کی لگن لگادی آہ اسوقت وہ روحانی نقشہ میری آنکھوں کے سامنے ہے جبکہ اول اول فاتحان عرب ہندوستان میں وارد ہوئے راجہ داہر کے ساتھ مقابلہ پڑا راجہ نے چپکے چپکے مسلمانوں کی فوجمیں اپنا جاسوس بھیجا تاکہ وہ حقیقت حال سے آگاہی حاصل کرے

آگے جاکر جاسوس کیا دیکھتا ہے کہ تمام ادنی اور اعلی امیر و غریب ایک صف میں کھڑے ہیں اور ایک امام کے پیچھے ایسے خضوع اور خشوع کیساتھ نماز پڑھ رہے ہیں یہ دیکھ کر جاسوس کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ تمام گھمنڈ و نخوت کو بالائے طاق رکھکر دنیاوی خواہشات پر لات مار کر راجہ داہر کے زر و جواہر پر تفریں بھیجکر سچے دل سے محمد بن قاسم کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر

" لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ "

کا کلمہ طیبہ پڑھکر مشرف بہ اسلام ہو گیا اللہ اللہ انہیں کیسا پوتر جذبہ تھا جنہوں نے ایسے کلجگ کے زمانہ میں اوہام پرستی سے نکالکر "رام" پرستی کی لگن لگادی۔ گوبر اور گوموتر کی جگہ موہن بھوگ کھلایا لنگوٹی اور چوٹی کی جگہ نفیس پوشاک پہنائی عربوں نے نہ صرف ہندوستان ہی کو جنت نشان بنایا بلکہ اسوقت کوئی ایسا فرقہ نہ تھا جس نے عرب کے طرز و روش کو اعلیٰ شایستگی کا معیار نہ سمجھ رکھا تھا عراق سے مصر و شام تونس والجزائر مراکش غرضیکہ جدہر نظر اُٹھتی تھی ساری دنیا ایک ہی رنگ میں نظر آتی تھی۔ ہر ملک ہر قوم اپنی زبان اپنا تمدن اپنی طرز معاشرت غرضکہ اخلاقی طور پر کسی قوم کی آزاد زندگی کے لئے جتنے وسائل درکار تھے سبھی عربی تمدن کے چشمہ فیض سے سیراب ہوئے۔

ایمان سے آتش پرستوں کو اخلاق عرب نے بالکل جذب کر لیا فرانس میں بعد ملاعد بعد ربائی لوار تک کے باشندے وضع قطع میں اہل عرب کی نقلیں اُتارنے لگے:۔

بے شک انھوں نے رائی کا پربت کر دکھلایا جسجگہ موجودات حیوانات نباتات کی پرستش کی جاتی تھی عربوں نے وہاں توحید کا نعرہ بلند کیا جسجگہ لوگوں کے دل مارے پاپوں اور گناہوں کے پژمردہ ہو گئے تھے وہاں امرت جل کے چشمہ سے لوگوں کے پژمردہ دلوں کو ڈھارس دی۔

مگر آؤ اب ہم اپنے گریبان میں سر ڈالکر دیکھیں کہ ان لوگوں نے تو اپنی رائی کو پربت کر دکھایا مگر ہم نے اسکے برعکس اپنے پربت کو گھٹاتے گھٹاتے رائی کر دکھایا اخوت برادرانہ قومی ترقی کا پہلا زینہ ہے پانچوں نمازوں میں تمام بھائیوں کا اکٹھا ہونا جمعہ کی نماز میں جمع ہونا تمام نے ملکر ایک دسترخوان پر کھانا کھانا یہ تمام باتیں اخوت برادرانہ کی رہنمائی کرتے ہیں۔ کیونکہ اخوت ہی قومی ترقی کا پہلا زینہ ہے مگر افسوس کہ یہاں وہ بات نہیں آج اگر بظاہر گلے مل رہے ہیں تو کل جوش جنوں میں ایک دوسرے کے گریباں گیر۔ آج اگر قومی بہتری کی متحدہ کوشش میں سرگرم ہیں تو کل شخصی۔ اور ایک دوسرے کو ایذارسانی کی ناجائز کوشش میں سرگرم۔ جو آج رکھشا کرنیکے مدعی ہیں کل وہ تباہی کرنیکے ٹھیکیدار۔ جو آج الیاس بنکر دریائے مصیبت پار نکالنے کیلئے امید دلاتے ہیں کل وہی منجدھار میں چھوڑ کر کنارہ کرنیسے لرزاں نہیں۔ جو آج خضر بنے ہوئے ہیں وہ کل گمراہ کرنے میں مستعد

کون رہبر ہو سکے جب خضر بہکانے لگے

اب ذرا اپنی ہمسایہ قوم کیطرف نظر اُٹھا کر دیکھئے کہ وہ کسطرح نیچ ذاتوں کو قعر مذلت سے نکالکر اپنے ساتھ ملا رہے ہیں۔

یہ وہ اموئک رتن ہے جسکو اسلام نے لوگوں کے سامنے پیش کیا جسکے ذریعہ مختلف اقوام نے اسلام کی چھاتی سے دودھ پیا مگر آج اُن جوہر

ہمسایہ قوم فائدہ اُٹھا رہی ہے اور ہم گہری نیند میں سو رہے ہیں زمانہ بدل گیا رنگ ڈھل گیا مگر مسلمانوں نے کروٹ بھی نہ بدلی۔ اے احکم الحاکمین آپ ہمارے دلوں سے کپٹ نکالکر اخوت برادرانہ کا جذبہ ڈالدو۔ اے رب الورا ہمیں اخلاق علوی کا وہ رتبہ عطا فرما جس سے ہمارے قدیمی بزرگ متمتع ہوئے تھے تاکہ ہمارے حال و قال کو دیکھ کر راہ چلتا مسافر بھی

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

کا کلمہ پکار اُٹھے آمین ثم آمین

اسلام اور سکھ ازم
نمبر ۲

ہم پہلے نمبر میں ثابت کر آئے ہیں کہ باواجی اپنے شلوکوں میں کیسی نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوۃ۔ وغیرہ کی مہما اور تعریف کی ہے صرف مہما اور تعریف ہی نہیں بلکہ اپنے عملی نمونہ سے اپنے چیلوں پر ظاہر کر دیا کہ حقیقی نجات اور ابدی شانتی اور دائمی مکتی صرف اسی راستہ پر قدم مارنے سے ہے

سچ ہے جب خدا اپنے فضل سے کسیکی آنکھیں کھول دیتا ہے تو پھر اُس انسان پر دنیاوی موہ اور جنجال کا کچھ اثر نہیں رہتا اور اسے ثواب و عذاب نظر آجاتا ہے جب باواجیکو معرفت کی لگن لگی جب انکو ہردے میں پریم کا فوارہ چھوٹا تو تمام احباب اور رشتہ داروں کے بندھنوں کو توڑکر دنیاوی خواہشات پر لات مارکر مکہ شریف کے حج کو سدھارے وہاں جاکر تقریباً دو سال خدا کی بھجن (بندگی) اور نماز روزہ میں مشغول رہے اور ایسے کٹھن مجاہدات کئے کہ جنکو دیکھ کر وہاں کے مجاور بھی دنگ رہ گئے۔ ملاحظہ ہو جنم ساکھی صفحہ

پھر جب دو سال کے بعد باواجی واپس ہندوستان کو لوٹے چاہئے تو یہ تھا کہ سیدھے اپنے بال بچوں کے پاس جاتے کیونکہ دنیاوی موہ اور جنجال کچھ اسطرح واقعہ ہوئے ہیں کہ انسان کو اپنے بال بچوں سے دو روز کی جدائی بھی شاق گذرتی ہے مگر باواجیکے سینہ میں کچھ ایسی چنگاری سی سلگ رہی تھی انکے دلمیں ایسی تڑپ تھی وہ خدا کی لگن میں ایسے گداز ہوگئے تھے کہ دنیاوی موہ اور جنجال ان پر غالب نہ آسکے وہ حج کعبہ کے بعد سیدھے مقام سرسہ شاہ عبدالشکور شاہ کی خانقاہ پر چلہ کیلئے پہنچے۔

کیونکہ انکی نور سے منور ہو کر انپر یہ بات روشن ہو چکی تھی کہ مبارک ہے وہ پوتر بھومی جسمیں اللہ تعالی کے پیارے سوتے ہیں کیونکہ اُسجگہ اللہ تعالی کی برکات اور رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اور خدا کے پیارے بندوں کے در پر دھونی رمانے سے دلمیں پاکیزگی اور طہارت پیدا ہوتی ہے اسلئے باواصاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام کے ...... مقابر پر متعدد چلے کئے جسمیں سے چند مشہور معروف چلوں کا ہم مختصراً ذکر کرتے ہیں۔

جنم ساکھی سے معلوم ہوتا ہے کہ باواجی نے حج کعبہ شریف سے واپس آتے ہی مقام سرسہ شاہ عبدالشکور شاہ صاحب کی خانقاہ پر چالیس روز تک ایک چلہ کیا جیسا کہ صلحاء مسلمانوں کی سنت ہے مسجد کے قریب ایک خلوتخانہ بناکر اسمیں نماز نوافل پڑھتے اور فرائض پنجگانہ باقاعدہ جماعت کے ساتھ ادا کرتے رہے اور محض اسی غرض سے باواجی نے اپنا خلوت خانہ رو بقبلہ بنایا تاکہ یہ بھی مسجد کا ایک حجرہ بن جائے اب اس خانقاہ کا نام چلہ باوانانک کرکے مشہور ہے۔ پنجاب اور سندھ و دیگر ممالک سے گروہ در گروہ لوگ بغرض درشن چلہ صاحب آتے ہیں اور بہت کچھ زرومال وغیرہ چڑھاتے ہیں اور پھر لطف یہ ہے کہ وہ روپیہ اُن مجاور مسلمانوں کو ملتا ہے جو شاہ عبدالشکور شاہ کی خانقاہ پر مقرر ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ باواجی صاحب نے محض اس غرض سے شاہ صاحب کی خانقاہ پر چلہ کیا کہ باواصاحب عبدالشکور شاہ کے کامل ولی ہونے پر پورا اعتقاد رکھتے تھے اور اس بات پر انہیں یقین تھا کہ اولیاء کے مقام پر اللہ تعالی کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں اور مبارک ہے وہ دھرتی جسجگہ اللہ تعالی کے پیارے بسیرا لیتے ہیں۔ سو محض اس غرض سے باواجی نے شاہ صاحب کی خانقاہ پر چلہ کیا۔ صرف اسی ایک ہی چلہ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ باواجی اللہ تعالی کی رضا جوئی کیلئے دیگر نامور متعدد مشاہیر بزرگان اسلام کی خانقاہوں پر چلے کرتے رہے چنانچہ ایک چلہ مقام پاک پٹن اور ایک چلہ ملتان اور ایک چلہ خواجہ معین الدین چشتی کی خانقاہ پر جاکر بمقام اجمیر کیا جو شبد باوا صاحب نے اجمیر کی خانقاہ میں جاکر پکارا وہ دلی لگن سے خالی نہیں وہ پیارے الفاظ ہر ایک کو جسے خدا سے ذرا بھی محبت ہے لبھانے والے ہیں وہ شبد یہ ہے دیکھو جنم ساکھی صفحہ ۴۱

ہوئے مسلم دین مہانے
مرن جیون کا بھرم مٹانے

مطلب۔ یعنی نفع اسی میں ہے کہ تمام کمینہ دنیا کو بالائے طاق رکھکر سچے دل سے مسلمان ہو جائے کیونکہ مسلمان ہونے سے مرن جیون کی پھانسی کٹ جاتی ہے اور ابدی شانتی حاصل ہوتی ہے اب یہ شبد جو اجمیر شریف خواجہ معین الدین چشتی کی خانقاہ پر باواجی نے پکارا ہے یہ باواجی کی دلی لگن اور مذہبی تڑپ کو ظاہر کرتا ہے غور فرمائیے کہ باواجیکا اسلام پر کیسا دڑھ وشواس تھا مگر گیا باواجی سرسہ

اور اجمیر کے چلہ پر ہی شانت ہو گئے نہیں اُنکے دلکو ایک لگن لگی ہوئی تھی جو انہیں کو بکو لیئے پھرتی تھی اسلئے باوا صاحب نے ان دو چلوں کے بعد تیسرا چلہ روضۂ مبارک حضرت شمس شاہ تبریز واقع ملتان پر چالیس روز تک کیا چلہ کا نقشہ ملاحظہ ہو

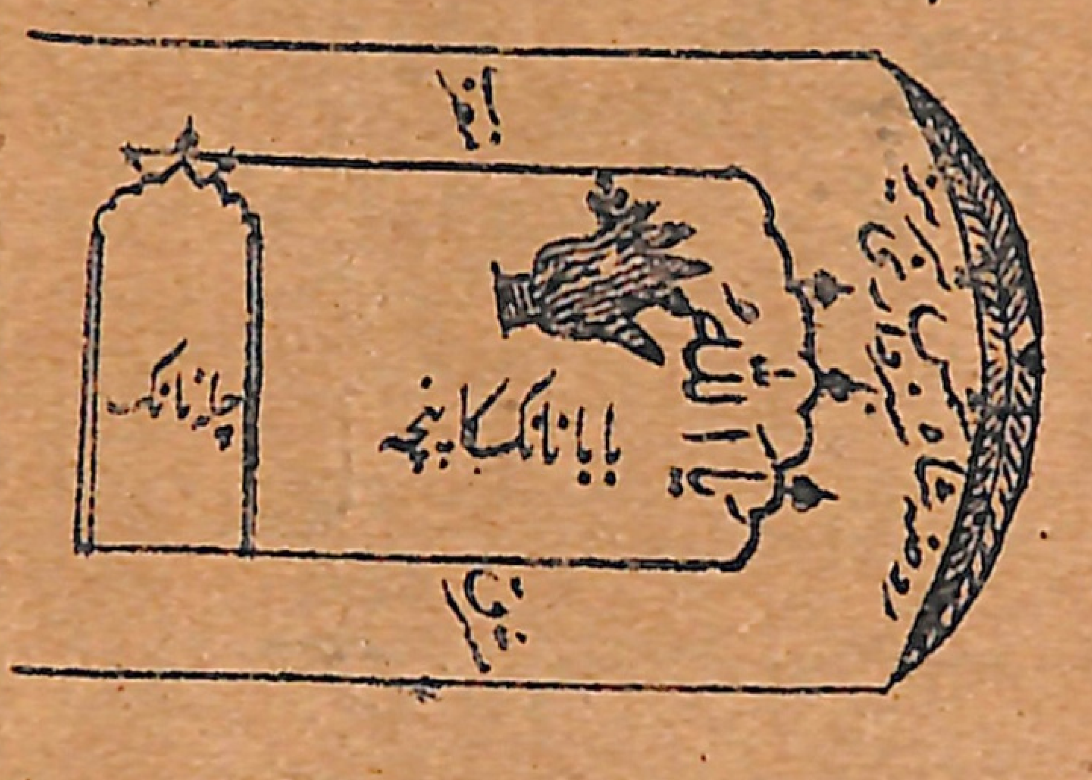

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ باوا صاحب کا وہ مکان چلہ جو سرسہ میں بنا ہوا ہے وہ بھی رو بقبلہ ہے اور باوا صاحب نے یہ احتیاط محض اسواسطے کہ نماز پڑھنے کیلیے سہولت و آسانی ہو اور فرضی نمازیں جماعت کیساتھ مسجد میں ادا کیجائیں اب ان نشانات کے مقابل پر باواجی کے اسلام سے انکار کرنا گویا ذکورات کہنا ہے

ملتان میں باوا صاحب چالیس روز تک چلہ میں بیٹھے رہے اور انکا ورد خدا تعالی کے ناموں میں سے ھو کے نام کا ورد تھا کیونکہ شاہ شمس تبریز کا بھی یہی ورد تھا اور اکثر وہ یہ مصرعہ پڑھا کرتے تھے

" بجز یا ہُو و یا مَن ہُو دگر چیزے نمیدانم "

ملتان کے تمام لوگ اسبات پر متفق ہیں کہ دفعہ موصوف کے ساتھ باوا صاحب نے ایک خلوت خانہ بنا کر چالیس روز تک اس میں چلہ کیا اور دیوار پر یا اللہ کا لفظ اپنے ہاتھ سے لکھا جو ابتک موجود ہے اور ساتھ ہی اسکے ایک پنجہ ہاتھ کی شکل کا بنایا ہوا ہے یہ دونوں یادگاریں باوا صاحب کے ہاتھ کی ہیں لہذا ہندو لوگ باوا صاحب کے ان نشانات کی از حد عظمت کرتے ہیں یا اللہ کا لفظ لکھنے اور اُس جگہ پنجہ کی شکل بنانے میں ہندو اور مسلمانوں دونوں قوموں کا اتفاق ہے اور کوئی کسی قسم کا عذر اور شک نہیں کرتا اور کسیکو اسکے تسلیم و تصدیق پر انکار نہیں۔

اللہ اللہ یہ شخص کیسا دین اسلام کی محبت میں فنا ہو چکا تھا۔ خدا جوئی اور محبت الٰہی کی آگ کیسی اور کس قدر اسکے دل میں جوش زن تھی اور کس زور و شور کے ساتھ اسکے اندر بھڑک رہی تھی اور وہ کیا شئی تھی جو اسکو ایسا بے آرام کر رہی تھی۔ جو مکہ معظمہ میں مدت دراز تک رہکر پھر نہ چاہا کہ گھر پر جا کر آرام کرے بلکہ سرسہ میں شاہ عبد الشکور شاہ کی خانقاہ پر جا کر مجاہدہ شروع کیا۔ چاہئیکہ ہر ایک سستی کا مارا دنیا میں غرق نام کا مسلمان بلکہ مولوی اس مردِ خدا کی سرگرمی کیطرف خیال کر کے عبرت پکڑے اور مرنے سے پہلے متنبہ ہو جائے کہ پھر یہ موقع دوسری دفعہ ہرگز نہیں ملیگا کہ دنیا میں آوے اور خدا تعالی کے راضی کرنیکے لئے دل و جان سے مجاہدات کرے یا یہی چند روز ہیں جسکو سمجھنا ہو سمجھ لیوے اے سونے والو جاگو اور اگر رات ہی ہے تو دن کا انتظار مت کرو اور اگر دن ہے تو رات کے منتظر نہ رہو کہ بعد میں بے فائدہ رونا ہوگا اور دلکو جلا دینے والی حسرتیں کبھی منقطع نہیں ہونگی

ریویو | حضرت میر ناصر نواب صاحب کا سفرنامہ

ہمارے پاس بغرض ریویو آیا ہے اس سفرنامہ کو پڑھکر ہماری روح پھڑک اُٹھی ہے اللہ اللہ یہ ضعیف العمری اور اسپر یہ ہمت گرمی کی طپش اور لوؤں کی جھلس سفر کے مصائب کی برداشت خویش و اقارب کا تیاگ کرتے ہوئے قوم کے لئے ہاں دین حق کے لئے لوگوں کے در بدر بھیک مانگنا پھر ایسے انسان کا جو کہ احمدیہ سیکٹ میں ایک معزز پدوی رکھتا ہو یہ نیک نمونہ قابل تقلید ہے۔ آجکل کے سستی کے مارے ہوئے نوجوانوںکو

نوٹ۔ نکات۔ رائیں

قاتل کو پھانسی کی سزا

خان بہادر شمس العالم کے چنڈال قاتل برندا رنا تھ دت گپتا کا مقدمہ کلکتہ ہائی کورٹ میں جناب چیف جسٹس اور جیوری (پانچ یورپین اور ۴ ہندوستانی) کے سامنے پیش ہوا۔ ایڈوکیٹ جنرل مسٹر علی امام سرکار کیطرف سے پیروکار تھے اور مسٹر این سی سین حسب ایماء صاحب چیف جسٹس ملزم کیطرف سے پیش ہوئے۔ مگر قاتل نے اپنی صفائی کرنے سے انکار کیا جیوری نے بالاتفاق رائے سے مجرم قرار دیا اور چیف جسٹس نے پھانسی کا حکم سنایا چلو خس کم جہاں پاک

راز فاش ہو گیا | ناسک کے قتل کے متعلق

مزید تفتیش اور تحقیقات کے حیرت انگیز نتیجے نکل رہے ہیں چنانچہ اب خبر ملی ہے کہ پونا میں جو آدمی گرفتار کیئے گئے

اُنمیں ایک ایسا اجنٹ بھی ہے جو مسٹر جسٹس واڈ سن جج ہائی کورٹ کے خون سے ہاتھ رنگنے چاہتا تھا۔ نیز ایک ایسے ملزم کا پتہ بھی ملا جو آنریبل مسٹر گوکھلے کو قتل کرنا چاہتا تھا وہ تاحال مفرور ہے۔ پونا میں اور دو مار واڑی بھی اسی ضمن میں پکڑے یہ سب ہندو مہاشہ ہی ہیں آریہ نوٹ کرلے۔

بھانڈا پھوٹ گیا | ہم حیران تھے کہ جب آریہ

لوگوں کے مقدس مہاتما مثلاً منو جی مہاراج منو اتہاس شلوک میں فرماتے ہیں کہ شودر کو عقل نہ دو ہوم سے بچا ہوا اناج نہ دو شودر کو دھرم کا اُپدیش نہ کرو" تو پھر آریہ لوگ تپت جاتی

٭ اس بوڑھے دھرماتما کی ہمت پر رشک کرنا چاہیئے۔ یہ سفرنامہ نظم میں ہے نظم کی خوبی تو کوئی ناظم ہی سمجھ سکتا ہے مگر ہمارا تک ہمنے غور کیا۔

کے اددہار کیلئے یعنی شدہی کا پر اس قدر ایڑی تک کیوں زور لگا رہے ہیں۔ مگر اب معلوم ہوا کہ سلام ردستائی بے غرض نیت مسٹر کےسی کی طرف سے جو ایک چٹھی سوپر سے لالہ پرمانند (ملزم) کو ۱۴ ستمبر ۱۹۰۸ء کو لکھی گئی جسمیں درج تھا کہ ہمیں خاموشی سے جماعتوں کو مرتب اور منضبط کرنا چاہئیے مثلاً شیر فروشوں اور بوچڑوں سے اس کام کو شروع کیا جائے اسکا آغاز لاہور سے ہو اگر گورنمنٹ دریافت حال کیلئے بے صبر ہو تو اُسے کہدینا چاہئیے کہ ہم نیچ ذاتوں کی حالت کو سدہار رہے ہیں اور جب یہ جماعتیں پختہ ہو جائیں تو یکدم کام بند کر دینا چاہئیے مگر سچ ہے پاپ کی ناؤ پار نہیں اترتی قبل از وقت ہی بھانڈہ پھوٹ گیا۔

باغی بھاگ گیا

آجکل یہ خبر عام طور پر اخباری دنیا میں گشت کر رہی ہے کہ ایک مہاشہ مقام اسمعیلیہ پر مقدونیہ میں اپنا اسباب چھوڑ کر بھاگ گیا اس شخص کا نام نیتی من روانکا داس ہے اور یہ جناب شریف کرشن ورما کا بھتیجا ہے اسکے خلاف الزام یہ ہے کہ وہ ہند میں نامناسب تصاویر باغیانہ پمفلٹ کا ذخیرہ اپنے ہمراہ لا رہا تھا جب وہ اسمعیلیہ میں پہنچا تو اُسکو ایک تار ملا کہ پولیس تمہارے انتظار میں ہے اسپر وہ اپنا اسباب چھوڑ کر چمپت ہوگیا اور عرب نامی جہاز میں واپس مارسلز چلا گیا اسکو تار دینے سے صاف ظاہر ہے کہ اسکے اس قبیح فعل میں اور بھی شریک تھے تبھی تو جھٹ پٹ تار دیا گیا۔

تو مانہ مان میں تیرا مہمان

مسافر آگرہ کا ایڈیٹر آرین لوگوں کو اسبات کی مبارکباد دیکر ڈھارس دے رہا ہے کہ جن آرین کے سامنے گورو تیغ بہادر اور گورو گوبند سنگھ جیسے سورببیروں (بہادروں) کی قربانیوں کی بے نظیر مثالیں موجود ہیں تو کیا انکے دل ان عارضی تکالیف سے کبھی ڈانواں ڈول ہو سکتے ہیں"

مگر ہمیں حیرت ہے کہ جب سکھوں کے گوروں نے ڈنکے کی چوٹ ویدوں سے بیزاری کا اعلان کیا ہے جیسا کہ اس شلوک سے ظاہر ہے۔

پڑھ پڑھ پنڈت منی تھکے ویدوں کا ابھیاس
ہرنام چیت نا آوئی نہ نج گھر ہوئی باس

مطلب۔ بڑے بڑے رشی اور منی بھی ویدوں کو پڑھتے پڑھتے تھک گئے مگر حیات جاودانی حاصل نہ کر سکے۔ اب ایسے شلوک کی موجودگی میں بھی سکھوں کے مقدس گوروؤں پر بہتان باندھنا کہ وہ آریہ تھے کیسی حماقت ہے۔ اور پھر جب تمام سکھوں نے بالاتفاق رائے ہزاروں کی تعداد میں یہ ٹریکٹ کہ "سکھ ہندو نہیں" پبلک میں شائع کر چکے ہیں۔

اب سکھ صاحبان کی ویدک دھرم سے اس بیزاری کے بعد بھی گورو تیغ بہادر اور گورو گوبند سنگھ کی بے نظیر مثالیں آریہ دھرم کی زندہ رکھنے والی بتلانا چہ معنی دارد۔

کیا مسافر آگرہ وہ سارٹیفکیٹ بھول گیا جو رشی دیانند نے باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کو ستیارتھ پرکاش میں دیا ہے

برہمن دیوتا کی کرتوت

جب ...... جہاز سڈنی سے مسافر اتر رہے تھے تو ایک سنسنی خیز گرفتاری ظہور میں آئی مارسلز سے آنیوالے مسافروں میں سے ایک مسافر کی حالت مشتبہ پائی گئی۔ چنگی والوں نے اسکی تلاشی لی سرسری تلاشی سے تو اسکے بیگ سے کچھ نہ نکلا لیکن زیادہ کوشش سے اسکے بیگ میں سے ایک بڑا ریوالور برآمد ہوا۔ اور بہت سی مغویانہ کتب بھی پائی گئیں کچھ مغویانہ پمفلٹ اسکے قمیص کے اندر سے سلے ہوئے پائے گئے کچھ پمفلٹ بوٹ کے ہر ایک پاؤں سے نکلے یہ شخص مدراس کا برہمن اور سنٹری انسپکٹر تھا ولایت میں حفظان صحت کا انجینیر بننے کیلئے گیا تھا۔ پولیس نے عدالت میں اسکا چالان کیا یہاں کسیکو داخل ہونیکی اجازت نہ تھی ۳ گھنٹہ تک کارروائی جاری رہی آخر عدالت نے فیصلہ سنایا اور ملزم کے برخلاف ڈھائی سال کی قید سخت کا حکم صادر فرمایا۔ ارجن برہمن دیوتا کی کرتوت کو نوٹ کر لے۔

بنگالی کی بڑ

بنگالی اخبار جسکا ایڈیٹر ایک لائق مہاشہ ہے بعض اوقات کچھ ایسی اینڈی بینڈی سی ہانک دیتا ہے جسکا نہ پاؤں ہوتا ہے نہ سر۔

آپ ملزمان پٹیالہ کی درخواست کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جو باغیانہ کتب ان ملزموں کے ہاں سے برآمد ہوئی ہیں یہ لوگ انکی ہستی سے باخبر نہ تھے۔ سبحان اللہ کیسی دور کی سوجھی کیسکے گھر میں کوئی کتاب ہو اور پھر اسکو معلوم نہ ہو کیا لکھے ہیں۔ اگر اسکی بجائے یہ کہا جاتا کہ انکو الف لیلا کے علاؤ الدین کے جن نے ہندوؤں سے مخالفت کیوجہ سے ملزموں کے گھر میں یہ مغویانہ کتب پھینکدیں تو بھی ایک بات تھی۔ خیر "بنگالی" آئندہ کیلئے نوٹ کر لے۔

ایک استعارہ

پرکاش میں رشی دیانند کے بے نظیر کارناموں کے اظہار کیلئے ایک نظم شائع ہوئی ہے جسکے یہ دو شعر نہایت نفیس ہیں جنکی داد دئے بغیر ہم بھی نہیں رہ سکتے شاعر مہارشی جیکو مخاطب کر کے کہتا ہے

شعر

سوکھی ہوئی پڑی تھیں جو کھیتیاں ہماری
(اب) قدرت کی ہر طرف ہے اسمیں شگوفہ کاری

غالباً یہ ایک استعارہ ہے جو نیوگ کیطرف اشارہ کرتا ہے۔ ہمنے تو یہی سمجھا ہے ورنہ پرکاش تشریح کر دے

رشی دیانند کی دوسری غلطی

ہمنے جو آریہ سماج کی کتب دینی میں بے حیائی و سفاکی کے مضمون کے سلسلہ کو شروع کیا ہوا ہے ہمارے مہربان رشی دیانند اسوامی وشنانند) جی اسکو پڑھکر انتہا جھنجھلائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ وہی اقتباس ہے جو آلا رام ساگر نے مسٹر بریٹن مجسٹریٹ الہ آباد کے سامنے پیش کئے تھے اور مسٹر موصوف نے یہ فیصلہ دیدیا تھا کہ یہ باغی تعلیم نہیں مگر رشی جیکو یہ معلوم نہیں کہ اسوقت کے حالات اور موجودہ حالات میں زمین آسمان کا فرق ہے اب تو رنگ بدل گیا ہے اسوقت تو صرف اس پودہ کا بیج ہی بویا گیا تھا مگر اب یہ نشو و نما پا رہا ہے اور جوں جوں یہ پودا بڑا ہوگا توں توں اسکے زہریلے پھل لوگوں کے سامنے آتے جائینگے۔ آپ خود ہی گریبان میں منہ ڈالکر دیکھئے

ع ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

نوابصاحب مالیرکوٹلہ کی فیاضی

جناب نوابصاحب مالیرکوٹلہ نے اپنی ریاست کے ایک جدید انگریزی سکول واقعہ احمد گڑھ کے متعلق یہ حکم صادر فرمایا ہے کہ اسکے طلباء سے خواہ کسی مذہب و ملت کے ہوں کوئی فیس نہ لی جائے اور یہ شاید پہلی مثال ہے کہ پنجاب کی ایک چھوٹی سی ریاست نے اپنا ایک مڈل سکول کے تمام طلباء کی فیس معاف کر دی ہے یہ ایک ایسی قابل قدر مثال ہے کہ جسکی پیروی بڑی بڑی ریاستوں کو بھی کرنی چاہیئے۔ ودیا پھیلانا ہی بہترین دان ہے،

ریاست جیند میں اخبارات کی بندش

ریاست جیند نے حسب ذیل اخبارات کا داخلہ اپنی ریاست میں بند کر دیا۔ امرت بازار پترکا۔ انڈین امپائر۔ دینک نایک کلکتہ۔ ہندوستانی لکھنؤ۔ آکاش دہلی۔ پنجابی ہندوستان۔ پرکاش لاہور۔ جھنگ سیال۔ جھنگ سچا ڈھنڈورا۔ گورکھی۔ لائلپور

اہلو سودیشی راج ہو گیا

کہاں؟ کہاں؟ کدہر؟ کدہر؟

یہ کسطرح اور کہاں سودیشی راج آگیا۔ کیا ہندوستان میں ہاں جی ہندوستان میں خاص ہندوستان میں میاں توبہ کرو۔

اجی توبہ کا ہیکی۔ کیا آپکو معلوم نہیں کہ لالہ پرمانند نے ایک اصلاحی سکیم تیار کی ہے جسمیں نیپال کو راج دھانی تجویز کیا ہے۔ ہوس آف لارڈز کا کام بیس راجوں کی سپرد کیا گیا۔ نربدا اور تاپتی کے علاقہ کو الگ رکھا گیا۔ ہوس آف کامنز میں بیش ممبروں کا انتخاب کیا گیا۔ بادشاہ اگرکھیو کا ہیڈ بنایا گیا۔

اور اٹک کے پار کا علاقہ امیر کی سپرد کیا گیا

میاں توبہ کرو ہوش کی تباؤ کیوں شیخ چلی کی ٹانگ توڑ رہے ہو۔ کیسی مجذوبانہ بڑ سودیشی راج آگیا۔

"اوہ دن ڈبا جدن گھوڑی چڑھیا کُبا"

سادھو سنگت کا نیا کرشمہ

یہ سادھو سنگت بدون کسی قسم کی نمایش کے نہایت خاموشی اور سادگی سے اپنے مشن کو سرانجام دے رہی ہے۔ ہفتہ وار جلسے نہایت گرمجوشی سے کئے جا رہے ہیں۔

جسمیں روحانی گیان کی ابھلاشی ارواح مستفیض ہوتی ہیں۔ اس سے پیشتر سادھو سنگت کیطرف سے چار چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ "بت پرستی کا کھنڈن" "تکبیر تہہ کا رد" وغیرہ شائع ہو چکے ہیں

جبکہ سکھ صاحبان نے نہایت خندہ پیشانی سے خیر مقدم کیا۔ اب سادھو سنگت کا یہ منشا ہے کہ سکھ کانفرنس جو ۲۵-۲۶ مارچ کو امرتسر میں ہونے والی ہے اسمیں "ہندو اور سکھ ازم" "اسلام اور سکھ ازم" یہ دو ٹریکٹ کثرت سے اس موقع پر سکھ صاحبان میں مفت تقسیم کئے جائیں ایسا عمدہ موقع پھر ہاتھ نہیں آئیگا مگر اسکے لئے ضرورت ہے کچھ (چندہ) کی اگر "اعلاء کلمۃ الحق" کے دلدادہ اس موقع پر سادھو سنگت کا ہاتھ بٹائیں تو امید کہ انشاء اللہ تعالےٰ بہت سی روحیں اسلام کے چشمہ معرفت سے مستفیض ہو سکیں۔

مبارک ہے وہ انسان جو خدا کی راہ میں اپنا جان و مال خرچ کرتا ہے۔ سکھ صاحبان اسلام کے بہت نزدیک آئے ہوئے ہیں اگر ہم لوگ ذرا بھی ہمت کریں تو یہ مدتوں سے بچھڑے ہوئے بھائی ہمارے گلے لگ سکتے ہیں۔

اے مومنو! اپنے دلوں کو دینی جوش میں لاؤ کیونکہ یہی جوش دکھلانیکا وقت ہے۔

مبارک ہے وہ انسان جو اپنا تن من دھن دھرم کیلئے ارپن کرتا ہے۔ کیا نور امید رکھے کہ اسلام کے فدائی اس موقع پر سادھو سنگت کا ہاتھ بٹاکر عنداللہ ماجور ہونگے؟

الحمدللہ

کہ "نور" کی کوشش اکارت نہیں گئی۔ ہم نے کسی سابقہ پرچہ میں از راہ خیرخواہی بورڈنگ ہوس کی شکایات پر کچھ نوٹس لیا تھا تب بعض تھوڑ دلے دوست تو بہت ہی ترش رو ہو گئے۔ مگر روشن ضمیر ہیڈماسٹر نے ہمارے دردمندانہ پریم بھری آواز کو سنکر بورڈنگ ہوس کی اصلاح کیطرف توجہ مبذول فرمائی۔ پہلے تو ایک ہی سپرنٹنڈنٹ تھا جسکے لئے سو سو طلباء کا انتظام کرنا کٹھن تھا مگر اب بجائے ایک کے چار سپرنٹنڈنٹ مقرر کئے گئے ہیں۔ ہیڈماسٹر صاحب طلباء کی علمی و عملی ترقی

درس تدریس اور دھارمک اصولونکی بہتری کیلئے ان تھک کوشش کر رہے ہیں اللہ تعالے انہیں جزائے خیر دے۔ آپکے دل میں جہانتک ہمنے غور کیا ہے طلباء کی بہتری اور بہبودی کے لئے ایک خاص گونج ہے۔ اور ہمیں امید ہے کہ انشاءاللہ تعالے طلباء ایسے متقی انسان کے زیر اثر رہکر قومی سپوت اور دینی خادم بنکر نکلینگے۔

طلباء کے لئے دعا

اب کی دفعہ بفضل خدا ۱۶ طلباء انٹرنس کا امتحان دینے کو ہیں لوکے ناظرین ان بچوں کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں دین دنیا ہردو امتحانات میں کامیاب کرے آمین

واہ سادھو جی

کلکتہ کا ایک انگریزی اخبار راوی ہے کہ فریدپور میں ایک سادھو مہاتما بڑی ٹھاٹھ باٹھ سے رہتے تھے اپنی بگلا بھگتی کے جوہر سے بہت سے گانٹھ کے پوروں کو اپنے دام تزویر میں پھنسایا۔ فریدپور میں ایک دولتمند ساہوکار اس مہاتما جیکا بہت معتقد ہوگیا سادھو جی نے اس ساہوکار پر ایسا جادو کیا کہ اُسنے اپنی تمام جائداد وغیرہ سادھو کے حوالہ کردی کچھ عرصہ کے بعد ساہوکار کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ ایک بعد والدین بالک کو چھوڑ کر کہیں باہر گئے۔ تو اس چنڈال سادھو نے معصوم بچے کا گلہ گھونٹ کر صندوق میں رکھ چھوڑا۔ ماتا پتا جب واپس آئے تو بچے کو نا پاکر بہت پریشان ہوئے۔ ایک روز بعد کے بعد آخر صندوق سے بدبو آنی شروع ہوئی۔ صندوق کھولا گیا تو لڑکے کی لاش برآمد ہوئی۔ یہ دیکھ کر بوڑھے ماتا پتا بلکے بکے رہ گئے۔ مگر پھر کیا ہو سکتا تھا۔ بھلا جب گُرو ؤنکا یہ حال ہو تو چیلوں سے خدا کی پناہ۔

لتھی لوئی تو کیا کریگا کوئی

"ریویو آف ریلیجنز" کے فاضل ایڈیٹر نے از راہ خیر خواہی آریہ سماج کو ستیارتھ پرکاش کی خطرناک تعلیم سے آگاہ کیا تھا۔ بجائے اسکے کہ آریہ دوست اس خیر خواہی سے فائدہ اُٹھاتے۔ اُلٹا چور کو توال کو ڈانٹے کے مصداق بن رہے ہیں۔ آریہ سماج کے نیتے محافظ مہاشہ "دھرم پال" اس مضمون سے ترش رو ہو کر آنکھیں بگھار رہے ہیں اور ماری وحشت کے جو کچھ الاپ شناپ منہ کے آگے آتا ہی ہانکے جا رہے ہیں۔ ہم تو چاہتے تھے کہ آریہ دوست ہمارے اشاروں کو سمجھ کر اپنی اصلاح کی طرف راغب ہوتے مگر یہ ... ضد کے دھنی ہیں جبتک شارع عام میں انکا چوپٹ بھانڈہ نہیں پھوڑا جائیگا تب تک یہ سمجھینگے کا ہیکو

ویدوں کے مخالفونکو غارت کرو

اچھا مہاشہ جی اب ذرا کانوں کے پردے کھولکر سنو کہ انیسویں صدی کے رشی مہارشی سوامی دیانند نے کیسی خطرناک تعلیم کا بیج بویا ہے۔

سوامی جی رگ وید بھاشیہ مطبوعہ سنہ ۱۹۳۵ بکرمی کے صفحہ ۲۷ پر رگوید کے پہلے اشٹک کے پہلے ادھیائے ساتویں ورگ کے پانچویں منتر میں اپنے چیلوں کو یہ ہدایت فرماتے ہیں۔

"جو ناستک نندک وادھورت بنش ہیں وے سب ہم لوگوں کے نواس استھان سے دور چلے جائیں کنتو نشٹ کر کے اور دیشوں سے دور ہو جائیں ارتھات ادھرمی پرش کسی دیش میں نہ رہیں۔"

ترجمہ۔ جو لوگ ویدوں کے مخالف ہیں وہ ہماری جائے رہایش سے چلے جائیں نہ صرف ہماری جائے رہایش سے ہی بلکہ اور ملکوں سے دور ہو جائیں نہ صرف اور ملکوں سے بلکہ روئے زمین سے ہی رفع ہو جائیں

اب کھیئے لالہ دھرم پال اس تعلیم سے کیا ترشح ہوتا ہے خود ہی سمجھ جاؤ۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ اگر اسپر بھی آپکے چنچل دلکو شانتی نہ ہو تو ہم ستیارتھ پرکاش کی تعلیم کو اصلی رنگ و روپ میں ظاہر کرنیکے لئے بھی حاضر ہیں۔ بہتر ہے کہ آپ سوئے ہوئے شیروں کو نہ جگائیں۔ سادہ لوح آریوں میں ہی اپنا اُلّو سیدھا کرتے رہیں۔

جھنگ سیال کی ہیر

بعض اوقات اپنی نکھار اور چھپا دیں وہ ستم ڈھاتی ہے کہ جب ہی پہلی جو بات منہ سے نکالتی ہے بالکل نرالی۔ کیوں نہو آخر دعوے بھی تو کم نہیں چنانچہ اب یہ ہیر نوزائیدہ "ارجن" پر ریویو کرتے ہوئے لکھتی ہے کہ جیسا تمام دیوتاؤں میں اندر افضل ہے ویہا درجہ ارجن کے ایڈیٹر کا ہے بات تو پتے کی کہی ہے۔ کیونکہ جسطرح اپسراؤں کی بداعتدالیوں سے کبھی کبھی اندر کا سنگھاسن ڈاواں ڈول ہونے لگتا ہے۔ اسیطرح پچھلے دنوں میں اس مصنوعی اندر کا سنگھاسن بھی لڑکھڑانے لگا تھا غالباً مہاشہ دھرم پال بھی اس پہیلی کو سمجھ گئے ہونگے۔

ہر کہ شک آرد اخبار نویس گردد

نونا ئندہ "ارجن" لکھتا ہے کہ جہاں جہاں آریہ سماج کا مبارک قدم گیا ہے تہاں تہاں ہی امن چین ہے"۔ جی اس سے انکار کسکو ہے پچھلے ایام لاہور میں آریوں نے کیسا چین دکھلایا تھا۔ لالہ لاجپت تو ہیں ہی امن عامہ کے پتلے۔ لالہ پرمانند بھی چین پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ باقی رہے رشی دیانند کی تعلیم مونش کے بال کرشن ورما سو وہ تو ڈنکے کی چوٹ

ہبات کا اعلان کر رہے ہیں کہ بند بند کٹوا دینگے مگر امن عامہ میں خلل نہیں ڈالینگے۔ پچھلے ایام میں کرشن ورما کا بھتیجا جو ولایت سے محض امن عامہ کے پرچار کیلئے ہندوستان آیا تھا مگر یہاں کے شوریدہ سر لوگوں کی کرتوتوں کو دیکھکر اسمعیلیہ جوں ہی رفو چکر ہو گیا مگر اب بھی آریہ سماج کے اس فعل سے کسیکو شبہ ہو تو وہ اپنا سر کھائے۔

اخباروں کیلئے نیا قانون

اس میں تو کوئی کلام نہیں کہ اس قانون سے منہ پھٹ اخبار نویسوں کے منہ میں لگام دی گئی ہے اور خوف کی تلوار انکے سر پر لٹکائی گئی ہے تاکہ امن عامہ میں خلل نہ پڑے۔

مگر بعض اخبار نویس شکایت کر رہے ہیں وہ کہ یہ قانون خوشی اور افسوس کے ہر دو پہلوؤں کو لئے ہوئے ہے خوشی تو اس بات کی ہے کہ وہ دریدہ دہن منہ پھٹ اخبار جنکے گندے لٹریچر سے نوجوان اپنے آپ کو ہلاکت کے گڑھے میں لے جا رہے ہیں بچ جائینگے مگر افسوس اس امر کا ہے کہ وہ اخبار نویس کہ جو گورنمنٹ کے سایہ عاطفت کو خدا کا عطیہ اور نعمت غیر مترقبہ سمجھتے ہیں جو اس دھرم راجہ کے راج میں دشمنوں کے خونی ہاتھوں سے بچے ہوئے ہیں اور ایسے عادل گورنمنٹ کے پھلنے پھولنے کے لئے ہر وقت دعا گو ہیں۔ مگر بعض اوقات انسانی کے تقاضا سے ممکن ہے کہ ان سے بھی کوئی چوک ہو جائے تو اسوقت چنے کے ساتھ گھن بھی پس جائیگا مگر ہمکو عادل گورنمنٹ کے عدل سے یہ توقع نہیں رکھنی چاہیئے کیونکہ ہماری بیدار مغز گورنمنٹ دشمن اور دوست کو خوب سمجھتی ہے۔ نور

قابل توجہ گورنمنٹ عالیہ

جہاں گورنمنٹ عالیہ نے ازراہ کرم اخبار کی نسبت نیا قانون پاس کرکے عوام پر عموماً اور طلباء پر خصوصاً احسان کیا ہے اگر وہاں گورنمنٹ عالیہ ازراہ مہربانی سکولوں میں مذہبی تعلیم دینی شروع کر دے تو طلباء اپنی زندگی کو بہت کچھ سدھار سکتے ہیں کیونکہ مذہبی تعلیم سے ہی انسان اخلاق فاضلہ کے درجہ کو حاصل کر سکتا ہے مذہبی تعلیم سے ہی نفس امارہ کو کچل کر نفس مطمئنہ کو پا سکتا ہے۔ اور ساتھ ہی اسکے سکول لائبریریز میں طلباء کے مطالعہ کے لئے ان رسالوں اور اخبارونکا ذخیرہ مہیا کیا جائے جو اخلاق حسنہ کی اشاعت کرتے ہیں۔ تو اس سے نہ صرف طلباء و قوم کیلئے ہی نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوگی بلکہ گورنمنٹ عالیہ کے لئے بھی ٹھنڈک کا موجب بنیگی۔

اخباری چالاکیاں

اخبار والوں کو خریداروں کی نادہندی اور نمونہ خوروں کی ہٹ دھرمی کی شکایت تو ہوا ہی کرتی ہے۔ لیکن اب اکثر اخبار والے بھی ایک دوسرے سے ٹھگی کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں بعض اخبار والے تبادلہ میں دو تین پرچے بھیجکر پھر ایسی ڈبکی لگاتے ہیں کہ دو دو ہفتہ تک کچھ اُگ سگ ہی نہیں نکلتی اور پھر اسکے بعد ایک پرچہ بھیجدیا۔ سچ ہے یہ حضرات جب تمام دنیا کو سبق پڑھاتے ہیں تو بھلا آپ اسمیں کب باز رہ سکتے ہیں۔

چلو چھٹی ہوئی

اب کوئی ہمارے برخلاف لکھے یا نہ لکھے ایں جانب کو کوئی ضرورت ہی نہیں رہی اگر کوئی برا بھلا کہیگا بھی تو کانوں میں انگلیاں ڈال لیجائینگی وجہ یہ ہے کہ ایک ولائتی نجومی صاحب فرماتے ہیں کہ ۱۴ مئی کو ہماری زمین صاحبہ دمدار ستارہ کی دم سے (جو آجکل نظر آ رہا ہے) ٹکر کھا جائینگی اور پاش پاش ہو جائینگی۔ لطف یہ ہے نجومی صاحب باوجودیکہ ۱۴ مئی کو اس دنیا سے چلدینگے۔ لیکن الحمد للہ اب بھی نہیں کہتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کیا فرماتے ہیں

کتاب ضرورت زمانہ جسمیں یکصد دقیق سوالات بمع جوابات لکھے گئے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح نے اسکے چند مقامات کو دیکھکر مفصلہ ذیل تحریر فرمائی ہے۔

ماسٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

کتاب اور مضمون دونوں ... عمدہ ہیں۔ ریویو کیلئے وقت چاہئے۔ مگر ہمارے یہاں وقت کے لحاظ سے افلاس ہے (نور الدین)

خلیفۃ المسیح از قادیان

تمام درخواستیں بنام ماسٹر عبد الرحمن صاحب جالندھری۔ قادیان آویں۔

قیمت علاوہ محصولڈاک ۸/

پانچ کتب کے خریدار کو محصولڈاک معاف

پوتر مسئلہ

مکرمی میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر ”الحق“ نے اپنی کسی گذشتہ نمبر میں نیوگ پر کچھ برقی روشنی ڈالی تھی۔ تب پر پنڈت بھوجدت ایڈیٹر مسافر آگرہ بہت چڑ چڑا رہے ہیں۔ کہ اس پوتر مسئلہ کی بے عزتی کی گئی ہے مگر کیا ہی خوب ہوتا اگر مسافر آگرہ کھلے بندوں ڈھول دھمکے کے ساتھ اس پوتر مسئلہ کے پرچار کیلئے ایک نیوگ آشرم کھولدیتا۔ مگر ہر دوار کے پاس تا کہ شکتی کے ظہور میں فتور نہو۔ مگر خان بہادر صاحب انعام علی خانصاحب کی قانونی رائے کو مد نظر رکھکر اگر اسکے بعد بھی کوئی مسلمان اس پوتر مسئلہ پر اعتراض کرے تو واجب القتل۔ ترکیب ہم بتا چکے ہیں پورا کرنا تمہارا کام۔

خط و کتابت میں چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف

مہابات کا اعلان کر رہے ہیں کہ ہم بند کروا دینگے مگر امن عامہ میں خلل نہیں ڈالینگے۔ پچھلے ایام میں کرشن ورما کا بھتیجا جو ولایت سے محض امن عامہ کے پرچار کیلئے ہندوستان آیا تھا مگر یہاں کے شوریدہ مغز لوگوں کی کرتوتوں کو دیکھکر اسمعیلیہ جونہی ہی رفو چکر ہو گیا مگر اب بھی آریہ سماج کے اس فعل میں کسیکو شبہ ہو تو وہ اپنا سر کہائے۔

اخباروں کیلئے نیا قانون

اس میں تو کوئی کلام نہیں کہ اس قانون سے منہ پھٹ اخبار نویسوں کے منہ میں لگام دی گئی ہے اور خوف کی تلوار انکے سر پر لٹکائی گئی ہے تاکہ امن عامہ میں خلل نہ پڑے۔

مگر بعض اخبار نویس شکایت کر رہے ہیں۔ وہ کہ یہ قانون خوشی اور افسوس کے ہر دو پہلوؤں کو لئے ہوئے ہے خوشی تو اس بات کی ہے کہ وہ دریدہ دہن منہ پھٹ اخبار جنکے گندے لٹریچر سے نوجوان ... آنکو ہلاکت کے گڑھے میں لے جا رہے ہیں بچ جائینگے مگر افسوس اس امر کا ہے کہ وہ اخبار نویس کہ جو گورنمنٹ کے سایہ عاطفت کو خدا کا عطیہ اور نعمت غیر مترقبہ سمجھتے ہیں جو اس محرم راجہ کے راج میں دشمنوں کے خونی ہاتھوں سے بچے ہوئے ہیں اور ایسے عادل گورنمنٹ کے پھلنے پھولنے کے لئے ہر وقت دعا گو ہیں۔ مگر بعض اوقات انسانی کے تقاضا سے ممکن ہے کہ ان سے بھی کوئی چوک ہو جائے تو اسوقت چنے کے ساتھ گھن بھی پس جائیگا مگر ہمکو عادل گورنمنٹ کے عدل سے یہ توقع نہیں ہمکو نہیں چاہیئے کیونکہ ہماری بیدار مغز گورنمنٹ دشمن اور دوست کو خوب سمجھتی ہے۔ نور

قابل توجہ گورنمنٹ عالیہ

جہاں گورنمنٹ عالیہ نے ازراہ کرم اخبار کی نسبت نیا قانون پاس کرکے عوام پر عموماً اور طلباء پر خصوصاً احسان کیا ہے اگر وہاں گورنمنٹ عالیہ ازراہ مہربانی سکولوں میں مذہبی تعلیم دینی شروع کردے تو طلباء اپنی زندگی کو بہت کچھ سدہار سکتے ہیں کیونکہ مذہبی تعلیم سے ہی انسان اخلاق فاضلہ کے درجہ کو حاصل کرسکتا ہے مذہبی تعلیم سے ہی نفس امارہ کو کچل کر نفس مطمئنہ کو پاسکتا ہے۔

اور ساتھ ہی اسکے سکول لائبریریز میں طلباء کے مطالعہ کے لئے ان رسالوں اور اخبارونکا ذخیرہ مہیا کیا جائے جو اخلاق حسنہ کی اشاعت کرتے ہیں۔ تو اس سے نہ صرف طلباء قوم کیلئے ہی نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوگی بلکہ گورنمنٹ عالیہ کے لئے بھی ٹھنڈک کا موجب بنینگے۔

اخباری چالاکیاں

اخبار والونکو خریداروں کی نادہندی اور نمونہ خوروں کی ہٹ دھرمی کی شکایت تو ہوا ہی کرتی ہے۔ لیکن اب اکثر اخبار والے بھی ایک دوسرے سے ٹھگی کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں بعض اخبار والے تبادلہ میں دو تین پرچے بھیجکر پھر ایسی ڈبکی لگاتے ہیں کہ دو دو ہفتہ تک کچھ اُگ سگ ہی نہیں نکلتی اور پھر اسکے بعد ایک پرچہ بھیجدیا۔ سچ ہے یہ حضرات جب تمام دنیا کو سبق پڑہاتے ہیں تو بھلا آپسمیں کب باز رہ سکتے ہیں۔

چلو چھٹی ہوئی

اب کوئی ہمارے برخلاف لکھے یا نہ لکھے ایں جانب کو کوئی ضرورت ہی نہیں رہی اگر کوئی برا بھلا کہیگا بھی تو کانوں میں انگلیاں ڈال لیجائینگی وجہ یہ ہے کہ ایک ولائتی نجومی صاحب فرماتے ہیں کہ ۱۴ مئی کو ہماری زمین صاحبہ ومدار ستارہ کی دم سے (جو آجکل نظر آ رہا ہے) ٹکر کھا جائینگی اور پاش پاش ہو جائینگی۔ لطف یہ ہے نجومی صاحب باوجودیکہ ۱۴ مئی کو اس دنیا سے چلدینگے۔ لیکن الله الله اب بھی نہیں سمجھتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کیا فرماتے ہیں

کتاب ضرورت زمانہ جسمیں یکصد دقیق سوالات مع جوابات لکھے گئے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح نے اسکے چند مقامات کو دیکھکر مفصلہ ذیل تحریر فرمائی ہے۔

ماسٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

کتاب اور مضمون دونوں ... عمدہ ہیں۔ ریویو کیلئے وقت چاہیئے۔ مگر ہمارے یہاں وقت کے لحاظ سے افلاس ہے (نور الدین)

خلیفۃ المسیح از قادیان

پتہ

تمام درخواستیں بنام ماسٹر عبد الرحمن صاحب جالندھری۔ قادیان آویں۔

قیمت علاوہ محصولڈاک ۸/

پانچ کتب کے خریدار کو محصولڈاک معاف

پوتر مسئلہ

مکرمی میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر "الحق" نے اپنی کسی گذشتہ نمبر میں نیوگ پر کچھ برقی روشنی ڈالی تھی۔ تسپر پنڈت بھوجدت ایڈیٹر مسافر آگرہ بہت چڑچڑا رہے ہیں۔ کہ اس پوتر مسئلہ کی بے عزتی کی گئی ہے مگر کیا ہی خوب ہوتا اگر مسافر آگرہ کھلے بندوں ڈہول دھمکے کے ساتھ اس پوتر مسئلہ کے پرچار کیلئے ایک نیوگ آشرم کھولدیتا۔ مگر ہر دوار کے پاس تاکہ شکتی کے ظہور میں فتور نہو۔ مگر خان بہادر صاحب انعام علی خانصاحب کی قانونی رائے کو مدنظر رکھکر اگر اسکے بعد بھی کوئی مسلمان اس پوتر مسئلہ پر اعتراض کرے تو واجب القتل۔ ترکیب ہم بتاتے ہیں پورا کرنا تمہارا کام۔

خط وکتابت میں چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف

ویدکی شاعرانہ بلند پروازیاں

غالباً اکثر ناظرین نے سنا ہوگا کہ بہار دانش اور فسانہ عجائب وغیرہ کتابیں عورتوں کے حسن و شباب کے مبالغہ آمیز بیانات سے پر ہیں اور اُنمیں ایسے ایسے طریقوں سے عورتوں کا بیان کیا گیا ہے جو اس زمانہ میں تہذیب سے خلاف نظر آتا ہے۔ ہمیں تعجب تھا کہ ان مصنفوں نے ایسی مبالغہ آمیز باتوں کو کہاں سے حاصل کیا مگر جب ہمنے پنڈت کے وید بھاش میں وید منتروں کا مطالعہ کیا تو ہمارا تعجب فوراً جاتا رہا کیونکہ وید جو سب علموں کا خزانہ ہے اسبارہ میں بھی بہار دانش اور فسانہ عجائب کا استاد و ماخذ ہے اسکی تعلیم سے جیسے ہزارہا بلکہ کروڑہا برسوں سے بت پرستی پھیلتی رہی ہے ایسی ہی اسکی تعلیم بذریعہ کوک شاستروں کے رواج پاتی رہی۔ اس خاص فن کے استادوں نے وہ وہ باریکیاں وید منتروں سے نکالیں کہ توبہ ہی بھلی۔ خود ویدک مصنفین نے عورتوں کی ایسی مبالغہ آمیز تعریف کی ہے کہ شاعروں کو مات کر دیا ہے۔ ناظرین مندرجہ ذیل وید منتروں پر غور کریں۔

(۱) یجروید ۱۴۔ ادھیا ۱۴ منتر (وید بھاشیہ)[۱] ہے استری جو تو پورب دشا کے تل پرکاش مان ہے وکشن دشا کے سمان انیک پرکار کا بہنے اور ودیا کے پرکاش سے یکت ہو پشچم دشا کے سدرش چکرورتی راجا کے سدرش اچھے یکت یکت پرتھوی پہ پرکاش مان ہے اور اُتر دشا کے تل سویم پرکاش مان ہے بڑی اور اوپر نیچے کی دشا کے گھر میں ادھیکار کو پراپت ہوئی ہے سو تو سب پتی آدکو ترپت کر۔ یعنی اے عورت چونکہ تو سمت مشرق کی طرح مطلق روشنی بخش ہے اور سمت جنوب کی طرح عزت طبع اور علم وغیرہ سے نور بخش ہے اور ملک مغرب کی بادشاہ کی طرح زمین پر آرام بخش ہے اور سمت شمال کی مانند صفات میں منور ہے اور سمت فوق و تحت کے برابر گھر میں مشرف ممتاز ہو چکا ہے اسلئے تو خاوند وغیرہ سب کو خوش کر۔

(۲) یجروید ادھیا ۱۴ منتر ۲۱ ہے استری جو تو سورج کے تل اتم ہے پرکاش مان نشچل کے سمان نشچل شدھ ہے پشٹی کرنے ہاری اہار روپ پرتھوی کے تل دھارن کرنے ہاری ہے اُس تجھے جیون کے لئے اس تجھے ان کے لئے اُس تجھے کھیتی ہونیکے لئے اور اس تجھکو رکت کے لئے میں سب اور تجھے گرہن کرتا ہوں۔ یعنی اے عورت چونکہ تو سورج کی طرح افضل اور روشنی بخشنے والی اور خوش قد و درست اندام اور زمین کیطرح بنا دینے والی ہے اسلئے میں تجھکو بہنی زیست کے لئے اور غلجات کیلئے اور کاشتکاری کے لئے اور خلطات کے لئے غرض کہ سبطرح سے قبول کرتا ہوں۔ الخ

(۳)۔ یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۲۲- ہے اگنی کے سمان تیج دھارنی پڑھانے ہاری وِدوان استری جو تیرے روچی ہیں ان سب روچیوں سے یکت ہمکو جیسے دیپتیاں سورج میں کرنوں سے پرکاش کو اچھے پرکار بستار یکت کرتی ہیں ویسے تو بھی اچھے پرکار سبہوت سکھ تیدت کر اور آج روچی کرانے ہارے پرسدھ منش کے لئے ہم لوگوں پریت یکت کر۔ یعنی اے آگ کی مانند روشن استادنی عالمہ عورت جو تیری نورانی شعاعیں ہیں اُن سب سے ہمکو آرام سے معمور کر جسطرح کہ سورج کی کرنوں میں نورانی شعاعیں دیکھتی ہیں ویسے ہی لائق و فائق منور شخص کیلئے ہمکو پر محبت کر الخ

(۴) یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۲۰ ہے استری تو جیسے اشکھات اور بہت پرکار کے ساتھ اب یو دن اور گانٹھ گانٹھ سے سب اور سے اینٹ پڑھتی ہوئی دربا گھاس ہوتی ہے ویسے ہمکو پتر پوترسے اور ایشوریج سے سبرت کر الخ یعنی اے عورت جیسے ہزاروں اور سیکڑوں طرح سے کانڈ کانڈ اور گانٹھ گانٹھ دب گھاس بالکل بڑھتی چلی جاتی ہے تو اسطرح ہمکو بیٹوں اور پوتوں اور فراوانی دولت سے مالا مال کر۔

(۵) یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۲۱ × اینٹ کے سمان وردھ اب یودن سے یکت شبھ گنوں سے شوبھا یمان پرکاش یکت استری جیسے اینٹ سیکڑوں سنکھیا سے مکان آدی کا بستار اور ہزاروں سے

غیر معمولی خوشی پر غیر معمولی فائدہ +

۲۵ مارچ سنہ ۱۹ع کو قادیان میں ایک عظیم الشان جلسہ ہونیوالا ہے جسمیں ہندوستان کے ہر اطراف کے لوگ جمع ہونگے اس تقریب پر "نور" پانچہزار کی تعداد میں شائع کیا جائیگا۔ اشتہار دہندگان کے لئے یہ ایک نادر موقع ہے۔ اسلئے اشتہار دینے والوں سے درخواست ہے کہ وہ فوراً ہی اپنا اشتہار تیار کرا کر مع روپیہ مطلوبہ کے بھیجدیں جتنی جلدی روپیہ اور اشتہار بھیجینگے اُتنا ہی اچھا اور خوبصورت وعمدہ موقع پر سہولت سے اشتہار چھپیگا۔ یورپ کے تاجروں کی ترقی کا دار و مدار محض اشتہاروں پر ہی ہے۔ بیچم فاؤں ہارے کی گولیوں نے جسقدر شہرت حاصل کی ہے اس کا سب سے بڑا راز اشتہار دینے کی قابلیت ہیجا لیکہ انسے بہتریں گولیاں ہمارے ملک میں تیار کیجاتی ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ فرنگی لوگ اصل لاگت وہ چند بہیہ اشتہاروں پر صرف کر دیتے ہیں۔ بہر حال اشتہار دہندگان کیلئے یہ ایک نادر موقعہ ہے

اجرت اشتہار بر ایا پانچہزار کاپی	
مقدار جگہ	شرح اجرت
سالم صفحہ	عـہ
نصف صفحہ	ے
ایک کالم	[illegible]
نصف کالم	[illegible]

اشتہاروں کا عام نرخنامہ صفحہ ۱ کالم ۲ پر دیکھو

بہت بڑھا دیتی ہے ویسے جو ہم لوگوں کو سیکڑوں پوتر پوتر سے آدمی پکتی سے بستا یکمت کرتی اور ہزاروں پرکار کی پدارتھوں سے بیدھ پرکار بڑھاتی ہے اُس تیرے دیئے لوگ پدارتھوں سے ہم لوگ سیوا کریں۔ یعنی اسے اینٹاں ان گن شاخوں سو مکان بڑھا دیتی ہے ویسے ہی تو ہم لوگوں کو سیکڑوں بیٹے پوتے اور ہزار اشیاء دیکر بڑھاتی ہے پھر اشیاء مرغوب سی ہم لوگ تیری سیوا کیوں نہ کریں۔

(۶) یجر وید ادھیائے ۱۹ منتر ۹۴ کا ترجمہ یہ ہے اے زاہد آدمی جیسے نیک عورت اپنی خاوند سے رحم میں پون روپ یعنی ہوا کی شکل گربھ یعنی حمل کو رکھ لیتی ہے یا جیسے راجا پرجا پر مہربان ہوتا ہے ویسے تو بھی ہو۔

(۷) یجر وید ادھیائے ۱۲ منتر ۶۱ کا ترجمہ یہ ہے جو عورت جاننے قابل زمین کی مانند برتنے والی اپنی یونی یعنی رحم میں لِشٹی کارک گنوں میں ہوئے بجلی کی طرح اچھی پرکاش سے یکت گربھ روپ فرزند کو ماتا کی مانند پشٹ یادھارن کرتی ہے اسکو پرمیشور ہر دکھ سے بچا دے۔

(۸) یجر وید ادھیائے ۱۲ منتر ۵۵ جو عقلمندوں کی روٹیاں پکانیوالی اور دودھ دوہنے والی غلاموں والی کومل بدن اور پتلی پتلے اعضا والی بہت ہی خوبصورت عورت دوسرے جنم میں جائے الخ

(۹) یجر وید ادھیائے ۱۵ منتر ۱۰ - ۱۳ اے عورت تیرا عز دھیا کہ روشن ہے دیسی ہی تو بھی ملک مشرق کی رانی ہے اے عورت تو سمت جنوب کی مانند روشنی بخشتا ہے اے عورت تو جانب غرب کی مانند ہر چیز کو روشن کرنے والی ہے اے عورت تو سمت شمال کی مانند تمام دنیا کو نور سے بھرنے والی رانی ہے

وید کے لٹریچر کا نمونہ تو آپنے دیکھ لیا اب دزاد دیدوں کے لٹریچر کا نمونہ بھی ملاحظہ کیجئے (شر نگار شتک مصنفہ بھرتری جی شلوک ۴) اسطرح آنکھوں کی زیب و زینت کے ساتھ عورتوں کا چہرہ کمل کا پھول ہے

شلوک ۵ رشک قمر چہرہ - غیرت گل رخ ریبا کندن کی دمک کو پھیکا کرنیوالی تاب جسم۔ بھوروں کی قطار کو شرمانیوالی زلف - ہاتھی کی پیشانی کی رونق سے بڑھکر سینہ - اُبھرے ہوئے دونوں پستان۔ دلفریب نزاکت سے بھری ہوئی گفتگو یہ سب عورتوں میں از خود ہیں

شلوک ۸ ایسی عورتیں جنکے کنگنوں کی آواز اور گھنگرو اور جھانجھن کی جھنکار سے راج ہنسنی اپنی چال بھولے وہ نوجوان عورت ہرن کی سی آنکھوں کا پھندا ڈالکر کسکو نہیں پھنسا لیتی

شلوک ۹ عطر صندل وغیرہ جسکے جسم پر ملا ہوا اور گورے گورے ابھرے ہوئے سینہ پر ہار جھومتا ہو اور پائے نازک سی خلخال کی دلکش آواز ایسی نازنین عورت دنیا میں کسکا دل نہیں چرا لیتی۔

شلوک ۱۵ اُبھری ہوئی چھاتیوں اور شوخ نگاہوں عشوہ انگیز ابروؤں - آبحیات کے ذائقہ والے لبوں نے تو مجھے بیتاب کیا ہے الخ

شلوک ۱۶ اشتری کی مانند صدر نشین چھاتیاں اور چاندکی مانند روشن چہرہ زحل کی مانند خوش خرام اسطرح ستاروں کی روشنی وہ نازنین ہے

شلوک ۱۷ اجس عورت کی چھاتیاں سخت ہوں اور ران صاف مزہ لینے قابل اور چہرہ خوبصورت اُسے دیکھکر اسے دل کیوں بیقرار ہوتا ہے الخ

شلوک ۱۹ اس جہان فانی میں عقلمندوں کی عمران دو عمدہ طریقوں سے گزرتی ہے یا تو مرتبہ حق یقین کی آبحیات سے عقل سیر ہوتی ہے۔ یا زنان نازنین کے سخت سینہ اور رانوں سے وصل۔

شلوک ۲۰ چندر کانت یعنی چاند جیسا چہرہ مہانیل یعنی سیاہ زلفیں اور پدم راگ یعنی کنول جیسے ہاتھ ایسی جواہر انگیں عورتیں پیاری معلوم ہوتی ہیں۔

شلوک ۲۵ میں لکھتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ شریف خاندان کی عورت سے محبت اچھی ہوتی ہے۔

شلوک ۲۶ چھاتی پر لپٹی ہوئی زلف عنبریں بکھری ہوئی۔ آنکھیں نیم باز کچھ حرکت کرتی ہوئی محنت جماع سے رخسارے عرق آلودہ ہیں ایسی عورتوں کا بوسہ صاحب نصیب کو میسر ہوتا ہے۔

ناظرین یہ چند شلوک بطور نمونہ لکھے گئے ہیں۔ آپ دیانندیوں کی اعتراضات کو جو وہ دوسروں پر کیا کرتے ہیں پیش نظر رکھکر اُنکی اپنی کتاب تعلیم پر غور کریں۔ ان منتروں اور شلوکوں پر جسطرح سے عمل ہوتا رہا ہے وہ میں انشاء اللہ ایک علیحدہ آرٹیکل میں لکھونگا - کہ وید کی ایسی شاعرانہ تعریفوں نے اپنے پیروؤں پر کیا اثر پیدا کیا اور موجودہ دیانندیوں کی کرتوتیں کیا بتا رہی ہیں

ابوالفضل سوہدروی

زندگی وقف کرنیوالے اصحاب خبردار ہوں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تقریر پُر تاثیر سے متاثر ہوکر بعض احباب نے علی الاعلان گزارش کیا تھا کہ ہم اپنی زندگی دینی کاموں کیلئے حضور کی ہدایت کے ماتحت وقف کرتے ہیں جسپر حضور پر نور نے جزاک اللہ فرماکر ایسی خواہش کو منظوری کے اعزاز سے ممتاز فرمایا تھا جنمیں بعض طلباء کی درخواستیں بھی تھیں حضور کے روبرو صرف شیخ غلام احمد صاحب واعظ نے اس اقرار

بہت بڑھا دیتی ہے ویسے جو ہم لوگوں کو سیکڑوں پوتر پوتر سے آدمی پکتی ہے بستا پکت کرتی اور ہزاروں پرکار کی پدارتھوں سے پیدا پرکار بڑھاتی ہے اُس تیرے دینے لوگ پدارتھوں سے ہم لوگ سیوا کریں۔ یعنی اے اینٹ ان گن شاخوں سے مکان بڑھا دیتی ہے ویسے ہی تو ہم لوگوں کو سیکڑوں بیٹے پوتے اور ہزار اشیاء دیگر بڑھاتی ہے پھر اشیاء مرغوب سے ہم لوگ تیری سیوا کیوں نہ کریں۔

(۶) یجروید ادھیائے ۱۹ منتر ۹۴ کا ترجمہ یہ ہے
اے زاہد آدمی جیسے نیک عورت اپنی خاوند سے رحم میں پون روپ یعنی ہوا کی شکل گربھ یعنی حمل کو رکھ لیتی ہے یا جیسے راجا پر جا پر مہربان ہوتا ہے ویسے تو بھی ہو۔

(۷) یجروید ادھیائے ۱۲ منتر ۶۱ کا ترجمہ یہ ہے
جو عورت جاننے قابل زمین کی مانند برتنے والی اپنی یونی یعنی رحم میں لشٹی کا رگ گنوں میں ہوئے بجلی کی طرح اچھی پرکاش سے یکت گربھ روپ فرزند کو ماتا کی مانند پشٹ یا دھارن کرتی ہے اسکو پرمیشور ہر دکھ سے بچا دے۔

(۸) یجروید ادھیائے ۱۲ منتر ۵۵ جو عقلمندوں کی روٹیاں پکانیوالی اور دودھ دہنے والی غلاموں والی کومل بدن اور پتلی پتلے اعضا والی بہت ہی خوبصورت عورت دوسرے جنم میں جائے الخ

(۹) یجروید ادھیائے ۱۵ منتر ۱۰-۱۳
اے عورت تیرا اعر جیسا کہ روشن ہے ویسی ہی تو بھی ملک مشرق کی رانی ہے اے عورت تو سمت جنوب کی مانند روشنی بخشتی ہے اے عورت تو جانب غرب کی مانند ہر چیز کو روشن کرنے والی ہے۔ اے عورت تو سمت شمال کی مانند تمام دنیا کو نور سے بھرنے والی رانی ہے
ویدک لٹریچر کا نمونہ تو آپنے دیکھ لیا اب

ویدانتیوں کے لٹریچر کا نمونہ بھی ملاحظہ کیجئے (شرنگار شتک مصنفہ بھرتری جی شلوک ۴) اسطرح آنکھوں کی زیب و زینت کے ساتھ عورتوں کا چہرہ کمل کا پھول ہے

شلوک ۵ رشک قمر چہرہ۔ غیرت گل رخ زیبا کندن کی دمک کو پھیکا کرنیوالی تاب جسم بھوروں کی قطار کو شرمانیوالی زلف۔ ہاتھی کی پیشانی کی رونق سے بڑھکر سینہ۔ اُبھرے ہوئے دونوں پستان۔ دلفریب نزاکت سے بھری ہوئی گفتگو یہ سب عورتوں میں از خود ہیں

شلوک ۸ ایسی عورتیں جنکے کنگنوں کی آواز اور گھنگرو اور جھانجھن کی جھنکار سے راج ہنس کی اپنی چال بھولے وہ نوجوان عورت ہرن کی سی آنکھوں کا پھندا ڈالکر کسکو نہیں پھنسا لیتی

شلوک ۹ عطر صندل وغیرہ جنکے جسم پر ملا ہوا اور گورے گورے اُبھرے ہوئے سینہ پر ہار جھومتا ہو اور پائے نازک سے خلخال کی دلکش آواز ایسی نازنیں عورت دنیا میں کسکا دل نہیں چرا لیتی۔

شلوک ۱۵ اُبھری ہوئی چھاتیوں اور شوخ نگاہوں عشوہ انگیز ابرؤں۔ آبحیات کے ذائقہ والے لبوں نے تو مجھے بیتاب کیا ہے الخ

شلوک ۱۶ مشتری کی مانند صدر نشین چھاتیاں اور چاند کی مانند روشن چہرہ رحل کی مانند خوش خرام اسطرح ستاروں کی روشنی وہ نازنیں ہے

شلوک ۱۷ جس عورت کی چھاتیاں سخت ہوں اور ران صاف مزہ لینے قابل ہو چہرہ خوبصورت اُسے دیکھکر اُسے دل کیوں بیقرار ہوتا ہے الخ

شلوک ۱۹ اس جہان فانی میں عقلمندوں کی عمران دو عمدہ طریقوں سے گزرتی ہے یا تو مرتبہ حق یقیں کی آبحیات سے عقل سیر ہوتی ہے۔ یا زنان نازنیں کے سخت سینہ اور رانوں سے وصل۔

شلوک ۲۰ چندر کانت یعنی چاند جیسا چہرہ مہانیل یعنی سیاہ زلفیں اور پدم راگ یعنی کنول جیسے ہاتھ ایسی جواہر اگیں عورتیں پیاری معلوم ہوتی ہیں۔

شلوک ۲۵ میں لکھتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ شریف خاندان کی عورت سے محبت اچھی ہوتی ہے۔

شلوک ۲۶ چھاتی پر لپٹی ہوئی زلف عنبریں بکھری ہوئی۔ آنکھیں نیم باز کچھ حرکت کرتی ہوئی محنت جماع سے رخسار سے عرق آلودہ ہیں ایسی عورتوں کا بوسہ صاحب نصیب کو میسر ہوتا ہے۔

ناظرین یہ چند شلوک بطور نمونہ لکھے گئے ہیں۔ آپ دیانندیوں کی اعتراضات کو جو وہ دوسروں پر کیا کرتے ہیں پیش نظر رکھکر اُنکی اپنی کتاب تعلیم پر غور کریں۔ ان منتروں اور شلوکوں پر جسطرح سے عمل ہوتا رہا ہے وہ میں انشاء اللہ ایک علیحدہ آرٹیکل میں لکھونگا۔ کہ وید کی ایسی شاعرانہ تعریفوں نے اپنے پیروں پر کیا اثر پیدا کیا اور موجودہ دیانندیوں کی کرتوتیں کیا بتا رہی ہیں

ابوالفضل سوہدری

زندگی وقف کرنیوالے اصحاب خبردار ہوں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تقریر پر تاثیر سے متاثر ہو کر بعض احباب نے علی الاعلان گذارش کیا تھا کہ ہم اپنی زندگی دینی کاموں کے لئے حضور کی ہدایات کے ماتحت وقف کرتے ہیں جسپر حضور پرنور نے جزاک اللہ فرما کر ایسی بعض احباب کو منظوری کے اعزاز سے ممتاز فرمایا تھا جنمیں بعض طلباء کی درخواستیں بھی تھیں حضور کے روبرو صرف شیخ غلام احمد صاحب واعظ نے اس اقرار

کوئی طرح مضمون طور اور اسکا خط چھٹا اور صاف سی کی عورت جسطرح را منشہ

کو عملی رنگ پہنایا تھا جسپر حضرت مغفور نے اظہار رضامندی اور مسرت فرمایا تھا اور محنت سفر کی قدر بھی کی تھی چنانچہ شیخ صاحب ابتک اس کام کو انجام دے رہے ہیں۔ مفتی محمد صادق صاحب نے بھی ایک اسلئے کیا تھا۔ ماسٹر عبدالرحمان صاحب جالندھری نے بھی وفود دوری مختلف مقامات اطراف پنجاب میں کئے۔ مگر میرا اس تحریر سے مدعا ان ذی ہوش طلبا کو بیدار کرنا ہے جو ابھی تحصیل علم کیلحاظ کسی جگہ پڑھتے ہیں یا پڑھکر کسی کام کو شروع کرنیوالے ہیں کہ آجکل آریہ مجالس نے اسلام پر دست تطاول زیادہ تر ہندوستان میں دراز کیا ہے اور خلاف اپنے مذہب کے اصول کے شدھی کی تجویز گھڑ کر مسلمانوں کو جو ناواقف ہیں اسلام سے برگشتہ کرنیمیں رات دن مصروف ہیں۔ پیارو۔ جوانو۔ عزیزو۔ صاحبات کے اندر حصول کامیابی کا گر حضرت خلیفہ اول اسم بامسمی نورالدین خلیفۃ المسیح نے جو تلایا ہے اکسیر ہے اور خود حملہ آور نہونے سے خدا کی معیت میسر حاصل ہوتی ہے) وہ انکا مجرب نسخہ مقدسوں کا موسیٰ محمد رسول اللہ کا آزمودہ ہے پس فیہدٰھم اقتدہ کو پیش نہاد کرکے اس فتنہ کے فرو کرنیکے لئے زندگیوں کو قربان کرو۔ اپنی عیش و آرام پسند طبیعت کو محنت سفر کا خوگر بناؤ۔ اسلام کیلئے غربت اختیار کرو کہ اس بڑھکر کوئی جہاد نہیں جو دیکھو اسلام مظلوم ہو رہا ہے اسکے عزیز جگر گوشہ ناواقفی یا بدعملی کیوجہ سے نالائق فرزندوں کیطرح اسکے گھر سے نکل رہے ہیں اور یہ والد انکا بیکس ہوا جاتا ہے اسلام پر ایسا وقت کبھی نہیں آیا کہ خود اسکے عزیز ہی اسکو گالیاں دیں اور اپنے گھر کی ہی اینٹیں اکھیڑیں سو تم اپنی زندگی اگر اب وقف کروگے تو کب وہ دن تمکو نصیب ہوگا۔ خدا کی معیت اگر دشوار جانتے ہو تو یہ غلطی ہے تم اسکی رضا کی راہیں اختیار کرو وہ تجپر خود

نظر رحمت کریگا فاذکرونی اذکرکم کیونکر جب وہ ساتھ ہوا تو پھر اس سے بڑھ نعمت کس کام میں تمکو مل سکتی ہے لن یجعل اللّٰہ للکفرین علی المؤمنین سبیلا کو خوب نصب العین رکھو کوئی کافر جبکہ تم مسلمان بنجاؤگے یعنی تابع فرمان الٰہی ہو جاؤگے تمکو کوئی شکست نہیں دے سکتا ہاں تمہاری فتح و شکست اپنے نفس کیلئے نہ ہو بلکہ اعلائے کلمۂ اسلام کیواسطہ مرکوز خاطر ہو۔

وہ خدا کا مسیح تو اس دنیا کو چھوڑ گیا اور تمنے اسکے سامنے صرف امید دلانے ہی پر بس کی۔ اب یہ نورِ دین بھی تمہارے ہاتھ سے نہ نکل جائے اسکی آنکھوں کے سامنے خدمت دین کرلو تاکہ تم کو قوت نصیب ہو کسی خلیفہ پر اپنا گزارہ نہ رکھو بلکہ خدا کے ہاتھ سے نورِ دین کیطرح رزق لیکر کھاؤ اور کچھ دھنگ بھی اس نور سے سیکھ لو اگر ایسا کروگے تو حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کو راضی کروگے۔

وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزی الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلیٰ ولسوف یرضیٰ

یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ تم خدا کے ہوجاؤ اور خدا تمہارا بن جائے کیا کسی آریہ کو یا کسی عیسائی کو یہ دولت مل سکتی ہے جنکو پیرو صرف قوم کو خوش کرنیکے لئے اسلام کی بھی ایسی باتیں مستعار لیکر دنیا میں زندگیاں وقف کرتے پھرتے ہیں اور انکا مدعا صرف اس طریق سے روٹی کمانا ہے نہ خدا کو پانا مگر تم خدا کو پانیکے لئے ڈوبتے انسانوں کیطرف ہاتھ بڑھاؤ مگر خدا تعالیٰ کیلئے اور اسکی توفیق سے اور اسکے بھروسہ پر تمہارا سب کام ہو **لعلکم تفلحون** تاکہ تم فتحمند ہوجاؤ

حضرت مسیح نے کیا فرمایا ہے

دوستاں خود را نثار حضرت جاناں کنید
دیدۂ آن یارِ جانی جان و دل قرباں کنید
آن دلِ خوش باش را کاندر جہان جوید خوشی
از پئے دینِ محمد کلبۂ احزان کنید
از نعیش ہا بر دل آئید ای مردان حق
خویشتن را از پئے اسلام سرگرداں کنید

خاکپائے مومنین خلیفۃ المسیح مہدی حسین
از قادیان ضلع گورداسپور

اس سے کم اجرت نہیں لیجائیگی

اجرت اشتہار

مقدار جگہ	ایکبار	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایکسال
پورا صفحہ	سے	عہ	عہ	سعہ	صہ
نصف صفحہ	عا/	صہ/	عہ	عہ	سے
پورا کالم	عہ ۴/	سے ۸/	لعہ/	عہ	عہ
نصف کالم	۱۲/	عا ۸/	سے	عہ	عہ
۱/۴ کالم	۸/	عہ ۸/	للعہ/	معہ/	عہ
فی سطر	۲/	۶/	عہ/	عہ ۸/	عا ۸/
حاشیہ	۱۰/	عا/	صہ/	ہلے	للعہ
ضمیمہ فیصدی	۶/	۰	۰	۰	۰

واضح رہے کہ مخرب اخلاق اشتہار درج نہ ہوگا

کو عملی رنگ پہنایا تھا جسپر حضرت مغفور نے اظہار رضامندی اور مسرت فرمایا تھا اور محنت سفر کی قدر بھی کی تھی چنانچہ شیخ صاحب ابتک اُس کام کو انجام دے رہے ہیں۔ مفتی محمد صادق صاحب نے بھی ایک اسلئے کیا تھا۔ ماسٹر عبد الرحمان صاحب جالندھری نے بھی دَو دورے مختلف مقامات اطراف پنجاب میں کئے۔ مگر میری اس تحریر سے مدعا اُن ذی ہوش طلبا کو بیدار کرنا ہے جو ابھی تحصیل علم کیخاطر کسی جگہ پڑھتے ہیں یا پڑھکر کسی کام کو شروع کرنیوالے ہیں کہ آجکل آریہ صاحبان نے اسلام پر دست تطاول زیادہ تر ہندوستان میں دراز کیا ہے اور خلاف اپنے مذہب کے اصول کے شدھی کی تجویز نکالکر مسلمانوں کو جو ناواقف ہیں اسلام سے برگشتہ کرنیمیں رات دن مصروف ہیں۔ پیارو۔ جوانو۔ عزیزو۔ صاحبزادو اندر حصول کامیابی کا گر حضرت خلیفہ اول اسم بامسمی نور الدین خلیفۃ المسیح نے جو تلایا ہے اکرما سے اور خود حملہ آور نہونے سے خدا کی معیت میسر حاصل ہوتی ہے) وہ انکا مجرب نسخہ مقدسوں کا موسیٰ محمد رسول اللہ کا آزمودہ ہی پس فبہدٰہم اقتدہ کو پیش نہاد کرکے اس فتنہ کے فرو کرنیکے لئے زندگیوں کو قربان کرو۔ اپنی عیش و آرام پسند طبیعت کو محنت سفر کا خوگر بناؤ۔ اسلام کیلئے غربت اختیار کرو کہ اس بڑھکر کوئی جہاد نہیں ہے دیکھو اسلام مظلوم ہو رہا ہے اسکے عزیز جگر گوشہ ناواقفی یا بدعملی کیوجہ سے نالائق فرزندوں کیطرح اسکے گھر سے نکل رہے ہیں اور یہ والد انکا بیکس ہوا جاتا ہے اسلام پر ایسا وقت کبھی نہیں آیا کہ خود اُسکے عزیز ہی اُسکو گالیاں دیں اور اپنے گھر کی ہی اینٹیں اُکھیڑیں سو تم اپنی زندگی اگر اب وقف کرو گے تو کب وہ دن تمکو نصیب ہوگا۔ خدا کی معیت اگر دشوار جانتے ہو تو غلطی ہے تم اُسکی رضا کی راہیں اختیار کرو پھر خود

نظر رحمت کریگا فاذکرونی اذکرکم تم اُسکو یاد کرو جب وہ ساتھ ہوا تو پھر اس سے بڑھکر نعمت کس کام میں تمکو مل سکتی ہے لن یجعل اللہ للکفرین علی المؤمنین سبیلا کو خوب نصب العین رکھو کوئی کافر جبکہ تم مسلمان بنجاؤگے یعنی تابع فرمان الٰہی ہو جاؤگے تمکو کوئی شکست نہیں دے سکتا ہاں تمہاری فتح و شکست اپنے نفس کیلئے نہ ہو بلکہ اعلائے کلمہ اسلام کیواسطے مرکوز خاطر ہو۔

وہ خدا کا مسیح تو اس دنیا کو چھوڑ گیا اور تمنے اُسکے سامنے صرف امید دلانے ہی پر بس کی۔ اب یہ نور دین بھی تمہارے ہاتھ سے نہ نکل جائے اسکی آنکھوں کے سامنے خدمت دین کرلو تاکہ تم کو قوت نصیب ہو کسی خلیفہ پر اپنا گزارہ نہ رکھو بلکہ خدا کے ہاتھ سے نور دین کیطرح رزق لیکر کھاؤ اور کچھ مانگنا بھی اس نور سے سیکھو اگر ایسا کروگے تو حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کو راضی کروگے۔

ومالاحد عندہ من نعمۃ تجزی الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلی ولسوف یرضی

یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ تم خدا کے ہوجاؤ اور خدا تمہارا بن جائے کیا کسی آریہ کو یا کسی عیسائی کو یہ دولت مل سکتی ہے جنکی پیرو صرف قوم کو خوش کرنیکے لئے اسلام کی ہی ایسی باتیں مستعار لیکر دنیا میں زندگیاں وقف کرتے پھرتے ہیں اور انکا مدعا صرف اس طریق سے روٹی کمانا ہے نہ خدا کو پانا مگر تم خدا کو پانیکے لئے ڈوبتے انسانوں کیطرف ہاتھ بڑھاؤ مگر خدا تعالیٰ کیلئے اور اُسکی توفیق سے اور اُسکے بھروسہ پہ تمہارا سب کام ہو **لعلکم تفلحون** تاکہ تم فتحمند ہوجاؤ

حضرت مسیح نے کیا فرمایا ہے

دوستاں غور را شعار حضرت جاناں کنید
در رہِ آں یارِ جانی جان و دل قرباں کنید
آں دلِ خوش باش را کاندر جہاں جوید خوشی
از پئے دینِ محمد کلبۂ احزان کنید
از تعیش ہا بر دل آئیدای مردانِ حق
خویشتن را از پئے اسلام سرگرداں کنید

خاکپائے مومنین خلیفۃ المسیح مہدی حسین
از قادیان ضلع گورداسپور

اس سے کم اجرت نہیں لیجائیگی

اجرت اشتہار

مقدار جگہ	ایکبار	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایکسال
پورا صفحہ	سے	عہ	عہ	سہ	صہ
نصف صفحہ	عہ ار	صہ ر	عہ	عہ	سے
پورا کالم	عہ ۸ر	سے ۸ر	لعہ ر	عہ	عہ
نصف کالم	۱۲ ر	عہ ۸ر	سے	عہ	عہ
¼ کالم	۸ ر	عہ ۸ر	للعہ ر	معہ ر	عہ
فی سطر	۲ ر	۶ ر	عہ ر	عہ ۸ر	عہ ۸ر
حاشیہ	۱۰ ر	عہ ر	صہ ر	سلے	للعہ
ضمیمہ فیصدی	۶ ر	۰	۰	۰	۰

واضح رہے کہ مخرب اخلاق اشتہار درج نہ ہوگا

بشارت! بشارت!! بشارت!!!

(معرفت تامہ کا بھنڈار تصوف کا گنجینہ گیان کی لہر)

مومنو! اس امر کے اظہار کی چنداں ضرورت نہیں۔ کہ آجکل قرآن شریف سے روگردانی اختیار کرنی سے ہم پر کیسی ادبار کی گھٹائیں منڈلا رہی ہیں۔ ایسے دُھند وکارہ کے زمانہ میں اگر شپ مردہ دلوں کو ڈھارس ہو سکتی ہے۔ تو محض قرآن شریف کے گیان سے اگر ہم مذہبی دنگل میں مخالفین کے دانت کھٹے کر سکتے ہیں۔ تو محض قرآن شریف کی برہان قاطع سے۔

اسلیئے میرے بعض دوستوں نے مجھے آمادہ کیا ہے۔ کہ پرم پتا حضرت خلیفۃ المسیح کے روزانہ قرآن شریف کے درس کو ہو بہو بعد نظر ثانی پرم پتا کے اُن قرآن شریف کے عاشقوں تک پہنچاؤں جنکی روح روحانی گیان کیلیئے تڑپ رہی ہے۔ اسکے بیان کرنیکی چنداں ضرورت نہیں کہ پرم پتا کے درس میں کیسی قوتِ قدسی ہے اس کیلئے یہی کہنا کافی ہوگا۔ کہ آپکے امولک گیان کو سنکر دہریا اور ناستک بھی وجد میں اگر اللہ اکبر کہہ اُٹھتے ہیں یہ قرآن شریف کا درس ماہواری رسالہ کی صورت میں شائع ہوا کریگا۔ سالانہ قیمت صرف ۳ تین روپیہ تاکہ ہر کہ و مہ کما حقہ مستفیض ہو سکے چار سو خواستیں آنے پر انشاء اللہ تعالیٰ یکدم کام شروع کر دیا جائیگا۔

خادم

محمد یوسف ایڈیٹر نور

بشارت! بشارت!! بشارت!!!

(معرفت تامہ کا بھنڈار تصوف کا گنجینہ گیان کی لہر)

مومنو! اس امر کے اظہار کی چنداں ضرورت نہیں۔ کہ آجکل قرآن شریف سے روگردانی اختیار کرنے سے ہم پر کیسی ادبار کی گھٹائیں منڈلا رہی ہیں۔ ایسے دُھند وکارہ کے زمانہ میں اگر شپ مردہ دلوں کو دھارس ہو سکتی ہے۔ تو محض قرآن شریف کے گیان سے اگر ہم مذہبی دنگل میں مخالفین کے دانت کھٹے کر سکتے ہیں۔ تو محض قرآن شریف کی برہان قاطع سے۔

اسلیئے میرے بعض دوستوں نے مجھے آمادہ کیا ہے۔ کہ پرم پتا حضرت خلیفۃ المسیح کے روزانہ قرآن شریف کے درس کو ہو بہو بعد نظر ثانی پرم پتا کے اُن قرآن شریف کے عاشقوں تک پہنچاؤں جنکی ارواح روحانی گیان کیلیئے تڑپ رہی ہے۔ اسکے بیان کرنیکی چنداں ضرورت نہیں کہ پرم پتا کے درس میں کیسی قوتِ قدسی ہے اس کے لیئے یہی کہنا کافی ہوگا۔ کہ آپکے امولک گیان کو سنکر دہریا اور ناستک بھی وجد میں اللہ اکبر کہہ اُٹھتے ہیں یہ قرآن شریف کا درس ماہواری رسالہ کی صورت میں شائع ہوا کریگا۔ سالانہ قیمت صرف ؏ تین روپیہ تاکہ ہر کہ و مہ کما حقہ مستفیض ہو سکے چار سو خواستیں آنے پر انشاء اللہ تعالیٰ یکدم کام شروع کر دیا جائیگا۔

خادم

محمد یوسف ایڈیٹر نور

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے

لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

يهدي الله لنوره من يشاء

نور

قادیان سے پندرہ روزہ شائع ہوتا ہے

تاریخ اشاعت ۲۵ مارچ ۱۹۱۰ء

ضوابط

(۱) یہ پرچہ مہینہ میں دو دفعہ شائع ہوتا ہے

(۲) عام قیمت سالانہ عہ ششماہی عہ ہوگی واعظین اور طلباء سے ایک روپیہ سالانہ پیشگی

(۳) امرای عظام سے امتیازی قیمت (صہ) سالانہ جو کچھ عطا کریں وہ عطیہ تصور ہوگا اور ایسے حضرات کے اسماء گرامی سرپرستان رسالہ ہذا کی فہرست میں درج ہونگے

مقاصد

(۱) اسلام کی برکات اور خوبیوں کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت بیان کرنا۔

(۲) آریوں اور عیسائیوں کے حملوں سے اسلام کو بچانا۔

(۳) الزامات کی گرد و غبار کو اسلام کے منور چہرہ سے بدلائل نقلی عقلی دور کرنا۔

(۴) تاج برطانیہ کی خیرخواہی سکھ قوم میں بادشاہ کی سچی تعلیم کا پرچار کرنا۔

نمبر ۲ | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف نومسلم سابق سورن سنگھ کاروووان برہمچاری | جلد ۱

ہوا کا رخ

(۱) کابل سے جو خبریں موصول ہوئی ہیں وہ بتلاتی ہیں کہ ڈاکٹر عبد الغنی اور اسکے دیگر دوست تا حال قید میں ہیں ڈاکٹر صاحب بہت نحیف ہوگئے ہیں امید کیجاتی ہے کہ عنقریب چھوڑ دئے جائینگے۔

(۲) اگر پشاور کی افواہوں کو باور کیا جائے تو امیر کابل روس کے شاہزادہ پال کو بہت چاہتا ہے اور اپنے درباریوں کی داڑھی صفاچٹ کرا دینا چاہتا ہے۔

(۳) یہ افواہ اخباری دنیا میں بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے کہ دلائی لامہ کلکتہ آنے والا ہے مگر تا حال کوئی تاریخ مقرر نہیں ہوئی۔

(۴) دریاء سین کے متواتر سرکشی سے کل نقصان بقدر ساڑھے چار کروڑ اور صرف پیرس کا نقصان جائداد منقولہ و غیر منقولہ بقدر تین کروڑ روپیہ کے ہوا ہے

(۵) بلجیم میں بھی طوفان بپا ہو گیا، بہت سے کارخانے مجبوراً بند کر دینے پڑے۔

(۶) سوئزرلینڈ کے گھڑی سازوں نے گھڑی کیساتھ فونوگراف کا آلہ اس حکمت سے لگایا ہے کہ ہر گھنٹہ کے بجنے پر فونوگراف بجتا ہے جسمیں ہر قسم کا گانا بھرا جاتا ہے یہ کرشمہ دکار اسکا نام ہو۔

(۷) جاپان جب کوئی نوجوان کسی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ وہ چپکے سے ایک پودا ایک خالی برتن میں جو اسی غرض سے اسکی محبوبہ کے دروازہ پر رکھا ہوتا ہے لگا آتا ہے اگر لڑکی نے پودے کی پرورش کی تو رشتہ منظور ورنہ اسکی بے توجہی سے مرجھا جائے تو جواب صاف جواب ہے۔

(۸) فرانسیسی صناعوں نے حال ہی میں ایک ایسا بائی سکل بنایا ہے جو خشکی اور تری میں یکساں چلتا ہے۔

(۹) پیرس کے ایک عہدیدار پولیس نے اپنے نوجوانوں کیلئے ایک خاص قسم کی عینک بنائی ہے جسکے استعمال سے وہ آگے پیچھے کی چیزوں کو دیکھ سکتے ہیں۔

(۱۰) عنقریب ترکی فوجی افسروں کی ایک جماعت یورپ کے دار السلطنتوں اور امریکا اور جاپان کو اس غرض سے جانیوالی ہے کہ ہر جگہہ کی فوجی اور جنگی حالت کا غور کیساتھ معائنہ کرے۔ یہ کمیشن جاپان ہو کر ہندوستان کے راستہ سے ممالک عثمانیہ کو واپس جائیگی۔

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور چھپکر شیخ محمد یوسف پبلشر کے لئے قادیان سے شائع ہوا

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

یھدی اللہ لنورہ من یشاء

نور

قادیان سے پندرہ روزہ شائع ہوتا ہے
تاریخ اشاعت ۲۵ مارچ ۱۹۱۰ء

ضوابط

(۱) یہ پرچہ مہینہ میں دو دفعہ شائع ہوتا ہے
(۲) عام قیمت سالانہ عہ ششماہی عہ ہوگی واعظین اور طلباء سے ایک روپیہ سالانہ پیشگی
(۳) امرای عظام سے امتیازی قیمت (صہ) سالانہ جو کچھ عطا کریں وہ عطیہ تصور ہوگا اور ایسے حضرات کے اسماء گرامی سرپرستان رسالہ ہذا کی فہرست میں درج ہونگے

مقاصد

(۱) اسلام کی برکات اور خوبیوں کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت بیان کرنا۔
(۲) آریوں اور عیسائیوں کے حملوں سے اسلام کو بچانا۔
(۳) الزامات کی گرد و غبار کو اسلام کے منور چہرہ سے بدلائل نقلی عقلی دور کرنا۔
(۴) تاج برطانیہ کی خیرخواہی سکھ قوم میں باوا نانک جی کی تعلیم کا پرچار کرنا۔

نمبر ۲
ایڈیٹر شیخ محمد یوسف نومسلم سابق سورن سنگھ کاردووان برہمچاری
جلد ۱

ہوا کا رخ

(۱) کابل سے جو خبریں موصول ہوئی ہیں وہ بتلاتی ہیں کہ ڈاکٹر عبدالغنی اور اسکے دیگر دوست تاحال قید میں ہیں ڈاکٹر صاحب بہت نحیف ہوگئے ہیں امید کیجاتی ہے کہ عنقریب چھوڑ دیئے جاینگے۔

(۲) اگر پشاور کی افواہوں کو باور کیا جائے تو امیر کابل روس کے شاہزادہ پال کو بہت چاہتا ہے اور اپنے درباریوں کی داڑھی صفاچٹ کرا دینا چاہتا ہے۔

(۳) یہ افواہ اخباری دنیا میں بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے کہ دلائی لامہ کلکتہ آنے والا ہے مگر تاحال کوئی تاریخ مقرر نہیں ہوئی۔

(۴) دریاء سین کے متواتر سرکشی سے کل نقصان بقدر ساڑھے چار کروڑ اور صرف پیرس کا نقصان جائداد منقولہ و غیر منقولہ بقدر تین کروڑ روپیہ کے ہوا ہے

(۵) بلجیم میں بھی طوفان برپا ہوگیا بہت سے کارخانے مجبوراً بند کر دینے پڑے۔

(۶) سوئزرلینڈ کے گھڑی سازوں نے گھڑی کیساتھ فونوگراف کا آلہ اس حکمت سے لگایا ہے کہ ہر گھنٹہ کے بجنے پر فونوگراف بجتا ہے جسمیں ہر قسم کا گانا بھرا جاتا ہے یہ کرشمہ دکار اسکا نام ہے۔

(۷) جاپان جب کوئی نوجوان کسی لیڈی سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ وہ چپکے سے ایک پودا ایک خالی برتن میں جو اسی غرض سے اسکی محبوبہ کے دروازہ پر رکھا ہوتا ہے لگا آتا ہے اگر لڑکی نے پودے کی پرورش کی تو رشتہ منظور ورنہ اسکی بے توجہی سے مرجھا جائے تو جواب صاف جواب ہے۔

(۸) فرانسیسی صناعوں نے حال ہی میں ایک ایسا بائی سکل بنایا ہے جو خشکی اور تری میں یکساں چلتا ہے۔

(۹) پیرس کے ایک عہدیدار پولیس نے اپنے نوجوانوں کیلئے ایک خاص قسم کی عینک بنائی ہے جسکے استعمال سے وہ آگے پیچھے کی چیزوں کو دیکھ سکتے ہیں۔

(۱۰) عنقریب ترکی فوجی افسروں کی ایک جماعت یورپ کے دارالسلطنتوں اور امریکا اور جاپان کو اس غرض سے جانیوالی ہے کہ ہر جگہ کی فوجی اور جنگی حالت کا غور کیساتھ معائنہ کرے۔ یہ کمیشن جاپان ہو کر ہندوستان کے راستہ سے ممالک عثمانیہ کو واپس جائیگی۔

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور چھپکر شیخ محمد یوسف پبلشر کے لئے قادیان سے شائع ہوا

"گیت پرکاش"

اسوقت گیت پرکاش کا تیسرا حصہ مصنفہ سنت پربھو دیال ہمارے سامنے ہے اس گیت "پرکاش" سے ہندوؤنکے ایک بڑے گروہ وام مارگیوں کی اصلیت کو طشت ازبام کیا گیا ہے. وام مارگی فرقہ ہندوستان میں اسقدر وسعت اور فراخی حاصل کرچکا ہے کہ تقریباً ہندوازم کا ۲/۳ حصہ اس مذہب کے چسکا میں پڑا ہوا ہے جسمیں ہندوازم کے اعلےٰ طبقہ کے لوگ جوگی سنیاسی وغیرہ شامل ہیں پیشتر اسکے کہ ہم نفس مضمون کی طرف رجوع کریں یہ ضرور ہوگا کہ فرقہ

وام مارگی کی مختصر اصلیت

آپصاحبان کے سامنے پیش کیجائے تاکہ آپ ہندوازم کے اس ہر دلعزیز فرقہ کی اصلیت سے آگاہی حاصل کریں وام مارگی فرقہ ہندوازم میں اسقدر رسوخ حاصل کرچکا ہے کہ تقریباً ہندوازم کا ایک ثلث اس مذہب کا گرویدہ اور دلدادہ پایا جاتا ہے۔ اس مذہب کے پیرو ہر ایک ماہ میں ایک جلسہ منعقد کرتے ہیں جسکو وہ لوگ اپنی اصطلاح میں "بھیروں چکر" کہتے ہیں۔ اس چکر میں شراب (جسکو وہ اپنی اصطلاح میں رتن کہتے ہیں) کا دور چلتا ہے اور ہر ایک دور کے بعد گوشت کا "نقل" کیا جاتا ہے اسوقت بکری اور گائے وغیرہ کے گوشت میں کچھ امتیاز نہیں کیا جاتا بلکہ جس چیز کا گوشت میسر ہوسکے اُسے غنیمت جانکر اسکا بھوگ لگا یا جاتا ہے اور اسیطرح یکے بعد دیگرے شراب کے پانچ دور چلتے ہیں اور ایک علیحدہ کمرہ میں عورتیں ہوتی ہیں وہ مردوں کیطرح یکے بعد دیگرے شراب کے پانچ دور لگاتی ہیں پانچویں دور پر عورتیں اور مرد بالکل مست اور غٹ ہو جاتی ہیں اسوقت مرد عورتوں (جسکے وہ اپنی اصطلاح میں شکتی کہتے ہیں) کے پاس جاتے ہیں وہاں جاکر جو کچھ اس مذہب کی آڑ میں فسق و فجور کیا جاتا ہے اخلاقی پہلو ہمیں اس گھناؤنے اور مکروہ فعل کی تشریح کی اجازت نہیں دیتا وہاں جاکر ایسی ایسی ناکردنی حرکات کیجاتی ہیں کہ جسکا تصور کرتے ہوئے بھی رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں پھر لطف یہ ہے کہ یہ تمام کرتوتیں مذہب کی آڑ میں کیجاتی ہیں گیت پرکاش کا مصنف اس تمام فسق و فجور اور گھناؤنی تعلیم کو نہایت بیدردی اور بے رحمی سے اسلام پر تھوپتا ہے اور کہتا ہے "کہ یہ تمام باتیں ہندوؤں نے مسلمانوں کے بہشتی نمونہ سے اخذ کی ہیں"

ہمکو گیت پرکاش کے مصنف کا یہ فقرہ پڑھ کر بے اختیار ہنسی آتی ہے کہ یہ بے چارہ اسقدر سادہ لوح ہے جو اسلامی بہشت* کی اصلیت سے بالکل بیخبر ہے اور تواریخی واقعات کے لحاظ سے بھی اسقدر کورا ہے کہ بیچارے کو ہندوستان کے مشہور مشہور واقعات کی خبر نہیں اور اپنی دھن میں اسقدر دور چلا گیا ہے کہ اسے اپنی لگن میں اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا پھر اسکے خلاف یہ کہ دوسروں کے تنکے پر نہایت دلیری سے انگشت نمائی کررہا ہے۔

اب ہم گیت پرکاش کے مصنف کو بتاتے ہیں

(۱) وام مارگی فرقہ ہندوستان میں کب آیا؟

(۲) کہاں سے آیا ؟

(۳) کیوں آیا ؟

سب سے اوّل ہم اسی بات کو لیتے ہیں کہ ہندوستان میں۔

وام مارگی فرقہ کب آیا

اسکے لئے ہمکو بدھ عارف کے عہد سے بھی پرے جانا پڑتا ہے جبکہ ہندوستان میں وام مارگی مت بکثرت پھیلا ہوا تھا ویدوں کا مشہور معروف مفسر سائنا چاریہ بھی اسی مذہب کا پیرو تھا اور اس مذہب کی جڑیں پتال تک پہنچ چکی تھیں۔ حتے کہ بدھ عارف نے برملا اسکی تردید شروع کی اس گند کو لوگوں کے تہ خانوں سے نکالکر باہر کھلی ہوا میں پھینکنا شروع کیا۔ اگرچہ بدھ عارف کی اس جان توڑ کوشش سے یہ مت کسیقدر کمزور ہوگیا مگر جڑ سے نہ اکھڑ سکا آگ بجائے بجھانے کے دبائی گئی جو اندر ہی اندر سلگتی رہی جہانتک کہ شنکراچاریہ کے عہد میں جب بدھ ازم والونکو بوریا بدھنا ہندوستان سے اٹھانا پڑا تو اسوقت وام مارگ مت کی آگ جو اندر ہی اندر سلگ رہی تھی یکدم بھڑک اُٹھی اس عہد میں اس مت کا کثرت سے پرچار ہوا بڑا پھلا پھولا اور اسکے زہریلے پھل لوگوں نے کھائے اس سوال کے بعد اب یہ دیکھنا ہے کہ یہ

مت کہانسے آیا

تو اسکے منبع اور نکاس کے لئے ہمیں ہندوں کے پرانے گرنتھوں کی اوراق گردانی کرنی پڑیگی جنمیں ہندوؤنکے رشیوں منیوں کے کرکرے پر برقی روشنی ڈالی گئی ہے آیا یہ برقی روشنی صحیح یا غلط اسکے جواب وہ ہندوؤنکے گرنتھ ہیں

دیوی بھاگوت

جو ہندوؤنکا ایک گرنتھ ہے اسمیں لکھا ہے

---

* اسلامی بہشت پر ہم انشاءاللہ تعالیٰ آپکے کسی اگلے نمبر میں لکھینگے

کر برہما وشن اندر برہسپتی چندرماں وغیرہ ہندوازم کے ہادی گزرے ہیں انمیں سے اندر دیوتا تو ہر وقت اپسراؤں میں ہی چونچلے کرتا رہتا ہے اندر کا اکھاڑا ہر آن اپسراؤں کے ناچ سے گرم رہتا ہے۔

ست شاستروں میں ان دیوتاؤں کی نہایت عزت کی گئی ہے۔ برہسپتی دیوتا کی نسبت لکھا ہے کہ یہ چندر دیوتا کے گورو تھے۔ ایک روز برہسپتی کی استری جسکا نام تارا تھا جو چندے آفتاب اور چندے ماہتاب تھی جب چندر دیوتا کی نظر اپنے گورو کی استری پر پڑی تو دل وجان سے قربان ہو کر رہا ہی بے آپ کیطرح لوٹ پوٹ ہونے لگا نظر بدل گئی رنگ ڈہل گیا لینے کے دینے پڑ گئے دل بے ایمان ہو گیا اپنے گورو کی عورت کو چندر دیوتا نے دھینگا مشتی سے اپنے گھر میں ڈال لیا جب برہسپتی کو یہ خبر پہنچی تو وہ مارے طیش کے آگ بگولا ہو گیا چندر کو ڈانٹا کہ تم نے شاگرد ہو کر یہ کیا کرتوت کی سنکر چندر نے نہایت بے باکی سے یہ جواب دیا کہ تمہاری عورت خوبصورت ہے اور میں بھی حد درجہ کا سندر ہوں اور تم کالے کلوٹے بھلا یہ ہیرے کی کنی مجھ جیسے جوہری کے لائق ہے یہ سنکر برہسپتی نے کرودھوان ہو کر کہا کہ میں اسکی شکایت اندر دیوتا کے پاس کرونگا یہ سنکر چندر نے بے اعتنائی اور لاپرواہی سے یہ کہا کہ اندر دیوتا ہر وقت اپسراؤں میں دہما چوکڑی مچائے رہتے ہیں اور تو اور اندر دیوتا گوتم رشی جیسے انسان کی استری پر بھی ہاتھ صاف کرنے سے نہ چوکے تو بھلا وہ مجھے کیا سمجھا سکتے ہیں یہ سن برہسپتی رو دہو کر خاموش ہو رہا تسلی کے لئے ملاحظہ ہو دیوی بھاگوت اسکندرا ادہیائے ۱۱ شلوک ۳ سنسکرت مطبوعہ بمبئی۔

اسی پر ہی اکتفا نہیں آگے اور ملاحظہ فرمائیے" ویدپاٹھ کے ساتھ ناچ تماشا نہایت موزوں ہے ملاحظہ ہو بھوشیہ پران صفحہ ۱۳۶ ابھی بس نہیں آگے چلکر اسی پران کا مصنف لکھتا ہے کہ استریوں کی ٹانگیں ہاتھی کی سونڈ کے سمان گول اور کیلے کے کھمبے سے گورے اور کومل ہو دیں تو کام دیو کو سکھ دینے ہارے ہوتے ہیں افسوس یہ تعلیم اسقدر گندی ہے کہ ہم بھاشہ کے ان گندی الفاظ کی تشریح بھی نہیں کرسکتے اسیطرح کئی صفحے شہوت انگیز تحریروں سے سیاہ کئے گئے ہیں اسیطرح اس گرنتھ کا مصنف اور آگے چلکر ایک جگہ لکھتا ہے کہ بہار کے موسم میں شری چندر منوہر برکھشوں (خوبصورت درختوں) کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور انکے ساتھ حسینہ جمیلہ رانیاں بھی تھیں جو نہایت بیش بہا جوڑے پہنے ہوئے اپنی نرالی پھبن میں براجمان تھیں اور شری چندر دیوتا نے نہایت اعلیٰ درجہ کی شراب کا دور چلانا شروع کیا تیسرے ہی دور میں سب کے سب بمعہ عورتوں کے ایسے متوالے ہوئے کہ کچھ سدھ بدھ نہ رہی اور اس متوالی حالت میں انہوں نے جو کچھ بھول بھلیاں کھیلیں وہ احاطہ قلم سے باہر ہیں۔ پس ان مراحل کے طے کرنیکے بعد ہم نہایت آسانی سے اس بات پر پہنچ سکتے ہیں کہ یہ

گندی تعلیم کیوں آئی

اس گندی تعلیم کے محرک اسکے بانی مبانی اسکے ہرتا کرتا ہندؤں کے اپنے ہی گورو ہیں جب گوروں کی یہ حالت ہے تو چیلوں کی خدا کی پناہ جسطرح مفتوح کو فاتح کے طور اطوار اکثر بہایا کرتے ہیں اسیطرح چیلا اپنے گرو کی عادت پر گرویدہ ہوتا ہے۔ چیلا کی روشنی مستعار ہی جو وہ اپنے گورو سے حاصل کرتا ہے اسیطرح وام مارگ مت کے دلدادوں نے یہ گندی تعلیم اپنے اُن رشی منیوں سے حاصل کی ہے جنکا ذکر ہندوں کے پرانوں میں بکثرت ملتا ہے جنکا کچھ حوالہ ہم اوپر دے چکے ہیں۔

اب جائے غور ہے کہ اسلام کے ظہور پرنور کو ابھی تیرہ سو سال ہوئے ہیں مگر یہ گندی تعلیم بدھ عارف یعنی مسیح کے بھی پہلے ہندوستان میں رائج تھی اور دیوی بھاگوت اور بھوشیہ پران گرنتھ اس سے بھی پہلے کے ہیں جو اس فسق فجور کا ماخذ ہیں اب باوجود ان ثبوتوں کے ہوتے ہوئے بھی یہ کہنا کہ ہندوں نے یہ باتیں مسلمانوں سے حاصل کی ہیں یہ سراسر جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔

اسلام نہایت زور سے ایسی گندی تعلیم کا کھنڈن کرتا ہے۔ قرآن شریف کے سنہری اصولوں میں سے ایک یہ بھی ہے" قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم
ترجمہ۔ کہو مسلمانوں کہ بند رکھیں اپنی آنکھیں" بھلا جو مذہب غیر عورتوں کو آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی بھی اجازت نہیں دیتا اسپر ایسا لچر اعتراض کرنا سراسر حماقت نہیں تو اور کیا۔

اسیطرح شراب کے بارے میں اسلام بر ملا ڈنکے کی چوٹ اسبات کا اعلان کرتا ہے۔ یاایھا الذین امنوا انما الخمر و المیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن۔

ترجمہ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو سوائے اسکے نہیں کہ شراب اور جوا اور بتوں کے تھان اور تیر فال کے ناپاک ہیں یہ شیطانی کام ہیں پس بچو اس سے تاکہ تم مراد کو پہنچو۔

اب ان تین ثبوت کے بعد ہماری یہ دعا ہے کہ اے خدا ان لوگوں کے دلوں سے کپٹ اور تعصب کو دور کر تاکہ یہ لوگ اسّت (جھوٹ) کو تیاگ (چھوڑ) کر ست (سچائی) کو گرہن (حاصل) کر کے اپنی زندگی سپھل کریں آمین۔

نوٹ۔ نکات۔ رائیں

ست دھرم کا ستّ ٹوٹا

اخبار پرکاش لکھتا ہے کہ آرین طبقہ میں یہ بات نہایت رنج سے سنی جائیگی کہ ست دھرم پرچارک جو مہاتما منشی رام کی زیر ایڈیٹری شائع ہوتا ہے بوجہ مہاتما جیکی خرابیٔ صحت کے بند ہو جائیگا یہاں آریوں کیلئے یہ رنج دہ امر ہے وہاں دوراندیش مسلمانوں کے لئے افسوسناک ہے، وجہ یہ ہے کہ آریوں میں صرف یہی ایک پرچہ ہے جو کسیقدر متانت اور سنجیدگی سے کام لیتا ہے اگر یہ بھی بند ہو گیا تو آرین اخباروں میں متانت عنقا ہو جائیگی۔

مسٹر پالک اور بھائی پرمانند

آجکل آرین اخباروں میں اس امر کا پرچار نہایت خوشی سے کیا جا رہا ہے کہ بھائی پرمانند نے اپنی صفائی کے لئے مسٹر پالک کی شہادت پیش کی اور مسٹر پالک نے کہا کہ میں بھائی پرمانند کو جانتا ہوں کہ وہ سنہ ۱۹۰۵ء میں جنوبی ہند میں ایک ماہ میرے ساتھ ایک ہی مکان میں ٹھیرا تھا وہاں وہ آریہ دھرم کا پرچار کرتا تھا پولٹیکل معاملات سے کوئی لگاؤ نہ تھا:-

مگر سوال یہ ہے کہ کیا مسٹر پالک کی شہادت سے بھائی پرمانند کی پوزیشن صاف ہو جائیگی جبکہ نصف درجن کے قریب خطرناک خطوط انکی زنبیل سے برآمد ہوئے ہیں جو انارکی ریشہ دوانیوں پر کماحقہ روشنی ڈالتے ہیں۔

گنبد کی آواز

حی کو جی ہے تو مرا ملا بگوئی من ترا حاجی گویم

اگر تم چاہتے ہو کہ ہر وقت تمہارے کانوں میں خوشگوار الفاظ پہنچیں تو اسکا علاج یہی ہے کہ تم کسیکو برا نہ کہو۔ جو آدمی ببول کا بیج بو کر انگور کی توقع رکھتا ہے وہ سخت نادان ہے۔ مہاشہ دھرم پال جی نے جو دلخراش کلمے دیو سماج کے حق میں لکھے ہیں وہ کسی تشریح کے محتاج نہیں "اگنی" "خدائی ہدایت" وغیرہ میں جو کچھ بانیٔ دیو سماج اور اُسکے کرم چاریوں پر پھبتیاں اڑائی گئی ہیں وہ سخت آزردگی اور کشیدگی پھیلانیوالی ہیں۔ مگر اب جبکہ دیو سماج نے آریہ سماج کا بخیہ ادھیڑنا شروع کیا ہے تو آرین کیمپ میں کہرام مچنا شروع ہو گیا ہے۔

آریہ سماج کا نیا محافظ لالہ دھرم پال نے تو بیجا شور و غوغا سے آسمان سر پر اٹھا لیا ہے کہ دیو سماج پر لائبل کیجائے چھچھوروں کی طرح بہت جلد کپڑوں سے باہر ہو جانا کہاں کی عقلمندی ہے اگر ان کے بازو میں بل ہے تو دیو سماج کے الزاموں کی تردید کرے پبلک خود فیصلہ کریگی آخر یہ آرین مہاشوں کو ہماری یہ نصیحت ہے کہ اگر تم دلخراش کلمے سننے کی برداشت نہیں رکھتے تو بہتر ہے کہ تم لوگ کسیکے حق میں بھی برا کلمہ نہ کہو۔

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

چاندہ میں اشاعت اسلام

چاندہ کے لوگ اسلام کے نہایت نزدیک آ رہے ہیں انکے دل اسلام کیطرف راغب ہو رہے ہیں مگر بعض تنگ ظرف مسلمانوں کی طرف سے ایک ایسی ناخوشگوار بات ظاہر ہوئی جس نے نو مسلموں کو ایک گونہ تذبذب میں ڈالدیا مگر یہ بات نہایت خوشی سے سنی جائیگی کہ مولوی عمرالدین صاحب واعظ و مولوی محمد صدیق صاحب و مولانا حافظ محمد ابو طیب کی سعی بلیغ سے یہ کدورت دور ہوتی جا رہی ہے۔

ہمارے خیال میں نو مسلموں کی تالیف قلوب کی اشد ضرورت ہے اسلام کی شفقت کی گود ہر ایک کیلئے وسیع ہونی چاہئے تاکہ راہ چلتا مسافر بھی۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

کا کلمہ پکار اٹھے۔

مذہبی دنگل

چاندہ میں جہاں ایک طرف مسلمان وعظ کر رہے ہیں وہاں دوسری طرف پادریوں کی کوششیں بھی سرگرمی سے جاری ہو گئی ہیں عنقریب پادریوں کا دوسرا جلسہ بڑی دھوم دھام سے منعقد ہونے والا ہے جسمیں بہت سی تبدیل مذہب کے خواستگار عیسائی بنائے جائینگے پادریوں نے مرہٹی زبان میں انجیلیں چھاپ کر بکثرت شائع کر دیں ہیں انکی عورتیں نو مسلموں کی عورتوں سے نہایت

شفقت اور پریم سے ملتی ہیں اور اُنکی دلجوئی کے لئے انکے بچوں کو کھلونے دیکر تالیف قلوبی کرتی ہیں۔ غرضیکہ مسیحی صاحبان ان نومسلموں کو عیسائی بنانیکے لئے ہر طرحکے کمند ڈال رہے ہیں مگر اب دیکھنا یہ ہے کہ ایسے موقع پر مسلمان کہانتک دینی جوش دکھلاتے ہیں ایسے واعظ جو مرہٹی زبان میں تقریر کر سکیں انہیں اس مذہبی پنڈال میں جان توڑ کوشش کرنی چاہیئے

واہ تم کیوں چھیڑتی رہو

ادھر جب ڈاکٹر جیر نجیو نے آریہ دھرم سبھا اور ہندوونکے لیڈروں نے ہندو دھرم سبھا قائم کی تو بھلا ایسے موقع پر سوامی درشنانند جی کب چپ رہنے والے تھے اب آپ نے "دیانند ویدپرچارک مشن" قائم کرنیکا اعلان کیا ہے جو زیادہ تر مسلمانوں کو ہی اپنا تختہ مشق بنائیگا بھلا پہلے مسلمانوں پر کونسے کم حملے ہوتے تھے جو نئے مشن کی ضرورت پڑی مگر مسلمانوں کو صبر کی تعلیم دی گئی ہے وہ ہر ایک دکھ کو ان اللہ مع الصابرین کے سنہری اصول پر قربان کرتے ہوئے بڑی خوشی سے برداشت کرتے ہیں۔ ہاں جب یار لوگوں کے حملے حد تجاوز سے گزر جاتے ہیں تو مجبوراً مسلمانوں کو بھی محض ڈیفنس کے طور پر ان حملوں کو روکنا پڑتا ہے۔ اب ملک میں ضرورت ہے اس امر کی کہ باہمی میل ملاپ سے شانتی کا راجیہ قائم کیا جائے جو بادشاہ اور رعایا ہر دو کیلئے ٹھنڈک کا موجب ہو نہ یہ کہ باہمی ہم تیغ مچا کر ایذا دہی اور کشیدگی پھیلائی جائے۔

انقلاب انگیز ڈرامے

بنگالی اور مرہٹی زبانوں میں متعدد ڈرامے لکھے گئے ہیں جو شاہان اسلام کی ہتک سے لبریز ہیں اور انکا پرچار نوجوانوں میں بکثرت کیا جا رہا ہے۔ باوجود شاہان اسلام کی اس دریادلی کے جو انھوں نے اپنی فوج کے ہندو جرنیل کرنیل مقرر کرکے اور محکمہ مال کی اعلی اسامیوں پر ہندو کی تعیناتی کرکے اپنی بے تعصبی اور بیر اوپکار کا ثبوت دیا تھا جسے کہ مشہور اہل الرائے مرہٹہ مسٹر راناڈے ایسے زمانہ میں جبکہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین مخالفت کی آگ بھڑک رہی تھی شاہان اسلام کی بے تعصبی . . . . . کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکا مگر باوجود ان باتوں کے ہوتے ہوئے بھی برادران وطن مسلمانوں کا دل دکھانے کیلئے ادھار کھائے ہوئے ہیں ہندو متر جس برتن میں کھانا اور پھر اُسی میں چھید کرنا مہا پاپ ہے اگر آریہ لوگوں کا یدھ طولی مسلمانوں تک ہے محدود رہتا تو بھی غنیمت تھا مگر اب دیکلی لنڈن ٹائمز سے یہ معلوم کرکے نہایت افسوس ہوا ہے کہ مذہبی تنفر اور مغائرت پھیلانے والے ڈراموں کو پولیٹیکل رنگ آمیزی سے شوخ کرکے اُور فوق البھڑک بنایا گیا ہے جو کیا رعایا اور کیا بادشاہ دونوں کیلئے باعث کشیدگی ہے :-

اس امر سے کون ناواقف ہے کہ بمبئی پریسیڈنسی اور بنگال میں گورنمنٹ عالیہ کی نسبت کسقدر عناد پھیلا ہوا ہے، پولٹیکل اخبارات جو نوجوانوں کے طبائع پر سخت خطرناک اثر ڈالتے ہیں انکے علاوہ ایسے ڈرامے اور گیت سمندر نار پہ ایک اور تازیانہ لگاتے ہیں۔

مسٹر کھادلکا سابق سب ایڈیٹر حال ایڈیٹر اخبار کیسری (جو مسٹر تلک کا اخبار ہے) نے حال ہی میں ایک ڈرامہ تیار کیا ہے جو بظاہر تو کورد اور پانڈو کے حالات کو آشکارا کرتا ہے جسکا پلاٹ مہابھارت سے لیا گیا ہے۔ مگر مسٹر کھادلکا نے اسے ایسے سانچے میں ڈھالا ہے اور ایسے طریق سے سٹیج پر دکھلایا ہے جو گورنمنٹ عالیہ پر بڑے رکیک حملے کرتا ہے اور جس سے بڑھکر سڈیشن کی ترقی اور حکومت کے برخلاف عناد بڑھانے کا شاید ہی کوئی ذریعہ ہو گا تماشبین نہایت آسانی سے ایکٹر کے اصل منشا کو اخذ کر لیتے ہیں اور اسوقت اُنکے بشرے ساری وحشت نے ٹمٹمانے لگتے ہیں گورنمنٹ عالیہ کو اسطرف بہت جلد توجہ کرنی چاہیئے تاکہ بدخواہان ملک اور قوم کو اپنی ابلیسانہ شرارتوں کا موقع نہ ملے۔

جرمنی کا بیجا غصہ

جرمنی ترکی سے اپنا اثر گھٹ جانے سے سخت برہم ہے۔ اب ہر روز کسی نہ کسی نئی شکایت کو پیدا کرکے گورنمنٹ عثمانیہ . . . کو دق کر رہی ہے جرمنی اخبار نے صدر اعظم کو انگریزوں کا طرفدار بتلا کر اپنی حکومت اور حکومت آسٹریا کو ترغیب دیتے ہیں کہ وہ ترکی میں مراسم بڑھانیکے بجائے بلقانیں گڑبڑ پیدا کرے مگر انہیں معلوم نہیں کہ ترکی کا انگلستان کی دوستی پر مائل ہونا ایک مخلص اور بے ریا قوم کی دوستی سے مستفیض ہونیکا ذریعہ ہے اور جرمنی بندۂ غرض ہے اور غرض مند کی دوستی قابل اعتماد نہیں۔

ابھی صبر کرو

روزانہ دو تین ایسے خطوط آتے ہیں جنمیں

لکھا ہوتا ہے کہ نور کو ہفتہ وار کرو ہماری آنکھیں راہ تکتے تکتے تھک جاتی ہیں۔ سو ان مہربانوں کی خدمت میں التماس ہے کہ چھ ماہ اور صبر کریں۔ انشا اللہ تعالےٰ شروع سال سے ہفتہ وار کیا جائیگا درمیان میں ہفتہ وار کرنے سے حساب میں گڑبڑ مچ جانیکا اندیشہ ہے۔

بیرحمی کی حد ہوگئی

پنڈت بھیم سین شرما سابق آریہ پنڈت ایڈیٹر برہمن سروسو مقام اٹاوہ نے اپنے اخبار جلد اول نمبر ۱ بابت فروری سنہ ۱۹۱۰ء میں بہ عنوان مضمون سوامی دیانند کے ساتھ ہمارا قیام یوں تحریر فرماتے ہیں۔ سمت ۱۹۳۳ بکرمی میں وکٹوریا مہارانی (قیصر ہند) کا دربار شاہی دہلی میں ہوا تھا۔ آتے میں چلتے وقت ریل پر بھیڑ بھاڑ بہت ہونے کے باعث سوامی دیانند کے پھٹے پرانے کپڑوں کی ایک گٹھری ریل میں کھوئی گئی اُسکی عوض میں چار آدمیوں سے (جو انکے ملازم تھے) سوامی جی نے چار روپے کاٹ لئے اگر وہ کپڑے فروخت یا نیلام کئے جاتے تو شاید دو روپے کے بھی نہ ہوتے۔ کئی آدمیوں کے سمجھانے پر بھی سوامی جی نے کسی کی بات نہ مانی۔ صاحبو کیسی تعجب کی بات ہے کہ دو روپے کا مال دہلی دربار جیسے موقع پر اگر کثرت بھیڑ بھاڑ میں کھو گیا تو کونسی اچنبے کی بات تھی۔ تسپر سوامی جی کا انصاف اور رحم ملاحظہ ہو کہ دو کی بجائے چار روپیہ اپنے غریب نوکروں سے وصول کرلئے اور طرّہ یہ کہ لوگوں کے سمجھانے پر بھی اپنی بے رحمی سے باز نہ آئے یہ ہے آریہ سماج کے مہارشی کی تعلیم کا نتیجہ کہ جسمیں وہ اپنے چیلوں کو ڈھال گئے ہیں۔

کیا یہی انسانیت کا اعلیٰ مقام ہے۔ نکلیگی ارجن اپنے گورو کی پوزیشن کو صاف کرے

دھوم مچ گئی

نور کے ضمیمہ کے ذریعہ جو رشی دیانند کو اصلی روپ میں دکھلایا گیا تھا اُسے پڑھکر آریہ بھی لوٹ پوٹ ہوگئے۔ اُسکی طلبی کیلئے ملک کے دور و دراز حصص سے دھڑا دھڑ درخواستیں آرہی ہیں۔ مگر ضمیمہ تمام ختم ہوگیا۔ چار سو درخواستیں بغیر تعمیل کے دفتر میں پڑی ہیں ضمیمہ کے طلبگار گھبرائیں نہیں عنقریب انشاء اللہ تعالےٰ ضمیمہ کو مناسب ترمیم کے بعد ٹریکٹ کی صورت میں شائع کیا جائیگا قیمت بہت تھوڑی رکھی جائیگی تاکہ ہر کدومہ مستفیض ہوسکے۔

میں نہایت ہی مشکور ہوں

بابو محمد حنیف صاحب خانیوال سید اکبر علیشاہ صاحب شملہ۔ بابو عبدالحق صاحب میرٹھ مولوی عزیز بخش صاحب ڈیرہ غازیخان۔ سید شاہ نواز صاحب فیروزپور۔ سیٹھ عبدالرشید صاحب بٹالہ۔ مولوی محمد فخرالدین خانصاحب بی اے کوئٹہ محمد عبدالعزیز صاحب بھٹی۔ مولوی محمد دین صاحب گرداور قانونگوی۔ محمد عبداللہ صاحب منشی ضلعداری۔ مولوی عبدالرحیم صاحب باندہ سید جلال شاہ صاحب سربرہ۔ شیخ منظور علی صاحب شاکر مراد آباد۔ منشی ظفر حسن صاحب سام محمد اکبر خانصاحب راجن پور۔ خانصاحب مولو داد خانصاحب سب انسپکٹر کا انکا جنھوں نے نور کی توسیع اشاعت کیلئے کوشش فرمائی دین حقہ کے حامیو جسقدر نور کی اشاعت کا دائرہ وسیع ہوگا۔ اُسیقدر یہی نور دینی خدمت کو احسن طریقہ سے ادا کرسکیگا۔

اگر نور کے دوسرے خریدار بھی نور کی توسیع اشاعت کیلئے توجہ فرما دیں تو نور اپنی کرنوں سے اچھی بدکار مخالفین کو خیرہ کرے۔

بٹالہ کے مقدمہ کا ڈراپ سین

یہ دن بھی آریہ سماج کی تاریخ میں جلی حروف سے لکھے جانیکے قابل ہے جبکہ آریہ سماج کے اس اہم ترین مقدمہ کا نتیجہ سنائے جانے والا تھا جسکے انتظار میں آریہ سماج ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہی تھی اب خدا خدا کرکے وہ دن بھی آگیا۔

۱۹ فروری کو خاص عدالت کا دربار لگتا ہے ملزم درجہ وار بلائے جاتے ہیں ملزموں کے چہرہ اداسی کیساتھ زرد خستہ میں متغیر ہیں نتیجہ سننے کی انتظاری میں باچھیں کھلی ہوئی ہیں آنکھیں ٹکٹکی باندھے ہوئے ہیں اگرچہ انکے دلوں کو ڈھارس بھی کہ اپنی گناہوں سے توبہ کی گئی ہے معافی ملجائیگی مگر آہ افسوس آریہ سماج اس جگہ اپنے ایشور کے اٹل قانون کو بھول گئی کہ انکے مذہب میں توبہ نا قبول اور معافی محال ہے

جو آک اور دھتورہ بوکر آم کی امید رکھتا ہے وہ سخت احمق ہے جو ببول بوکر گلاب کے پھول کو حاصل کرنا چاہتا ہے وہ اول درجہ کا بیوقوف ہے۔ آخر عدالت عالیہ ملزموں کو مخاطب کرکے مہاراجہ صاحب کا حکم پڑھکر سناتی ہے۔

کہ تمام ملزم جو میری ملازمت میں ہیں اپنے عہدوں سے فوراً موقوف کئے جائیں اور میری ریاست سے ایک ہفتہ کے اندر اندر باہر ہوجائیں اور بغیر خاص اجازت کے واپس نہ آویں۔ یہ سن ملزموں کے چہرہ

سے ہوائیاں چھوٹتی ہیں منہ فق ہو جاتے ہیں رنگ بدل جاتا ہے۔ اور آریہ سماج کا وکیل مہاتما منشی رام بے ساختہ یہ کلمہ کہہ اٹھتے ہیں کہ میری آخری فریاد .... تا ہنوز "سن لو" زبان سے نکلنے نہیں پاتا کہ پردہ گر .... جاتا ہے اور مہاتما منہ تکتے کے تکتے رہ جاتے ہیں۔

رسی جل گئی پر بل نہ گیا

اگر اس مقدمہ کے حشر سے آریہ دوست آئندہ کے لئے پشیمان ہوتے تو بھی کچھ مضائقہ نہ تھا کیونکہ جو صبح کا بھولا شام کو گھر آئے اُسے بھولا نہیں کہتے مگر نہیں وہ اس مقدمہ کے فیصلہ کو بھی اپنی بریت کا سارٹیفکٹ سمجھتے ہیں اور مارے خوشی کے دھوتی سے باہر ہوئے ہیں واہ ری بےغیرت۔

دشمن بھاگ گیا

ریویو آف ریلیجنز کے فاضل ایڈیٹر مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے نے جو آریہ سماج کو انکی غلط کاریوں سے متنبہ کیا تھا اور انکے گند کو تہ خانوں سے نکالکر کھلی ہوا میں پھینکا تھا تو اسپر لالہ دھرم پال اپنے گند کے تعفن سے اسقدر گھبرائے کہ تمام اٹی سٹی بھول گئے اور مارے وحشت کے اعلان کر دیا کہ ہم حدیقۃ الاسلام لکھے گا یہ کریگا وہ کریگا۔ مگر ذرا تامل کے بعد انہیں معلوم ہو گیا کہ میں تو شیش محل میں بیٹھکر راہ چلتے مسافروں کو پتھر چلا رہا ہوں میرا پتھر تو شاید ہی مسافروں پر چوٹ کریگا مگر انکا پتھر تو میرے شیش محل کے توڑنے کے علاوہ میرا سر بھی پھوڑیگا اسلئے چپکے سے اعلان کر دیا کہ ہم حدیقۃ الاسلام نہیں لکھیگا خوب

اب ہوش آگئی

اب بالطبع یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کہاں تو وہ دم خم کہ ہم حدیقۃ الاسلام سے اسلام کی قلعی کھولیگا یہ کریگا وہ کریگا اور کہاں یہ بزدلی۔ مگر دھرمپال بھی مجبور ہے وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ ایک دفعہ دھرمپال کے لگے سگے کو ایک پٹھان کے ہمسایہ میں رہنے کا اتفاق ہوا پٹھان یہ دعا مانگا کرتا تھا کہ خدایا تیر تفنگ سے واسطہ ڈال یہ سن دھرمپال کے لگے سگے کو بھی یہ شوق کود آیا اور اس نے بھی یہ دعا مانگنی شروع کی اے رب میرا بھی تیر و تفنگ سے واسطہ ڈال خیر دعا قبول ہو گئی۔ سرحد پر جنگ چھڑ گئی دونوں کو وہاں جانا پڑا جب وہاں جاکر دھرمپال کے لگے سگے نے گھنا گھن توپوں کے فائر اور دھنا دھن بندوقوں کی آوازیں سنیں تو اسکے پران خطا ہو گئے ہوش اُڑ گئے گھبرا کر یہ دعا مانگنی شروع کی کہ اے رب "نلی تانہ" سے واسطہ ڈال سو دھرمپال پر ہمیں افسوس نہیں یہ جنم سنسکار کا پھل ہے جدی رشتہ ہی جسکے لئے دھرمپال پیٹھ دکھانیکے لئے مجبور ہوا۔

مکہ معظمہ میں سیلاب

۲۴ ذیحجہ کی صبح کو سخت گھیرے بادلوں کے نیچے حرم بیت اللہ شریف میں نماز ادا کی گئی جھینی جھینی بوندا باندی کا تقاطر جاری تھا خیال تھا کہ یہ کالے کالے بادل ابھی چھن بھن ہو جائینگے مگر رعد کی کڑک اور بجلی کی چمک بتدریج بڑھتی گئی۔ بوندا باندی سے چھینٹے چھیوٹوں سے موسلا دھار برسنا شروع ہوا آناً فاناً مکہ معظمہ کے گرد نواح میں جل تھل ہو گیا دوکانوں اور گھروں کا اسباب بھی پانی کی رو میں بہ گیا سائبان اور جھونپڑے بھی ندارد ہو گئے وادی خلیل سے پانی کا آغاز ہوا اور حرم شریف کے گرد نواح پانی کا تلاطم نہایت زور سے ٹھاٹھیں مارنے لگا طواف کرنیکے حلقہ میں اسقدر پانی کھڑا تھا کہ لمبے سے لمبا آدمی بھی ڈوب جائے تقریباً تیس جانیں تلف ہوئیں جنمیں زیادہ تر تماشبین گروہ تھا جو اس پانی کے بہاؤ میں لوگوں کا اسباب لوٹ رہا تھا گویا بدوں کو انکی بدی کا بدلہ ہاتھوں ہاتھ مل گیا خدا خدا کر کے ظہر کے وقت تک مینہ تھم گیا لوگوں کو چلنے پھرنے کا موقع ملا سب سے پہلے شریف مکہ نے حرم شریف سے پانی نکالنا شروع کیا پھر تو اُسے دیکھکر تمام لوگ اُمڈ پڑے اور ہفتوں کا کام ایک دن اور ایک رات میں کر دیا دوسرے روز صرف کیچڑ ہی تھا۔

بخارا کے سنی اور شیعہ میں فساد

خدا جانے مسلمان اپنے نفع اور نقصان کو کب سوچینگے۔ انکی ہمسایہ قومیں تو دوڑنگے لگاتی ہوئی آگے نکل رہی ہیں مگر مسلمانوں بیچاروں کے لئے انکی رفتار کا مقابلہ تو الگ رہا باہمی جھگڑوں سے ہی فرصت نہیں ملتی محرم کے ایام میں جو بخارا کے شیعہ اور سنی میں فساد ہوا تھا اُسکی آگ ابھی تک مدہم نہیں ہوئی مغائرت اور کدورت باہمی روز افزوں ہوتے جارہی ہے کارخانے بند پڑی ہیں بہت سے آدمی تلوار کے گھاٹ اوتارے گئے اور بہتوں کے اوتارنیکی فکر ہو رہی ہے۔ افسوس اس سے پہلے بھی باہمی کھٹا پٹی کی وجہ سے ہی وسط ایشیا کی اسلامی ریاستیں اپنے آپکو تباہ کر چکی ہیں۔ خود ایران کا بہت سا حصہ روس کے قبضہ میں چلا گیا ہے

اور آئندہ کیلئے بھی خیر نظر نہیں آتی مگر مسلمان ہیں کہ آنکھ اٹھا کرے نہیں دیکھتے کہ انکی زندگی کی کشتی کسطرف کو جا رہی ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

اسلام کا بول بالا

سچ ہے کہ لال گودڑیوں میں بھی نہیں چھپے رہتے

باوجودیکہ مسلمانوں کی چال دھیمی ہے انمیں دھارنک جوش کی تڑپ جوش زن نہیں پھر بھی بغیر کسی قسم کی وعظ و نصیحت اور ترغیب کے روحانی گیان کی خواہشمند روحیں کھچی چلی آ رہی ہیں۔ افریقہ میں جہاں کہ عیسائیت کا بہت جوش ہے اور ہر طرح کے لالچ اور تالیف قلوب اور کمندوں سے پادری لوگ وہاں کے باشندوں کو ورغلا رہے ہیں تسپر بھی لوگ اسلامی قدسیت پر اندھے چلے آ رہے ہیں چنانچہ ڈاکٹر کارل کوم نے نہایت جوش سے یہ ظاہر کیا ہے کہ اگر چند سے یہی حالت رہی تو تمام افریقہ مسلمان ہو جائیگی اور عیسائی لوگ ہاتھ ملتے رہ جائینگے۔ ڈاکٹر صاحب کو افسوس ظاہر کرنیکی کوئی ضرورت نہیں سچائی میں ایسی ہی کشش ہے اگر یہ بات نہو تو سچ اور جھوٹ میں کیا فرق۔

اب آنکھیں کھلیں

آریہ سماج کے پریذیڈنٹ ماسٹر درگا پرشاد نے یہ زیر ولیوشن پاس کیا ہے کہ ہر ایک آریہ کو گورنمنٹ کی وفاداری کا ایک اقرار نامہ لکھ کر دینا چاہیئے ورنہ اسکا نام آریہ سماج کی فہرست سے خارج کیا جائیگا کاش یہ سوچ آج سے پانچ سال پہلے آریہ سماج میں پیدا ہوئی تو یہ روز بد نہ دیکھنا پڑتا مگر اب بھی شکر ہے جو صبح کا بھولا شام کو گھر آئے تو بھی غنیمت مگر ہم بحیثیت خیر خواہی پبلک کے ماسٹر جیکی خدمت میں یہ عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ واقعی آریہ سماج میں وفادارانہ رنگ دیکھنا چاہتے ہیں اگر وہ شانتی کے دلدادہ ہیں تو خدا کے لئے اس خطرناک تعلیم کو اپنی مذہبی پستکوں سے نکالدیں جسمیں یہ لکھا ہے کہ جو دھرم پر قائم نہیں رہتا یعنی ویدوں کو نہیں مانتا خواہ باپ ہو بھائی ہو بہن ہو بھائی ہو اسے واصل جہنم کر دو دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۲ پھر ستیارتھ پرکاش کا صفحہ ۵۲ ملاحظہ فرمائیں کہ جسمیں یہ خطرناک تعلیم درج ہے۔ نندک ناستک کو جاتی پنکتی اور دیش سے باہر کر دینا چاہیئے یعنی جو لوگ وید کی عزت نہیں کرتے انہیں ذات قطار سے اور ملک سے جلا وطن کر دو پھر آریہ بھی ونی کے صفحہ ۵ پر یہ سخت خطرناک تعلیم دی گئی ہے کہ جن لوگوں نے ہر سچ پر یہ اور گہرست نہ رکھا ہوا ہے یا تو ہمارے مذہب کو قبول کریں یا انکی زندگی کا خاتمہ ہو جانے۔ کیا اس خطرناک تعلیم کے ہوتے ہوئے ماسٹر جی یہ خیال کر سکتے ہیں کہ آریہ سماج میں وفادارانہ حس پیدا ہو سکتی ہے اگر ماسٹر صاحب اس نیک ارادہ میں کامیابی کا منہ دیکھنا چاہتے ہیں تو پہلے اس خطرناک تعلیم کا خاتمہ کریں۔

دھرم کی کسوٹی

یہ ایک محققانہ ٹریکٹ حال ہی میں شائع کیا گیا ہے جسمیں آریہ سماج کی مشہور و معروف پرچارک سوامی درشنانند کے ۱۴ سوالوں کے جوابات نہایت محققانہ اور فلسفیانہ رنگ میں دئے گئے ہیں (۱) ساماجی پرمیشور (۲) ابطال قدامت روح و مادہ (۳) ابطال تناسخ (۴) تحریف وید (۵) ابطال قدامت وید (۶) ویدک فلسفہ کی حقیقت (۷) ویدک عبادت (۸) ویدک نجات (۹) وید کے الہامی ہونے میں جانچ (۱۰) ویدک دھرم کی اصلیت وغیرہ غرضیکہ دقیق سے دقیق سوالات کو بھی نہایت آسان سے آسان پیرائے میں حل کیا گیا ہے۔ اس ٹریکٹ کے مفید ہونے میں یہی کہنا کافی ہوگا۔ کہ سوامی درشنانند بھی اپنے سوالوں کے جوابات پڑھکر لاجواب ہو گئے۔ ٹریکٹ کی اشاعت جسقدر زیادہ ہوگی اسیقدر اسلام کا "نور" لوگوں پر ظاہر ہوگا۔

دوستوں کو چاہیئے کہ کثرت سے لوگوں میں اسکی اشاعت کریں حجم صفحہ ۱۴
قیمت فی کاپی ۱/ ایکدرجن کے خریدار سے صرف ۹/

طاعون کا زور

ہندوستان میں

طاعون کا زور ترقی پر ہے ہفتہ گزشتہ میں ۱۴۳۰۹ فوتیاں ہوئیں حالانکہ ہفتہ گزشتہ میں ۱۲۴۰۵ ہوئیں تعداد مذکور میں راجپوتانہ کی رپورٹ شامل نہیں ورنہ اور بھی زیادہ تعداد ہوتی یہ ہم لوگوں کی شامت اعمال کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ غضب نازل ہو رہا ہے۔ یہ وقت ہے کہ خدا کے حضور میں نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ تضرع و زاری کیجائے تاکہ یہ بلا ٹل جائے۔

بگلے بھگت

کلکتہ میں دو نوجوان بھگوے کپڑے پہنکر سادہو اور سناسیوں کے بھیس میں دفاتر سکریٹریٹ کے نواح میں منڈلاتے پھرتے تھے جہاں حضور ویسرائے کی گارڈن پارٹی کا جلسہ ہو رہا تھا دونوں بنگالی سادہو

ریویو۔ ہمنے اسلامیہ پریس کا چھپا ہوا ایک قرآن شریف دیکھا۔ نہایت خوشخط جلی قلم۔ حجم ۶۰۰ صفحہ سے زیادہ۔ جلدیں صاف اور عمدہ۔ سفید۔ حنائی اور مصری تین رنگ کے کاغذوں پر چھپا ہے۔ قیمت نہایت قلیل سفید اور حنائی کی عہ اور مصری کی ۲/ روپے بے شک ایسی ارزاں قیمت ہمیں تعجب میں ڈالتی ہے۔

گرفتار کئے گئے تحقیقات جاری ہے

مسافر آگرہ لکھتا ہے

بقول لیکے "نیا مسلمان بغل میں بوریا" ہمارا معزز بھائی جو کبھی سردار سوہن سنگھ جی کے نام سے پکارا جاتا تھا جسپر ہندو سکھ قوم کو ناز ہوگا جو ہندو بزرگان و ہندو پیشوایان کو نہایت ہی نظر توقیر سے دیکھا کرتا تھا ان کے نقش قدم پر ناصیۂ اطاعت دھرتا تھا۔ ان کے پاک کلام کو حرز جان سمجھتا تھا۔ انکی ہر طرحکی پیروی اپنا دین و ایمان سمجھتا تھا۔ اب اثر تعلیم مرزائی سے شیخ محمد یوسف بنکر بہ ہوا و ہوس شہیدی بزرگان و پیران دیدک دہرمیوں کی توہین و تضحیک کرکے جنت کی امید پر خلق خدا کی دل آزاری پر کمربستہ ہوا ہے آپکی محسن کشی اور شریر النفسی کا ہر ایک ہوشمند نمونہ ذیل سے اندازہ لگا سکتا ہے کہ تعلیم مرزائی کیا سکھاتی ہے۔ کسطرح ایک انسان کو حیوان بناتی

اپنی آنکھ کا شہتیر دیکھو

ہم مسافر آگرہ کے معزز ایڈیٹر کی خدمت میں سوائے اسکے اور کچھ نہیں کہہ سکتے کہ یہاں پہنچے ہمارے مضمون کو الٹ پلٹ کرکے اسکا کچھ کا کچھ بنا دیا ہے۔ وہاں ایشور کیواسطے "رشی دیانند" کا سب سے پہلا مضمون بھی ملاحظہ فرماؤ جسجگہ سوامی درشنانند نے خواہ مخواہ دل کھولکر ہماری دل آزاری کی ہے۔ سوامی درشنانند نے نور کو ظلمت لکھا ہے۔ اور ہمیں پاپی چنڈال۔ دُشٹ۔ کاذب کے نام سے پکارا ہے۔ بجالیکہ ہمنے سوامی جی کا کچھ بگاڑا نہ تھا۔ اگر وہ ہمارے مضمون کا کھنڈن کرنا چاہتے تھے تو سلامت روی اور دھیرج سے کرتے نا کہ پرسرام کا کلہاڑا لیکر میرا کچومر نکالنے کو تیار ہو جاتے۔ جب تک تصویر کے دونوں پہلوؤں پر غور نہ کیا جائے یکطرفہ ڈگری دھرم اور ایمان کے علاوہ انصاف کا خون کرنے والی ہے۔ جب سوامی جی نے ہمیں دشٹ چنڈال اور پاپی کے نام سے پکارا تو اسکے ڈیفنس کے لئے اگر ہم نے واقعات پر روشنی ڈالتے ہوئے بائیکاٹ شدہ رشی لکھدیا تو کونسا گھور پاپ کردیا۔ کیا مسافر آگرہ کا ایڈیٹر اس بات سے انکار کرسکتا ہے کہ سوامی درشنانند کو آریہ پلیٹ فارم سے بائیکاٹ نہیں کیا گیا۔ پیشتر اسکے آپ ہمپر اپنا بیجا غصہ نکالیں۔ پہلے آریہ سماج پر نالش کریں جنہوں نے سوامی درشنانند کو بائیکاٹ کیا۔ پنڈت بھوجدت جی ہمارے ڈیفنس پر اسقدر آپے سے باہر ہورہے ہیں خدا کیلئے ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھیں کہ آپ کسطرح اپنے ہر پرچہ میں اہل اسلام کا جگر پارہ پارہ کرتے ہیں مثال کیلئے اپنا جنوری کا پرچہ ہی ملاحظہ فرمادیں جسمیں مسلمانوں کو دل کھولکر بے نقط سنائی گئی ہیں صرف تہائی کالم میں اسقدر گالیاں دی گئی ہیں کہ مسلمان جابر ہیں ظالم ہیں۔ مکار۔ جہادی۔ غدار۔ شرانگیز۔ فتنہ خیز۔ اندھیر گردی مچانیوالے ہیں" یہ صرف ⅓ کالم کا نمونہ ہے سالم پرچہ کا اندازہ خود لگا لیجئے اور پھر ہم جو محض ڈیفنس کیلئے کچھ کہتے ہیں تو آسمان سر پر اٹھا لیا جاتا ہے۔ یہ مصرعہ خوب یاد رہے

کلوخ انداز را پاداش سنگ است

پیرس میں تباہی

یہ وحشتناک خبر پھر پہنچی کہ دریائے سین جسنے دنیا کی "خوبصورتی" پیرس کو تہ و بالا کردیا تھا آجکل پھر ٹھاٹھیں مار رہا ہے اور بعض مقامات پر پھر تباہی کرنے لگا ہے خدا خیر کرے۔

دار الخلافہ روس میں مسجد

سینٹ پیٹرز برگ میں پہلی مسجد کا سنگ بنیاد روس کے ہر حصہ کے اسلامی عمائد اور امیر بخارا کی موجودگی میں رکھا گیا مسجد کیلئے جسمیں پانچہزار نمازیوں کی گنجایش ہوگی زمین امیر ممدوح نے ہی عطا فرمائی ہے۔ خدا آپکو جزائے خیر دے۔

روس اور ایران میں کشیدگی

روس نے شمالی ایران کو ہڑپ کر جانیکے لئے پھندے پھیلا رکھے ہیں روس کی فوج کسی نہ کسی بہانہ سے ایران کی حدود میں داخل ہوکر ایرانیوں کی چھاتی پر مونگ دلتی رہتی ہے پچھلے ایام میں قزوین اور دوسرے اضلاع میں روسیوں نے اودھم مچایا تھا وہ اخبار بین اصحاب سے مخفی نہیں ہوگا وہ زخم تاہنوز بھرا بھی نہ تھا کہ روس نے ایک اور تازہ چرکہ لگایا۔ رحیم خان باغی کو ایرانی سپاہیوں نے شکست فاش دیکر شمالی مغربی سرحد پر امن قائم کردیا تھا لیکن روس نے اس باغی کو اپنے ہاں پناہ دی نہ صرف پناہ ہی بلکہ اُسکی خاطر و مدارات میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا گیا اردبیل کے روسی قونصل کے سکرٹری نے رحیم خان کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر فوٹو کھچوایا اور اُسکو خفیہ مدد دی تاکہ سرحد پر فتنہ و فساد جاری رہے اور مانچسٹر کا نامہ نگار طہران سے رقمطراز ہے کہ ضلع قراداغ میں جہاں پوری طرح سے امن امان تھا روس نے دفعتہً بلاوجہ بے سبب فوج کے کئی دستے روانہ کردئے۔

ایران کی گورنمنٹ نے روسی سفیر سے بلاوجہ مداخلت کی نسبت استفسار کرتے ہوئے کہا کہ جب قراداغ کا انتظام کرنے پر گورنمنٹ من کل الوجوہ قادر ہے تو یہ فوج بھیجنی کیا معنی

رکھتا ہے اسکا جواب صرف اسیقدر ملا کہ اب تو فوج روانہ ہو چکی واپس نہیں آسکتی۔

ٹرکی پارلیمینٹ

ٹرکی پارلیمینٹ کے ممبر قصر چراغان کے جلنے کے

بعد کسی جگہ اپنا اجلاس کرنے پر متفق ہی نہیں ہوتے۔ کچھ تو یہ رائے دیتے ہیں کہ قوم پر بار ڈالنے سے یہ بہتر ہے کہ کھلے میدانوں میں خیموں کے اندر پارلیمینٹ کا اجلاس ہوا کرے۔ اور بعض شاہی اصطبلوں میں پارلیمینٹ کا اجلاس مناسب قرار دیتے ہیں۔ ان کی اس نئی نئی آرا پر مخلوق ہنستی ہے۔ سلطان عبدالعزیز مرحوم کی بیٹی نظیمہ سلطان نے اپنے دو ایوان قور چشمہ میں مجلس کو نذر کئے تھے وہ بھی ممبروں نے پسند نہیں کئے۔ انجمن اتحاد ترقی کا خاص کلب اور سابق وزیر جنگ رضا پاشا کا محل ایک بھی انکے حسب مرضی نہیں وہ کہتے ہیں کہ قدیم ایوان جو میدان ایا صوفیا کے محاذ میں واقع ہے۔ پھر انکو ملجائے۔ حالانکہ اب وہاں وزارت عدلیہ کا دفتر ہے اور اسنے بہت کچھ خرچ کرکے اسے اپنی ضرورت کیموافق بنا لیا ہے۔ وزیر انصاف سے بذریعہ حکومت اسکو خالی کرانے کی تحریک ہوئی۔ تو اپنے جواب دیا کہ مجلس کا چراغان کے کھنڈر میں اجلاس کرنا آسان ہے۔ لیکن یہاں غیر ممکن ہے کیونکہ آج یہ عمارت خالی کیجائے تو تین ماہ تک عدالتوں کے تمام کام بند کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا اور مجلس کو یہ جگہ صاف شفاف پھر بھی نہ ملے گا۔

قصر چراغان کے جلنے سے ۵۰ لاکھ پونڈ کا نقصان ہوا ہے۔ یعنی تقریباً پونے چار کروڑ روپے کا۔ اس قصر کے جل جانے سے قوم میں عجیب عجیب روایتیں مشہور ہیں۔ جاہلوں کا ایک فرقہ اسے غضب الٰہی اور دستور سے خدا کی ناراضی خیال کرتا ہے کوئی کہتا ہے کہ قومی نائب جب اپنے اجلاس کے مکان کو نہ بچا سکے تو وہ قوم و ملک کو کیا محفوظ بنائینگے بہر حال جتنے منہ اتنی زبانیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قوم ابھی دستور کے لطف سے محض بیخبر ہے اور استبداد کی دلدادہ ہے۔ آزاد منش ترک اس مصیبت کا سبب رجعت پسندوں کو بتاتے اور ان پر یہ الزام رکھتے ہیں کہ انہوں نے ہی یہ آگ لگائی ہے۔ عام قوم اور خاص کی تو یہ حالت ہے اور قومی نائبوں کی یہ کیفیت ہے کہ وہ ملک کے انتظامی قانون بندی کی جگہ اپنے قیمتی اوقات کے بیشتر گھنٹے شاہی کتب خانوں کی ترتیب اور مؤلفین کے حقوق پر بحث و مباحثہ کرنے میں صرف کرتے رہتے ہیں۔ افسوس! +

گورنمنٹ عالیہ اور ہم

ہم کس منہ سے اس دیالو اور مہربان

گورنمنٹ کا شکر ادا کریں جسکے لئے ہمارا رونگٹا رونگٹا اس کے احسانوں کے دبا ہوا ہے دور کیوں جائیے ذرا ریل گاڑی ہی کے فوائد پر نظر ڈالکر دیکھ لیجئے ریل کے جاری ہونے سے پہلے سفر کی جو حالت تھی وہ سب کو معلوم ہے پیدل چلنا خدا کی پناہ دوزخ کے عذاب کی برابر تھا مسافر جلتا ہے یا یوں کہو کہ جلتا ہے ٹانگوں کی تھکن گرمی اور لو کی جلن چھتری وغیرہ سے دھوپ کو کسیقدر روک لیا تو لو کا کیا علاج مگر انکو بھی منزل کی لو لگی ہوئی تھی۔

شعر

چلا ہی جاتا ہوں میں گو چلا نہیں جاتا
غضب ہے شوق رسائی و دوری منزل

لوٹا ڈوری پاس نہیں پیاس ستاتی ہے۔ کواں ملا۔ مگر ڈول رسی ندارد۔ لبالب کنواں اور مسافر ڈوب مرتے ہیں۔ اگر سردی اور برف ہی تو پاؤں ٹھٹھر گئے قدم نہیں اُٹھتے ناک سے پانی جاری صبح کی ٹھنڈی ہوا سے زکام۔ غرض مسافر کا کام تمام جب شام ہوئی اور منزل مقصود پر پہنچے اسوقت جو خیال اور ملال دل پر گزرے انکے بیان کی قلم کو طاقت نہیں صبح وطن کا لطف اور شام غربت کا دُکھ کسی دکھیارے تجربہ کار سے پوچھو۔

گھوڑے ٹٹو ہارتے اور اکثر مر جاتے تھے جو بیچارے قافلہ سے پیچھے رہ گئے یا سو گئے بس وہیں رہے۔ ایسے ڈگے کا خدا حافظ برا تو نہیں دور جانا مصیبت سمجھا جاتا تھا۔ باوجود کہ صاحبان کیطرف سے سواری وغیرہ کا عمدہ انتظام ہوتا تھا۔ مگر پھر بھی جانا ایک عذاب منوہر جیسا رشی جو جنگل میں رہتا اور گھاس پات کھاتا تھا یوں فرماتا ہے

بھوں سو دیں بھوکے مریں اور پہا کین یا پور بیت
کہے منوہر جانگلی جم سے بری جنبیت

جب منوہر جی اپنے تجربہ میں موت کو اس زمانہ کے سفر سے ترجیح دیویں تو اور کیا شہادت چاہیئے

تجارت کا بہت بڑا حرج تھا۔ ریت میں بار برداری کے بیل کی ٹانگ ٹوٹ گئی اسباب رُکا یا کسی اور وجہ سے مال دیر سے پہنچا نرخ کہیں کا کہیں نکل گیا نفع کی بجائے نقصان اُٹھانا پڑا آئے تھے نماز بخشوانے روزے گلے پڑے

لوگ ہردوار کے تیرتھ کی جاترا کو جاتے تھے مگر انکے لواحقین پہلے رو پیٹ بیٹھتے تھے کیونکہ زندہ واپسی کی یقینی امید نہ ہوتی تھی مگر آجکل دوسرے روز ہردوار کی جاترا سے انسان واپس آسکتا ہے

سوسائٹی پر ایک اعلیٰ درجہ کا اثر ریل نے یہ پیدا کیا کہ ہندوستانیوں کے مزاج میں پھرتی اور پابندی اوقات پیدا ہو چلی ہے اگر گاڑی ساڑھے سات بجے پہنچے تو ممکن نہیں کہ مسافر آٹھ بجے آئے پہلے ہند کے لوگ گھر سے نکلنا بہت مشکل سمجھتے تھے احدی بنے پڑے رہتے تھے اب شوق سے سفر کرتے ہیں مذہبی مقامات کی زیارت اکثر لوگوں کو میسر نہ ہوتی تھی اب بڈھے بچے۔ اور مستورات تک حج اور جاترا کو جاتے ہیں نہ لٹنے کا خطرہ ہے نہ مارے جانے کا اندیشہ ہے۔ یہ تمام سکھ ہمیں محض گورنمنٹ عالیہ کے قدوم میمنت لزوم سے حاصل ہوئے ہیں ہماری دلی دعا ہے کہ ایسی مہربان گورنمنٹ کا سایہ ابد الآباد تک ہمارے سر پر رہے۔ آمین

ابھی تھوڑا صبر کرو بعض دوستوں کی تحریک سے ہمنے پرم پتا حضرت خلیفۃ المسیح کے ہو بہو درس کو نعمت کے اُن عاشقوں تک پہنچانے کے لئے انتظام کیا تھا جنکے دل میں روحانی گیان کیلئے تڑپ رہتی ہے۔ سو الحمد للہ کہ لگاتار درخواستیں آرہی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ پرم پتا کے کلمات طیبات کے کسقدر اچھلاشی ہیں مگر جب تک چار سو درخواستیں نہیں آئینگی تب تک کام نہیں شروع کیا جائیگا سو وہ لوگ جو اس معرفت تامہ کے گنجینہ سے مستفیض ہونا چاہتے ہیں وہ جلد تر اپنے اسمائے گرامی لکھکر بھیجدیں تاکہ جلدی کام شروع کیا جائے۔

ریویو ہمارے پاس مدرسہ الٰہیات کانپور کیطرف سے ایک ٹریکٹ پہنچا ہے جسمیں میاں محمد اسمٰعیل صاحب طالب علم مدرسہ مذکور نے سوامی درشنانند کے ۲۵ سوالونکے جوابات نہایت معقولیت اور وضاحت اور شانتی سے دیئے ہیں ہمیں یہ ٹریکٹ پڑھکر از حد خوشی حاصل ہوئی ہے طلباء کے دلوں میں مخالفین کے جوابات کیلئے جس پیدا ہونی یہ قومی بیداری کا نشان ہے کیونکہ جو آج طلباء ہیں وہی کل قومی لیڈر بنینگے۔ مبارک ہے وہ سکول جو ایسے طلباء پیدا کرتا ہے۔ ٹریکٹ کی قیمت درج نہیں۔

ملنے کا پتہ

حافظ احمد الدین صاحب انریری سکرٹری

مدرسہ الٰہیات کانپور

دین الحق یا ہمارا مذہب ہر ایک احمدی دوست کو مندرجہ عنوان نام کتاب کو خرید کر حسب مقدرت غیر احمدیوں میں تقسیم کرنا ضروری فرض ہے کیونکہ اس کتاب میں حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام مرحوم مغفور کے جملہ عقائد اسلامیہ اور آپکے مذہب اور تعلیم کا حضور ممدوح کی تمام تصانیف متبرکہ و تحریرات و تقریرات مبارکہ سے اقتباس کر کے لب لباب بلفظہ ایک جگہ جمع کر دیا ہے اس کتاب کا غیر احمدیوں دکھانا سنانا بتانا پڑھانا نہایت ضروری ہے تاکہ تمام غلط خیالات اور بیہودہ توہمات اور نفریانہ اعتراض اور لغو الزامات اور بے بنیاد بہتانات اور غلط اتہامات کا جو کہ لوگوں نے حضور اقدس مرحوم مغفور کی ذات بابرکات یا آپکے مذہب و عقائد و تعلیم کے متعلق سن رکھے یا سمجھ رکھے ہیں انشاء اللہ العزیز بخوبی ازالہ ہو کر نور ہدایت حاصل ہو جاوے۔ اس کتاب پر غیر احمدیوں کی رایوں کو بدر و الحکم میں شائع کر دیا ہے۔ پس اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد دربارہ توحید و رسالت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام و معجزات و ختم رسالت و نبوت و ملائکہ و جنات و بہشت و دوزخ۔ قرآن و حدیث ائمہ اربعہ و ائمہ محدثین وغیرہ اور آپکی تعلیم معلوم کرنا چاہیں تو فوراً اس کتاب کو جو حضور کی سب سے پہلی تصنیف براہین احمدیہ لیکر سب سے آخری تصنیف پیغام صلح تک سے اخذ کر کے بحوالہ مقام و صفحہ وغیرہ کتاب بلفظہ مرتب کیگئی ہے مؤلف سے منگا کر ملاحظہ فرمادیں۔ کاغذ ولایتی تقطیع ۱۸×۲۲ ۱۶ صفحہ خوشخط رنگین ٹائیٹل پر چھپکر تیار ہو گئی ہے قیمت بیجلد ۸ر مجلد ۱۰ر علاوہ محصول ڈاک دس جلد کے خریدار کو ایک جلد مفت

المشتہر

عاجز قاسم علی احمدی مؤلف دین الحق و ایڈیٹر اخبار الحق دہلی۔ ترا ہا بیرام خاں

نور کا نمونہ

آپ پر یہ بات روشن ہے کہ اسوقت اسلام پر کسطرح بے باکی و سفاکی سے حملے ہو رہے ہیں اسلئے ضرورت ہے کہ ایک زبردست قلم سے لیکن نہایت پریم کے ساتھ ان حملوں کا کما حقہ جواب دیا جائے بنا بریں نور کا پرچہ جو مذکورہ بالا مقصد کو پورا کرنیکے لئے جاری کیا گیا ہے اسکا نمونہ جن اصحاب کیخدمت میں مفت بھیجا جاتا ہے وہ اسکا بغور مطالعہ کریں۔ اگر وہ دیکھیں کہ یہ پرچہ مجلسی مذہبی دونوں قسم کے اخبارات کا کام دیتا ہے اعلیٰ سے اعلیٰ مضامین بہم پہنچاتا ہے اور اگر یہ پرچہ خود بخود انہیں خریداری کے لئے مائل کرے تو وہ فوراً درخواست خریداری مینجر اخبار "نور" قادیان بھیجدیں جسقدر آپ کی اشاعت میں مدد کرینگے اسی قدر یہ پرچہ اپنا کام عمدگی سے کر سکیگا۔ مینجر "نور" قادیان

ہم اور ہمارے معاصرین

ہمعصر تشحیذ الاذہان لکھتا ہے "نور" جو ایک پندرہ روزہ اخبار ہے جو آریہ مذہب کے ابطال اور سکھوں کو اُن کے گرد کے مذہب کی طرف واپس لانے کے لئے مکرمی شیخ محمد یوسف صاحب نومسلم نے جاری کیا ہے۔ جہانتک میں اُسکے مضامین سے اندازہ لگاتا ہوں یہ اخبار آجکل کے مذاق کے عین مطابق معلوم ہوتا ہے۔ اب تک . . . اسمیں کئی مضامیں آریوں کے برخلاف نکل چکے ہیں اور دیانندی پارٹی کو اسکا نوجوان ایڈیٹر خوب زور سے للکارتا ہے کہ اگر کچھ زور و بل ہے تو مقابل میں آئے آریہ سماج کے اخبارات کے پڑہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو بھی اس اخبار سے ایک گونہ خوف معلوم ہوتا ہے کیونکہ آریہ گزٹ اور پرکاش اسکے نکلنے پر بہت گھبرائے ہیں۔ کاش دیانند اور اسکے پیرو اس قدر منہ پھٹ نہ ہوتے۔ اور اسلام اور اسکے بانی پر اسقدر طعن و تشنیع کرکے اپنی گندہ دہانی کو دنیا پر ظاہر نہ کرتے۔ مگر جنکی فطرت میں جلن اور حسد اور حرف گیری کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے وہ چھپائے سے چھپتا ہے۔ جنھوں نے اپنے بڑوں کی پگڑی اُتارنی چاہی جنھوں نے رامچندر اور کرشن علیہما السلام جیسے بزرگوں اور باوا نانک صاحب جیسے مہاتما کو گالیاں دینے اور کوسنے سے اجتناب نہ کیا اُن سے کیا امید ہو سکتی ہے کہ ایک عرب کے نبی کو بُرا کہنے سے باز رہیں۔ اُن کی تو وہی مثال ہو گئی اماں اماں جب میں بڑا ہو کر تھانہ دار بنوں گا تو پہلے تیری ہی سیرین پر بید لگواؤں گا۔ اُدھر ہوش آیا نہیں اور اُدھر لگے اپنے بڑوں کو گالیاں دینے جیسا گندہ لٹریچر اس قوم نے ایجاد کیا ہے اس سے پہلے کہیں نظر نہیں آتا۔ ہندوستان کے پادریوں نے ایک حد تک اسمیں کمال حاصل کیا تھا مگر یہ تو اُستاد سے بھی بڑھ گئے۔ ان کی کوئی کتاب اُٹھا کر دیکھ لو یا اپنوں کو یا غیروں کو گالیاں نکالی ہوئی ہونگی۔ جو خوبی ہو وہ اُنکو بُرائی نظر آتی ہے۔ یہ قوم گوہ کے کیڑے کی مثل ہے کہ جسکے آگے مشک رکھا جاتا ہے تو وہ فوراً مر جاتا ہے یا بیزار ہو کر پیچھے ہٹتا رہتا ہے۔ مگر سارا دن گوہ کے اندر گوہ کے ساتھ کھیلتا رہتا ہے اور اُسمیں اسکی غذا ہوتی ہے۔ اُن کو نرمی سے تہذیب سے اُن کے بزرگوں کا ادب رکھتے ہوئے بارہا جواب دیئے گئے۔ مگر بالکل بے سود۔ ہاں سچ ہے لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے بےشک ضرورت تھی کہ ان کے مقابلہ میں ایک نور کی طرز کا اخبار نکلتا جو ان کو انہیں کے ترازو اور بٹوں میں تول کر دیتا۔ اور خوشی کی بات ہے کہ اس ضرورت کو شیخ صاحب موصوف نے پورا کیا ہے مگر میں پھر بھی ڈرتا ہوں کیونکہ شیخ صاحب کیسی بھی چالاکی سے انکا مقابلہ کریں اور تلوار کے مقابلہ میں تلوار نکالیں مگر پھر بھی شرافت سے گرے ہوئے توہین آمیز کلمات اور گندی گالیاں استعمال کرنے کی نہ اُنہیں شریعت اسلام اجازت دے گی نہ اُنکی فطرت برداشت کریگی۔ حالانکہ آریوں کا مبلغ علم ہی یہی ہے۔

بہرحال میں امید کرتا ہوں کہ وہ اس کام کو تن دہی اور شوق سے نباہیں گے اور راستہ کی تمام تکالیف کو برداشت کرتے ہوئے اپنے مقصد کے حاصل کرنے کیلئے سیدھے بڑھتے چلے جاوینگے اور چونکہ اس اخبار میں اسلام کے بیرونی دشمنوں کا ہی مقابلہ کیا جائیگا۔ اسلئے میں امید کرتا ہوں کہ کیا احمدی اور کیا غیر احمدی ایک اسلامی خدمت سمجھتے ہوئے اس اخبار کی مدد میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ رکھیں گے اسکی سالانہ قیمت صرف عہ ہے اور شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور۔ قادیاں ضلع گورداسپور کے پتہ سے یہ اخبار منگوایا جا سکتا ہے۔

ہمعصر الحکم لکھتا ہے "اخبار نور قادیان" میرے عزیز بھائی شیخ محمد یوسف صاحب سابق سورن سنگھ نے نور نام ایک پندرہ روزہ پرچہ قادیان سے شائع کرنا شروع کیا ہے۔ عزیز محمد یوسف سکھ ازم سے بخوبی واقف اور سکھوں میں تبلیغ کا کام پہلے سے کر رہے ہیں۔ اس اخبار کے ذریعہ اُنھوں نے اسکے دائرہ کو زیادہ وسیع کرنیکا تہیہ کیا ہے اور اسکے ساتھ ہی دیانندی فتنہ کے انسداد اور ذب کی طرف توجہ کی ہے۔ اور فی الواقع اسوقت ضرورت ہے کہ آریہ سماج کیطرف سے اسلام پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں انکے دندان شکن جواب دئے جائیں ماسٹر محمد یوسف کے قلم میں زور انکے دل و دماغ میں ایک جوش ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر قوم انکی حوصلہ افزائی کی تو خدا کے فضل سے اس سلسلہ میں وہ قابل قدر کام کر سکیں گے میں دل سے چاہتا ہوں کہ نور کامیاب ہو نہ اسلئے کہ عزیز محمد یوسف میرے قابل قدر دوستوں میں ہیں بلکہ بھائیوں میں سے ہے۔ بلکہ اسلئے کہ نور کے ذریعہ ایک ایسی ضرورت کو پورا کرنیکا ارادہ کیا گیا ہے جسکی طرف ابھی تک بہت کم توجہ کی گئی ہے۔ بلکہ نہیں کی گئی۔ آریہ مشن کی تردید میں میرے نہایت مکرم

اور قابل قدر بھائی میر قاسم علی صاحب دہلی سے **فاروق** نامی ایک ہفتہ وار اخبار کا اعلان کر چکے ہیں فاروق بجائے خود ایک قابل قدر چیز ہوگا بہرحال ہم ایسے تمام جرائد کی کامیابی کا اللہ تعالےٰ سے متمنی ہوں جو خدمت اسلام کیلئے جاری ہوں اور سچ تو یہ ہے۔

خدا خود میشود ناصر اگر ہمت شود پیدا

ہمعصر ریویو لکھتا ہے

نور اخبار قادیان سے شیخ محمد یوسف صاحب نومسلم (سابق سورن سنگھ) نے نکالا ہے۔ پندرہ روز کے بعد شائع ہوتا ہے اس اخبار کی غرض غیر مذاہب کے حملوں خصوصاً آریوں اور عیسائیوں کے اعتراضات کا دفعیہ اور سکھوں کو اُنکے گرو کی سچی تعلیم کیطرف بلانا ہے۔ امید ہے کہ یہ اخبار مذہبی مباحثات میں دلچسپی لینے والوں میں بہت قبولیت حاصل کریگا۔ قیمت ع۸ سالانہ۔ درخواستیں بنام شیخ محمد یوسف صاحب مالک و ایڈیٹر اخبار نور آنی چاہئیں۔

جس دریدہ دہنی سے آریہ لوگ اسلام پر حملے کرتے ہیں اسکے نظیر شاید پادریوں کی تحریروں کے سوا اور کہیں نہیں مل سکتی مسلمان گالی کا جواب گالی تو نہیں دے سکتے مگر پھر بھی ضروری ہے کہ اُنکے حملوں کا معقولیت سے جواب دیکر عوام الناس کو دھوکہ میں پڑنے سے بچایا جائے اور اُنکے اپنے مذہب کے اندرونی حالات کو پیش کرکے دکھایا جائے کہ اُنکے اپنے مذہب میں کیا کیا ناپاک باتیں بھری پڑی ہیں۔ نور کے نوجوان ایڈیٹر نے اسی غرض کو مدنظر رکھ کر یہ اخبار جاری کیا ہے۔ خدا تعالےٰ اُنکی مدد فرمائے

آمین

ہمعصر صادق الاخبار لکھتا ہے

ریویوز اخبار نور مرتبہ شیخ محمد یوسف نومسلم۔ سابق سورن سنگھ کمار و وان برہمچاری کا پانچواں نمبر اسوقت ہمارے پیش نظر ہے۔ ظلمت و نور میں جو بدیہی فرق ہے اس کا ثبوت نومسلم صاحب کی ذکاوت طبع و تحریر زبردست سے ان اوراق میں بخوبی ملتا ہے ہم اس نوزائیدہ اخبار کیلئے کامیابی کی دعا کرتے ہیں اور ایڈیٹر صاحب کی ہمت افزائی کو تیار ہیں۔ اشاعت مہینے میں دو بار اور قیمت سالانہ ایک روپیہ آٹھ آنے (ع۸) شائقین ایڈیٹر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور سے طلب فرمائیں۔

ضرور نوٹ کر لیجئے چونکہ اگلے ہفتہ میں سالانہ جلسہ ہے جسمیں اندیشہ تھا کہ مصروفیت کی باعث شاید وقت پر پرچہ نہ نکل سکے اور ناظرین کو خواہ مخواہ انتظاری کرنی پڑے اسلئے ابکی دفعہ یہ پرچہ بجائے ۱۲ کے ۲۴ صفحہ کا نکالا گیا ہے۔ آئندہ بجائے یکم اپریل کے ۱۵ اپریل کو نور کا ظہور ہوگا۔ اور کوشش کیجائیگی کہ بجائے ۱۵ کے ۱۰ اپریل کو ہی نور کا پرکاش کیا جائے انشاء اللہ تعالیٰ۔

منیجر نور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد وید مقدس میں

"نور" کے ناظرین سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہوگا کہ ہم نے نور کے کسی پچھلے نمبر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد کی پیشین گوئیاں وید مقدس سے نکالی تھیں جسکو پڑھکر بہت سے لوگوں کے ایمان تازہ ہوئے اور ہر طرف سے "مرحبا" کی صدائیں بلند ہوئیں اس لئے آج پھر ہمارے دل میں لہر پیدا ہوئی ہے کہ ہم پھر اُس امولک مضمون پر مزید روشنی ڈالیں پیشتر اسکے کہ ہم اصلی مضمون کیطرف رجوع کریں۔ ہم آریہ مہاشوں کی خدمت میں نہایت ادب سے ایک گذارش کرنا چاہتے ہیں۔ کہ خوش قسمتی یا بد قسمتی سے جو باہمی مغائرت کی خلیج روز افزوں ہوتی جا رہی ہے۔ ہم باوجود ایک ملک میں رہنے کے اور آپس میں ہمسائیگی کا دم بھرتے ہوئے بھی باہم دشمن بنے ہوئے ہیں اور ہمارے تعلقات بد سے بدتر ہوئے جا رہے ہیں اور یہ ایک ایسا دردناک ایکٹ ہے جو کیا بلحاظ رعایا اور کیا بلحاظ بادشاہ دونوں کے لئے دُکھ دائک ہی جسجگہ کھما اور پریم مہر اور محبت ہے وہاں جنگل میں منگل ہے اور جسجگہ باہمی نااتفاقی اور کھٹا پٹی ہے وہاں دُکھ اور کشٹ ہے۔ ہم اگر اس ایکٹ کو عملی کسوٹی پر پرکھ کر دیکھیں تو جسقدر آزردگی اور کشیدگی اور تنفر ہندوؤں کیطرف سے ظاہر کیا گیا ہے مسلمانوں کی طرف سے ایسا ہرگز نہیں ہوا ہندو مسلمان کے سایہ سے بھرشٹ ہو جائیں اُنکے ہاتھوں کی چھوئی ہوئی چیز کو بھرشٹ سے بدتر خیال کریں انکو ملیچھ اور دانتوں کے مکروہ نام سے پکارا جائے۔ مگر دوسری طرف مسلمانوں کی حالت ملاحظہ فرمائیے (دیکھو)

سید ولی اللہ شاہ و سید حبیب اللہ شاہ ابکی دفعہ ایف۔ اے کے امتحان میں شامل ہونگے نور کے ناظرین دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ اِن ہونہار قومی نورتنوں کو کامیاب کرے۔ آمین:-

خوشی سے ہندوؤں کے ہاتھ کی بنی ہوئی چیز کو کھائیں. ہندوؤں کو اپنا بھائی سمجھیں انکو چھاتی سے لگائیں مگر پھر بھی ہندو صاحبان لفٹ اور ٹرن ہوتے چلے جائیں. آہ کیا دکھ دائک نظارہ ہے ایک بھائی ملیچھ اور راکھشس کے مکروہ نام سے نامزد کرتا ہے دوسرا

بنی آدم اعضای یکدیگر ند
کہ در آفرینش زیک جوہر ند

کو مد نظر رکھکر اسے چھاتی سے لگاتا ہے اب خود ہی سمجھ لو قصور کسکا حالانکہ اگر نیچر پر نظر دوڑا کر دیکھا جائے تو اسکا برتاؤ ہندو اور مسلمانوں کیساتھ یکساں ہے. باد نسیم جسطرح ہندوؤں کیلئے شانتی کا موجب ہی اسیطرح مسلمانوں کیلئے بھی راحت کا ذریعہ ہے. اگر بارش کا پانی ہندوؤں کی کھیتی کیلئے باعث برکت ہی تو مسلمانوں کے لئے بھی سرسبزی کا موجب ہے غرضیکہ خدا نے کوئی تفریق نہیں کی مگر پھر نہ معلوم ہندو دوست مسلمانوں کو اس حقارت کی نظر سے کیوں دیکھتے ہیں ایک ہندو دوسرے ہندو سے خواہ وہ کیسا ہی میلا اور گندا کیوں نہو اسکے ہاتھ سے بڑی رغبت سے کھائیگا مگر ایک مسلمان خواہ وہ آپ ٹو ڈیٹ up to date جنٹلمین کیوں نہو مگر اسکو دیکھ کر ہی ناک بھویں چڑھائیگا. اور

دور باش دور باش

کی صدائیں بلند کریگا جب صورت حال یہ ہے ہم پھلیں تو کسطرح بڑہیں تو کیونکر اگر ہمارے ناروا تعلقات کی حد یہانتک ہی محدود رہتی تو بھی غنیمت تھا. کیونکہ خیال ہو سکتا تھا کہ جون جون تعلیم کی روشنی پھیلیگی توں توں یہ بیہودہ اور لغو خیالات دور ہوتے جائینگے مگر ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے.

ما در چہ خیالیم فلک در چہ خیال

اگر باہمی اتفاق اور اتحاد کی کچھ گاہے ماہے جھلک نظر آبھی جاتی تھی تو رشی دیانند جیکی مہربانی اور نظر عنایت سی تمام امیدیں خاک میں مل گئیں رہے سہے تعلقات بھی بد سے بدتر ہو گئے رشی جی نے تے

موئے کو مارے شاہ مدار

پر عمل کیا یہاں ہندو لوگ مسلمانوں کو پہلے ہی قہر کی نگاہوں سے دیکھا کرتے تھے سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش کے چودہویں سمولاس میں مسلمانوں کو ہاپنی پی کر کوسا ہمارے ہادی برحق جسکا مبارک نام سنتے ہی ہماری روحیں سجدہ کرنیکو تیار ہو جاتی ہیں جسکے نام کو سنتے ہی آج بھی بڑے بڑے جلیل شہنشاہ تخت سے اتر بیٹھتے ہیں مگر سوامی جی نے ایسے مہاتما اور برگزیدہ انسان کی شان میں اپنے ستیارتھ پرکاش میں بے نقط سنا کر گورنمنٹ عالیہ کی ۷ کروڑ رعایا کا دل

پارہ پارہ کر دیا

اگر یہانتک ہی بس کیجاتی تو بھی خیر تھی مسلمان صابر ہیں انہیں ان اللہ مع الصابرین کی زریں تعلیم دی گئی ہے مگر اسکے بعد پنڈت لیکھرام ہاتھ دھوکر مسلمانوں کے پیچھے پڑ گئے اور نہایت بے رحمی سے مسلمانوں کے دلوں کو دکھایا آخر اسکا بدلہ اُسنے اسی دنیوی زندگی میں پایا. وہ تمام حسرتیں اپنے ساتھ لے گیا اور غضب الہی کا شکار ہو کر خدا کے قہر کا نشانہ بنا. اگر پنڈت لیکھرام نے مسلمانوں کے دل دکھانے میں سہوا کوئی کسر چھوڑی تھی تو لالہ دھرمپال نے وہ رہی سہی کسر پوری کر دی دھرمپال جی نے نہایت بے رحمی اور سفاکی سے مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کرنا شروع کیا ہم اسوقت لالہ دھرمپال کو زیادہ مطعون نہیں کرتے کیونکہ اگر وہ

ایسا نکرتا تو اس بیچارے کا اُتو سیدھا کیسے ہوتا اُسے عالیشان مکان کی رہائش کیسے نصیب ہوتی اُسے اعلے سے اعلے سوٹ کیسے میسر آتے اُسے سیکنڈ کلاس میں سفر کرنا کیسے نصیب ہوتا. پرم پتا حضرت خلیفۃ المسیح نے مجھے ایکدفعہ فرمایا تھا کہ ایکدفعہ ایک آدمی میرے پاس آکر کہنے لگا کہ میں صبح سی شام تک وعظ کرتا ہوں مگر سوائے دو خشک روٹیوں کے اور کچھ نہیں ملتا حضرت نے بہت سمجھایا کہ صبر سے کام لو بہت کچھ مل رہیگا مگر اُسے صبر کہاں اُسے تو کچھ اور ہی لو لگی ہوئی تھی آخر دق ہو کر پرم پتا نے فرمایا کہ تم ابکی دفعہ وعظ میں مجھے کوسنا شروع کر دینا تمہارا کام بن رہیگا. چنانچہ اسنے ایسا ہی کیا پھر کیا تھا آناً فاناً میں بھر بھر ہوگئی ایک ہی وعظ میں یکصد روپیہ وصول ہو گیا سو یہی حالت لالہ دھرمپال کی ہے. اگر دھرمپال اسلام کے ہادی برحق کی شان میں جسکے لئے ہمارا تن ہمارا من ہمارا دھن قربان ہے بے نقط سنا کر اپنا

اعمالنامہ سیاہ

نہ کرتا تو اس بیچارے کو کون پوچھتا اور یہ آرام کیسے نصیب ہوتے مگر ہمیں افسوس ہے تو اس بات کا کہ اس موقع پر بعض متین اور سنجیدہ لوگوں نے بھی دھرمپال کی پیٹھ ٹھونکنی شروع کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے تو کریلا پھر نیم چڑھا کا مصداق بن گیا لالہ دھرمپال نے جب دیکھا آریہ مہاشہ اس گندہ زبانی اور دریدہ دہنی پر میری پیٹھ ٹھونک رہے ہیں اور

واہ واہ میری پہلوان

کی آوازے کس رہے ہیں تو پھر اسکی بیباکی

اور سفاکی کی کوئی حد نہ رہی ہمارے ہادی کو گالیاں نکالیں اور خوب نکالیں ہمارے مرشد کو پانی پی پی کر کوسا اور خوب کوسا جس سے غریب مسلمانوں کے دل چھلنی ہو گئے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اگر پہلے مسلمانوں اور ہندو دوستوں کے مابین ایک معمولی بدررو کا فاصلہ تھا تو ایسی مکروہ کارروائیوں سے انکے مابین انتہا سمندر کا پاٹ چوڑا ہو گیا۔

مگر آؤ اب ہم ذرا دوسرے پہلو پر یعنی مسلمانوں کیطرف نظر دوڑا کر دیکھیں کہ انکی طرف سے کیا بدلا دیا گیا۔

جسقدر ایک دیندار مومن کے دل میں مذہبی تعلیم کا اثر ہوتا ہے ویسا اثر کسی اور تعلیم کا نہیں ہوتا۔ قرآن شریف نے صاف فرما دیا ہے وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر کہ کوئی ایسی بستی نہیں جسجگہ خدا کے برگزیدوں نے اپنا جلوہ نہیں دکھلایا اسلئے تم کسی قوم کے لیڈر کی شان میں برا کلمہ مت کہو لیڈر تو علیحدہ ایک بت جو بے حس و حرکت چیز ہے اسکو بھی برا نہ کہو .... مسلمانوں نے کرشن کو حضرت کرشن علیہ السلام کے پیارے نام سے پکارنا شروع کیا "رامچندر" کو حضرت رامچندر صاحب علیہ الرحمہ کے نام سے نامزد کیا۔ غرضیکہ ہندوؤں کے رشی اور اکابر کے اسمائے گرامی کو نہایت عزت اور عظمت سے لینا شروع کیا حضرت کرشن کو بلوث ثابت کرنیکے لئے جو بعض نادان لوگوں نے مکروہ الزام کرشن علیہ السلام پر لگا رکھے تھے مسلمانوں نے حضرت کرشن ع کو بے لوث ثابت کرنیکے لئے متعدد ٹریکٹ لکھکر پبلک میں مفت تقسیم کئے۔ ہمنے ہندو بھائیوں

کے لئے دو دو پیش کیا مگر اُنھوں نے ہم پر شہاب پھینکا واقعات سامنے ہیں یہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں۔

پیارے سماجی دوستو مانا کہ آپکو ہمارے ساتھ خدا واسطے کی دشمنی ہے مگر خدا کے لئے اپنے کتب مقدسہ کے نصائح پر تو کچھ عمل کرو دیکھو آپ کے گرنتھوں میں کسطرح اس ہادی برحق یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہما اور تعریف لکھی ہے دیکھو اتھرون وید کی یہ عبارت

برھامن الامر الرسول محمد رہ کمد برشے۔ مطلب ایشور جی مہاراج اپنے بندوں کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں کہ میں وہ شرو شکتی مان یعنی قادر مطلق خدا ہوں جو احمدؐ امصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے برگزیدہ اور پوتر انسان کے پیدا کرنیوالا ہوں۔ آریہ مترو ذرا غور سے دیکھو وہ انسان جسکی شان میں آپ برے سے برے الفاظ نکالتے ہوئے بھی نہیں جھجکتے آپکے گرنتھ کسطرح اُس ہادیِ برحق کی پوترائی اور پاکیزگی ظاہر کر رہے ہیں للہ اس پکش پات کو تیاگو تعصب کو دفعہ کرو اکانت بیٹھکر اپنے گرنتھوں کی تعلیم پر غور کرو یہ دنیا فانی ہے چلو چلی کا ڈیرا ہے نہ معلوم کب کوچ کا حکم ہو جائے اور پھر یہ تمام حسرتیں دل ہی دل میں رہ جائیں مبارک ہے وہ انسان جو اپنی عاقبت پر غور کرتا ہے اور ڈبل مبارک ہے وہ انسان جو اپنے مقدس کتب کی تعلیم کو آمنا صدقنا کہتے ہوئے اسپر عمل کرنیکو تیار ہو جاتا ہے۔ اب آپ اس عبارت کو ملاحظہ فرماویں جو آپکے یہاں رنکھی کے نام سے مشہور ہے اور اسکا دوسرا نام ننانواں بھی ہے ممکن ہے کہ آریہ سماج جسنے نصف صدی سے جنم لیا ہے اس

پوترا اور اموِلک شبد سے ناواقف ہو مگر سناتنی دوست اس پوتر بانی کی اہمیت اور قدر و قیمت کو سمجھتے ہیں بہرحال وہ اموِلک بچن یہ ہے۔

لا آلہ ہرلی پاپن الا اللہ پرم پدم
بیکنٹھ پراپت ہوئے تو جپے نام محمد

مطلب۔ لا آلہ کہنے سے پرم پدم ملتے ہیں یعنی تمام دُکھ و درد دور ہو جاتے ہیں اور محمدؐ کے نام کا وظیفہ کرنے سے جنم بیکنٹھ ہو جاتا ہے یعنی بہشت بریں نصیب ہوتا ہے اللہ اللہ کیسی اموِلک بانی ہے جو کھلے بندوں ہمارے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی قدسیت کو بلند آواز سے ظاہر کر رہی ہے۔

میرے دوستو آپ ذرا تو غور کرو کس ہندو کارہ میں بھٹک رہے ہو سوچو سمجھو کہ آپکے گرنتھ آپکو کیا ملقیں کر رہے ہیں۔

اگر اسپر بھی آپ کو کوئی شک و شبہ باقی ہے تو آگے اور ملاحظہ فرمائیے۔ تسلی کے لئے ملاحظہ ہو کتاب کمل برن حصہ اول ادھیائے بارھواں ورشٹ کوٹ چھٹی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پیشین گوئیوں سے بھرا ہے جسمیں جلی حروف سے یہ اموِلک واک درج ہے

"مکشن اوتار ینا اوت پن نیتم پرتھوی مدہم ارن میلبار تم بلونت سو وتم پرتھوی مدہی سرب او تماس کردم پن سن پر پریو تم وھن کر ابت چھال کو رودم سن کرام"

مطلب۔ دنیا کو پار اتارنے والا اوتار بیچوں بیچ زمیں (مکہ معظمہ) میں پیدا ہو گا جو دشٹوں یعنی پاپی لوگوں کا مارنیوالا بڑا زور آور اور بڑا بہادر جسکا ڈنکا تمام دنیا میں بجیگا جسکی حمد و ثنا کے گیت دیوتے گاوینگے جسکا نام تعریف کیا گیا (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہوگا وہ اپنا مذہب پھیلائیگا اسکے پاک دین میں دیوتا یعنی

فرشتے ہونگے۔

آہ میرے مترو! کیسی کھلی کھلی اور واضح پیشین گوئی ہے۔ ایشور کے لئے آپ صرف پانچ منٹ کیواسطے تمام کمندوں کو بالائی طاق رکھکر تمام دنیاوی خواہشات پر لات مارکر حرص و ہوا سے منہ پھیر کر خویش و اقارب کے موہ اور جنجال کی زنجیر توڑ کر ذرا اپنی گرنتھوں کی تعلیم کا وچار کرو۔

ان گرنتھوں کو میرے لئے مت دیکھو ہاں اپنی عاقبت سدھارنے کیلئے پاپوں کی ندی سے پار اترنیکے لئے اپنا جنم سدھارنے کیلئے نرک سے نکلکر سورگ میں براجمان ہونیکے لئے پلصراط سے گزرنے کیلئے۔ ہاں سچائی کے لئے ہاں اُس پرم ایشور کے لئے جسکے قبضہ میں ہماری اور آپکی جانیں ہیں جسکے سامنے ایک روز ہم سب نے ہونا ہے جس جگہ جھوٹ اور سچ کا نستارا ہونا ہے۔ آپ اُسکے لئے اپنی کتب مقدسہ کی تعلیم پر وچار کرو۔ اور جسطرف وہ آپکی رہنمائی کریں آپ آمنا وصدقنا کہتے ہوئے اسپر عمل کرو۔ اگرچہ ہمارا یہ مضمون لمبا ہوتے جارہا ہے مگر ہمارے دل میں اپنے بھائیوں کے لئے ایکخاص تڑپ ہے۔ اسلئے ہم اپنے دوستوں کو چھٹی کانڈ بارھویں اسکند پوتھی رام سنگرام جو کہ بیاس جی نے لکھی ہے اور گوسائیں تلسی داس جی نے اسکو ترجمہ زبان بھاشہ کیا ہے ہم اس میں سے کچھ مختصر اقتباس ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

یہاں نہ کچھ بات میں راکھو
وید پران سنت مت بھاکھو

رشی دیاس جی فرماتے ہیں کہ میں اپنے دل میں کوئی بات نہیں رکھونگا۔ یعنی جو اشارہ مجھے ایشور بھگوان سے ہوا ہے وہ بلا کم و کاست آپ کے سامنے کہتا ہوں اور آپ لوگ دل لگاکر سنو اور جو کچھ وید پران کی روشنی نے مجھ پر ظاہر کیا ہے وہی میں آپ پر ظاہر کردونگا۔

پرکھ سس دس سندرم ہوئی
تہ کے بھید نا پائے کوئی

مطلب۔ رشی دیاس جی فرماتے ہیں دس ہزار برس تک ولایت تمام ہوگی اور اسکے بعد یہ جلیل القدر مرتبہ کیسکو نہیں ملیگا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہونگے اسکے آگے اور ملاحظہ فرمائیے۔

دیش عرب میں بھرگتا سائی
سو تہل بھوم گت سنو کھگ رائی

رشی دیاس جی فرماتے ہیں کہ دیش عرب سے ایک من موہنا اور خوشنما ستارہ ظاہر ہوگا اور مبارک ہوگی وہ زمین جسمیں ایسا دلربا ستارہ ظاہر ہوگا جسکی درشن کرنے سے پاپ جھڑینگے آگے اور ملاحظہ فرمائیے۔

سمبھو سمت ناکر ہوئی
سندرم دیش بھتھ تسوئی

رشی دیاس جی فرماتے ہیں کہ اُس اوتار سے ان ہونی باتیں ظاہر ہونگی یعنی وہ لوگوں کو معجزے دکھلائیگا اور مبارک ہوگی وہ دھرتی جسجگہ ایسا مہاتما پرش یعنی جلیل القدر انسان پیدا ہوگا اسکے آگے چلکر رشی دیاس جی فرماتے ہیں۔

سمت بکرم کے دوانگا
مہاکوک رس تہتر تنگا

لوگ بڑی حیرت اور استعجاب سے پوچھتے ہیں کہ وہ جلیل القدر انسان کب اور کسوقت دنیا میں ظاہر ہوگا سو اُسکی نسبت رشی دیاس جی فرماتے ہیں کہ وہ ستارہ جسکی من موہنی صورت کو ایک دنیا ٹکٹکی باندھے انتظاری کی لگن میں لگ رہی ہے وہ سمت بکرماجیت کے سمندوں کی تعداد کے مطابق دنیا میں ظاہر ہوگا یعنی اسکا دلربا چہرہ سمت بکرماجیت کی ساتویں صدی میں لوگوں کو دکھائی دیگا کیونکہ سمندوں کی تعداد سات ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا زمانہ وہ زمانہ ہوگا جبکہ بکرماجیت سمت کی ساتویں صدی ہوگی۔ اللہ اللہ کیسی بین پیشین گوئی ہے جس نے اپنے وقت پر حرف بحرف پوری ہوکر ہندو دوستوں پر اتمام حجت کردی۔ دوستو غور کا مقام ہے سوچو سمجھو کہ آپکے گرنتھ اُس ہادی برحق کی صداقت کو کسطرح ڈنکے کی چوٹ ثابت کر رہی ہیں۔ اور پھر رشی دیاس جی فرماتے ہیں کہ جسوقت وہ جلیل القدر انسان دنیا میں ظاہر ہوگا تو اسوقت دھندوکارہ کا سما یعنی فیج اعوج کا زمانہ ہوگا۔ آگے رشی جی فرماتے ہیں۔

راج نیت بھو پریت دکھاوی
اپنا مت سبکو سمجھاوے

مطلب۔ وہ مہاتما پرش یعنی جلیل القدر انسان بادشاہی قاعدہ کے مطابق خوف دلاکر محبت اور پریم کا بیج لوگوں کے دلوں بوئیگا اور تمام دنیا کو اپنے دین حنفہ کی دعوت کریگا۔ اسکے آگے چلکر رشی دیاس جی فرماتے ہیں۔

چتر سندرم ست چاری
تنگی ہنس ہوئے بو بھاری

مطلب۔ ایسے مہاتما پرش کے چار خلیفے ہونگے اور اُنکی بڑی بھاری نسل ہوگی۔ پھر آگے رشی جی فرماتے ہیں۔

تب لگ جو سندرم چھکوئی
بنا محمدؐ پار نہوئی

یعنی اسوقت سے جو کوئی انسان خدا سے ملاپ کرنا چاہیگا جو ست مارگ یعنی صراط مستقیم ڈھونڈیگا۔ جو حقیقی گیان کا خواہشمند ہوگا جو امرت جل کیلئے تشنہ لب ہوگا تو وہ محض اس جلیل القدر انسان کے مذہب میں داخل ہوکر ہی یہ باتیں حاصل کرسکیگا کیونکہ بغیر محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیڑے پار نہیں ہونگے۔ اسکے آگے چلکر رشی دیاس جی فرماتے ہیں۔

تب ہوئے گا سنگ لنگ اوتار
مہدی کہیں سگل سنسار

مطلب۔ اسکے بعد ایک اور کامل مرد آیگا۔ وہ کوئی نئی شریعت نہیں لائیگا بلکہ اُسکی مت کو تازہ کو کریگا اور تمام لوگ اُسے مہدی کے نام سے پکارینگے

(باقی آئندہ بشرط زندہ صحت باقی)

خط وکتابت میں چٹ نمبر کا

حوالہ ضرور دیا کریں بارہا اسکی تاکید لکھی جاتی ہے صاحبان اسکا ضرور لحاظ رکھیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد توریت اور انجیل مقدس میں

مارے خوشی کے ہمارا چہرہ متمانے لگتا ہے جبکہ ہم اپنے آپ کو ایک ایسے پوتر اور مطہر مذہب میں پاتے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ ہم نے وہ کونسی اتم کرم اور نیک افعال کئے ہیں جسکی عوض ہمپر یہ انعام اور انعام پر اکرام ہو بغیر محض اللہ تعالیٰ کے فضل کے ہمیں کوئی اور سبب نظر نہیں آتا۔ آہ ہم اندھے تھے اسلام نے ہمیں آنکھیں دیں، ہم گونگے تھے اسلام نے ہمیں زبان دی ہم چاہ ضلالت میں گرے ہوئے تھے اسلام نے ہمیں اپنے پریم کے نور سے منور کیا۔ ہمارا دل مارے خوشی کے بلّیوں اُچھلنے لگتا ہے جبکہ ہم ہر ایک الہامی کتب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہما اور تعریف پاتے ہیں تو ہماری گردن سجدہ کے لئے جھک جاتی ہے کہ ہمارا ہادی وہ اکمل اور اتم ہادی ہے ہمارا گورو وہ پرم گرو ہے جسکی مہما اور تعریف میں وید اور توریت انجیل کی پوتر آیتیں رطب اللسان ہیں۔ ہم نے نور کے کسی اسی نمبر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ کی آمد آمد وید مقدس سے ثابت کی ہے۔ مگر اسکے بعد جو توریت اور انجیل وغیرہ کی ورق گردانی کی گئی تو وہاں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جابجا پیشین گوئیاں پائی گئیں جنہیں دیکھ کر بے ساختہ ہمارے دل سے کلمہ طیبہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کا ترانہ نکلا۔ توریت سفر الاستثنا مطبوعہ سنہ ۱۸۴۴ع باب ۳۳ میں یہ پیشین گوئی درج ہے "خدا سینا سے نکلا اور ساعیر پہ چمکا اور فاران کے پہاڑوں پر ظاہر ہوا اور اسکے دائیں ہاتھ میں شریعت روشن اور لشکر ملائکہ کے ساتھ آیا"

یعنی توریت کوہ سینا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی اور انجیل حضرت علیہ السلام پر ساعیر میں نازل ہوئی اور قرآن شریف حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر فاران (فاران مکہ شریف کے پہاڑ کا نام) پر نازل ہوا۔

اللہ اللہ یہ کیسی صاف اور کھلی کھلی پیشین گوئی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت پر مہر لگاتی ہے اور ساتھ ہی اسلام کے اکمل و اتم ہونے پر شہادت دیتی ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص خدا کو اپنے پورے جلال کے ساتھ دیکھنا چاہتا ہے۔ تو ایسا ملاپ محض اسلام میں ہی میسر آسکتا ہے دنیاوی جنجالوں کی پھانسی کو توڑ کر دنیا کے وسوسوں اور اوہام سے نجات پانا چاہتا ہے۔ اپنے پژمردہ دلکو ڈھارس دینی چاہتا ہے۔ اپنے جلے ہوئے من کو معرفت تامہ کی بارش سے شانت کرنا چاہتا ہے تو یہ تمام روحانی گیان اسلام سے ہی حاصل ہوسکتا ہے کیونکہ یہی اکمل دین ہے، اگر کوئی سنی سنائی بات کرے تو بے شک انسانی ہردہ ڈانواں ڈول ہونے لگیگا۔ مگر جسکی شہادت الہامی کتب پکار پکار کر دے رہی ہیں اس سے انکار کرنا گویا خدا کی فرمانبرداری سے روگردانی اختیار کرتا ہے۔

یارو یہ دنیا چندروزہ ہے جو کچھ کرنا ہے کرلو اگر دن ہے تو رات کا انتظار مت کرو اگر رات ہے تو دن کی امید فضول۔ یہ دنیا

چند روزہ ہے جو کچھ کرنا ہے کرلو یاد رکھو یہ دنیاوی حسرتیں کبھی منقطع نہیں ہونگی جو سانس دم خدا کی یاد میں نکلے وہی غنیمت ہے، آگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اور پیشین گوئی ملاحظہ فرمائیے۔

"آئیگا اللہ جنوب سے اور قدوس فاران کے پہاڑ سے آسمانوں کو جمال سے چھپائیگا اُسکی ستایش سے زمین بھر جائیگی مہر نبوت اسکی پشت پر ہوگی اور نام اسکا احمدؐ ہوگا" (ملاحظہ ہو کتاب حبقوق باب ۳ آ ۳)

آہ! کیسی بین پیشین گوئی ہے کیا اس کھلے کھلے نشانات میں بھی کچھ شک و شبہ کی گنجایش ہے۔

خدا کے لئے ذرا پانچ منٹ کیواسطے تمام کمندوں کو بالائی طاق رکھکر اپنے دلمیں سوچو کہ یہ پیشین گوئی کسکی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

فاران یعنی مکہ شریف کے پہاڑ میں کس پر خدا کی تجلی نازل ہوئی کس پر اس رب العالمین کا نور چمکا اور پھر کس سرعت اور تیزی سے یہ نور تمام دنیامیں پھیلا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک ہی احمدؐ تھا۔ اب ذرا خدا کے لئے سوچو کہ یہ الہامی آیتیں کسکی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

یہ شہادتیں ہم کوئی سنی سنائی نہیں کر رہے اپنی کتاب سے پیش نہیں کر رہے بلکہ آپکی کتاب مقدس پکار پکار کر اسکا اعلان کر رہی ہے جسپر آپکا روزگار و نگہبان انحصار ہے جسپر آپکو حق الیقین ہے کہ ہماری کتاب منجانب اللہ ہے تو اللہ کے حکم سے روگردانی ٹھیک نہیں۔ مگر اسی پر ہی اکتفا نہیں آگے اور ملاحظہ فرمائیے۔

"گمان کریگا ہر شخص کہ میں سولی دیا گیا ہوں لیکن یہ اہانت اور مسخرہ پن باقی رہیگا یہانتک کہ آئیگا محمدؐ رسول صلے اللہ علیہ وسلم پس جب آئیگا دنیا میں خبردار کریگا اور تنبیہ کریگا اُسکو جو کوئی اس غلطی پر ہوگا اور اُٹھا دیگا یہ شبہ لوگوں کے دلوں سے" (ملاحظہ ہو انجیل برناباس مطبوعہ ۱۸۵۰ء مقدمہ) مترو کیسی صاف اور کھلی پیشین گوئی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر مہر لگاتی ہے۔ حضرت عیسے اپنے پیروں کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں کہ ہر ایک یہ کہیگا کہ میں (یعنی حضرت عیسےؑ) سولی دیا گیا اور یہ فقرہ اس قدر زبان زد خلائق ہو جائیگا کہ لوگ اسپر تمسخر اور پھبتیاں اوڑائینگے۔ مگر وہ خدا جو اپنے نبیوں اور رسولوں کو مظفر و منصور کرنے والا ہے جو تائید حق سے راست بازوں کا بول بالا کرتا ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجیگا جو لوگوں کو متنبہ کریگا اور فاسد عقیدہ انکو نکے دلونسے نکالیگا (کہ حضرت عیسیٰ سولی پر نہیں ہوا) لوگوں کے اس وہم اور شبہ کو دور کریگا۔ مترو یہ کیسی صاف دلیل ہے اب اس سے کسطرح انحراف ہو سکتا ہے۔ کیا پادری صاحبان اس آیت کو نہیں پڑھتے ہونگے کیوں نہیں ضرور مگر دنیاوی بندھن خویش و اقارب کے تعلقات بال بچوں کا موہ کچھ اسطرح انسانی دل میں رچا ہوا ہے، کہ اسکے لئے بعض اوقات بہت مشکلات کا سامنا ہوتا ہے وہ سوچتا ہے کہ جب میں ایک راہ کا تیاگ کرکے دوسرے راستہ پر قدم مارونگا تو خویش و اقارب کے تعلقات ٹوٹ جائینگے بال بچوں سے جدائی ہو جائیگی۔ سوسائٹی کے آدمی جانی دشمن بن جائینگے

بے شک یہ سب کچھ ہے مگر وہ دل جسمیں الٰہی پریم کی تڑپ ہے وہ ہر وہ جسمیں خدا کی وصال کی لگن ہے یہ دنیاوی بندھن اسکے لئے محض ہیچ ہیں جب انسان محض اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر اسکو راضی کرنیکے لئے دنیاوی نعمتوں اور ان عارضی خوشیوں کا تیاگ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کیسکے اخلاص کو ضائع نہیں کرتا اسکا خزانہ دعا رمک لوگوں کیلئے ہر وقت کھلا ہے وہ آدمی جو محض اللہ تعالےٰ کے خوش کرنیکے لئے بال بچوں کو چھوڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسپر اس سے اعلیٰ انعامات کا بھنڈار کھولدیتا ہے اور پھر اسکا بھنڈار ایسا وسیع جسکا کبھی خاتمہ ہی نہیں جو خدا کیطرف چلکر آتا ہے خدا اسکی طرف دوڑ کر آتا ہے۔ مگر اسکے لئے ضرورت ہے مجاہدات کی اسکے لئے ضرورت ہے دنیاوی خواہشات پر لات مارنیکی اسکے لئے ضرورت ہے تمام کمندوں کو بالائے طاق رکھنے کی اسکے لئے ضرورت ہے۔ خدا کی محبت کو بال بچونکی محبت پر ترجیح دینے کی۔

آگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت لکھا ہے۔ "اے دختران بیت المقدس وہ نہایت خلیق ہونگے وہ بالکل محمدؐ ہونگے وہ میرے دوست ہیں اور وہ میرے محبوب ہیں (ملاحظہ ہو صحیفہ سلیمان غزل الغزلات باب ۵ آیت ۱۰)

میرے دوستو۔ آپ ذرا خود ہی غور فرماویں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر آپکی کتب مقدسہ کسطرح مہر لگاتی ہیں۔ وہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نہایت خلیق ہونگے۔ بے شک آپکا خلق زبان زد خلائق ہے بے شک وہ بالکل محمدؐ تھے وہ اللہ تعالیٰ کے دوست تھے وہ اسکے

محبوب تھے کیا کوئی روح صداقت کی جویاں ہے کیا کوئی روحانی گیان کا ابھلاشی ہے کیا کوئی صراط مستقیم پر قدم مارنا چاہتا ہے اگر ہے تو خدا کیلئے ان کتب مقدسہ کی آیات شریفہ پر غور کرے۔

آگے انجیل متی باب ۳ آیت ۱۱ میں درج ہے "میں تو تمہیں توبہ کیلئے پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں۔ لیکن جو میرے بعد آتا ہے وہ مجھ سے زور آور ہے کہ میں اسکے جوتے اُٹھانے کے لائق نہیں ہوں" اب جائے غور ہے کہ کون نبی سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آجتک ایسا زور آور آیا اور کس نے اسطرح ملک کو شرک کی نجاست سے صاف کر کے ملک میں توحید کا ڈنکا بجایا۔ تمام ملک مشرق سے مغرب تک ہلا دیا تمام عیسائی صاحبان کی خدمت میں ہماری عرض ہے کہ اپنے پیشواؤں کی نصیحت پر عمل کریں اور اس راستہ پر قدم ماریں جسکی طرف انکے پیشواؤں نے انکی رہبری کی ہے۔ ورنہ غضب جلیل وجبار سے مطمئن نہ رہیں موت قریب ہے ملک الموت ہر وقت سر پر سوار ہے پھر یہ وقت ہاتھ آنا مشکل ہے۔ پھر تو من پچھتاوا ہی رہ جائیگا۔ کرنیکا وقت یہی ہے جو کچھ کرنا ہے کر لو دن ہے تو رات کا انتظار نہ کرو رات ہے تو تکو مت دیکھو۔

دعا کیلئے درخواست مکرمی شیخ محمد عبدالمجید صاحب و شیخ تیمور صاحب اب کی سال انشاء اللہ تعالیٰ ایم۔ اے کے امتحان میں اپیر ہونگے۔ نور کے ناظرین دلی تڑپ سے دعا فرما دیں کہ اللہ تعالےٰ ان ہر دو شیخ صاحبان کو کامیاب کرے۔

آمین یا رب العالمین

اسلام اور سکھ ازم

اسلام کی سچائی اور نانک رحمۃ اللہ علیہ کی گواہی

چونکہ نور نے سکھ صاحبان کو منور کرنیکا بھی بیڑا اُٹھایا ہے۔ جسکے دو وجوہات ہیں ایک تو یہ عاجز بھی پہلے سکھ ہی تھا اسلئے اپنے بھائیوں کی بہتری اور بہبودی کے لئے میرے دل میں ایک خاص گونج ہے جب سے میں نے اسلام کے نور سے اپنے دل کو منور کیا ہے تب سے مجھے روز و شب اُٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے یہی تڑپ رہی ہے کہ جس امرت جل کو پینے سے میرے جلے ہوئے دل پر ٹھنڈک پڑی میں اُس چشمۂ معرفت سے اپنے بھائیوں کو بھی آگاہ کروں تاکہ انکے تشنہ لب بھی اس امرت جل سے اپنی پیاس بجھائیں اگر میں اس امرت کی دھار سے اپنے بھائیوں کو سرشار نہ کروں تو یہ سب سے بڑھکر خود غرض اور مطلب پرستی ہوگی کیونکہ اگر انسان میں ہمدردی نہ ہو تو وہ حیوان سے بھی بدتر ہے کیونکہ حیوانوں میں بھی ایک قسم کی ہمدردی پائی جاتی ہے ایک چیونٹی کو کہیں مٹھاس یا کسی اور مطلب کی شے کا پتہ لگ جاتا ہے تو فوراً اپنی قوم کو خبر کر دیتی ہے بغیر کسی قسم کے حسد و لالچ کے سب کو فائدہ پہنچاتی ہے اگر میں انسان ہاں اشرف المخلوقات ہو کر ایسی تنگ دلی سے کام لیتا اور اپنے بھائیوں کو اس معرفت تامہ کی دعوت نہ دیتا تو شاید مجھ سے بڑھکر دنیا میں کوئی بھی خود غرض نہ ہوتا۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ یہ جو مجھے امرت جل کے چشمہ کا پتہ ملا ہے جس معرفت تامہ کے بھنڈارے سے میں نے خوب سیر ہو کر موہن بھوگ کا بھوگ لگایا ہے تو یہ محض باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے کلمات طیبات کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے جنکے روحانی گیان نے یکدم مجھ میں ایک بیّن تبدیلی کر دی اور سوہن سنگھ سے محمد یوسف بنا دیا لہذا مجھ پر یہ واجب نہیں بلکہ فرض ٹھیرا کہ میں اس نور سے اپنے بھائیوں کو بھی منور کر دوں۔

بنابریں "نور" نے اپنی بھینی بھینی دلربا شعائیں سکھ صاحبان کیطرف پھینکنی شروع کیں مگر معزز ہمعصر خالصہ سماچار کے ایڈیٹر اس نورانی روشنی سے کچھ گھبرا اُٹھے اور باوا نانک جیکے اُن شلوکوں کا جن سے اسلامی رنگ نمایاں ہوتی تھی اُن سے قطع نظر کر کے کچھ ادھر اُدھر کے واقعات کو جمع کر کے اصلیت کو چھپانا چاہا:۔

اسلئے ہم آج اپنے مضمون کو ذرا کھولکر لکھتے ہیں تاکہ میرے معزز بھائی اُن غلط فہمیوں سے آگاہی حاصل کریں جو بعض متعصب لوگوں کی وجہ سے پھیل چکی ہیں معزز خالصہ جی اس سے نہ تو آپکو انکار ہے اور نہ ہی مجھے کہ گرنتھ صاحب میں اکثر ایسے اشعار ہیں جو تناقض کے مرض میں مبتلا ہیں اسکا یہ سبب نہیں کہ نعوذ باللہ باوا صاحب کے کلام میں تناقض تھا بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ تمام اشعار دو سو بلکہ تین سو برس بعد میں جمع کئے گئے اور ہر ایک شلوک کے پیچھے نانک صاحب کا نام خواہ نخواہ لگایا گیا اگرچہ حال کے گرنتھ وال یہ بیان کرتے ہیں کہ جس شبد پر آسا محلہ پہلا یا گوڑی محلہ پہلا لکھا ہوا ہے وہ درحقیقت باوا نانک جیکا شلوک ہے اور نہ دوسرے جانشینوں کا۔ لیکن جس حالت میں ہر ایک شعر کے آخر میں نانک کا لفظ پایا جاتا ہے تو یہ ایک نہایت قابل

اعتراض کارروائی ہے کیونکہ سراسر خلاف واقعہ اور جعل کے رنگ میں ہے اور اس صورت میں اُن شعروں سے بھی ایمان گیا جو دراصل باوا نانک جکی طرف منسوب کئے جاتے ہیں اور اب کسی برس کے بعد کون فیصلہ کر سکتا ہے کہ اُن میں سے باوا نانک جیکے کون سے شعر ہیں اور دوسروں کے کونسے شعر ہیں جن لوگوں نے بے محل اپنی شعروں کے آخر پر نانک کا لفظ لگا دیا ان لوگوں نے اور کیا کچھ دخل نہ دیا ہوگا۔ پھر جبکہ یہ دو سو برس بعد بلکہ مدت کے بعد کی کارروائی ہے تو ایسے مجموعہ پر کیونکر بغیر دوسرے شواہد کے بھروسہ ہو سکتا ہے اگرچہ یہ بھی ممکن ہے کہ باوا صاحب کے اُن ابتدائی زمانہ کے بھی بعض شعر ہوں جبکہ اُنہوں نے ابھی اسلامی ہدایت سے شرف حاصل نہیں کیا تھا اور خیالات میں ایسی روشنی حاصل نہیں ہوئی تھی اور اُن خطاؤں اور غلطیوں میں پڑے ہوئے تھے جنکا انکو خود اقرار ہے لیکن چونکہ ان شعروں کے جمع کرنیمیں پوری احتیاط سے کام نہیں لیا گیا اسلئے باوجود اس خیال کے یہ دوسرا شبہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ باوا جیکے اشعار میں اجنبی اشعار بھی بہت لگائے گئے ہیں اور انکے نام سے اپنا سکہ چلایا گیا ہے اور پھر جبکہ گرنتھ میں اسقدر محرّف مبدّل ہو چکا ہو تو پھر بجز کسی خاص معیار کے وہ شلوک جنکا حوالہ معترض نے دیا ہے اطمینان قلب کا موجب نہیں ہو سکتے اور عند العقل چولہ صاحب اور باوا صاحب کے چلوں سے بڑھکر اور کوئی معیار نہیں اور نیز باوا جیکے وہ شلوک بھی معیار میں داخل ہیں جنمیں انھوں نے صاف اقرار کیا ہے کہ بغیر اسلام کے کسیکی نجات نہیں۔ جیسا کہ گرنتھ کے اس شلوک سے واضح ہوتا ہے۔

برکت تنکے اگلے جو پڑھتے رہیں درود

یعنی جو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے رہیں انہیں کو آنے والے زمانہ میں برکت ملیگی۔ اور پھر ایک شعر گرنتھ میں فرماتے ہیں

کرلی کعبہ سچ پیر کلمہ کرم لولاح

یعنی نیک کام کعبہ کے حکم میں ہیں جنکی طرف منہ کرنا چاہئے اور سچ بولنا مرشد کے حکم میں ہے جس سے راہ ملتی ہے اور کلمہ یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وہ چیز ہے جس سے قسمت کھلتی ہے اور نیک عمل ہو جاتے ہیں۔ پھر اسی پر ہی اکتفا نہیں آگے اور لیجئے۔ دیکھو گرنتھ صاحب جو کہ ۵ ستمبر سنہ ۱۸۸۱ء کو ہز ہائنس راجہ بکرم سنگھ صاحب بہادر والی فرید کوٹ اور سردار بکرما سنگھ صاحب اہلووالیہ نے باعانت منشی برج لال صاحب مہتمم خیرخواہ پنجاب گوجرانوالہ و منشی گیان چند مہتمم وکٹوریہ پیپر سیالکوٹ نے ترجمہ کیا اور گیان پریس گوجرانوالہ میں سنہ ۱۸۸۱ء میں چھپا اسکے صفحہ ۳ پر لکھا ہے اور ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ یہ شلوک تمام گرنتھ صاحبوں میں موجود ہے۔

محلہ پہلا

(۱) عیب تن چکڑ وایہ من مینڈکو
کمل کی سار نہیں مول پائی
(۲) بھنورا دستاد نت بھاکھا بولے
کیوں بوجھے جان نا بوجھائی
(۳) آکھن ستاپوں کی ہانی۔ ایہہ قرتا مایا
(۴) خصم کی نظر دلیوں پسندی جنہیں کر اک دھیایا
(۵) تیہہ کر رکھے پنج کر ساتھی۔ ناؤں شیطان مت کٹ جائے
(۶) نانک آکھے راہ پر چلنا مال دھن کت کرن سچائی

ان کا ترجمہ جو دونوں راجہ صاحبان اور منشی برج لال صاحب اور منشی گیان چند صاحبان نے کیا ہے ذیل میں درج ہے۔

(۱) تیرے بدن میں کیچڑ کیا ہے۔ تیرے ہی عیب ہیں۔ اور اس میں مینڈک کیا ہے۔ تیرا ہی دل ہائے تو نے جان بوجھکر بھی اس گل نیلوفر کی کیفیت نہیں جانی۔ جو تیرے سینہ میں شگفتہ ہو رہا ہے۔

(۲) اس پھول پر بھنور کیا ہے تیرا استاد جب تجھے ہمیشہ مفید مفید ہدایتیں دیتا ہے تو نہ کبھی سمجھتا اگر وہ اسقدر بھی نہ سمجھاتا تجھے

(۳) نام حق کے بغیر کہنا اور سننا فضول ہے ہائے یہ دل لذّات محسوسات میں رہا ہے

(۴) وہی لوگ سچے صاحب منظور نظر ہیں اور وہی اسی دل سے مقبول جو اس وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرتے ہیں۔

(۵) تیس روزے رکھتے ہیں اور پانچوں وقت کی نماز پڑھتے ہیں۔ اس نیت سے کہ شیطانی وسواس سے اللہ محفوظ رکھے یعنی اگر تو نماز اور روزہ نہیں رکھیگا۔ تو شیطان تیرا نام نیک بندوں اور خدا پرستوں سے کاٹ دیگا۔ باوا نانک جی فرماتے کہ ہم راہ چلتے مسافر ہیں۔ غرض ہم ایکدم کے لئے بھی یہاں نہیں ٹھہر سکتے۔ ہمکو کیا فرصت ہے کہ اپنے مال و دھن کا حساب کسیکو سمجھا سکیں غرض ہم نے گرنتھ صاحب ہیں اور جنم ساکھی کے شلوکوں سے ظاہر کر دیا ہے کہ باوا نانک جی ان مقبول بندوں میں سے تھے جنھوں نے اپنا تن من دھن اسلام کے لئے ارپن (قربان) کر دیا تھا۔ اور یہ شلوک باوا جی نے اپنی آخری عمر میں کہے ہیں اور ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اسبات کا پتہ چلتا ہے ممکن کہ ابتدائی عمر کے خیالات آخری عمر کے خیالات سے کچھ تناقض رکھتے ہوں بلکہ حقیقتاً

ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ باوا صاحب آہستہ آہستہ حق کی طرف جھکتے چلے آئے یہانتک کہ آخری عمر میں چولہ بناکر اسلامی شعار ظاہر کرنیکے لیئے پہن لیا اور آخری عمر میں ہی حج کیا اور آخر عمر میں ہی چلہ کشی کی سو آخری عمر کے قول و فعل قابل اعتبار ہیں اور اسکے مخالف سب ردی باوا صاحب کی سب سے بڑی یادگار انکا چولہ صاحب ہے جسکی سکھ لوگ حد سے زیادہ شردھا اور تعظیم کرتے ہیں اسلیئے بہتر ہوگا کہ مختصر انکے چولہ صاحب کی بابت لکھا جائے تاکہ سکھ صاحبان باواجیکو اصلی سروپ میں دیکھ کر انکی پوتر لائف یعنی پاک زندگی کو اپنا شعار بنائیں یہ باوا نانک جیکا چولہ صاحب "وصیت نامہ" کرکے مشہور ہے اسکی مختصر ہسٹری اسطرح پر ہے

یہ وصیت نامہ جسکو سکھ لوگ چولا صاحب کے نام سے موسوم کرتے ہیں بمقام ڈیرہ نانک جو ضلع گورداسپور پنجاب میں واقع ہے اُس ... گوردوارہ میں نہایت اعزاز و اکرام سے رکھا ہوا ہے جسکو کابلی مل کی اولاد نے جو باوا صاحب کی نسل میں سے تھا خاص اس تبرک کے لئے بنوایا ہے

اور پہلا مکان جو چولا صاحب کیلیئے بنوایا گیا تھا کہتے ہیں کہ اسپر کئی ہزار روپیہ سے کچھ زیادہ خرچ آیا تھا غرض یہ چولا صاحب اسقدر عزت سے رکھا گیا ہے کہ دنیا میں شاید ہی اس سے متصور نہیں اور یہ ایک سوتی کپڑا ہے جو کچھ خاکی رنگ اور بعض بعض کناروں پر کچھ سرخی نما بھی ہے سکھوں کی جنم ساکھی کا یہ بیان ہے کہ اسمیں تیس سیپارے قرآن شریف کے لکھے ہوئے ہیں اور نیز وہ تمام اسماء الٰہی بھی اسمیں مکتوب ہیں جو قرآن کریم میں ہیں۔ اور سکھوں میں یہ امر ایک متفق علیہ واقعہ کیطرح مانا گیا ہے کہ یہ چولا

صاحب جسپر قرآن شریف لکھا ہوا ہے آسمان سے باوا صاحب کیلیئے اُترا تھا اور قدرت کے ہاتھ سے سیا گیا اور قدرت کے ہاتھ سے باوا صاحب کو پہنایا گیا۔ یہ اشارہ اسبات کیطرف بھی ہے کہ اس چولہ پر آسمانی کلام لکھا ہے جس سے باوا صاحب نے ہدایت پائی

چولہ صاحب کی اصلی کیفیت منقول از جنم ساکھی۔

ساکھی عرب دیش دی بادشاہ نال ہوئی

عرب کے بادشاہ کیساتھ جو قصہ گذرا

ترجمہ

ایک زمانہ میں مردانہ[1] نے گوروجی کے سامنے ادب سے عرض کی ای سچے بادشاہ عرب کا ملک کیسا ہے سری گوروجی نے کہا مردانہ تو دیکھنا چاہتا ہے تو تجھے دکھلائیں گے تب پھر گورو جی نے تجھے فرمایا۔ کیوں بھائی مردانہ کیا مرضی ہے میں نے عرض کیا جو آپ کی رضا ہو تب سری نانک صاحب وہاں سے چلکر عرب کے ملک میں پہونچے اُس ملک کے بادشاہ کا نام اجبر د مشہور تھا اور بہت ظلم کرتا تھا رعیت بڑی تنگ تھی اور جو کوئی ہندوستان سے اس ملک میں جاتا اسکو قتل کر دیا کرتا تھا اُس ملک میں یہی دھوم مچ رہی تھی جب تمام لوگ بہت تنگ ہوئے تو پرمیشر کے آگے عاجزی سے دعا کی تو انکی عاجزی کی دعا بارگاہ خدا میں قبول ہوئی

"باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری"

دوستو! یہ اُس مہاتما کی سوانح عمری ہے جس نے چودویں صدی میں جبکہ نہ صرف پنجاب میں بلکہ تمام ہندوستان میں ظلمت کی گھٹا ٹوپ سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے ایسے دھندوکارہ کے زمانہ میں ہندو کے گھر میں پیدا ہو کر دیگر تمام مت متانتروں کا کھنڈن کرکے سچائی کا نعرہ بلند کیا اس سوانح عمری کے تمام حوالے سکھ صاحبان کی معتبر تواریخ جنم ساکھیوں اور گرنتھ صاحب وغیرہ سے لئے گئے ہیں اور حسب ذیل ابواب میں انکی تقسیم کی گئی ہے۔

دیباچہ۔ ملکی حالت۔ پیدائش۔ تعلیم۔ دنیاوی کاروبار۔ دنیاوی کاروبار سے قطع تعلق۔ اسلامی لگن۔ مسلمان اولیا اکابر کے مقابر پر چلہ کشی۔ سفر جسمیں نہایت وضاحت سے دکھلایا گیا ہے کہ باوا صاحب ہندوؤں کی تیرتھ پر جاکر کیا کیا اور مکہ معظمہ میں جاکر کیا کیا۔ نصیحت بخش مطالع اور نتیجہ خیز مقابلہ۔ دوستوں کو چاہیئے کہ نہ صرف خود ہی اس امولک کتاب کا مطالعہ کریں بلکہ کثرت سے سکھ صاحبان میں بھی اسکی اشاعت کریں ۱۸×۲۲ کے ۱۶۸ صفحہ کی کتاب ہے چھپائی اعلی اور کاغذ نہایت نفیس قیمت صرف ۸/ ایک درجن کے خریدار سے صرف للعہ ۸/ یعنی فی کاپی ۶/

ملنے کا پتہ

محمد یوسف ایڈیٹر اخبار "نور"

[1] یعنی مردانہ نو

تب خدا کی بارگاہ سے بابا نانک جی کو آسمانی ندا ہوئی۔ اے نانک میں تجھ سے بہت خوش ہوں اور ایک خلعت تجکو عطا ہوتا ہے تب گوروجی نے عرض کیا کہ اے وحدہ لاشریک جو تیری رضا ہو تب گوروجی نے مراقب ہو کر خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا تب ایک خلعت مرحمت ہوا اور اُسپر قدرت کے حرف عربی ترکی فارسی ہندی سنسکرت لکھے ہوئے پانچوں قسم کے موجود تھے تب سری گوروجی وہ خلعت پہنکر اُس شہر کے دروازہ کے باہر جا بیٹھے سات دن گذرنے کے بعد لوگوں نے کہا کہ بھائیو ایسا درویش بیٹھا ہے کہ جس کے خلعت پر قدرتی قرآن کے تیس سیپارے لکھے ہوئے ہیں جب اُن لوگوں نے غور سے دیکھا تو بادشاہ کو خبر دی کہ اے بادشاہ ہمارے شہر کے باہر ایک درویش ایسا بیٹھا ہے جسکے گلمیں ایک خلعت ہے اسپر تیس سیپارے قرآن کے لکھے ہوئے ہیں تب بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ اُس درویش کے جسم سے وہ خلعت اُتار لا تب وزیر نے جاکر کہا کہ اے درویش یہ خلعت اُتار کر ہمیں دے کہ ہمارا بادشاہ طلب کرتا ہے بادشاہ کی عدول حکمی نہیں چاہیئے ورنہ آپکو سزا دیگا تب یہ بات سنکر سری باباجی نے کہا کہ اگر بھائیو تم سے اُتر سکتا ہے تو اُتار لو جب سری بابا نے یہ فرمایا تو جسقدر لوگ وزیر کے ساتھ تھے سب کے سب سری باباجی کیطرف دوڑے لیکن وہ قدرتی خلعت اور قدرتی کپڑا اور قدرتی پہنا ہوا وحدہ لاشریک کا عطیہ کسطرح اُن جھوٹے لوگوں سے اُتر سکتا تھا بہت کچھ جتن کیا نہ کھینچنے سے اُترا نہ پھاڑنے سے پھٹکر اُترا تو سب لوگ حیران رہ گئے بادشاہ کے پاس پیغام بھیجا کہ اے بادشاہ جی اُس فقیر کے گلے سے وہ خلعت نہیں اُترتا ہے تب بادشاہ نے سنکر سخت ناراض ہو کر کہا کہ تم اُس فقیر کو دریا میں ڈبو دو جب یہ حکم وزیر کے پاس آیا تب وزیر نے لوگوں سے کہا کہ اس فقیر کو دریا میں غرق کردو تب اُن لوگوں نے سری گوروجی کو دریا میں دھکیل دیا اور سب لوگ تماشا دیکھ رہے تھے تو سری باباجی کا گلے کا خلعت بھیگا بھی نہ تھا اور پانی کا اثر بھی نہ پہنچا تھا جو پانی کے موکل یعنی فرشتہ نے سری گوروجی کو دونوں ہاتھوں پر تھام لیا اور سری گوروجی کے قدم چوم کر صحیح سلامت کنارے پر بٹھا دیا تب وہ لوگ سری گوروجی کو دیکھکر متعجب ہوئے پھر بادشاہ کو اطلاع دیگئی کہ وہ درویش دریا میں نہیں ڈوبا پھر بادشاہ نے غضبناک ہو کر کہا کہ اس فقیر کو آگ میں جلادو تب وزیر نے بڑے بڑے لکڑ جمع کرکے سری گوروجی کے ارد گرد چنے پھر آگ لگادی تب موکل آتش یعنی فرشتہ آگ نے سری گوروجی کے قدموں پر جھک کر عرض کی کہ آپکے جسم کا ایک بال بھی نہیں جلیگا لیکن سب لکڑیاں جلکر راکھ ہوگئیں تب لوگ دیکھکر حیران ہوگئے پھر یہ خبر بادشاہ نے سنی اور کہنے لگا یہ فقیر کوئی چٹکلے دکھانیوالا ہے لیکن اسکو کسی بڑی اونچی جگہ سے گرادو تب وزیر نے سری گوروجی کو بڑے اونچے پہاڑ سے نیچے گرادیا جب سری گوروجی گرے تو موکل یعنی فرشتہ نے سری باباجی کو اپنے ہاتھوں پر لیکر ایک ہنڈولے پر بٹھا کر زمین پر لا اُتارا۔ پھر وہاں بہت خوبصورت پھولوں کی سیج پر آبیٹھے اور اُس ملک کے سب لوگ وہاں کھڑے تھے دیکھکر پریشان ہوگئے تب وزیر نے خود بادشاہ کو جاکر کہا کہ وہ فقیر ابتک بھی زندہ ہے تو بادشاہ نے کہا اے وزیر یہ کوئی چٹکلے باز ہے لیکن تم کوئی عمیق گڑھا کھود کر اُسمیں اسے ڈالکر اُوپر سے پتھراؤ کرو تب وزیر نے ایک بڑا گہرا گڑھا کھودا سری گوروجی کو اسمیں ڈالکر اوپر سے پتھراؤ کیا اور سری گوروجی کو ہزار من کے پتھروں میں دبا کر سب اپنے گھر چلے گئے اور جن لوگوں نے انسے دریافت کہ کیا قصہ گزرا تب اُنھوں نے کہا اب تو اس فقیر کا بال بھی نہیں بچیگا ہم نے اُسے پتھروں سے خوب اچھی طرح دبا دیا ہے مگر جب دوسرے روز دیکھا تو بابا جی اپنے سندر سروپ میں شہر کے باہر براجمان تھے تب تو وہ لوگ ہکے بکے رہ گئے دوستو

وہ چولہ جو اسقدر فیوض و برکات کا بھنڈار تھا جس سے ایسی فوق العادت کرامات اور معجزے ظہور میں آئے جسکی برکت سے بڑی بڑی شدید بلائیں ٹل گئیں۔ جس سے بھڑکتی ہوئی آگ کے شعلے سیتل جل ہوگئے جسکے آگے پہاڑ کے سنگ لاخ قطعے روئی اور موم کے تودے بن گئے۔

اسکی تصویر ملاحظہ فرمائیے جسکی زیارت سے معرفت تامہ کی گونج پیدا ہوتی ہے۔

تصویر چولہ صاحب ملاحظہ ہو صفحہ ۲۳ پر

بعض لوگ انگد کی جنم ساکھی کے اس بیان پر تعجب کرینگے کہ یہ چولا آسمان سے نازل ہوا ہے اور خدا نے اسکو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے مگر خدا کی بے انتہا قدرتوں پر نظر کر کے کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ اسکی قدرتوں کی کسی نے حد بست نہیں کی کون انسان کہ سکتا ہے کہ خدا کی قدرتیں صرف اتنی ہی ہیں اس سے آگے نہیں ایسے کمزور اور تاریک ایمان تو ان لوگوں کے ہیں جو آجکل نیچری یا برہموں کے نام سے موسوم ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ باوا صاحب کو قرآنی آیات الہامی طور پر معلوم ہوگئیں ہوں اور اذن ربی سے لکھی گئی ہوں ......

لہذا بموجب آیت مارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی وہ سب فعل خدا تعالی کا فعل سمجھا گیا ہو کیونکہ قرآن آسمان سے نازل ہوا ہے اور ہر ایک ربانی الہام آسمان سے ہی نازل ہوتا ہے دین اسلام درحقیقت سچا ہے اور اسکی تائید میں خدا تعالی بڑے بڑے عجائبات دکھلاتا ہے اگرچہ اس عجب العجب کا وجود اس آگ سے بھی زیادہ مخفی ہے جو پتھروں اور ہر ایک جسم میں پوشیدہ ہے مگر تاہم کبھی کبھی اسی وجود کی دنیا پر چمکار پڑتی ہے ہر ایک چیز میں عنصری آگ ہوتی ہے مگر دلوں میں خدا تعالی نے اپنی ذات کی شناخت کی ایک آگ رکھی ہے جب کبھی بے انتہا درد مندی کی حقانی ہو

ادھر آئیں دیکھیں تصویر ہے
یہی پاک چولہ جہانگیر ہے

چولا باوا نانک صاحب

وہ آگ بھڑک اٹھتی ہے تو دل کی آنکھوں سے وہ غیر مرئی ذات نظر آجاتی ہے اور نہ صرف یہی بلکہ جو لوگ اسکو سچے دل سے ڈھونڈتے ہیں اور رجوع میں ایک نہایت درجہ کی پیاس کے اسکے آستانہ کیطرف دوڑتے ہیں انکو وہ پانی بقدر طلب ضرور پلایا جاتا ہے جس نے اپنی قیاسی اٹکلوں سے خدا تعالی کو پہچانا اسنے کیا پہچانا درحقیقت پہچاننے والے وہی ہیں جنپر خدا تعالی نے آپ ارادہ کر کے اپنا چہرہ ظاہر کر دیا ہے سو ایسے کبھی خوارق کے ذریعہ سے بھی اللہ تعالی کیطرف کھینچے جاتے ہیں تا انکی کمزوریاں دور ہو جاویں اور انکا دل یقین سے بھر جاوے پھر اس سے کیوں تعجب کرنا چاہیے کہ یہ چولا قدرت سے ہی لکھا گیا ہو چونکہ باوا صاحب طلب حق میں ایک پرندہ کی طرح ملک بملک پرواز کرتے پھرے اور اپنی عمر کو اس راہ میں وقف کر دیا اور خدا تعالی سے چاہا کہ سچا مذہب ان پر ظاہر ہو سو خدا تعالی نے انکا صدق دیکھکر انکو ضائع نہ کیا بلکہ وہ چولا انکو عطا کر دیا جس پر قدرت کے تمام نقوش ہیں ایسا کیا تا انکا اسلام پر یقین بڑھ جائے اور تا وہ سمجھیں کہ بجز لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اور کوئی سبیل نجات نہیں سو انہوں نے اس چولہ کو اسی غرض سے پہنا کہ تا اس چولا کو اپنی نجات کا ذریعہ قرار دیں اور تمام دنیا کو اپنے

بشارت! بشارت!! بشارت!!!

معرفت تامہ کا بھنڈار۔ تصوف کا گنجینہ گیان کی لہر

مومنو! اس امر کے اظہار کی چنداں ضرورت نہیں کہ آجکل قرآن شریف سے روگردانی اختیار کرنے سے ہم پر کیسی ادبار کی گھٹائیں منڈلا رہی ہیں۔ ایسے دھندوکارہ کے زمانہ میں اگر پژمردہ دلوں کو ڈھارس ہوسکتی ہے۔ تو محض قرآن شریف کے گیان سے اگر ہم مذہبی دنگل میں مخالفین کے دانت کھٹے کرسکتے ہیں تو محض قرآن شریف کی برہان قاطع سے۔

اسلیئے میرے بعض دوستوں نے مجھے آمادہ کیا ہے۔ کہ **پرم پتا** حضرت خلیفۃ المسیح ؑ کے روزانہ قرآن شریف کے درس کو ہو بہو بعد نظرثانی **پرم پتا** کے اُن قرآن شریف کے عاشقوں تک پہنچاؤں جنکی ارواح روحانی گیان کیلیئے تڑپ رہی ہے۔ اسکے بیان کرنیکی چنداں ضرورت نہیں کہ **پرم پتا** کے درس میں کیسی قوت قدسی ہے اس کے لئیے یہی کہنا کافی ہوگا کہ آپکے امولک گیان کو سنکر دہریا اور ناستک بھی وجد میں آکر اللہ اکبر کہہ اُٹھتے ہیں۔ یہ قرآن شریف کا درس ماہواری رسالہ کی صورت میں شائع ہوا کریگا۔ سالانہ قیمت صرف (سے) تین روپیہ تاکہ ہر کہ ومہ مستفیض ہوسکے چار سو درخواستیں آنے پر انشاء اللہ تعالیٰ یکدم کام شروع کردیا جائیگا۔

خادم

محمد یوسف ایڈیٹر نور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۷

تو نہین طور تسلی کا تبا یا ہم نے

آؤ لوگو کہ یہین نورِ خدا پاؤ گے

یہدی اللہ لنورہ من یشاء

نور

قادیان سے ہر پندرہ روزہ شائع ہوتا ہے
تاریخ اشاعت ۱۵۔ اپریل ۱۹۱۱ء

(۱) اسلام اور دیگر مذاہب (۲) آریون او کو بچانا۔ (۳) الزامات کا بدلائل نقلی عقلی (۴) تاج برطانیہ کی خیر خواہی سکھ قوم میں باوا نانک جی کی تعلیم کا پرچار کرنا۔

یہ مہینہ مین دو دفعہ شائع ہوتا ہے
قیمت سالانہ ۸ششماہی ۴ ہوگی
اور طلباء سے ایک روپیہ سالانہ پیشگی
عظام سے امتیازی قیمت (صر)
کچھ عطا کرین۔ وہ عطیہ تصور ہوگا
حضرات کے اسماء گرامی سرپرستان
رسالہ ہذا کی فہرست مین درج ہون گے۔

نمبر ۱۴ | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف نومسلم سابق سورن سنگھ کمار وواں ..... | جلد ۱

باوا نانک رحمۃ اللہ کی سوانحعمری

یہ اس ولی اللہ کی سوانح عمری ہے۔ جس نے چودھوین صدی مین جبکہ نہ صرف پنجاب بلکہ تمام ہندوستان پر ظلمت کے گھٹا ٹوپ بادل چھائے ہوئے تھے۔ لیسے دھندوکارہ کے زمانہ مین ہندؤن کے گھر مین پیدا ہوکر ہندون کے تمام مذاہب کا کھنڈن (رد) کرکے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ بلند کیا اس کے تمام حوالے سکھ صاحبان کے گرنتھ اور معتبر کتب سے لئے گئے ہین قطعی محققانہ اور مورخانہ پیرائے مین لکھی گئی ہے۔ ۱۸ × ۲۲ کے ۷۰ صفحہ کی کتاب ہے۔ چھپائی اعلیٰ کاغذ نہائت نفیس قیمت صرف آٹھ آنے۔ ایک درجن کے خریدار سے محض چار روپے آٹھ آنے یعنی فی کاپی ۶/ ملنے کا پتہ۔ ایڈیٹر نور قادیان

دھرم کی کسوٹی

یہ ایک محققانہ ٹریکٹ حال ہی مین شائع کیا گیا ہے۔ جسمین آریہ سماج کے مشہور و معروف پرچارک سوامی درشنانند کے ۱۴ مختلف سوالات کے جوابات نہائت محققانہ اور فلسفیانہ رنگ مین دئے گئے ہین۔ (۱) سماجی پرمیشور (۲) ابطال قدامت روح و مادہ (۳) ابطال تناسخ (۴) تحریف وید (۵) ابطال قدامت وید (۶) ویدک فلسفہ کی حقیقت (۷) وید کے الہامی ہونے کی جانچ وغیرہ۔ دقیق سے دقیق سوالات کے جوابات ایسے احسن طریقہ سے دئے گئے ہین کہ سوامی درشنانند ہی اپنے سوالات کے جوابات پڑھکر لوٹ پوٹ ہو گئے۔ ٹریکٹ کا حجم ۴۸ صفحے قیمت ۱/ ایک درجن کے خریدار سے صرف ۹ روپے ملنے کا پتہ

اڈیٹر نور قادیان

ایک مشورہ

ہم نے یہ عزم بالجزم کر لیا ہے کہ ان مہاتما پرشون کی سوانحعمریان شائع کی جاوین۔ جنھون نے ہندوستان کو چاہ ضلالت سے نکال کر کوہ طور کا جلوہ دکھلایا بفضل خدا باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی سوانحعمری تو شائع ہو چکی ہے۔ حضرت کرشن علیہ السلام کی سوانحعمری کا مسودہ بھی تیار ہے۔ مگر اس کے متعلق آپ صاحبان سے التماس ہے۔ کہ یہ سوانح عمری "نور" مین آہستہ آہستہ شائع کی جاوے یا علیحدہ کتابی صورت مین۔ اپنی قیمتی رائے سے جلدی مطلع فرما دین۔

اڈیٹر "نور" - قادیان

اسلامیہ سٹیم پریس الحسین جہلم کر شیخ محمد یوسف پبلشر کے لئے قادیان سے شائع ہوا

کیا اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے

علا

جس مضمون کی طرف آج ہم اپنے ناظرین کی توجہ منعطف کروانی چاہتے ہیں یہ ایک ایسا اہم مضمون ہے جس کے منفیت نتائج کو مخالفین اسلام کے نوٹس میں لانا ضروری ہے تاکہ دوئی مٹے اور یگانگت ظاہر ہو۔ کلیش (دکھ) کا ستیاناس اور شانتی (سکینت) کا پرکاش (ظاہر) ہو سچائی کا بول بالا اور

کذب کا مونہہ کالا ہو

نور کے ناظرین سے یہ بات مخفی نہیں کہ برادران وطن نے فاتحان اسلام کی نسبت کیا کیا غلط فہمیاں پھیلا رکھی ہیں زانی انہیں کہا جاتا ہے۔ فاسق وفاجر کا انہیں خطاب دیا جاتا ہے۔ جابر اور ظالم کے نام سے انہیں موسوم کیا جاتا ہے۔ عیار ومکار کے نام سے انہیں پکارا جاتا ہے۔ اور ہم باوجود صادق ہونے کے کاذب قرار دئے جاتے ہیں الیسی ایسی باتیں سُن کر ہمارا کلیجہ منہ کو آتا ہے اور دل

پاش پاش ہو جاتا ہے

آہ! تعصب تیرا ستیاناس ہو تو برسوں کی دوستی کو طرفۃ العین میں مٹا دیتا ہے لاکھوں کھا احسانوں کو ایک دم کے دم میں مٹا دیتا ہے۔ جس نے ذرا بھی تواریخ کی اوراق گردانی کی ہوگی وہ ان باتوں کو محسوس کئے بغیر نہ رہ سکا ہوگا۔ کہ اسلام نے ساکنان ہند کو جو گھٹا ٹوپ اندھیر میں پڑے ہوئے تھے۔ چاہ ضلالت سے نکالکر نور سے منور کیا۔ یہ برہنہ تھے اسلام نے انہیں الفس پوشاکیں دیں۔ یہ اندھے تھے۔ اسلام نے انہیں آنکھیں دیں۔ یہ گونگے تھے۔ اسلام نے انہیں زبان دی۔ یہ لنگڑے اور لولے تھے اسلام نے انہیں ہاتھ پاؤں دئے۔ غرضیکہ یہ قعر مذلت میں پڑے ہوئے تھے۔ اسلام نے انہیں روحانیت کی اٹاری کا پتہ بتلایا یہ ۳۳ کروڑ خدا کے پوجاری تھے۔ اسلام نے انہیں ایک

رام نام کی لگن

لگا دی۔ آہ! احسان فراموشی اور محسن کشی بھی کیسی بُری خصلت ہے۔ جو یار لوگوں کے دل پر قابو پا چکی ہے جوان کے رگ رگ میں سرایت کرچکی ہے جو باوجود دیکھنے کے نہیں دیکھتے اور باوجود سننے کے نہیں سنتے۔ دور کیوں جاؤ۔ "لالہ ارجن" کو ہی لے لو۔ کس طرح آنکھوں پر پٹی باندھ کر اندھا دھند محمود غزنوی جیسے موحد شخص کو جس نے سومنات جیسے کفر گڑھ کا خاتمہ کیا جس نے ۳۳ کروڑ دیوتا کے پاکھنڈ کو توڑ کر

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کا نعرہ بلند کیا اور اورنگ زیب جیسے نفس کش انسان کو جو باوجود شہنشاہ ہونے کے اپنی روزمرہ کی روٹی کے لئے قرآن شریف کی کتابت کرکے اس کی اجرت سے اپنی پیٹ پوجا کیا کرتا تھا۔ اور جس کی بے تعصبی کی یہ حالت تھی۔ کہ اس کے راج میں اسکی فوج کے جرنیل کرنیل محکمہ مال کے افسر ہندو مہاشے ہی تھے کو برا بھلا کہہ رہا ہے۔ انہیں مکار اور بدکار کے ناموں سے پکار رہا ہے اور سلطان ٹیپو جیسے بے ریا شخص کو ناحق کوس رہا ہے یہ باتیں ہیں جو ہمارے اس مضمون کی محرک ہوئی ہیں کیونکہ چند الفاظ کے ہیر پھیر میں عوام کی توجہ کو مغالطہ میں ڈال دینا خصوصاً جبکہ خود ہی مدعی ہو اور خود ہی منفی نہایت آسان ہے۔ مگر جب تک تصویر کے دونوں پہلو نہ دیکھے جاویں تب تک کسی رائے کی نسبت قطعی فیصلہ کرلینا

انصاف کا خون کرنا ہے

اس لئے جہاں آپنے مخالفین اسلام خصوصاً آریہ مہاشوں کے شر انگیز مضامین کا مطالعہ کیا ہے میں آپ سے اپیل کروں گا کہ آپ براہ مہربانی اس سلسلہ مضمون کا مطالعہ بھی کریں تاکہ دوئی دور ہو اور یگانگت اور شانتی (سکینت) کا ظہور ہو۔

واقعات پکار پکار کر اس بات کا اعلان کر رہے ہیں کہ اسلام ہرگز ہرگز بزور شمشیر نہیں پھیلا۔ بلکہ اس کی دہارمک قدسیّت نے بے طرح لوگوں کو اپنا گرویدہ بنایا۔ دعاۃ اسلام کی تعلیم وہدایت سے ساکنان ہند نے بخوشی ہاں بطیب خاطر اسلام قبول کیا۔ واقعات کی بنا پر ہندوستان کے مسلمانوں کی دو طرح پر تقسیم کی جاسکتی ہے۔

پہلا گروہ

تو وہ ہے جو غیر ملکوں سے مسلمان آئے اور اس ملک میں آباد ہوئے۔ دوسری قسم کے مسلمان وہ ہیں۔ جو کہ ہندوستان کے قدیم مذہبوں میں سے کسی مذہب کو پہلے مانتے تھے لیکن مختلف وقتوں اور زمانوں میں اسلام کی پوتر تعلیم وتلقین کے ذریعہ سے وہ تمام گمندوں کو بالائے طاق رکھ کر

مشرف بہ اسلام ہوتے رہے

اب غیر ملک کے مسلمان جو ہندوستان میں آباد ہوئے۔ ان کے بھی تین گروہ ہیں اول گروہ جو تعداد میں بہی سب سے زیادہ ہے وہ سرحد شمال مغرب سے داخل ہو کر ہندوستان میں آباد ہوا اور جن کے لوگ ملک سندھ اور پنجاب میں کثرت سے موجود ہیں۔

دوسرا گروہ

وہ ہے جو شاہی خاندان سے ہے جو وقتاً فوقتاً ہندوستان میں گزرے۔ جیسے ان کے اہلکاروں اور سپاہ کی اولاد شامل ہے۔ یہ گروہ بہی زیادہ تر شمالی ہندوستان میں اور کسی قدر دکن میں آباد ہے انہیں میں سے یعنی آخر گروہ اہل عرب کی نسلیں جو ہندوستان کے تمام مغربی ساحل پر آباد ہیں۔ اور جن کے آبا واجداد ہندوستان میں سمندر کی راہ سے داخل ہوئے۔ نیز ہندوستان میں نصف سے زیادہ لوگ اس قسم کے آباد ہیں جو اپنے نام کے ساتھ شیخ۔ بیگ۔ یا خان کا لفظ بلکہ بعض صورتوں میں سید کے لقب سے پکارے جاتے ہیں۔ آگے یہ گروہ بھی دو حصوں پر تقسیم ہے۔ تیسرا حصہ تو وہ ہے جو نومسلم یا نومسلموں کی نسل سے ہے اور جن بزرگوں نے ان کو مسلمان کیا ان کا لقب انہوں نے اختیار کیا یا کسی اور گرد وپیش کے اسباب سے سید۔ شیخ۔ مرزا یا خان بن گئے ہیں۔

ایک محقق شخص کو بادی النظر میں ہی اسبات کا پتہ لگتا ہے کہ مورخوں نے دعوت اسلام کی تاریخ اور اس تمدنی خیالات کی طرف بہت کم توجہ کی ہے جس

اس ملک میں اسلام کی اشاعت ہوئی۔ ہندوستان کی تمام ایسی تاریخیں جو آسانی سے دستیاب ہوسکتی ہیں خواہ وہ اس ملک کے مورخوں کی لکھی ہوئی ہیں یا یورپین مصنفوں کی تحریر سے نکلی ہیں ان میں صرف لڑائیوں کے حالات یا بادشاہوں کے کارنامے درج ہوتے ہیں لوگوں کے مذہبی حالات جو مختلف اوقات میں مختلف صورت اختیار کرتے رہے ان کا ذکر بہت کم پایا جاتا ہے البتہ اگر مذہبی حالت نے بعض گردوپیش کے تاثیرات سے متاثر ہوکر کچھ بھیجیدہ صورت پکڑی تو اس کا ذکر کچھ ایسی طرز سے کیا گیا ہے۔ جس سے اصلی حالات قریب قریب مفقود ہیں۔ مشائخ اور اولیاء اسلام کے تذکروں سے یا ایسا ہی روایات سے جو اپنی روحانیت کے باعث نسلاً بعد نسل مشہور چلی آتی ہیں جن سے تبلیغ اسلام کے حالات کسی قدر وضاحت سے معلوم ہوسکتے ہیں۔ مگر مورخوں نے اس حصہ کو بالکل پیچ نہیں کیا لیکن ان حالات کے بیان کرنے سے پہلے ہم ان واقعات کی اصلیت کو آپ لوگوں کے سامنے رکھتے ہیں۔ جس میں یہ بہتان لگایا گیا ہے کہ حکومت کے زور سے اسلام پھیلا۔ اور بادشاہوں نے تبلیغ کے کاموں میں حصہ لیا۔ (باقی پھر)

پنڈت دیانند کی وید بھاش پر سرسری نظر

پہلا نمبر

اس وقت پنڈت دیانند کی وید بھاش ہمارے میز پر پڑی ہے۔ ہم اس کو پڑھ کر سخت حیران ہیں ہم نے بار بار سوچا ہے اور خوب غور سے سوچا ہے۔ ہمیں پنڈت جی کی وید بھاش پر بے ساختہ ہنسی آتی ہے۔ اس کے دو وجوہ ہیں۔ اول یا تو پنڈت جی وید بھاش سے معمولی ہی شد بد رکھتے تھے اور یا وہ کسی خاص پالیسی کے ماتحت چلتے تھے اور ہر ایک شرتی کو جس سلیخے میں چاہتے تھے۔ ڈھال لیتے تھے۔ خواہ کچھ بھی ہو۔ بہرحال پنڈت جی کی وید بھاش اپنے آپ میں سخت پیچیدگیاں رکھتی ہے۔ وید بھاش کیا ہے بنگلے کی لکڑی اور مداری کا تھیلا ہے۔ زمانہ میں جس چیز کی ضرورت پڑی۔ پنڈت جی نے فوراً اپنے وید بھاش سے نکالدی۔ ٹیلیگراف ڈیپارٹمنٹ۔ ریلوے ڈیپارٹمنٹ۔ غرضیکہ بیسویں صدی کی کوئی ایسی ایجاد نہیں جس کا ذکر پنڈت جی کی وید بھاش میں نہ ہو۔ غرضیکہ پنڈت جی کی وید بھاش عجیب معجون مرکب ہے مگر اس پر لطف یہ ہے کہ آریہ دوست بدون کسی قسم کی سوچ اور وچار کے اس کو کلام الٰہی سمجھ رہے ہیں اور اس لگن میں ایسے مگن ہو گئے ہیں۔ کہ سوامی جی کی وید بھاش کو انسانی اغلاط اور تصرفات سے بالکل مبرہ اور منزہ سمجھتے ہیں رہیں اس اندھے وشواس کو دیکھ کر یہ مثال یاد آتی ہے کہ:۔

عموماً ایک مینڈک کے بولنے سے اور بہت سے مینڈک بول اٹھتے ہیں یہی حال عموماً دنیا کے لوگوں کا ہے اگر ایک نے ویدوں کی پکار مچائی تو اوروں نے بھی بلا سوچے سمجھے اور بنا ان کی اصلی اصلیت سے واقف ہونے کے انہیں کی پکار شروع کر دی سو آجکل یہی حال ہمارے سماجی دوستوں کا ہے اگر اکانت بیٹھ کر ویدوں کی اصلیت پر غور کیا جائے اور اس کی ازلیت پر غور کیا جاوے تو بہت سے نکات حل ہوں گے۔

(۱) کل منتر کسی خاص واحد زمانہ میں تیار نہیں ہوئے تسلی کے لئے ملاحظہ ہو سوامی جی کی رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۵ کی بائیسویں سطر۔

دوم۔ ایک وید کے بھی تمام منتر ایک وقت میں تیار نہیں ہوئے۔

سوم۔ پھر اس پر بھی لطف یہ ہے کہ ہر ایک وید بہت سے شخصوں کے بنائے ہوئے منتروں کا مجموعہ ہے کہ جو منتر مختلف اوقات میں مختلف اشخاص نے بنائے تھے۔

چہارم۔ پھر بہت عرصہ تک یہ وید منتر زبانی جمع خرچ تک ہی محدود رہے۔ اور تحریر کا باقاعدہ ہنر جب تک نہیں نکلا تھا۔ تب تک لوگ ایک دوسرے سے انہیں زبانی یاد کیا کرتے تھے اور اس لئے ان منتروں کو سنی ہوئی چیز یعنے شرتی بھی کہتے ہیں۔

پنجم۔ ابتدائی زمانہ کی اور قوموں کی طرح آریہ قوم کے جن لوگوں نے یہ کل منتر بنائے تھے وہ عموماً دیوتا پرست تھے۔ یعنے جیسے اس زمانہ میں بھی ہمارے ملک میں مختلف درجہ کے لوگ مختلف دیوی دیوتا کی پوجا اور بندنا وغیرہ کرتے ہیں اور ان سے طرح طرح کی مرادیں مانگتے ہیں۔ ویسے ہی عموماً وید منتروں کے بنانے والے کل آدمی (جن کو رشی کہا جاتا ہے) مختلف دیوی اور دیوتا کے پوجاری تھے۔

(۶) ویدوں میں جس قدر منتر اکٹھے کئے گئے ہیں ان میں سے جس جس رشی نے جس قدر منتر بنائے ہیں اس کا نام ان کے مجمع کے سروں پر لکھا ہوا ہے اور نہ صرف نام بلکہ نام کے علاوہ جس رشی مرد یا عورت نے اپنے اپنے منتر جس سُر یا وزن پر لکھے ہیں اُن کا نام بھی درج ہے اور ان دونوں باتوں کے علاوہ وہ وہ منتر جس جس دیوی یا دیوتا کے متعلق بنائے گئے ہیں ان کے نام بھی لکھے گئے ہیں۔

(۷) سب سے پرانے وید یعنی رگ وید میں جس جس دیوی یا دیوتا کے نام درج ہیں۔ ان کی فہرست یہ ہے۔ اگنی۔ بایو۔ اندر۔ متر۔ برن۔ اشونی۔ ودسے بشو دیوگن۔ سرسوتی اور سرنا۔ مرت گن۔ ایلا وغیرہ دیوی ادتی اور آدت گن۔ رتوگن۔ برہسپتی۔ سوم اہیہ گت متولشٹا۔ سورج اور سونیا۔ اندرانی وغیرہ۔

پھر اسی رگ وید میں ہر ایک سوکت پر جن بنانے والے رشیوں کے نام درج ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ بشوامتر کے بیٹے مدھو چندا رشی (۲) ادمدھو چندا کے بیٹے جتیری رشی (۳) کنون کے بیٹے میدھا تتھی رشی (۴) اجی گرت کے بیٹے شونہ شیپ رشی (۵) انگرا کے پتر ہرن ستوپ رشی (۶) گھور کے بیٹے کنور رشی (۷) کنو کے لڑکے پرس کنور رشی (۸) انگرا کے بیٹے بتر رشی (۹) گوتم کے بیٹے (۱۰) تیو ہا رشی شکتی کے بیٹے براشر رشی (۱۱) اہوگن کے بیٹے گوتم رشی (۱۲) انگرا کے بیٹے

کشن رشی (۱۳) جرامرامیرشی ہمد یو بھیمان اور مرادہار
یرشاگ کے بیٹے رشی (۱۴) دیرگھ تما کے بیٹے کلشی وان رشی
وغیرہ۔

(۸) ان رشیون مین بہت سے ایسے شخص ہین۔ جنہون نے صرف
کسی ایک ہی دیوتا کی نسبت اپنے اپنے طور پر تعریفی
دعائیہ وغیرہ منتر رچے ہین مثلاً اگنی دیوتا کی نسبت مدہوچھندا
رشی نے ہی منتر تیار نہین کئے بلکہ سیدہا تتھی رشی ہرن استوپ
رشی پربن کن رشی اور پراشر وغیرہ رشیون نے بھی منتر رچے
ہین کہ جو رگ وید مین درج ہین۔ اسی طرح بعض اور دیوتون
کی نسبت یہی سمجھنا چاہیئے۔

(۹) ان منترون مین رشیون نے اپنے اپنے دیوتا یا
دیوی کی اپنے اپنے خیالات کے موافق تعریف کی ہے
کہ تم ایسے ہو ویسے ہو یا کچھ اپنی تکلیف وغیرہ کی نسبت
ذکر کر کے دیوتا سے اس کے دور کرنے کے لئے دعا مانگی
ہے۔

(۱۰) وید منترون کی عموماً دعاؤن کا مضمون رشیون کی
حالت کے موافق ان کی جسمانی ضرورت پر مبنی ہے۔ مثلاً
کاشتکاری کی حالت مین انہون نے یا تو اندر سے
مینہ برسانے کی دعا مانگی ہے یا گوئین چاہی ہین یا
دھن (روپیہ) چاہا ہے۔ یا کسی دشمن یا دشمن سے
لڑائی مین مدد یا فتح چاہی ہے یا اپنی جان بچانے کی
درخواست کی ہے وغیرہ وغیرہ۔ روح کے علم اور روحانی
اعلےٰ ضرورتون اور خواہشون کے متعلق مذکورہ بالا
قسم کی دعاؤن مین کوئی بات موجود نہین ہے۔

(۱۱) ویدک زمانہ کے یہ کل رشی لوگ جو آگ ہوا۔ پانی اور
سورج یا صبح صادق وغیرہ کے اندر ایک ایک دیوتا
موجود سمجھ کر اور ان کے عمل اور اثر مین ایک ایک
دیوتا کا عمل اور اثر محسوس کر کے ان کی استوتی یا ان سے
پرارتھنا کرتے رہتے تھے۔ وہ آج کل کے معنون مین کوئی
بُت پرستی نہین کرتے تھے۔ یعنے مذکورہ بالا دیوتون
کی کوئی اور علیحدہ تصویر بنا کر اور اسے اپنے آگے
رکھ کر اور اس پر پھول وغیرہ چڑہا کر پوجا نہین کرتے
تھے بلکہ ان کے اصلی روپ اور اثر وغیرہ کو ہی مدنظر
رکھ کر یا اپنی زبانی تعریف یا آگ کے ذریعہ بعض چیزون
کی قربانی کر کے (جنمین جانورون اور بعض صورتون
مین آدمی کی قربانی بھی جائز ہے) اور سوم رس وغیرہ
چیزون کی بھینٹ دھر کے پوجا کرتے تھے اور
خاص خاص موسم مین جو اس قسم کی پوجا کرتے تھے
ان کا نام یگ رکھا جاتا تہا۔

(۱۲) ان رشیون کے منترون سے جیسے ابتدائی زمانہ
کے انسانون کے عقائد اور ان کی ضرورتون کے
متعلق پوجا یا عبادت وغیرہ کے طریق کا پتہ ملتا ہے
ویسے ہی ان منترون مین انہون نے اپنے سیدھے
سادے خیالات ظاہر کئے ہین انپر غور کرنے سے
اس زمانہ کی تاریخ اور تہذیب کا بھی پتہ ملتا ہے کہ
جس کی عظمت کو اُلٹ پلٹ کر اور جھوٹ موٹ
کچھ کا کچھ بنا کر پنڈت دیانند نے بالکل خراب کر
دینے کی کوشش کی ہے (باقی پھر)

کچھ سالانہ جلسہ کے متعلق

جنگل مین منگل آج سے کچھ عرصہ پہلے وہ قادیان
جو سنسان بھومی کا بھیانک نظارہ
ہُوا کرتی تھی۔ مگر آج کل خصوصاً جلسہ کے پنڈال مین
اس قدر بھیڑ بھیڑ اور آدمیون کے ٹھٹھ جمع تھے۔ کہ
اگر ایک سرے سے تہالی اچھالی جاتی۔ تو وہ آدمیون کے
سرون پر لڑھکنیان کھاتی ہوئی دوسرے سرے
کی خبر لاتی۔

جلسہ کا افتتاح جلسہ کا افتتاح سادھ سنگت کی
پریم بھری صدا سے کیا گیا۔ نور
کے ناظرین اس بات سے ناآشنا نہین ہون گے۔ کہ
قادیان مین سادھ سنگت نامی ایک چھوٹی سی مجلس
ہے۔ جو بغیر کسی قسم کی تصنع اور بناوٹ کے اپنا کام
کئے جا رہی ہے اس سادھ سنگت کے پریمی نہایت
غریب اور مسکین اشخاص ہین۔ جو بدون کسی قسم کی
نمائش کے اپنا تن اور من اور دھن قومی سیوا
کے لئے ارپن کرنے کو تیار ہین۔

سادھ سنگت کے پریمی ممبرون نے اپنے جوڑ میل
یعنے جلسہ مین زیادہ تر اس بات پر زور دیا۔ کہ
اسلام پر آجکل نہائت غربت کا وقت ہے اس
کے لئے ضرورت ہے "اسلام کے اُن پرچار
(وعظون) کی جو چنے کی روٹی کہا کر اور ٹھنڈا پانی
پی کر کلمۃ الحق کی اشاعت در بدر کرتے پھرین
آہ! یہ الفاظ کیسی تڑپ کی حالت مین نکلے تھے
کہ اخیر جلسہ تک اسی بات کی پکار ہوتی رہی۔

پرم پتا کا خطبہ یون تو پرم پتا کا ہر ہر لفظ
طلائی حروف مین لکھا کر
دیوار کے ساتھ لٹکانے کے قابل ہوتا ہے مگر
جلسہ مین جمعہ کے خطبہ کے الفاظ خصوصیت سے
قابل ذکر ہین جو کیا احمدی اور کیا غیر احمدی کے
لئے یکسان سبق آموز ہین۔ آپنے فرمایا۔ کہ ہمین
آجکل باہمی پریم اور محبت کے ساتھ حق کا پرچار
کرنا چاہیئے۔ احمدیون کے لئے تو اس نکتہ خیال
سے قابل سبق ہے۔ کہ بعض بھائی جو دور
از کار مباحثات مین پڑھ کر اصلی اغراض و مقاصد
سے دور جا رہے ہین وہ اس سے سبق حاصل
کرین اور غیر احمدی بھائیون کے لئے اس لحاظ
سے قابل عمل ہے کہ واقعی ایسے دہندوکارہ
کے زمانہ مین جب کہ ہر طرف سے کفار نابکار اسلام
پر حملے کر رہے ہین۔ ہمین باہمی ملکر اس کے ڈیفنس
کی ضرورت ہے +

انجمن راجپوتان ہند اللہ اللہ بعض انسانون کی
زندگیان قابل رشک ہوتی
ہین ان دہارمک جگیاسو انسانون مین سے مخدومی و مکرمی
شیخ یعقوب علی صاحب بھی ہین آپکے دل مین جو اشاعت
اسلام کے لئے تڑپ ہے۔ ہمین اس کے اظہار کی
چندان ضرورت نہین۔ الحکم کے پہلے ایک بار پکار کر اس کا
اعلان کر رہے ہین اب جب آپنے دیکھا۔ کہ بعض
بھولے بھٹکے راجپوتون کے گاؤن کے گاؤن
ارتداد کے گڑھے مین جا رہے ہین اور ضلالت کی
کھاڑی روز افزون وسیع ہوتے جا رہی ہے

تو بھلا ایسا دردناک نظارہ دیکھ کر آپ کا دردمند دل کب چین کر سکتا تھا۔ آپ نے بھولے بھٹکے انسانون کو ضلالت کے گڑھے مین گرنے سے بچانے کے لئے ایک "انجمن راجپوتان ہند" قائم کی ہے جس کے پریذیڈنٹ جناب چودہری غلام احمد صاحب رئیس کاٹھ گڈھ ہین۔ اور جنرل سکرٹری جناب چودہری مولا بخش صاحب بھٹی ہین۔ ہم اس مفید تحریک کو تہ دل سے "ویلکم" کہتے ہوئے شیخ یعقوب علی صاحب کو مبارکباد دیتے ہین اور ساتھ ہی دعا کرتے ہین۔ کہ یہ مفید انجمن بڑھے پھلے پھولے اور اس کے شیرین پھل سے بھولے بھٹکے انسان شیرین نام ہون۔ آمین

اڈیٹر نور کے کمرہ مین گھما گھم

جلسہ کے دنون مین تقریباً ساڑھے پانچ بجے سے ہی اڈیٹر نور کا دروازہ کھٹکھٹانا شروع کیا جاتا تھا اور صبح سے لے کر شام تک اس قدر بھیڑ بھڑکا رہتا تھا۔ کہ بے ساختہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے ترانے نکلتے تھے۔ بعض بھائیون کو تو تقریباً پانچ پانچ چھ چھ منٹ دروازہ پر ہی کھڑا رہنا پڑتا تھا۔ مصروفیت کے باعث ہم بعض بھائیون کو اچھی طرح مل بھی نہ سکے۔ اس لئے ہم تہ دل سے اُن سے معافی مانگتے ہین۔ خصوصاً شیخ محمد حسین صاحب بی۔ اے انسپکٹر ڈاکخانجات اور سید محمد شاہ نواز سے جو علی الصبح خصوصیت سے ہمین ملنے کے لئے آئے۔ جبکہ ہم دنیا سے اٹنک ہوکر کسی خاص کام مین مصروف تھے۔

بعض دوستون کی حیرانی

بعض بھائی جو ایک خاص نقشہ ہے کر ہمارے پاس آتے تھے حیران تھے جبکہ انہین ان کے فرضی نقشہ کے بالکل برعکس نظر آتا تھا۔ چنانچہ بعض بھائیون نے تو منہ پر ہی کہدیا کہ ہم تو خیال کرتے تھے کہ آپ بوڑھے ہون گے مگر آپ تو ماشاء اللہ ابھی بالکل "چھوٹی عمر" مین ہین دوسرے دوست نے کہا کہ ہم تو خیال کرتے تھے۔ کہ نور کا دفتر ایک اعلیٰ سٹائل پر ہوگا۔ مگر یہان تو سوا ایک میز اور ایک کرسی اور ایک کھٹ کے کوئی چیز نظر نہین آتی۔

نور بالکل درست! اگر نور کا اڈیٹر بوڑھا ہوتا تو اس کے مضمون غالباً اس قدر کرارے نہ ہوتے اگر نور کا اڈیٹر دیگر اخبار نویسون کی طرح شاہی کارخانہ کا دلدادہ ہوتا۔ تو غالباً یہ سالانہ چندہ مین آپ بھی ایسے غریدار مضامین نہ دیکھتے۔

نور کے شیدائی کیا کہتے ہین

مین متوالا ہوگیا

نور کا ایک شیدائی لکھتا ہے کہ "مین آپ کی عبارت کا متوالا ہون جو کم از کم صاف بیانی مین خاصی ہے آپ میرے نام سال بھر کے لئے وی پی کر دین" شیخ رمضان صاحب سوداگر چرم انبالہ۔

شیخصاحب! بے شک صاف بیانی مین جادو کی طاقت ہے آخر سچ کی جے اور جھوٹ کی چھے ہوتی ہے باوجودیکہ سخت سے سخت اور کڑی سے کڑی تکالیف برداشت کرتے ہوئے بھی ہم نے صاف بیانی اور راست گفتاری کے قیمتی جوہر کو نہین چھوڑا۔ کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ آخر مین سچ کا بول بالا اور کذب کا مونہہ کالا ہے۔

مجھے وجد آگیا

نور کا ایک اور شیدائی لکھتا ہے کہ "مین نے آپکے اخبار کا کچھہ حصہ ہی پڑھا ہوگا کہ مجھے وجد آگیا اس لئے درخواست ہے کہ یک صد کاپی ضمیمہ بذریعہ وی پی بھیجدین مجھے پہلے ہی آپکے اخبار کے ساتھ دلی ہمدردی ہے اب اور زیادہ ہوگئی ہے اس لئے جہان تک مجھ سے ہو سکے گا۔ اخبار کے لئے خریدار بہم پہونچاؤن گا۔ (سیٹھ) عبدالرشید۔ بٹالہ" نور ضمیمہ مناسب ترتیب کے بعد ٹریکٹ کا جامہ پہن رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالے عنقریب شائع ہو جاویگا۔ مین مشکور ہون کہ آپکو نور سے پیار ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

مجھے آٹھ آٹھ آنسو رولایا

نور کا ایک اور پریمی لکھتا ہے "سبحان اللہ نور تو نور ہی ہے اور پھر اس مین آپکے پرجوش اور عالمانہ مضامین اگر اسے "نور" علیٰ نور کہا جاوے تو بجا ہے۔ ایک دو دفعہ تو مین نے آپکے مضامین پر چندان توجہ نہ کی مگر ایک دفعہ دیکھ کر پھر تو ایسی چاٹ لگ گئی ہے۔ کہ سب سے اول پرشوق آنکھین اسی انمول رتن کے درشن کرتی ہین۔ اے نیک نہاد پاک باطن نوجوان مرحبا واقعی تیرے دل مین رسول عربی کی سچی محبت اور خدا کا سچا عشق جلوہ فگن ہے۔ اسلام کی حمائت کے لئے موجودہ ہلچل مین تیرے پُرزور قلم کی موزونیت من جانب اللہ معلوم ہوتی ہے۔ ضرور ہے۔ کہ تیری دلی تڑپ مخالفان اسلام کے ناپاک دلون کو منور کرے اس لئے اس اہم مشن مین سر توڑ کوشش کئے جاوین۔ سچ کہتا ہون۔ کہ مجھے آپ کی یکم فروری والی تحریر نے آٹھ آٹھ آنسو رولایا۔ بابو غلام رسول لائنگ ۔۔۔" جو کچھ آپنے فرمایا ہے یہ آپ کا حسن ظن ہے ورنہ من آنم کہ من دانم۔ "نور"

یہ ایک قومی پرچہ ہے

ایک اور نور کے شیدائی تحریر فرماتے ہین۔ کہ نور کا تیسرا نمبر فدوی کی نظر سے گزرا۔ یہ پرچہ مذہبی معاملہ مین نہائت متانت اور خوبی سے بحث کرتا ہے۔ اگر نور کی یہی روش رہی تو انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد مذہبی اخبارون مین سربرآوردہ اخبار ہو جاوے گا۔ چونکہ یہ ایک قومی پرچہ ہے اس لئے ہر ایک مسلمان کو اس کی مدد کرنا فرض عین ہے۔ فی الحال مین یہ خریدار دیتا ہون۔ الٰہی بخش صاحب و رحمت اللہ صاحب ٹیلر ماسٹر۔ .. . . .

جس قدر جلد ہو سکے نور کو ہفتہ وار کرین۔ کیونکہ پندرہ روزہ کی انتظاری کرتے کرتے آنکھین پک جاتی ہین

میان غلام رسول میرٹھ

مین آپ کی نوازش کا تہ دل سے مشکور ہون کہ آپ کو نور سے پیار و محبت ہے اور یہ پیار زبانی جمع خرچ تک ہی محدود نہین بلکہ عملی طور پر ہے۔ انشاء اللہ تعالے شروع سال سے نور کو ہفتہ وار کر دیا جاویگا۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

نور کی ہمعصرون مین نور کی قدر

بعض ہمعصر اخبارات نے تو شروع سے

ہی تبادلہ کر لیا تھا۔ مگر بعض نے سات آٹھ نمبر نکال لینے کے بعد۔ مگر جب انہیں ساتوان یا آٹھوان نمبر تبادلہ مین گیا۔ تو انہون نے بذریعہ کارڈ شروع سے تمام نمبرون کا مطالبہ کیا اور کہا کہ نور نے ہمین اس قدر گرویدہ کر لیا ہے۔ کہ جب تک ہم شروع سے نہین پڑہین گے۔ چین نہین آئیگا۔

ایک انصاف پسند ہندو کی آواز

مخدوم مکرم بندہ تسلیم! آپ جو ایک سچا کام کر رہے ہین۔ کہ جھوٹون کی قلعی کھول رہے ہین۔ اور ان کی مذہبی آڑ مین نفسانی خواہشون کا حال تمام دنیا پر آشکارا کر رہے ہین۔ واقعی قابل داد ہے چونکہ آپ مسلمان ہین اور مین ہندوستانی دہرمی آپ مین اور مجھہ مین زمین آسمان کا فاصلہ ہے۔ لیکن مین ست کا ساتھی ہون۔ اس لیئے آپ کی تعریف کیئے بغیر مین نہین رہ سکتا۔ خدا ان آریون سے سمجھے۔ کہ جنھون نے گورنمنٹ سے بغاوت کر کے تمام ہندؤن کا ستیا ناس کیا ہے۔ ہم بزور کہتے ہین اور وید پر ہاتھ رکھ کر کہتے ہین۔ کہ ہم سناتن دہرمی ان آریون سے بالکل الگ تھلگ ہین

پی۔ ایل ماتہر اندور

مسلمان بہائیو! دیکھو ایک ہندو بھائی نور کو کیسے نعمت غیر مترقبہ خیال کرتا ہے۔ مگر مین آپ کے جذبات سے اپیل کرتا ہون کہ آپنے نور کی کہان تک قدر کی۔ اس کا جواب آپکے دل دینگے۔

ایک روحانیت کا عاشق

میرے مکرم بھائی شیخ ہاشم علی صاحب گرداور قانونگوئی کے نام نامی سے ناواقف نہون گے۔ کلمۃ الحق کی اشاعت کے لیئے آپ کے دل مین ایک خاص گونج ہے۔ ہر ایک مذہبی تحریک مین آپ سب سے پہلے حصہ لیتے ہین۔ نور

امید کہ نور کے ناظرین کے پچھلے نمبر مین جو سادھو سنگت کے لیئے تحریک کی گئی تھی۔ اس کار خیر مین ثواب حاصل کرنے کے لیئے سب سے پہلے آپنے ہی "لبیک" کہی۔ اور دو روپیہ اس کار خیر مین دیئے۔ ہم دل وجان سے متمنی ہین کہ ہمارے سب بھائیون مین ایسی دہارمک روح جوش زن ہو۔ ان دو روپیہ مین اڈیٹر نور صمہ روپے اپنی گرہ سے ملا کر سادھو سنگت کی طرف سے

انشاء اللہ تعالی ایک ٹریکٹ "ہیجل" شائع کیا جائیگا

ایک پیارے لفظ کی جدائی

میری عمر اس وقت آٹھہ سال کی تھی جبکہ مجھے ایک پاٹھ شالا مین مذہبی تعلیم کے حاصل کرنے کے لئے داخل کیا گیا۔ اس وقت سے برہمچریہ کی عظمت کی آواز میرے کانون مین ڈالی گئی تھی۔ اس کے بعد مذہبی معلومات کی توسیع کے لئے مجھے "اپدیشک سکول" مین داخل ہونا پڑا۔ وہان ہی برہمچریہ کے فوائد کی آوازین میری کانون مین پہونچائی گئین اور مین نے یہ عزم بالجزم کر لیا تھا۔ کہ خواہ کچھہ ہی ہو۔ پچیس سال تک کا برہمچریہ تو ضرور ہی رکھونگا۔ مگر پنجابی مین مثل مشہور ہے۔ کہ بیوہ تو اپنا رنڈیپا کٹ لیتی ہے۔ پر ...

اس لئے مجبوراً مجھے بائیس سال کی عمر مین ہی اس عہد کو توڑنا پڑا۔ گو اس وقت مین اپنے آپ مین شانتی اور سکینت دیکھتا ہون۔ مگر باوجود ان باتون کے ہوتے ہوئے بھی مین یہ کہے بغیر نہین رہ سکتا کہ ... ع

آتا ہے یاد مجھہ کو گزرا ہوا زمانہ

میرا نازک فرض

نامعلوم سوانح عمری حضرت باوانانک رحمۃ اللہ علیہ نے سکھہ صاحبان کے سر پر کونسا جادو پھونک دیا۔ کہ سکھہ صاحبان کی طرف سے دھڑا دھڑ خطوط آنے شروع ہو گئے۔ کوئی تو لکھتا ہے کہ ہمین سخت حیرانی ہے۔ کہ تم باوجود سکھہ دھرم کے عالم ہو کر کیون مسلمان ہو گئے۔ کوئی لکھتا ہے کہ تم محض شادی کی خاطر مسلمان ہوئے۔ کوئی لکھتا ہے۔ کہ مسلمانون نے طمع دے کر تمہین مسلمان کیا ہے۔ غرضیکہ ہر ایک علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی رائے ظاہر کر رہا ہے۔ اگر ایرے غیرے کی طرف سے خطوط ہوتے۔ تو شاید مین چندان وقعت نہ دیتا۔ مگر یہ تمام خطوط ذمہ وار اصحاب کی طرف سے لکھے گئے ہین۔ کوئی بی۔ اے ہے۔ کوئی ایم۔ اے ہے۔ کوئی اخبار کا اڈیٹر ہے۔ چونکہ مین اپنی پوزیشن صاف کرنی چاہتا ہون اس لئے مجبوراً مجھے اپنے بھائیون کے سامنے اصلی حقیقت رکھنی پڑے گی۔ تاکہ انہین معلوم ہو جائے۔ کہ مین کس چیز کی خاطر تمام کمندون کو بالائے طاق رکھہ کر خویش واقارب کے نازک تعلقات سے منہ موڑ کر اپنے اور غیرون کے رنج ومحن سہہ کر مسلمان ہوا ہون۔ اس لئے آیندہ نمبر مین انشاء اللہ تعالے اس نازک فرض کو ادا کیا جاویگا

ایڈیٹر اخبار "نور" قادیان

ہمارے سکول کا پراسپکٹس

ادھر ادھر سے میٹر گزرتا ہوا ہماری نظر بھی پڑ گیا۔ ہم نے سرسری نظر سے شروع سے آخر تک دیکھا اور پڑھ کر خوشی ہوئی۔ کہ سکول کی بہتری کے آثار نمایان ہو رہے ہین۔ یہ خوشی ہمین اس لئے حاصل نہین ہوئی

کہ یہ ہمارا اپنا سکول ہے۔ بلکہ اس لئے کہ ہم نے بھی تقریباً تین سال تک اس سکول کی بہتری اور بہبودی کے لئے اپنے دماغ کو پچی کیا ہے۔ مگر کیا ہی خوب ہوتا کہ اگر دیال سنگھ ہائی سکول سے پراسپکٹس کی طرح کچھ دہارمک ترقی کے عملی نتائج سے بھی آگاہ کیا جاتا (جن کی نظائر بفضل خدا بہت سی پائی جاتی ہیں) تاکہ یہ پراسپکٹس اجنبی لوگوں کے لئے سونے پر سوہاگہ کا کام دیتا۔ امید کہ آئندہ کے لئے اس بات کا خیال کیا جاوے گا۔

اشاعت اسلام

ایک انگریزی اخبار لکھتا ہے کہ ۱۲ ہزار مسلمانوں نے اس بات پر اتفاق کر لیا ہے۔ کہ بلاد افریقہ میں جاکر اسلام پھیلانے کی کوشش کریں۔ اخبار مذکور لکھتا ہے۔ کہ افریقہ کی پرانی اور بے دین اقوام سہولت سے اسلام قبول کرتی جاتی ہیں اور مسیحی لوگ بھی رفتہ رفتہ اپنے مذہب کو چھوڑتے جاتے ہیں۔ وجہ اسلام کی سُرعت اشاعت کی یہ بتاتا ہے۔ کہ اس کے اصول و مبادی بالکل سہل ہیں اور عام فہم ہیں اور پھر کہتا ہے کہ اس وجہ سے ہندوستان کے مسلمانوں میں ہر سال ۱۰ ہزار کا اضافہ ہوتا ہے اور یہی حال چین کا ہے۔ جہاں مسلمانوں کی تعداد میں روزانہ حیرت انگیز اضافہ ہوتا ہے۔ (اللواء)

ایک عزیز کی جدائی

ہم قادیان کی پونر بھومی سے بہت دور پڑے ہوئے تھے۔ جبکہ ہمیں یہ خبر پہونچی۔ کہ ہمارے مکرم معظم چودھری حاکم علی صاحب کے صاحبزادے نے عین ریعان شباب میں صرف دو روز مبتلائے بخار رہ کر سفر آخرت اختیار کیا۔ ہمارا دل جو پہلے ہی زخم خوردہ تھا۔ اس دردناک خبر سے ہمارے زخمی جگر پر ایک اور چرکہ لگا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

زاں سبز خط کہ بر رخ او نا دمیدہ ماند
گردے بہ دل نشست و غبارے بہ دیدہ ماند

مرحوم قادیان کے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہونہار نورتنوں میں سے ایک رتن تھا ہمیں مرحوم سے سخت محبت تھی۔ بے شک یہ نیک نہاد ہم میں نہیں مگر اس کا نیک نام بے نشان ہے اس کے ساتھیوں کو دنیا کی گرم سرد گھاٹیوں سے گزرنا پڑے گا۔ مگر یہ معصوم اور ہمیشہ کے لئے معصوم رہے گا۔

اس کے باپ کو جس کی آنکھوں میں اس حادثہ جانفرسا سے دنیا اندھیر ہو گئی ہوگی۔ رسمی طور پر صبر وجمیل کی تلقین کرنا فطرت انسانی کے مقتضیات کا خون کرنا ہے۔ مگر ہم مسلمانوں کے لئے جن کا بدرجہ اولیٰ فرض ہے کہ مشیت ایزدی کے آگے تسلیم خم کریں بجز اس کے اور کوئی چارہ ہی نہیں کہ ایسے موقعہ پر ان اللہ مع الصابرین کی بشارت کو اپنے زخمی جگر کا پھاہا بنائیں اور اس خیال سے ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ جناب باری ہمارے بزرگ کو صبر عطا فرماوے اور مرحوم کو جو غنچہ ناشگفتہ کی طرح دل کی حسرتیں دل ہی میں لیتا گیا۔ اعلیٰ علیین میں جگہ دے

خوب دور کی سوجھی

دہرم پال کی دائیں مونچھ کا بال۔ لالہ شام لال راوی ہے۔ کہ لالہ دہرمپال جی شالامار کے میلہ سے فٹن پر سوار ہوئے ہوئے واپس آرہے تھے۔ کہ بیچاری اکیلی جان کو دیکھ کر پچیس چھبیس لٹھ بند مسلمان دہرمپال کے اردگرد جمع ہو گئے۔ اور کچھ مارا پیٹا بھی۔ ادھر کس قدر ادھر۔ پنجاب میں مثل مشہور ہے۔ کہ انجانان گل کرے سیانا قیاس کرے۔ دہرمپال کے اردگرد پچیس چھبیس لٹھ بند مسلمان۔ بھلا لالہ صاحب کون سے کبکر نہ تھے۔ جس کے لئے پچیس چھبیس

انسانوں کی جماعت کو تعاقب کرنا پڑا۔ دوم۔ کیا لالہ دہرم پال جی شالامار باغ کے میلہ میں کوئی مذہبی لیکچر دینے گئے تھے۔ یا کسی لکچر کے نوٹ لینے گئے تھے یا ہواخوری کے لئے یا بقول ان کے آنکھیں سینکنے کے لئے گئے تھے۔

مباحثے کی ٹریکٹس

مدرسہ الٰہیات کانپور کا ٹریکٹ "دیدک دہرم کا ضد ازدواج" معہ جوابہ چالیس سوالات کے (ٹریکٹ نمبر ا کے چالیس اعتراضات کے علاوہ) چھپ کر تیار ہو گیا ہے اور مفت تقسیم ہوتا ہے۔

یہ ٹریکٹ تقریباً ۵ جزو کا ہے۔ مسئلہ زیر بحث کی جملہ اصولی مراتب پر تنقیدانہ مگر تحقیق کے ساتھ نظر ڈالتی ہوئی اسلامی تعلیمات کا مقابلہ کر کے اس امر کا فیصلہ صاحب الرائے روشن خیال اور ،،،، محقق پبلک پر موقوف کیا گیا ہے کہ ہر دو مذاہب اس اہم ترین مسئلہ میں جس سے کہ بنی نوع انسان کے معاشرتی اور اخلاقی ضروریات اور ان کی تکمیل کا نہائت گہرا تعلق ہے۔ کہاں تک ممکن العمل صداقت اور الٰہی قوت اپنی اندر رکھتی ہیں۔

درکاءٹ حسب ذیل پتہ پر روانہ فرمائیے۔ ٹریکٹ بلا قیمت ارسال ہوگی۔ حافظ احمد اللہ صاحب آنریری سکرٹری مدرسہ الٰہیات کانپور۔

کیا دیانند مہارشی تھا؟

دیانندیوں نے اپنے گرو کی پوجا اس حد تک پہونچا دی ہے۔ کہ گرو دہاریان سے کہتے ہیں۔ کہ دیانند ایک انسان تھا اور اُس نے پیغمبری کا دعوے نہیں کیا مگر جو شخص ان کی تحریروں کو غور سے پڑہے وہ فوراً اس نتیجہ پر پہونچ جاتا ہے۔ کہ دیانند کو اس کے چیلے خدائی کا رتبہ دیتے ہیں۔ لالہ رادہاکشن مہتہ اپنی کتاب تاریخ آریہ معلمہ در پر لکھتے ہیں۔ کہ آریہ سماج کسی انسان اور اس کی تصنیف کو منزہ من الخطا نہیں مانتا اور نہ اس کے بانی

اس قسم کی تعلیم دی ہے۔" مگر آگرہ کا زبان دراز بے راہ مسافر رشی اور مہارشی کی تعریف ہی یہی کرتا ہے۔ کہ جو منزہ من الخطا رہو۔ ہم حیران ہیں کہ دیانندیوں کے دماغ کس قسم کے ہیں۔ جب وہ ایک ایسے آدمی کو جو اپنی عمر کا پہلے حصہ سخت گمراہی میں پھنسا رہا۔ بت پرستی۔ توہمات باطلہ والدسے دغابازی۔ بھنگ پینے والا۔ رودراکھش کی مالا پہننا۔ بھسم لگانا۔ شہوت کا پیرو رہا۔ منزہ من الخطا اور رشی اور مہارشی کا خطاب دینے کو تیار ہیں۔ پھر معلوم ان کے نزدیک نیکی اور بدی کی کیا تمیز باقی رہ گئی۔ کیا ہم یہ رائے لگانے میں غلطی پر ہیں۔ کہ ان کے سابقہ رشی بھی اسی قسم کے ہوں گے۔ غیر مذاہب کے بزرگوں پر اس قدر بدزبانی کرنا اور سے فی الحقیقت ایک جھوٹے نشہ باز آدمی کو منزہ من الخطار ماننا عجیب انصاف ہے، دیانندی جو اپنے جھوٹے اصول کو پیش کر کے دعوے کیا کرتے ہیں کہ وہ ست پرچارک ہیں یعنے سچ کی اشاعت کرنے والے ہیں وہ بھی باوجود اپنی سماج کے بانی کے جھوٹ معلوم ہونے کے انہیں جھوٹی باتوں کی اشاعت میں زور دے رہے ہیں۔ حالانکہ راستبازی کا تقاضا یہ ہونا چاہیئے کہ علی الاعلان اپنے گروہ کے جھوٹوں کو مان کر ان سے نفرت ظاہر کی جاوے اور اپنے گروہ کے جھوٹے بیانات کو اپنی کتابوں سے نکال دیا جاوے ؛

دیانند کے دوسرے واقعات زندگی کی خلاف بیانیوں کو چھوڑ کر ہم اس وقت اس کے صرف وہی جھوٹے بیانات لکھنے پر قناعت کرتے ہیں۔ جو اس نے قرآن شریف پر اعتراض کرتے وقت ستیارتھ پرکاش میں درج کئے ہیں۔ کیونکہ اس نے سملاس ۱۴ کے دیباچہ میں دعوے کیا ہے کہ اس کا مدعا کسی غیر مذہب کے نقص ظاہر کرنے سے صرف یہی ہے کہ سچ کی اشاعت ہو اور جھوٹ دور ہو۔ پھر باوجود اس بات کے کہ دیانند نے صاف لکھ دیا ہے۔ کہ اگر اس کتاب میں کچھ خلاف لکھا گیا ہو۔ تو اس کو شرفا ظاہر کر دیں۔ اس کے بعد اگر مناسب ہوگا۔ تو وہ مانا جاوے گا۔ اس تحریر کے ہوتے ہوئے اور دیانند کی خلاف بیانیاں دیکھتے ہوئے دیانندی صاحبان انہیں غلط اعتراضات کی اشاعت میں مصروف ہیں اور پھر یہ دعوے کرتے ہیں کہ وہ سچ کے ماننے والے ہیں۔ بہر حال دیانند کی کذب بیانیاں ملاحظہ ہوں۔

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۷۱ سملاس ۱۴۔ اعتراض ۸ میں منزل اول۔ پارہ اول سورۃ البقر آیت ۲۴-۲۵ "جو تم اس چیز سے شک میں ہو جو ہم نے اپنے اپنے پیغمبر کے اوپر اتاری۔ تو اس کی سی ایک سورۃ لے آؤ۔ اور شاہدوں اپنے کو پکارو سوائے اللہ کے اگر ہو تم سچے اور ہرگز نہ کروگے تم اس آگ سے ڈرو۔ کہ جس کا ایندھن آدمی ہیں اور کافروں کے واسطے پتھر تیار کئے گئے ہیں"

اس آیت کے ترجمہ میں دیانند نے جو جھوٹ بولا ہے وہ عیاں ہے۔ اگر دیانندی صاحبان خصوصاً ان کے اخبار نویس جوشیلے۔ مختون۔ پرکاش۔ آریہ گزٹ آگرہ کا بے راہ وغیرہ قرآن شریف سے اس آیت کی یہ ترجمہ دکھا دیں (اور کافروں کے واسطے پتھر تیار کئے گئے ہیں۔ تو یک صد روپیہ نقد انعام لیں۔ دیکھیں سچ کے حامی کہاں تک ست ودیا کا جھنڈا گاڑ کھوتے ہیں +

(۲) ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۸۳ اعتراض ۲۵ (سورہ لبقر آیت ۱۱۰ پارہ اول) کا ترجمہ دیانند کرتا ہے "ایسا نہ ہو کہ کافر لوگ حسد کر کے تم کو ایمان سے منحرف کر دیویں کیونکہ ان میں سے ایمان والوں کے بہت سے دوست ہیں +

ناظرین! قرآن شریف کو شروع سے آخر تک پڑھ جاؤ آپ کو نہ تو کوئی ایسی آیت قرانی ہی ملے گی اور نہ ہی مترجم قرآنوں میں اس قسم کا ترجمہ ملیگا اگر دیانندی صاحبان اپنے گروہ کا منقولہ ترجمہ ہمیں قرآن شریف سے دکھا دیں۔ تو ان کی اس محنت کے بدلہ میں ہم یک صد روپیہ اس کی بھینٹ کرنے کو تیار ہیں۔

(۳) ستیارتھ پرکاش سملاس ۱۴ صفحہ ۵۹۸ اعتراض ۵۷ قرآن شریف کی آیت ۱۸۹۔ سورہ ہفتم پارہ نہم منزل دوم کا ترجمہ کیا ہے" اور یاد کرو پروردگار اپنے کو اپنے دل میں عاجزی اور ڈر سے اور کم آواز سے صبح اور شام کو اس آیت پر آپ محقق بنتا ہوا لکھتا ہے۔ کہ کہیں تو قرآن میں لکھا ہے کہ اونچی آواز سے اپنے پروردگار کو پکارو اور کہیں لکھا ہے۔ کہ دھیمی آواز سے خدا کی یاد کرو اب کہیے کون سی بات سچی اور کون سی جھوٹی ہے؟ ایک دوسرے کی متضاد باتیں پاگلوں کی بکواس کی مانند ہوتی ہیں" اگر کوئی دیانندی اس مضمون کی آیت قرآنی بتلا دے کہ اونچی آواز سے اپنے پروردگار کو پکارو تو علاوہ اپنے گرو کی لاج رکھ لینے کے یکصد روپیہ نذرانہ ہم سے لے ورنہ بقول دیانند ایسا جھوٹ بولنے والے نے پاگلوں کی مانند بکواس کی ہے۔

(۴) ستیارتھ پرکاش سملاس ۱۴ صفحہ ۶۰۳ اعتراض ۸۹ سورہ یونس پارہ یازدہم آیت ۳ کا ترجمہ یہ کیا ہے۔ بحقیق پروردگار تمہارا اللہ ہے۔ جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو بیچ چھ دن کے۔ پھر قرار پکڑا اوپر عرش کے تدبیر کرتا ہے کام کی۔"

اس پر آپ محقق بنتے ہوئے لکھتا ہے۔ قرآن میں جب لکھا ہے۔ کہ ہو جا اور اتنے کہنے سے دنیا ہو گئی۔

دیانند تو نہ معلوم کس جہنم میں پڑا سڑ رہا ہوگا۔ ہاں اس کے سرگرم چیلوں کو ہم یک صد روپیہ نقد دینے کو تیار ہیں اگر وہ قرآن کی ایسی آیت دکھا دیں۔ کہ جہاں یہ لکھا ہو کہ "ہو جا" کہنے سے دنیا ہو گئی۔ سچ کے حامیو! دیکھیں تمہارا سچ کہاں جاتا ہے۔

(۵) ستیارتھ پرکاش سملاس ۱۴ صفحہ ۶۱۳ اعتراض ۱۱۸ سورہ شعرا آیت ۱۵۰۔ ۱۵۱ پارہ نوزدہم کا ترجمہ لکھا ہے، "نہیں تو مگر آدمی مانند ہمارے پس لے آ کچھ نشانی اگر ہے تو سچوں سے۔ کیا یہ اونٹنی ہے واسطے اس کے پانی پینا ہے ایک بار۔

اس پر دیانند محقق بنا ہوا لکھتا ہے۔ بھلا اس کتاب کو کوئی مان سکتا ہے کہ پتھر سے اونٹنی نکلے وے لوگ وحشی تھے کہ جنھوں نے اس بات کو مان لیا۔

افسوس کہ دیانند نے باوجود یہ لکھنے کے کہ۔ "مسلمانوں کے مذہب کی بابت جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ صرف

قرآن کے رو سے لکھا گیا ہے۔ کسی اور کتاب کے عقائد کے رو سے نہیں"۔

پھر اس آیت سے کس لفظ سے اونٹنی کا پتھر سے نکلنا سمجھا ہے۔ اگر کوئی دیانندی ایسی آیت دکھلا سکیں اور اپنے گرو کی لاج رکھ سکیں۔ تو ہم سے اس تکلیف کے عوض یک صد روپیہ نذرانہ حاصل کر سکتا ہے۔ ورنہ جھوٹے کے لئے لعنت تو موجود ہے۔

(٦) ستیارتھ پرکاش سملاس ۱۴ صفحہ ۱۹۱۶ء اخس ۱۲۸ سورہ احزاب آیت ۵۳ کا جزو ۵۷۔ ۵۸۔ ۶۲۔ ۶۸۔ آخر آیت کا ترجمہ کرتا ہے۔

"اے رب ہمارے دے ان کو دوگنا عذاب ہے اور لعنت ان کو لعنت پڑی"

اس پر دیانند محقق بنا ہوا لکھتا ہے کہ:۔

وہ کیسے موذی پیغمبر ہیں کہ خدا سے دوسروں کو دوگنا دکھ دینے کی دعا مانگتے ہیں۔ افسوس ہے کہ آگے پیچھے نہ دیکھنے والے جاہلوں کو علم کہاں ہو سکا صفحہ ۲۔ اگر دیانندی صاحبان قرآن شریف کی اس آیت کا وہ مطلب ثابت کر دیں۔ جو ان کے گرو نے لکھا ہے۔ تو اس تکلیف کے عوض بھی ہم یک صد روپیہ ان کی بھینٹ کرنے کو آمادہ ہیں

دیانند کی چند ایک خلاف بیانیاں ہم نے صاف الفاظ میں لکھدی ہیں جو بغیر کسی حاشیے کے ہیں۔ وہ دیانندی جو اپنے گرو کو خواہ مخواہ آسمان پر چڑھانے کے عادی ہیں۔ ذرا گریبان میں منہ ڈالکر دیکھیں۔ کہ اس قسم کے علانیہ جھوٹ بولنے والے اور جھوٹ کی اشاعت کرنے والی سوسائٹی کبھی روحانی اور دھارمک سوسائٹی کہلائے جانے کے لائق ہے اور جس سوسائٹی کا آدمی معمولی آدمیوں سے بھی بڑھ چڑھ کر مذہبی معاملات میں جھوٹ بولے۔ وہ رشی مہارشی یا مہاپرش کہلائے جانے کے لائق ہے یہ اور بات ہے۔ کہ دیانندی باوجود ان جھوٹوں کے علم کے دیانند کو خدا کی طرح پوجیں۔ اس سے ہمیں واسطہ نہیں۔ کیونکہ آخر چور ڈاکو مکار لوگ بھی گرو بن ہی جاتے ہیں۔

گو کچھ عرصہ کے لئے ہی سہی۔ اور خاص کر ہندوستان تو قدیم الایام سے ایسے لوگوں کا ملجا و ماوا رہا ہے۔ اور لنگ تک کے پوجاری ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ہو چکے ہیں۔ پھر اگر دیانند جیسے جھوٹے شخص کو کسی خاص مطلب کے لئے کچھ آدمیوں نے اپنا گرو مان لیا۔ تو کون سی حیرانگی کی بات ہے۔

ابو الفضل سوہدروی

سچ کی فتح

جون سنہ ۱۹۰۳ء میں جبکہ دہرمپال نے دیانندی سماج میں جنم لیا تھا تو آپنے اسلام پر اعتراض کرتے وقت ایک اعتراض یہ کیا تھا۔ جو ہم ناظرین کی آگاہی کے لئے بجنسہ درج ذیل کرتے ہیں۔

"۱۰۵۔ قرآن کریم کی تعلیم ہے کہ چچا اور ماموں وغیرہ نزدیکی رشتوں کی لڑکیاں تمہارے لئے حلال ہیں اس قدر نزدیکی رشتہ میں شادی کرنا میں معیوب سمجھتا ہوں۔ سگے بھائی بہنوں کی اولاد ایک دوسرے کو بھائی بہن کہتی پھرے اور پھر خاص وقت آجانے پر وہ میاں بیوی بن جاویں۔ اہل عرب آپس میں ایک دوسرے قبیلے کے ساتھ دشمنی رکھنے کے سبب لڑکیوں کو اپنے ہی کنبے میں رکھتے تھے اور دشمن کے قبیلے میں لڑکی دینا کسر شان سمجھتے تھے۔ مگر ہندوستان میں جہاں عرب کے خانہ بدوشوں کی طرح چند آدمیوں کی جھونپڑیاں علیحدہ علیحدہ نہیں تھیں بلکہ وہ عالی شان شہروں میں جو مختلف کنبوں اور قبیلوں اور گوتوں کے آدمیوں سے معمور ہیں آباد ہیں۔ اس قاعدے کا جاری کرنا شایان نہیں ہے۔ میں اس کو معیوب سمجھتا ہوں۔

پیارے ناظرین! دہرمپال کا یہ اعتراض زیر نظر رکھیں۔ جو اس نے محض سچائی کی خاطر قرآن شریف پر جڑا ہے۔ جیسا کہ اس نے اپنے لکچر ترک اسلام میں بیان کیا ہے۔ اور پھر اس کے طرز عمل پر غور کریں۔ کہ آج اس کے اس لغو اور جھوٹے اعتراض کی تردید خود اس کے اپنے ہی قلم سے ہوگئی اور اس نے دہرمپال کی اندرونی خباثت ظاہر کر دی کہ اس نے جو اعتراض قرآن شریف پر کئے ہیں۔ وہ سب لغو اور طمع دنیاوی کے سبب کئے ہیں۔ اسے کسی روحانی جذبہ سے تعلق نہ تھا۔ اسبات کا ثبوت کہ اس نے محض جھوٹ بولا تھا۔ اس کا پرچہ ارجن موجود ہے۔

کون ارجن۔ جسے ایک خاص وقت دیکھ دہرمپال نے آج اس کے نام پر اخبار نکالا ہے۔

کون ارجن؟ جس نے اپنے سگے ماموں واسدیو کی بیٹی سبھدرا سے انکاح کیا۔ اور آج دہرمپال کے منہ پر لعنت کی سیاہی پھیر دی۔ کہ قرآن شریف نے جو کہا سچ کہا۔ اور جس پر قدیم زمانہ میں وید بھی کاربند تھے۔ اگر دہرمپال ایسے فعل کو معیوب سمجھتا۔ تو آج اپنے اخبار کا نام اس شخص کے نام پر کبھی نہ رکھتا۔ جس نے نہ صرف اپنے سگے ماموں کی لڑکی سے بیاہ کیا۔ بلکہ بیاہ بھی ایسی معیوب طرح کیا۔ کہ جسے مہذب سوسائٹی جائز نہیں رکھ سکتی۔ اور جسے لاجپت رائے نے اپنی سوانح عمری کرشن جی صفحہ ۱۱۳ میں اپنی معشوقہ کو لے اڑنے اور لے بھاگنے کے الفاظ سے لکھا ہے۔ حالانکہ بیچاری معشوقہ کو خبر ہی نہیں نہ اس کی رضامندی لی گئی ہو منوسمرتی ادھیائے ۹ شلوک ۱۹۷ میں لکھا ہے کہ آسر۔ پیشاچ۔ راکشش ان تین قسم کی شادیوں میں جو دھن عورت کو ملا ہے۔ اس کو بعد وفات اس لاولد عورت کے اس کے ماں باپ پاتے ہیں۔ شوہر نہیں پاتا۔

اس شلوک منوسمرتی کا مترجم کرپا رام جگیہ انوی عرف درشنانند دیانندی نوٹ لکھتا ہے۔ کہ شلوک ۱۹۷ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ تین قسم کے بیاہ نا جائز کیونکہ ان میں استری کو مرد کا آدھا رنگ تسلیم نہیں کیا گیا۔ ورنہ خاوند کی موجودگی میں دوسرے کو حق نہ پہونچتا۔

منوسمرتی ادھیائے تین شلوک اٹھ مین اسلئے بیاہ سے پیدا شدہ اولاد کو گھاتک جھوٹ بہت بولنے والا۔ اور برہم درہم کا دشمن کہا ہے۔

یہی نہین۔ کہ ارجن جی کی یہی ایک معشوقہ تھی۔ بلکہ اس سے پہلے آپ نے تین شادیان کر رکھی تھین۔ اور چونہی کو اس طرح سے لے اُڑے۔ آپ کی دوسری بیویون کے نام یہ ہین۔ مسماۃ الوپی - چترانگدا جو منی پور کے راجہ کی بیٹی تھی۔ دروپدی ۳

باوجود اتنی بیویان موجود ہونے کے آپ کو اپنے سگے ماموں کی بیٹی کو لے بھاگنے اور اس پر عاشق ہونے کا خیال سوجھا۔

عرب بیچارے خانہ بدوش ان باتون کو کیا جانین اس قسم کے بیاہ اور نیوگ تو ہندوستان اور ویدیون کے حصہ مین آئے ہوئے ہین۔ دیکھین دھرمپال اس پر کیا حاشیہ چڑھاتا ہے۔ اہل عرب تو آپس مین دشمنی رکھنے کے سبب گھر مین ہی لڑکیاں دیدیتے تھے اور وید کے پیرو اپنی منہ بولی بہنون کو بقول لاجپت رائے بھگا لیتے اور لے اُڑا کرتے تھے۔

اے تعصب تیرا ستیاناش۔ ایک یونیورسٹی کے ڈگری یافتہ ایک ہائی سکول کے ہیڈماسٹر کو ایسی ذلت نصیب کی۔ اللہ تعالیٰ بیچارے پر رحم کرے۔

ابو الفضل سوہدری

نوٹ - آج کے اخبار مین جو ۲۵ مارچ کی تاریخ کے عنوان سے انتہار دیا گیا ہے۔ دراصل یہ اشتہار جلسہ کی تقریب کے لئے تھا چونکہ جلسہ کے پرچہ کے چھپنے کے بعد یہ اشتہار دفتر مین پہونچا۔ لہذا آج کے اخبار مین نکالا جاتا ہے۔ ناظرین غور سے پڑھین ٭

ویدون مین ملائکہ کا نزول اور آریہ گزٹ کی بھول

ہمین حیرت ہوتی ہے کہ وہ انسان جسے کم از کم اپنے مذہب کی واقفیت بھی نہین ہوتی وہ کس برتے پر ایڈیٹری کی کرسی پر بیٹھتا ہے۔ اڈیٹری جیسے اہم کام کو اپنے ذمہ لینا کچھ خالہ جی کا گھر نہین اس کے لئے ایسے دماغ کی ضرورت ہے جس نے "نیچر سٹڈی" کی ہو۔ جس کے معلومات کا دائرہ نہ صرف کنوئین کے مینڈک کی طرح اپنے مذہب تک ہی محدود ہو بلکہ اس کے وسیع معلومات کی فوت کم از کم اپنے ملک کے مذاہب پر حاوی ہو۔ ورنہ خالی دم چھلون سے کچھ نہین بنتا۔ بی اے اور ایم۔ اے ہونا اور بات ہے اور مذہبی اخبار کی ایڈیٹری کرنا اور بات۔ ہم نے نور کے پچھلے نمبر مین انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد آمد وید مقدس سے

۲۵ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء کے جلسہ کے شروع ہونے کی خوشی اور یادگار میں

ہم چاہتے ہیں کہ جلسہ میں شامل ہونیوالے اور اخبار نور کے خریدار اور احمدی جماعت کے ناظرینوں کے لئے گھڑیونکی قیمتوں میں خاص رعایت کر دیں۔ امید ہے ناظرین اس رعایت کو ہاتھ سے نہ جانے دینگے اور اس سے پورا فائدہ اٹھائینگے۔ محصول وغیرہ ذمہ خریدار۔

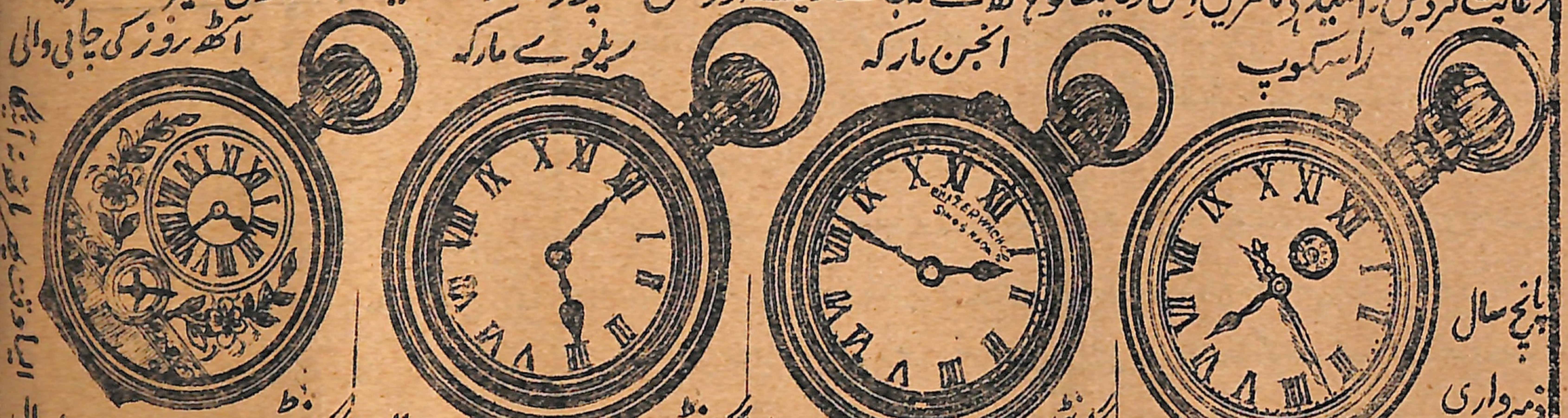

راسکوپ - پانچ سال ذمہ داری - اس گھڑی کی صفتیں محتاج بیان نہیں ہر ایک شخص اسکی مضبوطی و پائیداری اور نام آوری سے واقف ہے قیمت صرف ۲ درجہ اول پھولدار فینسی خوبصورت ۳

انجن مارکہ - گارنٹی ۶ سال - اس گھڑی میں یہ خوبی ہے کہ۔ ریل جہاز۔ گھوڑا۔ گاڑی جہاں جسکی سواری پر دل چاہے کام میں لائیں ممکن نہیں بند ہو قیمت صرف ۴

ریلوے مارکہ - گارنٹی ۸ سال - اس گھڑی کو عام دوکاندار ۱۲ روپیہ میں فروخت کرتے ہیں پائیداری میں لاثانی ہے پرزے نہایت عمدہ ہیں خوبصورتی میں لاجواب قیمت ۵

آٹھ روز کی چابی والی - گارنٹی ۱۰ سال - ہفتہ میں ایک دفعہ چابی کھاتی ہے سچا وقت دیتی ہے جویل یاقوت کے ہیں۔ اور پرزے ڈائل کی طرف رقص کرتے بھلے معلوم دیتے ہیں قیمت ۱۵

گھڑیونکے ملنے کا پتہ۔ شیخ افضل حسین مینونسپل کمشنر لودیانہ

آج کے نور کا ضمیمہ

یاایھا الذین اٰمنوا کونوا انصار اللہ ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم

پرائیویٹ چھٹی

خریداران اخبار "نور" کی خدمت میں نیازمندانہ

اپیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ؁

ہمدرد اسلام و حامیٔ اہل اسلام اخویم زاد لطفہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں نہایت ادب سے خدمت والا میں مفصلہ ذیل گذارش کی جرأت کرتا ہوں۔ امید ہے۔ کہ ازراہ اخوت اسلامی آپ غور سے سنیں گے۔ چونکہ یہ رسالہ اکثر آریہ۔ عیسائی۔ سکھ وغیرہ مخالفین بھی منگاتے ہیں۔ اس لیئے اعزاز قومی ہمیں مانع ہے۔ کہ کھلی چٹھی میں یا رسالہ کے ذریعہ اپنا پردہ فاش کیا جائے۔ اور غیر مذاہب والوں کو اپنے بخ کے معاملہ سے اطلاع دیکر غیر اقوام کی نظر میں اپنے تئیں ہتک اور حقیر دکھلایا جاوے۔ امید ہے کہ جناب والا بھی ہماری یہ چھٹی کسی مخالف اسلام کو نہیں دکھلائیں گے؛

گذارشات

(۱) یہ ۱۹ انیسواں رسالہ اس سال کا خدمت والا میں پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سال پورا ہونیکو ہے۔ اگرچہ اس اثنا میں یہ رسالہ کبھی کبھی لیٹ (تاخیر) بھی ہوگیا۔ مگر اللہ تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ خاتمہ بالخیر ہونے سال کے شروع ہونے میں صرف دو ماہ باقی رہتے ہیں۔ امید کہ جناب والا تاخیر یا بے اعتدالی کو جو اس رسالہ کے بھیجنے میں ہوئی۔ اپنے لطف و کرم سے معاف فرماوینگے۔ والعفو عند کرام الناس مقبول

(۲) رسالہ کی تاخیر کیوجہ رسالہ کی مالی مشکلات ہیں۔ اول تو عموماً بہت سے سکھ صاحبان کو بغرض اشاعت اسلام یہ اخبار مفت بھیجا جاتا ہے۔ کچھ اسوجہ سے اور کچھ ناوہند خریداران کی مہربانی ہوئی۔ کئی مہربانوں نے وی۔ پی واپس کردیئے۔ اور رسالہ کی قیمت ہضم کرلی۔ جس سے دوہرا نقصان ہوکر مطبع زیر بار ہوگیا۔ اور اکثر اوقات ایسا ہوا۔ کہ اخبار کی کاپیاں لاہور میں چھپنے کے لئے بھیجیں۔ اخبار مقررہ وقت پر چھپ کر نہ آیا۔ اور اخبار کو لانیکے لیئے بذات خود لاہور جانا پڑتا۔ جس وجہ سے عموماً ڈبل بلکہ ٹربل اخراجات کا متحمل ہونا پڑا اگر سب خریدار وقت مقررہ پر قیمت بھیجدیتے۔ تو پھر یہ وقت پیش نہ آتی۔ اور رسالہ وقت سے بھی چند روز پہلے پہونچ سکتا؛

(۳) اس امر کے بیان کی کچھ ضرورت نہیں۔ کہ یہ رسالہ مخالفین اسلام کے لئے وہی کام دیتا ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جہاد کام دیتا تھا۔ مخالفین اسلام کے حملات دفع کرنا۔ اور اسلام کی اشاعت کرنا اسکا خاص مقصد ہے۔ آریہ لوگ مسلمانوں کو اسقدر ستایا کرتے تھے۔ اور اعتراضات کی بوچھاڑ سے بھولے بھالے مسلمانوں کو اسلام پر ثابت رہنا مشکل ہوگیا تھا اس رسالہ نے آریوں کے ایسے دانت کھٹے کیے ہیں کہ اب وہ مارے شرم کے مسلمانوں کو منہ نہیں دکھا سکتے۔ سکھ تو اس اخبار کے ہر مضمون پر "ست بچن"

شست پیچیں کہا رہے ہیں۔ اور اس اخبار کے کسی مضمون کے مقابل کبھی بولے ہی نہیں۔ اس سے بڑھکر اس اخبار کا فیض نمایاں اور کیا ہو سکتا ہے۔ سارے ہندوستان میں یہی ایک اخبار ہے۔ جو مخالفین کا دم ناک میں کررہا ہے۔ اور جس کے لیئے مخالفین دن رات دعائیں مانگ رہے ہیں۔ کہ خدانخواستہ کسی طرح بند ہو جائے۔ پس اے مسلمان بھائیو! اگر خدانخواستہ یہ اخبار بند ہو جائے۔ تو اسلام کے لیئے کسقدر موجب عار و ننگ اور مخالفین کے لیئے خوشی اور ہنسی کا موقعہ ہے۔ پس اس اخبار کی مدد کرنا کیا آپکا فرض نہیں ہے۔ جو نہ صرف ہمارا بلکہ سارے مسلمانوں کا مذہبی اخبار ہے جو آپ کے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے مذہب پر سے مخالفین کے حملے دفع کرنے اور اسلام کو دنیا میں اشاعت کرنیکا بڑا بھاری ذریعہ ہے۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ اسلام کی اشاعت اور حملات کی مدافعت سے بڑھکر دنیا میں کوئی نیک کام نہیں اسی امر کے لیئے کئی نبیوں اور مقدسوں نے اپنی جانیں دیدیں۔ عزت مال جان کی پرواہ نہیں کی۔ وطن چھوڑ دیئے۔ آگ میں پھینکے گئے اور اسقدر دکھ دیئے گئے۔ کہ جس کا کوئی انتہا نہیں۔ یہی امر ساری عمر آنحضرت کا مقصد رہا۔ مدد دینا اپنا ایمان و اسلام نہیں سمجھتا ہو۔ اللہ تعالی قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضٰعفہ اضعافاً کثیراً۔ کون مسلمان ہے جو اللہ کی راہ میں قرض حسنہ دے تو اللہ اسے کئی گنہ بڑھکر ثواب دے۔ پس دینی امداد سے بڑھکر اور کونسا قرض حسنہ ہو سکتا ہے۔ جو اللہ کے دین کے لیئے خرچ کیا جائے ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ کہ وہ اس اخبار کی باقاعدہ اشاعت کے لیئے اپنی جان و مال سے دریغ نہ کرے اور جس طرح ہم نے ٹھان لیا ہے۔ کہ جب تک جسم میں جان ہے۔ اس اخبار کے اجرا اور اشاعت اسلام میں ہرگز دریغ نہ کرینگے۔ اسی طرح ہر مسلمان کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ اس اخبار کو قلمی اور درمی مدد دے۔ عیسائی لوگ صرف معمولی چندوں سے کروڑوں روپیہ اکٹھا کرکے اپنے مذہب باطل کی ساری دنیا میں اشاعت کر رہے ہیں۔ مفت کتابیں اور رسالے اور اخباریں تقسیم کرتے ہیں آریوں نے پنڈت لیکھرام مقتول کی یادگار میں ۵۰ ہزار یا آدھ لاکھ روپیہ جمع کرکے آریہ مسافر جالندہر سے نکال رکھا ہے۔ جس کے جواب عموماً اس اخبار میں چھپتے رہتے ہیں۔ اور ہمارے ہاں صرف اللہ ہی کا نام ہے۔ کیا کوئی اللہ کا بندہ ہے۔ جس کا دامن غیرت دین کھینچ لے اور اس اخبار کی سرپرستی اپنے ذمہ لیکر جنت فردوس انعام میں حاصل کرے؛

ہم اس اخبار سے کوئی ذاتی مفاد حاصل کرنا نہیں چاہتے۔ صرف غیرت اسلام نے ہمارا دامن دل پکڑا۔ جو شخص چاہے۔ اس اخبار کی سرپرستی کا بیڑا اٹھالے۔ ہمیں صرف حمایت اسلام سے کام ہے اور بس،

ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ تن من دھن سے اس اخبار کی مدد کرے۔ چندہ سے قرض حسنہ سے مدد دے اور اجر عظیم حاصل کرے۔

(۴) ہر ایک خریدار از راہ ہمدردی اسلام اگر زیادہ نہیں تو کم از کم دو نئے خریدار پیدا کردے۔ اور دوم ہر ایک دوست سوانحعمری حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ جو نہایت محنت شاقہ سے سکھ صاحبان کے معتبر گرنتھ اور جنم ساکھیوں اور تاریخوں سے اقتباس کرکے لکھی گئی ہے گویا یہ سوانحعمری سکھوں کے تمام مذہبی پستکوں کا نچوڑ ہے جس میں دلائل ساطع اور براہین قاطع سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ پکے مسلمان تھے نماز روزہ حج زکوۃ وغیرہ کی پابندی سکھ صاحبان کی مذہبی پستکوں سے نکالکر دکھلائی گئی ہے۔ کہ باوا نانک جی۔ ان پانچ ارکان اسلام کے خود ہی پابند تھے۔ بلکہ دوسروں کو بھی اس پر کاربند ہونیکے لیئے سخت تاکید فرمایا کرتے تھے۔ آجتک کوئی سکھ ودوان اور گیانی اسکی ایک دلیل کو بھی رد نہیں کرسکا۔ غرضیکہ یہ سوانحعمری قطعی محققانہ اور منصفانہ پیرایہ میں لکھی گئی ہے اسلیئے ہر ایک دوست حسب توفیق اس کتاب کی جلدیں سکھ صاحبان میں مفت تقسیم کرکے ثواب حاصل کرے۔ اگرچہ سوانحعمری کی اصل قیمت ۸؍ ہے۔ مگر ایڈیٹر کے خریدار سے صرف ۵؍ رعایتی لی جاتی ہے جو بہت ہی کم قیمت ہے۔ یہ بھی رعایت ۵؍ والی صرف اخیر اگست تک رہیگی۔ سوم جو دوست نور کے چار خریدار پیدا کردیں۔ انہیں "دہرم کی کسوٹی" سوانحعمری حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ اور آریہ دھرم وید ذیل طبع ہے یہ تینوں کتابیں مفت نذر کیجائینگی۔ یہ تینوں کتابیں تقریباً ۵۰۰ صفحہ کی ہیں۔ امید کہ آپ اس نازک وقت میں اس غازی پرچہ کی مدد فرماکر اسکو مشکلات سے نکالنے کیلیئے کوشش فرمائینگے۔ اخیر پر میں کلام ربانی کی آیت لکھکر ناظرین کو اسلام کی نصرت کی طرف مکرر توجہ دلاتا ہوں۔ یا ایہا الذین امنوا کونوا انصار اللہ۔ ان تنصروا اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم ؎

خاکسار محمد یوسف (سابق سورن سنگھ) پروپرائٹر نور قادیان ضلع گورداسپور

نوٹ۔ جو لوگ ایک جلد سے زیادہ سوانحعمریاں خریدنا چاہیں انہیں اسقدر وجہ سے بھی زیادہ رعایت دیجائیگی۔ جو بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتی ہے۔

ظاہر کی تھی۔ پھر آریہ گزٹ کا اڈیٹر لالہ دیوا چند ایم۔ اے خاص خوشامد کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "وید کے ایشور کو کسی پیغمبر یا فرشتہ کی ضرورت نہیں" ۔ اوہ کتنی بڑی بھاری غلطی۔ اگر آریہ گزٹ کا ایم۔ اے اڈیٹر اور کسی خیال سے نہیں تو کم از کم ایک مذہبی اخبار کے اڈیٹر ہونیکی حیثیت سے "رگوید بھاشیہ بھومکا" مؤلفہ رشی دیانند کو پڑھ لیتا۔ تو کم از کم آج وہ ایسی طفلانہ غلطی کا مرتکب نہ ہوتا۔ رشی دیانند جی وید کے حوالوں سے رگوید بھاشیہ بھومکا کے صفحہ ۴۴ پر فرماتے ہیں :" تمام مخلوقات کے محافظ جملہ کائنات کے حاکم اور سب کو قائم رکھنے والے پرماتما نے تمام موجودات کو ۳۳ کروڑ دیوتاؤں پر منقسم کرکے قابو میں کر رکھا ہے (یجروید ادہیائے ۱۴ منتر ۳۱)

اب دیکھئے کس طرح ویدک ایشور سے دیوتاؤں کی مدد کا سہارا لیتا ہے دیوتا اور فرشتے دو علیحدہ علیحدہ وجود نہیں ہیں مگر جن لوگوں کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی بندھی ہو جنہوں نے ان کی دوربین نگاہ کو بالکل دھندلا کر دیا ہو۔ بھلا وہ ان دھرمک اصولوں پر کب تدبر کر سکتے ہیں ۔

گارڈ واچ

لیور چال لیور چال

قیمت صرف ۴ مع محصول

اگر آپکو عمدہ گھڑی لگانے کا شوق ہے تو اس گھڑی کو جلد خرید فرماوین جو اپنی مضبوطی اور پائداری کا ڈنکہ ہندوستان سے لیکر افغانستان تک بجا چکی ہے وقت دینے میں ایک منٹ کا بھی فرق نہیں پڑتا بس روپے والی گھڑی سے مقابلہ کر دیکھئے یہی وجہ ہے کہ محکمہ ریل پولیس تارگھر والے اس گھڑی کے سوائے دوسری پسند نہیں کرتے قیمت صرف ۴ ہے گارنٹی پانچسال

نوٹ۔ یکمشت چھ گھڑی کے خریدار کو ایک گھڑی مفت دو گھڑی کے خریدار کو محصولڈاک معاف۔ اپنا پتہ خوشخط تحریر فرماوین حوالہ اخبار ہذا ضروری ہے

المشتہر اگروال اینڈ کو ہیلوال ریلوے لائن سرگودہا

نوٹ رقم قیمت کے آرڈر بہیجنے وی پی انتظار نہ کرین

ملنے کا پتہ۔ ایس۔ اے۔ بی۔ بخشی اینڈ کمپنی کوٹھی نمبر ۲۷ کولوٹولہ اسٹریٹ کلکتہ

ہمارے کارخانیکا بنا ہوا رعایتی قیمت کا اعلان

اصلی سسٹم راسکوپ لیور واچ	کپڑا سینے کی مختصر و نہایت بکار آمد دستی مشین
یہ گھڑی اصلی سسٹم راسکوپ لیور واچ ہے اور اسکے پرزے پالش دار اور نہایت مضبوط ہیں ڈائل چینی کا ہے اور سوئیاں بیتل کی ہین جابی ۳۰ گھنٹے کی ہے اور گارنٹی دس سال کی دیجاتی ہے بیحد لطف یہ ہے کہ لیور ہے اسکی اصلی قیمت آٹھ روپے ہے مگر چونکہ اسٹاک میں مال بہت ہے اسلئے اسکی قیمت بجائے آٹھ روپے کے دو روپے آٹھ آنے رکھی ہے۔ محصول وغیرہ چار آنے دینا ہوگا۔	یہ کپڑا سینے کی دستی مشین علاوہ بکار آمد ہونیکے نہایت مختصر مضبوط اور سستی ہے اور اس سے اہل خاندان اور اہل پیشہ دونوں ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں اس مشین کی کپڑا سینے کی ترکیب نہایت سہل اور آسان ہے اسلئے ایک بچہ بھی اس سے بلا تکلف کپڑا سی سکتا ہے یہ مشین لوہے کی ہے اور برسوں کام دیسکتی ہے اسلئے ہر گھر میں ایک مشین ضرور رہنا چاہیئے اصلی قیمت آٹھ روپے رعایتی قیمت دو روپے آٹھ آنے۔

نصف درجن سوئی ایک کپڑہ سینے میں لگانیکا ایک اسکرو ڈرائیور بھی اسکے ہمراہ دیا جاتا ہے

ملنے کا پتہ۔ ایس۔ اے۔ بی۔ بخشی اینڈ کمپنی کوٹھی نمبر ۲۷ کولوٹولہ اسٹریٹ کلکتہ

کولا ٹانک

کولا طاقت بڑہاتا ہے۔ زیادہ فکر محنت غم وبیماری خواہ تبدیل آب وہوا کی وجہ سے بدن کمزور ہو گیا ہووے تو کولا کا استعمال کرو۔ اس سے نئی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ کولا دم کو بڑہاتا ہے۔ اس سے گھوڑے کی سواری پہاڑ کی چڑہائی۔ کثرت ناچ گانا بڑہانا اور حال وغیرہ کاموں میں پہلے کولا پیو دم نہیں ٹھکیگا۔ ہول دل۔ دہڑکن اور کلیجہ کی کمزوری میں جہاں تھوڑے چلنے خواہ کسی اور وجہ سے رات کو جاگنا پڑتا ہے ان کو کولا پینا چاہیئے اس سے رات کو جاگنے کی حرارت اور کمزوری نہیں ہوتی۔ کولا شراب چھوڑانے کی دوا ہے۔ شراب کے عیبوں کو دور کرنے میں کولا آب حیات ہے۔ اگر شراب زیادہ پی ہووے تو ایک خواہ دو پوری خوراک کولے کی پی کر سو جاوے۔ نیند اچھی آجاوے گی جاگنے پر طبیعت خوش رہے گی۔ سر کا درد جگر۔ طبیعت کی سستی چہرے کا بھاری پن۔ آنکھوں کی سرخی مزاج کی گرمی ایک دم میں مٹ جاتی ہے۔ کچھ دنوں تک کولا کے استعمال سے شراب سے نفرت ہو جاتی ہے۔ شراب کی خرابی کاہلی طبیعت اور بدن کی کمزوری نہیں رہتی ہے۔ حقیقت میں یہ شراب چھوڑانے کی عمدہ دوا ہے۔ کولے کے سہارے سے افیون بھی چھوٹ جاتی ہے۔ کولا پیجیئے اور افیون کی مقدار کم کرتے جائیے۔ کچھ دنوں میں بغیر کسی قسم کی تکلیف کے گولی۔ چنڈو وغیرہ کی عادت چھوٹ جاتی ہے اور ان چیزوں پر نفرت ہونے لگتی ہے۔ ۲۴ پن پوری خوراک کی ایک شیشی۔ قیمت عمر

ڈاک محصول پانچ آنے

المشتہر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

سینٹ بکس نہایت عمدہ قابل دید۔ عطر ونکا ذخیرہ

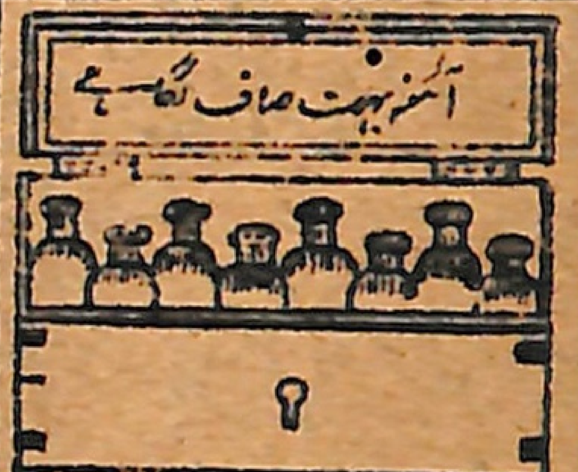

روغن عمدہ فی شیشی ... چمیلی ... بیلا ... روغن گل ... کیوڑہ ... حنا ... موتیا ...

... اشتہارات ... شوق ... صرف ... جاتی ... اب وہ وقت ... اشتہارات ... شائع کرانا گویا ... لینا ... اگر اشتہارات ... شہرت ... ضرورت ... ہر ایک طرح کا عطر اسمیں موجود ... استعمال کریں ... قیمت میں بھی تخفیف ... صاحبان کو بعض عطروں کی ضرورت ہو تو فہرست طلب کریں قیمت عطردان درجہ اول ۱۲ خانہ ... درجہ دوم آٹھ خانہ ...

محمد عبد القیوم مالک کارخانہ معطر الشمیم شہر قنوج

کارخانہ ہذا کو ایجنٹوں کی ضرورت ہے کمیشن بہت معقول ہے ... جوابی کارڈ یا ... ٹکٹ ... معاملہ طے کریں

ایک ہزار روپیہ کا نقد انعام

اس کتاب کے اوس خریدار کو دیا جائیگا جو اس کتاب کی تحریر پر عملدرآمد کرنے پر صرف ایکسال میں ولی کامل نہو جاے یا ایسی جامع کتاب کسی نے آجتک دیکھی کیا سنی بھی ہو۔

ایک سال کے اندر

ولی بنانیوالی کتاب

مین حیرت مین ہون کہ کیونکر اتنی مختصر جگہ مین اس (۲۳۲ صفحہ) کتاب کی حقیقت کا راز لکھون کیونکہ اگر اسکی مختصر فہرست بھی درج کرون تو بہت سے صفحون کی ضرورت ہے بس اسیقدر پر اکتفا کرتا ہون۔ اسمین کمالات باطنی کے وہ رموز جو آجتک سینہ بسینہ چلے آئے ہین اور سوائے مجاذیب کے کسیکی زبان سے ہرگز کبھی نہین نکلے لکھے گئے ہین۔ اسمین وہ اصول لکھے گئے ہین جو فقیر کے لیے لازمی ہین جنکا علم سوائے اہل اللہ کے اور کسیکو نہین۔ یہ اپنی طرح کی پہلی کتاب ہے جو صاحبزادون کے نذر ہے۔ اسکا ایک ایک مضمون الہام غیبی سے مقتبس ہے جو راز ہے وہ حقیقی کشف کا پر تو ہے۔ اسپر عملدرآمد کرنے سے مندرجہ ذیل امور حاصل ہوجانا ایک ادنی بات ہے۔

تصفیۂ قلب۔ روشنضمیری۔ تزکیۂ نفس۔ تزکیۂ باطن۔ قبر مین زندہ دفن ہونا۔ عمر مین زندہ دفن ہونا۔ عمر مین صدہا برس بڑھجانا۔ آئندہ گذشتہ و موجودہ حالات کا کشف ہونا۔ قلب یا آنکھ مین قوت تسخیر ہونا۔ کشف القلوب۔ سلب امراض۔ اپنی روح دوسرے قالب مین منتقل کرنا۔ زمین کے اندر یا دیوار کے وسپار یا پشت کی جانب دیکھنا ارواح کو حاضر کرنا۔ مراقبہ۔ توجہ۔ اشراق۔ ہوا مین اوڑنا وغیرہ وغیرہ۔ صرف ایکہزار یہ کتابین چھپوائی گئی ہین جسکی فرمایشین چھپنے سے پیشتر ہی قریب چھسو کے آچکی ہین۔ اب اسوقت صرف چارسو جلدین باقی ہین جسکی قسمت مین یہ دولت لازوال لکھی ہے اوسیکو ملیگی۔ قیمت فی جلد صرف ایک روپیہ عہ

اصلی راسکوپ سسٹم لیور واچ

گارنٹی ۵ سال

قیمت ۱۲ عہ

کفایت شعار دوستو!

ہمنے یہ اصلی راسکوپ سسٹم گھڑیان خاص آپ ہی لوگون کیواسطے کثیر التعداد براہ راست منگائی ہین جو محض آپ لوگون کا شوق پورا کرنے اور اشتہاری دھوکہ سے آپکو بچانے کی غرض سے دام کے دام فروخت کرتے ہین۔ اگر یہ گھڑی باحتیاط رکھی جاے تو مدتون تک مرمت کی بھی ضرورت نہو۔ اصلی چینی کا ڈائل۔ چابی ۳۴ گھنٹہ۔ لیور اور پنیس ہے جو گھوڑے کی سواری مین بھی بند نہین ہوتی اسی سبب سے ملازمان سرکاری اسی گھڑی کو پسند کرتے ہین پھر لطف یہ کہ قیمت کچھ بھی نہین صرف ۱۲ عہ ۔ محصول ۳ ر

سنہری رسٹ واچ

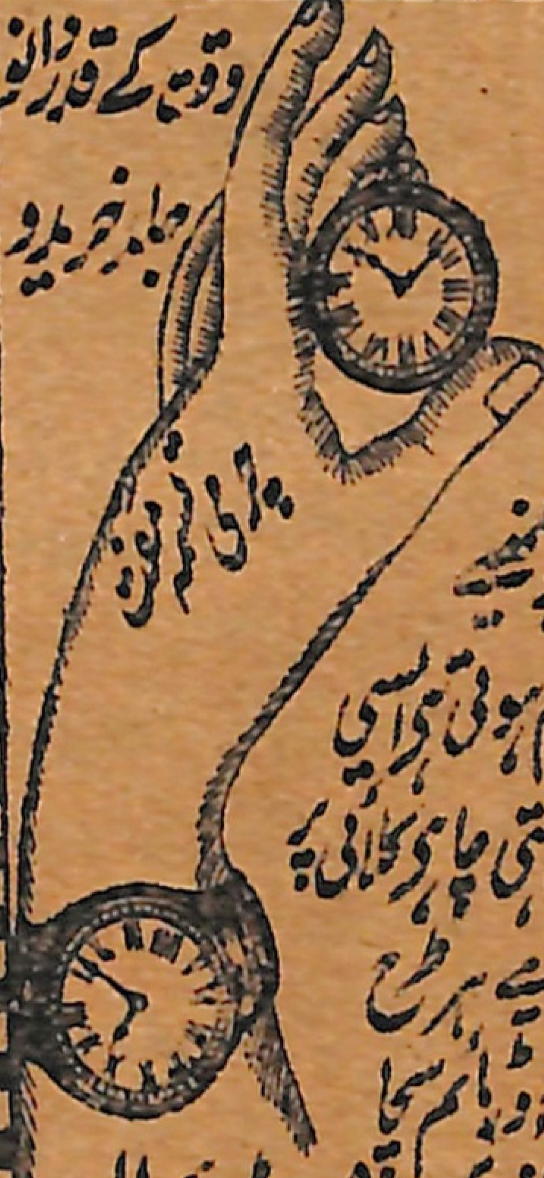

یہ چھوٹے سائز کی گھڑی خوبصورت مین بالکل سونیکی معلوم ہوتی ہے ایسی خوبصورت ہے کہ نظر نہین ہٹتی چاہے کلائی پر باندھیے یا جیب مین لٹکایئے ہر طرح موزون۔ پرزے مضبوط و ٹائم سچا۔ قیمت صرف صہ۔ چاندی کی صہ۔ مثل کی للعہ

آئینہ سکندری

اس آئینہ کو ہر شخص بلا قید عمر دیکھ سکتا ہی

مسمریزی کرشمہ

آئینہ سکندری کے مشاہدات اور کمالات

اسکی فزاولت سے غائب اور گمشدہ کا پتہ۔ بیمار کی حالت و تشخیص اور تجویز علاج ماضی و مستقبل کے واقعات خواہ اپنے متعلق دریافت کیئے جائین یا کسی دوسرے کی بابت کسی مشکل کے حل ہونے یا نہونے اور کسی کام کے انجام پانے یا نہ پانیکا انکشاف۔ درویشون بشیدون بلکہ تمام عزیزون اور دوستون کی روحون سے ملاقات ہوسکتی ہی جو کہ مرچکے ہین۔ بھوت پریت آسیب جن اگر کسی پر یا کسی گھر مین ہو تو وہ سامنے آتا ہی اور اوسکے دفعیہ کی ترکیب معلوم ہوسکتی ہی۔ دشمنون اور حاسدون سے نجات ملسکتی ہے اور اونپر غالب آنیکے سامان ہوسکتے ہین۔ دربارون اور حاکمون کے اجلاس پر باوقار اور معزز ہونا اس آئینہ کا معمولی کام ہی۔ مناظرون۔ مباحثون اور جنگ و جدل و مقدمہ بازیون مین کامیابی ہوسکتی ہی اور جب و بعض کے اہم کام انجام پا سکتے ہین۔ جس شخص یا جس عورت کو کبھی نہ دیکھا ہو اور اوسکے دیکھنے کی ضرورت ہی تو وہ اس آئینہ مین جلوہ گر ہوگا اور اوسے خبر نہوگی۔ غرضکہ بہمہ صفت موصوف آئینہ جسمین نہ تو کوئی بھوت و پریت ہی اور نہ کوئی جن و پری اسکی تابع ہی مگر یوگ فلاسفی کی نادر ترکیبون کا ایک ادنی نمونہ ہی جو اپنی قوت مقناطیسی سے ہر شخص کو روشنضمیر بنادیتا ہے۔ پرچہ ترکیب مین اسکے مفصل حالات لکھے ہوے ہین۔ یہ آئینہ اہل نظر مین قدرت خدا کا آئینہ ہے اور قیمت کے خیال سے مفت ہے۔ قیمت مع محصول وغیرہ صرف دو روپیہ عہ

جملہ فرمایشین بنام سید محمد عبداللہ علم سوداگر موجد آئینہ سکندری و مؤلف علمی جنتری کورسوان گھڑیوالی کوٹھی کانپور کے پتہ سے آنا چاہیے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۰

نورتمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

نور خدا پاؤ گے

یہدی اللہ لنورہ من یشاء

نور

قادیان سے پندرہ روزہ شائع ہوتا ہے ۱۵ تاریخ اشاعت یکم مئی ۱۹۱۱ء

مقاصد

...ت اور خوبیوں کا ذکر کرنا
...پرس کی فضیلت بیان کرنا۔
...ئیوں کے حملوں سے
...ردہ غبار کو اسلام کے سنور
...لی عقلی دور کرنا۔
(۵) تاج برطانیہ کی خیر خواہی سکھ قوم میں
باوا نانک جی کی تعلیم کا پرچار کرنا۔

یہ پرچہ مہینہ میں دو دفعہ شائع ہوتا ہے
عام قیمت سالانہ ۱۲ فی پرچہ ۵ رہوگی
...لین اور طلبا سے ایک روپیہ سالانہ پیشگی
امرائے عظام سے امتیازی قیمت دو روپیہ
...نہ جو کچھ عطا کریں۔ وہ عطیہ تصور
...۔ اور ایسے حضرات کے اسماء
...سرپرستان رسالہ ہذا کی فہرست میں
درج ہونگے۔

نمبر ۱۵ | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف نومسلم سابق سورن سنگھ کمار و دوان | جلد ۱

باوا نانک رحمۃ اللہ کی جنم عمری

یہ اس ولی اللہ کی سوانح عمری ہے۔ جس نے ۱۴ ویں صدی میں جبکہ نہ صرف پنجاب بلکہ تمام ہندوستان پر ظلمت کے گھٹا ٹوپ بادل چھائے ہوئے تھے ایسے دھندوکارہ کے زمانہ میں ہندوؤں کے گھر میں پیدا ہوکر ہندوؤں کے تمام مذاہب کا کھنڈن (رد) کرکے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ بلند کیا اس کے تمام حوالے سکھ صاحبان کے گرنتھ اور معتبر کتب سے لئے گئے ہیں قطعی محققانہ اور مورخانہ پیرایہ میں لکھی گئی ہے۔ ۱۸×۲۲ کے ۱۷۰ صفحہ کی کتاب ہے چھپائی اعلیٰ کاغذ نہایت نفیس قیمت صرف آٹھ آنے۔ ایک درجن کے خریدار سے محض چار روپے آٹھ آنے یعنی فی کاپی ۶/

ملنے کا پتہ۔ ایڈیٹر نور قادیان

دھرم کی کسوٹی

یہ ایک محققانہ ٹریکٹ حال ہی میں شائع کیا گیا ہے جس میں آریہ سماج کے مشہور و معروف پرچارک سوامی درشنانند کے ۱۴ مختلف سوالات کے جوابات نہایت محققانہ اور فلسفیانہ رنگ میں دیئے گئے ہیں۔ (۱) سماجی پرمیشور (۲) ابطال قدامت روح و مادہ (۳) ابطال تناسخ (۴) تحریف وید (۵) ابطال قدامت وید (۶) ویدک فلسفہ کی حقیقت (۷) وید کے الہامی ہونے کی جانچ غرضیکہ دقیق سے دقیق سوالات کے جوابات ایسے احسن طریقہ سے دئے گئے ہیں کہ سوامی درشنانند بھی اپنے سوالات کے جوابات پڑھ کر لوٹ پوٹ ہوگئے۔ ٹریکٹ کا حجم ۴۴ صفحے قیمت ۱/ ایک درجن کے خریدار سے صرف ۹ آنے۔ ملنے کا پتہ ایڈیٹر نور قادیان

نور کی قدر کرو

اس دھندوکارہ کے زمانہ میں جبکہ آریہ مہاشوں نے نہایت بے باکی اور صفائی سے اس باغ ملت کی جڑوں پر کلہاڑا رکھا ہوا ہے جس کے پودہ کی آب پاشی ہمارے سید و مولیٰ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے خون کے ساتھ کی گئی تھی سو دیکھا کہ نور کے ظہور نے کس طرح آرین کیمپ میں فتور مچا دیا ہے تسلی کے لئے ان کے منہ پھٹ اخباروں کے ماتمی کالم دیکھو مگر نور کے پریمیوں نے نور سے وہ پیار نہیں کیا جس کا یہ مستحق تھا اگر ہر ایک خریدار کم از کم ایک نیا خریدار پیدا کرے تو نور "سولہ کلا سمپورن" ہوکر عالم پر چمکے۔ اور اپنی منور کرنوں سے مخالفین کو خیرہ چشم کرے۔ کیا نور امید رکھے؟

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپکر شیخ محمد یوسف پبلشر کے لئے قادیان سے شائع ہوا

میرا نازک فرض

بہار کا موسم ہے۔ صبح کے دس بج چکے ہیں سورج دیوتا کی جھلملاتی ہوئی کرنیں میرے کمرہ کو سنہری روپ سے منور کر رہی ہیں۔ دلربا اور بھینی بھینی ہوا کے جھونکے مردہ دلوں پر مسیحا کا کام کر رہے ہیں۔ سبزہ زار کا دلفریب سین ایک دفعہ مردہ دل پر بھی وجد کا عالم طاری کر رہا ہے۔ غرضیکہ آنند ہے سرور ہے۔ لطف ہے۔

ایسے خوش کن اور آنند دائک سماں میں اچانک میرے کمرہ کے دروازہ میں پوسٹ مین (چٹھی رساں) داخل ہوتا ہے اور خطوں کا ایک بنڈل میرے حوالہ کرتا ہے۔ پہلے خط کے لفافہ کو جو میں چاک کرتا ہوں۔ تو اس میں عجیب تحریر پاتا ہوں۔ جس کا مضمون یہ ہے

"کہ میں نے آپ کی تالیف کردہ سوانح عمری گورو نانک جی پڑھی۔ پڑھ کر رنج ہوا۔ کہ تم باپ دادا کے دھرم کے واقفکار ہو کر مسلمانوں کے پھندے میں آگئے جس کے دو کارن (سبب) ہو سکتے ہیں یا طمع یا شادی کی ہوس۔"

دوسرے خط کا مضمون بھی تقریباً اسی رنگ میں رنگین ہے مگر ہمیں درشتی کی چاشنی کافی سے زیادہ ہے۔

اور یہ خطوط سکھ دھرم کے معزز اشخاص کی طرف سے لکھے گئے ہیں۔ میں ان خطوط کو پڑھ کر دریائے غم میں ڈوب جاتا ہوں۔ طرح طرح کے خیالات میرے دل میں اٹھتے ہیں۔ مگر دریائی موجوں کی طرح دل کی امنگیں دل ہی میں رہ جاتی ہیں۔ اس کشمکش میں وہ دن تو گذر جاتا ہے مگر رات کو بھی یہی خیال دامنگیر ہوتا ہے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اگر خموشی اختیار کرتا ہوں۔ تو بھائیوں کا شک یقینی درجہ تک پہنچتا ہے۔ اور اگر حقیقت سے پردہ اٹھاتا ہوں۔ تو ڈر ہے۔ کہ کہیں رنگ نہ بدل جاوے۔ الٹا لینے کے دینے نہ پڑ جاویں۔ غرضیکہ

میں اپنے آپ کو عجیب زغم میں پھنسا ہوا پاتا ہوں خدا خدا کر کے دوسرے روز کی صبح نمودار ہوتی ہے اشنان کر کے نماز کے بعد میں قرآن شریف کی تلاوت میں مشغول ہوتا ہوں۔ اور قرآن شریف کی تلاوت کے بعد "رامائن" کھولتا ہوں۔ کہ میں ایک اجنبی آواز سے پکارا جاتا ہوں۔

"ماسٹر جی" "ماسٹر جی"۔

میں - دروازہ کھول کر دیکھتا ہوں۔ الحکم کا دفتری میاں عبد الرحمن کھڑا ہے اور اس کے ساتھ ایک معزز سکھ سردار بھی کھڑا ہے۔

نووارد - عبد الرحمن سے مخاطب ہو کر "ہاں یہی ہے"۔

اگرچہ مجھے اپنے وطن مالوفہ کو تیاگ کئے ہوئے تقریباً چھ سال گذر چکے تھے۔ مگر میں بادی النظر میں ہی نووارد شخص کو پہچان لیتا ہوں۔

نووارد - کیا آپ نے مجھے پہچانا۔

میں - (تجاہل عارفانہ سے) نہیں جی۔

یہ سن نووارد کی آنکھوں سے چھما چھم آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ یہ دیکھ میرے سنگدل کو بھی ایک ٹھوکر لگتی ہے۔ اور میں نووارد کو زیادہ تذبذب میں نہیں ڈالنا چاہتا۔

میں - آپ اندر تشریف لے آویں۔

بزرگوار - بہت اچھا کہہ کر دروازہ کے اندر داخل ہوتا ہے اور اطمینان سے بیٹھ کر یوں مخاطب ہوتا ہے۔ کیا اب بھی آپ نے مجھے پہچانا یا نہیں۔

میں - ہاں بزرگوار میں نے آپکو اچھی طرح پہچان لیا

بزرگوار - تم نے اپنی قوم کو کلنک کا ٹیکہ کیوں لگایا؟ ملیچھوں کا دین کیوں قبول کیا؟

میں - نا بزرگوار میں نے اپنی قوم کو کلنک کا ٹیکہ نہیں لگایا۔ بلکہ چار چاند لگائے ہیں۔ میں نے ملیچھوں کا دین قبول نہیں کیا۔ بلکہ دیوتاؤں کا دھرم گرہن کیا ہے یہ وہ افضل دھرم ہے۔ جو حضرت کرشن علیہ کا دھرم تھا۔ یہ وہ اتم دھرم ہے۔ جو حضرت رامچندر رحمۃ اللہ کا دھرم تھا۔ یہ وہ پوتر دھرم ہے۔ جو حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا دھرم تھا

بزرگوار - تم جھوٹ کہہ رہے ہو۔

میں - حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی سوانحعمری پیش کر کے آپ سے اسکا مطالعہ فرماویں۔ امید کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کے مطالعہ کے بعد آپ پر روشن ہو جاویگا۔ کہ باوا نانک صاحب کا کیا دھرم تھا۔

بزرگوار - میں یہ کتاب تو پڑھ ہی لونگا۔ مگر تم طمع اور شادی کے لئے ہی مسلمان ہوئے ہوتا۔

میں - نا بزرگوار ایسا ہرگز نہیں۔ یہ آپکے دل کا خیال ہے

بزرگوار - بہتر ہے کہ آپ واپس سکھ ہو جاویں۔ چار سو پانسو تک میں آپ کی مدد کر سکتا ہوں۔ شادی بھی اچھے گھرانے میں ہو رہے گی ان دونوں باتوں کا ذمہ میں لیتا ہوں۔ بشرطیکہ ......

میں - طیش میں آکر۔ میں ایسے روپیہ پر لعنت بھیجتا ہوں ایسی شادی کے سر پر خاک ڈالتا ہوں اور ست دھرم کی پیروی کرتا ہوں۔

بزرگوار - تم بہت کرخت ہوگئے تمہاری سرشت بدل گئی۔ تم نے اپنی کل (خاندان) کو کلنک لگایا۔ میں ایسے پاپی کا موہنہ بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔ اچھا رخصت ......

میں - آپ اس قدر کروپی (غصہ) میں نہ آویں میں انشاء اللہ تعالیٰ اپنے دوسرے پرچہ میں نہایت عمدگی سے یہ ظاہر کر دونگا۔ کہ میں کس چیز کی خاطر مشرف بہ اسلام ہوا۔

بزرگوار - بہت اچھا۔ آپ جس پرچہ میں یہ ظاہر کریں وہ میری طرف ضرور بھیجو۔ مگر میں یہاں زیادہ ٹھہرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ اچھا میں جاتا ہوں۔ ......

میں بالا مذکورہ واقعات کو مد نظر رکھ کر یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ میں اپنے بھائیوں کے سامنے اصلی حقیقت کو رکھوں کہ وہ کونسا امولک رتن تھا جس کی خاطر بھوکا رہا۔ تختہ مشق بنایا گیا۔ دھتکارا گیا۔ دھکے پر دھکے دئے گئے۔ پاؤں کی ٹھوکریں لگائی گئیں

کر اپنے وطن کے ٹھاٹھ پر اپنے وطن کے پھولوں سے افضل ہیں دکھو گیا

اپنے پیارے والدین کے وچھوڑے کی کچھ پرواہ نہ کی۔ جس کی خاطر میں نے اپنے عزیزوں سے منہ پھیرا۔ جس کی خاطر میں نے اپنی پیاری اور سندر عورت کا ہمیشہ کے لئے

بائیکاٹ کردیا

جسکی خاطر میں نے اپنے وطن ہاں پیاری جنم بھومی کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ دی۔ جس کے لئے حضرت کرشن علیہ السلام کی شہادت پکار پکار کر اس بات کا اعلان کر رہی ہے کہ× میرے اس مضمون کے دو حصے ہوں گے۔ اول حصہ میں میں ان الزامات کی پردہ فاش کرونگا جو کہا گیا ہے۔ کہ تم طمع اور شادی کی خاطر مسلمان ہوئے ہو۔ اور دوسرے حصے میں میں یہ ثابت کرونگا۔ کہ میں مشرف بہ اسلام کیوں ہوا؟ میرے دوستو! میرے مضمون کا پہلا حصہ اس قدر نازک اور لچکدار ہے۔ کہ سنبل کی شاخ سے بھی زیادہ لچکدار۔ اور گلاب کی پتی سے بھی زیادہ نازک ہے۔ اگر میں حقیقت کو واشگاف کرتا ہوں۔ تو ایک ناگہانی آفت کا اندیشہ ہے۔ اگر چپ رہتا ہوں تو سکھ صاحبان کا مورد عتاب ٹھہرتا ہوں۔ غرضیکہ عجیب کشمکش میں ہوں۔ آگے تو اندھا پیچھے کنواں۔ نہ رونے ماندن نہ راہ رفتن والا حساب ہے۔ مگر کیا کروں کچھ کرتے دہرتے نہیں بنتا۔ مجبوراً پردہ اٹھانا ہی پڑا۔

میں کس لئے مسلمان ہوا؟

آہ! وہ پیاری گھڑی ہاں نیک ساعت جس نے میری زندگی میں ایک عظیم الشان تبدیلی کردی جس نے مجھے چاہ ضلالت سے نکالکر کوہ طور کا جلوہ دکھایا جس نے مجھے اشانتی کے کھنڈ سے نکالکر شانتی کی گنگا کا اشنان کرایا۔ مجھے وہ گھڑی ہرگز ہرگز نہیں بھولے گی۔ اگرچہ مذہبی چھان بین کا مادہ تو میری سرشت میں ہی رکھا گیا تھا اور بچپن میں ہی یہ دھت کچھ اس طرح لگی تھی۔ کہ ہر وقت اسی گیان میں مگن رہتا تھا۔ ماہ فروری ١٩٠٦ء میں یہ مذہبی چھان بین کا دیوتا بے طرح میرے سر پر سوار ہوا۔ ان دنوں میں میں کسی خاص کام کے لئے کوئٹہ ملک بلوچستان گیا ہوا تھا۔ میری عمر ان دنوں کوئی سولہ سترہ سال کی ہوگی یہ بات تو از روئے گرنتھ و جنم ساکھی میرے دل پر نقش فی الحجر ہو چکی تھی۔ کہ اگر آج روئے زمین پر کوئی سچا دہرم ہو سکتا ہے۔ تو وہ صرف

اسلام ہی ۔ ہے

یہی ایک ایسا مذہب ہے جسکی شرن لیکر انسان خدا کا پیارا بن سکتا ہے۔ اگرچہ میں جانتا تھا۔ کہ مشرف بہ اسلام ہونے سے اپنے پیارے والدین سے ہمیشہ کے لیے میں جدا ہو جاؤں گا خویش و اقارب سے مونہہ موڑنا پڑے گا۔ لوگ تختہ مشق بنائیں گے۔ کچھ روز تک تو ضبط سے کام لیا۔ مگر سچ ہے کہ دل لگی بری ہوتی ہے۔ آخر عشق کا بندہ تھا۔ محبت کا جوش تھا۔ پریم کی چاشنی تھی۔ لگن کی لہر تھی۔ لاریب عشق اور مشک چھپانے سے نہیں چھپتا۔ میں نے جمعہ سے چار روز پہلے بند مسلمان بھائیوں سے ملاپ شروع کیا اور عرض کی کہ میرے دل میں حق کی گونج ہے باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی پاک تعلیم نے میرے دل کو گرویدہ کیا ہے۔ میں مشرف بہ اسلام ہونا چاہتا ہوں۔ خدا کے لئے جمعہ مبارک کو مجھے اپنے ساتھ جامع مسجد میں لے جانا۔ سبھی ہم آہنگ ہوکر احباب کی حامی بھری کہ بسر و چشم۔ خیر خدا خدا کرکے چار روز ختم ہوئے۔ پانچواں روز جمعہ مبارک کا تھا رات کو خوشی اور انشو اور سرور سے نیند نہ آئی۔ منٹ منٹ گن گن کر رات گذاری۔ علی الصبح اٹھ ضروریات سے فارغ ہو۔ حجام کی دوکان پر دستک دی۔ حجام باہر آیا۔ میں نے کہا آج میں ان کیسوں (بالوں) کی بھینٹ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ان بالوں کو کاٹ ڈالئے۔ غیر حجام یہ بات سنکر کہنے لگا۔ استغفراللہ استغفراللہ۔ آپ سکھ پھر نابالغ (عاجز کی عمر اسوقت ١٦ یا ١٧ سال کی ہوگی)

اور پھر سنگھ سبھا کے سہائک۔ میں تو ہرگز یہ بات نہیں کرونگا۔ پہلے تھانے میں اطلاع کرو۔ پھر میں بسر و چشم کرونگا۔ بندہ نے کبھی تھانے کا مونہہ بھی نہ دیکھا تھا حیران تھا کہ کروں تو کیا کروں۔ آخر بڑے غور و خوض کے بعد یہ فیصلہ ہوا۔ کہ اشنان کروں پھر مسجد میں چلا جاؤں بعد میں یہ کام ہو سکیگا۔ کونسی جلدی پڑی ہے خیر اشنان کیا کپڑے بدلے خوب لیس ہوئے قریباً ڈیڑھ بج گیا۔ پھر میں ان مومن بھائیوں کے پاس آیا۔ جن کے ساتھ چار روز پہلے وعدہ کر آیا تھا۔ دکان پر میں جاکر دیکھا۔ تو کوئی نہ پایا۔ یہ دیکھ ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ حیران و پریشان تھا۔ اسی شش و پنج میں تھا کہ کروں تو کیا کروں۔ دل میں ایک جوش پیدا ہوا گرنتھ صاحب کا یہ پیارا واک ہردے میں گونجا

ساودھو کو سانے جائیے ساتھ نہ لیجے کوئے

پاچھے پاؤں نہ دیجئے آگے ہو سو ہوئے

ترجمہ۔ نیک کام کرنے کے لئے اور عارف لوگوں کی ملاقات کرنے کے لئے کسی کا انتظار نہ کرنا چاہیئے۔ قدم کو آگے بڑھانا چاہیئے۔ آگے جو کچھ ہوگا سو دیکھا جائیگا۔ خیر دل کو قدرے شانتی ہوئی تن تنہا مسجد کی راہ لی۔ جب میں مسجد میں وارد ہوا۔ تو خطیب صاحب خطبہ پڑھ رہے تھے۔ ہر ایک نمازی استعجاب سے میری طرف دیکھتا تھا۔ اور حیرت میں آجاتا تھا۔ کہ اس کے سر پر تو کیس بدستور ہیں۔ یہ سنگھ سبھیا یہاں کیوں آگیا خیر خطبہ ختم ہوا۔ تکبیر بلند ہوئی۔ نماز پڑھی گئی۔ نماز کے بعد میں نے امام صاحب سے السلام علیکم کرکے مصافحہ کیا اور عرض کی کہ میرے دل میں حق کی گونج ہے میں مشرف بہ اسلام ہونے کے لئے آپکے پاس آیا ہوں خیر امام صاحب نے بسر و چشم منظور کیا۔ مگر چار پانچ مومن بھائی جو سنگھ سبھا سے خائف تھے کہنے لگے۔ کہ تھانے میں اطلاع ہو جاتی تو اچھا تھا۔ مگر امام صاحب کے دل میں حق کا جوش تھا۔ انہوں نے ان بزدلوں کو خیرہ چشمی سے دیکھا۔ اور اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔ پہلے کلمہ طیبہ پڑھایا۔ پھر پانچ ارکان اسلام سے واقف

کر ادیا۔ پھر ایک بات کے معنے بڑی آہستگی اور نرمی سے ذہن نشین کروا دئے۔ پھر کیسوں کی بھی صفائی کروائی کیسوں کی صفائی کے بعد جو انند اور سرور اور لطف مجھے پہونچا اس کا اندازہ کچھ میری ہی طبیعت لگا سکتی ہے۔ میرے لئے تو زمانہ بدل گیا تھا۔ تمام جسم میں ٹھنڈک پڑ گئی۔ سر جو پانچ منٹ پہلے مجھے منوں وزنی معلوم ہوتا۔ ابھی ہلکا پھلکا ہو گیا۔

خیر میرے مسلمان ہونے سے تمام کوئٹہ میں ہلچل مچ گئی۔ محلے محلے گلی گلی گھر گھر میرا ہی ذکر تھا۔ گویا اس وقت میں رام کی طرح لوگوں کے دلوں میں

رم رہا تھا

جب سکھ بھائیوں نے یہ بات سنی۔ کہ سورن سنگھ محمد یوسف ہو گیا۔ تو ان کی آنکھوں کے آگے دنیا اندھیر ہو گئی۔ مارے غصے کے ان کے چہروں سے جوالا کی لاٹیں نکلنے لگیں تقریباً رات کے گیارہ بجے سنگھ سبھا کے سکرٹری نے ایک سپیشل میٹنگ کال کی جس میں سنگھ سبھا کے سکرٹری نے نہایت جوشیلے الفاظ میں اپنے سکھ بھائیوں کو اس طرح مخاطب کیا۔

"اے بھائیو! آج ہمارے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے آج ہمارے لئے ماتم کا دن ہے کہ آج ہم سے ہمارا ایک لائق بھائی مسلمانوں کے پھندے میں پھنس کر ہم سے جدا ہو گیا"

نہ جانے ان الفاظ میں کونسا جادو کا اثر تھا۔ جو بجلی کی طرح تمام محفل میں سرایت کر گیا۔ مارے طیش کے ان کے چہرے تمتمانے لگے۔ بعض جوشیلے بھائیوں نے رات کو اس اندھیرے سمے میں جبکہ ماہ فروری میں کوئٹہ میں نہایت غضب اور قہر کی سردی پڑ رہی تھی۔ وہ سیدھے میرے مکان کی طرف دوڑے۔ میں ان دنوں میں مولوی امام الدین صاحب کے مکان پر رہا کرتا تھا۔ بعض جوشیلے بھائیوں نے مکان پر پہونچ کر مولوی جی کو کوسنا شروع کیا۔ مگر حسن اتفاق سے مولوی صاحب بھی کہیں گئے ہوئے تھے ورنہ سخت لڑائی ہو جانے کا اندیشہ تھا اور میں مکان کی بہتر سے بہتر کوٹھڑی میں مزے سے لیٹ رہا تھا۔ میرے بھائی کچھ دیر پیس

آوازے کس کر مکان کے دروازہ پر لاٹھیاں چلا کر بے نیل و مرام واپس ہوئے۔

میری بیماری اور میرے دوستوں کی تیمارداری

قدرت کے کھیل نیارے ہیں مشرف بہ اسلام ہوئے ابھی مجھے بمشکل ایک ہفتہ ہی گذرنے نہیں پایا تھا۔ کہ میں سخت بیمار ہو گیا اور اس شدت سے بخار چڑھا کہ آٹھ روز تک بے ہوشی طاری رہی۔ ان دنوں میں مسلمان بھائی بہت ہی کم میرے نزدیک آتے تھے۔ کیونکہ مالک مکان تو وہاں موجود ہی نہ تھا۔ دوسرے بھائی اپنے اپنے کاروبار میں لگے ہوئے تھے۔ اس وقت اگر کسی نے میری تیمارداری میں زیادہ حصہ لیا۔ تو وہ سکھ ہی تھے۔ بھائی سادھو سنگھ جی دراصل میں کوئٹہ۔ بلاناغہ دن میں تین چار دفعہ میرے پاس آتے تھے۔ اور ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو گھنٹے میرے پاس بیٹھے رہتے تھے اور میرے دوا دارو میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے تھے۔ خدا خدا کر کے آٹھویں روز میری آنکھ کھلی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ بھائی سادھو سنگھ جی میرے سرہانے بیٹھے ہیں مگر میرے منہ میں اس قدر آبلے پڑے ہوئے تھے۔ کہ میں بالکل بول نہیں سکتا تھا۔ البتہ میں دل ہی دل میں اپنے پیارے بھائی کے راگ گاتا تھا۔ میری آنکھیں ان کا شکریہ ادا کر رہی تھیں۔ میرے لئے نرم سے نرم غذا مہیا کی گئی۔ مگر میرا مونہہ اس قدر دکھتا تھا کہ نرم سے نرم غذا بھی بصد مشکل حلق سے نیچے اتر سکتی تھی۔ بھائی جی نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا اور خوب اچھی طرح میرے ساتھ ہمدردی کا حق ادا کیا۔ میرے دوا دارو میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا گیا۔ جب میں ذرا کچھ بات چیت کرنے لگا۔ تو بھائی جی نے رقعوں کے ذریعہ اپنے مطلب کو ظاہر کرنا چاہا بلاناغہ ان کے ایک دو رقعے میرے پاس آتے۔ جس میں یہ لکھا ہوتا تھا۔ کہ دیکھو مسلمان کیسے سنگدل ہیں کہ ایسی سخت بیماری میں بھی آپ کی تیمارداری نہ کی۔ برخلاف اس کے سکھ کیسے رحمدل ہیں۔ کہ باوجود اس قدر مخالفت کے بھی آپ

کی سیوا میں تن من دھن سے مشغول رہے۔ مگر بھائی جی کو کیا معلوم تھا کہ ان تلوں میں تیل نہیں ہے۔ میں ہر ایک رقعہ کا یہی جواب دیتا تھا۔

پیارے بھائی جی۔ میں آپ کی مہربانی کا از حد مشکور ہوں اور تا زیست مشکور رہوں گا۔ آپ نے مجھ پر وہ وہ احسانات کئے ہیں کہ میری آنکھیں آپ کے سامنے نیچی ہیں۔ آپ نے سخت سے سخت اور کڑے سے کڑے وقت میں میرا ساتھ دیا۔ اللہ تعالی آپکو جزائے خیر دیوے۔ باقی رہا مسلمانوں کے سنگدل ہونے کی نسبت۔ سو بھائی جی میں اسلام کو دیکھ کر

مسلمان ہوا ہوں

نا کہ مسلمانوں کو دیکھ کر۔ یہ کیا اگر اس سے بڑھ کر بھی تکالیف کا سامنا ہو۔ اگر میں "اگن کنڈ" میں دھکیلا جاؤں۔ دیوار میں زندہ چنوا دیا جاؤں۔ مست ہاتھیوں کے آگے ڈالا جاؤں۔ تہ تیغ کیا جاؤں۔ مگر یہ ناممکن ہے کہ ست دھرم ہاں پیارے دین اسلام سے منہ پھیروں یہ دنیا چند روزہ ہے۔ اس کے تمام خواہشات کے سامان عارضی ہیں۔ تو پھر کیوں انسان ست دھرم سے منہ پھیرے۔ کیا منش جنم بار بار ملے گا۔ یہ بات سنکر اور بھائی جی تو حیران و ششدر رہ گئے۔

ملازمت

اس کے بعد کسی دوست کے ذریعے ہمیں مولوی محمد فیروز الدین خان صاحب بی۔ اے انسپکٹر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے درشن کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ اعلیٰ درجہ کے خلیق اور نرمائی بھاؤ لئے ہوئے تھے۔ باوجود اس قدر جلیل القدر عہدہ پر ممتاز ہونے کے ادنے سے ادنے ملازموں سے بھی خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے "افسرانہ بو" تو آپ کے نزدیک تک نہ چھوئی تھی۔ ہمیں آپکے درشن سے خاص انند حاصل ہوا۔ آپ کی وساطت سے میں پشین کے سکول میں ٹیچر مقرر ہو گیا۔ اگرچہ پشین کی سوسائیٹی کوئی اعلے درجہ کی دھارمک سوسائیٹی

نہتی - مگر مثل مشہور ہے - کہ کل جگ مین ہی گنگا ہے گاہے ست کی لہر آہی جاتی ہے - وہان مکرمی ڈاکٹر احسان اللہ صاحب اور بابو محمد رمضان صاحب اور مرزا یوسف علی صاحب ایسے خلیق انسان تھے کہ جن کی صحبت بابرکت سے ہمین بہت کچھ فیض حاصل ہوا - مین شب مین عموماً عام لوگون سے علیحدہ اور نیارہ ہی رہا کرتا تہا -

سر بفلک پہاڑون کی چوٹیان میرے دل بہلانے کے لئے کافی تہین - پہاڑون کے مصفّےٰ پانی کے چشمون کا نظارہ دل کو بے طرح موہتا تہا - سر سبز باغون کا دلفریب سین کچھ ایسا نہ تہا - جو خدا کی یاد سے غافل کر سکے - غرضیکہ "نیچر سٹڈی" کے تمام سامان میرے دل بہلانے کے لئے کافی سے زیادہ تھے - مگر لوگ کسی کو سکہی نہین دیکھ سکتے - اگن کو اکانت پسند اور کم گو انسانون سے خدا واسطے کی دشمنی ہوتی ہے - کوئی اسے مغرور کہتا ہے - تو کوئی متکبر کے نام سے پکارتا ہے - لہذا دوستون کی مہربانیون سے مین بہی نہ بچ سکا - مجھ پر طرح طرح کے بہتان باندھے گئے - میری نسبت لغویات سے میرے فرشتہ خصلت افسر کے کان بہرنے شروع کئے - دوست مجھے کہتے تھے - کہ آپ ان لغویات کا ازالہ کرین - مگر مین ایسی واہیات باتون کو گوز شتر سے زیادہ وقعت نہ دیتا تھا - میرا جواب یہی ہوتا تہا - کہ مین ان شخصون سے ہون - جنہین دہرم کی قدامت پر پورا پورا بہروسہ ہے میرا ایمان ہے - کہ آخر

سچ کی جے
اور
جھوٹ کی چھے

ہے کوئٹہ مین جو مین بعض دوستون کی آنکہون مین خار کی طرح کھٹک رہا تھا - یہ کس طرح ہو سکتا تہا - کہ وہ مجھے چین سے بیٹھنے دیتے - بعض قدیمی دوستون نے میرے گھر مین تار دیا - کہ سوہن سنگھ مسلمان ہوگیا ہے - اور کسی طرح سمجھانے بجھانے سے مانتا ہی نہین - آپ آ کر اس کو سمجھا دین - والدین کی قلبی محبت کوئی ایسی نہ تہی

کہ یہ سنکر چپ چاپ بیٹھے رہتے - میرے رشتہ دارون کو یہ بات سُن کر نہائت رنج ہوا - اور وہ ایک ہفتہ کے اندر اندر ہی کوئٹہ پہونچگئے -

لاریب میرے لئے یہ عجیب امتحان کا وقت تہا مین اپنے آپ کو عجیب کشمکش اور نرغے مین پہنسا ہوا پاتا تہا - مسلمان بہائیون سے کچھ امید نہ تہی کہ وہ میری کچھ مدد کرین گے - صرف خدا پر بہروسہ تھا - رشتہ دارون نے آتے ہی کوسنا شروع کیا - اور خوب کوسا -

مین نے نہائت عاجزی سے عرض کیا کہ مین نے دین اسلام کو صراط مستقیم سمجھ کر گرہن کیا کسی اور وجہ سے نہین - تس پر رشتہ دارون نے کہا کہ اگر تمہاری شانتی ہو جاوے - تو کیا تم واپس نہ ہوگے - مین نے عرض کیا کہ اگر واقعی میری شانتی ہو جاوے تو غالباً مجھے سکہ دہرم مین واپس ہوتے ہوئے کوئی امر مانع نہ ہوگا - انہون نے کہا کہ آپ دو ماہ کی رخصت لے لین - خیر مین نے دو ماہ کی رخصت لے لی - مجھے کوئٹہ سنگہ سبہا مین لایا گیا - جب مین کوئٹہ مین آیا - تو بعض سکہ بہائیون کے ساتھ ہماری ملاقات ہوئی - تو وہ اس قدر خندہ پیشانی سے پیش آئے مجھے دیکھ کر انہین اس قدر خوشی حاصل ہوئی جس طرح ہندوٴن کو دسہرے کے روز گرڑ بہگوان کے درشن کہنے سے اور مسلمانون کو عید کا چاند دیکھ کر خوشی حاصل ہوتی ہے - میرے لئے ایک علیحدہ مکان تجویز کیا گیا - خاص میرے لئے ایک نوکر رکھا گیا اور باتون باتون مین بعض بہائیون نے یہ بہی جتلا دیا - کہ اگر آپ واپس سکھ ہو جاوین - تو آج سکھون مین کوئی اردو اخبار نہین ہے - اور ہم چاہتے ہین - کہ اس کمی کو آپ سے پورا کرایا جاوے - مین نے عرض کیا کہ اچھا جو خدا کو منظور ہے سو ہو رہے گا -

میری شانتی کروانے کے لئے سردار سادھو سنگھ جی ای - اے - سی جو آجکل سکھ ازم کے عالم فاضل ہین - اپنا ذمہ لیا اور فرمایا - کہ آپ کو جو جو سکھ دہرم پر شکوک ہین - دل کہول کر بیان کرین - ہم آپ کی شانتی کرین گے -

سردار صاحب کی عمر تقریباً ستر سال کے لگ بھگ ہوگی - خدا کے فضل سے آپ پانسو روپیہ ماہوار پاتے ہین - مگر غرور نام کو بہی نہین - آپ بالکل سادگی پسند ہین آپکے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ کا اندازہ کچھ وہی لگا سکتا ہے - جس کو آپسے کبہی ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہو - کئی دفعہ ہمنے آپسے ملاقات کا شرف حاصل ہوا - تو آپ عموماً فرش پر بیٹھا کرتے تھے مین بہی فرش پر بیٹھنا چاہتا - مگر آپ مجھے کرسی پر ہی بہلا دیتے اور آپ فرش پر بیٹھے رہتے -

خیر سردار صاحب نے مباحثہ کے لئے دس بجے سے گیارہ بجے کا وقت رکھا - اور اس کے عموماً رات بہی بہت کچھ بات چیت ہوتی رہتی تہی - مگر اس کے لئے کوئی وقت مقرر نہ تہا اور یہ بحث عموماً پندرہ روز تک جاری رہی -

سردار صاحب مجھے نہائت عمدگی اور نرمی سے ہر ایک بات سمجہایا کرتے تھے - مگر سچ کو کون مٹا سکتا ہے آپ جانتے ہین کہ پندرہ روز کے مباحثہ کو ایک پرچہ مین قلم بند کرنا نہائت مشکل ہے - اس لئے مین نہائت ہی اختصار سے کام لون گا -

پہلے روز جب ہمین سردار صاحب سے مباحثہ کرنے کا یا یون کہنا چاہیئے کہ شانتی حاصل کرنے کا موقع ملا - تو مین نے عرض کی - کہ اول مین تو آپ کو کوئی کلام نہین ہے - کہ بابا نانک جی ہندو نہ تھے - سردار صاحب نے فرمایا کہ ہان نہ صرف میرا بلکہ تمام سکھون کا یہ عقیدہ ہے - کہ بابا نانک جی ہندو نہ تہے -

مین نے - تو بس ایک ہی چہیڑ رہ گیا - کہ بابا نانک جی اگر ہندو نہ تھے - تو کیا تھے ؟

جنم ساکہی کے صفحہ ۱۹۵ پر لکہا ہے

کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ نون دنیا دے اودہر لئی بھیجیا - اتے بابا نانک جی نون آکھیا - کہ تیس سپارے قرآن شریف دے ہین - انہان نون چار کوٹ وچ رتاوے اور ایک ہی نام کی مہاکرو - کیونکہ دوسرا اس دا کوئی شریک نہین - جو کوئی حق راستی پر رکھیگا

سو ئی بار ہو ئیگا۔

ترجمہ۔ خداوند تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیاوی نجات کے لئے بھیجا اور باواجی کو حکم ہوا۔ کہ قرآن شریف کے تیس ۳۰ سپارے ہیں۔ چار اطراف ان کا پرچار داشاعت کرو۔ اور ایک واحد لاشریک کی پوجا کراؤ۔ اور جو کوئی ان نصیحتوں پر عمل کرے گا۔ سو اس کا بیڑا پار ہوگا۔

اور پھر باوا صاحب نے مکہ جاکر قاضی رکن الدین سے بات چیت کی۔ اور قاضی رکن الدین نے آنحضرت صلعم کی نسبت باوا صاحب سے پوچھا تو باواجی نے جواب دیا۔

پاک پڑھیو کلمہ ربد احمد نال ملائے

ہویا معشوق خدا ئیدا ہو یا قل الہیٰ

یعنے اللہ تعالیٰ کا کلمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کو ساتھ ملاکر پڑھو۔ یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے تھے دیکھو جنم ساکھی صفحہ ۱۴۱۔

پھر قاضی رکن الدین نے باواجی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قدسیت کی نسبت سوال کیا۔ تو باواجی نے فرمایا۔

ڈٹھا نور محمدی ڈٹھا نبی رسول

نانک قدرت دیکھ کر خودی گئی سب بھول

یعنی باواجی نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوترتائی اور پاکیزگی کے کیا کہنے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے نور کو دیکھا اور اس نور میں اللہ تعالیٰ کی قدرت نظر آئی جسکو دیکھ کر اس قدر وجد آیا۔ کہ میں اپنے آپ کو بھول گیا۔ دیکھو جنم ساکھی صفحہ ۱۴۱"

تو پھر قاضی رکن الدین نے باوا صاحب سے فرمایا کہ دوزخ کا ایندھن کون لوگ ہوں گے تو باواجی نے فرمایا۔

نانک آکھے رکن دین سچے سنو جواب

صاحب دا فرمایا لکھیا وچ کتاب

دنیا دوزخ او چڑھسے جو کہی نہ کلمہ پاک

ٹکزو تریسے رو جڑسے پنج نماز طلاق

لقمہ کہائے حرام دا سرتے چڑھ عذاب

ترجمہ۔ باوا نانک نے کہا اے رکن دین سچی سچی اور صاف صاف باتیں سنو جو اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے وہ لوگ لعنتی اور دوزخی ہیں۔ جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا جاپ نہیں کرتے اور پھر وہ لوگ جو نماز روزہ سے روگردانی اختیار کرتے ہیں وہ حرام کا لقمہ کہا رہے ہیں۔ اس کے آگے چل کر پھر رکن دین باوا صاحب سے قرآن شریف کے ثبوت اور عظمت کی نسبت سوال کرتا ہے۔ تس پر باواجی صاحب فرماتے ہیں۔

توریت۔ زبور۔ انجیل ترے پڑھ سن ڈٹھے وید

رہی قرآن کتاب کل جگ میں پر وار

ترجمہ۔ باواجی فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے توریت کو پڑھا زبور کو پڑھا۔ وید کو پڑھا۔ مگر اس کلوکال یعنے پنج محوج کے زمانہ میں پار اتارنے والی کتاب اگر کوئی ہے۔ تو وہ قرآن شریف ہی ہے۔ دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۴۲

پھر باوا صاحب جو دنیاوی لذتوں اور خواہشات میں الست مست ہوکر سوتے ہیں اور خدا کی یاد کو دل سے بھلا دیتے ہیں ان کی نسبت باواجی فرماتے ہیں۔

ستے پئے نا بھاگ تہ مسنے نہ بانگ الہ

جاگن سے سوہن گئے سائیں بندی سوے

باواجی فرماتے ہیں کہ وہ لوگ سخت بدقسمت ہیں۔ جو صبح اذان کے وقت بستر پر انگڑائیاں لیتے ہیں اور جو اس وقت جاگتے ہیں وہ خدا کی من موہنی اور پیاری پیاری آواز کو سنتے ہیں۔ دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۰۶۔ اسی پر ہی اکتفا نہیں۔ پھر آگے چل کر باواجی جنم ساکھی میں کلمہ کی برکات کو اس طرح ظاہر فرماتے ہیں۔

کلمہ پڑھیا عذاب دین ہو نیلو اجالے

جس نے نہ آکھیا تاں پھر کیوں ملے سزا ئی

ترجمہ۔ یعنے کلمہ طیبہ کے پڑھنے سے تمام پاپ جھڑ جاتے ہیں اور جس نے صدق دل سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا۔ بھلا اس کو پھر کاہے کو سزا ملے گی۔

پھر آگے چل کر باواجی قرآن شریف کی توصیف اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

تریہے حرف قرآن دے ترےہ ۳۰ سپارے کین

تسو چہ پند نصیحتاں سن کر دیقین

ترجمہ۔ قرآن شریف کے تیس حرف ہیں اور تیس ہی سپارے کئے گئے ہیں اور اس میں سب ہی نصیحتیں ہیں۔ سو تم ان کو یقین کرو۔ پھر اس سے آگے چلکر باواجی فرماتے ہیں۔

لعنت برسر تنہاں جو ترک نماز کرین

تھوڑا بہتا کھٹیا ہتھوں ہتھ گوین

ترجمہ۔ ان لوگوں پر لعنت ہے۔ جو نماز کو ترک کر رہے ہیں۔ جو کچھ تھوڑا بہت کمایا اس کو بھی دست بدست ضائع کر رہے ہیں۔ دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۲۱ مفصل دیکھو سوانح عمری باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ[1]

جب میں نے باواجی کے یہ شلوک سردار صاحب کے آگے بیان کئے۔ تو آپ ہکے بکے رہ گئے۔ آپ ہر ایک شلوک کا تحویلوں اور استعاروں میں کھنڈن کرنے مگر میں بھی عجیب سرشت کا انسان تھا۔ پردوں پر پانی نہ پڑنے دیتا۔ غرضیکہ انہیں شلوکوں پر پندرہ روز تک نہائت زود کد سے بحث مباحثہ ہوتا رہا مگر سردار صاحب میری تشفی نہ کر دیتے۔ جس شلوک کا وہ کھنڈن کرتے میں اسی شلوک کا منڈن کرتا۔ آخر ایک روز تنگ آکر سردار صاحب نے فرمادیا۔ کہ جنم ساکھی پر ہمارا پورا پورا یقین نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں بہت سے تصرفات ہو رہے ہیں۔ ہاں اگر کوئی گرنتھ کی شہادت پیش کریں تو البتہ قابل سماعت ہو سکتی ہے۔ جس پر میں نے عرض کیا کہ سردار صاحب اول آپ خیال فرمائیے۔ کہ جنم ساکھی بھائی بالا والی باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد فوراً تیار ہوگئی تھی۔ جس کا راوی بھائی بالا اور تصنیف گورو انگد جیسے جلیل القدر انسان ہیں اور اس کی عظمت کے آگے نہ صرف سکھ بلکہ دوسرے لوگ بھی سر خمیدہ ہیں اور گرنتھ تو باوا صاحب کے وصال کے بعد تقریباً سو سال بعد تیار ہوا ہے۔ اب انصاف آپ ہی کریں۔ آپ خود ہی خیال فرمادیں۔ کہ دونوں گرنتھوں میں کونسا گرنتھ معتبر ہو سکتا ہے۔ چونکہ جناب نے گرنتھ صاحب کے شلوک کی شہادت چاہی ہے۔ اس لئے میں بڑی خوشی سے

[1] یہ سوانح عمری دفتر نور سے ملتی ہے ٭

انشاء اللہ تعالیٰ کل تک گرنتھ صاحب کی شہادت پیش کر دوں گا کیونکہ یہ میرا ایمان ہے کہ باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ پکے مومن تھے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ گرنتھ میں ان کے مسلمان ہونے کی شہادت نہ ملے۔ اگرچہ مجھے اس کے لئے محنت کرنی پڑے گی۔ مگر یہ دھرم کا سودا ہے دھرم کے مقابلہ میں دو یا چار روز کی محنت کو ہیچ سمجھتا ہوں۔ یہ کہہ کر میں سردار صاحب سے رخصت ہوا۔ گرنتھ صاحب کا غور سے مطالعہ شروع کیا۔ خدا کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔ مجھے تھوڑی ہی محنت کے بعد گرنتھ صاحب سے یہ شلوک مل گیا۔

عیب تن چکڑ وایا من مینڈکو
کمل کی سار نہیں مول پائی
بھنور استاد نت بھاکھیا بولے
کیوں بوجھے جاں ناں بوجھائی
آکھن سنا پون کی بانی اللہ من رتا مایا
خصم کی نظر دلیں پسندے جنہیں کر اک دھیایا
تیہہ کر رکھے پنج کر ساتھی ناؤں شیطان مت کٹ جائے
نانک آکھے راہ پر چلنا مال دھن کت کر سنجائے

ترجمہ - تیرے بدن میں کیچڑ کیا ہے تیرے عیب اور اس میں مینڈک کیا ہے - تیرا ہی دل ہے تو نے جان بوجھ کر اس گل نیلوفر کی قدر نہیں جانی جو تیرے سینہ میں شگفتہ ہو رہا ہے - اس پھول پر بھنور کیا ہے تیرا اُستاد جو تجھے ہمیشہ مفید مفید ہدایتیں دیتا ہے تو کبھی نہ سمجھتا۔ اگر وہ اس قدر بھی نہ سمجھاتا تجھے۔ نام حق کے بغیر کہنا اور سننا فضول ہے۔ ہائے یہ دل لذات محسوسات میں پھنس رہا ہے۔ وہی لوگ سچے صاحب منظور نظر ہیں اور وہی اُسے دل سے مقبول ہیں جو اُس وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے ہیں - تیس روزے رکھتے ہیں اور پانچوں وقت نماز پڑھتے ہیں اس نیت سے کہ شیطانی وساوس سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اگر تو نماز اور روزہ نہیں رکھیگا تو شیطان تیرا نام نیک بندوں اور خدا پرستوں سے کاٹ دے گا - باوا نانک صاحب فرماتے ہیں کہ ہم راہ چلتے مسافر ہیں - غرض ہم ایک دم کے لئے بھی یہاں نہیں ٹھہر سکتے ہم کو کیا فرصت ہے کہ اپنے مال و دھن کا حساب کسی کو سمجھا سکیں - اور ان شلوکوں کا بھی ترجمہ ہز ہائینس راجہ بکرم سنگھ صاحب بہادر والئے فرید کوٹ اور سردار بجر بان سنگھ صاحب اہلوالیہ نے کیا ہے مفصل دیکھو سوانحعمری باوا نانک صاحب یہ سوانحعمری دفتر نور سے طلب کرو - جب سردار صاحب نے گرنتھ صاحب کے یہ شلوک سُنے تو آپ ہکے بکے رہ گئے اِدھر اُدھر کی تحویلوں اور تلازموں اور استعاروں سے بہت کام لیا مگر بندہ ایک نہ مانتا تھا - بہت سمجھاتے تھے مگر میں پروں پر پانی نہ پڑنے دیتا تھا - آخر کار سردار صاحب نے نہایت ردّو کد اور بحث مباحثہ کے بعد فرمایا -

کہ اسلامی رنگت آپ پر اسقدر اثر کر چکی ہے جس کے اُتارنے کے لئے ہمیں متواتر دو سال کی محنت شاقہ کی ضرورت ہے اور اس کے لئے ہم ایک آسان راہ بتلاتے ہیں کہ امرتسر میں سردار گورمکھ سنگھ جی خالصہ دھرم کے فاضل اجل ہیں ہم آپ کو ان کے پاس بھیجدیتے ہیں - آپ سال تک انکی صحبت بابرکت سے فائدہ اٹھائیں اُمید کہ آپ کی نہایت عمدگی سے تسلی ہو جائیگی اور آپ کا تمام خرچ سنگھ سبھا دے گی ۔

تس پر میں نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی - کہ بزرگوار مجھے مشرف بہ اسلام ہوئے ہوئے بصد مشکل چھ ماہ گذرے ہیں اور پھر مجھے کسی مسلمان عالم فاضل کی صحبت سے فیض حاصل کرنے کا موقع نہیں ملا۔ جس نے مجھے اسقدر اسلامی رنگ میں رنگین کر دیا ہو۔ ہاں سچ ہمیشہ غالب رہتا ہے - یہی وجہ ہے کہ آپ کے دلائل مجھ پر غالب نہیں ہو سکے باقی رہا امرتسر میں سردار گورمکھ سنگھ کی صحبت سے فائدہ اُٹھانا سو بندہ فی الحال اس کشمکش میں پڑنے کے لئے تیار نہیں ہے اگر آپ جیسا ودوان اور گیانی میری تسلی نہیں کر سکا تو سردار گورمکھ سنگھ جی کیا کر سکینگے - مجھے تو یہ پہلے ہی امید تھی کہ آپ ہرگز ہرگز میرے "ست دھرم" کے دلائل کو توڑ نہیں سکینگے - یہ بھی بندہ نے محض آپ پر اتمام حجت کرنے کے لئے کیا تھا - یہ سُنکر سردار صاحب کو سخت مایوسی ہوئی اور میں اُن سے رخصت ہوا ۔

کیونکہ اسقدر بحث مباحثہ کے بعد معاملات نہایت سنجیدگی پکڑ گئے تھے اور بعض مہربانوں کو میرے ساتھ خدا واسطہ کی دشمنی ہو گئی تھی - اِس لئے میرا کوئٹہ میں ٹھیرنا خالی از خطرہ نہ تھا - میں اپنے مسلمانوں بھائیوں کے پاس آیا - وہاں رنگ بدلا ہوا تھا - زمانہ ڈھلا ہوا تھا - لینے کے دینے پڑے ہوئے تھے - وہاں یہ یار لوگوں نے مشہور کر رکھا تھا - کہ محمد یوسف سورن سنگھ ہو گیا میں نے اپنے دوستوں کو بہت یقین دلایا کہ یہ بالکل غلط ہے مگر وہاں مانے کون - میں حیران تھا کہ یا الٰہی یہ کیا بات ہے - اس وقت میں نے اپنے ایک مہربان سے جو بفضل تعالےٰ اڑھائی سو ماہوار کے ملازم ہیں - جنکو میرے ساتھ سخت محبت تھی - اُن سے ۱۰ عاریتہً مانگے - آپ نے صاف جواب دیدیا کہ تم سکھ ہو گئے ہو - اوہ کسقدر بدظنی - سکھ اُدھر خون کے پیاسے ہو رہے ہیں - مسلمان بھائیوں کا یہ حال ہے کہ ۱۰ کا بھروسہ نہیں کرتے - پیسہ پاس نہیں کھانے کو پیٹ مانگتا ہے - سخت مصائب کا سامنا ہے میں اُسی وقت خدا کے حضور دُعا میں گر پڑا - خوب دِل کے ارمان نکال کر دعا کی کہ اے مشکل کشا - نہ آسروں کے آسرے - نا اوٹوں کی اوٹ - اے غریبوں کے پرتپالک - اے یتیموں کے خالق - ایسی بپتا میں تیرا ہی سہارا ہے - دُعا مانگنے کے بعد جب میں فارغ ہوا - تو فوراً میرے دِل میں خیال آیا - کہ

قادیاں میں ماسٹر عبدالرحمن صاحب نامی ایک نومسلم ہے چلو اسکو ایک خط لکھو چونکہ وہ ایسی مصائب کا تجربہ کار ہے وہ ضرور ہی اس آڑے وقت میں میری امداد کریگا - ان دنوں میں قادیاں کے زیادہ حالات سے آگاہ نہ تھا - میں قلم دوات لیکر بیٹھ گیا - زخمی خوردہ تو تھا ہی پانچ صفحہ کا خط لکھا - ایک ہفتہ کے اندر اندر ہی ماسٹر صاحب کی طرف سے جواب آگیا - کہ "قادیاں آپ کا گھر ہے فوراً چلے آؤ" آہ نہ جانے ان الفاظ میں کونسا جادو کا اثر تھا - جس نے میرے مایوس دل کو از سر نو ڈھارس بندھوا دی - مگر کرایہ پاس نہیں کروں تو کیا کروں - اسی شام کو مجھے قاضی فتح حسین صاحب اول سارجنٹ پولیس کا نیاز حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا - میں نے اپنے مصائب کا دفتر اُن کے آگے کھولا خدا نے ان کے دل میں رحم ڈالا اور انھوں نے قادیاں کے لئے کرایہ عنایت فرمایا - اللہ تعالےٰ انہیں جزاء خیر دے +

قادیاں میں قیام

جب میں کوئیٹہ سے روانہ ہو کر قادیاں آیا - تو ایک ہی ہفتہ میں مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ پوتر بھومی (متبرک جگہ) دیوتاؤں کی نگری یعنی فرشتوں کی جائے رہایش ہے - جسکو دیکھو استغفراللہ کی مالا جپ رہا ہے - ہر ایک روحانیت کے رنگ میں رنگین ہے ایک سے ایک بڑھ چڑھ کر ہے - کم از کم یہاں آکر یہ تو معلوم ہو گیا - کہ اسلام اِس چیز کا نام ہے یہاں آکر میں اپنے آپ کو ایک شانتی کے ساگر میں تیرتا نظر آتا تھا - حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور پرم پتا کے دُربھ درشنوں سے اپنے پاپونکو جھاڑتا تھا انہیں دنوں کا ذکر ہے جبکہ میں رات کو سویا ہوا تھا تو میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں - کہ ایک جماعت کے ہمراہ پرم پتا حضرت خلیفۃ المسیح اونچی جگہ کھڑے ہیں - اور پتھروں کی دھڑا دھڑ بارش ہو رہی ہے - جس میں بہت سے آدمی آہ و بکا کرتے چیختے چلاتے اِدھر سے اُدھر - اُدھر سے اِدھر مارے مارے دوڑ رہے ہیں - جس میں مَیں بھی ہوں اور میرے والدین بھی ہیں اور وہ ایک ایسا بھیانک سما ہے کہ جب کبھی وہ نظارہ میری آنکھوں کے سامنے آتا ہے تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں مگر پرم پتا ایک چبوترے پر کھڑے ہو کر نہایت بلند آواز سے پکار رہے ہیں کہ اگر بچنا چاہتے ہو تو اِدھر آؤ - یہ سُن میں پرم پتا کی طرف دوڑتا ہوں - پرم پتا مجھے اپنی پناہ میں لیتے ہیں - انکی پناہ میں مَیں اپنے آپ کو شانتی کی گنگا میں پاتا ہوں - مگر اس وقت بھی اس پچھلے بھیانک نظارہ کا مجھ پر اسقدر خوف طاری ہے کہ میرا کلیجہ دھڑک رہا ہے اور میرا دل چاہتا ہے کہ میرے والدین بھی میرے پاس آجاویں مگر افسوس وہ نہیں آتے اس کے بعد میری آنکھ کھلجاتی ہے میں دیکھتا ہوں کہ رات کے چار بجے ہے - ہر طرف ہُو کا عالم طاری ہے اور میرا بدن پسینا پسینا ہوا ہُوا ہے - میں اُسوقت اُٹھکر وضو کرنے کے بعد خدا کا شکریہ ادا کرتا ہوں - جس نے مجھے ایسی بپتا سے بچایا اِس خواب کے بعد قادیاں سے مجھے از حد محبت ہو گئی - میں قادیاں کی پوتر بھومی کی رہایش کو اپنے لئے نعمت غیر مترقبہ خیال کرنے لگا - اس لئے مَیں نے کوئیٹہ میں اپنی ملازمت سے استیعفا لکھ کر بھیجدیا - اور خدا کے فضل سے قادیاں میں مجھے کوئیٹہ کی تنخواہ سے نِصف تنخواہ پر ملازمت مل گئی - میں نے کمی تنخواہ کا ذرہ بھی خیال نہ کیا - کیونکہ میں نے تو عزم بالجزم کیا ہوا تھا - کہ اگر بھوکا اور پیاسا رہنا پڑے تو بھی - اگر بھکشا پاتر یعنے کاسۂ گدائی لیکر در در کی بھیک مانگنی پڑے تو بھی منظور مگر میں "قادیاں کو چھوڑ کر ہرگز نہ جاؤنگا" بلکہ میں نے خدا کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کیا کہ قادیاں کی رہایش نصیب ہُوئی - اور پھر خدا کے فضل سے مجھے ایسے افسر کی ماتحتی نصیب ہوئی - جو احمدیت کا مکمل نمونہ تھا - جسکی پوتر لائف قابل رشک ہے جسکی فرشتہ خصلت اور دیوتا سیرت کی دھاک مچی ہوئی ہے - "جو من جیتے جگ جیت" کی پوری مثال ہے جس کے زیر اثر رہ کر ملحد طلباء بھی تہجد گذار ہو گئے ہیں - یعنے مخدومی و مکرمی قبلہ مولوی شیر علی صاحب بی - اے -

آپ کو اس عاجز سے اسقدر محبت تھی کہ تقریباً گیارہ گیارہ بارہ بارہ بجے تک رات کو میرے پاس بیٹھے رہتے تھے اور اپنے منوہر بچنوں یعنے قیمتی پند و نصائح سے مجھے مالا مال کیا کرتے تھے - آپ کا عملی نمونہ ہی سو واعظوں کا ایک واعظ تھا - میرے پتا کو بھی میرے ساتھ اسقدر اُلفت اور چاہ نہ تھی جسقدر کہ حضرت قبلہ مولوی شیر علی صاحب کو میرے ساتھ پیار تھا - اور آپ کی محبت اسقدر میرے روم روم میں رچ چکی تھی - کہ جب تک میں آپ کے درشن نہ کرتا مجھے چین نہ آتا - اگر اسلام میں اُس پرم مئے جوتی سروپ خداوند تعالےٰ کے علاوہ اپنے پیاروں کے لئے سجدہ جائز ہوتا تو میں صبح اُٹھ کر ضرور ہی اِس دیوتا کی چرن بندنا کیا کرتا - ہماری اسقدر پریم اور محبت کو دیکھ کر بعض دوست طنزاً یہ کہا کرتے کہ مولوی شیر علی

محمد یوسف کا عاشق

ہے اوہ! زمانہ ایک رس کہاں رہتا ہے دائمی خوشی دائمی آنند دائمی سرور حاصل ہونا محال ہے - سُکھ کے بعد دُکھ - راحت کے بعد رنج - ہنسی کے بعد رونا ایک اٹل نیم ہے اس سناتن سنجوگ کو کون توڑ سکتا ہے زمانہ کا ہاتھ متحرک ہوتا ہے رنگ بدلتا ہے سکول کا دَور جدید شروع ہوتا ہے جو قبلہ مولوی شیر علی صاحب جنکے اموگ درشنوں سے میں اپنے آپ کو پرسن کیا کرتا تھا جنکی زیارت کے

بغیر مجھے چین نہ آتا تھا انہیں کہیں کا کہیں لاکھڑا کرتا ہے - بے شک ان کی مدرسہ کی علیحدگی پر تمام اساتذہ کو دُکھ ہوا ہوگا - مگر کوئی میرے دِل سے پوچھے کہ آپ کی جدائی مجھ پر کسقدر شاق گذری - جس روز قبلہ مولوی شیر علی صاحب سکول سے علیحدہ ہوئے وہ دِن میرے لئے سوگ کا دن تھا وہ روز میرے لئے ماتم کا روز تھا - آنسو تھے کہ چھما چھم جاری تھے کسی پہلو چین نہیں آتا تھا - میں نے اُسی روز آپکی خدمت میں عرض کیا کہ اگر آپ سکول سے علیحدہ ہوتے ہیں - تو میرے رہنے کا بھی کوئی دھرم نہیں لہٰذا میں بھی سکول سے علیحدہ ہوتا ہوں - مگر مولوی صاحب نے مجھے سمجھایا کہ یہ ٹھیک نہیں خود استعفیٰ نہیں دینا چاہیئے اس طرح انسان کفران نعمت کا موجب ٹھہرتا ہے قہر درویش برجان درویش ہو کر ان کی نصیحت پر عمل کر تو لیا - مگر دل مانتا ہی نہیں - ہر وقت چہرے پر اُداسی چھائی رہتی تھی - کوئی پژمردہ دل کو ڈھارس دینے والا نہ تھا کھانے پینے تک کا لطف جاتا رہا - ایسی حالت میں دکھیارے دل کی آہ - آکاش کو چیرتی ہوئی -

فلک الافلاک تک پہنچتی ہے

زمانہ کا ہاتھ پھر متحرک ہوتا ہے کوئی زبردست طاقت اپنا کرشمہ دکھلاتی ہے اور مجھے بھی سکول سے علیحدہ لاکھڑا کرتی ہے میری علیحدگی ایسی ناگہانی تھی کہ خود مجھے بھی معلوم نہ تھا مگر کرنا خدا کا کیا ہوتا ہے - یکم مئی کو میں سکول سے علیحدہ ہوتا ہوں اور دوم مئی کو نہایت زور شور سے بخار چڑھتا ہے - کہ الامان العطش کی صدائیں بلند ہوتی ہیں بخار خوب زور شور سے چڑھ رہا ہے دکھ کا بھوت اپنا بھیانک مُنہ دکھلائے اِردگرد کود رہا ہے - ایک طرف سکول سے علیحدگی ہوتی ہے دوسری طرف بخار کی سرکشی حد سے بڑھی ہوئی ہے - یار لوگوں کی آمدورفت بہت کم ہو جاتی ہے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں - کہ یہ بے روزگار ہے بیمار ہے مبادا کچھ دینا پڑ جائے لہٰذا دور سے ہی سلام ہوتا ہے -

ایسی بپتا میں اللہ تعالیٰ کے سوا کون ہے جو تھر تھراتے ہوئے تن اور لرزتے ہوئے دل کو ڈھارس دے - میں نے ایک لمحہ کے لئے بھی کسی انسانی سہارا کی اوٹ نہیں لی - کیونکہ جو خود محتاج ہے وہ دوسرے کو کس طرح غنی کر سکتا ہے - میری اس بپتا اور مصیبت کا پتہ مخدومی و مکرمی شیخ یعقوب علی صاحب کو ملتا ہے - وہ بیچارے بھاگے بھاگے میرے پاس آتے ہیں - بظاہر یہ سمجھ کر کہ شاید سکول کی علیحدگی کی وجہ سے غم کے باعث بخار ہوا ہو مجھے فرماتے ہیں - کہ آپ کے لئے الحکم کی اسسٹنٹ ایڈیٹری حاضر ہے - چونکہ مجھے علم تھا - کہ شیخ صاحب کی حالت نازک ہے اور یہ محض میری خاطر سے ۲۵ پچیس روپیہ کا ماہواری بوجھ اپنے اوپر لیتے ہیں - ورنہ ایک اخبار کیا شیخ صاحب خدا کے فضل سے اکیلے چار ہفتہ وار اخبارات کو بخوبی ایڈیٹ کر سکتے ہیں - میں نے ہاتھ جوڑ کر شیخ صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ میں مشکور ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو جزاء خیر دے - آپ دیکھینگے کہ اگر میں نے اسلام کو ست دھرم سمجھ کر گرہن کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے

ہرگز ہرگز ضائع نہیں کرے گا

اِسی طرح اُسی شام کو شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی میرے پاس پہنچتے ہیں - اور میری نازک حالت کو دیکھ کر فرماتے ہیں کہ دونوں وقت کا کھانا آپ میرے ہاں سے منظور فرماویں مگر چونکہ میں جانتا تھا - کہ بفضلِ خدا شیخ صاحب کا "پریوار" بہت ہے اور تنخواہ صرف دس ۱۰ روپیہ - اس لئے میں نے شیخ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کیا کہ میں بھوکا رہ کر گزارہ کرونگا - چنے چبا کر اپنا پیٹ بھرونگا - مگر آپ کو ہرگز ہرگز تکلیف نہ دونگا - کیونکہ میں اُن شخصوں سے ہوں جو دوست کی سیوا کو اپنا پرم دھرم سمجھتے ہیں میں

بار خاطر ہوں

نہ کہ بارِ خاطر - اللہ تعالیٰ نے آپ کو جزاء خیر دے شیخ صاحب نے پھر کر فرمایا - کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ مبادا آپ کو ایسی بپتا میں کوئی ابتلاء آجائے - میں نے جواب میں عرض کیا کہ شیخ صاحب آپ بہت بھولی باتیں کر رہے ہیں - اگر تمام اکاش پگھل جائے میرے پاؤں کے نیچے سے گندھک کا مادہ جوش مارے - مجھ پر تیروں کی بوچھاڑ کی جائے - زندہ دیوار میں چنوایا جاؤں - تہ تیغ کیا جاؤں - دار پر کھینچا جاؤں - مورچہ کے آگے دھرا جاؤں مگر یہ ناممکن ہے کہ میرا دل

اسلام کی سچائی سے

ڈانواں ڈول ہو جائے - مصائب تو ہمیں اور بھی مضبوط کرتے ہیں - اگنی کی بھٹی میں پڑ کر اگر لوہا ہے تو فولاد بنجاتا ہے اگر سونا ہے تو کندن ہو جاتا ہے - مجھے کسی امتحان اور کسی مقابلہ کا ڈر نہیں کسوٹی سے کھوٹے سکے کو خوف ہوتا ہے نہ کھرے کو - روشنی سے چور کو ڈر ہوتا ہے نہ ساہو کو وہم کو علم سے خطرہ ہے نہ یقینیات کو - جھوٹے مذہب کو علم سے مقابلہ کا خوف ہے نہ سچے اسلام کو تم میرے دل کے بھیدوں کو کیا جانو میرا مولا خوب جانتا ہے - اس وقت رحم اور فضل کی دیوی میرے سرہانے پر کھڑی مسکرا رہی ہے اور مجھے مخاطب ہو کر کہہ رہی ہے کہ دیکھو یہ تکالیف اعنی ہے - جس نے تجھے چاہِ ضلالت سے نکالکر اسلام جیسا امولک رتن عطا فرمایا - وہ اسی عارضی گھنگھور گھٹا کو جس نے بظاہر تیرے دل کو حیران و پریشان کر رکھا ہے یہ کالے کالے بادل اور بجلی کی سی تڑپ جو وقتاً فوقتاً تیرے دل کو خائف

کررہی ہے۔ اِس سے مت گھبراؤ۔ ہر مصیبت میں آگے قدم بڑھاؤ۔ اِنَّ اللّٰہ مع الصابرین کی مالا جپو کیا تم قرآن شریف کے اِس سنہلے اصول سے بے خبر ہو۔ اگر بے خبر ہو تو اپنے دل پر نوٹ کر لو۔

فَاِنَّ مع العسر یسراً اِنَّ مع العسر یسرا

بیشک مشکل کے بعد آسانی ہے رنج کے بعد راحت ہے دُکھ کے بعد سُکھ ہے شدہ شدہ یہ خبر پرم پتا حضرت خلیفۃ المسیح کے کانوں تک پہنچی ہے آپ یہ سُنکر ازراہ نوازش عہ۵ روپیہ میرے اخراجات کے لئے بھیجتے ہیں۔ میں انہیں روپے نہیں بلکہ اشرفیاں سمجھتا ہوں اور اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں۔ چونکہ بیماری کے دنوں میں عموماً زیادہ خرچ ہو جایا کرتا ہے اسلئے کچھ دنوں کے بعد عہ۵ ر بھی ختم ہو جاتے ہیں۔ کسی سے مانگنا سخت عیب ہے لنگر خانہ پر میں اپنا بوجھ ڈالنا نہیں چاہتا۔ شدہ شدہ پھر یہ خبر حضرت اقدس خلیفۃ المسیح کے کانوں تک پہنچی ہے رحم کا مادہ آپ کی پوتر سرشٹ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ اسلئے آپ پھر عہ۵ ر میرے اخراجات کے لئے بھیجتے ہیں مگر آیندہ کے لئے میں نے عزم بالجزم کر لیا تھا کہ نوکری اختیار کرونگا محنت و مزدوری کرونگا۔ مگر پرم پتا کو تکلیف نہ دونگا +

اسلئے عہ۵ ر کے ختم ہونے کے بعد میں نے اپنی ماتا کو لکھا کہ مجھے روپیہ کی ضرورت ہے میرا خط پہنچتے ہی ماتا نے مبلغ عہ۲۵ روپیہ میری طرف بھیجے اور ساتھ ہی اسکے ایک پریم پتر کا دلنواز نامہ کے ذریعہ ارشاد فرمایا۔ چونکہ وہ گورمکھی میں تھا۔ اسلئے میں اس کا اُردو میں ترجمہ کئے دیتا ہوں۔

میرے لال

اس جگہ خیریت ہے اور تمہاری سکھ آنند الشور کے دربار سے ہر وقت چاہتی ہوں۔ تمہارے لکھنے پر میں فی الحال عہ۲۵ بھیجتی ہوں مگر یاد رہے اس کو فضول خرچی میں نہ لانا۔ بلکہ کسی عمدہ سپھل کام میں لگانا۔

تمہاری ماتا

میں نے اپنی ماتا کے جن الفاظ کو جلی کر دیا ہے انہوں نے مجھے نہایت ہی گہری تشویش میں ڈال دیا کیونکہ ماتا جی کی نصیحت تھی کہ اسکو کسی نیک کام میں لانا۔ اب میں حیران تھا کہ کس نیک کام میں لاؤں جس سے اپنی ماتا کی نصیحت کا عامل ہو سکوں۔ دو چار روز متواتر غور کرتا رہا۔ آخر دل میں یہ بات سمائی کہ ایک اخبار نکالا جائے جس میں آریوں اور عیسائیوں کے بیجا حملوں کا دندان شکن جواب دیکر اسلام کا روشن چہرہ لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے۔ اور باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی پوتر تعلیم کا پرچار کیا جائے۔ تاکہ میرے سکھ بھائی جو بعض اجتہادی غلط فہمیوں میں پڑکر ہم سے دور جا پڑے ہیں وہ ہمارے بغلگیر ہوں۔ نہ جانے اس فرحت افزا خیال میں کونسا جادو کا اثر بھرا ہوا تھا۔ جس نے میرے مردہ روح میں جان ڈال دی۔ جس نے میرے لرزتے ہوئے دل اور تھرتھراتے ہوئے من کو ڈھارس دی۔ میں نے پرم پتا کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ بندہ ایک اخبار نکالنی چاہتا ہے حضور نے فرمایا استخارہ کر لو۔ خیر بندہ نے استخارہ کیا۔ اس استخارہ میں مجھے ایسی بشارت ملی جس نے میرے زخمی جگر پر پھاہا لگا دیا۔ خدا کا نام لیکر اخبار کی کاپیاں لکھوانی شروع کر دیں۔ اور میں اخبار کے ڈیکلریشن دینے کے لئے گورداسپور روانہ ہو گیا جب میں واپس آیا تو اخبار کی کاپیاں بالکل تیار تھیں اسی روز لاہور چھپوانے کیلئے روانہ ہو گیا میرے جاتے ہی مینجر صاحب نے کاپیاں پتھر پر لگا دیں اور اخبار اسی روز چھپکر تیار ہو گیا میں دوسرے روز ہی واپس قادیان لوٹ آیا۔ اور آکر جو میں نے سب سے پہلا کام کیا وہ یہ تھا کہ اپنی ماتا کی خدمت میں یہ پرچہ ارسال کیا۔ اور ساتھ ہی اسکے ایک عریضہ کے ذریعہ عرض کیا۔ کہ

بندہ نے آپ کی نصیحت پر عمل کیا۔ اور آپ کے روپیہ کو ایسے سپھل کام پر لگایا ہے کہ جس سے بڑھ کر میرے نزدیک اور کوئی سپھل کام نہیں ہو سکتا۔ جب پبلک میں نور کا ظہور ہوا تو دوستوں نے ایسی خندہ پیشانی سے "نور کا خیر مقدم" کیا کہ چھ ماہ میں ہی اسکی اشاعت پرانی اخباروں کے لگ بھگ ہو گئی۔ میں نے خدا کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کیا کہ پہلے جو خدمت میرے سپرد تھی اس میں بھی یہی نوعیت اور رنگ تھا۔ میں طلباء کی بہتری اور بہبودی اور ان کی اصلاح اور تعلیم کے نہایت ضروری فرض کو ادا کر رہا تھا۔ مگر وہ خاص حد کے اندر تھا۔ مگر اب خدا کے فضل سے میرے دلی منشاء کا حلقہ قادیان اور ہند سے نکلکر ممالک غیر تک وسیع ہو گیا۔ آہ کیسا معجزہ ہے۔ صبر کا پھل کیسا میٹھا ہے اگر میں صبر اور تحمل سے کام نہ لیتا۔ اگر میں قادیان کی بھوک اور ننگے ہوئے چنوں کو دوسری جگہ کے موہن بھوگ سے ترجیح نہ دیتا تو غالباً آج ایسا عظیم الشان کام بھی میرے ہاتھ نہ ہوتا۔ خدا کا فضل کیسا وسیع ہے اسکی رحمت کا دروازہ کسقدر فراخ ہے مگر اس کے لئے ضرورت ہے صبر کی۔ بیشک ان اللہ مع الصابرین کے زرین اصول کو اپنا عمل درآمد بنانا چاہیئے۔ کیونکہ اسکے نیچے اسکے فضل اور رحمت کے خزانے پنہاں ہیں

کیوں میرے معترض بھائیو!

آپ نے دیکھ لیا کہ میں کس لالچ کے بدلے مسلمان ہوا۔ میں اپنی زبان سے ایک حرف نہیں کہتا واقعات آپ کے سامنے رکھ دئے ہیں۔ آپ خود ہی سمجھ لیجئے۔ باقی رہا شادی کی نسبت یہ نہایت نازک اور سخت نازک مسئلہ ہے جب صورت حال یہ ہو تو شادی کیسی

بھوجن کا سہنسا پڑھا
دھن کی کیسے آس

یہی ایک بات ہے جو نو مسلموں کی سدراہ ہے یہی اُن کے

درمیان میں سد سکندری کا کام کر رہی ہے اِس دیوار کو توڑنے کے لئے کسی ایسے من چلے شہید کی ضرورت ہے جو پہلے اِس دروازہ کو کھٹکھٹائے اور اگر نہ کھلے تو توڑے اور اگر نہ ٹوٹے - تو

خودکشی مرے

اور پھر ایسے شہید کا پوتر خون فوارے کی طرح پھوٹے جو سیدھا آکاش کو چیرتا ہوا فلک الافلاک تک پہنچے - اسکو دیوتے شیر باد کہیں ملائکہ خیر مقدم کریں - اور پھر وہ زمین پر گرے اور اسلام کی بھومی کو سیراب کرے انشاء اللہ تعالےٰ خدا کوئی ایسا منچلا شہید بھیجیگا اوہ میں بہت دُور چلا گیا - خیر یہ جملہ معترضہ لیا -

میرے معترض بھائیو - اب آپ نے دیکھ لیا کہ میں کس لالچ کے بدلے مسلمان ہوا ہوں - وہ کونسا قیمتی ہیرا تھا - جسکی خاطر میں نے اس قدر مصائب جھیلے وہ کونسا انمول رتن تھا جس پر اپنے والدین کو قربان کردیا - وہ کونسا دُربے "لال" تھا جس پر اپنی چاہتی بیوی کو نثار کردیا - اس کا پتہ میرے اِس مضمون کے اُس حصہ سے بخوبی لگ سکتا ہے جس میں مَیں نے سردار سادھو سنگھ سے مباحثہ کیا ہے میرے بھائیو خدا کے لئے تم بھی میری طرح گورو کے دلاری لال اور گورو کے سچے چیلے بن کر دکھلا دو - بھائیو یہ زندگی عارضی ہے - ایک سانس کا کچھ بھروسہ نہیں ۔

سانس پلٹے نام بن
ومرگ جیون سنسار

اگر رات ہے تو دن کا انتظار نہ کرو - اگر دن ہے تو رات کے منتظر نہ رہو - گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں ان رشتہ داروں کے جھیلے کی کچھ پرواہ نہ کرو - گورو جی کے ہونہار سکھ بنو - کیونکہ اسی میں ہی ابدی راحت ہے - گورو جی کے دلارے سپوت بنو کیونکہ اسی میں ہی دائمی شانتی ہے

گورو جس کے ہوں جس راہ پر فدا
وہ چیلا نہیں جو نہ دے سر جھکا

سادھ سنگت کی عظیم الشان فتح

انشاء اللہ

خدائی کلام کے بھیدوں کا کون پتہ لگا سکتا ہے سیپ جو کہ چنداں دلکش نہیں - مگر اسکی تہ میں چمکدار موتی پنہاں ہوتا ہے - ناریل جو کہ بظاہر کھردری اور سڈول سی چیز ہوتی ہے مگر اسکے بھیتر امرت رس بھرا ہوتا ہے یہی مثال اس بیچاری سادھ سنگت کیحالت پر عاید ہوتی ہے یہ سادھوؤں کی ٹولی نہایت سادگی اور تصنع سے نیاری ہو کر اپنا کام کر رہی ہے انشاء اللہ تعالےٰ ہم آیندہ پرچہ میں اِس سادھ سنگت کی عظیم الشان فتح " آپ لوگوں کے سامنے پیش کرینگے - وہ فتح کیا ہوگی - مخالفین دین اسلام خصوصاً آرین دھرم کا فوٹو اور رشی دیانند کو اصلی رنگ وروپ میں دکھلایا جائے گا - یہ ایک ایسا عظیم الشان کام ہے کہ ایک آدمی برسوں کی محنت شاقہ سے بھی ان معلومات کا ذخیرہ بہم نہیں پہنچا سکتا - جو سادھ سنگت آپ لوگوں کے سامنے پیش کرے گی - کیونکہ سادھ سنگت کے تمام ممبران کے گھر کے بھیدی ہیں - دراصل یہ اُس قادر ذوالجلال کا معجزہ ہے کہ وہ کیونکر اسلام کے غربت کے زمانہ میں خاص تائیدوں کے ساتھ اسکی حمایت کرتا ہے اور کیونکر ایک عاجز جماعت کے دل پر تجلی کرکے لاکھوں آدمیوں کے منصوبوں کو خاک میں ملاتا ہے - اِس لئے اسلام کے وہ شیدائی جو ابھی تک نور کے خریدار نہیں ہوئے اُنہیں چاہئے کہ فوراً درخواست خریداری بھیجدیں تاکہ اِس نادر موقع سے محروم نہ رہیں ۔

ریویوز

کفارہ یا کفر کے لئے تو اس چھوٹی سی کتاب میں وہ دھارمک اصول کوٹ کوٹ کر بھرے گئے ہیں جسکو پڑھ کر بےساختہ مصنف کے حق میں " مرحبا " کی صدا نکلتی ہے - میں نہیں سمجھ سکتا - کہ اسقدر زبردست ادلہ کے حاصل کرنیکے لئے جس نے عیسائیوں - کے ڈھول کے پول کو روز روشن کی طرح ظاہر کردیا ہے مصنف کو کسقدر عرق ریزی اور محنت شاقہ سے کام لینا پڑا ہوگا ۔

مگر ہائے لوگوں کے دل ان دھارمک کتب سے اس قدر بھرے ہوئے ہیں کہ تقسیم کرتے ہی آنسو جاری ہوتے ہیں - اگر کوئی چٹ پٹا ناول لکھے تو ہاتھوں ہاتھ بک جائیگا - خواہ وہ کتنوں ہی کی روح کو بھرشٹ کرنے والا کیوں نہ ہو - مگر بکری نہیں ہوگی تو مذہبی کتابوں کی جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ مصنف کی وہ بلند پردازیاں جن پر نازاں ہو کر وہ اپنی سالوں کی محنت شاقہ کی کچھ پرواہ نہیں کرتا - آیندہ کے لئے اسکی وہ تمام حسیں پژمردہ ہوجاتی ہیں - اور لوگوں کی ذراسی ناقدری سے ایک قابل قدر وجود بھی بےقدر ہوجاتا ہے - کفارہ کی قیمت ۲/ بدر ایجنسی قادیان سے طلب کرو

انسان کی زندگی کا اعلیٰ ترین مقصد کیا ہے اِس نام کی ۳۲ صفحہ کی کتاب ہمارے دفتر میں بغرض ریویو آئی ہے - واقعی کتاب انسان کی زندگی کے اعلےٰ ترین مقصد کی رہنمائی کا کام دیتی ہے - ایسی اخلاقی کتابوں کا مطالعہ ہر ایک انسان کے لئے ضروری ہے -

قیمت ۱/ ملنے کا پتہ
شردھے پرکاش دیوجی پرچارک براہمو دھرم لاہور

تزئین الاخلاق یعنی ساخت - عادات وخصایل یہ عمدہ کتاب بھی ہمارے دفتر میں بغرض ریویو آئی ہے - اور ہم نے اُس وقت کا اس کا مطالعہ کیا ہوا ہے جبکہ میں سکول میں پڑھا کرتا تھا - اور اُسی وقت سے میں اس کتاب کی خوبیوں کا معترف ہوں - کیونکہ اس دھارمک کتاب نے مجھے بہت سی گمراہیوں سے بچایا تھا - ۴۴ صفحہ کی کتاب ہے - قیمت ۲/

ملنے کا پتہ - شردھے پرکاش دیوجی پرچارک برہمو دھرم لاہو

ہڑتال آگئی

جب اخبار ایک روز بھی لیٹ ہوجاتا ہے تو ہمیں اسقدر فکر دامنگیر ہوتی ہے کہ رات کو نیند بھی نہیں آتی - مگر کیا کیا جاوے بعض امورات ہمارے تصرف اور قبضہ قدرت سے باہر ہیں - اخبار لاہور میں چھپتا ہے - میں عموماً تاریخ مقررہ سے ایک ہفتہ پہلے کاپیاں بھیجدیتا ہوں - مگر وہاں میری عدم موجودگی کے باعث عموماً اخبار کے چھپنے میں دیر ہوجاتی ہے - پچھلی دفعہ ہم نے تاریخ مقررہ سے ایک ہفتہ پہلے کاپیاں بھیجدی تھیں - مگر ۱۲ - اپریل کو حضرت خلیفۃ المسیح علیہ کی طرف سے یہ فرمان پہنچا - کہ لوگندر دیال اپنے گندہ دہن سے "بنگہ" ضلع جالندھر میں لوگوں کی ارواح کو بھرشٹ کر رہا ہے - وہاں جاکر ستدھرم کا اپدیش کر کے لوگوں کی ارواح کو ناپاک ہونے سے بچاؤ - اگرچہ میں بخوبی جانتا تھا کہ میرے جانے سے اخبار کی روانگی میں دیر ہو جائے گی - مگر دینی خدمت جیسے پوتر اور مطہر کام سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا تھا - وہاں جاکر جسطرح ہم نے محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے ان ظلمت کے سیاہ بادلوں کو چھن بھن کیا - وہ سب کی سب کارروائی انشاء اللہ تعالےٰ آیندہ پرچہ پر آپ کے سامنے آجائیگی - جس کو پڑھ کر آپ بھی انشاء اللہ تعالےٰ داد دیئے بغیر نہ رہینگے - مگر وہاں سے فارغ ہوکر جب ہم واپس ہوئے تو تقریباً دو درجن شکایتی خطوط کی بھرمار سے ہماری ناک میں دم آگیا - کہ نور کے دو چار روز لیٹ ہونے سے کیس طرح ہڑتال آگئی - مگر یہاں ہمیں رنج ہوا اس کے ساتھ خوشی بھی حاصل ہوئی کہ لوگوں کو نور کے ساتھ کیسا ڈاڈھا پریم ہے جو دو روز کی انتظاری کو بھی برداشت نہ کر سکے ۔

اس ہڑتال کا ازالہ

ہم ہرگز ہرگز اس بات کو گوارہ کرنیکے لئے تیار نہیں کہ نور کے شیدائی نور کی ایک دو روز کی انتظاری سے بیقدر بے قرار ہوجائیں -

ہمیں انکی یہ اضطرابی منظور نہیں - ہماری تو روز اول سے یہی خواہش رہی ہے کہ اگر نور کا ظہور ۱۵ پندرہ کو ہوتا ہے تو چودہ کو لوگوں کے ہاتھ میں پہنچ جانے مگر کیا کیا جاوے - مطبع کی کمی سے یہ مشکلات پڑے اسکے ازالہ کے لئے ہم نہایت غور و خوض کے بعد اس نتیجہ کو پہنچے ہیں - کہ اگر نور کا ظہور بجائے قادیاں کے لاہور سے کیا جاوے - تو اخبار ناظرین کو عین وقت پر پہنچ سکتا ہے - سو امید ہے کہ انشاء اللہ تعالےٰ عنقریب اس تجویز پر عمل درآمد کیا جاوے گا ۔

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

اصلی ممیرے اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شائع ہو رہا ہے اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نور الدین صاحب مدظلہ کے مجوزہ نسخہ کے موافق طیار کیا گیا ہے اور اصلی ممیرہ جس کو خود حضرت نے دیکھکر اصلی ممیرہ ہونے کی تصدیق کی اس میں ڈالا گیا ہے -

یہ حضرت نے اس سرمہ کے متعلق خود فرمایا کہ "برائے امراض چشم بسیار مفید است" اس شہادت کے بعد کسی اور شہادت کی کچھ ضرورت نہیں کیونکہ چار لاکھ افراد کا امام جو طبی قابلیت اور تجربہ سے بھی طبی امام کہلانیکا حقدار ہے اس کے مفید ہونے کی شہادت دیتا ہے - یہ سرمہ دھند جالا پھولا پڑوال سبل اور سرخی اور ابتدائی موتیا بند وغیرہ امراض کیلیے بہت مفید ہے قیمت سرمہ اول فی تولہ عہ قسم دوم عہ قسم سوم عہ اصلی ممیرہ قسم اول صہ قسم دوم عہ ر

المشتہر

احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان ضلع گورداسپور

کولا ٹانک

کولا طاقت بڑھاتا ہے - زیادہ فکر محنت غم و بیماری خواہ تبدیل آب و ہوا کی وجہ سے بدن کمزور ہوگیا ہووے تو کولا کا استعمال کرو - اس سے نئی طاقت پیدا ہوتی ہے - کولا دم کو بڑھاتا ہے - اسلئے گھوڑے کی سواری پہاڑ کی چڑھائی - کثرت ناچ گانا بڑھانا اور حال وغیرہ کاموں میں پہلے کولا پیو دم نہیں تھکیگا ہولی دل - دھڑکن اور کلیجہ کی کمزوری میں جہاں تھوڑے چلنے خواہ کسی اور وجہ سے رات کو جاگنا پڑتا ہے ان کو کولا پینا چاہئے اس سے رات کو جاگنے کی حرارت اور کمزوری نہیں ہوتی - کولا شراب چھوڑانے کی دوا ہے - شراب کے عیبوں کو دور کرنے میں کولا آب حیات ہے اگر شراب زیادہ پی ہووے تو ایک خواہ دو پوری خوراک کولے کی پی کر سو جاوے - نیند اچھی آجاوے گی جاگنے پر طبیعت فربہ رہے گی - سر کا درد جگر طبیعت کی سستی چہرے کا بھاری پن - آنکھوں کی سرخی مزاج کی گرمی ایک دم میں مٹ جاتی ہے - کچھ دنوں تک کولا کے استعمال سے شراب سے نفرت ہوجاتی ہے - شراب کی خرابی کاہلی طبیعت اور بدن کی کمزوری نہیں رہتی ہے - حقیقت میں یہ شراب چھوڑانے کی عمدہ دوا ہے - کولے کے سہارے سے افیون بھی چھوٹ جاتی ہے - کولا پیجئے اور افیون کی مقدار کم کرتے جائیے - کچھ دنوں میں بغیر کسی قسم کی تکلیف کو لی - چنڈو وغیرہ کی عادت چھوٹ جاتی ہے اور ان چیزوں پر نفرت ہونے لگتی ہے - ۳۲ پنس پوری خوراک کی ایک شیشی - قیمت عصہ

ڈاک محصول پانچ آنے

المشتہر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ ۳ تارا چند دت کلکتہ

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۰
تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

یہدی اللہ لنورہ من یشاء

نور

اخبار

قادیان سے پندرہ روزہ شایع ہوتا ہے۔

تاریخ اشاعت: ۱۵- مئی سنہ ۱۹۱۰ء

...دفعہ شایع ہوتا ہے
...شش ماہی عہ ہوگی
...سے ایک روپیہ سالانہ پیشگی
...ے امتیازی قیمت (صہ)
...ین وہ عطیہ تصور ہوگا
...اسمار گرامی سرپرستان
...مین درج ہونگے

نمبر ۱۶ | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف نومسلم سابق سورن سنگھ [illegible] دوان | جلد ۱

ایک الم افزا سانحہ

نہایت رنج وملال سے یہ ہولناک واقعہ کہا جاتا ہے کہ ہز میجسٹی ملک معظم ایڈورڈ ہفتم بادشاہ انگلستان و قیصر ہند نے یکایک ایک مختصر سی بیماری کے بعد ۶ مئی سنہ ۱۹۱۰ء کو انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ اس دکھ دائک اور خائف سا واقعہ کے سنتے ہی تمام ملک مین سناٹا چھا گیا۔ اگرچہ تخت نشینی کے وقت آپ پر نہایت نازک عمل جراحی کیا گیا تھا اس خبر کو بھی ہندوستان مین نہایت افسوس کیا تھ سنا گیا تھا۔ مگر قدرتی طور پر آج ہندوستان کے چہرے سے ماتم برس رہا ہے اور ایک اداسی چھائی ہوئی ہے۔

آپ کو خدا کے فضل سے کئی ایک خطاب حاصل تھے۔ فیلڈ مارشل اور امیر البحر بھی تھے آپ پانچ زبانیں نہایت عمدگی سے بول سکتے تھے یعنی علاوہ انگریزی کے فرانسیسی جرمنی اطالوی اور روسی۔ آپکو ۱۲ یونیورسٹی کی ڈگریاں حاصل تھیں۔ لاریب آپ دنیا کی چوٹی کے مدبرین اور خوش سلاطین میں سے تھے آپنے جب تخت انگلستان کو شرف بخشا اسوقت جو انگلستان جنوبی افریقہ میں بوئروں سے برسر پرخاش تھا۔ اس معاملہ کو جس اتم طریقہ سے آپنے سلجھایا وہ آپکے طبعی تدبر کا ایک ادنی نمونہ تھا اسکے بعد جب آپنے دیکھا کہ یورپ کی دوسری سلطنتیں آپس میں رفیق اور مددگار ہیں مگر انگلستان اکیلا ہے تو جاپان فرانس اور روس سے یکے بعد دیگرے اتحاد دوستی کے عہدو پیمان کیے گئے جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ اگر آج انگلستان میدان جنگ میں نکلے تو اس کے کئی دوست اسکے ساتھ ہونگے یہ سب کچھ شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی حیرانہ دور اندیشی کا نتیجہ تھا۔ آپ ۱۸۴۱ء میں تولد ہوئے جنوری ۱۹۰۱ء مین اپنی والدہ ملکہ وکٹوریہ آنجہانی کے انتقال پر تخت انگلستان پر متمکن ہوئے اور ۶ مئی سنہ ۱۹۱۰ء کو نو سال کی حکومت اور ۶۹ سال کی عمر مین جان شیرین جان آفرین کو سپرد کیا ہندوستان اپنے شہنشاہ کی وفات پر جس قدر رنج کرے کم ہے جسقدر ماتم کرے تھوڑا ہے۔ مگر اس رنج اور ماتم کے بعد صبر اور سنتوکھ کے سوا اور کوئی چارہ نہین۔ ایک ہندی مہاتما کا بچن ہے۔

جنس کی دست تس آگے راکھیے
پربھ کی آگیا مانے ماتھے
اس سے چوگن کرے نہال
نانک صاحب سدا دیال۔

اسلیئے ایڈیٹر نور اور نور کے ناظرین خداوند تعالےٰ کے حضور دعا کرتے ہین کہ باریتعالی ہمارے شاہی خاندان کو صبر جمیل عطا فرماوے اور برطانیہ کی عالمگیر سلطنت کی رعایا کو نعم البدل عطا فرماوے

آمین
یا
رب العلمین

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور مین چھپکر شیخ محمد یوسف پبلشر کے لئے قادیان سے شایع ہوا۔

سادھ سنگت کی عظیم الشان فتح

بنگہ مین نور کا ظہور

اور

آرین کیمپ مین فتور

نور کے خریداروں سے یہ امر مخفی نہین ہوگا۔کہ قادیان مین چند مہاجرین نے "سادھ سنگت" نامی ایک جماعت قایم کی ہے جسکا یہ فرض فرمان ہے۔کہ وہ آرین کے "گند" جو ان کے گہردوں کے تہ خانوں مین مدفون ہے جس کی سنڈاس سے عموماً مذہبی آب وہوائی متعفن رہتا ہے۔ اس گند کو ان کے تہ خانوں سے نکال کر کہیں ہوا مین پھینکے اور گیان کی بہٹی مین جلا کر مذہبی آب وہوائی کو اس سنڈاس اور متعفن سے پاک اور پوتر کرے۔ اور باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے گیان کو لوگوں کے سامنے اصلی رنگ وروپ مین ظاہر کرکر اور گورنمنٹ برطانیہ کی سچی وفاداری اور اطاعت کی سچ قوم اور ملک مین پہونکے یہ اوائل اول جب اس سادھ سنگت نے اپنا پروگرام لوگوں کے سامنے پیش کیا تو لوگوں نے اس پر کہلی اڑائی مگر ان بیچارونکو کیا معلوم تہا۔کہ صدف کے اندر گوہر ہوتا ہے ناریل کے سڈول کے کھپرلی کے اندر پریم رس ہوتا ہے انہین کیا معلوم تہا کہ پتھروں سے لعل نکلتے ہین کنکروں سے پارس برآمد ہوتا ہے۔ بھلے اور برے کی پہچان کیلیئے اس کے کرموں کی کسوٹی ہوتی ہے تاکہ

ظاہری ٹیپ ٹاپ

اس سادھ سنگت کے سادہوؤں کی جماعت غریب اور بالکل غریب ہے۔ مفلس اور بالکل مفلس ہے مگر اس کے دل مین ایک گونج ہے۔جس کے نعرہ سے معترضون کے دل بالکل دہل گئے ہیں ان کے کلیجے شق ہوگئے ہین۔ انکے حواس باختہ ہوگئے ہین تم پوچھوگے کہ وہ کیا گونج ہے؟ تم پوچھوگے کہ وہ کونسا نعرہ ہے جس کی للکار سے مخالفین کے دل تھرتھرا گئے تو میں کہونگا کہ وہ

"اللہ اکبر"

کا نعرہ ہے جس کے پرچار کے لیئے اس سادھ سنگت نے بیڑا اٹھایا ہے جس کے لیئے اس سادھ سنگت کا تن من دہن ارپن ہے اس سادھ سنگت کے ہر ایک ممبر کے دل مین الہی گونج گونج رہی ہے دینی غیرت مین انکا رونگٹا رونگٹا نثار ہے۔ اسے کلمۃ الحق کی اشاعت کے لیئے کوئی دُکھہ کوئی مصیبت روک نہین سکتی کیونکہ اس سادھ سنگت کے ممبروں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ تن انکا اپنا نہین من انکا اپنا نہین دھن انکا اپنا نہین غرضیکہ انہون نے سب کا سب اعلائے کلمۃ الحق کی اشاعت کیلیئے ارپن کر دیا ہے۔ اس کے ممبروں کو ست دہرم (دین حق) کی اشاعت کے روکنے کیلیئے بتھر ہاری گئے طرح طرح کی اذیتین دی گئین مگر اسکے پریمی ممبروں نے ان مصائب کا اس طرح مردانہ وار مقابلہ کیا کہ مخالفین اسلام کو پیٹھ دکہاتے ہی بنی اس کے پریمی ممبروں نے مصیبت کو کچل ڈالا ہے موت کو اپنے پاؤں مین روند ڈالا ہے اسکا ہر ایک ممبر اس شلوک کا ورد کر رہا ہے۔

جس مرنے سے جگ ڈرے میرے من انند
مرنے ہی سے پایئے پورن پرمانند

سادھ سنگت کے ممبرونکے نام حکم

۱۰- اپریل سنہ ۱۹۱۶ء کو میرے اور ماسٹر عبدالرحمن صاحب کے نام حضرت خلیفۃ المسیح کا حکم پہنچا ہے کہ بنگہ ضلع جالندہر سے تار آیا ہے کہ یوگیندر پال بنگہ مین اپنے "گندہ دہن" سے لوگوں کی ارواح کو بھرشٹ کر رہا ہے۔ اور تم وہان جا کر امرت کی برکہا سے لوگوں کی ارواح کو پوتر کرو۔ یہ حکم پاتے ہی مین اور ماسٹر عبدالرحمن صاحب سابق سردار مہر سنگھ اور فلاسفر صاحب بنگہ کو روانہ ہو جاتے ہین۔

بنگہ کی جماعت جب ہم "بنگہ" پہونچے تو بنگہ کی جماعت کو اسقدر خوشی حاصل ہوئی۔ کہ جسکا کچھہ حد وحساب نہین ہم ابھی اس خوشی کو دیکھکر۔ اللہ تعالی کا لاکہہ لاکہہ شکریہ ادا کرتے تھے۔ کہ دین اسلام کا یہ کیسا معجزہ ہے جس نے مختلف افراد کو ایک سلک مین منسلک کر کے برادرانہ اخوت کی روح پہونک دی ہے۔ ہمارے اردگرد اپنے بھائیوں کا کثرت سے ہجوم تہا۔ اور ہر طرف سے "السلام علیکم" کی پریم بھری صدائین گونجتی تہین۔ پریم اور اخلاص میں ایک سے ایک بڑھکر تہا۔

رنگ مین بھنگ ہمارے جانے سے پیشتر لالہ یوگیندر پال یہ لیکچر دے چکا تہا۔ اس کی گندہ زبانی اور دریدہ دہنی سے مسلمانوں کے دل پارہ پارہ ہو چکے تہے۔ اگر مسلمانوں کو ان کی مقدس دہرم پستک مین ان اللہ مع الصابرین کی بشارت نہ دی ہوتی تو شاید یوگیندر پال کی گندہ زبانی بنگہ مین ایک بھیانک نظارہ پیش کرتی جس کا خمیازہ بہت سے ذمہ دار اشخاص کو اٹھانا پڑتا۔ مگر آفرین مسلمانان بنگہ کو کہ انہین شارع عام مین گالیان دی گئین انکے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم جن کی قدسیت کے آگے آج بڑے بڑے جری شہنشاہ سر جھکاتے ہیں کو شارع عام مین صلواتیں سنائی گئین مگر صد آفرینش ہے مسلمانوں کو کہ جو ان اللہ مع الصابرین کی مالا جپتے رہے۔

جب ہم دوسرے روز محض اپنے ڈیفنس کے لئے لیکچر دینے کی تیاری کر رہے تہے۔ تو ہمین اطلاع ملی۔کہ "لیکچر بند کیا گیا" یہ سن کر ہمارے دل کو جو پہلے ہی زخم خوردہ تہا نہایت سخت چوٹ لگی۔ میں اور ماسٹر عبدالرحمن صاحب تھانیدار صاحب کے پاس گئے۔ اور کہا کہ ہمارے لیکچر کے بند کئے جانیکی کیا وجہ ہے۔

اگرچہ تھانیدار صاحب آریہ پرش تہے مگر مین سچ کہونگا۔کہ آپ کی ذات پکش پات اور تعصب سے بالکل نیاری تہی۔ کہا جاتا ہے کہ آریہ لوگ بڑے متعصب ہوتے ہین۔ اور یہ ہے بھی ٹھیک کیونکہ آریہ مہاشوں کی طرف سے آئے دن کے بھیانک نظارے اس بات کو روز روشن کی طرح ظاہر کر رہے ہین مگر یہ بھی سچ ہے کہ پانچون انگلیان یکسان نہین

آدمی آدمی مین انتر
کوئی ہیرا کوئی کنکر۔

ہم نے جب تہانیدار صاحب سے عرض کیا کہ لیکچر بند ہونیکی کیا وجہ ہے۔ جبکہ یوگیندرو پال اپنی ٹیڑھی چال سے مسلمانون کے دلون کو پارہ پارہ کر چکا ہے۔ تو کیا ہمین یہ بھی حق نہین کہ ہم مظلوم ہونیکی حیثیت سے اپنا ڈیفنس کرین

تھانیدار صاحب ۔ مین اس بات کے حق مین ہون کہ نہ صرف آپ اپنا ڈیفنس ہی کرین بلکہ لوگون کو اپنے دھرم کی دعوت بھی دین مگر مشکل ہے تو یہ امر کہ یوگیندر پال کی زبان اسکے اپنے قابو مین نہین - اور وہ اپنی اس بے لگام زبان سے مسلمانون کے دل دکھا چکا ہے اور جب دونون طرف سے اڈے اور اکھاڑے جم جاینگے تو فساد کا اندیشہ ہے جس سے عوام کا تو کچھ نہین بگڑیگا۔ مگر ذمہ دار اشخاص کو اسکا خمیازہ اٹھانا پڑیگا۔ بنا برین مینے سپرنٹنڈنٹ صاحب کی خدمت مین لکھدیا ہے جو حکم اسطرف سے آیگا آپکو اطلاع دیجائیگی۔ اور تاحکم دونون کے لیکچر بند رہینگے

ہم حاضر ہین ہمین کچھ عذر نہین ہم حاکمون کی تابعداری کو اپنا پرم دھرم سمجھتے ہین۔ مگر ہماری حالت قابل غور ہے۔

تھانیدار صاحب - مجھے اسبات کا بڑا خیال ہے آپ خاطر جمع رکھین۔

چونکہ تہانیدار صاحب نہایت ہی خوش خلق تھے جنکے اخلاق نے ہمارے دل کو گرویدہ کر لیا۔ اسلیئے ہم نے باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی سوانحعمری اور "دھرم کی کسوٹی" اور سکھ سردار نومسلم کا لیکچر بطور ہدیہ آپکے پیش کیا۔ آپنے اسکی قیمت دینی چاہی مگر ہمنے عرض کیا۔ کہ ہمنے یہ ہدیہ اپنی دلی خواہش سے پیش کیا ہے۔ اسلیئے آپکو قبول کرنے مین ہمارے ان دلی جذبات کا خیال ضرور ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے۔ خیر یہ بات سنکر آپنے ہمارا ناچیز ہدیہ قبول فرمایا۔

تھانیدار صاحب: مینے سنا ہے کہ قادیان کے مدرسہ مین ایک یتیم خانہ بھی ہے اسلیئے میری طرف سے یہ آٹھ آنہ اس یتیم خانہ کی نذر ہین۔ ہم نے آپکے اس دان کو نہایت خندہ پیشانی سے قبول کیا وہ ۸ر نہین بلکہ آٹھ اشرفیان تہین اور بیساختہ ہمارے دل سے یہ کلمے نکلے۔ کہ اگر لالہ صاحب جیسے پندرہ۱۵ بیس۲۰ آدمی بھی آریہ سماج مین ہون تو مذہبی کدورت اور تنفر کی کھاڑی جو روز افزون وسیع ہوتے جارہی ہے۔ بالکل منہدم ہوجائے۔ اسکے بعد ہم تسلیمات عرض کرکے آپسے رخصت ہوئے اور ہمنے اپنے ڈیرا پر آ کر خدا کے حضور تڑپ تڑپ کر دعائیں کیں کہ ہم تو محض نکارہ بندے ہین فتح اور نصرت آپکے ہی قبضہ مین ہے۔ ہم تو صرف آپکے قدوس نام کی منادی کرنیوالے ہین۔ خدا خدا کرکے دوسرے روز کی صبح نمودار ہوئی۔ اور ہمکو یہ بشارت سنائی گئی۔ کہ لیکچرون کی اجازت ملگئی ہے اور ہمنے خدا کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کیا۔ اور ہمارے لیکچرون کے لیئے ایک "سرائے" تجویز کیگئی جسکا انتظام ایک ہندو صاحب کے سپرد تھا۔ لیکچر کا وقت آیا تو سرائے کا مینجر جو ہندو تھا اس نے لیکچر دینے سے رد کیا۔

ہمین یہ سنکر نہایت افسوس ہوا۔ ہم اسی افسوس مین ہی لگے ہوئے تھے جبکہ لالہ یوگیندرو پال کی طرف سے ہمین ایک طول طویل خط ملا۔ جس مین وہ اعتراض جو پہلے پبلک مین بیان کرچکے تھے نہین لکھکر بھیجدیا۔ اور کہا کہ ہم تو تحریری مباحثہ کرینگے تمپر مینے یہ جواب دیا۔

لالہ یوگیندرو پال صاحب

تسلیم۔ آپکے چھ پبلک لیکچر ہوچکے ہین اور آپ انکا جواب تحریری لینا چاہتے ہین یہ کہان کا انصاف ہے۔ کہ اعتراض تو پبلک مین کیئے جائین اور جواب بند کوٹھڑی مین لیئے جائین ہم انشاء اللہ تعالے اسکا ازالہ پبلک مین کرینگے تاکہ پبلک ہر ایک بات کا بخاحقہ موازنہ کرسکے ہم حق و حکمت اور گیان کی بارش سے لوگون کو محروم نہین کرنا چاہیئے۔ اگر آپ بھی ست دھرم گرہن کرنیکے لئے تیار ہین تو آپ بھی جلسہ مین تشریف لاکر اپنے سوالون کے جوابات سنین۔ تاکہ آپکا ہر وہ جو ست دھرم سے منحرف ہو کر ادھر ادھر ڈانواں ڈول ہو رہا ہے شانتی حاصل کرے۔

آپکا بہی خواہ

محمد یوسف ایڈیٹر نور

مورخہ ۱۲- اپریل سنہ۱۹۱۰ء

کفر ٹوٹا خدا خدا کرکے

تیسرے روز یعنی ۱۳- اپریل کو ہمنے بازار مین ایک جگہ اپنے لیکچرون کے لیئے انتخاب کی اور خدا خدا کرکے ہمارے لیکچرون کی باری آئی۔

ہمنے اس روز نہایت متانت اور سنجیدگی سے اپنے دھرم کی خوبیان اور برکات ظاہر کین کسی پر کوئی حملہ نہ کیا گیا۔ ہمارے ان لیکچرون کو سنکر پبلک نے بلند آواز سے کہدیا۔ کہ جس متانت اور سنجیدگی اور صلح و صفائی سے انہون نے لیکچرون کو ادا کیا ہے۔ کیا ہی خوب ہو اگر دوسرا فریق بھی اسی طرز عمل کو اپنا عملدرآمد بنائے

لالہ یوگیندرو پال کی ٹیڑھی چال

دوسرے روز لالہ یوگیندرو پال کی باری تھی ہمین نہایت افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ہمنے اپنے بھائیون کی طرف پھول پھینکے مگر افسوس کہ انکی طرف سے ہمین کانٹے دیئے گئے ہمنے دودھ کا کٹورہ نذر کیا مگر انہون نے پیشاب کا پیالہ پیش کیا ہم نے صلح کا پیغام دیا مگر انہون نے جنگ کا الٹی میٹم دیا۔ لالہ صاحب نے اپنے لیکچر مین بہت بے رحمی سے مسلمانون کے دلون کو پاش پاش کیا وہ کونسی برائی اور بدی تھی جو لالہ صاحب نے مسلمانون کے سر پر نہ تھوپی پیٹ بھر کر گالیان نکالی گئین۔ پانی پی پی کر کوسا گیا ہمین یہ سنکر نہایت ہی دکھ ہوا۔ اور بالآخر ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ لاتون کے بھوت باتون سے نہین مانا کرتے

نالہ بلبل شیدا تو سنا خوب ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو کہ میری باری آئی

دوسرے روز ہماری باری آئی

ہم نے سب سے پہلے پبلک کی خدمت مین یہ عرض کی کہ ہم ہرگز ہرگز نہ اٹھتے نہ بیٹھتے نہ سوتے نہ جاگتے حتی کہ خواب مین بھی اسبات کے روادار نہین کہ کسی کے مذہبی فیلنگز کو دکھائیں مگر آپنے دیکھ لیا کہ کل لالہ

یوگیندر پال نے کس طرح ناحق . . . . . ہمیں بانی پی پی کر کوسا اسلئے جو ہم آج عرض کرینگے وہ محض اپنے دہرم کا ڈیفنس ہوگا۔ کاش کہ لالہ یوگیندر پال نے ہمیں اس طرح بے رحمی سے نکوسا ہوتا اور نہ آج ہمیں اس پلیٹ فارم پر اس دردناک ایکٹ کو ادا کرنا پڑتا۔

اپنی آنکھ کا شہتیر دیکھو

میرے دوستو۔ کل لالہ یوگیندر پال بندر کی بلا طویلہ پر پھینک کر ہندؤں اور مسلمانوں کے درمیان مخالفت کی آگ بھڑکانی چاہتے تھے اور کہا گیا ہے کہ مسلمانوں نے ایران و شام کو لوٹا غزنوی نے ہندوستان کو تباہ کیا مگر لالہ صاحب پکش پات اور تعصب میں اسقدر غرق ہو چکے ہیں کہ انہیں اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ اور دوسروں کے تنکے کے لیے بڑی ایری سے انگشت نمائی کرتے ہیں۔ کیا لالہ جیکو یہ معلوم نہیں کہ سب سے پہلے راجہ جیپال نے افغانستان پر حملہ کیا مگر سلطان محمود غزنوی نے نہایت صبر اور تحمل سے اسکو روکا مگر دوسری دفعہ پھر راجہ جیپال نے جمروت پر حملہ کیا اسکے بعد پھر سلطان محمود نے ہندوستان پر چڑھائی کی۔ میرے بھائیو! تم خود ہی غور کرو۔ کہ جب راجہ جیپال نے دو دفعہ مسلمانوں پر حملہ کیا تو اگر انہوں نے مدافعت کی غرض سے ہندوستان پر چڑھائی کی تو کونسا اندھیر آگیا اس طرح پہلے پہل جب عرب کے جہاز ہندوستان کے ساحل پر آئے تو راجہ داہر کے لڑکے نے نہایت بیرحمی سے عربوں کے جہاز لوٹ لیئے اور جہاز کے مالکوں کو طرح طرح کے رنج و محن سے مار گیا۔ جب یہ خبر خلیفۃ المسلمین کی خدمت میں پہونچی تو انہوں نے محض اپنے ڈیفنس کیلیئے محمد بن قاسم کو عرب سے روانہ کیا اس سے ہی آپ دیکھ سکتے ہیں کہ پہل کسنے کی ہے تھی راج نے خواہ مخواہ محمد غوری سے چھیڑ خانی کی واقعات ڈنکے کی چوٹ اسبات کا اعلان کر رہے ہیں مگر وہ لوگ جن کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی ہے۔ اور جن کے کان پکش پات نے بہرے کردئیے ہیں وہ باوجود دیکھنے کے نہیں دیکھتے۔ باوجود سننے کے نہیں سنتے

مگر اب آپ ذرا تحمل سے اس بیسویں صدی کے رشی مہارشی سوامی دیانند کے ویدک سفاکانہ احکام ملاحظہ فرماتے جائیں۔ اور اسپر غور کریں کہ سوامی جی کے دل میں منش جاتی کے لیئے کسقدر رحم و کرم کا مادہ تھا۔

ویدوں میں بے ایمان کی تعریف

آریہ سماج کے بانی اپنی مشہور کتاب ستیارتھ پرکاش کے دوسرے ایڈیشن مطبوعہ سنہ ۱۸۸۴ء کے گیارہویں سمولاس میں صفحہ ۳۱۱ پر منوجی کے حوالہ سے لکھتے ہیں منوجی کہتے ہیں کہ جو ویدوں کی نندا ارتھات ایمان تیاگ ورودھ آچرن رکھتا ہے وہ ناستک کہلاتا ہے۔ دراصل منوجی کا اصل بچن "ناستکو وید نندکا" ہے۔ جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ وید کی نندیا (غیبت برائی وغیرہ) کرنیوالا ناستک یعنی بے ایمان ہے۔ اگر اسپر غور کیا جائے تو یہ مسئلہ اپنے طور پر بھی بہت تنگدلی کا مسئلہ ہے لیکن پنڈت دیانند نے اپنی طرف سے اسپر نمک مرچ لگا کر اسکو اور بھی خطرناک بنا دیا ہے پنڈت صاحب اسکی تشریح کرتے ہوئے منوجی کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ منوجی کہتے ہیں کہ جو ویدوں کی نندیا کرنیوالا یعنی جو ویدوں پر ایمان نہیں لاتا اور جو ویدوں کے برخلاف کام کرتا ہے وہ بے ایمان کہلاتا ہے۔

اب آپ ہی خیال فرمائیے کہ مذکورہ بالا بچن کی رو سے نہ صرف ویدوں کے نہ ماننے والے مثل عیسائی موسائی مسلمان برہمو جینی وغیرہ بے ایمان ہو سکتے ہیں بلکہ وہ ہندو وغیرہ بھی جو ویدوں کے ہدایت کے برخلاف آچرن رکھتے ہیں۔ یا ویدوں کا تیاگ یا ایمان وغیرہ کرتے ہیں وہ بھی "ناستک" (بے ایمان) کی جماعت کے ممبر بنجاتے ہیں۔

مگر ہائے سچائی دنیا سے کافور ہو گئی۔ جب ایک مینڈک . بولتا ہے تو اسکو دیکھا دیکھی دوسرے مینڈک بھی ٹرانے لگتے ہیں یہی حالت آریہ سماج کی ہے جو بات ایک نے کہی دوسرے نے بھی وہی شور اور ہاہا کار مچانی شروع کر دی کوئی اصلیت کو نہیں دیکھتا کہ بھیتر میں کس طرح ڈھول کے اندر پول ہے۔ بھائی جواہر سنگھ سابق سیکرٹری آریہ سماج لاہور اور سیکرٹری خالصہ کالج امرتسر نے اپنا چشم دید واقعہ علانیہ بیان کیا تھا۔ کہ خود سوامی دیانند کے اندر اپنی مسلمہ الہی کلام یعنی ویدوں کے لیئے اسقدر عظمت کا بھاؤ موجود تھا کہ ایکمرتبہ امرتسر میں وہ بگھی میں سوار ہوتے وقت ویدوں کو اپنی جائے نشست کے نیچے رکھکر اور ان کے اوپر خود بیٹھ گئے تھے۔ لیکن اگر ان کی اس نہایت ایمان اور وید کی درگت کی حرکت پر درگذر بھی کیا جائے تو بھی اسبات میں کسی آریہ سماجی کو کلام نہیں ہو سکتا ہے۔ کہ خود آریہ سماج کے اندر اسوقت ایسے لوگوں کی کچھ کم تعداد موجود نہیں ہے کہ جو ویدوں کی ہدایت کے برخلاف اپنا طریق عمل رکھتے ہیں یا ویدوں کی کئی ہدایتوں کو تیاگے ہوئے ہیں اور اسلیئے گویا سوامی صاحب کے نیم کے مطابق ان کے ویدک ایشور کے ہدایت کے انوسار (مطابق) نہ صرف ہمارے ملک کے کل عیسائی موسائی مسلمان برہمو وغیرہ ناستک ٹھہرتے ہیں بلکہ کثرت سے ہندو اور آریہ سماجی اور بظاہر ویدوں کے پیراؤ کہلانیوالے لوگ بھی ان کے اس دلپسند لقب یعنی ناستک سے ملقب کیئے جانے کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔

اس سے بھی بڑھکر اور لیجئے اسی ستیارتھ پرکاش کے اسی صفحہ پر سوامی صاحب نے ناستک کا فتوے دینے کے لیئے اپنے پیراؤں کے ہاتھ میں اور بھی خطرناک اوزار دیئے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"جو جو گرنتھ وید ورودھ ہیں انکا پرمان کرنا جانو ناستک ہوتا ہے"

اسکا مطلب یہ ہے کہ جن جن کتابوں میں ویدوں کی تعریف نہیں ان کتابوں کی عزت کرنا گویا ملحد کافر اور بے ایمان ہوتا ہے۔

ہائے کسقدر سفاکی کی تعلیم ہے کہاں تہا وہ وقت

جبکہ آریہ سماج کے بانی مبانی نے اپنے ہمعصر ریفارمرون مثلاً بابو کیشب چندر سین بابو نورتن چندر رائے بہادر بہولاناتہہ سر سید احمد خان وغیرہ سے اپیل کی تہی کہ ملکی بہلائی اور قومی اتحاد کی خاطر ہم سب ایک ہو جائین" مگر جب ان لوگون نے دیکہا کہ دال کے اندر کچہ کالا کالا ہے رو ستائے سلام بے غرض نیست سوامی دیانندجی کا ملکی بہلائی اور قومی اتحاد کی پکار خالی از مطلب نہین اس کے بہیتر ایک گہری پالیسی مبنی ہے اس کے اندر خطرناک جرم ہین جو وقت پر اپنا مہلک اثر دکہلائے بغیر نہ رہین گے تو تمام مسلمان اور ہندو ریفارمرون نے یک زبان ہو کر سوامی جی سے کنارہ کشی اختیار کی جب سوامی جی نے دیکہا کہ اس چال سے آپ ڈبل فیل ہوگئے ہین تو آپنے اسکا قصاص نکالنے کیلئے ایک نرالا ڈہنگ نکالا اور اسکے بعد ستیارتہہ پرکاش مین یہہ لکہہ مارا۔

"کہ جن کتابون مین ویدون کی توصیف نہین ان کتابون کی عزت کرنا گویا ملحد اور بے ایمان اور کافر ہونا ہے"۔

اگر سوامی جی کے اس جابرانہ حکم کی کسوٹی پر ایمان دار اور بے ایمان کی جانچ کیجائے تو اس سے نہ صرف عیسائی سوسائٹی یہودی پارسائی جینی برہمو مسلمانون پر موٹے حروف سے "بے ایمان" کا لیبل لگ سکتا ہے بلکہ سادہارن ہندو بہی سوامی جی کے اس جابرانہ بچن سے نہین بچ سکتے۔

اب بے ایمان کی اسقدر وسیع تعریف کو اچہی طرح سمجہہ لیتے اور ذہن نشین کر چکنے کے بعد آپ سوال کر سکتے ہین کہ کیا ہوا اگر اتنے آدمیون کو اس انیسوین (۱۹) صدی کے مہارشی نے ملحد اور بے ایمان کا خطاب دیدیا گیا ہوا اگر سب کے سب ہندو بہی بظاہر ویدون کے ماننے کا دم بہر کر اور وید کیت سندہیا اور گائتری کا پاٹہہ کرتے ہوئے ایشور اور پرمیشور ماننے کا دعوی کر کے بہی ناستک کہلانیکے مستحق رہین کیا ہوا؟ اگر ہم سے ایشور کا جنکارہ بولانیوالے برہمو صاحبان اور اللہ اکبر اور وحدہ لاشریک کا نعرہ بلند کرنیوالے مسلمان اس انیسوین صدی کے ویدک ریفارمر اور ویدک رشی وائی دلیٹ" کی تعلیم کے بموجب محض ناستک اور خالص ناستک کہلائے جانیکے قابل ہون۔

ہان سوال کیا جاسکتا ہے کہ کیون جی تم "بے دین" کے خطاب سے کیون گہبراتے ہو جب کہ اسکی تعریف کر دیگئی ہے کہ فلان فلان شخص کو بے ایمان کہتے ہین بے شک پیارے ہموطنوں اور معزز ناظرین ہم ان آدمیون مین سے نہین جو اس یا اس کے لفظ کے خطاب سے گہبرانیوالے ہون بلکہ جو چیز ہمین زیادہ دلط حیرت مین ڈال رہی وہ سوامی جی کا نادر حکم ہے جو آپنے "بے ایمانون" کے لئے اپنی مایہ ناز پستک ستیارتہہ پرکاش مین فرمایا ہی اور وہ "نادر حکم" ہے جو ملک اور اپنے پیارے بہائیون کے امن کے خطرہ کا بہیانک نظارہ دکہلا رہا ہے۔ جسکا تصور کرتے ہی ہمارے رونگٹے کہڑے ہوجاتے ہین۔ اور وہ اس ویدک دہرم کے پیشوا ہادی جن سے انہیں نو ویدک روشنی کے پہیلانیکا بیڑا اٹہایا یعنی آریہ سماج کے رشی اور مہرشی سوامی دیانند کا وہ نادر حکم ہے۔ جو وہ ناستک کی مذکورہ بالا وسیع تعریف کر چکنے کے اور ایسے خطاب کے مستحق لوگون کے لئے دہرم اور ویدون کے نام سے صادر فرماتے ہین چنانچہ آپ لوگ بڑی حیرانی سے معلوم کرینگے کہ ایسی روشنی کے زمانہ مین ظاہر ہو کہ جبکہ چارون طرف سے "تہذیب" "تہذیب" اور "امن" "امن" کے نعرے گونج رہے ہین سوامی جی اپنے مایہ ناز پستک جو آریہ سماج کے نزدیک پانچوان وید ہے۔ کے مذکورہ بالا ایڈیشن کے تیسرے سمولاس مین صفحہ ۵۳ پر تحریر فرماتے ہین کہ جو وید اور وید انوکول آپت پرشون کے لئے شاستر ونکا اپمان کرتا ہے۔" اس ویدک نندک ناستک کو جاتی پنکتی اور دیش سے باہر نکالدو"

یعنی جو ویدونکا پوجاری نہین یا یہ الفاظ سوامی جی کے بے ایمان ہے۔ اسے وید نندک کو اپنی قوم و قطار اور ملک سے جلاوطن کردو۔ ناظرین! ایشور اور ویدون کے نام سے سوامی صاحب کے مذکورہ بالا ناطق حکم کو پڑہو۔ اور پہر اس کے خوفناک نتائج کی گہرائی کی طرف اپنی توجہ لیجاؤ۔ اور اس مین جو سوامی جی نے نہ صرف مسلمانون اور عیسائیون کو اپنی ملک سے نکالدینے کا حکم صادر فرمایا ہے اس کی تہ کی طرف اپنا دہیان لیجاؤ۔ اور اگر خدا نخواستہ ایسے حکم کو عمل مین لانیکا آریہ لوگون کو موقعہ ملجائے تو ملک کے اندر رہنے والے پردیسیون دیسی عیسائیون مسلمانون بدہون اور جینیون وغیرہ کے لیئے جو شور محشر بپا ہو سکتا ہے۔ اسے اپنی آنکہہ کے سامنے لاؤ اور پہر خود ایسے ہندون کے لیئے بہی کہ جو آریون کے نزدیک انکے وید انوکول وید بہاشیہ اور ان کے خیال کے مطابق اس زمانہ کے ایک ہی "ویدانوکول آپت پرش" یعنی سوامی دیانند صاحب کی تصنیف کردہ کتب مثلاً ستیارتہہ پرکاش سنسکار ودہی اور آریہ بہے نی بہا وغیرہ کا اپمان کرتے ہین۔ اور ان گرنتہون پر ایمان نہین لاتے۔ اور نیوگ جیسی اخبث چیز کو دور سے ہی نفرین بہیجتے ہین اور اسوقت بہی ہندوستان مین ایسے لوگون کی تعداد لاکہون تک ہے۔ اور جون جون سنسکرت اور بہاشا کا پرچار بڑہتا جاتا ہے۔ توں توں آریہ سماج کے من گہڑت معنون کے دیکہنیوالے لوگ بہی بڑہتے جاتے ہین۔ ہان ایسے ہندون کے لیئے بہی جو مصیبت کا پہاڑ کہڑا ہو سکتا ہے اور انکے لئے اپنے پیارے ملک اور پیاری قوم مین سرڈہکنا تک مشکل ہو جاتا ہے اسکا بہی ذرا اندازہ کرو اور سوامی جی کے اس اندہا دہند بچن پر عمل کرنے سے جو آریہ پریوار مین اینٹ سے اینٹ کہڑک سکتی ہے ذرا اسکا نقشہ بہی اپنی سامنے لاؤ۔ تب آریہ سماج کے بانی کی یہ سفاکانہ اسپرٹ اصلی رنگ و روپ مین آپکے سامنے آجائیگی۔

کیون دیانندیو! تم اس برے پر مسلمانون پر

جہاد کا اعتراض کیا کرتے ہو مسلمان سلاطین کے عہد میں تو آپکے آباد اجداد کو بڑے بڑے جلیل القدر عہدون پر ممتاز کیا گیا۔ اکبر کا وزیر ہندو تہا جہانگیر اور اورنگ زیب وغیرہ کے فوج کے کمانڈنگ چیف وغیرہ ہندو تہو مشیر مال بہی ہندو ہی ہؤا کرتے تہو۔ اور آجکل بہی افغانستان میں جس امن و امان سے ہندو لوگ آباد ہین اسپر بہی غور کرو سنہ ۱۹۰۷ء مین جب خاص کابل مین ایک شیو دوالہ کے متعلق ہندو اور مسلمانون کے درمیان نزاع ہؤا تہا تو تمہین معلوم ہے کہ امیر کابل نے کس حسن خوبی سے اس معاملہ کو سلجہایا تہا۔ اور مسلمانون کو کیسی سخت تنبیہ کی تہی اجی کچہہ تو غور کرو۔ کیون تعصب کی پٹی باندہ رکہی ہے۔

اے دیانندیو! کیا اسکا یہی بہل ہے کہ جو نیکی کرے اسے کو سو جس برتن مین کہاؤ اسی مین چہید کرو بارے خدا کچہہ تو غور کرو۔ اور پہر برخلاف اسکے تمہارے دہرم پستک اس بات کا اعلان کرتی ہے کہ جو لوگ ویدون پر ایمان نہین لاتے۔ **انہیں ذات اور قطار اور ملک سے باہر کردو۔**

او میرے بہائیو! ذرا اپنے ویدک احکام سے قرآن شریف کی تعلیم کا مقابلہ کرو اور پہر مسلمانون پر انگلی اٹہاؤ ے تجہی پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ توں

اس خوفناک تعلیم کا اثر

سوامی جیکی اس خوفناک سفاکانہ تعلیم سے متاثر ہوکر شہزادپور ضلع انبالہ مین ایک آریہ لیکچرار نے اپنے لیکچر مین علانیہ اس بات کا اپدیش کیا تہا کہ جس گاؤن مین بے ایمان آباد ہون اس گاؤن مین نہ رہنا چاہئیے گویا یا تو ان بے ایمانون کو موت کے گہاٹ اتار دیا خود اس گاؤن کو چہوڑ دو اسی طرح دیانند اینگلو ویدک کالج کے ایک پروفیسر نے اپنے لیکچر مین ایک خاص گروہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تہا کہ وہ بوریا بندہنا باندہکر اس ملک سے چلے جاوین کیا خوب ابتو جب کہ آریہ مہاشون کے ہاتہہ مین سوائے نوک دار قلم اور نوکدار زبان کے اور کوئی ہتہیار نہین۔ تو اس بات پر منہ بیٹھے ہین اور اگر خدانخواستہ انہین صرف پانچ منٹ کیلئے اپنے ویدک احکام پر عملدرآمد کرنیکا اختیار دیا جاوے تو خدا جانے اس خطرناک سپرٹ والے کیا کچہہ کر دکہائین مگر خدا گنجے کو ناخن نہین دیتا اگر اتنا کہے کہا کر بہی سوامی جی ٹھنڈے ہو جاتے تو بہی خیر تہی مگر نہین آیندہ چلکر سوامی جی نے اپنے چیلون کے ہاتہہ مین اور بہی خطرناک ہدایتیں دی ہین ذرا اینر غور کیجئے

ویدون میں راکہس ملیچہ اور چنڈال کی تعریف

ناظرین! تمہین کیا معلوم ہے۔ کہ آریہ سماج کے مذہبی پستکون مین اپنے سے غیر مذہب کی نسبت کیا کیا کچہہ لکہا ہوا ہے اور یہ لوگ غیر مذاہب والون کو کس نگاہ سے دیکہتے ہین یہ تمام باتیں جب ہی معلوم ہو سکتی ہین اگر انکی مذہبی پستکون کو غور سے پڑہا جاوے۔

آہ ہمارے بہت سے ہموطنیں کو معلوم نہین کہ آریہ سماج کے بانی نے آرین لوگون میں کس خطرناک تعلیم کا پرچار کیا ہے۔ آریہ سماج کے بانی نے اپنے سے غیر مذاہب والونکو راکہس۔ ملیچہ۔ نیچ اور چنڈال کے نام سے پکارا ہے۔ اور ایسے خطاب دینے مین انسانون کے اچہے سے اچہے مذہبی عقیدے اور اعملی سے اعلیٰ زندگی کا بہی کچہہ خیال نہین رکہا آریہ سماج کے بانی نے آریون کے علاوہ اور سبکو بغیر کسی قسم کے امتیاز کے راکہس ملیچہ اور چنڈال کا خطاب دیا ہے۔ چنانچہ آپ ستیارتہہ پرکاش کے دوسرے ایڈیشن کے ۸ وین سمولاس مین ۲۱۵ صفحہ پر لکہتے ہین۔

"جو آریہ ورت دیش سے بہن دیش ہے۔ وہ دسیو دیش اور ملیچہ دیش کہلاتا ہے۔ اور اس سے بہی یہ سدہ ہوتا ہے کہ آریہ ورت سے بہن پورب دیش سے لیکر ایشان اتر وایو اور پچہم دیشون مین رہنے والونکا نام دسیو اور ملیچہ تتہا اسر ہے۔ اور نیرت دکہن تتہا اگنے وشاؤن مین آریہ ورت دیش سے بہن رہنے والے منشیون کا نام راکہس ہے"

اسکا سلیس اردو مین ترجمہ یہ ہے کہ جو آریہ ورت ملک کے علاوہ ملک مین وہ دسیو لوگون کے ملک اور ملیچہ لوگون کے ملک کہلاتے ہین۔ اس سے بہی یہ ثابت ہوتا ہے کہ آریہ ورت کے سوا اس کے مشرقی ملک سے لیکر شمال مشرق۔ شمال شمال مغرب اور مغربی ملکون مین رہنے والونکا نام راکہس ملیچہ اور چنڈال ہے اور جنوب مغرب جنوب اور جنوب مشرق کی طرفون مین آریہ ورت دیش سے باہر رہنے والونکا نام راکہس ہے گویا اس تعلیم کی رو سے جاپان چین تبت فارس روم انگلینڈ۔ جرمنی فرانس ریاستہائے متحدہ امریکہ وغیرہ وغیرہ ملکون مین رہنے والے سب لوگ دسیو ملیچہ۔ نیچ چنڈال اور پاپی ہین۔ اور امریکہ کے وسطی اور جنوبی حصونکے اور آسٹریلیا اور سیام وغیرہ ملکون کے لوگ پاپی ہین؟

واہ سبحان انیسوین صدی مین کیسی کشادہ دلی۔ روشن دماغی اور عالمگیر مذہب کی تعلیم! اور مذہبی بردباری کا کیسا اچہا نمونہ اے دیانندیو! کیا اسی زعم پر تم غیر مذاہب والون پر اعتراض کیا کرتے ہو کیا تمنے اعتراض ہی کرنے سیکہے ہین۔ یہ کبہی اپنے گریبان مین بہی منہ ڈالا ہے اگر اسقدر پر بہلا کہکر بہی سوامی جی چپ ہو جاتے۔ تو بہی غنیمت تہا مگر نہین سوامی جی نے اس خطرناک تعلیم دینے مین وہ یدطولیٰ دکہلایا ہے۔ کہ چپ ہی بہلی ذرا سوامی جیکے اس حکم پر غور کیجئے۔ کہ سوامی جی نے اپنے آپکو ویدونکا سمجہنے والا قرار دیکر اور وید وںکو ایشور کا کلام ظاہر کرکے اپنے مخالف لوگون کے لیئے کس کس قسم کی کامناؤن اور حرکات کو جائز قرار دیا ہے ہان انہین خود اپنے ایشور کے منہ سے نکلا ہؤا بتایا ہے۔

ویدون کے مخالف صفحہ دنیا پر نہ رہین

اس سے پہلے سوامی جی کا جو حکم وید بردہی یا دوسرے لفظون مین ناستکون کو دیش جاتی

اور مکتی سے نکال دینے۔ ... ...

وہ سوامی صاحب نے منوسمرتی کے حوالہ سے درج کیا تھا اب ہمنے ایشور کے الہامی کلام کے مطابق انہوں نے ایسے لوگوں کے لیئے جو نادر حکم تجویز فرمایا ہے۔ وہ حسب ذیل ہے۔ دیکھو رگوید بہاشیہ مطبوعہ سمت ۱۹۳۵ بکرمی صفحہ ۲۷ پر رگوید کے پہلے آشٹک کے پہلے ادھیائے کے ساتوین ورگ کے پانچوین منتر کے پچھلے حصہ کا ارتھ (بخلاصہ مطلب)

"جو ناستک نندک وادھورت منش ہین وے سب ہم لوگون کے تواس استھان سے دور چلے جاوین کنتو نشچے کر کے اور دلیشون سے بہی دور ہوجاوین ارتہات اودہرمی پرش کسی دیش مین نہ رہین"

خوب جی خوب! منوجی مہاراج نے تو صرف اپنے دیش سے ہی باہر نکالنے کا حکم صادر فرمایا تہا۔ مگر ایشور جی مہاراج کچھ اور آگے بڑہے ہین اور جن لوگون کو ویدک تعلیم کی رو سے ایشور نے خود ہی پیدا کیا تہا۔ ان کے لیئے یہہ حکم صادر فرمایا کہ وہ نہ صرف ویدک دہرمیون کے دیش سے ملک بدر کیئے جائین۔ بلکہ صفحہ دنیا پر بہی نہ رہنے پاوین۔ جرم یہ کہ وہ وید کو نہین مانتے۔ وہین سے آریہ سماجون کا ایشور مکتی کے تو مستحق ہی کہان ہونگے۔ بہلا پہر وہ بیچارے جائین تو کہان جائین۔

واہ کیا اودارتا اور فراخدلی کی تعلیم ہے کیا اسی تعلیم کی بنا پر بعض جوشیلے مہاشے "عالمگیر" "عالمگیر ویدک دہرم" پکار پکار کر خوش ہوا کرتے ہین۔ ہم دل وجان سے متمنی ہین کہ خدا کبہی گنجے کو ناخن نہ دے۔ ورنہ اس ویدک الہام کے پیرو اس الہامی اور خدائی حکم کے ہتھیار سے مسلح ہو کر دنیا مین کیا کچھ آفت برپا کر دیتے ہم اس نظارہ کو سامنے لاکر ہی کانپ اٹھتے ہین کہ جب اس انوکھے ویدک دہرم کے حلقہ بگوش ہندو جاتی کو ہی چن چن کر اپنے ملک اور صفحہ دنیا سے دور کرنے مین مصروف ہون۔ اے دیانندیو!

یا ایسی تعلیم پر نازان ہو کر تم غیر مذاہب والون پر اعتراض کیا کرتے ہو ذرا اپنے گریبان مین منہ ڈالکر تو دیکھو اگر اسکے بعد تم کو اغیار پر اعتراض کرنیکا حق پہنچے تو بڑی خوشی سے ذرا غور تو کرو آپکے لاثانی ویدک مفسر نے کیسی انوکہی تعلیم دی ہے۔ اگر مذکورہ بالا تعلیم کا پرچار کر کے ہی سوامی جی بس کر جاتے تو بہی غنیمت تہا مگر نہین سوامی جی نے اس انیسوین صدی کے امن وامان کے زمانہ مین پہونچکر اپنے چیلون کو ایسے خطرناک اوزارون سے مسلح کیا ہے۔ جسکا تصور کرتے ہی رونگٹے کہڑے ہوتے ہین آگے چل کر سوامی جی فرماتے ہین۔

بے ایمان۔ جاہل ویدون کے نہ ماننے والے اپنی جڑون سمیت غارت ہوجائین

ناظرین! مبادا کسیکو ایشور کا مطلب سمجہنے مین شک رہجائے اسلیئے ویدک ایشور یا ان کے ویدک مفسر ہر ایک بات کو نہایت واضح اور تصریح کیسا تہ فرماتے ہین اور اس کے لیئے ویدک مفسر صرف اوپر کا ہی الہامی حکم صادر کر کے تسلی نہین پاتے بلکہ وہ ایک اور ایشور کے الہامی کلام بھولی بھٹکی دنیا پر نازل فرماتے ہین اور پہر ویدک ایشور خود ہی اس دعا یا پرارتھنا تیار کر کے اپنی سنتان کو دیتے ہین اور پہر بقول آریہ صاحبان کے جوگ درشٹی دوارہ ایسے ایشور کے دلی منشاء کو سمجہنے والے ویدک لاثانی فلاسفر اور انیسوین صدی کے لاثانی مہارشی پنڈت دیانند صاحب ایشور کی رچی ہوئی دعا کو "ایشور بانی" سے چن چن کر ایک پرارتہنا پستک یعنی دعاؤن کی کتاب مرتب کرتے ہین جسکا نام وہ آریہ بہے ونی سبہا رکہتے ہین ایشور کی تمام دعاؤن کو یکجا اکٹھا کرتے ہین تاکہ آرین لوگون کو ویدک ایشور کے لاثانی اور عالمگیر احکام تلاش کرنے مین تکلیف نہو آپ بیشک اپنے دل مین خیال کرتے ہونگے کہ پنڈت دیانند نے "آریہ بہے ونی سبہا" جو اسقدر محنت شاقہ اور عرقریزی سے ویدک احکامون کو تلاش کر کے ایک ویدک گلدستہ بنایا ہے اس کی تعلیم کیسی شانتی دائک اور صلح پسند اور امن پھیلانیوالی ہوگی۔ مگر ہبائی ہاتہ کنگن کو آرسی کیا۔

اس ویدک گلدستہ کے ایک پہول سونگھ کر کے دیکھ لیجیئے اس مین کیسی بوباس رچی ہوئی ہے آریہ بہے ونی کے چھٹے ایڈیشن مطبوعہ بکرمی کے صفحہ ۵۰ پر آریہ سماج کے رشی اور مہارشی صاحب رگوید اشٹک اول ادہیائے ۴ ورگ ۳ منتر ۸ کا بیاکہیان یون درج فرماتے ہین۔

"اور جو ناستک ڈاکو چور بشواس گہاتی مورکھ وشے لمپٹ ہنسا آدی دوش یکت اتم کرمون مین وگھن ڈالنے والے سوارتہی سوارتھ سادہن مین تت پر وید ودیا ورودہی اناریہ منش وسرب اپکارک یگیہ مین بگھن ڈالنے والے ہین۔ ان سب ڈشٹون کو ہول ہست نشٹ کر دیجیو" خوب خوب سنو سنواے بہارت دیش کے رہنے والے عیسائیو یہودیو پارسائیو۔ مسلمانون سکھ بہائیون ویدک ایشور کا حکم ہے۔ کہ جو لوگ مورکھ یعنی ان پڑہ ہین سوارتہی یعنی خود غرض ہین گوشت خور یا شکاری ہین۔ اچہے کامون مین بگھن ڈالنے والے ہین۔ ویدک علوم کے مخالف ہین اور وید و نکا اپمان یا انکی نندیا کرنیوالے ہین اور اس لیئے وہ بے دین ہین۔ انہین نہ صرف خود نشٹ ہوجانا چاہیئے۔ بلکہ انکی جڑون تک غارت ہوجانی چاہئین۔

واہ ایشور کی کتنی بڑی دیا ہے۔ اس مہربانی کا بہی کوئی ٹھکانا ہے۔ اس دیالتا کی بہی کوئی حد ہے لیکن اس مین مشکل یہ ہے کہ ایشور کا یہ حکم مان کر اس حکم کی ایک یا دوسری دفعہ کی رو سے (یعنی جو ان پڑہ ہین خود غرض ہین گوشت خور ہین) ہندوستان کا تو شاید کوئی ہی بچہ بجز آریہ سماجیون کے زندہ رہ سکے مگر دیکہنا ہے تو اسبات کا کہ پہر ایشور

کی اس آگیا کا پاٹھ اور پرچار کون کریگا اور پھر تجل آریہ اخباروں کے آریہ سماج مین سوار تھی اور اتم کرسون یا یگیہ مین بگھن ڈالنے والے تو خاص کر پوجت پائے جاتے ہین واہ ویدک ایشور تم نے اپنے ویدک دھرمیون کی بھی رکھشا نہ کی۔

کیون دیانندیو؟ اب کہئے "کتنی دین سو" کیا اس برتے پر تم غیر مذاہب والون پر اعتراض کیا کرتے ہو ذرا اپنے مکھ سے تو گھونگٹ اتاریو تاکہ لوگون کو معلوم تو ہو جائے کہ یہ حسن بالو کس رنگ و روپ مین ہے۔

ناظرین! تم تو خیال کرتے ہوگے کہ اب تو ضرور ہی سوامی جی مدہم پڑ گئے ہونگے نہیں ع

یہان وہ نشہ نہین جو ترشی اتار دے

یہان تو ویدک مخالفون کا کچومر نکالنے کا نشہ چڑھا ہوا ہے۔ ذرا ملاحظہ تو کیجئے سوامی جی کیسی دیالتا کی تعلیم کا پرچار کر رہے ہین۔

مخالف ہمارا مذہب قبول کرین یا ہمارے غلام ہوکر رہین یا مر جائین

بھلا سوامی جی کس طرح اس بات کو برداشت کر سکتے تھے کہ اس کی سفاکانہ سپرٹ کسی پہلو سے ادہوری رہجاتی چنانچہ آپ اپنے مخالفون کو ختم کرتے یا انہین غلام بناتے یا اپنا مذہب قبول کرانے کے متعلق سفاکانہ سے سفاکانہ ہدایات کو بھی نظر انداز نہین کیا۔ اور اپنے اس سفاکانہ مشن مین وہ یدطولے دکھلایا ہی کہ چپ ہی بھلی چنانچہ آپ اپنے ویدک ایشور کے مذکورہ بالا ویدک کلام کی تفسیر کرتے ہوئے اسی آریہ بھے ونی کے صفحہ ۱۵ پر تحریر فرماتے ہین "برہمچریہ گرہست۔ وان پرست سنیاس آدی دھرم انوستہان برت۔ رہت وید مارگ و جہ ویدک آنار جاریون کو ستھایو گیہ ناس کرو جس سے وے بھی سکھایکت ہوکے شسٹ ہون اتھوا انکے پران انت ہو جائیں کیا ہمارے وش مین رہین۔"

گویا سوامی صاحب اپنے ایشور کے منہ سے ہی نکلی ہوئی اور ایشور کی خدمت مین ہی کی ہوئی پرارتھنا یا دعا مین یہ ظاہر فرماتے ہین کہ جن لوگون نے برہمچریہ گرہست وان پرست اور سنیاس نہ رکھا ہو (مثلاً جیسا کہ خود سوامی جی نے بھی گرہست اور آریہ سماج کے کثرت سے لیڈرون نے برہمچریہ وغیرہ نہین رکھا) ایسے لوگ یا تو ہماری تعلیم کو قبول کرین یا ان کی زندگی کا خاتمہ ہو جائے یا ہمارے بس مین ہو کر رہین۔"

اب کہئے پنڈت دیانند صاحب کے ویدک دہرم کے مخالف بھارت باسی سناتن دہرمیون ہندو اور برہموون عیسائیو سوسائیو مسلمانو اب کونسی بات منظور ہے یا تو ویدک دین قبول کرو۔ اوہ کیسی فراخدلی کی تعلیم ہے۔ کیون دیانندیو! اس ویدک تعلیم کے زعم پر تم لوگ دوسرون پر اعتراض کیا کرتے ہو کچھ اپنے گہر کی بھی خبر ہے۔ یا ایسے ہی وید وید کی "پکار" پکارا کرتے ہو" نہ دیکھا نہ بھالا صدقے گئی خالہ"

ناظرین تم تو اب بڑے خوش ہوتے ہوگے۔ کہ اس اُنیسوین صدی کے رشی جہارشی مخالفوں کو غلام بنا کر انکی جان بخشی کر دینگے مگر یاد رہے سوامی جی ایسے کچے نہیں ہین ذرا صبر اور تحمل سے سوامی جی کے بچن سنتے جاؤ۔

دشمنوں کا مال اور اسباب اور عورتیں لوٹو اور بانٹو

اب اور تمام جتن تو سوامی جی نے تبلا دیئے۔ اب اس سفاکانہ تعلیم مین صرف دشمن کی عورتیں اور مال لوٹنے اور کنیزون کا معاملہ باقی رہگیا تھا۔ اور بھلا سوامی جی کا رحمدل کب گوارہ کرتا تھا۔ کہ اس طرف سے آپکی تعلیم ادھوری رہ جائے اور جب سوامی جی نے دیکھا کہ وید میں تو کوئی ایسی شُرتی وغیرہ ملتی نہین جس سے جلے دل کے پھپھولے پھوڑے جائیں تو پھر آپنے ایک عجیب کرتب سے کام لیا وہ یہ کہ منو سمرتی کے حوالہ سے اس کمی کو پورا کر دیا چنانچہ آپ اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش کے

دوسرے ایڈیشن کے صفحہ ۱۹۲ پر آٹھوین سمولاس مین منی مذکورہ کا حوالہ دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہین۔

"اس دیو سقاد حکم کو کبھی نہ توڑے کہ جو لڑائی مین جس جس بہرتیہ (ماتحت) واد ہیکچہ (افسر) نے رتھ گھوڑے ہاتھی چھتر دہن (روپیہ) دہانیہ (غلہ) گائے آدی پشو۔ اور استریاں انیہ پرکار کے سب دربیہ (چیزیں) اور گھی تیل آدی کے کپّے "جیتے ہوں وہی اس اس کا گرہن کرے پرنتو سنیاسیہ جن (اور فوجی لوگ) ان جیتے ہوئے پدارتھون مین سے سولہوان بھاگ راجہ کو دیوین"

اس انتخاب کے شکل الفاظ کا ہمنے خطوط وحدانی مین ترجمہ دیدیا ہے۔ اور پھر سوامی جی نے منو سمرتی کے حوالہ سے ایسی حکمت عملی سے کام لیا ہے کہ جسکو معلوم کر کے ہر ایک انسان جسکو منش جاتی سے ذرا بھی محبت ہے افسوس کیئے بغیر نہین رہ سکتا۔ وہ حکمت عملی یہ ہے کہ اسکے پہلے تو آپ ویدون کے ہتھیارون کے ذریعہ اپنی فوج کو مسلح کرتے آئے ہین۔ اور جب لوٹ مار کے متعلق ویدین سوامی جی کو کوئی اپنے ڈھب کی شرتی نہین ملی۔ تو آپنے منو سمرتی سے کام چلایا اور پھر اپنے بچن کے اثر کو قایم رکھنے کے لیئے یہ تاکیدی حکم نافذ فرما دیا۔ کہ منو جی کے بچنون کو وہی عظمت اور اکرام ہے۔ جو وید کو ہے۔ اور اپنا اُلّو سیدھا کرنیکے لیے یہان سوامی جی نے کیسی گہری حکمت عملی سے کام چلایا ہے۔ اس کی کنہ کو کچھ وہی لوگ پہونچ سکتے ہین جن کو سوامی جی کی پالیسی کا ابھیاس ہو

کیا اس سبب پر آریہ سماجی لوگ دوسرے مذاہب کے ساتھ ٹکراتے اور انپر حملہ کرنیکا حوصلہ کیا کرتے ہین افسوس بہت سی صورتون مین مخالفون کو ان کے "ڈھول" کے پول کا پتہ نہین ورنہ اورون کے کھنڈن کی اسقدر جرات نہ پڑتی۔

اور ستم ہے رنج دہ امر ہے کہ سوامی جی ایسے زمانہ مین پہنچکر جب کہ ہر طرف "تہذیب" "تہذیب" "امن"

اور "امن" "امن" کے نعرے گونج رہے ہیں جب کہ ایشور اور وید کو نہ ماننے والے مگر سچی انسانیت کا خاصہ رکھنے والے جاپان کے بہادر لوگوں نے جب روس کی سپاہ سے مقابلہ کیا تو اس کی نسبت بہت سی مثالیں اخباروں میں چھپتی رہی ہیں کہ جب کوئی روسی سپاہی میدان جنگ میں مرا ہوا جاپانیوں کے ہاتھ آیا اور اس کے بدن پر اسکا کوئی مال مثلاً گھڑی یا نقدی وغیرہ کے ملا تو اسکو اسکے پس ماندگان کو پہونچانیکی کوششیں کیجاتی تھیں ہاں جب کہ دنیا اسقدر ترقی کر چکی ہے کہ پرائی عورت کی طرف ہاتھ بڑھانا تو ایکطرف رہا آنکھ اٹھا کر کے دیکھنا بھی کمینہ اور چنڈال لوگوں کا کام سمجھا جاتا ہے وہاں دوسری طرف انیسویں صدی میں رشی مہارشی دیانند کا ظہور ہوتا ہے اور ویدک دہرم کی لاثانی تعلیم کے دوارہ (ذریعہ) اپنا پیراؤں میں ایسی خطرناک سپرٹ پھونکتے ہیں کہ وہ نہ صرف پرائی عورتوں پر دست درازی کریں بلکہ اسکے "سولہ" حصے کریں راجہ اور افسروں کو درجہ وار تقسیم کریں معلوم نہیں کہ سوامی جیکا اس سولہ حصوں سے کیا مطلب ہے اور کس پرکار وہ ایک جیتی جان کے سولہ حصے کرینگے شاید ممکن ہے کسی اور ذریعہ سے حصہ رسدی سے کام چلائیں۔ اوہ کیسی بزدلانہ حرکت ہے۔ پھر جب کہ آریہ دوست سیواجی مرہٹہ کی بہادری اور فراخدلی کے گُن گاتے وقت آجکل یہہ بیان کرتے ہوئے فخر کرتے ہیں کہ جب لڑائی میں سیواجی کو ایک مخالف پر فتح حاصل ہوئی اس مخالف پارٹی کی عورتوں کو سیواجی کی سپاہ کے لوگ پکڑ لائے مگر جب سیواجی کو اس واقعہ کی خبر ملی تو اس نے اپنے سپاہیوں کو بہت سرزنش کی اور ان عورتوں کو باعزت اپنے اپنے گھروں میں واپس کر دیا۔

مگر دوسری طرف وہاں ایک شخص انیسویں صدی میں ظاہر ہوتا ہے سنیاس کا مذہبی لباس پہنتا ہے۔ ہاتھ میں وید اور شاستر پکڑ کر مذکورہ بالا تعلیم کا پرچار کرتا ہے اور ہمارے کتنے ہی تعلیم یافتہ لوگ اسے لاثانی ریفارمر اور رشی اور مہارشی کا خطاب نذر کرتے ہیں۔

اور کسقدر سفاکانہ تعلیم کتنی بڑی بھاری گمراہی کیا یہی مذہبی تعلیم اور مذہبی کتاب ہے کہ جس کی آریہ ورت میں پچھا پھیلنی ہے۔

میرے دوست اب تو آپ ضرور ہی خیال کرتے ہونگے کہ اس سے بڑھکر بھلا سوامی جی اور کیا کہہ سکتے ہیں اب تو ضرور ہی خاموش ہو جائیں گے مگر نہیں یہاں سوامی جی نے کچی گولیاں نہیں کھیلیں ذرا سوامی جی کے رحم وکرم کے احکام میں سے اور حکم ملاحظہ فرمایئے۔

مخالفوں کو کھلم کھلا قتل کرو

اگر سوامی صاحب غیر مذاہب والونکو بے دین پاپی چنڈال کہکر خوش ہو جاتے تو بھی غنیمت تھا اگر انہیں اپنے ملک (جو خدا کے فضل سے ٹھن ٹھن گوپال ہی ہے) سے بدر کر کے خوش ہو جاتے تو بھی غنیمت تھا۔ اگر انہیں لوٹ کھسوٹ کر کے پرسن ہو جاتے تو بھی اچھا تھا۔ مگر نہیں نہ جانے سوامی جی پر کونسی چیز سوار ہوئی ہوئی ہے۔ جو وہ بے طرح غیر مذاہب والوں کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے ہیں۔ اور نہایت سخت خطرناک سفاکانہ تعلیم کا پرچار کرتے ہوئے اسی ستیارتھ پرکاش کے ص ۱۸۶ منو سمرتی مذکور کے حوالہ سے فرماتے ہیں۔

"دشٹ پرش کے مارنے میں سنھتا کو پاپ نہیں ہوتا چاہیے پرسدھ مارے جاہئے اپرسدھ مارے کیونکہ کرودھی کو کرودھ سے مارنا جانو کہ کرودھ کی کرودھ سے لڑائی ہے۔ یعنی دشٹ آدمیوں کے مارنے میں قاتل کو پاپ نہیں ہوتا۔ خواہ کھلم کھلا قتل کرے خواہ چھپ چھپا کر اوہ اس سے بڑھکر خوفناک تعلیم اور کیا ہو سکتی ہے۔ اس سفاکی کی بھی کوئی حد ہے اگر آج گورنمنٹ عالیہ ان سوراجیہ کے دلدادوں کے ہاتھ میں انکا قانون دے دے تو اس عالمگیر ویدک دہرم کے مدعی جو کچھ اودھم مچا دیں اور وہ دن کے اندر اندر جو کچھ طوفان بے تمیزی بپا کر دیں ذرا اس بھیانک نظارہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے لائیں تو

تو پھر آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ تعلیم کیسی غضب کی خطرناک تعلیم ہے اور جو لوگ ایکدوسرے کو جب طور پر یا ناواجب طور پر تصور کرتے ہیں۔ اور آریہ سماج کے مذکورہ بالا تعلیم کے مطابق اس خطاب کا کسی شخص کو ملجانا مشکل ہی کیا ہے تو ان کی سفاکانہ سپرٹ سے اس ملک کے انسان ایسے ویدک دہرم کی کرپا سے جو لیلا چاہا جائے اسکا نظارہ سامنے لانیسے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

اوہ! اس کرودہی کی بھی کوئی حد ہے۔ کیا بات پر آریہ دوست اسلام پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ خدا کے لیئے ذرا اپنے گریبان میں تو منہ ڈالکر دیکھیں پھر اسی پر ہی اکتفا نہیں اسی پر ارتھوں کی کتاب میں جسکا حوالہ ہم اوپر دے چکے جن کی عظمت اور اکرام کے لیئے سوامی دیانندجی یہ الفاظ قلمبند کرتے ہیں کہ اس کتاب کے مطالعہ سے اور اس پر عملدرآمد کرنے سے آدمیوں کو ایشور کا گیان اور سروپ حاصل ہو کر مکتی نصیب ہوتی ہے۔ اسی بہے دنی سبھا" میں سوامی دیانندجی یہ تحریر فرماتے ہیں)۔

جو ویدک دھرمیوں سے محبت نہ کرے وہ تباہ ہو؟

آریہ بھونی کے چھٹے ایڈیشن کے صفحہ ۲۶۸ پر یجروید کے چھٹے ادھیائے کے ۲۲ و ۲۳ منتر کے حوالہ سے آپ ویاکھیان دیتے ہیں یا یوں کہنا چاہیئے کہ ایشورجی مہاراج اپنی وید کی تعلیم کا پرچار مندرجہ ذیل پیرایہ میں آشکارا کرتے ہیں۔

"جو ہم سے دویش اپریتی شرونا کرتا ہے تتھا
جس دشٹ سے ہم دویش کرتے ہیں ہے
نیائے کارن اسکے لیئے پورو وکت پرآن
بہ تی آدی کو ل وکہہ کارک ہی ہوں"

اسکا سلیس اردو میں یہ مطلب ہے کہ جو ہم سے انتقام لیتا ہے۔ جو ہم سے محبت نہیں کرتا یا ہم سے دشمنی کرتا ہے اور جس دشٹ سے ہم دشمنی کرتے ہیں اے انصاف کرنیوالے پرمیشور (انصاف کی بھی کوئی حد رہ گئی) اس کے لیئے مذکورہ بالا پران

وغیرہ یعنی پران اور پانی اور علم یا بدیا اور دوائی سب ناموافق اور دکھ پہونچانیوالے ہی ہون اوہ کیا اس تنگدلی کی بھی کوئی حد ہے۔ بھلے بھلا اور تو اور جو ہم سے محبت نہیں کرتا یا اس سے بڑھکر جس سے ہم خود دشمنی کرتے ہین اسکا ستیاناش کرو اور پھر اس کے لیئے یہ چاہنا کہ اسے پانی اور دوائی اور علم تک بھی موافق نہ آئیں یعنی اگر وہ پانی پیئے تو وہ اسے زہر کا پیالہ ہو کر لگے اور اگر پیٹ درد کے لیئے پیپرمنٹ کی گولی کھائے تو سنکھیا کی گولی یا توپ کی گولی ہو کر لگے۔ اور اگر حساب کرنے بیٹھے تو پہاڑون مین گڑبڑ پڑ جائے کل چلانے لگے تو وہ الٹی چلے آہ! کیا ایسی پرارتھنا مذہب کے نام سکھانا اور اسے خدا کے الہام کیمطابق قرار دینا دھرم وغیرہ تو کہین رہا معمولی انسانیت کے بھی مطابق کام ہو سکتا ہے خدارا کچھ تو توجہ کرو

ناظرین! اب تو آپ ضرور یہی کہتے ہونگے کہ آخر اس سے بڑھکر اور کونسی بات کہنے والی باقی رہ گئی اب تو رشی جی مہاراج ضرور راہی شانت ہو گئے ہونگے۔ مگر یاد رہے سوامی جی ایسی نرم آسامی نہیں ہین چنانچہ آپ آگے چلکر فرماتے ہین۔

ویدک دھرمیوں کے دشمن بھسمی بھوت ہون

اس طرح پر اسی کتاب کے یعنی آریہ بھے دنی سبھا کے ۵۸ صفحے پر رگوید کے پہلے آشٹک کے تیسرے ادھیائے دسوین ورگ اور چھٹویں منتر کا دیا کھیان لکھتے وقت سوامی جی یہ پرارتھنا اپنے چیلوں کو سکھلاتے ہیں کہ

"جو پرانی ہم سے دشمنی کرتا ہے۔ اسے آپ سمیک بھسمی بھوت کرو"

یعنی جو آدمی ہم سے دشمنی کرتا ہے اسکو جلا کر کوئلہ کرو

ویدک دھرمیوں کے دشمن نشٹ ہون

آہ انہ جانے سوامی جی مہاراج کیون غیر مذاہب والون کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہین اور انکے لیئے منو سمرتی اور ویدون سے چن چن کر احکام نکال رہے ہین۔ اور ان تمام احکام کو یکجا کر کے آریون کے لیئے ایک "وظیفہ" تیار کرتے ہین جس کا جاپ آریہ مہاشہ اشنان کرنیکے بعد روزمرہ کرتے ہین سوامی جی یجروید بھاشیہ مطبوعہ سنہ ۱۹۳۵ء کے صفحہ ۲۸ پر وید کے پہلے ادھیائے کے آٹھوین منتر کا ارتھ کرتے وقت آپ لکھتے ہین۔

"جو دشٹ شستر وہم لوگون کو دکھ دیتا ہے اسکا نشٹ کرو"

گویا سوامی صاحب کی تحریرون مین مخالفون کو "نشٹ کرو" "نشٹ کرو" "بھسمی بھوت کرو" "بھسمی بھوت کرو" کی گردان کے کثرت سے احکام موجود ہین اور پھر غضب یہ ہے کہ ایسی خطرناک دعائین صبح و شام آریہ سندرون اور گروکلون سکولون مین لڑکون اور لڑکیون کو سکھلائی جاتی ہین جنکا وہ روزمرہ جاپ کرتے ہین +

اطلاع

آجتک جن مہربانون نے نور کی قیمت ادا نہین کی انشاء اللہ تعالے یکم جون کا پرچہ انکی خدمت مین وی پی ہوگا۔ تیار رہین +

مینیجر "نور" قادیان

اگر اسپر ہی اکتفا کیا جاتا تو بھی غنیمت تھا۔ ہم سمجھتے کہ یہان ایکطرف سفاکانہ تعلیم کا پرچار کیا گیا ہے ممکن ہے وہان دوسری طرف الہی پریم اور وصال یاری کے وید مین وہ افضل اور احسن طریقے درج ہونگے جسپر عملدرآمد کرکے منہ وجاتی اپنا اودھار کر سکیگی مگر افسوس کہ جب اسپر بھی غور کیا گیا۔ تو سوائے تین کانون کے اور کچھ نظر نہ آیا۔ ناظرین آریہ سماج کے بانی کے ہاتھ سے دھرم اور اخلاق کی جڑ کاٹنے کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا جبکہ آپنے یجروید کا ترجمہ شائع کیا۔ اور اسوقت اپنے قول کے مطابق ایشور کے منہ مین سخت فحش بیانی کی یا اس سے بھی بدتر تعلیم دی یجروید کے کتنے ہی منتر اپنی اعلیٰ نفاست اور اعلیٰ خیالات کے لیئے مشہور ہین۔ اسلیئے ہم نہیں کہہ سکتے کہ یجروید کے کتنے ہی منترون کے ارتھ کرنے مین پنڈت دیانند صاحب نے جسقدر فحش بیانی کی ہے۔ اس کے لیئے آیا وہ یعنی سوامی صاحب خود ذمہ وار ہین۔ یا وہ "مقدس کتاب" جسے وہ ایشور کا کلام بتلاتے ہین۔

میرے دوستو! میرے مضمون کا یہ حصہ اسقدر نازک ہے اور مین حیران ہون کہ مین کن الفاظ مین اس فحش تعلیم کو آپ کے سامنے بیان کرون تاکہ آپ اسکا مطلب اور مفہوم تو سمجھ جائین مگر مجھے ایسے گندے الفاظ کو قلمبند نہ کرنا پڑے کاش کل لالہ یوگیندر پال نے نہایت بیرحمی اور محض جھوٹے بہتانون سے مسلمانون کے دل پارہ پارہ کیئے ہوتے۔ تاکہ آج ہمین بھی اس "نازک فرض" کو نہ ادا کرنا پڑتا۔ کاش ہمیں باوجود صادق ہونیکے کاذب کا فتویٰ نہ دیا جاتا تاکہ آج ہمین رشی دیانند کو اصلی رنگ وروپ مین ظاہر کرنا پڑتا ہان ہمین افسوس ہے۔ کہ ہم رشی دیانند کے کمھ سے کیون گھونگٹ اتارنے لگے ہین مگر کیا کرین یہ سوامی جی کے ہونہار چیلے اور انکے شاگرد رشید لالہ یگیندر پال کی مہربانی کا نتیجہ ہے۔ کہ وہ اس طرح اپنے گرو دیو کو "تشہیر" کرنا چاہتا ہے۔

مضمون کے جس حصہ پر اب ہم پہونچے ہین وہ نہایت ہی نازک ذمہ واری کا مقام ہے۔ ہم نہین سمجھ سکتے کہ ہم کس طرح اپنی ذمہ واری کو انجام دین ایک طرف تو ہم نہایت ہی ضروری سمجھتے ہین۔ کہ آریہ سماج کی دینی تعلیم کے متعلق ہمارے ہزارون ہموطن جسقدر برسون سے اب تک دھوکے مین رہے ہین اور کتنے ہی سادہ لوح آریہ سماجی جنہون نے کبھی وید کا پڑھنا تو ایک طرف ستیارتھ پرکاش کو بھی اٹھا کر نہین دیکھا اور پھر اپنے ہان کی دینی تعلیم سے ناواقف رہکر جسقدر ظلمت اور اندھیری

میں پڑی ہوئے ہیں انکا یہ اندھیرا دور کیا جائے اور علاوہ عملی زندگی کے مسلمہ نقصوں اور برائیوں کے جس سے آریہ سماج کی دینی تعلیم جیسی کچھہ خوفناک اور گناہ آلودہ ہے اسے بخوبی ظاہر کیا جائے - اور دوسری طرف سوامی جی کی تعلیم کے بعض حصے اسقدر پایۂ اخلاق سے گرے ہوئے ہیں اور اسقدر مجرمانہ اور فحش بیانی سے پر ہیں کہ انکو پبلک کے سامنے لاتے ہوئے بھی بہت دقت معلوم ہوتی ہے - خصوصاً مضمون کے جس حصے پر اب ہم پہونچے ہیں - اس کے بارے میں لکھتے وقت جسقدر دقت ہمکو محسوس ہو رہی ہے اسکا اندازہ کچھہ ہمارا دل ہی لگا سکتا ہے لیکن ناظرین ہم کیا کریں یہ تعلیم ہے کہ جو ویدک تعلیم کے نام کو پکار کر ہندو جاتی کی بہو بیٹیوں کو انکے عزیز بچوں کو اور اس کے ننھے ننھے قومی نونہالوں کو دی جا رہی ہے اور پھر یہ بتایا جا رہا ہے - کہ اس "کلجگ" یعنی قبیح اعوج کے زمانہ میں ایک رشی دیانند صاحب ہی ایسے اوتار ہوئے ہیں انکا ہی ایسا لاثانی ظہور ہوا ہے کہ جنہوں نے بھارت کا بیڑا پار کیا ہے - اور انکے مت کو چھوڑ کر اور سب "ڈھول کا پول" ہے اور مباحثہ میں انکے آگے کوئی نہیں ٹھہر سکا -

اور اوہر ہم ہیں جو دیکھتے ہیں کہ اس انوکھے ویدک دھرم کی بدولت ہمارے کثرت سے ہموطنوں کا ستیاناس ہو رہا ہے اور انکو دھرم کے نام سے نہایت خطرناک تعلیم دیجا رہی ہے کہ جس کی حقیقت ظاہر کرنا اور اس کو اصلی رنگ و روپ میں دکھلانا ہم اپنا فرض اولی سمجھتے ہیں - اور اسلیئے ہم مجبوراً اس نہایت ناگوار فرض کو ادا کرتے ہیں اور اسلیئے ہمارے ناظرین ہمیں معاف رکھیں کہ ہم آگے چلکر ایشور کے کلام اور دھرم کے نام سے آریہ سماج کے بانی جو ویدک تعلیم دیگئے ہیں - ان میں سے صرف نمونے کے طور پر انکے یجروید بھاشیہ میں سے صرف چند منتروں کا ترجمہ لفظ بلفظ نیچے درج کیئے دیتے ہیں "نقل کفر کفر نباشد" اور چونکہ یہ مضمون نہایت نازک ہے - اسلیئے ہم اپنی طرف سے اسپر کچھہ ریمارکس دینا یا حاشیہ چڑھانا پسند نہیں کرتے -

صرف اسقدر کہنا چاہتے ہیں کہ یہ منتر صرف مشتے نمونہ خروارے ہیں اور ایسی فحش بیانیوں سے بہت سے منتر سوامی جی کی وید بھاشیہ سے ملتے ہیں - کہ جنکو اگر ایک جگہ پر اکٹھا کر کے کہا جاوے تو نہایت خطرناک اور برے اثر پیدا کرنیوالی عبارت سے کئی صفحے بھر جائیں اسلیئے ہم چاہتے ہیں کہ صرف نمونہ کے طور پر ان چند منتروں کو ہمارے ناظرین پڑہیں - اور خود ہی انکا مطلب نکالیں -

فحش تعلیم

دیکھو یجروید بھاشیہ اکیسواں ادہیائے ساتواں منتر کا پدارتھہ صفحہ ۱۵ طبع اول

"ہے منشیو! مٹ برکش (بڑ کا درخت) آدمی کے سمان (مانند) جس جس پران اور اپان کے لیئے دکھہ نباش کرنیوالی جہیری (دکبری وغیرہ) آدمی پشو سو بانی کے لیئے میٹھا سے پرم ایشور کے لیئے سبہی سے بہوگ کریں"

سخت فحش تعلیم

دیکھو یجروید کے چھٹے ادہیائے کے چودہویں منتر کا پدارتھہ گورو اپنی شش یا شاگرد کو مخاطب کر کے کہتا ہے

"ہے ششش میں بیدھم (مختلف طرح کی تعلیم) پکھا ن سے تیرے جس سے دیکھتا ہے - اس نیتر کو شدھ کرتا ہوں - تیری جس سے ناڑی آدمی باندھے جاتے ہیں - نابھی (ناف) کو پوتر کرتا ہوں - میرے جس سے موتر (پیشاب وغیرہ) دلنگ (پاخانہ کا خفیہ مقام) آدمی کیئے جاتے ہیں اسکو پوتر کرتا ہوں - تیری جس سے رکھشا کیجاتی ہے اسکو پوتر کرتا ہوں -

نہایت ہی سخت فحش تعلیم

دیکھو یجروید بھاشیہ کے ۲۸ ویں ادہیائے کے ۳۲ ویں منتر کا پدارتھہ -

"... ہے منشو! جیسے بیل گوؤں کو گابھن کر کے پشوؤں کو بڑہاتا ہے - ویسے گرہست لوگ استریوں کو گابھی کر کے پرجا کو بڑہائیں"

اس کے علاوہ یجروید کے آٹھویں ادہیائے کے ۲۹ ویں منتر ایشور نے شوہر کو اپنی بیوی کی مخصوص خفیہ انگوں کی جس طرح پر استوتی (حمد) کرنی سکھلائی ہے اور اسی ادہیائے کے دسویں منتر میں ایشور نے استری کی اپنے پتی سے مخصوص تعلق پیدا کرنیکے لیئے باقاعدہ درخواست کرنیکا جو طریق بتلایا ہے - اور رگوید بھاشیہ (آٹھویں اشٹک کے ادہیائے ۸ ورگ ۸ (منتر) میں ایشور شوہر اور بیوی سے سوال کرتا ہے - کہ تم نے "رات کہاں گزاری تھی" اور کہاں سوئے تھے" اور اسی طرح پر اور کثرت سے منتروں میں پرش اور عورت کے مخصوص تعلق کا جس منہ پھٹ اور نش طریق پر ذکر کیا گیا ہے - ناظرین ہم اسے یہاں پر نقل کرنے سے مجبوراً گریز کرتے ہیں کیا یہ تعلیم ایک مذہبی کتاب میں کہ جو ایشور کا الہامی کلام اور دھرم کی لیتک بتائی جاتی ہے - درج ہونیکے لائق ہے - کیا یہ حرکات ادنےٰ درجہ کے پشو یعنی حیوان اور ادنیٰ درجہ کے انسان بغیر کسی ویدک الہام اور ایشوریہ کلام کی مدد کے خود بخود نہیں کر سکتے کہ اس کے لیئے "رشی اور مہرشی" کے اس دنیا میں ظاہر ہونے اور "ویدک سدہانتوں" کا شور مچا کر تعلیم دینے کی ضرورت ہے اور اس کے سوائے مذکورہ بالا اشلوکوں کی زبان سے جسقدر اور بھی خوفناک معنے نکالے جانیکا امکان ہو سکتا ہے - اسکا خیال ہی سامنے لانے سے بدن نہیں کانپتا -

ناظرین بس اب میں زیادہ ایسے گھناؤنے مضمون پر اپنی اور آپ کی توجہ کو زیادہ دیر تک قائم رکھنا نہیں چاہتا کیا اس تعلیم کے بہروسے پر آریہ سماج ہر ایک سے چھیڑ چھاڑ کرتے ہیں پہلے اپنے گریبان میں تو منہ ڈالکر دیکھیں - کیا ایسے دھرم کے پیرو جو بنی نوع انسان کو ایسی حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور سب مشہور مذاہب کے ہادیوں کو چالباز مکار اور برے برے الفاظ کہتے ہوئے دریغ نہیں کرتے - جو پرائی استریوں کو ان کے خاوندوں کے جیتے جی حاملہ کرنیکے لئے تیار رہتے ہیں اور پھر ایسے کام کو سب "اوتم" سمجھنے والے بیلوں اور بکریوں اور مینڈھوں تک سے باز نہ آنیوالے بنی نوع کے اندر کاش کہ ایسا نہ ہو پیدا ہو جائیں - تو پھر ایسے ملک کا ادھار اور کلیان کیونکر

دھرم کی کسوٹی

یہ ایک محققانہ ٹریکٹ حال ہی مین شایع کیا گیا ہے جس مین آریہ سماج کے مشہور و معروف پرچارک سوامی درشنا نند کے ۱۴ مختلف سوالات کے جوابات نہایت محققانہ اور فلسفیانہ رنگ مین دئے گئے ہین (۱) سماجی پرمیشور (۲) ابطال قدامت روح و مادہ (۳) ابطال تناسخ (۴) تحریف وید (۵) ابطال قدامت (۶) ویدک فلسفہ کی حقیقت (۷) وید کے الہامی ہونے کی جانچ - غرضیکہ دقیق سے دقیق سوالات کے جوابات ایسے احسن طریقہ سے دیے گئے ہین کہ سوامی درشنا نند بھی اپنے سوالات کے جوابات پڑھکر لوٹ پوٹ ہو گئے ٹریکٹ کا حجم ۱۴۶ صفحے قیمت ۳؍ ایک درجن کے خریدار سے صرف ۹؍

ملنے کا پتہ ایڈیٹر نور قادیان

باوا نانک رحمتہ اللہ علیہ کی سوانحعمری

یہ اس ولی اللہ کی سوانحعمری ہے. جس نے ۱۴ سنہ ۶ صدی میں جبکہ نہ صرف پنجاب بلکہ تمام ہندوستان پر ظلمت کے گھٹا ٹوپ بادل چھائے ہوئے تھے۔ ایسے دھندورہ کے زمانہ مین ہندوؤن کے تمام مذاہب کا کھنڈن (رد) کرکے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ بلند کیا اس کے تمام حوالے سکھ صاحبان کے گرنتھ اور معتبر کتب سے لیئے گئے ہین قطعی محققانہ اور مورخانہ پیرایہ مین لکھی گئی ہے - ۱۸×۲۲ = کے ۱۷۰ صفحہ کی کتاب ہے چھپائی اعلیٰ کاغذ نہایت نفیس قیمت صرف ۸ آنہ ایک درجن کے خریدار سے محض چار روپے آٹھ آنے یعنی فی کاپی ۶ ؍

ملنے کا پتہ

ایڈیٹر نور قادیان

کلکتہ کے نامی ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

ارے دوڑو جلدی دوڑو جلدی سے ڈاکٹر برمن کا عرق کافور لے آؤ

عجب کیکو ہیضہ ہوتا ہے اسکے گھر مین ایسی ہی پکار پڑ جاتی ہے - اور گھبراکے یہ ہی کہتے ہین اگر پہلے ہی سے تھوڑا سوچو تو یہ تکلیف کیون اٹھانا پڑے کیون نہین ایک شیشی عرق کافور کی لیکر گھر مین ڈال رکھتے ہو

یہ اصلی عرق کافور چھبیس برس سے مشہور اور تجربہ کی ہوئی ہیضہ کی انمول دوا ہے - گرمی کے دست پیٹ کا درد مڑوڑ اور متلی کے لیئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے قیمت فی شیشی ۴ محصولڈاک ایک شیشی سے چار شیشی تک ۵؍

عرق پودینہ

ہر ایک بال بچے دار کو یہ دوا گھر مین رکھنا چاہیئے - یہ عرق ولایتی پودینہ کے ہری پتیون سے بنایا گیا ہے اسکا رنگ بھی مثل پتی کے سبز اور خوشبو بھی تازی پتیون کے مانند ہوتی ہے یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے - ریاح کے لیئے یہ نہایت مفید دوا ہے - پیٹ کا پھولنا ڈکار کا آنا پیٹ کا درد بدہضمی متلی اور اشتہا کا کم ہونا یہ سب ریاح کی علامتیں جلد دور ہو جاتی ہین گود کے بچون کے لئے اس سے بڑھکر کوئی دوسری دوا نہین ہے قیمت فی شیشی ۸ محصولڈاک ۵؍

پیپرمنٹ کا تیل

پیٹ کا درد - بدہضمی اور ریاح کے فساد مین یہ ایک بہت مشہور دوا ہے - یہ پیپرمنٹ افریقہ سے منگایا جاتا ہے ولایتی پیپرمنٹ سے یہ کہین بڑھکر بہتر اور مفید ہے اسی پیپرمنٹ مین تارپین کا تیل ملاکر ایک کی تین شیشی بناکے لوگ بازارون مین چار آنہ چھ آنہ فی شیشی بیچتے ہین قیمت فی شیشی آدھ اونس ۱۰؍ محصولڈاک وغیرہ ایک شیشی سے چار شیشی تک ۵؍

کلوروڈائن

یہ انگریزون کی مستند خانگی دوا ہے - ریاحی درد مڑوڑ خواہ وہ کسی صورت سے ہو اس دوا کے دو ایک بار استعمال کرنے سے صحت ہوتی ہے - اسہال آؤن کے دست پیچش مڑوڑ پیٹ مین درد یا اینٹھن کے لیئے کلوروڈائن مفید ہے ڈاکٹر برمن نے انگلینڈ کے نامی دواخانہ سے یہ دوا منگوائی ہے - جو کہ پیٹنٹ اور بہت زیادہ قیمت کی کلوروڈائن کے بالکل برابر اور قیمت مین ارزان ہے اسلیئے بیفائدہ زیادہ دام دیکر پیٹنٹ کلوروڈائن نہ خریدنے کی التماس ہے بلکہ اس کی طرف توجہ فرمائین اور اسکا استعمال شروع فرمائین - قیمت فی شیشی ۶؍ فی درجن ۴ عہ

مفصل حالات کی کتاب بلا قیمت ملتی ہے منگا کر ملاحظہ کیجیئے

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

اصلی ممیرا اور ممیرکا سرمہ و ست سلاجیت

اصلی ممیرے اور ممیرکے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شایع ہو رہا ہے - اس اثنا مین بہت سے لوگون نے فائدہ اٹھایا ہے یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب مدظلہ کے مجوزہ نسخہ کے موافق طیار کیا گیا ہے - اور اصلی ممیرا جسکو خود حضرت نے دیکھکر اصلی ممیرا ہونیکی تصدیق کی اس مین ڈالا گیا ہے - حضرت نے اس سرمہ کے متعلق خود فرمایا - کہ "برائے امراض چشم بسیار مفید است" اس شہادت کے بعد کسی اور شہادت کی ضرورت نہین - کیونکہ چار لاکھ اولاد کا امام جو طبی حیثیت اور تجربہ سے بھی طبی امام کہلانیکا جائز حقدار ہے - اسکے مفید ہونیکی شہادت دیتا ہے - یہ سرمہ دھند جالا پھولا اور پڑوال ڈھلکا اور سرخی ابتدائی موتیابند وغیرہ امراض چشم کے لیئے بہت مفید ہے قیمت سرمہ اول فی تولہ ۱۲ قسم دوم ۸ قسم سوم ۴ اصلی ممیرا قسم اول ۱۲ قسم دوم ۸؍

ست سلاجیت

مقوی جمیع اعضا نافع صرع مشتہی طعام قاطع بلغم و ریاح دافع بواسیر و جذام و استسقا و زردی رنگ و تنگی نفس و دق شیخوخیت و فساد بلغم و قاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و یبوست و درد مفاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید ہے بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کیساتھ استعمال کریں قیمت فی تولہ ۲

لنگیان اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیان مشہدی اور پشاوری بادامی سیاہ اور سفید ہانسی ریشمی سوتی لٹری صافے سفید اور بادامی پشاوری ٹوپیان اور [illegible] قسم کی ملتی ہیں۔ المشتہر احمد نور کابلی [illegible] قادیان ضلع گورداسپور

رجسٹرڈ ایل نمبر

ڈٹھا نور محمدی ڈٹھانی سول | نانک قدرت ویکھ کھودی گئی سب بھول

یہدی اللہ لنورہ من یشاء

نور

قادیان سے پندرہ روزہ شایع ہوتا ہے

تاریخ اشاعت یکم جون سنہ ۱۹۱۰ء

مقاصد

(۱) اسلام کی برکات ... کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس ... بیان کرنا
(۲) آریوں ... کے حملوں سے اسلام کو بچانا
(۳) الزامات ... کو اسلام کے منور چہرہ سے بدلائل نقلی ... کرنا
(۴) تاج برطانیہ کی خیرخواہی سکھ قوم میں ... نانک جی کی ... کرنا

...ابط

... دو دفعہ شایع ہوتا ہے ... ششماہی عہ رہوگی ... سے ایک روپیہ سالانہ

... اختیاری قیمت ... وہ علیٰحدہ تصور ہوگا۔ ... اسمار گرامی سر پرستان رسالہ ہذا کی فہرست میں درج ہونگے؛

نمبر ۱۲ | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف (نو مسلم) سابق سورن سنگھ کمار ودوان | جلد ۱

باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی سوانحعمری

یہ اس ولی اللہ کی سوانحعمری ہے کہ جس نے ۱۴۶۹ء میں جبکہ نہ صرف پنجاب بلکہ تمام ہندوستان پر ظلمت کے گھٹا ٹوپ بادل چھائے ہوئے تھے۔ ایسے دھندوکارہ اور فیج اعوج کے زمانہ میں ہندوؤں کے گھر میں پیدا ہو کر ہندوؤں کے تمام مذاہب کا کھنڈن (رد) کر کے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ بلند کیا۔ اور اسلام کی سچائی کا ڈنکا بجا کر کل ہندوؤں پر اتمام حجت کر دی۔ اس سوانحعمری کے تمام حوالے سکھ صاحبان کے گرنتھ اور معتبر کتب سے لیئے گئے ہیں قطعی محققانہ اور مورخانہ پیرایے میں لکھی گئی ہے۔ ۱۸×۲۲ کے ۱۷۰ صفحہ کی کتاب ہے۔ چھپائی اعلیٰ کاغذ نہایت نفیس قیمت صرف ۸؍ ایک درجن کے خریدار سے محض چار روپے آٹھ آنہ یعنی فی کاپی ۶؍

ملنے کا پتہ۔ ایڈیٹر نور قادیان

دھرم کی کسوٹی

یہ ایک محققانہ ٹریکٹ حال ہی میں شایع کیا گیا ہے جس میں آریہ سماج کے مشہور و معروف پرچارک سوامی درشنانند کے ۱۴ مختلف سوالات کے جوابات نہایت محققانہ اور فلسفیانہ رنگ میں دئے گئے ہیں (۱) سماجی پرمیشور (۲) ابطال قدامت روح و مادہ (۳) ابطال تناسخ (۴) تحریف وید (۵) ابطال قدامت ویدا ہی ویدک فلسفہ کی حقیقت (۷) وید کے الہامی ہونیکی جانچ غرضیکہ دقیق سے دقیق سوالات کے جوابات ایسے احسن طریق سے دیئے گئے ہیں کہ سوامی درشنانند بھی اپنے سوالات کے جوابات پڑھ کر لوٹ پوٹ ہو گئے۔ ٹریکٹ کا حجم ۴۸ صفحے قیمت ۱؍ ایک درجن کے خریدار سے صرف ۹؍

ملنے کا پتہ۔ ایڈیٹر نور قادیان

نور کی قدر کرو

اس دھندوکارہ کے زمانہ میں جبکہ آریہ جاہلوں نے نہایت بیباکی اور سفاکی سے اس باغ ملت کی جڑوں پر کلہاڑا رکھ ہوا ہے۔ جس کے پودہ کی آبپاشی ہمارے سید و مولیٰ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کیا تھ کیگئی تھی تو دیکھو کہ نور کے ظہور نے کس طرح آریہ کیمپ میں شور مچا دیا ہے تسلی کے لیے ان کے منہ پھٹ اخباروں کے ماتمی کالم ملاحظہ ہوں مگر نور کے پریمیوں نے نور سے وہ پیار نہیں کیا جس کا یہ مستحق تھا اگر نور کا ہر ایک خریدار کم از کم ایک نیا خریدار پیدا کر دے تو نور سورج کا ہمسودن ہو کر لب بام پر چمکے اور اپنی منور کرنوں سے مخالفین کو خیرہ چشم کرے کیا نور امید رکھے؟

اسلامیہ سٹیم پریس ... میں ... شیخ محمد یوسف ... شایع ہوا

Jehlam

پنڈت دیانند کا جھوٹ

اور انکی گناہ آلودہ تعلیم

(ایک انگریزی آرٹیکل کا اردو میں ترجمہ)

ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۸۴ء کے صفحہ ایکسو اٹھارہ میں دیانند جی نے لکھا ہے۔

"سوال۔ نیوگ شوہر کے مرنیکے بعد ہوتا ہے یا جیتے جی بھی؟

جواب۔ جیتے جی بھی ہوتا ہے"

اب ہم جانتے ہیں کہ پنڈت دیانند جی کا نیوگ سے کیا مطلب ہے یعنی جب کسی شوہر اور بیوی کے اولاد نہ ہوتی ہو تو ان دونوں میں سے جو قابل نہ ہو وہ اولاد پیدا کرنیکی نیت سے اپنے کسی غیر جنس سے ہم بستری کا تعلق پیدا کرے یعنی اگر وہ مرد ہو تو کسی بیگانہ عورت کیساتھ اور اگر عورت ہو تو بیگانہ مرد کیساتھ اولاد پیدا کرنے کی نیت سے خاص جسمانی تعلق پیدا کرے۔ اس نقل کے پہلے حصہ میں پنڈت دیانند جی بتا چکے ہیں کہ جب شوہر مر جاوے تو اس کی عورت کو کیا کرنا چاہیئے۔ اب آگے بڑھکر وہ یہاں بیان کرتے ہیں کہ اگر شوہر زندہ مگر نامرد ہو تو اس کی عورت کو کیا کرنا چاہیئے۔ یہاں وہ اس خوفناک تعلیم کو رواج دیتے ہیں کہ بے اولاد عورت کا شوہر خواہ جیتا ہی ہو تو وہ بھی بچہ پیدا کرنیکی غرض سے کسی دوسرے بیاہے ہوئے آدمی سے ہم بستری کا تعلق پیدا کر سکتی ہے۔

پنڈت دیانند جی اس خوفناک تعلیم کی تائید میں پہلے کی طرح منو سے کوئی حوالہ نہیں دیتے بلکہ تعجب یہ ہے کہ رگوید میں سے اس قسم کے حوالہ کا دعوے کیتے ہیں اور اس غرض سے وید مذکور کے دسویں منڈل کے دسویں سوکت کا ایک حصہ نقل کرتے ہیں اور ان کے پاس اپنے دعوے کے ثبوت کیلئے یہی سب سے بڑی سند ہے اور فقط یہی ایک منتر ہے کہ جو وہ اپنی بری تعلیم کے متعلق پیش کرتے ہیں۔ باقی رہا!

میرا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وید دان میں کوئی بیشرمی کی تعلیم موجود ہی نہیں ہے بلکہ میں دکھلا سکتا ہوں کہ ان میں اس قسم کی مثالیں موجود ہیں مگر یہ ظاہر کرنا دیانند جی بانی آریہ سماج کا ہی حصہ تھا کہ رگوید واقعی ایک ایسے امر کی اجازت دیتا ہے کہ جو نہایت شرمناک اور بد اخلاقی پر مبنی ہے یعنی ایک عورت کسی شادی شدہ آدمی سے ہم بستری کا تعلق پیدا کرے اگر اسکا خاوند نامرد ہو اور یہ ظاہر کرنا بھی میرا مقصد نہیں کہ ہندوؤں کو اس قسم کی تعلیم دیانندیوں سے ہی پہلے پہل سننے کا موقعہ ہوا ہے۔ کیونکہ یہ مشہور ہے کہ در حقیقت یہ طریق عملی طور پر ہندوؤں میں کئی صدیوں تک جاری رہا ہے۔ اور الہ آباد کے پانڈے بہمنوں میں مدت سے ایسا ہی رواج جاری ہے۔ اور اسی طریق نے بلبھا چاری کے فرقہ کے مہاجنوں کی شہرت کو عیب لگایا ہے۔ اور اسی نے جین مت والوں کی شادیوں کو ایسا دہبہ لگا رکھا ہے لیکن جو کچھ مجھے کہنا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہندوؤں کی تواریخ میں یہ پہلا ہی موقعہ ہے کہ اس قسم کی شرمناک اور خوفناک تعلیم رگوید کے سر پر مڑہی گئی ہے اور اس طرح پر یہ تعلیم ویدوں کے سر مڑہنے کا لاثانی فخر پنڈت دیانند جی بانی مبانی آریہ سماج نے ہی حاصل کیا ہے۔

لیکن اس فخر اور شہرت کی یکتائی اور بھی ہزار گنا زیادہ ہو جاتی ہے۔ جب کہ ہمپر ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ بات **قطعی جھوٹ** ہے ہاں یہ کہنا کہ رگوید میں اس قسم کی تعلیم سکھائی گئی ہے۔ یا اس کی اجازت دیگئی ہے۔ **بالکل سیاہ جھوٹھ** ہے۔

بھلا رگوید کی نسبت انکے اس مجرمانہ جھوٹ کی مثال کو دیکھکر دیانند جی کی نسبت بھلا کوئی کیا کہیگا؟ ہائے جس کتاب کو وہ ایشور رچت الہامی کہکر تعظیم کرنیکا اقرار کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ اسکو غلاظت میں روندتے ہیں۔

اب یہ جاننا چاہیئے کہ جس منتر کا پنڈت دیانند جی حوالہ دیتے ہیں۔ رگوید ۱۰-۱۰-۱۰ اس میں بجائے متکلم یم ہے اور جس عورت سے مخاطب ہو کر وہ بات کرتا ہے وہ اس کی بہن ہے!!! متکلم بھائی کا نام یم ہے اور اسکی بہن کا نام یمی ہے فقط بہن ہی نہیں بلکہ جوڑی بہن ہے یعنی یم اور یمی توام پیدا ہوئے تھے۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ آج تک کسی ہندو نے اس تعلیم کو ویدوں کے سر کیوں نہیں تھوپا کیونکہ ہر ایک ہندو جسے ویدوں کا کچھ بھی علم تھا وہ جانتا تھا کہ متکلم یم ہے جو کہ اپنی جوڑی بہن یمی کے ساتھ بات چیت کر رہا ہے پنڈت دیانند جی اسکا ترجمہ کرتے وقت متکلم کو شوہر اور مخاطب کو بیوی گردانتے ہیں گویا اس جگہ وہ جان بوجھکر جھوٹھ بولتے ہیں میں پورے دعوے کیساتھ کہتا ہوں کہ پنڈت دیانند کو معلوم تھا۔ کہ بات کرنیوالا یم ہے۔ پس یہ جھوٹھ کسقدر خوفناک ہے کہ جس کے وہ مجرم ٹھہرتے ہیں!!!

ہاں خوفناک ہے اسلیئے کہ وہ صاف طور سے ایک ایسی کتاب کے برخلاف جھوٹ بولتے ہیں کہ جسے وہ الہامی مانتے ہیں۔ اور جس کے الہامی ہونیکی وہ منادی کرتے پھرتے ہیں۔

اس خوفناک الزام سے بچنے کے لیئے دیانندیوں کے لیئے صرف یہی ایک چارہ ہے۔ کہ وہ ثابت کریں۔ کہ متکلم یم نہیں ہے۔ اور جس کی طرف مخاطب ہو کر وہ بولتا ہے۔ وہ اس کی جوڑی بہن یمی نہیں ہے۔ لیکن میں نیچے اچھی طرح سے ظاہر کرتا ہوں کہ انکے لیئے ایسا کرنا ممکن نہیں ہے کیونکہ

(۱) بذات خود چھند کا خیال چھوڑ کر جو سب سے قدیم سند ہمیں ملسکتی ہے۔ وہ یاسک ہے اور نروکت (۶: ۵: ۵) میں اسی سوکت کا تیرواں منتر نقل کرتے وقت اسکا مفسر اس طرح تشریح شروع کرتا ہے یمی یم سے کہتی ہے" وغیرہ وغیرہ لیکن مبادا کوئی یہ کہے کہ اگر مفسر کچھ کا کچھ لکھدے تو مصنف کی کیا خطا ہے اسلیئے میں خود یاسک کے الفاظ نقل کرتا ہوں نروکت (۱۱-۳۳-۳۴) میں رگوید منڈل دس سوکت دس کے شام کے منتر

کی تشریح کرتے وقت وہ خود لکھتا ہے۔ یمی یم جیکے نام پر یہ
سوکت "جیکا رتہہ یہ ہے۔

नमावपन चयसम नमुमा बवस

یمی یم سے ہمبستری کرنا چاہتی تہی" مگر یم نے انکار کیا
اب یہ بات بالکل واضح ہے کیونکہ کیا یاسک اور کیا
اسکا مفسّر ہردہ اس سوکت کو یم اور یمی کے درمیان
بات چیت کا ایک حصہ خیال کرتے ہیں کہ جس میں یمی
یم سے ہمبستری کی خواہش رکھتی ہے۔ اور یم انکار کرتا
ہے۔ اب بھلا اس منتر کے نامرد شوہر کی بیوی کو دوسرے
شادی شدہ آدمی سے ناجائز تعلق پیدا کرنے کا حکم دینے
سے کیا تعلق ہے۔!! یاسک کا ٹیکا کار صاف صاف لکھتا
ہے۔ کہ یمی کا بھائی تہا یاد دلانا بے فائدہ ہے۔
کہ یاسک کا نرکت گرنتھ بھی ایک ویدانگ ہے۔ اور اسی
لیئے پوری ویدک سند رکہتا ہے۔ اوہ! کس طرح پنڈت
دیانند جی یاسک کے برخلاف ایسی بات کرنے کی دلیری
کرتے ہیں (جس کی وہ خود ہی تعظیم کا بھی دم بھرتے ہیں)
اور کہتے ہیں کہ یہاں ایک نامرد شوہر کا ذکر ہے!! +
(۲) میری دوسری سند بھی یاسک سے کچھہ کم نہیں ہے یہ
کاتیاین ہے جس نے اپنی رگوید کی سرو انوکرمنکا میں
ہر ایک سوکت کے رشی اور دیوتا کا ذکر کیا ہے۔ اور اسلیئے
یہ کتاب اس قسم کی باتوں کے لئے بڑی بھاری سند ہے
اور اس کی سب قدر کرتے ہیں یجروید کے ست پتھ
براہمن کے شرونا سوتر بھی اسی کی تصنیفات میں
سے ہیں۔ ویاکرن میں وہ پانینی سے بھی کم نہیں ہے
اور پتنجلی کا مہابہاش جا بجا کاتیاین کے وارتکوں
سے بھرا ہوا ہے۔ کہ جو اس نے پانینی کے ویاکرن پر
بھی لکھے ہیں پس اس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں
ہو سکتا۔ کہ امر بحث طلب کے متعلق کاتیاین کا فرمان بہر
حال ماننے جانیکے قابل ہے۔ اب یہ اپنے سروانوکرمنکا
میں لکھتا ہے کہ رگوید کے دس سوکت (منڈل ۱۰
سوکت ۱۰) کا کوئی رشی یا دیوتا نہیں ہے بلکہ یہ وی
وسوت کے لڑکے اور لڑکی یم یمی کے درمیان بات
چیت ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔ وی وسوت یم

है वस्सी याम

یمی یوہ سواؤ"
اب خود سوکت کو چھوڑ کر ان سے بہتر کوئی سند
حاصل کرنا ناممکن ہے۔ ہاں کسی ایسے شخص کا حوالہ نہیں
دیا جا سکتا جو کبھی اور کسی حالت میں بھی ان کا ہم پلہ ہو سکے
لیکن اب میں خود سوکت کی طرف توجہ کرتا ہوں:۔
(۱)۔ اس سوکت میں یم اور یمی کا نام چھہ دفعہ آیا ہے
یعنی تین دفعہ یم اور تین دفعہ یمی اور ہر جگہ بطور معرفہ (نام
خاص) کے انکا ذکر ہے۔ تیرھویں منتر میں یم منادیٰ
ہے۔ وہاں لکھا ہے۔ "ادیم" اور چودھویں پد میں یمی
بھی منادیٰ ہے۔ یعنی "ادیمی" یہ ہر دو آخری منتر ہیں
پت چھیدن (تشریح) سے صاف ظاہر ہے۔ کہ
سوائے اسم منادیٰ کے یہاں اور کچھہ نہیں بن سکتا
پس یہ بات چیت کرنیوالوں کے صاف نام ہیں +
(ب) اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ ان دونوں کے درمیان
رشتہ کیا تہا۔ دوسرے پد میں یم یمی کو اپنی رشتہ
دار سُلکھشیا (پسندیدہ خصال) کہکر پکارتا ہے چوتھے
پد میں یم کہتا ہے کہ ہم ہر دو (یم اور یمی) گاندھرب اور
اسکی عورت کی اولادوں سے ہیں اور ہم ایک خاندان
(نابھی) سے پیدا ہونیکے باعث ایک خون کے
رشتہ دار (جامی) ہیں۔ پانچویں منتر میں یمی کہتی ہے۔
کہ ہمیں تو توشٹا نے حمل کے اندر ہی جوڑے (دمپتی)
بنا دیا ہے اور اسی کے لیئے شوہر و بیوی کا رشتہ
قایم کر دیا ہے۔ گویا وہ یہاں یہ دلیل دیتی ہے کہ ہم تو
حمل میں ہی اکٹھے تہے (یعنی جوڑے تہے) اور اسی لیئے
ہمیں خاوند اور عورت بننا چاہیئے۔ پھر نویں منتر میں
وہ اسی قسم کی اور دلیل دیتی ہے۔ کہ کیا اس لوگ میں
اور کیا پر لوک میں جوڑے (متصل) بالکل اکٹھے
(سنبدھ) ہوتے ہیں اور اسی منتر میں یمی کہتی ہے۔
کہ وہ یم کیساتھہ اس قسم کا برتاؤ رکھنا چاہتی ہے۔ کہ
گویا ہم ایک گنبہ کے پیدا شدہ بھائی بہن بہنیں پر
دسویں منتر میں وہ کہتی ہے۔ کہ آیندہ ایک خون کے
رشتہ دار (جامی) آپس میں وہ برتاؤ کیا کریں گے
کہ جو انہیں اس قسم کی رشتہ داری کے شایاں نہیں ہے

گیارھویں پد میں یمی شکایت کرتی ہے کہ یم اگرچہ میرا بھائی
(بھراتا) ہے۔ مگر تاہم وہ میری مدد نہیں کرتا۔ اور اگرچہ میں
اس کی بہن (سوسا) ہوں مگر تاہم مجھے وہ مصیبت میں دیکھنا
گوارا کرتا ہے۔ بارھویں منتر میں یم اس سے ہمبستری کا تعلق
پیدا کرنے سے انکار کرتا ہے۔ کیونکہ جو شخص ہمبستری کی
نیت سے اپنی بہن (سواسرم) کے پاس جاتا ہے اسے
(نجیت) پاپی کہتے ہیں اور اس پد کے اخیر میں وہ کہتا ہے
"اے خوبصورت تیرا بھائی اس کام کے لائق نہیں ہے"

लेकत सतै भाग समाया

"ناتے بھراتا سبھا یاؤ شٹے تت" اتہرو وید میں اس سوکت اور
اس منتر کی نقل اور بھی بڑھا دی ہے۔ اور یم کے انکار کو اور
بھی زور دار اور قطعی طور پر کر دیا ہے۔
اب اگر اس کے بعد کوئی بھی یم و یمی کے رشتہ داری کی
نسبت شک کرے اور جھگڑنے لگے تو اس کے بیوقوف ہونے
میں کیا شک ہے۔
پس میں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس بات چیت میں متکلم
اور مخاطب شروع سے لیکر اخیر تک بھائی اور بہن
ہیں۔ ہاں بہن بھائی کون ہے؟ جوڑے۔ بہن بہت زور دار
خواہش سے یہ چاہتی ہے۔ کہ اسکا بھائی یم ناپاک نیت سے
اسکے ساتھ ہمبستر ہو مگر بھائی یہ ظاہر کر کے کہ ایسا کرنا
پاپ ہے۔ مستعدی کیساتھ ایسا کرنے سے انکار کرتا ہے اور
اسے بتاتا ہے کہ کسی اور آدمی سے ایسی خواہش کرے
اور اسی سے تعلق پیدا کرے صرف یہ بات ہے کہ جسکا
پنڈت دیانند جی نے حوالہ دیا ہے اور دھوکہ دیکر ترجمہ
کیا ہے۔ کہ اگر کسی عورت کا خاوند نامرد ہو تو وہ کسی شادی شدہ
مرد کے پاس چلی جائے اور بچے پیدا کر لے۔ پنڈت دیانند
جی کے ہوشیار چیلے لالہ گورودت اپنے گرو کو اس زمانہ کا
"لاثانی فاضل" کہتے ہیں مگر یہ ثابت کر کے کہ پنڈت دیانند نے
ویدوں کا صریح غلط ترجمہ کیا ہے اور ویدوں پر وہ صریح شرمناک
اور بیحیائی پر مبنی تعلیم تھوپی ہے۔ کہ جس سے وہ بیچارے بالکل
بری ہیں میں یہ کہنے کو طیار ہوں کہ بلا شبہ پنڈت دیانند اپنی
زمانہ میں ویدوں کے نہایت ہی خوفناک دشمن تہے +
پادری (ٹی ولیمس)

حمد باری

اونچی ہے شان تیری۔ او نیچے مکان والے
دیر و حرم میں ڈھونڈا۔ لیکر چراغ برسوں
سیڑھی لگا رہا ہے۔ کیا عقل نکتہ رس کی
او ناطقہ! کہاں ہے تابِ کلام تجھکو!
ہے عقل پا شکستہ۔ تیری رہِ طلب میں
اے گرد بادِ صحرا! بڑھکر تو خبر لانا
ناقوس پھونکتے ہیں۔ اہلِ کنشت تیرا؟
جانیں ہزار تیری۔ شانِ کرم کے صدقے
ابرِ کرم سے تیرے ہے آبروئے ہستی؟
پرتو سے تیرے روشن یہ تیرا خاکدان ہے
کرسی ہے تیرے گھر کی بامِ فلک سے اونچی
دل میں تیری تجلی۔ آنکھوں میں نور تیرا۔
کر ترکِ وضعِ دنیا پردہ اُٹھا خودی کا
کرتی ہے موشگافی فکرِ دقیقہ رس کیا

تجھ تک ہو کب رسائی؟ او آسمان والے
تیرا نشان نہ پایا۔ او لامکان والے
گھر دور ہے خدا کا۔ او نردبان والے
تو اور حمد باری! او گونگی زبان والے
دوڑائیں خاک گھوڑے۔ وہم و گمان والے
ہاں! اسکی جستجو میں ہیں۔ کاروان والے
پڑھتے ہیں تیرا کلمہ۔ یا رب اذان والے
او منعمِ حقیقی! نعمت کے خوان والے
او قوس آسمان کی۔ رنگیں کمان والے
اُف ری۔ تری تجلی! او عزّ و شان والے
بندے ہیں تیرے در کے اونچے نشان والے
قالب میں روح میں تو۔ جانوں کی جان والے
او محو خود نمائی! او آن بان والے
مشکل ہے کُنہ تیری او دو جہان والے

ادراک کا ہے تیرے پایہ یقین سے اونچا
زینہ ہے تیرے گھر کا عرشِ بریں سے اونچا

تیرے حریمِ عصمت تک خاک ہو رسائی
قدرت میں تیری کس کو چون و چرا کی طاقت؟
اور اک ذاتِ حق میں یہ قیل و قال کیا ہے؟
تیری تعلیاں ہیں ساری یہ او برہمن!
اہلِ حرم نے تجھکو برسوں حرم میں ڈھونڈا
شاہوں کو ہے یہ حسرت اُف رے جلال تیرا
تو ہے محیطِ عالم۔ اے خالقِ حقیقی!!
غنچوں میں تیری نکہت۔ گل میں شمیم تیری
ہے نور دنار تیرے۔ پروردگارِ عالم!
او مشتِ استخواں! او رخاکی نژاد پتلے
او محوِ حسنِ صورت! صانع ہے کون تیرا؟
یہ کون جلوہ فگن ہے دل کے آئینے میں
دیوانہ میں نہیں ہوں سودائے گل ہو جسکو
دماغ ہوں نشیمن بامِ فلک ہے میرا

ہے عقل نکتہ رس کو عذرِ شکستہ پائی
وحدت میں تیری کس کو تابِ سخن سرائی
اے ناخنِ خرد تو! اور یہ گرہ کشائی
یعنی تیرے بتوں میں۔ شانِ خدا نمائی
یا رب! کہیں تجلی تیری نظر نہ آئی!
مرکر نصیب تیرے کوچے کی ہو گدائی
ہر ذرے ذرے میں ہے تنویرِ کبریائی
موجِ صبا میں تیری۔ تحریکِ جانفزائی
جنت وصال تیرا دوزخ تیری جدائی
آئی کہاں ہے تجھ میں یہ شانِ دلربائی
صورت ہے تیری کس نے یہ موہنی بنائی
تصویر ہے یہ کس کی؟ او محوِ خود نمائی
بلبل! تجھے مبارک۔ تیری غزل سرائی
دلکش ہے تجھ سے میرا۔ اندازِ خوشنوائی

صورت پرست ہے تو۔ وحدت پرست ہوں میں
تو مست ہے عشق گل سے مست الست ہوں میں

رشی دیانند کی پارسائی اور راجہ مورڈی کی گواہی

پرکاش ۱ جون ۱۹۲۱ء کے انتیسویں لکھتا ہے کہ راجہ مورڈی نے فرمایا ہے۔ کہ

"بانئے آریہ سماج مہارشی دیانندجی کا جنم استھان ریاست مورڈی میں ہے۔ اور مجھے فخر ہے کہ ان کے قریبی رشتہ دار میری ریاست میں ملازم ہیں۔ یہ لکھکر آگے ہمعصر رقمطراز ہے۔ کہ ہمارے خیال میں مہاراجہ صاحب کی رائے سے آریہ سماج کے ناستک دہریہ، اور آستک اخبارات مخالفوں کو اسے ندامت کے منہ چھپا لینا چاہیے۔ جو رشی دیانند کے متعلق طرح طرح کی غلط بیانیاں کر رہے ہیں

خوب!

آپے میں رجی پُجی آپے میرے بچے جیون

یہ پنجابی مثال ٹھیک ہمعصر پرکاش پر چسپاں ہوتی ہے یہ کب کسی مسلمان نے کہا ہے کہ سوامی جی کے رشتہ دار ملازمت پیشہ نہ تھے۔ بلکہ اعتراض تو یہ ہے کہ سوامی جی ذات کے کاپڑ تھے۔ یہ قوم کاپڑی قسم بہاٹ سے ہے۔ یہ لوگ گیہ پوت یعنی زنار بھی رکھتے ہیں اور ہر اقسام کا پیشہ کرتے ہیں۔ گمر پکھاوج۔ بھیر ڈھولک سارنگی وغیرہ بجانا لڑکے نچانا راس کرنا ان لوگوں میں مروج ہے۔ یہ لوگ آٹا مانگتے ہیں خیاطی کرتے ہیں غرض اور اور قسم کا پیشہ بھی کرتے ہیں چنانچہ ملک کاٹھیاواڑ علاقہ ریاست موروِدا موضع راہیور میں ایک برہمن نامی کاپڑ تھا۔ اور اسکے گھر سنہ ۱۸۸۱ بکرمی میں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جب یہ لڑکا پانچ چھ سال کا ہوا۔ تو باپ نے ناچنے گانے کی تعلیم دینی شروع کی اور وہ آٹھ نو سال کی عمر میں اچھی طرح ناچنے اور گانے لگا۔ چنانچہ جب کبھی کسی ہندو مندر میں "جاگرن" (رقص و سرود کی مجلس) وغیرہ ہوتا۔ تو کاپڑی لوگوں کی منڈلی طلب ہوا کرتی تھی۔ ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ دیانند جی کا پیتا اپنی ٹولی کو لے کر شیو راتری کے روز شوالہ میں گیا اور وہاں بہت عرصہ تک ناچ رنگ۔ وغیرہ ہوتا رہا۔ اور دیانند جی بھی شو جی کو خوش کرنے کے لیئے نہایت

کے روضہ پر بھی باوا صاحب نے بغرض استفاضہ روحانی چلے کئے۔ ہمیں حیرت ہے کہ باوا نانک جی کی اسلام پر ان کھلی اور روشن دلائل کو دیکھکر لوگ کسطرح غلط فہمی پھیلانے کی جرأت کرتے ہیں سوانحعمری میں جسقدر بھی حوالے دیئے گئے ہیں وہ سکھ صاحبان کی مستند دھارمک پستکوں مثلاً گرنتھ اور جنم ساکھی وغیرہ سے لئے گئے ہیں آپ اگر باوا نانک جیکو ہندو ہی بنانا چاہتے ہو تو بہتر ہے کہ پہلے گرنتھ اور جنم ساکھی سے وہ شلوک نکالدو۔ جو باوا نانک جی کے مسلمان ہونیکا پکار پکار کر اعلان کر رہے ہیں۔ افغانستان۔ بلوچستان بخارہ ملتان اور اجمیر وغیرہ جس جگہ باوا جی مسلمانوں کے اولیاء اور صلحاء کے مقابر پر چلہ کشی کرتے رہے۔ اور علانیہ نماز روزہ اور حج ارکان اسلام کو بجالاتے رہے۔ ہمارے مخالف وہ یہ پھر کہ یہ ناپاک جھوٹ لوگوں کے دلونپر بٹھلادیں کہ باوا نانک جی مسلمان نہ تھے۔ اور ان کے چولہ شریف کو جو آجکل ڈیرہ بابا نانک میں بڑی حفاظت سے رکھا ہوا ہے۔ جس کو سکھ صاحبان مشکل کشا قاضی الحاجات کے نام سے نامزد کرتے ہیں جس پر ان الدین عند اللہ الاسلام کو بڑے موٹے حروف میں لکھا ہوا ہے۔ اس چولہ سے انکار کردیں اور باوا صاحب کی جنم ساکھی کا شلوک کہ

ڈٹھا نور محمدی ڈٹھا نبی رسول
نانک قدرت دیکھکر خودی گئی سب بھول

کو جنم ساکھی سے نکالدیں تو البتہ کچھ حیلہ بہانہ بن سکتا ہے۔ ورنہ یاد رکھو۔ ان باتوں کے ہوتے ہوئے تمہم پر اون پر پانی نہیں پڑنے دینگے۔

یہ برہمچریہ اس سبب سے اچھا ہے؟

ہمعصر پرکاش جسکو "نور" کیا نہ خدا واسطے کی دشمنی ہے۔ ہمارے اس نازک فرض والے مضمون پر جس جگہ ہم نے لکھا تھا کہ ہمنو اسلام کیخاطر منجملہ اور چیزوں کے اپنی بیوی کو بھی ترک کردیا۔ تسپر ہمعصر پرکاش اصلیت حال سے جاہل ہونیکے باعث ایک سمویا ہوا نوٹ لکھتا ہے۔ کہ یہ "نیا برہمچریہ" ہے۔

مگر ہمعصر کو یہ نوٹ کرلینا چاہیئے کہ جس حالت میں استری اور پرش یعنی میاں بیوی کا تعلق سوائے نامزدگی کے اور کچھ نہیں ہوا اور دونوں تحصیل علم میں مشغول ہیں۔ اور دونوں کی یہ رضامندی ہے۔ کہ ہم ایک خاص وقت تک ایک دوسرے سے علیحدہ رہکر دنیا حاصل کریں اور ایکدوسرے کے جسم کو خواب میں بھی نہیں چھوئیں۔ تو ایسی حالت میں نہ جانے برہمچریہ میں کیا ضعف آگیا۔ پرکاش اڈیٹر دیگر دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ برہمچریہ اس سبب سے ہزار درجہ افضل ہے جو اور تو اور پاپ کی اجنبی کرکے نہ خود بھرشٹ ہو بلکہ اپنی میز کو عشقیہ غزلوں کی کتابوں مثلاً دیوان ذوق اور دیوان داغ وغیرہ سے سجاتا ہے اور اپنی نشستگاہ کو استری شدہ چیلیوں چانٹوں کے جھرمٹ سے بیٹھنے کا خانہ بناتا ہے۔ خدا ہی ہے۔ جو ہمارے دوستوں کی آنکھیں کھولے تاکہ وہ نور اور ظلمت میں بدیہی فرق کرسکیں۔

برہمن دیوتا کی کرتولی

ہندو کہا کرتے ہیں کہ برہمن بھگوان کے منہ سے نکلے ہیں اسلیئے برہمن تمام ورنوں (فرقوں) کا سردار ہے۔ اور اس میں دیا اور مہر کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ مگر عملی کسوٹی مہر اور قہر کی خصلت کو ظاہر کردیتی ہے ستارہ کے ایک برہمن دیوتا نے کلکٹر صاحب کو خفیہ دھمکی آمیز چٹھی لکھی تھی۔ جس میں اس نے خطرناک سفاکانہ سپرٹ کا اظہار کیا تھا کہ مثل مشہور ہے۔ "پاپی کے مارنیکو پاپ مہان بلی ہے" برہمن دیوتا آخرکار پولیس کی کوشش سے گرفتار کیا گیا۔ مقدمہ چل رہا ہے۔ افسوس جب ہندو جاتی کے گروؤں کا یہ حال ہے۔ تو چیلوں سے خدا کی پناہ۔ گورو جنہاں دے ٹپنے چیلے جان چھڑپ۔

اردو اور ناگری کا جھگڑا

اسوقت بعض انگریزی اخبارات میں اسبات پر بحث ہو رہی ہے۔ کہ ہندوستان کی تمام فوجوں میں ایک ہی بولی جاری کی جاوے انگریزی پریس اسبات پر زور دے رہے ہیں کہ یہ بولی اردو ہونی چاہیئے۔ مگر آرین اخبار یہ واویلا کر رہے ہیں کہ کل فوجوں کی بولی ناگری ہونی چاہیئے کیونکہ ناگری بولی سہولیت سے ہر کس وناکس سمجھ سکتا ہے۔ قربان ہے ایسی خوش فہمی پر۔ اردو تو اور آریہ لوگ اسوقت اپنے پریس کی حالت کو بھی ملاحظہ کرتے۔ صرف انکے دو پرچے ناگری میں نکلتے ہیں۔ باقی سب کے سب جن کی تعداد درجنوں تک پہونچی ہوئی ہے۔ وہ کل کے کل اردو میں ہی شائع ہوتے ہیں اسی بات سے ہی معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ لوگ سہولیت سے اردو کو سمجھ سکتے ہیں یا ناگری کو مگر کیا کیا جاوے ہمارے ملکی بھائیوں کو تعصب کا بخار اس شدت سے چڑھا ہوا ہے۔ کہ انہیں دودھ مصری بھی پھیکے معلوم ہوتے ہیں۔ خدا ان لوگوں کی حالتوں پر رحم فرماوے

دمدار ستارہ کی نحوست

دمدار ستارہ جو آجکل شام کے ۷ اور ۸ بجے کے قریب مغرب کی طرف دیکھا جاتا ہے عام ہندو اخبارات اسکو سخت منحوس بتا رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ جب سے یہ طلوع ہوا تب سے دنیا پر آفت نازل ہوئی اور اب یہ ستارہ ہند کے لیئے بھی منحوس ثابت ہوگا مگر اسلام ڈنکے کی چوٹ ان غلط عقائد اور اوہام پرستی کا کھنڈن کرتا ہے

اسلامی انجمن کا رونا

"ارجن لکھتا ہے کہ ہندو اپنی کمزوریوں کیوجہ سے دن بدن گھٹتے ہی چلے جارہے ہیں۔ انکی زندہ رہنے کی تمام امیدیں کمزور ہو رہی ہیں۔ ہر جگہ انکی یہی حالت ہے۔ مرنے میں تو ہندو سب سے زیادہ تھے ہی مگر پیدائش کے لحاظ سے بھی کم ہو رہے ہیں۔" واقعی جس درد سے ہمعصر ارجن نے یہ نظارہ پیش کیا ہے۔ وہ ہمعصر کے دردمند دل کا ثبوت ہے مگر یہ ایک اٹل قانون ہے۔ کہ جو قوم اپنے گرو کی ہدایت پر عمل نہیں کرتی وہ ہمیشہ پستی کی طرف ہی جاتی ہے۔ بعض اوقات تو ہمارے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ کوئی مرہم کوئی چھٹے ہمیں کیا۔ مگر کیا کریں ہمیں اپنے آریہ بھائیوں سے سخت ہمدردی ہے۔ اور ہم اس ہمدردی کیوجہ سے ہمیشہ انہیں نایاب اور قیمتی نسخے بتلاتے رہتے ہیں۔ اگر کسی سلوتر مہاتما کی عمر بھی دیا کرتی تو بھی وہ ایسا نایاب نسخہ بتا

گر یہ ہمارا ہی دل گردہ ہے کہ ہم بیش بہا موتی مفت لٹا رہے ہیں وہ نسخہ یہ ہے کہ رشی دیانند جی اس کمی کو پورا کرنیکے لیئے "نیوگ" کی نئی ایجاد نکالتے تھے اسکو ہمارا اس موقعہ پر یہی کہدینا کافی ہوگا۔ کہ آریہ لوگ عزم بالجزم کرکے ایک وسیع پیمانہ پر نیوگ آشرم کھول دیں۔ اور پھر اس کی ہر ایک شاخ ہر ایک آریہ مندر کے ساتھ وابستہ ہونی چاہیئے۔ اس پر ہمیں زیادہ خامہ فرسائی کی ضرورت نہیں عاقل کے لیئے اشارہ ہی کافی ہو اگر اس وارنک تجویز پہ عملدرآمد کرنے سے ایک نصف صدی میں حشرات الارض کی طرح آریہ ہی آریہ نہ ہو جائیں تو ہمارا ذمہ رہا۔ آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام

اسلامیہ کالج میں ترقی

نہایت خوشی کا مقام ہے کہ لاہور کے اسلامیہ کالج نے تھوڑے ہی عرصہ میں خوب ترقی کی ہے۔ اب اس میں ۱۸ - جون سنہ ۱۹۱۰ء سے سب اوورسیر اور ڈرافس مین کی کلاسیں بھی کھولدی جائیں گی انٹرنس پاس طلبار کو سب اوورسیر کلاس میں اور انٹرنس تک پڑھے ہوئے طلبار کو ڈرافس مین کلاس میں لیا جائیگا داخلہ کی تمام درخواستیں پرنسپل صاحب اسلامیہ کالج کے نام آنی چاہئیں

نیکی کا بدلہ

"آرجن" - ۱۲ - مئی کی اشاعت میں دھرم اوپدیش کی سرخی دیکر تحریر کرتا ہے کہ ہمارا پہلا اصول ہے کہ "نیکی کا بدلہ نیکی ہی ہوا کرتا ہے" مگر اب ہم ذرا اس اصول کو بھی کسوٹی پر پرکھکر دیکھیں کہ یہ کہاں تک صحیح اترتا ہے۔ ویدک ایشور کا یہ نیم ہے کہ مکتی دائمی نہیں۔ اگر کسی نے تمام عمر میں کوئی گناہ نہ کیا ہو تو بھی وہ دائمی مکتی اور نجات کا مستحق نہیں بلکہ وہ خاص مدت تک مکتی حاصل کر سکتا ہے۔ اس کے بعد وہ مکتی خانہ سے زبردستی دھکیلا جاتا ہے۔ کیونکہ ارواح کی تعداد محدود ہے۔ اور ارواح کا پیدا کرنا ویدک ایشور کے قبضہ قدرت سے باہر ہے اور اگر ویدک ایشور دائمی مکتی دینی شروع کر دے تو اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ جو روح مکتی خانہ میں گئی وہ تو گویا ایشور کے ہاتھ سے گئی۔ اور جسکا آخری نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک روز بیکار ایشور باوجود سروشکتیمان ہونیکے معطل ہو کر بیٹھ جائیگا۔ اس لیئے ایشور نے اپنی "سنسار چکر" کو چلانیکے لیئے یہ حیلہ تراشا کہ روح کے لیئے دائمی مکتی نہیں۔ ایک وقت کے بعد روح کو مکتی خانہ سے زبردستی اس دکھی دنیا میں دھکیلا جاتا ہے جس میں آکر وہ کتا۔ بلی۔ سور آدک جنم دھارن کرتی ہے۔ اب ہم آریہ دوستوں سے پوچھتے ہیں کہ ایشور نیکی کا بدلہ نیکی دیتا ہے۔ یا بدی

جھنگ سیال کی ترچھی چال

جھنگ سیال اپنے یکم جیٹھ کے لیڈر میں ہند۔ مسلمان۔ گورنمنٹ" کے عنوان سے لکھتا ہے کہ ہندوؤں کے عہد میں ہندوستان دیوتاؤں کی نگری تھی۔ گناہ اور دیگر عیوب کا نام و نشان تک بھی نہ تھا۔ وغیرہ وغیرہ! مگر کیا ہمارے ہمعصر کو دروپدی کے پانچ خاوندوں والی بات بھول گئی۔ پھر پرشورام اوتار نے سخت بیرحمی سے اپنی ماتا کو قتل کیا۔ پھر چندر دیوتا نے اپنے پرم گورو برہسپتی کی عورت سے اپنا منہ کالا کیا۔ سکنتلا ناٹک کے رشی کی کہانی اظہر من الشمس ہے۔ غرضیکہ کوئی کہانتک گنتا چلا جائے یہ تو ہندوؤں کے رشیوں مہرشیوں راجوں مہاراجوں کی حالت تھی۔ عوام کیحالت کا خود اندازہ کر لیجئے "یتھا راجہ تتھا پرجا" ایک مشہور بات ہے۔ اب معلوم نہیں کہ ہمارے ہمعصر کی گناہ آلودہ تعلیم سے کونسی تعلیم مراد ہے۔ جس سے اس بھارت ورش کا کرہ ہوائی ہندوؤں کے عہد میں صاف تھا۔

پردے میں بے پردی

دہلی ہمعصر "بنارس مہا پرشید" کے عنوان سے ایک نوٹ لکھتا ہے کہ مقام شکر ہے کہ ہندوستان کی عورتوں میں بھی بیداری کے نشان پائے جانے لگے ہیں بنارس مہا پرشید کا جس شان و شوکت سے انجام ہوا معلوم ہوتا ہے کہ اب عورتیں بھی تیز چلنے لگی ہیں اور ترقی کی دوڑ میں سرپٹ بھاگی ہیں۔ مسٹر جوتی سروپ اس پرشید کی پردھان (امیر مجلس) تھیں"

مسٹر جوتی سروپ نے اپنا ودیا گیان اس طرح دینا شروع کیا کہ ویدوں کی آگیا ہے کہ عورتوں کو شادی سے پہلے ۶۴ ہنر سیکھنے چاہیئیں جس میں گانا اور ناچنا کی تعلیم بھی شامل ہے۔ اور پردہ کی کوئی ضرورت نہیں اسکو ترک کرنا چاہیئے۔

اول مسٹر جوتی سروپ نے ویدوں کے حوالہ سے جو عورتوں کو ناچنا گانا کی طرف متوجہ کیا ہے۔ کیا بازاری عورتیں ویدوں کے گیان کے بغیر یہ تعلیم حاصل نہیں کر رہیں اس میں ویدک گیان کی کونسی ضرورت ہے۔ سوم جو بے پردگی کی نسبت آپنے فرمایا ہے۔ بہتر ہو اگر یہ اپنا جلسہ بھی شارع عام میں کرتیں جلسہ کے لیئے تو مسٹر جوتی سروپ نے ایسی جگہ منتخب کی جہاں مرد کا سایہ بھی نہیں پڑ سکتا تھا۔ اور مرد کو جلسہ میں داخل ہونے کی قطعی ممانعت تھی۔ کتنے بڑے افسوس کی بات ہے کہ وہ بات جو خود ہم اپنے لیئے پسند نہیں کرتے تو پھر کس بھروسہ پر ہم دوسروں کو اسکی دعوت دیتے ہیں۔ ہرچہ بر خود نپسندی بر دیگران مپسند

ایک پرچارک دوست

وہ لوگ جنہوں نے رومن کیتھولک چرچ کی تاریخ کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ انہیں یاد ہوگا کہ سنہ ۱۵۳۶ء تا یولا اور زیویر (یولا شاگرد تھا اور زیویر استاد) نے اپنی ایثار نفسی سے رومن کیتھولک کی کایا پلٹ دی تھی۔ انکا مذہبی پرچار فرانس تک ہی محدود نہیں رہا۔ بلکہ جب پرتگال کے بادشاہ نے پوپ کو لکھا کہ آپ کوئی پرچارک میری ہندوستان رعایا کے لیئے منتخب کریں۔ تو یہ قرعہ بھی انہیں ہر دو کے نام پڑا۔ ہندوستان آکر انہیں اپنے پرچار میں جسقدر رکاوٹیں پیدا ہوئیں۔ وہ حد و حساب سے باہر ہیں بھوکے انہیں رہنا پڑا۔ لوگوں سے اینٹیں اور پتھر انہیں کھانے پڑے۔ غرضیکہ طرح طرح کے مصائب میں انہیں مبتلا ہونا پڑا۔ ترک گھر اور بے آس گذاری کے علاوہ میں متواتر کئی روز انہیں بھنے ہوئے چنوں پر گزارہ کرنا پڑا مگر صد آفرینش ہے انکی ہمت پر کہ انہوں نے ہر مصائب میں آگے ہی قدم بڑھایا۔ ہندوستان میں پہلے پہلے عیسائیت کے پودہ کو انہیں نے ہی لگایا تھا۔

خدا کا فضل ہے کہ ایسی مثالیں کم بیشتر ہر ایک

میں پائی جاتی ہیں۔ جب تک انسان کے دل میں اپنی محسن یا محبوب کے لیئے دیوانگی پیدا نہیں ہوتی تب تک اسے کامیابی نصیب نہیں ہوتی۔ نور کے ناظرین بہت بزرگ بہائی ماسٹر عبدالرحمن صاحب بی مہر سنگھ کو جانتے ہونگے آپ بہی انہیں مذہبی دیوانوں میں سے ہیں۔ پچہلے دنوں میں سکہوں کی کثیر جماعت چولہ صاحب کے درشن کو ڈیرا بابا نانک جا رہی تہی۔ انکا گذر قادیاں سے ہوتا تہا۔ مگر کسی وجہ سے وہ جماعت قادیاں میں نہ ٹہر سکی اور قادیان سے پانچ چہہ کوس کے فاصلے پر اس جماعت کا قیام ہوا۔ ماسٹر عبدالرحمن صاحب دوپہر کو ہی وہاں بہاگے بہاگے گئے۔ بعد "چولہ" کا فوٹو دکہلا کر سنگت کو اپدیش دیتے رہے کہ بہائیو! جس چولہ کی زیارت کیلئے آپ لوگ جاتے ہو اس میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہما اور اسلام کی سچائی درج ہے۔ اگر آپ گورو کے چیلے ہو تو گورو کے وا‌ک (حکم) پر کاربند ہو کر سچے دل سے مسلمان ہو جاؤ۔ گو اس فرض کو ادا کرتے ہوتے ماسٹر جی پر پتھر اور اینٹیں پہینکی گئیں مگر آپ مست الست ہو کر اپنا کام کرتے رہے جب کبہی ماسٹر صاحب کو سکول سے دو گھنٹہ کی بہی فرصت ملتی ہے تو آپ وعظ کرنیکے لیے گرد و نواح میں چلے جاتے ہیں خواہ آپکو اس فرض کو ادا کرتے ہوئے کتنی ہی تکلیف کیوں نہ پہونچے مگر آپکا قدم آگے ہی ہوتا ہے۔ ہماری صدق دل سے یہ دعا ہے کہ خداوند کریم ہر ایک مومن کو ایسی لگن لگا دے۔

باوا نانک جی کا چولہ قادیان میں

نہایت خوشی کی بات ہے۔ کہ سادہ سنگت جس نے مذہب میں خصوصاً اور خالصہ قوم میں عموماً اعلائے کلمۃ الحق کی اشاعت کا بیڑا اٹہایا ہے۔ حال ہی میں اس سادہ سنگت نے زر کثیر لگا کر ہو بہو باوا نانک جی کے اصلی چولہ جیسا چولہ طیار کروایا ہے جس پر قرآن شریف کی آیات کو نہایت عمدگی سے لکہوایا گیا ہے۔ جب سادہ سنگت کے پریمی اس چولہ کو پہن کر بازار میں اپنا اپدیش دیتے ہیں تو اسوقت عجب سماں ہوتا ہے اور ہر ایک انسان کے دل میں ایک ایسی معرفت تامہ کی گونج پیدا ہوتی ہے کہ بے ساختہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ زبان سے نکلتا ہے جس کسی بہائی کو قادیان میں آنیکا اتفاق ہو تو وہ ضرور ہی اس چولہ صاحب کا درشن کریں۔ جس کے درشنوں سے ایمان کو تقویت پہونچتی ہے۔

ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات

صوفی غلام محمد صاحب جو آجکل تعلیم الاسلام ہائی سکول میں فسٹ عربک ٹیچر ہیں اور آپ کی دینداری اور سادہ زندگی نہایت نامعلوم طور سے اندر ہی اندر طلباء پر نیک اثر ڈال رہی ہے۔ پہلے پہل جب آپ ہنوز بچے ہی تہے اور قادیان کے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہونہار طالبعلم تہے۔ اس زمانہ میں جب آپ کے نکاح کی بات چہڑی۔ تو حضرت مولوی محمد علی صاحب نے حضرت اقدس سے مہر کی نسبت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ میرے نزدیک پانچسو روپیہ مہر کافی ہے۔ اسقدر مہر اسلیئے تجویز کرتا ہوں کہ لڑکا ہونہار ہے۔ اسپر کوئی بوجہ نہیں ہے امید ہے کہ اس کی لیاقت اور حیثیت مہر سے بہت زیادہ ہوجائیگی میرے نزدیک اس سے کم ہرگز مناسب نہیں"۔ ۱۱ اگست سنہ ۱۹۰۱ء

صوفی صاحب نے بی۔ اے تک تعلیم حاصل کرنیکے بعد اپنی رہائش کیلیئے قادیان کی پوتر بہومی کو ہی ترجیح دی۔ اب محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے صوفی صاحب کے ہاں دختر نیک اختر پیدا ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بچی کی عمر دراز کرے آمین

مبارک

مخدومی مکرمی حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کے ہاں دوسری بیوی سے ۱۳ مئی سنہ ۱۹۱۰ء روز جمعہ صبح ۶ بجے لڑکا تولد ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ نام ناصر الدین یا نصیر الدین رکہا جاوے دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس نومولود کی صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز کرے اور دین کا ناصر بنا کر اسے اسم بامسمّٰی کرے آمین

نور کا تیج

بعض اوقات نور کا تیج اس قدر ہائی سینڈرڈ پر پہونچ جاتا ہے کہ پتھر جیسی سخت چیز بہی تاب مقابلہ نہیں لا سکتی۔ پچہلی دفعہ جب نور کی کاپیاں پتھر پر جمائی گئیں تو نور کے تیج سے پتھر "دو ٹوک" ہو گیا کیا اب بہی کسی کو نور کے تیج سے انکار ہو

جادو سو جو سر چڑہ بولے۔

سوانحعمری حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ اور ایک سکھ سردار

سردار نرنجن سنگھ ساہوکار دہلی تحفہ سے یہ درخواست کرتے ہیں۔ کہ آپ نے سوانحعمری حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کو اردو میں لکہکر ایک بڑی بہاری کمی کو پورا کیا ہے۔ مگر کیا ہی اچہا ہو۔ اگر آپ اسکا ترجمہ گورمکہی میں کریں۔

ہمارا جواب

سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ مسلمان بہائی اردو سوانحعمری کو خرید کر کثرت سے سکہ صاحبان میں مفت تقسیم کر کے آخرت کا ثواب حاصل کریں کیونکہ ابہی تک بیچارے سکہ صاحبان اپنے گورو کے حقیقی مخزن سے بالکل ناواقف ہیں۔ اور اگر اسکے بعد بہی گورمکہی کی ضرورت رہے تو ہمیں کچہ عذر نہیں ہوگا۔

ایک بہیانک نظارہ

ایک "ہمعصر" لکہتا ہے کہ اس سال بی۔ اے کے امتحان میں ۱۸۱ طالبعلموں نے فارسی لی۔ ۳۹ نے سنسکرت اور ۲۰ نے عربی۔ جس سے آپکا یہ منشا کہ مذہبی تعلیم کی طرف لوگوں کا رجحان بہت کم ہے بیشک ہمیں ہمعصر کے اس خیال سے قطعی اتفاق ہے۔ اگر مسلمان بہائی امتحان میں عربی لیا کریں۔ تو انہیں بہت فائدہ پہونچ سکتا ہے۔ بعد تو اور مسلمانوں کی دہارمک پستک جس کے پڑہنے سے جنم جنم کے پاپ کٹتے ہیں جس میں معرفت تامہ کے بہنڈار کی گنگا بہ رہی ہے۔ جس کے پڑہنے سے حیوان سے انسان انسان سے باخدا انسان کی پدوی ملتی ہے۔ وہ خود عربی زبان میں ہے مگر افسوس ہے کہ مسلمان بہائی اس طرف دہیان نہیں دیتے ہمیں خوب یاد ہے جب ہم مڈل کلاس میں پڑہ رہے تہے تو ہمارے ساتھ کچہ مسلمان طلباء بہی پڑہا کرتے تہے گلستان میں ایک جگہ "شکراً للہ و حمداً للہ" کا لفظ آ گیا۔ استاد زور لگا رہا۔ مگر ایک مسلمان طلبا اسکو نہ ہی ادا کر سکا۔ یہ دیکہکر ہمارے دل میں سخت رنج ہوا۔ کہ مسلمانوں کے گہر میں جنم لیکر یہ لڑکا ایسے امور کو ہی ادا نہیں کر سکتا۔ مگر یہ قصور کس کا۔ خود ہمارا جنہوں نے دنیا کو دین پر مقدم کیا۔

ہماری بھی ہیں مہربان کیسے کیسے

ایڈیٹر کی قسمت بھی عجیب قسمت

ہے کہیں اسکے لیئے واہ واہ کا شور بلند ہوتا ہے تو کہیں گالیوں کی بھرمار پڑتی ہے۔ مگر وہ انسان جس نے دنیا میں کچھ کام کرنا ہو اسکو نہ تو دنیا کی واہ واہ پر خوش ہونا چاہیئے اور نہ ہی لوگوں کی گالیوں کی کچھ پرواہ کرنی چاہیئے۔ ہم دنیا کو کسی طرح بھی خوش نہیں کر سکتے ہیں تو خدا کی رضا جوئی کے لیئے اپنی تمام قوتوں کو لگا دینا چاہیئے۔ نور کے ناظرین سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہوگا کہ نور کو جب کبھی سکھوں سے مخاطب ہونیکا اتفاق ہوا ہے تو اسکا روئے سخن نہایت نرم اور مدبرانہ رہا ہے۔ ہر ایک .. کو گرنتھ اور جنم ساکھی کی کسوٹی پر پرکھ کر پیش کیا گیا ہے مگر اب کچھ صاحبان قلمی جنگ سے قطعی شکست کھا کر نہایت بزدلانہ اور لینچر کتون پر اتر آئے ہیں۔ حال ہی میں بھائی بدھ سنگھ جی اوپدیشک خالصہ دیوان کی طرف سے صفوں کا طول طویل خط موصول ہوا۔ جس میں ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک سخت فحش گالیاں سنائی گئی ہیں۔ کیا بھائی بدھ سنگھ جی نے اوپدیشک سکول میں لوگوں کو گالیاں دینے کا اوپدیش ہی سیکھا ہے۔ کیا وہ لوگوں کو اسی سخت درپائی کی موت دیتے ہیں۔ ایک مذہبی پرچارک کے منہ سے ایسی فحش اور گندی گالیوں کا نکلنا سخت افسوسناک امر ہے۔ ہم امید ہے کہ چیف خالصہ دیوان ایسے منہ پھٹ پرچارک کے منہ میں لگام دیگا جو خواہ مخواہ سکھوں جیسی صلح کل پنتھ کو جو کہ نہ تو ایک پتا ایکس کے ہم بالک ہے بدنام کر رہے ہیں۔

نور کی ماہواری رپورٹ بابت ماہ مئی ۱۹۱۱ء

اس مہینہ میں حسب ذیل احباب۔ ہواکرام معاونین نور نے اس کی ترقی اشاعت میں مربیانہ سعی فرمائی جزاہم اللہ خیر الجزاء۔ جناب منشی محمد صدیق صاحب۔ جناب راجہ یار محمد خانصاحب نائب تحصیلدار۔ جناب منشی محمد حنیف صاحب۔ جناب میاں غلام محی الدین صاحب انسپکٹر پولیس۔ جناب میاں غلام رسول صاحب قیم وضیکہ پولیس۔ جناب مولوی عبدالرحیم صاحب۔ جناب شیخ محمد خانصاحب۔ جناب میاں قادر بخش صاحب کوتوال۔ جناب بابو محمد اکبر صاحب۔ جناب میاں عمر الدین صاحب۔ میاں عبدالستار صاحب اور بہت سے احباب براہ راست خریدار ہوئے۔ اللہم زد فزد۔ امید ہے کہ نور کے دوسرے خریدار بھی نور کی توسیع اشاعت میں سعی فرما کر عند اللہ ماجور ہونگے۔

نوٹ:۔ خوشی کی بات ہے کہ اس مہینہ میں دو سکھ اور دو ہندو خریدار بھی ہوئے۔

چلو چھٹی ہوئی

پرکاش لکھتا ہے۔ پٹیالہ سے ایک مہاشہ اطلاع دیتے ہیں کہ وہاں ایک ۲۵ سالہ نوجوان بھگت کے نام سے مشہور ہے اور حلوائی کی دوکان کرتا ہے۔ ۱۷۔ مئی کی رات کو بھگتی نے جوش مارا اور رات دو بجے تک تو بھجن کرتا رہا۔ اس کے بعد ایک تیز استرہ سے اپنے پیشاب کی اندری کو جڑھ سے کاٹ ڈالا۔ خون زیادہ بہنے سے اسنے اپنے رشتہ داروں کو آواز دی جنہوں نے اسکو فوراً ہسپتال پہونچا دیا۔

اس اندری دمن کے لیئے بیچارے بھگت جی حق بجانب ہیں۔ جب اس نے دیکھا کہ دوسرے سنیاسی اور برہمچاری باوجود سنیاس اور برہمچریہ کے رکھتے ہوئے نیوگ کے گلچھرے اڑاتے ہیں اور جب تک یہ عضو تناسل انسان کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ تب تک انسان کا کورا رہنا مشکل ہے۔ تو انہوں نے مجبوراً اسکو جڑھ سے ہی کاٹ ڈالا۔ بات بھی ٹھیک ہے کہ جب بانس ہی نہ رہا تو پھر بانسری کہاں سے بجے گی افسوس! غلط فہمی تیرا ستیاناش ہو۔

بنگہ میں نور کا ظہور اور آریہ کیمپ میں شور
(گذشتہ سے پیوستہ)

(سلسلے کیلئے ملاحظہ ہو نور نمبر ۱۶)

مگر ہائے افسوس سے تو یہ ہے کہ اس تعلیم کے گھمنڈ پر یہ لوگ غیر مذاہب والوں پر تبرے اڑایا کرتے ہیں۔ اور اپنا مثل کسی کو نہیں سمجھتے۔ کیا یہی تعلیم ہے۔ جس کی اشاعت کے لیئے کبھی امریکہ۔ کبھی یورپ۔ کبھی جاپان میں پرچار کرنیکے لیئے چندہ کیواسطے پبلک میں اپیل کیجاتی ہے کیا یہی تعلیم ہے کہ جس میں امتحان پاس کرنے کے لیئے فکر ہے کہ ابھی تک اس تعلیم کو ذہنی طور پر جانچنے کیلئے انعام دیئے جاتے ہیں۔ کاش کہ ایسا کبھی نہ دن آئے کہ اس پر کار بند ہونیکے لیئے بھی انعام مقرر کرنیکی تجویزیں ہوں۔ کیا یہی تعلیم ہے۔ جس کے لیئے آریہ سماجی ایڈیٹر اور مصنف اپنے "بے نظیر دھرم" کی نسبت شور و غل مچایا کرتے ہیں کیا ایسی تعلیم کے پرچار کرنیوالا رشی اور مہرشی کہلانیکا مستحق ہے۔ کیا یہی تعلیم ہے جس کے لیئے آئے دن مختلف مذاہب والوں کو دق کیا جاتا ہے اور فضول شور پیدا کر کے ملک کے اندر نفاق کی آگ اور باہمی تفرقوں اور کدورتوں اور نااتفاقی کی چنگاری کو بھڑکایا جاتا ہے۔ پیارے آریہ سماجیو! پڑھو اپنی گھر کی تعلیم کو اور خوف کرو بیجا شیخی اور ڈینگ مارنے سے اور خوف کرو ایسی تعلیم کو اپنی آئندہ پود میں پھیلانے سے ڈرو ایسی خوفناک تعلیم کے ذریعہ سے اس دیش اور جاتی کو نقصان پہونچانے سے۔ بھائیو! جو کچھ میں نے کہا ہے دردِ دل سے کہا ہے۔ ہم آپکو اپنا دل چاک کر کے نہیں دکھلا سکتے۔ کہ ہمارے دل میں آپ لوگوں کی بہتری اور بہبودی کے لیئے کتنی تڑپ ہے۔ ہمیں اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہیں۔ بے شک آپ ہمیں کوسیں اور بڑی پی پی کر کوسیں۔ گالیاں دیں اور پیٹ بھر کر دیں مگر خدا کے لیئے آپ ذرا اپنی تعلیم کو اصلی رنگ و روپ میں تو دیکھیں اور اس پر عملدرآمد کرنے سے جو خطرناک نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ ذرا اس بھیانک نظارہ کو اپنے سامنے لائیں اور اس کے برے اثر سے خود محفوظ رہنے کے علاوہ اوروں کو بھی محفوظ رکھنے کی کوشش کریں۔ خدا کرے کہ ہمارے آریہ دوست ہماری مذکورہ بالا تحریر کی مدعا اور اس کی علت غائی سمجھیں۔ اور اس بھیانک تعلیم کو اس کے اصلی رنگ و روپ میں دیکھیں۔ اور پھر اس کے زہریلے اثر کو محسوس کرتے ہوئے اس سے اجتناب اور کنارہ کشی کر کے نہایت عمدہ نتائج پیدا کریں جو آئندہ ہونہار نسلوں کے لیئے سکھ

عمدگی سے ناچے اور شونگ کے ارد گرد چڑھائی ہوئی چیزوں کا اسقدر ڈھیر لگا کہ اس سے مورتی ڈھک گئی۔ رات کو اور لوگ تو سو گئے مگر دیانند جی بدیں خاطر جاگتے رہے کہ آج تو میں نے خوب شِوجی کی مورتی کے آگے ناچ رنگ دکھایا ہے آج تو شِو جی مہاراج ضرور ہی مجھ پر خوش ہونگے۔ اور رات کو جب وہ ان چڑھائی ہوئی چیزوں کا بھوگ لگانے آئینگے تو میں ان کے درشن کرونگا۔ اور وہ مجھ پر خوش ہونگے۔ چنانچہ جب کل حاضرین سو گئے۔ اور دیانند جی جاگتے رہے تو کیا دیکھتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ شِوجی مہاراج آکر ان چیزوں کا بھوگ لگاتے۔ چوہے شِولنگ کے اوپر نیچے دوڑ رہے ہیں اور ان چیزوں کو کھا رہے ہیں یہ دیکھکر دیانند جی شرمندہ ہوئے۔ اور تعجب کی نگاہ سے دل میں خیال کرنے لگے۔ کہ جس شِولنگ کے اوپر چوہے کودا ڑیاں لگا رہے ہیں اور ان کے بھوجن کا ستیاناس کر رہے ہیں۔ بھلا وہ مجھکو کیا انعام دے سکتے ہیں۔ بس اسی وقت ان کی طبیعت بدل گئی یہ ہے رشی جی کی حقیقت۔ اگر اس میں ہمعصر پرکاش کو کچھ شک وشبہ ہے تو ہم چیلنج دیتے ہیں۔ کہ وہ ذرا میدان میں آکر اسکا کھنڈن کیجے۔ ورنہ راجہ مولوی کے یہ کہنے سے کہ اس کے رشتہ دار میری ریاست میں ملازم ہیں۔ ان الفاظ سے رشی جی کا پڑے برہمن نہیں ہو سکتے۔ اگر یہ جھوٹ ہے تو آریہ صاحبان مہاراجہ موروی کی کوئی تحریر ہی شائع کر دیں۔ ورنہ ان ہاتھ ہتھکنڈوں سے سوامی جی کی پوزیشن صاف ہونے سے رہی۔

نور کی شادی

نور کی شادی کی خبر آرین اخبارون نے اس طرح نقل درنقل درج کی ہے۔ جس طرح کوئی ویدک دھرمی ہوتی ہے۔ بھائیو! آپ خود ہی انصاف کر دو۔ یہ بات اچھی کہ ایک آدمی باقاعدہ شادی کر کے خدائی قانون اور سنتِ رسول اللہ کو پورا کرے یا وہ بات اچھی جو مشٹنڈا رکھ کر تیر تکّے پر گزارہ کرے خداوند تعالیٰ ہمارے بھائیوں کو چشم بصیرت دے جس سے وہ نیک و بد میں تمیز کر سکیں

پرکاش کی مزید دھمکی

پرکاش اپنے ۵ مئی کے ...

کے ایشو میں لکھتا ہے کہ مہاتما منشی رام جی آریہ سماج کے مسلمہ لیڈر ہیں اسوقت آریہ سماج میں جو انکی پوزیشن ہے وہ اور کسی کی نہیں۔ اگر ان کی ہتک کیگئی تو سمجھو ساری آریہ سماج کی ہتک کیگئی۔ اگر اس شخص کی خفیہ پولیس توہین کرتی ہے۔ تو گویا ساری سماج کی کرتی ہے ایکسی نفیس دھمکی ہے۔ اول تو مہاتما منشی رام کی لیڈری بھی محتاج ثبوت ہے۔ ماس پارٹی جس نظر سے مہاتما منشی رام کو دیکھتی ہے۔ اور آئے دن جو اس پارٹی کی طرف سے منشی رام کی نسبت ٹریکٹ وغیرہ شائع ہوتے رہتے ہیں وہ سماج کی اندرونی ریشہ دوانیوں اور انکی لیڈر شپ پر پوری پوری روشنی ڈالتے ہیں بفرض محال اگر ایکدم کے لیئے اسے مان بھی لیا جائے کہ منشی رام جی آریہ سماج کے مسلمہ لیڈر ہیں۔ تو گویا اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ لیڈر کے لیے کوئی قانون اور آئین نہیں ہوتا۔ اس کے لیئے کھلی بائیں ہیں۔ بھائیو! آن راکہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک۔ دھوبی گندے کپڑے کو ہی پتھر پر مارتا ہے۔ سترو! اپنے نفس کی اصلاح کرو دوسرے کو کیوں بُرا بھلا کہتے ہو۔

ہماری قابل رحم حالت

دوستو! ہم نے اپنے عزیز رشتہ داروں سے قطع تعلق کیا اپنے پیارے سے پیارے وطن کو خیرباد کہی لوگوں کے لعن و تشنیع سہے کفر کے فتوے سنے مگر افسوس کہ پھر بھی ہم نے اپنے آپ پر غور نہ کیا۔ زمانہ ٹھوکریں مار مار کر ہمکو جگاتا ہے۔ مگر ہم خواب خرگوش میں ایسے مست الست ہیں کہ آنکھ وا کر کے بھی نہیں دیکھتے۔ فسادی لوگوں کی سبق آموز زندگیاں پکار پکار کر اس بات کی دہائی دے رہی ہیں۔ کہ ع

من نکردم شما حذر بکنید

مگر ہم اپنے بجیتر ذرا غور نہیں کرتے اسلام نے ہمیں وحدانیت کا سبق دیا۔ مگر ہم اس امولک رتن کو پاؤں کے نیچے روند رہے ہیں اسلام نے لوگوں کے جلے ہوئے دل کو شانتی کی بارش سے ٹھنڈا کیا۔ مگر ہم اس سنہری اصول سے فائدہ نہیں اٹھاتے اسلام نے مختلف افراد کو ایک سلک میں منسلک کیا مگر ہم اس موتی کی لڑی سے بکھر رہے ہیں۔ اسلام نے عفو اور رحم کا سبق سکھلایا مگر ہم کرودھ اور غصّہ کے غلام بن رہے ہیں اسلام نے ہمیں دوسرے بھائی کی درد کو اپنی درد سمجھنے کی ہدایت دی مگر ہم دوسرے بھائی کی درد کو اپنی درد سمجھنا تو درکنار الٹا ہم دُکھتی جگہ پر نشتر لگانیکو طیار ہوتے ہیں۔ اگر کسی بھائی کو گردش ایام کے باعث کچھ مصائب کا سامنا ہوتا ہے۔ تو ہم اسے دیکھکر خوش ہوتے ہیں تالیاں بجاتے ہیں۔ تحریر میں مضحکہ اڑاتے ہیں اور پھر افسوس کہ ایسی کرتوتیں کر کے ہم شرمسار نہیں ہوتے۔ بلکہ ہم فخریہ اس بات کو بیان کرتے ہیں۔ کہ ہمنے اپنی اخبار میں اس کی کیسی درگت بنائی اور پھر موقعہ بھی کیا عمدہ ڈھونڈا۔ جب کہ وہ مصائب سے گھرا ہوا تھا۔ کیا ایسے موقع کبھی روز روز ملتے ہیں۔ نہ ہی نام سنجوگی میلے۔ اوہ کسقدر بھیانک نظارہ!

میرے دوستو! ہم ذرا اپنے پیشوا کی زندگی پر تو غور کریں۔ کہ ان کی پاک فطرت میں رحم کا مادہ کس قدر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اور نوع انسانی کی بہتری کے لیئے انکے دل میں کس قدر گونج تھی۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے۔ کہ جنگ میں جب کہ حریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے۔ اور مخالف طرف سے مخالفت کی آگ کے بھبھاکے بڑی تیزی سے اڑ رہے تھے۔ ایسی نازک حالت میں صحابہ کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مخالف گروہ کے زخمی مرد اور عورتوں کو پکڑ کر حضور کی خدمت میں لائے۔ مگر آپکو ان کی قابل رحم حالت پر ترس آیا۔ اور ان کے زخموں پر مرہم پٹی شروع کر دی اور روزانہ صبح اٹھکر خود اپنے دست مبارک سے انکے زخموں کو صاف کر کے مرہم پٹی کرتے۔ جسکا اثر یہ ہوا کہ وہ لوگ تمام کمندوں کو بالائے طاق رکھکر دل و جان سے کلمہ شہادت پڑھکر مسلمان ہو گئے۔ آہ آپکے اخلاق علوی کا پایہ کس قدر بلند تھا یہی تو وجہ تھی کہ لوگ گروہ در گروہ اسلام کی طرف اُمڈے چلے آتے تھے۔ ... میں

چاہیئے۔ کہ اپنے پیشوا کی پوتر لائیف کو اپنا دستور العمل بنائیں۔ دوستو غور کرو۔ کہ آجکل مخالفین اسلام کس بیباکی و سفاکی سے اسلام پر حملے کر رہے ہیں۔ موجودہ حالت تو اسبات کی مقتضی ہے۔ کہ سب مل کر مخالفین کے ان دلخراش حملوں کو روکیں اور اسلام کا روشن چہرہ مخالفین کو دکھلائیں نہ کہ باہمی کھٹا پٹی اور ناقہ جاتی سے ان کو تماشا دکھلائیں فاعتبروا یا اولی الابصار

ایک کافر کی مثال

اوپر کا نوٹ لکھکر مجھے ایک ایسے انسان کی مثال یاد آگئی جسکا تصور آتے ہی میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ سر فلپ سیڈنی ۲۲ ستمبر ۱۵۸۶ء میں جب کہ ملکہ الزبتھ کا زمانہ تھا (Zelfshen) زیفن واقع بلجیم میں اپنے دشمنوں سے لڑ رہا تھا۔ لڑائی میں خود سخت زخمی ہو کر زمین پر گر پڑا۔ غشی آگئی۔ جب ذرا ہوش آیا۔ تو محسوس کیا کہ پیاس سے زبان اندر کو کھچے جارہی ہے اور ہچکی بندھی ہوئی ہے۔ سر فلپ سیڈنی نے اپنے سپاہی ایک آدمی کو پانی کیواسطے کہا وہ پانی لا کر حاضر ہوا۔ سر فلپ سیڈنی نے جونہی پانی کا کٹورہ اپنے سوکھے تشنہ لب کو لگانا چاہا توں ہی ایک اور سپاہی نے جو اس کے پہلو میں زخموں سے نڈھال ہو کر سسکیاں بھر رہا تھا۔ پانی کے لیئے سر فلپ سیڈنی کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا۔ یہ دیکھ سر فلپ سیڈنی کے دل میں ہمدردی کا مادہ جوش زن ہوا۔ اپنے تشنہ لب سے پانی کا کٹورہ اٹھا کر سپاہی کو دیدیا۔ ادھر سپاہی سر فلپ سیڈنی سے پانی کا کٹورہ لیکر گھونٹ بھرتا ہے۔ اور دوسری طرف پیاس کی شدت سے سر فلپ سیڈنی کی روح قفس عنصری سے پرواز کرتی ہے۔ آہ! ایثار نفسی کی کتنی بڑی بھاری مثال ہے یہ انکی حالت ہے۔ جنکو ہم کافر کافر کہکر پکارا کرتے ہیں۔ دوسری طرف ہم ہیں جب اپنے بھائی کی تکلیف اور مصیبت کو دیکھتے ہیں تو بجائے اسکے کہ ہم اسکی دلجوئی اور دلداری کریں الٹا اس کے زخمی جگہ پر اور بھی چرکہ لگاتے ہیں۔ خدا ہماری حالت پر رحم کرے۔ آمین۔

پرکاش کی پرخاش

اور تعصب تو انسان کو کسقدر اندھا کر دیتا ہے

تعصب کے بہوت کے قابو میں ہو کر انسان سچائی سے اسقدر دور چلا جاتا ہے کہ اس کی آنکھیں باوجود دیکھنے کے نہیں دیکھتیں اس کے کان باوجود سننے کے نہیں سنتے۔ وہ دن کو بھی رات ہی خیال کرتا ہے۔ ہم نے سوانحعمری حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے صفحہ ۷۴، ۷۵ میں باوا جی کے پنجہ صاحب کا ذکر کرتے ہوئے یہ ظاہر کیا تھا۔ کہ سکھ صاحبان باوا نانک صاحب کے خوارق عادات معجزات کے قائل ہیں اور انکا بیان ہے کہ جب باوا صاحب سیر کرتے کرتے حسن ابدال جا پہونچے دامن کوہ میں بسیرا کیا۔ باوا جی کو پیاس محسوس ہوئی دامن کوہ کا پانی میلا اور گدلا تھا۔ پہاڑ کے اوپر باوا ولی قندہاری کی جائے رہایش تھی وہاں ایک مصفا پانی کا چشمہ جاری تھا۔ تو باوا صاحب نے بھائی مردانہ کو پانی کی چھاگل دے کر باوا ولی قندہاری کی نشستگاہ پر بھیجا۔ مردانہ نے اس مصفا پانی کے چشمہ سے اپنی چھاگل کو بھرنا چاہا۔ تو ولی قندہاری نے اس کی اچانک آمد اور اجنبیت پر نوٹس لیا۔ اور ولی نے بھائی مردانہ سے حال دریافت کیا۔ تو بھائی مردانہ نے تمام حال کہہ سنایا۔ اور ساتھ ہی باوا جی کے متعلق بھی آگاہ کیا کہ ہمارے ساتھ ایک ولی اللہ (باوا نانک) بھی ہے۔ آپ انکی زیارت بھی کر لیں۔ باوا ولی قندہاری نے کہا۔ کہ وہ تو صاحب کرامت ہے اسے میرے چشمہ سے پانی پینے کی کیا ضرورت تھی اور انہیں پانی لینے سے منع کر دیا۔ ناچار بھائی مردانہ نے باوا جی کے پاس آکر کہہ سنایا باوا صاحب نے ولی قندہاری کو کہلا بھیجا کہ میں ایک عاجز بندہ ہوں۔ نہ میں صاحب کرامت ہوں اور نہ میرے سے کبھی کوئی ایسا ہوا۔ یہ تمام بات بھائی مردانہ نے ولی قندہاری کو کہہ سنائیں مگر ولی نے ایک نہ سنی اور اپنی بات پر قائم رہے۔ باوا صاحب نے یہ جواب سنکر ایک برچھا زمین پر مارا۔ تو وہاں ایک مصفا پانی کا چشمہ جاری ہوگیا۔ اور کرنی خدا کی ولی صاحب کا چشمہ خشک ہوتا جاتا تھا۔ اور باوا صاحب کا چشمہ پھوٹ پھوٹ کر چلتا تھا۔ یہ بات دیکھکر ولی جی کو غصہ آیا اور انہوں نے پہاڑ کے ایک حصہ کو باوا جی کی طرف دھکیل دیا۔ باوا صاحب اسوقت داتن (مسواک) کر رہے تھے کہ اپنی طرف لڑھکتے ہوئے پہاڑ کو دیکھکر آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور دائیں ہاتھ کے پنجہ سے روک لیا۔ اور ہاتھ کے نشانات پتھر پر پڑ گئے اور آج تک وہ جگہ باوا صاحب کے پنجے کے نام سے مشہور ہے۔ اور سکھ لوگ دور دور سے اسکی زیارت کیلئے آتے ہیں۔"... اور یہ حال لکھکر نیچے ہمنے اپنا فٹ نوٹ دیدیا تھا۔ کہ اس جگہ ولی قندہاری نے باوا جی کو صاحب کرامت کے نام سے نامزد کیا ہے۔ صاحب کرامت کا لفظ ہی باوا صاحب کے اسلام پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ ایسے شخص سے کوئی اعجوبہ امر صادر ہو جو مسلمان نہیں تو اسکے اعجوبے کے نام کو کرامت نہیں کہتے۔ بلکہ اسکا نام استدراج رکھتے ہیں سو باوا ولی قندہاری نے جو باوا صاحب کو صاحب کرامت قرار دیا تو اس سے صاف طور پر معلوم کر لیا کہ باوا صاحب اہل اسلام ہیں ورنہ باوا قندہاری انکا نام صاحب کرامت نہ رکھتے اور بھائی مردانہ کا باوا جی کے لیئے پانی لینے جانا صاف دلالت کرتا ہے۔ کہ باوا صاحب بلا کراہت مردانہ کے ہاتھ سے کھا پی لیا کرتے تھے ایسے ملکوں میں باوا صاحب دو دو برس رہنا جہاں ہندو کا نام و نشان تک نہیں جیسے ملک عرب۔ کیا بغیر کھانے پینے کے ممکن تھا۔ پھر معلوم نہیں کہ ہمعصر پرکاش اس نوٹ سے مطلب نکالنا کہ اس سے باوا جی کا ہندو ہونا ثابت ہوتا ہے۔ چہ معنی دارد۔ کیا ہمارے ہمعصر نے سوانحعمری میں باوا جی کے چولہ صاحب اور مکہ شریف کے جانیکا حال نہیں پڑھا کیا ہمارے ہمعصر نے سوانحعمری میں باوا نانک جی کے ان چلوں کا حال نہیں پڑھا جو انہوں نے اسلام کے مشہور اولیا اور صلحاء کے مقابر پر مثلاً ملتان میں شاہ شمس تبریز کے روضہ پر چالیس روز تک چلہ کشی کی اسی طرح شاہ عبد الشکور شاہ اور خواجہ معین الدین چشتی

کا موجب ہو۔ ابھی وقت ہے۔

درختے کہ اکنوں گرفت است پائے
بہ نیروے شخصے بر آید زجائے
وگر ہمچنان روزگارے ہلی؟
بگردونش از بیخ بر نگسلی!؟

اگر آریہ سماج کے دو چار پرش بھی ایسے نکل آئیں جو اس تعلیم کو اصلی رنگ و روپ میں دیکھکر اس کے زہریلے اثر سے بچنے کے لیے ارادہ کریں۔ تو میں سمجھونگا۔ کہ میری محنت ٹھکانے لگی۔

میرے ہم وطن بھائیو! یہ تو آپنے آریہ تعلیم کا فوٹو دیکھ لیا۔ اور ان کی دھارمک پستک کی مذہبی دعاؤں کو بھی پڑھ لیا۔ جنکا جاپ بچے بوڑھے صبح و شام آریہ مندروں میں کرتے ہیں۔ مگر کیا ہی خوب ہو۔ کہ ذرا اسلامی دعاؤں کا نمونہ بھی دیکھا جائے۔ جو پانچ وقت اس پرم سے ایشور سے لوگاتے ہیں۔ تاکہ آپکو معلوم ہو جائے کہ کونسی تعلیم ایک خانیت اور روحانیت کے بلاشی کی تسلی کروا سکتی ہے۔ اور کونسی تعلیم دکھ اور پاپ کا موجب بن سکتی ہے۔ جس طرح درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اسی طرح مذہب اپنی تعلیم سے شناخت کیا جاتا ہے۔ اسلام کا وہ اسم اعظم اسلام کی وہ فخریہ دعا قرآن شریف کی تعلیم کا وہ انمول رتن جسکا دن میں پانچ دفعہ خدا کے حضور جاپ کیا جاتا ہے وہ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العٰلمین۔ الرحمٰن الرحیم۔ مٰلک یوم الدین۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ اٰمین

ترجمہ سب خوبیاں اللہ کے ہی واسطے ہیں جو سارے جہان کا رب ہے۔ جو رحمت عامہ اور رحمت خاصہ کا رب ہے۔ اور جزا کے دن کا مالک ہے۔ (جو سبھی خوبیوں والا) ہے۔ تجھی کو ہم پوجتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں (اے خدا) ہم کو سیدھی راہ دکھا (لونہ چلا) ان لوگوں کی راہ جنپر تو نے فضل کیا داد نہ ان کی جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ گمراہوں کی

ہمارے پیارے ہموطنو! دونوں مذاہب کے فوٹو آپ کے سامنے دھر دیئے ہیں آپ خود ہی حق اور باطل میں فرق کر لیں ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ ایک تو وہ مذہب ہے۔ جس میں صبح و شام یہ دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ کہ ہمارے دشمن کو بھسمی بھوت کرو۔ غارت کرو۔ نشٹ کرو۔ پرم ایشور کیلیے بیلوں بکریوں اور مینڈھوں سے بھوگ کرو۔ غرضیکہ نشٹ کرو۔ بھسمی بھوت کرو۔ یہ کرو وہ کرو کی گردان کو اسقدر رٹا جاتا ہے اور اسکی مالا اسقدر تیزی سے پھیری جاتی ہے۔ "ڈرتے منکے تے منکا ٹوٹے منکا" اور دوسری طرف اسلام کی وہ دعا جو پانچوں وقت اسکے حضور پریم اور لگن کی لے میں کی جاتی ہے اسے خدایا تو رحمٰن ہے رحیم ہے۔ اور تمام خوبیوں اور صفات حسنہ کا بھنڈار تو ہی ہے۔ تو سارے جہاں کا پرت پالک ہے تو رحمت عامہ اور خاصہ کا مالک ہے تو مہا پرلو کے دن کا مالک ہے۔ جو اسقدر صفات اور خوبیوں کا سوامی ہے ہم اسی کی ہی عبادت کرتے ہیں اور اسی سے ہی سہاتا چاہتے ہیں اے پرم ایشور تو ان مہاپرشوں دھارمک جگیاسیوں اور مہاتماؤں کا مارگ (راستہ) دکھلاؤ جنپر تیرے فضل و کرم کی بارش ہوئی ان پاپیوں اور چنڈالوں کا راستہ نہ دکھلائیو جنپر تیرے قہر کی بھری ہوئی کروپی (غضب) نازل ہوئی اب کون شخص ہے جو ان ہر دو دھرم کی پستکوں اور دعاؤں کو پڑھکر یہ کہے بغیر رہ سکے ع

کہ یہاں قدرت وہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

جب میں یہ اپنا لیکچر ختم کر چکا۔ تو میں لیکچر کے خاتمہ پہ آواز بلند للکار کر کہا کہ بھائیو۔ میرا اخبار ۱۵۔ اپریل کو نکلنا چاہیے تھا مگر آج ۱۸ اپریل ہے اور میرے قادیان پہنچتے پہنچتے ۲۰۔ تاریخ ہو جائیگی اور اخبار بہت لیٹ ہو گیا ہے اسلیئے میں انشاء اللہ تعالیٰ کل علی الصباح ہی یہاں سے چلا دونگا جس بھائی کو کسی قسم کا میرے حوالوں میں شک و شبہ ہو تو براہ نوازش میرے ڈیرے پر تشریف لا کر تشفی حاصل کر سکتا ہے۔ مگر کسی مائی کے بیٹے کو جرأت نہ پڑی کہ ذرا سامنے آ کر کوئی شک و شبہ پیش کرے بجائیکہ مجمع میں کثرت سے آریہ پرش تھے پھر میں بعض دوستوں کی فرمائش پر ۱۹۔ اپریل کو بھی وہاں ٹھہر گیا۔ مگر کسی مائی کے بچے کو جرأت نہ پڑے کہ ذرا دیدہ ہو کر کوئی شک و شبہ پیش کرے اور کرتے بھی کیونکر سکتے آخر سچ سچ ہی ہے اور جھوٹ جھوٹ صادق کے آگے کاذب کے پاؤں کیسے جم سکتے ہیں۔ نور کے آگے ظلمت کہاں ٹھہر سکتی ہے۔

مسلمانوں کی نازک حالت

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی ☆ کیں رہ کہ تو میروی بترکستانست

آجکل ہمارے دینی بھائیوں مسلمانوں نے دینی فرائض کو ادا کرنے اور اخوت اسلامی کے بجالانے اور ہمدردی قومی کے پورا کرنے میں اسقدر سستی اور لاپرواہی اور غفلت کر رکھی ہے کہ کسی قوم میں اسکی نظیر نہیں پائی جاتی۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ان میں ہمدردی قومی اور دینی کا مادہ ہی نہیں رہا اندرونی فسادوں اور عنادوں اور اختلافوں نے قریب ہلاکت کے ان کو پہونچا دیا ہے۔ اور افراط تفریط کی بیجا حرکات نے اصل مقصود سے انکو بہت دور ڈال دیا ہے جس نفسانی طرز سے انکی باہمی خصومتیں برپا ہو رہی ہیں۔ اس سے نہ صرف یہی اندیشہ ہے۔ کہ انکا بے اصل کینہ دن بدن ترقی کرتا جائیگا اور کیڑوں کی طرح بعض کو بعض کھائیں گے اور اپنے ہاتھ سے اپنے استیصال کے موجب ہونگے۔ بلکہ یہ بھی یقیناً خیال کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی دن انکا ایسا ہی حال رہا تو ان کے ہاتھ سے سخت ضرر اسلام کو پہونچیگا۔ اور انکے ذریعہ سے بیرونی مفسد مخالف بہت سا موقعہ نکتہ چینی اور فساد انگیزی کا پائیں گے آجکل کے بعض علماء پر ایک یہ بھی افسوس ہے کہ وہ اپنے بھائیوں پر اعتراض کرنے میں بڑی عجلت کرتے ہیں۔ اور قبل اسکے جو اپنے پاس علم صحیح قطعی موجود ہو۔ اپنے بھائی پر اعتراض کرنیکو طیار ہو جاتے ہیں اور کیونکر طیار نہوں بباعث غلبہ نفسانیت یہ بھی مد نظر ہوتا ہے کہ کسی طرح ایک مسلمان کو کہ جو مقابل پر نظر آرہا ہے۔ نابود کیا جائے اور اسکو شکست اور ذلت اور رسوائی پہونچے اور ہماری فتح اور فضیلت ثابت ہو یہی وجہ ہے کہ بات بات میں انکو فضول جھگڑے کرنے پڑتے ہیں۔ خدا نے یک لخت ان سے عجز اور فروتنی اور حسن ظن اور محبت برادرانہ کو اٹھا لیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون لا

عیسائیوں کی توجہ کے لائق

یہ بات سب پر روشن ہوگئی ہے۔ کہ عیسٰی پرستی بت پرستی اور رام پرستی سے کم نہیں اور مریم کا بیٹا کشنیا کے بیٹے سے کچھ زیادہ نہیں رکھتا۔ مگر کیا کبھی آپ لوگوں نے توجہ کی یوں تو آپ لوگ تمام دنیا کے مذہبوں پر حملے کررہے ہیں مگر کبھی اپنے اس تثلیث خدا کی نسبت بھی کبھی غور کی کبھی یہ خیال آیا۔ کہ وہ جو تمام عظمتوں کا مالک ہے اسپر انسان کی طرح کیونکر دکھ کی مار پڑ گئی۔ کبھی یہ بھی سوچا کہ خالق نے اپنی ہی مخلوق سے کیونکر مار کھالی۔ کیا یہ سمجھ میں آسکتا ہے۔ کہ بندے ناچیز اپنے خدا کو کوڑے ماریں اس کے منہ پر تھوکیں اسکو بجائے اسکو سولی دیں اور وہ مقابلہ سے عاجز رہجائے بلکہ خدا کہلا کر پھر اسپر موت بھی آجاوے کیا یہ سمجھ میں آسکتا ہے۔ کہ تین مجسم خدا ہیں ایک وہ مجسم جس کی شکل پر آدم ہوا۔ دوسرا یسوع تیسرا کبوتر اور تینوں میں سے ایک بچہ والا اور دعا والا کیا یہ سمجھ میں آسکتا ہے کہ خدا شیطان کے پیچھے پیچھے چلے اور شیطان اس سے سجدہ چاہے۔ اور اسکو دنیا کی طمع دے کیا یہ سمجھ میں آسکتا ہے کہ وہ شخص جسکی ہڈیوں میں خدا گھسا ہوا تھا۔ ساری رات رو رو کر دعا کرتا رہا اور پھر بھی استجابت دعا سے محروم اور بے نصیب ہی رہا۔ کیا یہ بات تعجب میں نہیں ڈالتی کہ خدائی کے ثبوت کے لئے یہود کی کتابوں کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہود اس عقیدہ پر ہزار لعنت بھیجتے ہیں اور سخت انکاری ہیں اور کوئی ان میں ایسا فرقہ نہیں جو تثلیث کا قائل ہو۔ اگر یہود کو موسیٰ سے آخری نبیوں تک یہی تعلیم دیجاتی تو کیونکر ممکن تھا کہ لاکھوں آدمی جو بہت سے فرقوں میں منقسم تھے اس تعلیم کو سب کے سب بھول جاتے۔ کیا یہ بات سوچنے کے لائق نہیں۔ کہ عیسائیوں میں قدیم سے ایک فرقہ چلا آتا ہے۔ جو قرآن شریف کے وقت میں بھی موجود تھا اور وہ فرقہ بڑے زور سے اس بات کا ثبوت دیتا ہے۔ کہ تثلیث کا گندہ مسئلہ صرف تیسری صدی کے بعد نکلا ہے۔ اور اب بھی اس فرقہ کے لاکھوں یورپ اور امریکہ میں موجود ہیں اور ہزارہا کتابیں انکی شائع ہو رہی ہیں۔ خدا انہیں ہدایت دے۔

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ و ست سلاجیت

اصلی ممیرے اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شائع ہو رہا ہے۔ اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہو یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نورالدین صاحب مدظلہ کے مجوزہ نسخہ کے موافق طیار کیا گیا ہے اور اصلی ممیرا جسکو خود حضرت نے دیکھکر اصلی ممیرا ہونیکی تصدیق کی۔ اس میں ڈالا گیا ہے۔ حضرت نے اس سرمہ کے متعلق خود فرمایا کہ "برے امراض چشم بسیار مفیداست" اس شہادت کے بعد مجھے اور شہادت کی ضرورت نہیں کیونکہ چار لاکھ افراد کا امام جو طبی حیثیت اور تجربہ سے بھی طبی امام کہلانیکا جائز حقدار ہے اس کے مفید ہونیکی شہادت دیتا ہے یہ سرمہ دھند۔ جالا۔ پھولا اور پڑوال۔ سبل اور سرخی ابتدائی موتیابند وغیرہ امراض چشم کے لیئے بہت مفید ہے۔ قیمت سرمہ اول فی تولہ عا۔ قسم دوم عہ۔ قسم سوم عہ۔ اصلی ممیرا قسم اول صہ قسم دوم سے۔

ست سلاجیت

مقوی جمیع اعضا نافع صرع مشہی طعام قاطع بلغم ریاح دافع بواسیر وجذام و استسقا وزردی رنگ و شیخوخیت و فساد بلغم و قاتل کرم شکم منفعت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و یبوست و درد مفاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کیساتھ استعمال کریں۔ قیمت فی تولہ ۸ر

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیاں مشہدی اور پشاوری بادامی اور سیاہ اور سفید ماشی ریشمی سوتی لسٹری صاف سفید اور بادامی پشاوری ٹوپیاں اور زری کی پشاوری جوتیاں ہر قسم کی اور ہر قیمت کی مل سکتی ہیں +

المشتہر

احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان ضلع گورداسپورہ

کولاٹانک

کولا طاقت بڑھاتا ہے۔ زیادہ فکر محنت غم و بیماری خواہ تبدیل آب و ہوا کی وجہ سے بدن کمزور ہوگیا ہووے تو کولا کا استعمال کرو۔ اس سے نئی طاقت پیدا ہوتی ہے کولا دم کو بڑھاتا ہے۔ اسلیئے گھوڑے کی سواری پہاڑ کی چڑھائی۔ کثرت ناچ گانا بڑھانا اور حال وغیرہ کاموں میں پہلے کولا پیو دم نہیں تھکیگا۔ ہول دل دھڑکن اور کلیجہ کی کمزوری جہاں تھوڑے چلنے خواہ اور کسی وجہ سے رات کو جاگنا پڑتا ہے۔ ان کو کولا پینا چاہیئے۔ اس سے رات کو جاگنے کی حرارت اور کمزوری نہیں ہوتی کولا شراب چھوڑانے کی دوا ہے۔ شراب کے عیبوں کو دور کرنے میں کولا آب حیات ہے۔ اگر شراب زیادہ پی ہووے تو ایک خواہ دو بوڑیہ خوراک کولے کے پی کر سو جاوے نیند اچھی آجاوے گی۔ جاگنے پر طبیعت تر و تازہ رہے گی۔ سر کا درد جگر طبیعت کی سستی چہرہ کا بھاری پن آنکھوں کی سرخی مزاج کی گرمی ایکدم میں مٹ جاتی ہے۔ کچھ دنوں تک کولا کے استعمال سے شراب سے نفرت ہو جاتی ہے۔ شراب کی خرابی کا لی طبیعت اور بدن کی کمزوری نہیں رہتی ہے۔ حقیقت میں یہ شراب چھوڑانے کی عمدہ دوا ہے۔ کولے کے سہارے سے افیون بھی چھٹ جاتی ہے۔ کولا پیجیئے اور افیون کی مقدار کم کرتے جائیے۔ کچھ دنوں میں بغیر کسی قسم کی تکلیف کے گولی۔ چنڈو۔ وغیرہ کی عادت چھوٹ جاتی ہے۔ اور ان چیزوں پر نفرت ہونے لگتی ہے۔ ۲۴ ڈبس پوری خوراک کی ایک شیشی قیمت عہ۔ ڈاک محصول ۵ر

المشتہر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۲۵

تاراچند دت کلکتہ

یحمل الی اللّٰہ لنورہٖ من یشآء

نور

قادیان سے پندرہ روزہ ۱۵ شایع ہوتا ہے

تاریخ اشاعت: ۱۵- جون سنہ ۱۹۱۰ء

...ی گئی سب بھول ...رنگ قد دیکھ کر

...ری ڈھٹائی سول

...مد

...وں کا ذکر کرنا - اور
...فضیلت بیان کرنا -
...کے حملوں سے اسلام
...بار کو اسلام کے منور چہرہ سے
بدلائل نقلی عقلی دور کرنا
(۴) تاج برطانیہ کی خیر خواہی سکھ قوم میں باوا نانک جی کی تعلیم کا پرچار کرنا

انفرادی ... DECI...

...والط

...میں دو دفعہ شایع ہوتا ہے.
...لانہ عہ ششماہی عہ ہوگی
...در طلبا سے ایک روپیہ سالانہ پیشگی
...سے امتیازی قیمت دے
...کریں وہ عطیہ تصور ہوگا
...کے اسماء گرامی مہربان
...فہرست میں درج ہونگے

جلد ۱	ایڈیٹر شیخ محمد یوسف (نو مسلم) سابق سورن سنگھ کمار وودان (ریہماری)	نمبر ۱۸

لودھیانہ کے نایاب تحفے

(۱) جو تمام ملک میں مشہور ہیں ہزار ہا روپیہ کے بیرونجات میں جا رہے ہیں اور جنہوں نے نہ صرف ارزانی قیمت بلکہ پائداری خوبصورتی اور پختہ رنگت کیوجہ سے پشاوری قندھاری اور ولایتی مال کو مات کر دیا ہے۔

یہ تحفے لودیانہ کی ساخت

لنگیاں - کلاہ - پلنگ کی دریاں - تولیے - رومال - اور گبرون ہے

مختصر فہرست ملاحظہ ہو

(۱) لنگی برنگ ہاشی یا چینی طول ۷ گز یا کم وبیش قیمت رعایتی عہ تا ۱۲ر
(۲) لنگی صوفیانہ وضع برنگ سفید یا سُرمئی جو ریشمی لنگی کو مات کرتی ہے ۶ تا ۸
(۳) لنگی ریشمین بلاد کنارہ برنگ ہاشی خوبصورت اور صوفیانہ ۵ تا للعہ
(۴) لنگی نہایت باریک سوت والی ہاشی یا چینی وسط دار والی پشاوری کو مات کر نیوالی صہ تا ہے

کلاہ ہر قسم ساختہ لودیانہ وضع لاہوری پشاوری - قندھاری جو لنگی کے ساتھ باندھا جاتا ہے . . . . ۸ تا ۸ر
(۵) پلنگ کی دریاں مضبوط - پختہ رنگ ہر قسم . . . . . . عہ تا للعہ
(۶) دستی تولیے اور رومال . . . . . . ۳ر تا ۸ر

ہر قسم کی گبرون قمیص پاجامہ کوٹ پتلون وغیرہ کے لیے قیمت مختلف فرمایش کرتے وقت طول - عرض رنگت اور تخمیناً قیمت اور اپنا مفصل پتہ تحریر کریں۔

آپکا خادم

شیخ محمد شفیع احمدی سوداگر لودھیانہ

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپکر شیخ محمد یوسف ایڈیٹر نے قادیان سے شایع کیا۔

دیانندی ویدوں مین زناکاری کی تعلیم

(شادی اور نیوگ)

پنڈت دیانند کے چیلے رات دن بید بید پکار کر لوگوں کے کان کہا جاتے ہیں اور کہتے ہین کہ پنڈت دیانند ہی تہے جنہوں نے اس دنیا مین پہر ویدوں کی اصل تعلیم ظاہر کی. ورنہ اگرچہ وہ کروڑوں برس سے ملک مین موجود تہے مگر اس کروڑوں برس کے عرصہ میں بہی کوئی آدمی ایسا نہ ہوا کہ انکا اصل اصل ترجمہ دیسی زبان مین شائع کرتا لیکن یہ کوئی نہین بتلاتا کہ انمیں ہے کیا؟ صرف بڑا نے سنسکار سے جیسے لاکہوں آدمی گنگا اشنان کے ذریعہ پاپ سے مکتی قبول کرتے چلے آتے ہین ویسے ہی پرانے سنسکار سے لوگ وید وید پکارے جاتے ہین مگر اصل مین دیکہو تو سب کچہ ڈہول کے بہیتر پول ہے. ہمارا ارادہ ہے کہ دیانندجی نے ویدوں کی جو من گہڑت تفسیر بنائی ہے اس کو بحث اسوقت چہوڑ کر جو کچہ وہ اپنا نیا وید تیار کر گئے ہین اُسیکو دیانندی آریوں کا ایک مستند کتاب ٹہیرا کر اس کی تعلیم کی حقیقت کو عوام پر ظاہر کرین چنانچہ انہیں ویدوں کا حوالہ دیکر پنڈت دیانند نے ستیارتہ پرکاش مین جو کچہ لکہا ہے. اُس مین سے بالفعل شادی اور نیوگ کے بارے مین جو تعلیم دیگئی ہے. اسکو یہان درج کرتے ہین کتاب مذکور کے ایکسو بارہ صفحہ سے شروع کر کے پنڈت دیانند مرقومہ ذیل عبارت رقم کرتے ہین:-

"سوال. عورت اور مرد کی کئی شادیان ہونا جائز ہو یا نہیں؟ جواب. ایک وقت میں نہیں. سوال. کیا مختلف وقتوں میں ایک سے زیادہ شادی جائز ہے؟ (جواب) ہان . . . . لیکن برہمن چہتری اور بیشیوں میں جو عورت یا مرد ایکدفعہ ہمبستر ہو چکے ہون. اون کی دوسری شادی نہ ہونی چاہئیے

(سوال) دوسری شادی مین کیا عیب ہے. (جواب) اوّل عورت مرد میں محبت کا کم ہونا. کیونکہ جب چاہے مرد عورت کو چہوڑ کر دوسرا رشتہ کرلے. دوم مرد یا عورت جب ایکدوسرے کے مرنے کے بعد دوسرا بیاہ کرنا چاہین تو عورت کے پہلے شوہر کے مال کو اڑا لیجانا اور ان کے کنبہ والوں کا اُن سے جہگڑا کرنا. سوم بہت سے شریف خاندانوں کا نام و نشان نہ رہنا اور ان کے مال کا ادہر اُدہر ہو جانا. چہارم. پتی برت اور استری برت دہرم کا برباد ہونا وغیرہ برائیوں کے خیال سے دوجون (برہمن چہتری اور بیشیوں) میں دوسری شادی یا کئی شادیان کبہی نہ ہونی چاہئیں (سوال) جب اولاد نہو تو بہی خاندان غارت ہو جائیگا اور عورت مرد زناکاری اور اسقاط حمل وغیرہ بہت سی خرابیاں کرینگے. اسلیئے دوسری شادی ہونا اچہا ہی (جواب) نہیں نہیں کیونکہ اگر مرد اور عورت برہمچریہ رکہنا چاہین. تو پہر کوئی خرابی نہ آئیگی. اور خاندان کے قائم رکہنے کے لیئے اگر اپنی ذات کا کوئی لڑکا گود لے لیں گے تو خاندان چلے گا اور نہ زناکاری ہوگی اور جو برہمچریہ نہ رکہہ سکیں تو نیوگ کے ذریعہ اولاد پیدا کرلین . . .

(سوال) شادی اور نیوگ کے قاعدے ایک ہیں یا الگ الگ؟ (جواب) کچہ فرق ہے جو اوپر کہہ آئے اور یہ کہ شادی کیئے مرد اور عورت دس بچے پیدا کر سکتے ہین. لیکن نیوگ کے ذریعہ ملکر ایک مرد ایک عورت سے دو یا چار سے زیادہ اولاد پیدا نہیں کر سکتا. اور جیسے کنوارے اور کنواری کی شادی ہوتی ہے. ویسے ہی جس عورت کا شوہر یا مرد کی بیوی مرجاتی ہے. انہیں کا نیوگ ہوتا ہے. کنوارے اور کنواریوں کا نہیں جیسے شادی کرکے مرد اور عورت اکٹہے رہتے ہیں ویسے نیوگ والے سوائے مخصوص خواہش کے پورا کرنیکے اور وقت میں ساتہہ نہیں رہ سکتے. جو عورت اپنے لیئے نیوگ کرے. تو جب سے دوسرا حمل رہے تب ہی سے مرد سے تعلق نہ رکہے اور اگر مرد اپنے لیئے نیوگ کرے تو بہی دوسرے حمل سے تعلق الگ ہو جاوے. لیکن وہی عورت دو تین برس تک ان لڑکوں کو پال کر اپنے نیوگ والے مرد کو دیدے. اسی طرح ایک بیوہ عورت دو اپنے لیئے اور دو دو اور چار شخصوں کے لیئے ان سے تعلق پیدا کرکے اولاد پیدا کرسکتی ہے اور ایک رنڈوا آدمی بہی دو اپنے لئے اور دو دو اور چار چار بیوہ عورتوں کے لیئے بچہ پیدا کر سکتا ہے. اس طور سے دس دس بچوں کے پیدا کرنیکی اجازت وید میں ہے:

इमां त्वमिन्द्र मीढ्वः सुपुत्रां सुभगां कृणु।
दशास्यां पुत्रानाधेहि पतिमेकादशं कृधि॥

(رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۸۵ منتر ۴۵)

یعنے اے نطفہ ڈالنے کے لائق طاقتور مرد تو اس بیاہی ہوئی یا بیوہ عورتوں کو اچہے اچہے بیٹے دے. اس بیاہی ہوئی عورت میں دس بیٹے پیدا کر اور گیارہویں عورت کو مان. اے عورت تو بہی بیاہے مرد یا نیوگ کرنیوالے آدمیوں سے دس بچے پیدا کر اور گیارہواں شوہر کو سمجہ اس وید کے حکم سے برہمن چہتری اور بیش برن کے مرد اور عورت دس دس بچوں سے زیادہ پیدا نہ کرین . . .

(سوال) نیوگ اپنے ہی برن میں ہونا چاہئیے. یا اور برنوں کے ساتہہ بہی (جواب) اپنے برن میں یا اپنے سے برتر مرد کیساتہ یعنی بیش کی عورت بیش چہتری اور برہمن مرد کے ساتہہ. اور برہمنی برہمن کے ساتہہ نیوگ کر سکتی ہے اسکا مطلب یہہ ہے کہ نطفہ برابر والے یا اپنے سے افضل کا ہونا چاہیئے اپنے سے نیچے برن کا نہین عورت اور مرد کی پیدائش کا یہی مطلب ہے کہ دہرم یعنے وید کے طریق سے شادی یا نیوگ کے ذریعہ بچے پیدا کرین.

(سوال) مرد کو نیوگ کی کیا ضرورت ہے. کیونکہ دوسرا بیاہ کریگا؟ (جواب) ہم لکہہ آئے ہین. کہ دوجنوں میں مرد اور عورت کا ایک ہی دفعہ شادی کرنا وید وغیرہ شاستروں میں لکہا ہے. دوسری دفعہ نہیں (سوال) جیسے شادی میں وید وغیرہ شاستروں کا پرمان ہے. ویسے نیوگ کے بارے میں بہی ہے یا نہیں؟ (جواب) اس بارے میں بہت سے پرمان ہین دیکہو اور سنو"

(یہاں پر پنڈت دیانند نے وید کے دو منتر بطور حوالہ کے درج کئے ہیں۔ کہ جنکو ہم طوالت کے خوف سے نقل نہیں کرتے ہیں) (سوال) نیوگ شوہر کے مرنیکے بعد ہی ہوتا ہے یا اس کے جیتے جی بھی؟ (جواب) جیتے جی بھی ہوتا ہے چنانچہ

[illegible]

(رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۱۰)

یعنے جب شوہر اولاد پیدا کرنیکے قابل نہ ہو۔ تو اپنی بیوی کو اجازت دے۔ کہ اے نیکبخت! اب تو مجھسے دوسرے شوہر کی خواہش کر کیونکہ اب مجھسے اولاد پیدا کرنیکی امید نہ کر لیکن شادی کئے ہوئے شوہر کی خدمت کرتی رہ۔ اسیطرح عورت بھی جب روگ وغیرہ کے باعث اولاد پیدا نہ کرسکے تو اپنے شوہر کو اجازت دیوے کہ اے شوہر اب آپ مجھسے اولاد کی امید چھوڑکر کسی اور بیوہ عورت سے نیوگ کرکے اولاد پیدا کیجئے ۔

(پھر یہاں پر دو شلوک منوجی کے درج ہیں)

بیاہی ہوئی عورت کا شوہر اگر دھرم کے لئے پردیس گیا ہو تو آٹھ برس۔ علم اور نام حاصل کرنیکے لئے گیا ہو تو چھ برس اور روپیہ کمانیکے لئے گیا ہو تو تین برس کی انتظاری کے بعد نیوگ کرکے اولاد پیدا کرے۔ اور جب شوہر گھر کو واپس آجاوے تب نیوگ والے شوہر سے علیحدہ ہو جاوے۔ اسی طرح مرد کے لئے بھی قاعدہ ہے۔ کہ اگر بیوی بانجھ ہو یعنے شادی سے آٹھ برس تک اولاد نہ ہو تو آٹھویں سال۔ اور اگر اولاد ہو ہوکر مرجاتی ہو تو دسویں سال اور اگر لڑکیاں ہی پیدا ہوتی ہوں تو گیارہویں سال اور اگر دنگہ کرنیوالی ہو تو فوراً اپنی بیوی کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نیوگ کرکے اولاد پیدا کرلے۔ (سوال) جب شادی ایک ہی ہوگی یعنے ایک کیلئے ایک شوہر اور ایک شوہر کیلئے ایک ہی بیوی ہوگی تب اگر بیوی حاملہ یا دائم المریض ہو یا شوہر ہی دائم المریض ہو اور دونوں جوانی کے عالم میں ہوں اور ان سے رہا نہ جاوے تو کیا کریں؟ (جواب) اسکا جواب نیوگ کے مضمون میں دیچکے ہیں اور حاملہ عورت سے ایک سال تک ہمبستری نہ کرنیکی حالت میں مرد سے یا اسی طرح اگر عورت سے رہا نہ جاوے تو کسی سے نیوگ کرکے اس کے لئے اولاد پیدا کردیں ۔

اس کل انتخاب میں جہاں جہاں ہمنے حروف موٹے کردئے ہیں انکی طرف ہم ناظرین کی خاصکر توجہ چاہتے ہیں۔ ناظرین! اب تم دیکھو۔ کہ جن ویدوں کی دیانندی اس قدر پکار کرتے ہیں۔ انکی اور تو اور اخلاقی اور سوشل تعلیم بھی کس قسم کی ہے۔ !!! جس زمانہ میں لوگ مرد اور عورت کے رشتہ کی اصل خوبیوں کو نہیں سمجھتے تھے اور اُن کے درمیان روحانی اور اخلاقی اعلےٰ اصولوں کی حقیقت سے بالکل بے خبر تھے۔ اور مرنیکے بعد لڑکے کے ذریعہ ترپن شرادہ وغیرہ کرنے پر بھی ترک سے اودھار پانا یقین کرتے تھے۔ یہ سب اوسی زمانہ کا ویدک الہام ہے۔ کہ جس کی اس زمانہ کے دیانندیوں میں اسقدر دھوم دھام ہے۔ اے اس الہام کے پڑھنے والو! اگر تم صرف سچے اخلاقی اصولوں سے بھی واقف ہو تو اس کل تعلیم کے پڑھنے کیساتھ ہی تمہارے رونگٹے کھڑے ہوجائینگے اور اس خوفناک زناکاری کی ہدایت کا نقشہ کھلتے ہی تم پر ویدک الہام کی قلعی کھلجائیگی۔ او ہو! اولاد پیدا کرنیکی آڑ میں کس شرمناک زناکاری کی تعلیم ہے!! اس تعلیم کو جو لوگ خدا کے الہام سے منسوب کرتے ہیں۔ وہ غضب کے ڈھیٹھ آدمی ہیں افسوس!! افسوس!!! اس انتخاب میں مرقومہ ذیل باتیں خاصکر غور طلب ہیں:

(۱) دیانندی ویدک الہام کے موافق شادی صرف کنوارے مرد اور عورتوں میں ہی ہوسکتی ہے۔ اور دوجوں میں بیوہ عورت یا رنڈوے مرد کیلئے دوبارہ شادی کرنا جائز نہیں ہے۔

(۲) بیوہ عورت یا رنڈوے مرد کے لئے اگر یہ شادی کرکے ایک کے ساتھ ساری عمر وفاداری کیساتھ رہنا پاپ ہے۔ مگر یوں نیوگ کے نام سے ایک سے زیادہ کئی کیساتھ جھک مارنا پن میں داخل ہے ۔

(۳) نیوگ کی برکت سے بھی خدا نے شودروں کے لئے جائز نہیں کی۔ صرف دوجوں یعنی برہمن چھتری اور ویش برنوں کے لیئے جائز رکھی ہیں۔ واہ کیا انصاف ہے؟ کہاں تو وید تمام دنیا کے آدمیوں کے لیئے جہان تعلیم دینے والے قرار دیئے جاتے ہیں اور کہاں وہی وید نیوگ کے بہشتی مزہ کو صرف تین برنوں کے لیئے جائز رکھتے ہیں اور اوروں کے لیئے نہیں یہ بڑا ظلم ہے!!

(۴) مرد کے لیئے یہ بھی رعایت رکھی گئی ہے۔ کہ وہ بیوؤں سے نیوگ کے ذریعہ ہمبستری کا خوب مزہ لوٹے اور اولاد کے پالنے کا بوجھ اوٹھانا یا فرض ہے۔ اس سے بخوبی آزاد رہے لیکن مرد بیوہ کے ذمہ ہے۔ کہ جسکو باعث اس کے کہ وہ اسکا شوہر نہیں کسی قسم کی مدد کرنا ضروری نہیں رکھا گیا ۔

(۵) شوہر کے جیتے جی بھی اگر وہ پردیس میں گیا ہو۔ اسکی بیوی چند سال کے انتظار کے بعد مزہ میں نیوگ کرا سکتی ہے یعنی [illegible] رنڈ کے لئے کسی اور کی بیوی بنسکتی ہے اوہر ایک آریہ صاحب تعلیم یا کسی اور مقصد کے لیئے ولایت گئے اور اُدہر چند سال کی انتظار کے بعد بیوی نے نیوگ کے مزے اور اسنے شروع کردیئے۔ واہ! پتی برت اسکا نام ہے!!!

(۶) کچھ دن تک شوہر اور بیوی ساتھ رہے مگر اولاد نہ ہوئی۔ پس ان میں سے (غالباً ڈاکٹر کے سرٹیفکیٹ کیموافق) ایک کو کہنا پڑا کہ بھائی مجھسے تو اولاد ہوتی نہیں۔ اب کہیں اور بندوبست کرنا چاہیئے۔ اگر بیوی نا قابل ہو تو مرد کسی بیوہ سے گٹھ جلاے۔ اور اگر مرد نا قابل ہو۔ تو پھر اسی کے سامنے اور اسکے گھر میں بیوی کسی اور مرد کی ہمبستری میں رہنا شروع کردے مگر ایسی صورت میں دوسرے آدمی کو نوٹس دیکر آنا ہوگا۔ ورنہ دنگہ ہوجانیکا احتمال ہے۔

(۷) عورت اگر نا ملائم الفاظ بولنے والی ہو تو مرد کو اختیار ہے۔ کہ اسی وقت اسے چھوڑ کر دوسری عورت کے ساتھ نیوگ شروع کردے واہ! کیا استری برت اور وفاداری کی ہدایت ہے!!

(۸) اگر دونوں میں سے کوئی دائم المریض ہو تو جھٹ ایک دوسرے کو سلام کرکے نیوگ کے ذریعہ کارروائی جاری کردے ۔

(۹) اگر عورت حاملہ ہونیکے باعث ہمبستری کے لائق نہو۔ تو بھی مرد کو اسکے لیئے کچھ وفادار رہنے کی ضرورت نہیں ایسی صورت میں اگر رہا نہ جائے۔ تو وید کا الہام اجازت دیتا ہے۔ کہ بیشک نیوگ کے ذریعہ کسی بیوہ سے اپنا کام چلاؤ ۔

افسوس کہ آریہ تعلیم کے پیرو مسلمانوں کی کثرت ازدواج پر تو بڑے زور سے اعتراض کرتے ہیں اور عیسائیوں کے مسئلہ تثلیث وغیرہ پر ہنستے ہیں مگر ان کی آنکھ کا تنکا بھی ہیں اپنی آنکھ کا شہتیر نہیں دیکھتے اگر روحانی میل اور دلی رفاقت۔ اور وفاداری کے اصول ان دیانندیوں کو معلوم ہوتے۔ تو وہ ایسے ویدوں کی تعلیم کا فخر نہ کرتے کہ جو روحانی زندگی کی سچی تعلیم تو کیا دینگے۔ سوشل زندگی میں بھی اخلاقی اصولوں کی درست تعلیم نہیں دے سکتے۔

افسوس ہم پوچھتے ہیں۔ کہ کیا اس کل بیان کو پڑھ کر سچ سچ ان ویدوں اور انکے سچے منتستر دیانندجی پر شردھ اور ایمان قائم رہ سکتا ہے؟ یا گورونانک جی نے بھی اس قسم کی تعلیم کی اپنے بچنوں میں تائید کی ہے۔ اگر نہیں کی اور بیشک نہیں کی تو اس کے سکھ کس منہ سے ان ویدوں پر ایمان رکھنے کا دم بھرتے ہیں۔ اگر کچھ بھی نیکی اور پاکیزگی کا سچا علم اور خیال ہو تو کوئی شخص اس تعلیم کو بجز نفرت اور افسوس کی نظر کے اور کسی نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔

ویدوں پر تنقیدی نظر

وید شرک سے بھرا ہوا ہے

پنڈت دیانندجی کے ترجمہ کو جو محض غرض سے کیا گیا ہے۔ اور تکلّف اور تصنّع سے پُر ہے اگر قطع نظر کی جاوے تو وید من اولہ الی آخرہ شرک و عناصر پرستی سے بھرپور ہے۔ اور وید میں رطب و یابس مضامین بھرے ہوئے ہیں۔ لیکن اگر پنڈت دیانندجی کی تفسیر کو مان لیا جائے تاہم وید توحید سے بالکل دور۔ اور شرک سے معمور ہے۔ قرآن شریف کے موافق خداتعالیٰ الحی القیوم ہے یعنی زندہ تمام چیز کا سہارا۔ بدیع السمٰوٰت والارض زمین و آسمان کا مخترع خالق کل شیئ ہر چیز کا خالق مادہ و روح کا موجد لیکن آریہ کے قول کے موافق خدا کی ہستی کیا تھی دو اور واجب الوجود ہستیاں لگی ہیں یعنی مادہ و ارواح جنکا وجود مستقل اور [illegible] ازلی اور قدیم ہے پس یہ سب اصل وجود میں خداتعالےٰ کیا تھ ہم ہیں۔ اس سے بڑھکر اور شرک کیا ہوگا۔ کہ خدا کی ذات کیساتھ کسی اور چیز کی ذات کو بھی واجب اور مستقل سمجھا جائے۔

تمام دنیا خداتعالیٰ کی قدرت کاملہ کا اثر اور حکمت بالغہ کا نتیجہ اور صنعت عالیہ کا نقش ہے جس طرح خداتعالیٰ بن آنکھوں کے دیکھتا ہے۔ بن کانوں کے سنتا ہے۔ بن ہاتھوں کے سب کام کرتا۔ بغیر زبان کے بولتا ہے۔ اسی طرح بلا توسط اسباب ہر کام کر سکتا ہے اور بغیر مادہ اور اسباب کے تمام دنیا کو رچتا ہے۔ آریہ لوگوں کا یہ کہنا کہ نیستی سے ہستی نہیں ہو سکتی۔ انسانی علم کی نسبت تو یہ علم متعارفہ ٹھیک ہے۔ یعنی انسان بغیر مادہ کے کچھ چیز نہیں بنا سکتا۔ لیکن خداتعالیٰ کی نسبت یہ علم بالکل غلط ہے اور ایسا ہی ہے جیسے کوئی علوم متعارفہ بنا دے۔ کہ کوئی شخص بغیر آنکھوں کے دیکھ نہیں سکتا۔ بغیر کانوں کے سُن نہیں سکتا۔ اور اس سے خداتعالیٰ کی نسبت [illegible] تدلال کرے کہ کچھ منطق چلائے کہ اسی طرح خداتعالیٰ بھی [illegible] آنکھوں کے بغیر دیکھ نہیں سکتا بغیر کانوں کے سُن نہیں سکتا۔ حالانکہ خداتعالیٰ کی نسبت انسانی محدود معلومات کے علوم متعارفہ چل نہیں سکتے جیسے طرح اسکی ذات لیس کمثلہ شیئ و ھو السمیع البصیر ہے اسی طرح بغیر مادہ و اسباب کے دنیا کو رچ سکتا ہے۔

بابو پیارے لال صاحب نے زنید ارجمد یعنی کا ترجمہ شائع کیا ہے جو ہمارے زیر نظر ہے۔ اس میں سے کسی قدر عبارت نقل کیجاتی ہے جو صریحاً شرک و عناصر پرستی کی رہنما ہے ہم نہیں جانتے اس میں کونسے توحید کے گیت گائے گئے ہیں۔

فصل اوّل

اوم بڑی شان ہے ہمارے سام وید کی اور بڑی شان ہے ہمارے مالک گنیش کی۔ اوم

پرپاٹھک اوّل

(۱) اے اگنی کہ جس کی تعریف گیتوں میں ہے۔ یگیہ اور ہون کے چڑھاوے میں اور جس طرح ہون کرنیوالا مقدس گھاس پر بیٹھا ہے۔ بیٹھ

(۲) اے اگنی تو دیوتاؤں کی خواہش سے نسل انسان میں ہر یگیہ کا ہون کرنیوالا بنایا گیا ہے۔

(۳) ہم اگنی کو بطور قاصد کے پسند کرتے ہیں وہ اس مقدس رسم کا پر ہنر منتظم ہے۔ وہ ایسا ہوتر ہے۔ کہ جس کے پاس کل دولت جمع ہے۔

(۴) چڑھاوے قبول کرکے روشنی پاکے گیت کی محبت میں تو اے اگنی جو کہ دولت کی طرف مائل ہے۔ ورتراؤں کو مار ڈال۔

(۵) اے اگنی میں تیرے اس نہایت پیارے دوست کی جو کہ ایک زندہ کی طرح ہمارے لیئے دولت پر فتح حاصل کرتا ہے ایک سچے دوست کی طرح مدح کرتا ہوں۔

(۶) اے اگنی تو اپنی بڑی قدرت سے ہمکو تمام حسد سے بچا۔ ہاں اے اگنی تو ہمکو انسان فانی کی نفرت سے محفوظ رکھ

(۷) اے اگنی آ میں اور اچھے گیت تیری شان میں گاؤں گا۔ ان سوم قطروں سے تو زیادہ قوی ہو جا۔

(۸) وتسا تیرے دل کو تیرے اعلیٰ سے اعلیٰ رہائش گاہ سے بھی بلاتا ہے۔ اے اگنی میں گیت گاتا کہ تیری خواہش کرتا ہوں

(۹) اے اگنی تجھکو اتھروں نے ہون کرنیوالوں کے سر دھڑ کو آسمان سے رگڑ کر پیدا کیا تھا۔

(۱۰) اے اگنی تو ہمارے لیئے چمکدار روشنی لا کہ اس سے ہمیں بڑی مدد ملی۔ کیونکہ تو بھلائی دینے والا دیوتا ہے

پرپاٹھک (۲)

(۳) قربانی کرنیوالے کے بیٹے ہمیشہ تیری غرض سے سب بھرتے ہوئے ہوا کے مقابل میں آئے ہیں۔

(۴) اے رات کو روشن کرنیوالی اگنی ہم روز بروز دعاؤں کے ساتھ تیرے پاس نہایت ادب اور تعظیم سے آتے ہیں

(۵) تو جو کہ تعریفوں کو جانتا ہے۔ اس کام میں مدد دے کیونکہ یہ ایک پیاری نظم ہے۔ رودرا کی تعریف میں اور یہ رودرا گھر گھر میں پوجنے کے لائق ہے۔

پرپاٹھک (۳)

(۲) اگنی تو اپنے نوکدار شعلہ سے ہر خونخوار اور جھک دشمن

کو پامال کرے۔ کاش ایسا ہو کہ اگنی اٹھ کر ہمارے لیے دولت چھینے

(۶) اگنی تو ہمکو تکلیف سے بچا۔ ہمارے دشمنوں کو تباہ کر کیونکہ اے دیوتا تو اپنے نہایت گرم شعلوں کے ساتھ سدا قائم ہے

(۷) اگنی آسمان کی بلندی اور چوٹی ہے وہ زمین کا مالک ہے۔ اور پانی کے بیج کو حیلہ بار ور کرتا ہے (اشارہ ہے بجلی کی طرف)

اسی طرح اس سارے سام وید میں اگنی اندر وغیرہ کی صفت وثنا کے گیت بھرے ہیں۔ جسکو خواہش ہو۔ بابو پیارے لال زمیندار بروہا ضلع علیگڈھ سے یہ ترجمہ منگا کر ملاحظہ کرے منفصلہ ذیل مقامات آگ (دیوتا) کی تعریف میں ایسے صریح ہیں جس میں اگنی کے معنے بجز آگ کے پرمیشر کے ہرگز ہرگز ہو نہیں سکتے۔ اس سارے سام وید کو پڑھو نہایت مہمل اور بیہودہ عبارت میں اگنی اندر وغیرہ کے گیت گائے گئے ہیں

پس اس کتاب کی طرف آریہ صاحب مسلمانوں کو دعوت کرتے ہیں۔

وید فصاحت و بلاغت سے عاری ہے اس امر کے ثبوت کے لئے خارجی ثبوتوں کی کچھ ضرورت نہیں وید کے حامی زمانہ حال کے مترجم بابو پیارے لعل صاحب زمیندار بروہا کا مقولہ جو اوپر درج کیا گیا ہے۔ کافی ہے کہ وید کی زبان ایسی دقیق ذو معنی اور پیچ دار ہے کہ ایک ہی عبارت کے مختلف مطالب کے بیس بیس معنے لگا سکتے ہیں پس جب یہ حال ہے تو وید کی عبارت نہ تو کسی خاص امر کے لیے نص اور محکم ہو سکتی ہے اور نہ ہی سلیس اور فصیح و بلیغ قرار دیجا سکتی ہے۔ اسلیئے فصیح و بلیغ عبارت وہ ہوتی ہے۔ جو اپنا اصلی مطلب صاف صاف بیان کرے۔ جو موقعہ اور محل کے مناسب ہو پس جو عبارت اپنا مطلب ہی صاف طور پر بیان نہیں کر سکتی۔ اور موم کی ناک کی طرح جس طرف چاہیں اسے پھیر لیجائیں وہ فصیح بلیغ کہاں ٹھہر سکتی ہے۔ منشی گھنیا لال الکھ دھاری کا بھی یہی مقولہ ہے کہ پرانے رکھشیروں نے وید کی عبارت کو بطور چیستان بنایا ہے جس میں معنے نہیں رکھے۔ پس بابو پیارے لعل اور منشی گھنیا لعل صاحب کے اقوال دو گواہ صادق ہیں اس بات کے کہ وید فصاحت و بلاغت سے بالکل خالی ہے اور یہ ہے طور پر اپنا مطلب بھی بیان نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ اعلےٰ فصاحت و بلاغت اس میں پائی جائے۔ اور یہی ہمارا دعویٰ تھا جو دو قوم ہنود کے سرگروہوں کی زبان سے ثابت ہوگیا۔

وید گبرونکی تعلیم سے ورد یدہ و پرچیدہ ہے

اہل ہنود کی کتب سے ثابت ہے۔ کہ وید کا مولف بیاس ہے۔ اور بیاس کی نسبت نامہ وخشور زردشت مطبوعہ ایران کے صفحہ ۱۲۶ سے ۱۵۸ تک سے ثابت ہے کہ بیاس زردشت کی دھوم سنکر ایران گیا۔ تو وہاں زردشت کا مکالمہ و مباحثہ سنکر اسی کے دین و آئین میں آگیا۔ ایسا ہی شنکر جی کی نسبت سفرنامہ دساتیر مطبوعہ ایران صفحہ ۱۱۵ میں لکھا ہے۔ کہ شنکر جی بھی زردشت کا شہرہ سنکر ایران میں تشریف لیگئے۔ اور اسکی گفتار و کرامات دیکھکر اسی کا مذہب اختیار کر لیا۔ (مصرعہ) فرخندہ کیش استوار ماند۔ اس مبارک مذہب میں مرتے دم تک قائم رہا۔ اور یہ کچھ تعجب کی بات نہیں۔ بلکہ بالکل قرین قیاس ہے اسلئے ایک عرصہ دراز تک ایرانیوں کی حکومت ہند پر قائم رہی ہے مگر اسکے خلاف ہندوؤں کا راج کبھی ایران پر نہیں ہوا پس ویدوں کی بنیاد ضرور دساتیر ہے۔ اور دونوں کی ایک ہی طرح کی طرز تحریر ہے۔ سام وید کی دشتیاں بتا رہی ہیں۔ کہ ہم ایرانی دستور سے تغیر لسانی کے سبب دشتی بنگئی ہیں آتش پرستی۔ سورج پرستی وغیرہ پکار کر کہہ رہی ہے کہ ہمیں ایران کے رہنے والے ہندوؤں کے مہمان ہوئے ان مہمان نوازوں نے جس طرح انگریزی لباس چال ڈھال کو اپنا تن بدن بنا لیا ہے۔ اسی طرح سلطان اسفندیار دارا اسکندر وغیرہ کے عہد میں انہوں نے مجوس فارسیوں کی تقلید سے اپنا دین و ایمان بنا لیا تھا۔ اب پرمیشوری دھرم جلنے لگے۔

دیوتا دونوں فریق کے واحد ہیں چنانچہ منتر وربن شمس وغیرہ اسکے سوا زندی۔ دری فارسی زبان ہند کی زبان قدیم سنسکرت میں ایسی مخلوط ہیں۔ کہ جیسے مسلمانوں کے تشریف لانے سے اردو میں فارسی بولی شامل ہوگئی۔ اور آجکل انگریزی ہو رہی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اگر فارسی و زندی ہندی نگر نہ کہاتی یا باہم بولی نہ جاتی۔ تو کس طرح سنسکرت میں شامل ہوتی جس سے من کل الوجوہ ثابت ہے کہ آریہ مذہب کی بنیاد آتش پرستوں کی کتاب دساتیر پر ہوئی ہے

بیاس جی نے تو چند گیت پنجاب کے نو واردوں سے اڑائے۔ سوم لتا وغیرہ نشئی بوٹیوں کے وہی ہمالیہ کے سرد نوشوں سے پائے۔ مہر نیایش مہ بنا نش سے شلوک سے سورج اگنی چاند سوم کی تعریف بھدائی تاریخ کا مسئلہ گوشت کی ممانعت عقوا اشتر کے فسانے منت گلستان سے لیئے جافرہ نکی کہانیاں پہاڑوں اور دریاؤں کے حالی شش شان سے اخذ کیئے۔ وراگ اور جوگ کی کہانی تصوف اور زہد کے بانی گردروں سے پائی۔ نیوگ اور بے پردگی وحشی قوموں سے سیکھی۔ وشوامتر سے گائتری اور اسکے بیٹوں مدھو چھندا وغیرہ سے بند منتر بنوالیے۔ انگرا اور کنوا اور اسکی اولاد سے سہارے لگوائے۔ گوتم اور اسکی اولاد سے اجی گرت اور سونہ شیپ وغیرہ سے بالوں کے باب لکھوائے۔ کچھ ادھر ادھر کے قصے راجا اور رانیوں کے تاکے۔ تھوڑی بہت توحید خدا پرستوں کی لی۔ آسمانی کتابوں سے چرائی۔ اور کچھ از خود شتم پشتم بنالی۔ کچھ لوگوں کی منی نشانی۔ لگ بہمش وغیرہ گروہوں سے جمع کی غرضیکہ کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا بہان متی نے کنبہ جوڑا۔

یجروید کے باب باب اور منتر منتر کا مضمون نرالا اور جدا جدا مصنف سے۔ نظم و نثر گاتی بجاتی بانی ہے۔ سام وید کو رگوید کا انتخاب سمجھنا چاہیئے۔ کسی بزرگ نے دیوتاؤں کے اعتبار پر اسکے پیرے بنا کر راگ راگنیوں۔ اور سروں کے لحاظ پر دو حصوں اور چند فصلوں اور دستوروں میں ترتیب دیئے التھروید بھی یجر کی مانند ہے۔ اس میں زمانہ قریب کے بھی منتر موجود ہیں۔ ہر قصہ کے بعد ایک تتمہ بھی لگا ہوا ہے۔ انکو قدیم آریئے سرشٹ کے نام سے موسوم کرتے ہیں فارسیوں کے تتمہ کا نام ارنگ ہے۔ اسکو عرصہ قریب کے چند صحرا نشینوں نے تصنیف کیا تھا کل ویدوں میں راجا رانیوں کے قصے بنے اجاڑ جنگل و سنگل کی تعریف میں ہیں اور ہر منتر پہ لکھا ہے۔ کہ یہ منتر فلاں دیو کی تعریف میں ہے فلاں سے رچا گیا

جاوے۔ جب کہ صریحاً ثابت ہے کہ وید گانے بجانے والے لوگوں نے بنائے۔ پہاڑوں کی کھوہ اور مندروں کے رہنے والے اور جنگجو بہادر وقت بے وقت ان سے دل بہلا لیا کرتے تھے۔ بیاس اور اس کے شاگردوں نے جمع کئے اور آج خوبی قسمت سے پرمیشر کا کلام بن گئے ورنہ ایک ہی وقت میں چار شخصوں پر کتب آسمانی کا نزول کچھ معنی نہیں رکھتا۔ ایک مکمل الہام کے ہوتے اسی زمانہ میں دوسروں کی کیا ضرورت تھی۔ اور ہر ایک شخص پر علیحدہ علیحدہ الہام کرنے کی کیا حاجت

وید کی تعلیم قانون قدرت کے برخلاف ہے

اگر یہ بات صحیح ہے کہ دنیا کا انتظام جس طرح پر چلایا جاتا ہے گوناگوں حکمت اور مصلحت پر مبنی ہے۔ اور اس میں ذرا بھی چون و چرا کو دخل نہیں۔ دنیا میں زمیندار بادشاہ راجا پرجا چوہڑے چمار وغیرہ ہر ایک قسم کی لوگوں کی ضرورت ہے دودھ وغیرہ کے لیئے گائے ہوم کیلئے گھی وغیرہ جلانے کیلئے بیل اور چوپائے سواری کے لیئے گھوڑوں کی حاجت ہے (جیسا کہ وید میں بھی ان چیزوں کے مانگنے کی دعائیں کی گئی ہیں) تو وید کے مخالف قانون قدرت ہونے میں کوئی شک نہیں جو دنیا کے اختلاف کو کرموں کا نتیجہ بتلاتا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ گناہ ایک عارضی امر ہے۔ ممکن ہے کہ کسی وقت ساری دنیا نیک اور معصوم ہو جائے۔ تو اس حالت میں نہ گھوڑے نہ بیل گائے وغیرہ ہونگے نہ ہوم کے لیئے گھی ملیگا۔ نہ وید کی دعائیں کسی کام کی رہینگی۔

بلکہ سچی بات تو یہ ہے۔ کہ اگر واقعی ساری دنیا وید کی سچی پیرو بنجاوے ...... تو ممکن ہے کہ کسی وقت ساری دنیا دفعۃً نجات پا جائے۔ اور کرہ ارض پر ایک بسنے والا بھی نہ پایا جائے۔ ایسی حالت میں ایشر بیکار ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھا رہے گا۔ اور آئندہ سرشٹی کو وقت تک نہیں رچ سکے گا۔ اور اس بات کا منتظر رہیگا۔ کہ کب خلقت مکتی خانہ سے نکلے۔ اور کب میں سرشٹی کو نئے سرے سے رچوں۔

وید نے انصاف کا خون کر دیا

غور کیا جائے تو وید نے انصاف کا قطعی خون کر دیا ہے۔ وید کی برکات صرف تین قوم تک محدود ہیں۔ یعنی وید میں نیوگ کرنا اور غیر عورت سے متلذذ ہو کر اسکو اولاد بخشنا صرف تین ذاتوں سے مخصوص ہے صرف دو جنمی قومیں یعنی برہمن چھتری ویش ہی اس برکت سے حصہ لے سکتے ہیں۔ شودر اور غیر قومیں آریہ ہو جاویں وہ اس برکت سے حصہ نہیں لے سکتیں۔ کیا یہ صریح بے انصافی نہیں۔ اعلان تو وید کی نسبت یہ دیا جاتا ہے۔ کہ وہ ساری دنیا کے لیئے ہدایت ہو کر آیا ہے اور ذرا کسی فرقہ یا شخص کی رعایت نہیں کرتا۔ مگر اس نے بہت سے احکام نیوگ وغیرہ کو خاص خاص قوموں کیساتھ مخصوص کر دیا ہے۔

ایسا ہی دوجون میں عورت مرد کا ایک ہی دفعہ بیاہ ہوتا وید شاستر میں لکھا ہے۔ لیکن باقی قوموں مرد و عورت نکاح ثانی بھی کر سکتے ہیں حالانکہ وید کے موافق کنواری اور کنوارے ہی کا بیاہ ہونے میں انصاف اور بیوہ عورت کیساتھ کنوارے آدمی اور کنواری کیساتھ رنڈوے آدمی کا بیاہ ہونا بے انصافی یعنی دھرم کے خلاف ہے۔ (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۲۰)

وید کسی کو مکتی نہیں دلا سکتا؟

مکتی کے یہ معنے ہیں کہ انسان کو ہمیشہ کے لیئے دکھوں سے نجات ہو جائے اور جنم مرن کا سلسلہ ختم ہو جائے۔ لیکن آریہ لوگ مکتی کے قائل نہیں۔ بلکہ وہ ہمیشہ کی نجات سے منکر ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ محدود اعمال کی جزا غیر محدود نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ نجات ایک اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو اعمال کے عوض میں نہیں ملتی۔ بلکہ سچے ایمان اور خدا تعالیٰ کے ساتھ غیر محدود اور بے پایاں محبت اور حقیقی گیان سے ملتی ہے۔ پس تعجب کی بات ہے۔ کہ خدا سے غیر محدود اپنی بے پایاں محبت کا جو انسان کو اسکے ساتھ ہے۔ کچھ پاس نہ کرے اور ایک نجات یافتہ پاپاس شدہ آدمی کو پھر دار الامتحان میں بھیجدے۔ انسان کی فطرت میں ہی خدا تعالیٰ نے راحت ابدی کی پیاس لگا دی ہے اسکا تقاضا نجات ابدی ہی سے پورا ہو سکتا ہے۔ افسوس کہ آریہ لوگ۔ انسان کی غیر محدود محبت۔ اور عرفان کی ذرا قدر نہیں کرتے۔ اور صاف کہتے ہیں کہ ہمارا ایشر غیر محدود جزا دینے پر قادر نہیں حالانکہ تمام مذاہب سناتن دھرمیوں تک مکتی (یعنی نجات ابدی) کے قائل ہیں۔

وید مکتی کو کیوں نہیں تسلیم کرتا؟

وید ابدی نجات کا اس لیئے قائل نہیں۔ وہ جانتا ہے کہ خدا تعالیٰ کوئی نئی روح اپنی قدرت سے پیدا نہیں کر سکتا۔ بنی بنائی اتفاقیہ روحیں اس کے ہاتھ میں آگئی ہیں بس انہی پر اس کی خدائی کا سارا دارومدار اور سرشٹی رچنے کا انحصار ہے۔ اگر وہ کسی روح کو ابدی نجات دیدے۔ تو اسی طرح باقی ارواح کو بھی آہستہ آہستہ نجات دینی پڑیگی۔ تو پھر وہ سرشٹی کو کیسے رچے ہمیشہ کیلئے ہاتھ پر ہاتھ رکھکے بیٹھا رہے۔

غرض کہ آریہ لوگوں میں کوئی شخص ابدی نجات نہیں پا سکتا۔ خواہ کوئی کیسا ہی رشی منی ہے۔ حتیٰ کہ وید کا ملہم یا پنڈت دیانند صاحب ہی ہوں۔ ایک محدود وقت کے بعد ضرور پھر دنیا کی طرف دھکیلا جائیگا۔ اور ہمیشہ کیلئے سؤر بندر چھپکلی وغیرہ بنایا جائیگا۔

وید کا مکتی خانہ قانون قدرت کے برخلاف ہے

ظاہر ہے کہ بغیر بدن کے روح کو کوئی شعور نہیں ہوتا۔ انسان کی تمام خوشی مسرت۔ رنج و راحت مختلف جذبات کا باعث حواس ظاہری و باطنی ہی ہیں کوئی خیال نہیں جو حواس کے بغیر انسان کو آسکے چنانچہ یہ بات تجربہ اور مشاہدہ سے ظاہر ہے مگر افسوس ہے۔ کہ اسپر وید کا قول ہے۔ کہ انسان کی مجرد روح بلا توسط بدن کے نجات پا سکتی اور لذائذ جنت سے محظوظ ہو سکتی ہے۔ یہ بالکل فلسفہ حقہ کے برخلاف ہے۔ اور نہ انصاف ہی ہے۔ عمل تو انسان بدن سمیت کرے لیکن جزا ہو گئے کیوقت مجرد روح رکھ کہیں چاہ خمول میں گرا رہے جب کہ سزا ہو گئے کیوقت ہمیشہ بدن کا روح کیساتھ تعلق رہتا ہے۔

وید کا ایشور فریبی ہے

رگوید کے پہلے منڈل کے ایک منتر کا لہ مجھندہ اس نمبر

نے اس طرح ترجمہ کیا ہے۔ اے اندر تونے مکار شخص کو فریب سے قتل کیا۔ دانا آدمی تیری اس بزرگی سے واقف ہیں۔ (عجیب دانا ہیں کہ فریب اور قتل کو بزرگی سمجھتے ہیں) انہیں خوراک عطا کر۔

آریو! بقول تمہارے اگر اندر سے یہاں خدا مراد لی جاوے تو دغابازی اور قتل یعنی ڈکیتی اور فریب بازی خود کرتا ہے۔ اور دوسروں کو ایسے کاموں کی ترغیب دینا پرمیشور کا فعل نہیں ہو سکتا۔ اور ایسے کاموں کو بزرگی سمجھنا یا ایسے مکاروں اور ڈاکوؤں کو لائق اور بزرگ جاننا خدا کے پیارے بندوں کا دستور نہیں اور نہ ایسی باتیں پرمیشور کی پستک میں ہو سکتی ہیں۔ ایسے وید پرمیشور کا بنایا ہوا نہیں۔

ویدک ایشور فسادی ہے!

رگوید کے ایک منتر کا پنڈت دیانند صاحب یوں ترجمہ کرتے ہیں اگنی تو ہی تعریف کے قابل ہے جگ اور لڑائیوں میں تیری ہی تعریف ہوتی ہے جو تیرے سوا کسی دوسرے کی تعریف کرتا ہے یا تیری تعریف نہیں کرتا۔ اس کی جنگ اور لڑائیوں میں کبھی فتح نہیں ہوتی۔ دشمنوں کے مورچوں کے سامنے گھات لگانیوالا جنگ اور لڑائیوں میں رہنے اور سب سے پہلے پہونچنے والا ہمارے دشمنوں کو سرکرنیوالا تو ہی ہے اسلئے میں پراجی (شکست) نہیں ہو سکتا۔

آریو! اگر یہاں اگنی سے مراد ایشر ہے تو ثابت ہوا کہ ایشور بڑا دنگی اور لڑاکا اور فسادی ہے۔ کہ سب سے پہلے جاکر مورچہ بندی اور لڑائی کی بھیڑ اٹھا دیتا ہے۔ صلح کی صلاح اور اتفاق و محبت کی ہدایت اور نصیحت بالکل نہیں کرتا بلکہ بقول پنڈت دیانند صاحب وید کا پرمیشور بڑا متعصب اور ضدی ہے۔ کہ جو لوگ اس کے گیت نہیں گاتے۔ انہیں کے جگ اور کہانے بگاڑ دیتا ہے اور جھٹ مورچہ بندی پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ حلم اور بردباری بالکل نہیں رکھتا۔ (اپنے جامہ سے باہر ہو جاتا ہے) اور جن سے انکی مورچہ بندی یا جنگ بازی ہوتی ہے۔ اگر وہ اُس کے دشمن ہیں تو انہیں پیدا ہی کیوں کیا تھا اور جو اپنی کرنی کی برکت سے وہ خود ہی ہو گئے ہیں۔ تو پورے اٹک پٹ میں مار ڈالے ہوتے۔ ناحق کو اپنے دشمن اپنی گود میں پالے (شاید اگنی پرمیشر کو اسکا علم نہ تھا۔ اسلئے تبہ نہ تہ معلوم ہو نستے) اور جو وہ پہلی کرنی کے باعث بہت بڑے گو ہیں تو اگنی پرمیشر کو صبر کرنا چاہیے۔ وہ کرنی کو بھگتنے ہی آپ مر جائیں گے پہلے اس سے وہ کبھی نہیں مریں گے پرمیشور ان سے فضول جھگڑا اور لڑتا ہے۔ اور اگر وہ دوسرے پرمیشور کے بندے ہیں۔ تو دیکھئے کون جیتے اور اگر وہ اس کے دشمن نہیں ایکدوسرے کے ہیں تو اگنی پرمیشور کو ہمیشہ صلح اور انصاف کرانا چاہیے تھا۔ نہ کہ اور زیادہ جنگ کرانا۔ اور لڑائیوں میں سب سے پہلے آگے ہونا دو فریقوں میں لڑائی ڈلوانا شیطانی کام ہے جو ایسا ہے تو اگنی کو پرمیشر کیوں سمجھتے ہو اگر یہاں اگنی سے کوئی راجہ مراد ہے۔ تو وید میں بعض قصے ثابت ہوئے۔ اور جو ہوم مراد ہے۔ تو آگ پرستی ثابت ہوئی اسلیئے یہ منتر اس قابل نہیں کہ خدا کا کلام یا خدا کی تعریف سمجھی جاوے البتہ پروہت کا کلام ہوم یا دیوتا کی تعریف ہو سکتی ہے۔

وید کی دنیا کو ضرورت ہے یا نہیں؟

اللہ تعالی قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ قل ما یبدئ الباطل وما یعید۔ باطل سے نہ پہلے ہی کچھ کشود کار رہا نہ آگے ہی ہوگا۔ اس فرمان پر غور کی جائے۔ تو وید نے آجتک دنیا میں کچھ کرکے دکھایا نہ آگے ہی امید ہے۔ کہ کچھ کرکے دکھاوے۔ بس ایسی بے سود اور مہمل چیز کو بہتر ہے کہ یک لخت کسی اتھم دریا میں بہا دیا جائے۔ تاکہ دنیا سے کفر و شرک کافور ہو جاوے نیوگ اور اصنام پرستی دور ہو جائے۔ اسلیئے کہ شرک اور کفر جس نے پایا ہے یہیں سے پایا ہے کفر و شرک و آتش پرستی کا یہی مخزن ہے۔ مورتی پوجا اور وہم پرستی کا یہی معدن ہے وید کی ضرورت نہ کبھی دنیا کو ہوئی نہ آگے ہوگی۔ دیانندی خیالات سے کسی حق پرست کو کچھ سروکار نہیں ہے۔ نہ وہ کسی پر حجت ہو سکتے ہیں جبکہ پرانے مفسر ہمیشہ اور طرح پر انکی تفسیر کرتے چلے آئے ہیں۔ خدا کی ذات کی شان اور مادہ پرستی کے ابطال میں جو جن وید منتروں کا دیانند صاحب نے حوالہ دیا ہے وہ ترجمہ بالغرض اور تفسیر بالرائے ہے جو کسی پر حجت نہیں ہو سکتا۔ ہاں انکا لفظی ترجمہ اور کسی قدیم تفسیر سے بعینہ اس کی شرح لکھکر ہمارے دفتر میں بھیج دیں تو اسپر غور کیا جا سکتا ہے؟

چار وید کی کیا ضرورت تھی؟

بھلا ان بھلے مانسوں سے کوئی پوچھے کہ چار وید کی کیا ضرورت تھی اور ایک ملہم کے ہوتے دوسرے ملہموں کی کیا حاجت یہ تو ممکن ہے۔ کہ مرور زمانہ کی وجہ سے جب لوگوں کے دل محبت الٰہی سے ٹھنڈے ہو جائیں۔ یا لوگ کفر و شرک کی طرف مائل ہو جائیں یا اپنی کتاب کو بگاڑ دیں یا کچھ اور کے اور معنے کرنے لگجائیں تو ایسی حالتوں میں تو دوسرے ملہم کے بھیجنے کی البتہ ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن ایک وقت میں چار ملہموں کی کیا ضرورت تھی؟ رگوید میں کیا کمی تھی جو یجر نے پوری کی اور یجر میں کیا نقص رہا جو سام یا اتھرون نے پورا کیا۔ اگر ان میں سے ہر ایک کامل الہام ہے۔ تو دوسرے الہاموں کی کیا ضرورت تھی۔ اور اگر ہر ایک ناقص ہے تو خدا تعالے نے خاص خاص فرد پہ ناقص الہام کیوں کیا؟ ہر ایک پہ کامل الہام کیوں نہ کیا؟

اور رگوید کی عبارات جو دوسرے ویدوں میں متواتر الہام کیگئی ہیں انکی کیا ضرورت تھی؟

اگر کہا جائے کہ کسی گزشتہ زمانہ کے اعمال کے بدلہ میں چار شخص ہی قابل الہام تھے۔ تو پھر بتائیے کہ اگر اسوقت کوئی شخص الہام پانیکے قابل نکل آئے۔ تو اسپر پانچواں وید نازل ہوگا یا نہیں؟ اگر نہیں نازل ہوگا تو انصاف کے خلاف ہے اور جو نازل ہوگا۔ تو چاروں وید کے نقص کو وہ کامل کریگا اور یہ بھی عجیب لطیفہ ہے۔ کہ کوئی شخص اپنے گزشتہ اعمال ہی کے بدلہ میں الہام پانیکے قابل ہو تو پا سکتا ہے۔ ورنہ نہیں اچھا اگر کوئی شخص ہی قابل الہام پانے کے نہ نکلے تو آئندہ دنیا بے ہدایتی رہے گی یا نہیں؟

فتفکروا یا اولی الالباب

قرآن شریف

دید مقدس کی کسی قدر حقیقت اور اسکی تعلیم کی کسی قدر کیفیت اوپر بیان کی جاچکی۔ اب ہم قرآن شریف کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

قرآن شریف کا نام قرآن فرقان اور ذکر کیوں رکھا گیا۔ آریہ صاحبان لکھتے ہین......

کہ بید اور وید کے معنے سنسکرت زبان مین گیان اور عرفان کے ہیں۔ سو وہی وید سے قدیم آریونکو اپنے معبود دیوتاؤں کا گیان حاصل ہو اور سناتن دہرم والوں کو بھی اپنے ٹھاکروں کا سچا عرفان حاصل ہو رہا ہے۔ لیکن قرآن شریف کی شان اس سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ قرآن کے معنے ہین پڑھنے کے قابل چیز جسکے مقابل نہ کسی اور کتاب کے پڑھنے کی ضرورت ہے نہ کسی دوسری کتاب سے عرفان الٰہی معلوم کرنے کی حاجت یہی کتاب دنیا کی ساری کتابوں سے اصل و اول سچے عرفان پر مشتمل حقایق و معارف دینی پر شامل فلسفہ حقہ کی متکفل اور سچ مچ پڑھنے کی چیز ہے۔ اللہ اکبر۔ اللہ تعالیٰ نے اسکا نام بھی کیا چن کر رکھا۔ کہ دنیا کی کوئی کتاب اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ یہ سچ ہے روحانی یا جسمانی ضروریات کے لیئے اسکے مقابل اور کسی کتاب کے پڑھنے کی ضرورت نہیں یہی کتاب تمام صداقتوں پر شامل اور جمیع حکم و معارف حقیقی پر مشتمل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ومافرطنا فی الکتاب من شیئ ہمنے اس کتاب سے کوئی روحانی صداقت باہر نہیں چھوڑی ہے۔ اور اسی لیئے پڑھنے کے قابل ٹھیرا (قابل قرأت و تلاوت) سو اس کے سوا کسی دوسری کتاب کی تلاوت کرنا۔ یا اسکو متکفل نجات سمجھنا وہی اول درجہ کا کفران نعمت ہے۔

ان اللہ تعالیٰ ... فرقان ... ہے ... تبارک الذی نزل ... الفرقان ... یعنی حق و باطل میں امتیاز کرنیوالی کذب اور بطلان کی دشمن اور صدق اور حق کی رہبر اور ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے اسکا نام ذکر بھی رکھا ہے۔ یعنی یاد کرنیکے قابل اور فطرت الٰہیہ کو یاد دلانیوالی نیچر کی ٹھرو کاپی (قدرت کی صحیح صحیح نقل) قانون قدرت کے ہو بہو مطابق ایس اس سے بہتر اور بڑھکر کسی اور کتاب کا نام کیا ہوگا۔ جس کی شان قرآن فرقان اور ذکر بیان کر رہے ہین۔

کیا نور کی ضرورت نہیں؟

بھائیو! نور کا ظہور اسوقت ہوا۔ جب کہ ہر طرف ہندو کارہ مچا ہوا تھا۔ آرین اخبار اندھا دھند اسلامی قلعہ پر گولہ باری کر رہے تھے۔ مسلمانوں کا کوئی ایسا پرچہ نہ تھا۔ جو ان مخالفین کو ترکی بترکی جواب دے کر ان کے دانت کھٹے کرتا۔ ایسے پر آشوب وقت میں ہم نے محض خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے ایسے عظیم الشان کام کو اپنے ذمہ لیا۔ نور کا ظہور ہوتے ہی کفر اور شرک کا بت جیکتا چور ہو کر مخالفین کیمپ مین نتور مچ گیا۔ اب سوال یہ ہے۔ کیا آپکو نور کی ضرورت ہے یا نہین۔ اگر ہے تو آپ اسکی توسیع اشاعت مین کیوں کوشش نہین کرتے۔ کیا کم از کم ہر ایک خریدار ایک نیا خریدار بھی پیدا نہین کر سکتا؟ خدا آپکے دلوں مین دینی جوش ڈالے۔ آمین

مینیجر نور

قرآن شریف دنیا کی تمام کتابوں سے فصاحت و بلاغت میں افضل و اعلیٰ اور خارق عادت ہے۔

سعدی کا کلام فارسی میں حریری وغیرہ کا عربی میں ہومر کا یونانی میں ورجل کا لیٹن میں۔ ملٹن کا انگریزی میں کالیداس کا سنسکرت میں واقعی سب سے فایق گنا گیا ہے۔ یہ مقبولیت اگرچہ خداداد ہے۔ لیکن اسپر بھی ان لوگوں نے بچپن سے تعلیم و تربیت حاصل کی۔ شخص کین مہارتیں بہم پہونچائیں عمریں گنوائیں اسوقت انکا کلام اسقدر خوبی اور فضیلت کے لایق ٹھہرا۔ لیکن قرآن شریف کی شان اس سے بالکل جدا ہے۔ جس شخص نے دنیا کو قرآن شریف پہونچایا۔ اسکا یہ حال ہے۔ کہ نہ کسی سکول میں بیٹھا نہ کبھی لکھنا سیکھا۔ نہ کسی اوستاد کے پاس بیٹھا نہ کبھی مشق و مہارت بہم پہونچائی۔ بلکہ اخیر عمر تک لکھنے اور کتاب کو دیکھکر پڑھنے سے محروم رہا۔

اس بات کا کیا ثبوت ہے؟

قرآن شریف مین سے اسکا ثبوت اظہر من الشمس ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ربانی سے اہل عرب کو ایسا فصیح و بلیغ کلام سنایا اور معارضہ کے لیئے بلایا۔ اور لوگوں نے باوجود مقابلہ سے عاجز ہونے کے اسکو سحر و شعر و افترا بتایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے انکو مقابل کرنیکے لیئے یوں فرمایا۔ وما کنت تتلوا من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک اذا لارتاب المبطلون۔ تو اس کتاب کے نزول سے پیشتر نہ کسی کتاب کو کبھی پڑھتا تھا۔ نہ اپنے ہاتھ سے کبھی لکھنا جانتا تھا۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو البتہ ان بطلان پرستوں اور جھوٹے شبہ کرنیوالوں کو اس بات کی گنجائش بھی ہوتی۔

یہ ارشاد شبہات اور قطعی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محض امی اور نوشت و خواند سے بالکل محروم ہونیکا۔

اس دعوے سے عاجز ہو کر انہوں نے کیا کہا

جب انکا یہ الزام بھی کارگر نہوا تو پھر یہ کہنا شروع کیا۔ کہ شام کا کوئی اعرابی انکو ایسے قصے سناتا اور ایسے فصیح و بلیغ عبارت بتاجاتا ہے۔

اسکا جواب اللہ تعالیٰ نے کیا دیا؟

لسان الذی یلحدون الیہ اعجمی وھذا لسان عربی مبین

اس شخص کی زبان جس کی طرف المحاورنہ تالیف قرآن منسوب کرتے ہین۔ اسکی تواد پری اور غیر فصیح زبان ہے اور قرآن شریف کی اول درجہ کی فصیح و بلیغ عبارت ہے۔ پس ایک غیر فصیح آدمی ایسی فصیح و بلیغ عبارت کیسے بنا سکتا ہے جس کی نظیر کوئی لبشر نہین لا سکتا۔

غرض کہ انکو اللہ تعالےٰ نے ہر طرح گہیر گہار منوا دیا انزلہ الذی یعلم اسرا فی السمٰوات وا لارض۔ اسے اس خدا تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔ جو آسمان و زمین کی چہپی باتیں جانتا ہے۔

قرآن شریف کیسے دعوے کیساتھ اُترا؟

بیان مذکورہ بالا سے ظاہر ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالکل امی محض تہے۔ نہ کبھی ساری عمر آپنے پڑہنا سیکہا نہ لکہائی کا کام کیا۔ اب ہم قرآن شریف کی فصاحت کے منکرین سے کہتے ہین کہ دنیا مین اس امر کی کہین نظیر موجود ہے۔ کہ ایک اُمی شخص نے ایسا فصیح و بلیغ کلام پیش کیا جس کے ساتھہ یہ دعویٰ کیا گیا ہو کہ قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یا توا بمثل ھذا القراٰن لا یا تون بمثلہٖ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا۔ اے نبی تو کہدے کہ اگر انسان اور جن اسبات کیلیے متفق ہو جائیں۔ کہ ایسا قرآن لاسکین۔ تو ہرگز نہ لاسکیں گے اگرچہ وہ سارے ایکدوسرے کے ممد و معاون ہو جائیں۔ اور پہر یہ کہ وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہٖ وادعوا شھداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین۔ فان لم یستجیبوا لکم فاعلموا انما انزل بعلم اللہ وان لا الہ الا ھو فھل انتم مسلمون۔ اگر اس کلام سے جو ہمنے اپنے بندے (محمدؐ) پر نازل فرمایا ہو تم شک میں ہو (کہ یہ کلام الٰہی نہیں) تو تم بہی ایک ویسی سورت بنا کر لے آؤ۔ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو۔ پس اگر تم ایسا نہ کر سکو اور یقیناً ہرگز کر بہی نہ سکوگے۔ تو اس غضب الٰہی کی آگ سے ڈرو۔ جسکا ایندہن بت اور بت پرست ہین۔ منکرین کے لیئے تیار ہے۔ پس اے نبی اگر یہ لوگ قبول نہ کرین۔ اور مقابلہ کے لیئے نہ آئین تو یقیناً جانو کہ یہ قرآن شریف اللہ کے علم سے اترا ہے اور یہ کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہین پس کیا اب بہی تم مطیع ہوتے ہو یا نہین؟

عرب میں اُسوقت فصاحت و بلاغت عربی کا حال کیا تہا؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عربی علم ادب کمال کو پہونچا ہوا تہا۔ اور فصاحت و بلاغت میں اعلیٰ سے اعلیٰ مضامین لکہے جا چکے تہے۔ فصاحت و بلاغت مین اُس زمانہ کی دیسی زبانہ نظیر تہی۔ شعرا کا اس فن میں باہم مقابلہ ہو رہا اور ہر ایک دوسرے سے بڑہ نکلنے کی کوشش کرتا حج کے دنوں مین مکہ معظمہ میں ایک بڑا میلہ قایم ہوا کرتا جس میں عرب کے بڑے بڑے شعرا فصحا و بلغا اپنے اپنے قصائد پڑہا کرتے جس شخص کا قصیدہ سب سے فایق ہوتا۔ ایکو استادی کا تمغہ ملتا اور اسکا قصیدہ لکہوا کر کعبہ کے دروازہ پر آویزان کیا جاتا۔ اور سارے عرب مین اُسکی شہرت ہو جاتی۔ اور جب تک اس سے بڑہکر شاعر نہ ملتا۔ وہ کلام درِ کعبہ سے اتارا نہ جاتا۔ چنانچہ نزول قرآن شریف تک سات شعرا کے قصیدے آویزاں ہو چکے تہے۔ یہ قصائد اب تک موجود ہین اور پنجاب یونیورسٹی کے عربی امتحانات مین داخل ہین اور انکا نام سبعہ معلقہ (سات لٹکائے ہوئے قصیدے) ہے۔

جب قرآن شریف نازل ہوا تو کیا ہوا؟

جب قرآن شریف اس دعویٰ فصاحت کے ساتہہ نازل ہوا تو ابو لبید شاعر نے سورہ بقر کی ابتدائی آیات ہی دیکہکر اقرار کر لیا۔ کہ وہ سچ مچ فصاحت و بلاغت مین بے نظیر ہے۔ اور اللہ کا کلام ہے۔ اور وہ مسلمان ہو گیا۔ خانہ کعبہ کے دروازہ سے قصیدہ اتارا گیا۔ اور اس کے بعد پہر کسی کو حوصلہ نہ ہوا کہ اپنا قصیدہ درِ کعبہ پر لٹکانیکے لیئے پیش کرے گویا نزول قرآن سے فصحا کی ترکی تمام اور انکی زبانِ فصاحت لال ہو گئی یہ ایسا مشہور و معروف متواتر تواریخی معاملہ ہے جسکا انکار محالات سے ہے۔ اور اگر انکار کیا جائے۔ تو پہر دنیا کے کسی معاملہ کا یقین نہین ہو سکتا۔ اور تواریخ محض نکمی اور مجموعہ فسانجات قرار پاتی ہے۔

آجتک کسی نے قرآن کا مقابلہ کیا یا نہیں؟

قرآن شریف کا آجتک کسی نے مقابلہ نہین کیا سعدی نے ایک گلستان بنائی تہی اس کے جواب میں کئی گلستان تیار ہو گئین گلستانِ قاآنی۔ بہارستانِ جامی۔ خارستان وغیرہ اگرچہ وہ اس سے سب کم درجہ پر ہیں مگر آخر اس کے جوابے نام جواب تو ہین۔ لیکن قرآن شریف کا جواب آجتک نہ کسی نے لکہا نہ کوئی موجود ہے۔ باوجودیکہ بار بار مخالفین کو اس میں چیلنج کیا گیا۔ چنانچہ اریہ مسافر بہی اسبات کا قایل ہے کہ اسوقت تک کل قرآن کی نظیر دستیاب نہین (دفعہ ۶)

مسیلمہ کذاب نے چند فقرات تراشے جو فصاحت و بلاغت اور تہذیب سے بالکل معرا ہین۔ مسلمانوں نے اسے ہنسی کے طور پر کتابوں میں لکہہ رکہا ہے۔ تا معلوم ہو۔ کہ وہ ایسی لایعنی اور واہیات عبارت کو کلام ربانی کے مقابلہ مین پیش کرتا تہا۔ چنانچہ اس کے چند فقرات یہ ہین۔

الم تر ان اللہ خلق النساء افواجا۔ منہ لجھن ایلاجا۔ کیا تو دیکہتا نہین کہ خدا نے عورتوں کی شرمگاہیں پیدا کین۔ پس اس میں ہم خوب دخول کرتے ہین قطع نظر لفظی اور معنوی غلطیوں کے تہذیب و شائستگی کا خون کرنیوالا کلام ہے۔ اور بالکل گندہ اور واہیات۔

مخالفین نے زبان سے بہت بکواس کی۔ کہ بہلوں کی کہانیاں ہین ہم اس قرآن کی مثل بنا سکتے ہین عیسیٰ بن صبح بیدین نے بہی یہ بکواس کی۔ کہ انسان ایسا قرآن بنا سکتا ہے۔ لیکن آجتک کسی نے بنا کر نہین دکہایا زبان سے نرا دعویٰ ہی دعویٰ کیا۔ کسی نے ایک سورت تک بنا کر پیش نہین کی اگر حوصلہ ہے تو قرآن کی کسی سورت کا ترجمہ اردو دے کر اس کی عربی ہی ایسی بنوا دین جو قرآنی عربی سے فصیح اور بلیغ اور سلیس اور لطیف اور اعجاز بیان رکہتی ہو۔

فیضی جس کے کلام کو مقابلہ کے لیئے بار بار مخالفین

بحث کرتے ہیں۔ اور اس کے بے نقط لکھنے پر تعجب کرتے ہیں۔ حالانکہ بے نقط لکھنا ایک معمولی صنعت ہے۔ یہہ ضرور نہیں۔ کہ ہر ایک بے نقط کلام اعلیٰ درجہ کی فصیح بلیغ ہی ہو جائے۔ اس نے ہی اس قرآن شریف کی بے نقط تفسیر لکھی ہے جس کی نسبت وہ اپنی تفسیر میں لکھتا ہے کہ اگر جن و انس اس قرآن شریف کا مقابلہ کرنا چاہیں تو امکان سے باہر ہے۔ پس ایسے شخص کو قرآنی مقابلہ کیلئے پیش کرنا جو خود اعجاز قرآن کا قائل ہے وہی مدعی سست و گواہ چست والی مثال ہے۔ اگر فیضی کے کلام پر قرآن شریف کی فصاحت کا مدار ہے۔ تو وہ اپنی تفسیر میں قرآن شریف کی اسقدر تعریف کرتا ہے۔ جسکا کچھہ حد و حساب نہیں ہے۔ وہ قرآن شریف کے لفظ لفظ پر قربان ہو ہو جاتا ہے۔ اور اس کی جامعیت و احاطت پر فدا ہو کر کہتا ہے۔ کلام الله حاویًا اعلام والامور الوحی وماد عی وماد عی ومحاسن واد السلام ومکارم الامراء ورد اهل العناد والود عماهی السوء ومصالح اهل العلم والحکم ولوصا اهل الطلاح اسکا خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ قرآن شریف نشانات قدرت امر نہی وعدہ وعید جنت کی تعریفات اور دوزخ کے عقوبات اور ملحدوں کے رد اور اخلاق شنیعہ کی ممانعت اور اہل علم و حکمت کی تعریفات اور بڑے لوگوں کی برائی سے بچنے اور سب قسم کے مضامین پر حاوی و مشتمل ہے۔

کیا یہہ ممکن نہیں کہ آنحضرتؐ نے قرآن شریف آپ بنا لیا ہو

ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ فارسی میں سعدی سنسکرت میں کالیداس انگریزی میں ملٹن۔ یونانی میں ہومر وغیرہ بے نظیر شاعر گزرے ہیں بیشک انکی فصاحت کا سارا جہان لوہا مانتا ہے۔ لیکن انہوں نے ان زبانوں میں برسوں تک تحقیقیں کیں۔ اور مہارت بہم پہونچائیں تب انکو یہ کمال حاصل ہوا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت ان سے بالکل مختلف ہے۔ وہ کسی کتاب کا ایک لفظ تک نہیں پڑھ سکتے تھے۔ نہ ایک سطر تک لکھہ سکتے تھے پس ایسا امی آدمی اگر معمولی فصحا و بلغا کی مانند ہی کلام پیش کرتا تاہم اسکا معجزہ تصور ہوتا۔ لیکن آنحضرتؐ نے تو باوجود امی محض ہونے کے سارے جہان کو یہ چیلنج کر رکھا ہے کہ جو چاہے مقابلہ کرے اگر جن و انس متفق ہو جائیں تاہم اس کلام کا مقابلہ ہرگز نہیں کر سکتے۔ اور فی الواقعہ نہ کسی نے مقابلہ کر کے آجتک دکھایا پس یقیناً ثابت ہو گیا کہ یہ کلام ربانی تھا۔ جو آنحضرت صلی اللہ پر الہام ہوا۔ اور علم لدنی تھا۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ معمور ہوا۔

ایک شخص جس کی نسبت یہ ثابت ہو جائے کہ وہ فارسی کا ایک لفظ تک لکھنا پڑھنا نہیں جانتا اگر سعدی کا مقابلہ کرنے لگے تو واقعی یہ بات قابل حیرت خارق عادت اور زبردست کرامت سمجھی جائے گی لیکن اگر وہی لڑکا ساری دنیا کو چیلنج کرے کہ سعدی تو ایک طرف میرا مقابلہ ساری دنیا نہیں کر سکتی۔ اور واقعی کوئی مقابلہ کر بھی نہ سکے اور تمام استاد اس کے کلام کو تسلیم کر لیں تو سمجھہ لو۔ کہ اس لڑکے کا پایہ فضیلت و علمیت کہاں تک ہے۔ اور اسکا کلام تمام معجزوں سے بڑھکر معجزہ خارق عادت اور ساری دنیا سے اول درجہ کا سمجھنے کے لائق ہے یا نہیں؟ جس کے مقابل سنسکرت و یونانی و ایرانی زبان کی اعلیٰ سے اعلےٰ کتابیں پاسنگ بھی نہیں ہو سکتیں

قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت کا اندازہ کس طرح کیا جائے

قرآن شریف کی کوئی سورت لے لو۔ اسکا بامحاورہ اردو ترجمہ کسی اعلےٰ درجہ کے فاضل عربیدان کا اور یا عیسائی کا دیدو۔ اگر وہ فصاحت و بلاغت متانت سلاست روانی و نفاست۔ شان بیان وغیرہ میں قرآن شریف کے برابر بنا دے تو سمجھہ لو کہ قرآن شریف کا دعوے باطل و ناراست ہے۔ اور بقول آریہ صاحبان یہ ساری محمدؐ کی کارسازی ہے۔ لیکن اگر وہ ایسا ترجمہ کرے جو قرآن شریف کے مقابل یہی نسبت رکھتا ہو جو جگنو کو آفتاب سے اور جہل کو علم سے تو سمجھہ لو کہ یہ کلام ربانی اور الہام یزدانی ہے فان لم یستجیبوا لکم فاعلموا انما انزل بعلم الله وان لا اله الا هو فهل انتم مسلمون ؕ

کفار کے مقولے جو قرآن شریف میں جابجا منقول ہیں کیا وہ قرآن شریف کی نظیر نہیں ہو سکتے؟

اول تو وہ مقولے کفار کے صرف معناً قرآن شریف میں منقول ہیں لفظی فصاحت و بلاغت خود قرآن شریف کی ہے۔ یعنی قرآن شریف نے ان مقولوں کو اپنی فصیح و بلیغ عبارت اور طرز و لباس میں ادا کیا ہے۔ اور اسی وجہ سے قرآن کے اندر بے شمار آیتوں کے ہمراہ ایک فقرہ یا دو فقرہ جو زبان کافروں سے بر آمد ہوئے۔ اور ان فقروں میں جو کہ محمدؐ صاحب کی زبان سے نکلے۔ سرمو فرق نہیں دوسرے یہ کہ اس کے سوا اگر فرضاً کسی فصیح شخص کا ایک دو فقرہ کسی سلسل فصیح عبارت میں شامل بھی ہو جائے۔ تو اس سے وہ شخص اسلےٰ درجہ کا فصیح و بلیغ نہیں ہو جاتا نہ وہ اس شخص کی نظیر بنجاتا ہے اور قرآن شریف میں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فاتوا بسورة من مثله ایک سورت ویسی لاؤ۔ یہ نہیں کہا کہ ایک آدھ فقرہ ویسا بنا لاؤ فتفکروا یا اولی الالباب ؕ

کیا یہہ نہیں ہو سکتا کہ آنحضرتؐ نے وید ژند توریت و انجیل وغیرہ سے اقتباس کر کے قرآن میں قصص اور مختلف مضامین لکھہ دیئے ہوں؟

ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اسلیئے کہ وید تو کبھی بنارس کی چار دیواری سے باہر نکلا ہی نہیں۔ نہ غیر ملک میں کوئی اسکی

دو ایک سال کے بعد جب چھاپے کی برکت سے وہ ہندوستان میں شائع ہوا۔ اور کہیں کہیں باہر ہو نکلا ہو

نقل موجود ہے۔ نہ اس کے مضامین کسی دوسری زبان میں ترجمہ کئے گئے۔ آریوں کے قول کیموافق وید کو الہام ہوئے دو ارب سال کے قریب گذر گئے مگر تا حال وید کا ایک مکمل ترجمہ بھی کسی غیر زبان میں نہیں ہوا۔ جبکہ توارت انجیل اور قرآن کے بیسیوں زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں تا حال وید کی جو تفسیریں لکھی جا چکی وہ بھی ردی اور غیر مقبول سائنا چارج کے ارتہوں کا ترجمہ مردود۔ ولسن صاحب کی تحقیقات فضول۔ سناتن دھرمیوں کے بیانات وید کی بابت نا قابل قبول۔ انجیل و توارت کا ترجمہ عربی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک ہوا ہی نہیں تھا۔ وہ دونوں یونانی و عبرانی میں تھیں۔ جیسا کہ پادری فانڈر صاحب نے بھی میزان الحق میں اقرار کیا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبرانی و یونانی مطلق جانتے نہیں تھے کل عرب میں صرف یہودان مدینہ کے پاس ایک توارت تھی سو وہ کسی کو دکھاتے نہیں تھے۔ پس اس سے اقتباس کرنا چہ معنی زنکہ بھی غیر زبان میں ہے اور آنحضرت صلعم لکھ پڑھ سکتے ہی نہ تھے۔ ان باتوں سے من کل الوجوہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی غیر کتاب سے ایک لفظ تک اقتباس نہیں کیا۔ یہ سارا وحی آسمانی ہے ان ھو الا وحی یوحی۔ اسی وجہ سے اللہ تعالے بار بار قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ تلک من انباء الغیب نوحیھا الیک۔ یہ باتیں غیبی خبریں ہیں جو تیری طرف وحی کرتے ہیں ماکنت تعلمھا ولا قومک من قبل ھذا۔ اس سے پیشتر نہ تو نہ تیری قوم اس سے آگاہ تھی۔ اور آنحضرت صلعم کو کسی مذہب کی دلجوئی منظور نہیں تھی۔ کہ آپ اس غرض سے اقتباس کرتے۔ اسلیئے کہ آپ نے یہود و نصاری۔ گبر وغیرہ سب کے عقاید کے برخلاف قرآن شریف میں بڑے زور شور سے بیان فرمایا ہے۔ آپ میں ریاداری اور تکلف ہرگز نہیں تھا جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ قل ما اسئلکم علیہ من اجر وما انا من المتکلفین ؕ

کیوں قرآن شریف بنظیر فصیح و بلیغ عربی زبان میں نازل ہوا؟

خدا کا کلام ہمیشہ انسانی کلام سے ممتاز ہوتا ہے۔ انسانی کلام اور خدائی کلام میں یہی فرق ہے۔ کہ خدا کے کلام کی نظیر دوسرا انسان بنا سکتاہے قرآن شریف کو دیکھو۔ وہی معمولی الفاظ ہیں۔ وہی فقرات ہیں۔ جو عام عربی لوگ بولتے ہیں لیکن ذات الٰہیہ نے اس میں کمال یہ کیا ہے۔ کہ انکو اس ترکیب اور اس ترتیب سے جوڑا ہے۔ کہ کوئی انسان اس کی نظیر ہرگز ہرگز نہیں بنا سکتا۔ ہر ایک لفظ اس کا اپنی اپنی جگہ پر نہایت موزون برجستہ چست اور رواں واقعہ ہے۔ اسوقت جب کہ ایک قاری کتاب الٰہی کو نہایت جوش و خروش کے لہجہ اور روانی سے پڑھ رہا ہو۔ اگر کوئی غیر عربی دان شخص بھی قرآن شریف کی عبارت سنے تو اس کی سلاست۔ فصاحت پر حیران اور قربان ہو ہو جاتا ہے۔ قرآن شریف کی عبارت ایسی زبردست واقعہ ہوئی ہے۔ کہ مخالفین تک صاف اقرار کرتے ہیں۔ کہ اسوقت تک قرآن شریف کی نظیر دستیاب نہیں

اللہ تعالی قرآن شریف کی نسبت فرماتا ہے ان ھو الا ذکر وقرآن مبین ؕ یہ قرآن شریف ذکر یعنی تمام معارف الٰہیہ حقایق اور حکم کو یاد دلانیوالا فطرت انسانی میں توحید کا نقش قائم کرنیوالا اور عہد الست کو یاد دلانیوالا اور پڑھنے کے لائق چیز ہے۔ جو مبین یعنی کمال درجہ کی فصیح و بلیغ کتاب ہے۔ اور ایک جگہ اللہ نے قرآن شریف کا نام **نور** رکھا ہے۔ یعنی خدا تعالے کے عرفان اور معرفت کے نور سے دل کو روشن کرنیوالی ؕ

قرآن شریف میں کوئی گمراہ کرنیوالا حکم نہیں

قرآن شریف میں سراسر حقایق و معارف سے بھرا پڑا ہے۔ اس میں کوئی حکم ایسا نہیں۔ جس پر ذرا بھی گرفت ہو سکے اور جو لوگ اسپر اعتراض کرتے ہیں بجز اپنی خوش فہمی اور حماقت کے اور کچھ نہیں دکھاتے قرآن شریف میں ہرگز حکم نہیں۔ کہ دنیا میں خونریزی کرو۔ بلکہ اللہ تعالی کا صاف حکم ہے۔ والذین لا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق اور خدا کے بندے وہ ہیں جو کسی جان کو بجز حق واجب قصاص کے قتل نہیں کرتے ولا یزنون اور نہ زنا ہی کرتے ہیں۔ **اسلام** کا لفظ ہی سلم سے مشتق ہے۔ جس کے معنے ہیں خدا اور لوگوں سے صلح اور موافقت۔ رضائے مولی پر صابر و شاکر رہنا دنیا سے مصالحت برتنا۔ گردن خم تسلیم کرنا۔ پس ایسا مذہب خونریز کیسے ہو سکتا ہے۔؟ **جہاد** محض دینی آزادی کے حصول اور ڈیفنس اور فتنہ فساد کے دفعیہ کا نام ہے۔ جو ہر ایک مذہب میں ہوا ہے کسی مخالف مذہب کو بوجہ اس کے کہ وہ اسلام کا مخالف ہے۔ قرآن شریف میں ہرگز قتل کرنے کا حکم نہیں بلکہ اللہ تعالے کا صاف ارشاد ہے۔ لا اکراہ فی الدین ؕ دین میں زبردستی نہیں وما انت علیھم بجبار۔ تو ان پر جبر کرنیوالا نہیں لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین ؕ (ممتحنہ) خدا تم کو منع نہیں کرتا۔ ان لوگوں کے ساتھ نیکی اور انصاف کرنے سے جو تمہارے ساتھ دین کے معاملہ میں لڑتے نہیں اور نہ تمکو تمہارے وطن سے نکالا۔ اللہ تعالی کو انصاف کرنے والے پسند آتے ہیں۔ خدا تعالی تو تمکو **صرف** انہیں لوگوں کے ساتھ دوستی کرنے سے منع کرتا ہے۔ جو تم سے دین کے معاملہ میں لڑے اور تمکو تمہارے گھروں سے نکال دیا۔ اور تمہاری جلا وطنی پر ایک دوسرے کی مدد کی اور جو ایسے لوگوں سے دوستی رکھے اور واقعی بے انصاف ہیں اور یہ بالکل فطرت الٰہی اور نیچر کے موافق حکم ہے۔

ہاں البتہ **وید میں خونریزی** ضرور موجود ہے جس میں صاف لکھا ہے کہ جو شخص دھرم چھوڑ ادھرم کرے اسکو بلا تامل ماردینا چاہیے یعنے مفسد کے مارنے میں قاتل کو پاپ نہیں ہوتا۔ (ستیارتھ پرکاش سمولاس)

اب اگر اس جنرل آرڈر کی تعمیل کیجائے تو دو ہی دن میں دنیا کی صفائی ہو سکتی ہے۔ چونکہ دنیا میں ہر ایک قوم اور ہر ایک مذہب دوسرے کو بیدین اور مفسد اور ظالم خیال کرتا ہے۔ اسلیئے اگر اس حکم کی واقعی تعمیل کیجائے تو سوائے خدا آریوں کے اور کوئی باقی نہیں رہ سکتا۔ (باقی دارد)

باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری

اس ولی اللہ کی سوانح عمری ہے جس نے سنہ ۱۶ صدی میں جبکہ نہ صرف پنجاب بلکہ تمام ہندوستان ظلمت کے گھٹا ٹوپ بادل چھائے ہوئے تھے ایسے دھندو کارہ کے زمانہ میں ہندوؤں کے تمام مذاہب کا کھنڈن رد کر کے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ بلند کیا اس کے تمام حوالے سکھ صاحبان کی گرنتھ اور معتبر کتب سے لئے گئے ہیں نہایت محققانہ اور مورخانہ پیرائے میں لکھی گئی ہے ۔ ۱۸ × ۲۲ کے ۱۷۰ صفحہ کی کتاب ہے چھپائی اعلیٰ کاغذ نہایت نفیس قیمت صرف آٹھ آنہ ایک سو تین کے خریدار سے محض چار روپے آٹھ آنے یعنی فی کاپی ۶ سر

ملنے کا پتہ

ایڈیٹر نور قادیان

دھرم کی کسوٹی

یہ وہ محققانہ ٹریکٹ ہے ۔ جس میں سوامی درشنانند کے ۱۴ سوالات جو انہوں نے تمام مسلمانوں کو چیلنج دیکے کئے تھے کے جوابات ایسے احسن طریقہ سے دئے گئے ۔ کہ خود سوامی درشنانند بھی اپنے سوالات کے جوابات پڑھکر لوٹ پوٹ ہوگئے ۔ حجم ۱۴ صفحہ قیمت ۱ر

ملنے کا پتہ

ایڈیٹر نور قادیان

عطروں وغیرہ کا

افسوس ۔۔۔۔ کوچہ ۔۔۔ اشتہارات شوق سے نہ صرف پڑھی جاتی تھی ۔ بلکہ آئندہ ۔۔۔ کئی قابل قدر یادگار کی طرح محفوظ رکھی جاتی تھی ۔ (آمد) ۔۔۔ اشتہارات کو شایع کرانا گویا اپنے اعتبار کا ۔۔۔ کہ مجبوریہ ہوکر اگر اشتہارات شایع نہ کرنے جائیں تو ۔۔۔ خوشبو ۔۔۔ عطروں کی ۔۔۔ یعنی ایک بکس ۔۔۔ مدت ۔۔۔ آمد اور ۔۔۔ عطر ۔۔۔ جیت استعمال کیجئے

آسانی کے لئے قیمت بہت ہی تخفیف کر دی ہے ۔ جن صاحبان کو محض عطروں کی ضرورت ہو وہ فہرست منگا کے مطابق طلب کریں ۔ نمونہ عطر قیمت عطر دان اول بار خانہ ۔۔۔ درجہ دوم آٹھ خانہ ۔۔۔ عطر درجہ سوم چھ خانہ ۔۔۔ عطر

المشتہر عبد الصمد و عبد القیوم مالک کارخانہ معطر الشمیم شہر قنوج

ارے دوڑو جلدی دوڑو جلدی سے ڈاکٹر برمن کا عرق کافور لے آؤ

جب کسیکو ہیضہ ہوتا ہے اسکے گھر میں ایسی ہی پکار پڑجاتی ہے اور گھبرا کر یہی کہتے ہیں کہ پیسے ہی تھوڑا سوچو تو یہ تکلیف کیوں اٹھانا پڑے کیوں نہیں ایک شیشی عرق کافور کی لیکر گھر میں ڈال سکتے ہو ۔

یہ اصلی عرق کافور ۲۶ برس سے مشہور اور تجربہ کی ہوئی ہیضہ کی اول دوا ہے گرمی کے دست پیٹ کا درد مروڑ اور مستلی کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے ۔ قیمت فی شیشی ۸ر محصولڈاک ایک شیشی سے ایک چار شیشی تک ۵ر

عرق پودینہ

ہر ایک بال بچے دار کو یہ دوا گھر میں رکھنا چاہئیے یہ عرق ولایتی پودینہ کے ہری پتیوں سے بنایا گیا ہے ۔ اسکا رنگ بھی مثل پتی کے سبز اور خوشبو بھی تازی پتیوں کے مانند رہتی ہے ۔ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوافروش نے بنایا ہے ۔ ریاح کے لئے یہ نہایت مفید دوا ہے ۔ پیٹ کا پھولنا ڈکار کا آنا پیٹ کا درد بدہضمی متلی اور اشتہا کا کم ہو جانا یہ سب ریاح کی علامتیں جلد دور ہو جاتی ہیں گود کے بچوں کے لئے اس سے بڑھکر اور کوئی دوسری دوا نہیں ہے قیمت فی شیشی ۸ر محصولڈاک ۵ر

پیپرمنٹ کا تیل

پیٹ کا درد بدہضمی اور ریاح کے فساد میں یہ ایک بہت مشہور دوا ہے ۔ یہ پیپرمنٹ امریقہ سے منگایا جاتا ہے ولایتی پیپرمنٹ سے یہ کہیں بڑھکر بہتر اور مفید ہے اسی پیپرمنٹ میں تارپین کا تیل ملاکر ایک کی تین شیشی بناکے لوگ بازار میں ۱۴ر فی شیشی بیچتے ہیں قیمت فی شیشی آدھہ اونس ۱۰ر محصولڈاک ۵ر فی ایک شیشی سے چار شیشی تک ۵ر

المشتہر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

اصلی ممیرا اور ممیرا کا سرمہ و ست سلاجیت

اصلی ممیرے اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شایع ہو رہا ہے ۔ اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے ۔ یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب مدظلہ کے مجوزہ نسخہ کے موافق طیار کیا گیا ہے ۔ اور اصلی ممیرا جسکو خود حضرت نے دیکھکر اصلی ممیرا ہونے کی تصدیق کی اس میں ڈالا گیا ہے ۔ حضرت نے اس سرمہ کے متعلق خود فرمایا ۔ کہ "برائے امراض چشم بسیار مفید است" اس شہادت کے بعد مجھے اور شہادت کی ضرورت نہیں ۔ کیونکہ چار لاکھ افراد کا امام جو طبی حیثیت اور تجربہ سے بھی طبی امام کہلانیکا جائز حقدار ہے ۔ اس کے مفید ہونے کی شہادت دیتا ہے ۔ یہ سرمہ دھند جالا پھولہ آنکھ پڑوال بل اور سرخی ابتدائی موتیابند وغیرہ امراض چشم کے لئے بہت مفید ہے قیمت سرمہ اول فیتولہ عہ قسم دوم ۱ر قسم سوم عہ اصلی ممیرا قسم اول صہ قسم دوم ۸ر

ست سلاجیت

مقوی جمیع اعضا نافع صرع مشہی طعام قاطع بلغم و ریاح دافع بواسیر و جذام و استسقا و زردی رنگ و تنگی نفس و شیخوخیت و ضعف معدہ و قاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و ہیوست و درد مفاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید ہے ۔ بقدر دانہ نخود صبح کیوقت دودھ کیساتھ استعمال کریں قیمت فیتولہ ۱ر

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیاں مشہدی اور پشاوری بادامی سیاہ اور سفید ماشی ریشمی سوتی لُنگی صافے سفید اور بادامی پشاوری ٹوپیاں اور زری کی پشاوری جوتیاں ہر قسم کی اور ہر قیمت کی ملسکتی ہیں ۔

المشتہر

احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان ضلع گورداسپور

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۰

ڈھٹا نور محمدی ڈھٹا بنی سول

نانک قسمت ... بھول

يهدى الله لنوره من يشاء

نور

قادیان سے پندرہ روزہ شائع ہوتا ہے

تاریخ اشاعت
یکم جولائی سنہ ۱۹۱۶ء

ضوابط

سال مہینے میں دو دفعہ شائع ہوتا ہے
... سالانہ عہ ششماہی عہ ہوگی
... اور طلبا سے ایک روپیہ سالانہ پیشگی
... عظام سے امتیازی قیمت ...
جو کچھ عطا کریں وہ عطیہ تصور
اور ایسے حضرات کے
اسمائے گرامی سرپرستان اخبار ہذا
کی فہرست میں درج ہونگے۔

... ہیوں کا ذکر کرنا
... کا فضیلت بیان کرنا
... کے حملوں سے
... اسلام کے
... علمی و عقلی دور کرنا
(۴) ... سکھ قوم میں باوا
نانک جی کی تعلیم کا پرچار کرنا

نمبر ۱۹ | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف نو مسلم سابق سورن سنگھ گرنتھی (اپدیشک) ... جلد ا

لودھیانہ کے نایاب تحفے

جو تمام ملک میں مشہور ہیں ہزار ہا روپیہ کے بیرونجات کیں جارہے ہیں اور جنہوں نے نہ صرف ارزانی قیمت بلکہ پائداری خوبصورتی اور پختہ رنگت کیوجہ سے پشاوری قندھاری اور ولایتی مال کو مات کر دیا ہے۔

یہ تحفے لودیانہ کی ساخت

لنگیاں کلاہ پلنگ کی دریان۔ تولئے رومال اور گبرون ہے۔

مختصر فہرست ملاحظہ ہو

(۱) لنگی ہر رنگ ماشی یا چینی طول ۷ گز یا کم و بیش قیمت رعایتی عہ تا
(۲) لنگی صوفیانہ وضع ہر رنگ سفید یا لٹھے کی جو ریشمی لنگی کو مات کرتی ہے ... تا
(۳) لنگی ریشمین بلا دکنارہ ہر رنگ ماشی خوبصورت اور صوفیانہ ... تا ...
(۴) لنگی نہایت باریک سوت والی ماشی یا چینی دس روپیہ والی پشاوری کے کرتی ہے ... تا ...

کلاہ ہر قسم ساختہ لودیانہ وضع لاہوری پشاوری قندھاری جو لنگی کیساتھ باندھا جاتا ہے ... تا ...
(۵) پلنگ کی دریاں مضبوط پختہ رنگ ہر قسم ... تا ...
(۶) دستی تولئے اور رومال ... تا ...

ہر قسم کی گبرون قمیص یا جامہ کوٹ پتلون وغیرہ کے لئے قیمت مختلف فرمائش کرتے وقت نمونہ عرض رنگت اور تخمینا قیمت لکھ کر اپنا مفصل پتہ تحریر فرمادیں

ایکا ... دم

شیخ محمد شفیع احمدی سوداگر لودھیانہ

رات اندھیری گھمن گھیری

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں حائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

عزیز بھائیو! آج جو دردناک حالات میں آپکے سامنے رکھنے لگا ہوں۔ وہ ایسے نہیں کہ جنکو پڑھکر آپکی آنکھوں میں آنسو نہ ڈبڈبا آئیں۔ چونکہ ان دلخراش حالات نے میرے منجمد بلکہ منجمد خون میں بھی حرارت پیدا کر دی ہے۔ اگرچہ دل کو چاک کرکے آپ کے سامنے رکھنا میری طاقت سے باہر ہے مگر پھر بھی میرے دردمند دل سے متاثر ہوکر میری قلم ٹپ ٹپ آنسو بہا رہی ہے۔ اسلیئے میں کہہ سکتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ دردمند دل کی آہ ضایع نہیں جائے گی۔ بلکہ آکاش کو چیرتی ہوئی

فلک الافلاک کی خبر لائے گی

دوستو غور کرو! دیکھو آجکل اشاعت اسلام میں کس قدر سہولتیں حاصل ہیں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ جس نے ہمکو ایسی عادل اور منصف گورنمنٹ عطا کی ہے۔ جس کے زیر سایہ ہمیں اشاعت اسلام میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ ہمارے سامنے نہ وہ مصائب حائل ہیں۔ جن خطرناک گھاٹیوں سے ہمارے بزرگوں کو گذرنا پڑا۔ نہ وطن سے ہجرت کرنے کی ضرورت نہ خویش و اقارب سے جدا ہونیکی حاجت۔ مگر خیال کرو۔ اپنے بزرگوں پر کہ انہوں نے اس کام کے لیئے کسقدر رنج و محن سہے اور کیسی مصیبتیں اور تکلیفیں اٹھائیں۔ اسلام کی محبت میں اپنے پیاروں اور عزیزوں کو چھوڑا۔ ماں باپ جورو بچوں کو خیرباد کہی بے زاد راحلہ خدا کی راہ میں چل کھڑے ہوئے ایسی جلتی تپتی پتھریلی زمینوں پر چلنا۔ جہاں سوائے گرم آفتاب کے انکے سروں پر کچھ سایہ نہ تھا۔ اور ایسے پرخار جنگلوں میں جانا پڑا۔ جہاں سوائے نوکدار کانٹوں کے انکے سوجے ہوئے پاؤں کا کوئی غمخوار نہ تھا۔ بھوک کے مارے

پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے

اور خالی پیٹ "الجوع الجوع" کی دردناک آہ پکارتا پیاس کی شدت سے "العطش العطش" کی کراہ نکلتی۔ مگر وہ خدا کے شیر اللہ کی یاد میں کبھی اُف تک نہ کرتے۔ اسلام کے پھیلانے اور خدا کی منادی کرنے میں تمام مصائب کو راحت سمجھتے۔ درحقیقت اسلام انکا تھا۔ اور مسلمان وہ تھے ہم نام کے مسلمانوں کو اسلام کی کیا قدر اسکا کیسا درد۔ ان خدا کے پیاروں کے حالات پڑھکر آنسو ڈبڈبا آتے ہیں مخالفوں نے ماتا کے سامنے بچوں کو آگ پر رکھکر کباب کی طرح بھونا۔ جوان بچوں کے سامنے ظالموں نے انکی ماتاؤں کو تہ تیغ کیا۔ اگنی کنڈ میں دھکیلا گیا۔ ظالموں نے شریف عورتیں کو ننگی کرکے تپتی ہوئی لوہے کی سلاخوں سے انکے بدن کو جھلسا۔ عورتوں کے سامنے انکی خاوندوں کی ایک ٹانگ ایک اونٹ کے ساتھ دوسری ٹانگ دوسرے اونٹ سے باندھکر دونوں اونٹوں کو مخالف سمت میں دوڑا کر نہایت بے رحمی سے چیرا۔ مگر کیا مجال کہ ان کے دل "صراط مستقیم" سے ڈانواں ڈول ہوئے ہوں مثال کے طور پر میں ایک مومن کا ذکر کرتا ہوں جسکا نام بلال تھا۔ جسکو اسکے حوصلہ اور صبر کیوجہ سے حضرت بلال کہنا چاہیئے۔ مخالف ان کی مشکیں باندھکر اسے پتھریلی تپتی ہوئی زمین پر لٹاتے تھے۔ اور انکی چھاتی پر آگ کیطرح تپتا ہوا پتھر رکھتے تھے۔ اور حکم دیتے تھے کہ (نعوذ باللہ) آنحضرت کو گالیاں دو۔ اور ایسا ہی عمار کے باپ یاسر کا حال کیا گیا۔ انکی مظلوم بی بی سے جسکا نام سمیہ تھا۔ یہ ظلم نہ دیکھا گیا۔ اور وہ عاجزانہ فریاد زبان پر لائی۔ اسپر وہ بیگناہ ایماندار عورت جسکی آنکھوں کے روبرو اسکے شوہر اور جوان بچے پر ظلم کیا جاتا تھا۔ برہنہ کیگئی۔ اور اسے سخت بیحیائی سے ایسی تکالیف دیگئی۔ کہ جسکا بیان کرنا ہی داخل شرم ہے۔ آخر اس عذاب شدید میں وہ ایماندار بی بی

بلک بلک اور تڑپ تڑپ کر مر گئی

ذرا غور کرو۔ اس دردناک نظارہ پر ذرا آنکھوں کے سامنے لاؤ۔ اس دل کو ہلا دینے والا جانفرسا سانحہ کو آخر انکی ایمانی طاقت اپنا رنگ لائی اُس کی پختگی کا ظہور ہوا۔ اگر ایک گندم کے دانہ کو زمین میں دبایا گیا تو اس نے سینکڑوں دانوں کو پیدا کیا۔ اس کے ایمانداری کی اٹل اور اسٹ طاقت آخر اپنا رنگ لائی۔ انکی حیرت انگیز کوششوں کے سبب سے اسلام کا جھنڈا قیصر کے قصر اور کسریٰ کے ایوان پر اڑنے لگا۔ اور ایشیا کے میدانوں اور یورپ کے پہاڑوں میں "اللہ اکبر" کی صدا گونجنے لگی۔ انہیں بزرگوں کی محنتوں اور تکلیفوں کا نتیجہ ہے۔ کہ اسلام اس تیزی اور خوبی سے پھیلا۔ کہ دیکھنے والے دیکھتے ہی رہ گئے انہیں کی تکلیفوں اور برداشتوں کا ثمرہ ہے کہ خدا کے نام کی منادی جنگل اور بیابان غار اور پہاڑ ویرانہ اور آبادی میں ہو گئی۔ انہیں کی وہ دل کو کپکپا دینے والی تقریریں تھیں۔ جنہوں نے عرب جیسے سنگدل جنگلیوں کے دلوں کو موم کر دیا۔ انہیں کے وہ پاک کلام تھے۔ جنہوں نے حبشیوں کے دلوں کو اسلام کے پاک عقائد سے روشن کر دیا۔ انہی کی بدولت بتخانوں میں گھنٹوں کی مکروہ صدا کے بدلے "اللہ اکبر" کی دلربا آواز آنے لگی۔ انہی کی کوششوں کے بدلے ایران کے آتشکدوں میں آگ کی بجائے خدا کے کلام کی روشنی ہونے لگی۔ شرک اور بت پرستی کا بوپ گڑھ گرا۔ اور بے چون و بیچگوں بے شبہ و بے نموں خدا کی منادی

جہان میں پھر گئی۔ بت خانے ویران ہو گئے۔ آتشکدے ٹھنڈے پڑ گئے۔ تثلیث کا طلسم ٹوٹا اور دہریت کا باطل خیال باطل ہو گیا۔

جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

سچ آیا۔ اور جھوٹ بھاگا۔ بیشک جھوٹ بھاگنے والا ہے۔ لاریب انہیں کا حق تھا جسکی بدولت اس امت نے

خیر الامم

کا لقب پایا۔ میرے بھائیو! اب ذرا ٹٹولو اپنے دلونکو آج اشاعت حقہ کے لیئے تمہارے راستہ مین وہ مصائب حائل نہیں۔ لاکھ لاکھ شکر ہے اس قادر مطلق کا جس نے ہمیں ایسی عادل گورنمنٹ عطا کی جس کے زیر سایہ رہ کر ہم تمام مذاہب باطلہ کا کھنڈن کر کے ست دہرم کا اوپدیش کر سکتے ہیں۔ اپنے دلوں مین ذرا اسلام کے ابتدائی زمانہ پر غور کرو۔ جبکہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے کہنے والے کو گاجر مولی کی طرح کاٹا جاتا تھا۔ اب غور کرو اس امن کے زمانہ پر جبکہ ہم شارع عام میں کھڑے ہو کر اعلائے کلمۃ الحق کی اشاعت کر سکتے ہیں۔

ہائے افسوس اسوقت اسلام جیسے اکمل اور اتم مذہب کے سہانے باغ میں باد سموم کے جھونکے چل رہے ہیں وہ اسلام جس نے اپنی پوتر تعلیم کے ذریعہ ایران روم۔ ہندوستان چین غرضیکہ کل کے کل اشیا اور یورپ کو ایک سلک میں منسلک کر دیا تھا۔ ہائے آج ہم اسی اسلام کے دعویدار بلکہ اپنی کرتوتوں سے

جھاڑو کی سینکوں کی طرح

بکھر رہے ہیں ہائے وہ اسلام جس نے آتش پرستوں کے آتشکدوں کو ہمیشہ کے لیئے سرد کر کے شانتی کا دان دیا تھا۔ آج اسی اسلام مین رہکر ہم مین ایہ شادویت بغض و کینہ اور حسد کی اگنی کے شعلے نکل رہے ہیں۔ کیا اندرونی طور پر کیا بیرونی طور پر اسلام انواع و اقسام کے حوادث سے آفت رسیدہ ہو گیا ہے۔ اور اندرونی طور پر تو کئی پودے خشک ہو کر جڑھ سے اکھڑ گئے ہین یعنے جو لوگ اسلام کے مدعی تھے اب محض انکی زبان پر اسلام رہ گیا ہے اور حقیقت اسلام کی انکے دلوں سے مفقود ہو چکی ہے۔ اور شکوک و شبہات سے اکثر سینے بھر گئے ہین بعض لوگ تو مسلمان کہلا کر خدا کے وجود کے بھی قائل نہین اور بعض نے نیچریت کا جامہ پہن لیا ہے یعنی فلسفیوں کا لباس پہنکر خدا تعالیٰ کی خارق عادت قدرتوں سے منکر ہو بیٹھے ہین۔ اور بے قیدی اور آزادی کے طور پر زندگی بسر کرتے ہین اور نماز روزہ اور حج زکوٰۃ پر

ٹھٹھا اور ہنسی اڑاتے ہین

ملائک اور نجات کے قطعاً منکر ہیں۔ اور بعض ایسے ہین کہ وہ اس فکر مین پڑ گئے ہیں کہ کسی طرح اسلام مین کچھ تغیر و تبدل کر کے اپنی طرف سے ایک نیا اسلام بنایا جاوے جس مین تکلیف شرعیہ سے بکلی آزادی ہو۔ وضو اور غسل بھی نہ کرنا پڑے اور شراب وغیرہ محرمات کا بھی فتویٰ دیا جاوے اور اسلام سے پردہ کی رسم بھی اٹھائی جاوے اور آہستہ آہستہ دین و اسلام میں فسق و فجور کا دروازہ کھولا جائے۔ نماز کا پڑھنا اور عبادت کرنا اور خدا تعالیٰ کی درگاہ میں مجاہدات بجالانا یہ تمام احکام منسوخ کر دیئے جائیں حقیقت میں یہ لوگ اسلام کا چولہ اپنے بدن سے اتار چکے ہین۔ اور آہستہ آہستہ اسلام سے علیحدہ ہوا چاہتے ہین۔ چونکہ مسلمانوں کے گھر پیدا ہوئے اسلیئے ابھی تک مسلمان ہی کہلاتے ہین۔ اگرچہ کھلے طور پر اسلام کی مخالفت کر رہے ہین۔

آہ! اس زمانہ مین اسلام کے اکثر امرا کا حال سب سے بدتر ہے۔ وہ گویا یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ صرف کھانے پینے اور فسق و فجور کے لیئے پیدا کیئے گئے ہین۔ دین سے وہ بالکل بیخبر اور تقویٰ سے خالی تکبر اور غرور سے بھرے ہوئے ہین اگر ایک غریب انکو "السلام علیکم" کہے تو انکے جواب میں "وعلیکم السلام" کہنا اپنے لیئے کسر شان سمجھتے ہین۔ بلکہ غریب کے منہ سے اس کلمہ کو ایک گستاخی کا کلمہ اور بیجا کی حرکت خیال کرتے ہین حالانکہ پہلے زمانہ کے اسلام کے بڑے بڑے بادشاہ "السلام علیکم" مین کوئی اپنی کسر شان نہین سمجھتے تھے۔ مگر یہ لوگ تو بادشاہ بھی نہیں ہیں پھر بھی بیجا تکبر سے انکی نظر میں ایسا پیارا کلمہ "السلام علیکم" ہے۔ جو سلامت رہنے کے لیئے ایک دعا ہے۔ حقیر کر کے دکھایا ہے۔ پس دیکھنا چاہیئے کہ زمانہ کسقدر بدل گیا ہے۔ یہی معنے ہین سورج کے مغرب کی طرف نکلنے کے۔ یعنی سچائیونکو چھوڑ دیا جاویگا اور بدیونکو اختیار کیا جاویگا۔ اور ہر ایک شعار اسلام کا تحقیر کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

یہ تو اس زمانہ کے اکثر مسلمانونکا اندرونی حال ہے۔ اور جو بیرونی مفاسد پھیل گئے ہین انکا تو شمار کرنا مشکل ہے۔ ہائے اسلام وہ مذہب تھا کہ اگر مسلمانوں مین سے ایک آدمی بھی مرتد ہو جاتا تھا۔ تو گویا قیامت بپا ہو جاتی تھی۔ مگر اب اس ملک مین مرتد مسلمان جو عیسائی ہو گئے یا جنہوں نے اور مذہب اختیار کر لیا ہے۔ وہ دو لاکھ سے بھی زیادہ ہین۔ بلکہ مسلمانوں کی ادنیٰ اور اعلیٰ قوموں مین سے کوئی ایسی قوم نہین جو جس میں سے ایک گروہ عیسائی نہ ہو گیا ہو۔ اور وہی لوگ جو ہمارے سید و مولے حضرت محمد مصطفیٰ ؐ کا نام بغیر درود پڑھنے کے نہ لیتے تھے۔ اب مرتد ہونیکے بعد جناب ممدوح کو گندی گالیاں دے رہے ہین اور گندی تصانیف شایع کرتے ہین انکی طرف سے جو کتابیں اسلام کے رد میں لکھی گئی ہین۔ اگر وہ ایک جگہ اکٹھی کیجائیں تو ایک خاصے پہاڑ کے برابر ڈھیر لگجائے۔ پس اس سے زیادہ کونسی ماتم کی جگہ ہے۔ نہ اسلام کی اندرونی حالت دلکو خوش کر سکتی ہے اور نہ اس کے بیرونی دشمن ایسے منصف مزاج نظر آتے ہین جو خدا سے ڈر کر اپنی شرارتوں سے باز آجائیں۔

ہے سوائے اپنے نفسانی خواہشوں مین منہمک ہونیکے کوئی بات شریعت اور اسلام کی ہمیں یاد نہ رہی - وہ خدا کے پیارے جنہوں نے خون سینچ کر اسلام کی جڑوں کو پتال تک پہنچا دیا تھا - جہاں سے چل بسے گمر کوئی انکا وارث نہ ہوا - اور وارث ہوئے تو ہم جن پر صادق ہے خدا کا یہ قول

فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشھوٰت

پھر انکے پیچھے ایسے ناخلف ہوئے جنہوں نے نماز کو چھوڑا - اور نفسانی خواہشوں کی پیروی کی ذرا آنکھ کھول کر اسلامی دنیا کو عبرت کی نظر سے دیکھو اور مسلمانوں پر اور ان کے اسلام پر غور کرو - کیا پاؤ گے - کوئی ایسا خطہ زمین کا جہاں کے مسلمانوں کو اسلام کا عشق اسلام کا درد اسلام کا شوق ہو کیا دیکھو گے کسی ملک میں مسلمانوں کو جنکو اسلام کی اشاعت اسلام کی حفاظت اسلام کی حمائت کا کچھ بھی خیال ہو - کیا ہو گئیں وہ بستیاں جہاں ایسے پاک مسلمان اور جانباز مسلمان آباد تھے - ہائے کہاں گئے وہ مسلمان جن کے اسلام اور اسلام کی خوبیوں کی دنیا میں دھوم مچی ہوئی تھی - افسوس صد افسوس

اس نا امیدی کی حالت میں اگر کوئی چیز ہمارے دلوں کو ڈھارس دے سکتی ہے - تو خدا کا یہ وعدہ کہ

اللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

وہ نور کیا ہے اسلام جس کی تکمیل اور تمام کرنیکا وعدہ خدا نے فرمایا ہے اگر ہماری حالتوں میں کچھ تبدیلی ہو - اور ہم اپنے خواب غفلت سے نہ چونکیں - اور اپنے بزرگوں کی کہانیاں سن کر جوش میں نہ آئیں اور اپنے آباؤ اجداد کی نشانیاں دیکھکر بھی ہمارے دلوں میں گدگدی پیدا نہو تو کیا شک ہے کہ جو اسلام نام کو باقی ہے - وہ بھی نہ رہے گا - اور جو پیاری صورت اسلام کی بگڑی ہوئی حالت میں نظر آتی ہے - وہ بھی نہ نظر پڑیگی کیا ایسا ہوگا اور کیا خدا کی یہ روشنی بجھ جائے گی -

لا واللہ لا واللہ لا واللہ لا والذی نفسی بیدہٖ پیدا ہر گز نہیں ہر گز نہیں ھو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا وینشر رحمتہٗ وھو الولی الحمید ٭ وہی خدا جو برساتا ہو پانی بعد اس کے کہ لوگ نا امید ہو گئے ہوں - اور پھیلاتا ہے اپنی رحمت اور وہی ہے کام بنانے والا - اور سب خوبیوں سے موصوف آہ! کیا سچا ہے - یہ مقولہ

جب تک سانس تب تک آس

پھر کیوں ہم آس چھوڑیں - اور خدا کی رحمت سے نا امید ہوں - ہم اگرچہ بیمار ہیں مگر ابھی مرے نہیں گو ضعیف ہو گئے ہیں مگر ابھی دم نہیں ٹوٹا - دماغوں کی قوت دلوں کا جوش طبیعتوں کا ولولہ بلا شبہ بہت کم ہو گیا ہے - مگر ابھی باقی ہے وہ دل جس میں ہے وہ دلوں کو ہلا دینے والی آواز "اللہ اکبر" کی جو ہمارے بزرگوں کے منہ سے نکلی تھی - اگرچہ سست پڑ گئے ہیں وہ کان - مگر ابھی تک گونج رہی ہے وہ آواز جس نے روئے زمین پر تہلکہ مچا دیا تھا - اگرچہ نقاب میں چھپ گئی ہے - وہ خوبصورت تصویر اسلام کی جو ہمارے باپ دادا نے کھینچی تھی - جس نے ساری دنیا کو گرویدہ کر لیا - مگر نہیں ہوئی ہماری آنکھوں سے اوجھل - اگرچہ دھیما پڑ گیا ہو وہ ابراہیمی خون جو ہماری رگوں میں دوڑتا پھرتا تھا - مگر نہیں ہوا ابھی سرد اگرچہ سست ہو گیا ہے - وہ ہاشمی جوش جو ہمارے سینوں میں بھرا ہوا تھا - مگر ابھی باقی ہے حس - اگرچہ دھندلا ہو گیا ہے وہ اسلام کا نور جس سے ہمارے دل روشن تھے - مگر ابھی بجھا نہیں اب بھی اسلام کی اسقدر حرارت باقی ہے کہ اسلام کا نام سن کر لوگ وجد میں آجاتے ہیں

مذہب کا جوش اب تک آتا ہے - کہ دین کی آواز سنتے ہی چونک پڑتے ہیں - اور یہی دلیل اسبات کی ہے - کہ اسلام ابھی باقی ہے - اور مسلمان ہنوز زندہ ہیں اور جب تک زندگی ہے ہر طرح کی امید ہے - سو اگر بھائیو سوئے ہوئے ہو تو جاگو اور اگر جاگے ہوئے ہو تو ہوشیار ہو جاؤ - اگر رات ہے - تو دن کا انتظار نہ کرو - اگر دن ہے تو رات کے منتظر مت ہو اور اپنا تن اور من کو اسلام پر کر دو قربان اپنا جسم اور مال کو اشاعت حقہ پر راستے پر لاؤ - ان بھولے بھٹکے ہوئے بھائیوں کو جو اسلام کے "نور" سے منہ پھیر کر اندھیر گھپ گھیر میں ادہر ادہر بھٹک رہے ہیں - اور بجا لاؤ قرآن شریف کے اس پیارے حکم کو

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون ٭ ترجمہ ، اور چاہئے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلا دے اور بھلی باتوں کا حکم دیوے اور ناپسندیدہ باتوں سے منع کرے اور ایسے لوگ مظفر و منصور ہونگے ؟ اگر ظفر و نصرت کا دلربا چہرہ دیکھنا چاہتے ہو - تو خدا کے اس پوتر حکم کو بجا لاؤ کیونکہ اس میں ہی فلاح اور بہبودی ہے -

مسلمانونکا احسان آریہ ورت پر

ایڈیٹر آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ لالہ ہنسراج جی اپنے ایک تازہ یعنی ہفتہ وار جلسہ میں "بھارت کی جہالت" کو ظاہر کرتے ہوئے فرماتے ہیں - کہ شملہ کے نزدیک گورو کوٹ کے آگے رشولی گاؤں ہے وہاں ایک قربان گاہ بنی ہوئی ہے - جس جگہ ہندو لوگ نہایت شردھا سے اپنی قربانی کرتے ہیں - اور اس قربانی کا طریقہ ایسا دردناک ہوتا ہے - کہ اسکا تصور لاتے ہی آنکھوں میں آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور اسی طرح متھرا کے مقدس مقام پر بالکل ننگی مورتیاں کھڑی

گئی ہیں۔ کہ ایک باحیا اور باغیرت انسان ایسے فحش نظارہ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔ اسی طرح ملک بنگال میں کومتھیا دیوی کے نام سے ایک مندر ہے جس مندر میں علانیہ ایک خاص عضو کی تصویر کی پوجا کیجاتی ہے۔ کہ جسکی تشریح کرتے ہوئے بھی لجیا اور شرم مانع ہے۔" مگر ہمعصر آریہ گزٹ کو شاید یہ معلوم کرکے حیرت ہوگی۔ کہ اس شرمناک تعلیم کا بانی مبانی "وام مارگی" فرقہ ہے۔ یا وہ تنتر شاستر جسکی آڑ لے کر "وام مارگی" اپنا اُلو سیدھا کرتے رہے ہیں۔ اول اول جب مہاتما محمد بن قاسم عرب سے ملک سندھ میں وارد ہوئے تو اسوقت سندھ میں بکثرت وام مارگی مت کے مندر تھے۔ اور ان تمام مندروں کا ہیڈ کوارٹر یعنے مہا مندر ملتان میں تھا۔ اور اس مندر میں ۳۰۔۴۰ گز کی لمبی پتھر کی مورتیں مادر زاد ننگی کھڑی تھیں یہ دردناک نظارہ دیکھکر محمد بن قاسم کا درد مند دل پسیجا۔ اور انہوں نے مردانہ وار اس فحش مت کو بیخ و بن سے اکھیڑنے کا جتن کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ فحش اور اخلاق سے گرا ہوا مت بہت کمزور ہوگیا۔ مگر افسوس ہے کہ آجکل آریہ بھائی مسلمانوں کو صلواتیں سناتے ہیں۔ کہ ان کے آنے سے ہندوستان کو "ضعف" پہنچا۔ ہندو بھائیو غور کرو اپنی تنتر شاستروں پر اور تدبر سے پڑھو دروپدی کے دردناک قصہ کو اور شکر گذار ہو مسلمان بھائیوں کے جنہوں نے اس گند کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کے لیئے اپنا تن من دھن وار دیا۔ اور اپنا ماٹو بناؤ اس فقرہ کو

جو احسان کرے اسکا گن ماننا
سدا اپنے محسن کو پہچاننا

الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے

کچھ دن ہوئے امن عامہ کے دیوتا جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر لاہور نے ایکدو اور ایڈیٹروں کے ہمراہ لالہ ارجن کو بلا کر فہمائش کی تھی کہ تم لوگ جو ناگوار اور امن عامہ میں خلل ڈالنے والی تحریروں سے ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین تفرقہ کی کھاڑی کو وسیع کر رہے ہو۔ اس فعل سے باز آؤ ورنہ اسکا نتیجہ تمہارے حق میں اچھا نہ ہوگا۔ بجائے اسکے کہ لالہ ارجن اپنے کیئے پر پشیمان ہوتا۔ اپنی سرزنش کو بھول کر الٹا یہ شور مچا رہا ہے کہ میرے ساتھ جو دو مسلمان ایڈیٹروں کو فہمائش ہوئی ہے وہ میری بینظیر کوشش کا نتیجہ ہے۔ مگر کوئی اس بھلے مانس سے پوچھے کہ جو انکے ساتھ تم کو بھی برادرانہ حصہ ملا ہے وہ کسکی بینظیر کوشش کا نتیجہ ہے۔ دراصل جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ جو انسان دھتورہ بو کر انگوروں کے گچھوں کی امید رکھتا ہو اس سے بڑھکر اور کون نادان ہو سکتا ہے؟

ہوش آگئی

ارجن کے پہلے پرچہ میں مہاشہ دھرمپال نے نہایت زور سے اسبات کا اعلان کیا تھا۔ کہ اگر میرے اوپر سے آگ برسائی جائے۔ میرے پاؤں تلے سے زمین شق ہوجائے میرے دائیں بائیں سے تلواریں کھینچی جائیں۔ مگر یہ ناممکن ہے کہ دھرمپال کا پاؤں لڑکھڑا جائے۔ مگر ہندوستان لکھتا ہے کہ ڈاکٹر چرنجیو کے مقدمہ میں جب تیس مارخاں مہاشہ پر فرد جرم لگایا گیا۔ تو آپ کے ہاتھ پاؤں پھول گئے کہاں وہ دعوے اور کہاں یہ بزدلی مگر سچ ہے جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں

آریہ سماج میں گھبراہٹ

وزیر آباد کی آریہ سماج نے یہ ریزولیوشن پاس کیا ہے۔ کہ دھرمپال اور ڈاکٹر چرنجیو کے مقدمہ سے آریہ سماج کی سبکی ہے اسلیئے بذریعہ ریزولیوشن پرتی ندھی سبھا اور دیگر ذی مقتدر آرین مہاشوں کو اسطرف توجہ دلائی جاتی ہے بہتر ہوگا کہ اسکا باہمی پٹاؤ ہو جائے۔" بیشک وزیر آباد کی آریہ سماج کی دور اندیشی قابل تعریف ہے۔ مگر دوستو جن لوگوں کا خمیر بگڑا ہوا ہو اُسکا علاج آریہ سماج کے پاس کیا ہے۔ دیو سماج نے دھرمپال کیساتھ بینظیر ہمدردی کا برتاؤ کیا۔ بھوکا تھا۔ اسکو روٹی دی ننگا تھا۔ اسکو کپڑے دیئے بیمار تھا۔ اسکا علاج کیا اور اسکے علاج میں ہی دیو سماج کا ایک نورتن ڈاکٹر ہرنام سنگھ ایل۔ ایم۔ ایس قربان ہوگیا۔ مگر اس ہونہار نے دیو سماج کو کیا فائدہ پہنچایا۔ وہی جس برتن میں کھایا اسی میں چھید کیا۔ بہرحال آریہ سماج کو گھبرانا نہیں چاہیئے۔ ابھی تو مہاشہ دھرمپال کے فطرت کے ظاہر ہونیکا آغاز ہی ہے۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھنا ہوتا ہے کیا

اپنی آنکھ کا شہتیر دیکھو

مخبیہ دیو مترم جس نے ٹکڑے کے لیئے اپنا مذہب فروخت کردیا ہے اور وہ مسلمانوں کو بے نقط سنا کر اپنا اُلو سیدھا کر رہا ہے۔ کیونکہ جب تک وہ آریہ سماج میں ایسی فطرت کا اظہار نہیں کریگا۔ تب تک اُسے کامیابی ناممکن۔ آریہ سماج کا وہی جرنیل ہے جو گندے سے گندے الفاظ لکھنے میں اپنا ثانی نہ رکھے۔ آریہ سماج میں وہی اپدیشک مایہ ناز ہے جو اپنے لیکچر میں ہنسی مخول اور ٹھٹھا سے بھانڈوں کی قبر پر بھی لات مارے۔ ستیہ دیو کی ستیا کو پرکاش کرنے کے لیئے معزز ہمعصر "الحق" نے دیو کا شنیتہ نامی کتاب لکھنی شروع کی ہے۔ جس کے اشتہار کو دیکھکر ہمعصر پرکاش بہت سٹ پٹایا۔ اور گھبراہٹ سے معزز ہمعصر الحق کی نسبت بہت درشت کلامی سے کام لیا ہے ہم ہمعصر پرکاش کی توجہ مخل اسلام ترک اسلام قرآن شریف بغاوت کا خمیر" قرآن مجید جدید اور مسافر آگرہ کی گمراہ تحریروں پر دلاتے ہیں۔ کہ وہ ذرا ٹھنڈے دل سے آریہ سماج کے جرنیلوں کی تصانیف ملاحظہ فرماویں۔ کہ کس طرح غریب مسلمانوں کے دلوں کو پارہ پارہ کیا گیا ہے۔ اور

آجکل مسلمانوں نے محض مدافعت کے طور پر ان لوگوں کو اصلی رنگ و روپ میں ظاہر کرنا چاہا ہے۔ تو پرکاش کے پیٹ میں کیوں درد ہونے لگا ع

بے نیازی حد سے گزری بندہ پرور کب تلک
ہم کہینگے حال دل اور آپ فرماوینگے کیا

کیسوں کے برخلاف جنگ

"نہنگ" لکھتا ہے۔ کہ امرتسر میں بہت سے سکھ معززین کے خلف رشیدین نے کیسوں کے برخلاف جنگ کرنی شروع کر دی۔ "جسپر ان کے والدین بہت گھبرائے ہیں"۔ ہمارے نزدیک سکھ صاحبان کو زیادہ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ یہ تمام گرمی کی شرارت ہے جس نے اپنے غیر معمولی تیج سے ان بچوں کو گھبراہٹ میں ڈال دیا۔ اور اگر کوئی ہمارے ذاتی تجربہ سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہو۔ تو ہم تو یہی کہیں گے کہ جب تک ہمارے ممبر پر کیس رہے ہمیں نو دس بجے کے قریب ہوش آ جاتی تھی۔ اور جب سے کیسوں کا صفایا کیا ہے تب سے گویا دنیا بدل گئی ہے۔ یہ تمام باوا نانک جی کی سوہر تعلیم کا نتیجہ ہے۔ اگر میں انکی تعلیم پہ غور و خوض سے وچار نہ کرتا۔ تو نہ جانے ابھی اور کتنی مدت یہ بوجھ مجھے اٹھانا پڑتا۔

ثواب کا کام

بڑی خوشی کی بات ہے۔ کہ انارکلی کے فاحشہ عورتوں کی نشستگاہ کو انارکلی سے اٹھانے کے لئے لاہور کے معزز اور شریف سوداگروں کا ڈپوٹیشن جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کے پاس گیا تھا اور جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر نے فرمایا کہ ہم اس پر غور کرینگے۔ ہمارے نزدیک تمام کالجوں کے پرنسپلوں کو بھی اس کار خیر میں شریک ہونا چاہیئے کیونکہ تمام کالجوں کے عین وسط میں یہ بازار واقع ہے۔ اور تمام طالبعلموں کو اس بازار سے ہو کر گزرنا پڑتا ہے اور ہندو مسلمانوں کو ملکر متفقہ طاقت سے اس بدی کو دور کرنے کی سعی کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ہر دو قوموں کی اسمیں یکساں بہتری اور بہبودی مقصود ہے۔

ہیلی کے ستارہ کے برخلاف جنگ

کلکتہ کے چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کی عدالت میں ایک سادھو نے ایک عجیب عرضی پیش کی۔ جسکا مطلب یہ تھا۔ کہ اسکو اجازت دیجاوے کہ وہ اپنی زندگی کو کالی کی بھینٹ چڑھا دے۔ تاکہ اس ومدار ستارہ کی نحوست کا اثر رعایا اور سرکار انگریزی پر نہ پڑے۔ یہ عجیب درخواست نامنظور کیگئی۔ مجسٹریٹ نے سادھو جی سے کہا۔ کہ آپ خدا کے حضور دعا کریں۔ اور بس!

ایک نیک خاتون کی بےنظیر مثال

پرتگال کی بیوہ ملکہ جس کے روم روم میں سخاوت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ وہ غریب اور اپاہج لوگوں وغیرہ کی جگہ پر کھانا وغیرہ لیکر جاتی ہیں اور تقسیم کرتی ہیں اور ان کے شکستہ دلوں کو ڈھارس دیتی ہیں لوگوں نے مجسم سخاوت کی دیوی دکھوں کا فرشتہ" کہنا شروع کر دیا ہے۔ سچ ہے زمین کا کوئی حصہ بھی نیکیوں سے خالی نہیں۔

سمندر میں اخبار کی بہار

بے تار برقی کا طریقہ جب سے لوگوں کو معلوم ہوا ہے۔ تب سے نئی نئی ایجادیں شروع ہو گئی ہیں۔ امریکہ کے ایک جہاز موری ٹینیا پر ہر رات کو اخبار چھپ کر جس میں کہ خشکی کے تمام ضروری ضروری واقعات درج ہوتے ہیں صبح ہی مسافروں کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ اور مسافر خشکی سے دور دراز رہتے ہوئے وہاں کے حالات سے آگاہی حاصل کرتے رہتے ہیں۔

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے

ہمعصر شانتی لکھتا ہے۔ کہ مجھے بڑا ہی دکھ ہوتا ہے۔ جب میں ایک آریہ اپدیشک کو دوسرے دھرموں کے مقدس بزرگوں کے برخلاف زبان کھولتا ہوا دیکھتا ہوں۔ جہلم شہر میں ایک آریہ سماج کے اپدیشک کا لیکچر سننے کا اتفاق ہوا۔ فرماتے ہیں کہ" باوا نانک بالکل اجڈ اور جاہل تھا"۔ بولو یہ کیسی حماقت ہے۔ کہ گرو نانک دیو جیسے روحانی بادشاہ کی شان میں لیا گستاخانہ لفظ اور کہنے والا کون۔ ایک معمولی پیدا از گناہ انسان۔ ایسے اپدیشک کا کیا اثر پڑا۔ یہ کہ تمام سکھ اور سمجھدار ہندو ناراض ہو گئے۔ مگر ہمارے نزدیک ہمعصر شانتی کو اسقدر افسوس نہیں کرنا چاہیئے چور نہیں چور کی ماں کو مارو۔ زہریلے پھل نہیں بلکہ اس کے درخت کو کاٹو۔ جب ستیارتھ پرکاش میں سوامی دیانند جی نے یہ لکھدیا۔ کہ نانک ایک اجڈ اور جاہل آدمی تھا۔ پڑھا لکھا تو کچھ نہیں تھا۔ خواہ مخواہ پڑھے ہوؤں میں ٹانگ اڑانا چاہتا تھا۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۲۶

اب فرمایئے قصور کس کا۔ تند کا تو علاج ہو سکیگا۔ مگر جہاں تانی ہی خراب ہو اسکا کیا علاج

"شانتی"

آج ہم آپ کو ایک نئے ہمعصر سے انٹروڈیوس کروانا چاہتے ہیں یہ اخبار زیر ایڈیٹری کشن چند صاحب یکم جون ۱۹۱۶ء راولپنڈی سے نکلنا شروع ہوا۔ آپ کہیں گے کہ یہ اخبار کیسا ہے۔ آیا دوسرے ہندی پرچوں کی طرح اپنے آنکھ کے شہتیر کو چھوڑ کر دوسرے کے تنکے کی طرف انگشت نمائی کرکے ناحق کا شور مچا کر امن عامہ میں خلل ڈالنے کا موجب بنیگا۔ لیکن ہم اس کے متعلق اپنے نئے ہمعصر کے دعوے کو ہی نقل کر دیتے ہیں۔

"ہم ان ہندوؤں میں سے نہیں ہیں۔ جو کہ آپ کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہوئے ہیں۔ ہم تو شانتی کے پرچارک ہیں اسلیئے تمام بنی نوع انسان کے سچے سیوک

مسلمان اور ہندو بھائیوں کی خدمت میں ہم اپنا فرض تصور کرتے ہیں۔ مگر ہم خدمت کو اپنے گھر سے ہی شروع کرنے کے خواہشمند ہیں۔ کیونکہ اول خویشاں "بعد درویشاں" کا فقرہ آپ کا ہی ہے اسواسطے ہم پہلے اپنے ہی گھر کی پڑتال کرینگے۔ کہ یہ ہندو مسلمانوں کا سوال کیوں پیدا ہوا؟"

ہندو بھائیو غور کرو

اوپر کے نوٹ میں ہم نے جن الفاظ کو زیر خط کردیا ہے۔ آپ اسکو پڑھیں کہ آپ کا ایک حق پسند ہندو بھائی کس طرح آپکو ملزم کر رہا ہے۔ آپ کی سختیاں اسقدر حد سے گزر گئیں۔ آخر ایک ہندو بھائی ہی بیساختہ کہہ اٹھا کہ ہندو لوگ واقعی مسلمانوں کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہوئے ہیں۔ ہندو بھائیو! آپ رات دن سودیشی کا پرچار کرتے ہو۔ مگر آپ اپنے مسلمان سودیشی بھائیوں کے پیچھے اسقدر بیرحمی سے ہاتھ دھو کر پڑے ہو کہ اگر بس چلے تو آپ مسلمانوں کو کچے ہی ہڑپ کر جاؤ۔ ہندو بھائیو اگر کسی اور نکتہ خیال سے نہیں تو کم از کم اس نکتہ خیال سے ہی سہی۔ کہ ہم آپ کے سودیشی بھائی ہیں۔ ہمیں ایذا رسانی سے باز آؤ۔

شانتی کی لہر اشانتی میں

شانتی کا ایڈیٹر مذکورہ بالا دعوے کے بعد "ایک دردناک کہانی" کا ہیڈنگ دیکر لکھتا ہے۔ کہ ضلع تنجور کے ایک چھوٹے گاؤں میں کوئیں میں پانی نہ رہا۔ تو وہاں کی مسلمان عورتیں دوسرے گاؤں میں پانی لینے گئیں۔ جب وہ اپنے برتن پانی سے بھر چکیں تو ان میں سے چند نے اس کوئیں میں تھوک دیا۔ اسپر چند ہندو عورتوں نے جو وہاں موجود تھیں۔ غصہ میں آکر انہیں برا بھلا کہا مسلمان عورتوں نے اپنے برتنوں کو توڑ کر اور اپنے بدنوں پر کانٹے کے نشان لاکر اپنے خاوندوں کے پاس رونا پیٹنا شروع کیا۔ اسپر مسلمان جوش میں آگئے۔ اور انہوں نے گاؤں میں محاصرہ کرکے ایک مکان کو لوٹا۔ اور عورتوں سے سخت شرمناک سلوک کیا۔ اور انکو ننگا کرکے ایک عورت کو ایک مرد کیساتھ باندھ دیا۔ اور ان کو اسی حالت میں ایک اور جگہ لے گئے۔ جہاں مسجد کے لئے ہر ایک ہندو سے جزیہ لیکر انکو چھوڑ دیا اسپر شانتی کے ایڈیٹر اپنا ریمارک دیتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو اپنی پولیٹیکل اہمیت کا احساس تو اب ہی ہوا ہے ہندو بھی بہت ہی گرے ہوئے ہیں جو اس قدر بے عزتی حاصل کر سکتے ہیں"

"نور" اوہ! کتنا افترا۔ اب آپ ہی سوچیں کہ یہ کہانی کہاں تک سچائی کا پہلو لیئے ہوئے ہے اول تو مسلمان عورتوں کا پانی نکالنے کے بعد فوراً کوئیں میں تھوکنا تپیر ہندو عورتوں کے منع کرنے سے بغیر کسی قسم کی حیل اور حجت کے اپنے بدن میں کانٹے چبھو لینا اس افترا کی بھی کوئی حد ہے کہاں تو شانتی کا وہ دعوے کہ یہ مسلمان اور ہندوؤں میں شانتی (امن) کا پرچار کریگی اور کہاں یہ جھوٹی کہانی جو ہندو اور مسلمانوں کی باہمی کھٹا پٹی اور نا اتفاقی کا پیش خیمہ ہو سکتی ہے۔ اگر شانتی نے یہی پرچار کرنا تھا۔ تو کیا ارجن۔ پرکاش مسافر آگرہ وغیرہ کم تھے۔ ہم تو اپنے نئے ہمعصر سے بار بار یہی کہینگے کہ وہ اپنے دعوے کو نباہئیں۔ ع

قول مردان جان دارد

ہندوستان میں اشاعت اسلام

فرانس کا رسالہ العالم الاسلامی اپنے پچھلے نمبر میں "اسلام ہندوستان میں" کی سرخی سے حسب ذیل رقمطراز ہے۔ ہندوستان کے اندر اسلام کی اشاعت ۱۰۰۱ء میں شروع ہوئی اور یہ عجیب بات ہے۔ کہ اس دین کے پیراؤں کی تعداد ہندوستان میں اسوقت بڑھنی شروع ہوئی جبکہ اسلامی حکومت پر زوال آیا۔ اور برطانیہ کا پرچم معدلت خاک ہند پر لہرایا۔ ۱۸۹۷ء میں تمام ہندوستان کے اندر مسلمانوں کی تعداد چھ کروڑ پندرہ لاکھ تھی۔ اور سنہ ۱۹۰۱ء میں انکی تعداد چھ کروڑ ۳۰ لاکھ ہو گئی۔ اور اسوقت بفضل خدا مسلمانوں کی تعداد چھ کروڑ ۵۸ لاکھ کے قریب ہے"۔ اب ہمارے ان مخالفین کو مارے ندامت کے منہ چھپا لینا چاہیئے۔ جو آئے دن یہ شور مچایا کرتے ہیں۔ کہ اسلام مسلمان بادشاہوں کے عہد میں بزور شمشیر پھیلایا گیا۔ بھلا کوئی ان بھلے مانسوں سے پوچھے کہ اب اسلام جو دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہا ہے اسوقت کونسی تلوار چل رہی ہے۔ دراصل اسلام ہمیشہ اپنے روحانی فیض سے ہی پھیلا ہے۔ اسلام کے روحانی برکات میں ایک ایسی مقناطیسی طاقت ہے جو غیر مسلموں کو بے طرح اپنی طرف کھینچتی رہی ہے۔

ایک سادھو کی کرتوت

یہاں نزدیک ایک جگہ پر کچھ عرصہ سے تین سادھو آرہے ہر روز صبح اٹھکر "اونگ سبھا اونگ سبھا" کا الاپ نہایت بلند آوازی سے کیا کرتے۔ ہندو سادہ لوح انکے پھندے میں آگئے۔ اور سمجھنے لگے کہ یہ سادھو بڑے مہاتما ہیں۔ رکھ میں سکھ لگتا انہیں کا حصہ ہے۔ رفتہ رفتہ انکی بناوٹی و نمائشی قدسیت کا چرچا مستورات کے حلقہ میں بھی ہونے لگا۔ بیچاری بھولی بھالی عورتوں کو کیا معلوم تھا۔ کہ ڈھول کے بھیتر پول اور اس چمکیلے خوشنما پھوڑے کے اندر گند اور مواد بھرا ہوا ہے۔ ایکدن ایک عورت ان سادھوؤں کے پاس گئی بڑے مہنت کے آگے جاکر نمسکار کے بعد عرض کی کہ میرے گھر میں بچہ نہیں ہے۔ آپ میرے حق میں دعا کریں کہ میرے گھر میں اولاد پیدا ہو جائے

یہ سُن "پاپی بگلا بھگت" کا دل پھر گیا۔ عورت کو اشارہ کیا۔ کہ تم اس کمرہ میں چلو وہاں چل کر ہم تمکو اسکا اپاؤ بتلائیں گے۔ جس سے بہت جلد بچہ پیدا ہو جائیگا۔ یہ اشارہ پا کر وہ سادہ لوح عورت اس کمرہ کی طرف چلی گئی۔ پیچھے پیچھے یہ بگلے بھگت بھی ہو پہنچے۔ وہاں جا کر بیچاری کی عصمت دری کر کے اپنے اعمالنامہ کو سیاہ کیا۔ افسوس یہ کام اب سادہو مہاتماؤں کے رہ گئے۔ محنت ہے تو یہ ہے ریاضت ہے تو یہ ہے۔

ریاست بھرتپور اور مسلمان

ویسے تو عام طور سے ہندو ریاستوں میں مسلمانوں کی درگت اور درد ناک تشریح اور توضیح کی محتاج نہیں۔ ریاستوں کے نظم ونسق میں انہیں جائز حصہ نہیں دیا جاتا۔ ہندو ریاستوں کے اہلکار جو اُس ریاست کے ہرتا کرتا ہوتے ہیں حتی الوسع مسلمانوں کے پولیٹیکل حقوق کو پائمال کرنے میں ہر وقت مستعد رہتے ہیں۔ اگرچہ گوالیار جیسے منصف اور عادل ریاستیں بھی موجود ہیں۔ جو ہندو مسلمانوں کو ایک ہی نظر سے دیکھنا اپنا پرم دہرم سمجھتی ہیں مگر ہز ہائینس مہاراجہ صاحب گوالیار کے نقش قدم پر چلنے والی بہت ہی کم اور النادر اور کالمعدوم کے مصداق ہیں۔ راجپوتانہ کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بھرت پور ایک ریاست ہے متوفی مہاراجہ جنہیں انتقال کئے ہوئے تقریباً بیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ انکے عہد میں مسلمان انتظام میں معقول حصہ رکھتے تھے۔ مہاراجہ صاحب ہندو اور مسلمان کے تفرقہ کو بالائے طاق رکھکر انصاف کی اعلےٰ و معارک صفت کو ہر وقت پیش نظر رکھتے تھے۔ انکے عہد میں مسلمان عموماً فرخندہ اور خوشحال تھے۔ مگر انکے انتقال کرنیکے بعد رنگ بدل گیا۔ ولیعہد نابالغ تھا۔ اسلیے ریاست کا انتظام پولیٹیکل ایجنٹ کی نگرانی میں کونسل آف ریجنسی کے مقرر کیا گیا۔ اسوقت سے ایک کے استثنا کے باقی کونسل کے سب کے سب ممبر ہندو ہی ہیں مسلمانوں کے لیئے یہ سخت مشکلات کا وقت ہے۔ اکثر مسلمان اہلکار موقوف کئے گئے کچھ اراضیات سے بیدخل کئے گئے۔ مسلمان بچوں کے لیئے تعلیم کا دروازہ بند کیا گیا۔ غرضیکہ ہر طرح سے ذلت اور خواری کا تختہ مشق بنائے گئے۔ ہم گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں نہایت درد دل اور مؤدبانہ طور سے ملتمس ہیں۔ کہ از راہ کرم ریاست بھرتپور کے مسلمانوں کی حالت زار پر رحم فرما کر آجکل جو دو آسامیاں ایک مالی ممبری کی اور دوسری جوڈیشل ممبری کی خالی ہونے والی ہیں ان اسامیوں پر مسلمانوں کو تعینات فرمایا جاوے تاکہ وہ اپنی قوم کے حقوق کو کم وبیش محفوظ رکھہ سکیں۔ ہم ساتھ ہی اسکے ریاست کو بھی نہایت زور سے اسطرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اگر ریاست اپنی مسلمان رعایا سے انصاف کرنا چاہتی ہے۔ تو اسکا یہ فرض ہے کہ وہ کسی مسلمان کو ممبری کونسل عطا فرما کر آنجہانی مہاراجہ کے نقش قدم پر چل کر اپنے حق میں ان کی نیک دعائیں لیں۔ یہ کل کی ہی بات ہے۔ کہ ڈیگ (بھرتپور) میں ہندو آریہ احکام نے ایک لاکھ مسلمانوں کو زبردستی آریہ بنانے کی کوشش کی تھی۔ اگر پولیٹیکل ایجنٹ صاحب بہادر فوراً مداخلت کر کے اس سنسنی خیز معاملہ کو رفع دفع نہ کرتے تو اندیشہ تھا۔ کہ حکام مذکور اپنے ارادہ میں ضرور کامیاب ہو جاتے بھرتپور کے مسلمانوں کی حالت اس درجہ قابل رحم ہو رہی ہے۔ کہ اس طرف گورنمنٹ عالیہ کی خصوصیت سے توجہ درکار ہے اور ریاست کے مسلمانوں کو جائز حقوق عطا فرمانے کی اشد ضرورت ہے۔ اہل اسلام گورنمنٹ عالیہ کی معدلت گستری کے تہ دل سے مشکور ہونگے۔

آخر پر ہم ریاست کے ذی مقدرت اہلکاران کو نہایت زور سے اسبات کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ کہ ہندو اور مسلمان انکی ریاست کی یہ دو آنکھیں ہیں۔ اگر ایک آنکھ کو ضرب پہنچیگی۔ تو دوسری کی خوبصورتی بھی جاتی رہے گی آپ لوگ آنجہانی مہاراجہ صاحب کے نقش قدم پر چلیں اور "لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش" کے سنہری اصول کو ہر وقت پیش نظر رکھیں؛

آریہ بھائیو! غور کرو۔ کہ آپ مسلمانوں پر اکثر یہ الزام لگایا کرتے ہو۔ کہ یہ بڑے خوشامدی ہیں ہر وقت گورنمنٹ عالیہ کے ہی راگ گاتے رہتے ہیں۔ آپ خود ہی خیال کریں۔ کہ جب ہندو ریاستوں میں مسلمانوں کی حالت اس درگت اور درد ناک کو پہنچی ہوئی ہے۔ اور گورنمنٹ عالیہ کے زیر سایہ ہمیں ہر طرح سے امن و چین ہے تو پھر فرمائیے۔ اگر ہم ایسی مشفق مہربان گورنمنٹ کے گیت نہ گائیں تو اور آپ لوگوں کے گائیں جو ہر وقت منہ کھولے تاک میں بیٹھے ہو کہ اگر کوئی مسلمان زد میں آجائے تو کچا ہی ہڑپ کر جائیں ہماری پاک کتاب کا یہ حکم ہے

اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول
و اولی الامر منکم

اب کی دفعہ ہم نے
بعض خاص خاص دوستوں کو
نور کی توسیع اشاعت کیلئے خصوصیت
سے توجہ دلائی ہے۔ امید کہ وہ بھی ہماری
اس ضروری درخواست پر خصوصیت
سے توجہ فرمائیں گے۔ ایڈیٹر

ہرکہ شک آرد کافر گردد

لالہ پرکاش اپنے تازہ ایشو میں رقمطراز ہے کہ سبکو جگا کر آریہ سماج سو گیا۔ جسکے لئے ہمعصر زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں کہ آجکل جو ہر ایک سوسائٹی میں جدوجہد کی حس پیدا ہو رہی ہے۔ یہ سب کی سب آریہ سماج کی پیدا کردہ ہے۔ بھلا ہمارے ہمعصر کو اسکے لیئے ر کا میر باہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ انسان جسکو دہارمک اور سوشل مارل سے ذرا بھی مس ہے وہ اسکا انکار کیے بغیر ہرگز نہیں رہ سکتا۔ آریہ سماج نے نیوگ جیسی لغبت تعلیم جسپر عملدرآمد کرنا تو الگ طرف رہا۔ ایک بھلے آدمی کی غیرت سننے کی روادار بھی نہیں۔ اس بیسویں صدی میں ہمکو اسکا علم کہلایہ چاہیے کیا۔ اس گنہ کو تمام مذہبی سائیٹوں نے آریہ سماج کے تہ خانے سے نکالکے کھلی ہوا میں پھینکنا شروع کیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اس سے پانچ سات سال پہلے جو آریہ اخبار نیوگ کہلانیکے لیئے اشتہار دیئے جاتے تھے۔ آجکل آریہ سماج میں ہی بہت سے ایسے باغیرت پیدا ہو گئے۔ جو اس حیاسوز تعلیم کو دور سے ہی سلام کہتے ہیں۔ اور دوسرے جو نہایت نامعلوم طور سے آریہ سماج میں اندر ہی اندر مذہب کی آڑ میں پالیٹکس اور سوراجیہ جیسے خطرناک اسپرٹ اپنا کام کر رہی تھی جسکے ظاہر ہونے سے تمام مذہبی سوسائیٹوں نے باواز بلند کہا کہ اگر ہمارے جنگلی ہندوؤں سے ملاپ ہو جائے تو ہو جائے مگر ان پولیٹکل ہندوؤں سے ناممکن

تہ رونہ رو

ہمعصر پرکاش نے اپنے کسی پرچہ میں یہ لکھا تھا کہ سوامی دیانندجی ہندؤں کی اعلیٰ ذات سے تعلق رکھتے تھے۔ تیمر ٹمنو دیانندجی کے مکھ سے گھونگٹ اتار کر یہ ظاہر کیا کہ:۔

"سوامی جی ذات کے کاپڑہ تھے یہ قوم کاپڑی قسم بھاٹ سے ہے۔ یہ لوگ یگیوپویت یعنے زنار بھی رکھتے ہیں اور ہر اقسام کا پیشہ کرتے ہیں۔ مگر کھاوج بھیرڈ ھولک۔ سارنگی وغیرہ بجانا لڑکے نچانا۔ راس کرنا۔ ان لوگوں میں مروج ہے۔ یہ لوگ آٹا مانگتے ہیں۔ خیاطی کرتے ہیں غرض اور اور قسم کا پیشہ بھی کرتے ہیں چنانچہ ملک کاٹھیاواڑ علاقہ ریاست سوریدا ضلع رامپور میں ایک ہربھجن نامی کاپڑہ تھا۔ اسکے گھر ۱۸۲۴ء میں ایک لڑکا پیدا ہوا جب یہ لڑکا پانچ چھ سال کا ہوا تو باپ نے ناچنے گانے کی تعلیم دینی شروع کی اور وہ آٹھ نو سال کی عمر میں اچھی طرح ناچنے اور گانے لگا چنانچہ جب کسی ہندو مندر میں جاگرن رقص و سرود کی مجلس وغیرہ ہوتی تو کاپڑی لوگوں کی منڈلی طلب ہوا کرتی تھی۔ ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ دیانندجی کا پتا اپنی ٹولی کو لیکر شوراتری کے روز شوالہ میں گیا اور وہاں عرصہ تک ناچ رنگ ہوتا رہا اور دیانندجی بھی شوجی کو خوش کرنیکے لئے عمدگی سے ناچے۔

تیمر بجائے اسکے کہ ہمارے دعوے کو رد کیا جاتا۔ مسافر آگرہ اپنے گورو کو اصلی رنگ و روپ میں دیکھکر رو پڑا۔ اور روتے ہوئے ہمیں یہ صلواتیں سنانی شروع کیں کہ سودرن سنگ کمار قادیانی حمار کو یہ پوشیدہ راز کس طرح معلوم ہوا جو آریوں کو بھی معلوم نہیں۔ ...... اور اسی ضمن میں ہمکو وہ بے نقط اور فحش گالیاں سنائی گئی ہیں۔ کہ جنکو نقل کرتے ہوئے بھی ہمیں شرم اور لجیا مانع ہے۔ ہم گالی کا جواب گالی ہرگز نہیں دینا چاہتے کیونکہ اگر کسی کو کتا کاٹے تو وہ کتے کو ہرگز نہیں کاٹیگا۔ مگر اسمیں کوئی شک نہیں کہ آج مسافر آگرہ کی علمیت معلوم ہو گئی۔ کہ یہ دیانندی بھکڑ باز جسنے اپنی بھکڑ بازی میں اپنے گورو گھنشال کو بھی مات کر دیا ہے۔ مگر اپنے گورو گھنشال کے حسب نسب سے محض جاہل ہے حالانکہ پنڈت دیانند کے متعلق آریہ پتر کا جون ۱۹۱۰ء میں کچھ حال چھپا تھا۔ اور اسی سے ہمنے اخذ کیا۔ اب ایسے گانٹھ کے بچے اور عقل کے کورے کو کیا کہا جائے جسکو اپنے پیر و مرشد کا حسب نسب بھی معلوم نہ ہو۔ افسوس ایسے اندھے وشواسیونکا کوئی کیا کرے جسکو اپنے دہرم کے متعلق معمولی خبر بھی نہ ہو مگر رشی دیانند رشی دیانند کہتے کہتے لوگوں کے کان کھائے جائیں یہ تو بھی باتا ہوئی دیکھا نہ بھالا صدقے گئی خالہ

باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی سوانحعمری

جن بھائیوں کو حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی سوانحعمری کبھی غور کرنیکا موقعہ ملا ہوگا۔ وہ اس امر کو محسوس کئے بغیر نہ رہ سکتے ہونگے کہ سکھ صاحبان دراصل ہمارے ہی بھائی بند تھے۔ مگر چند اغوائیں اور غلط فہمیوں میں پڑکر وہ دائرہ اسلام سے دور جا پڑے پھر بباعث چند عارضی کاوشوں کے جو اکثر باہم حقیقی بھائیوں میں بھی ہو جایا کرتی ہیں یہ دوری بڑھتی گئی اسوقت تو نہ ہی مسلمانوں نے اپنے روٹھے ہوئے بھائیوں کو منانیکی کوشش کی اور نہ ہی سکھ صاحبان نے اپنے گورو کی گوربانی پر توجہ کی جسکا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ سکھ صاحبان باوجود ایک متقی پرہیزگار مومن کے پیرو ہو کر اسکے مسلک سے بہت دور جا پڑے آخر حضرت مسیح موعود کے بعد اسبات کی تڑپ پرم پتا حضرت خلیفۃ المسیح کے دل میں پیدا ہوئی اور آپنے از راہ حسن ظنی مجھے ارشاد فرمایا کہ تم باوا نانک جیکے علم عقاید کی نسبت ایک مبسوط سی کتاب لکھو اگرچہ میں ان دنوں میں سکول میں ملازم تھا۔ مگر آپکے ارشاد کا میرے قلب پر اتنا گہرا اثر ہوا کہ میں خدا کے فضل سے ایک ماہ کے اندر ہی اندر کتاب کو لکھکر آپکی خدمت میں پیش کیا۔ یہ وہی کتاب ہے جو بعد میں اظہار حق کے نام سے صدر انجمن احمدیہ کے اہتمام سے شایع ہوئی۔ اسکے بعد پھر مجھے پرم پتا حضرت خلیفۃ المسیح نے ارشاد فرمایا۔ کہ تم باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی سوانحعمری لکھو۔ اگرچہ میں جانتا تھا کہ یہ کام ایک کٹھن کام ہے کسی فرقہ کے بانی کی سوانحعمری لکھنا کوئی آسان کام نہیں اسکے لیئے مجھے سکھ صاحبان کے متعدد گرنتھوں اور پستکوں کی اوراق گردانی کرنی پڑی تمام جنم ساکھیاں جو تعداد میں تقریباً ایکدرجن کے ہونگی۔ جنکے صفحے تقریباً ۲۰۰۰ ہونگے اور گرنتھ جو تقریباً ۳۰۰۰ صفحہ کا ہوگا۔ اسقدر صفحات کو نہایت دقیق نگاہ سے دیکھنا پڑا۔ مگر خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ بندہ نے دو ماہ کے اندر ہی اندر اس کتابکو لکھکر حضرت اقدس کے پیش کیا حضرت اقدس نے اسکا مسودہ دیکھنے کیلئے حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کو ارشاد فرمایا۔ آپنے تمام مسودہ کو پڑھکر فیصلہ کیا کہ

اظہار فرمایا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کے دل نے ان بچھڑے ہوئے بھائیوں کو اپنے چھاتی کے ساتھ لگانے کی ضرورت کو اسقدر محسوس کیا۔ کہ سوانحعمری شائع کرنیکے لیئے نصف سے زیادہ روپیہ آپنے اپنی گرہ سے دیا۔ اللہ تعالیٰ آپکو جزائے خیر دے

اس کے بعد *** روپیہ حضرت نواب محمد علیخان صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ نے عنایت فرمائے۔ کہ آپکی طرف سے ان دس روپونکی کتابیں سکھ صاحبان میں مفت تقسیم کی جائیں۔ سو حضرت نواب صاحب کے اس عطیہ سے کچھہ نسخے تو سکھہ صاحبان کے گوردواروں اور دہرمسالوں میں مفت بھیجے جاچکے ہیں اور کچھہ دفتر میں پڑے ہیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ وہ بھی بھیجے جائینگے۔ اسی طرح اور بہت سے دوستوں نے سکھہ صاحبان میں اشاعت حقہ کے ضرورت کو محسوس کرکے سوانحعمری خرید فرماکر سکھہ صاحبان میں مفت تقسیم کی اللہ تعالےٰ ان دوستوں کو جزا خیر دے جن دوستوں نے اس کارخیر میں خصوصیت سے حصہ لیا۔ انکے اسم گرامی یہ ہیں۔

بعالیجناب بابو برکت علی صاحب شملہ ۵ جلدیں
" شیخ ہاشم علی صاحب گرداور قانونگوی ۲ جلدیں
" بابو محمد عمر الدین صاحب شملہ ۴ "
" ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب بگوی ۳ "
" بابو نور محمد صاحب آرائیں ۴ "
" چودہری محمد اسمٰعیل صاحب بی اے ۲ "
" بابو غلام حسین صاحب بہاولپور ۲ "

اور بھی بہت سے دوستوں نے ایک ایک دو دو نسخے خرید فرمائے ہیں۔ اسوقت تک اس کتاب کا ایک خاص حصہ نکل چکا ہے۔ میں ان دوستونکا تہ دل سے مشکور ہوں۔ جنہوں نے از راہ کرم ان بچھڑے ہوئے بھائیونکو اصلی راہ پر لانے کی ضرورت کو محسوس کرکے اس کتاب کو سکھہ صاحبان میں مفت تقسیم کیا۔ امید کہ دیگر دوست بھی اس کار خیر میں حصہ لیکر عنداللہ ماجور ہونگے۔

قرآن شریف

گذشتہ سے پیوستہ

(سلسلہ کیلئے دیکھو نور نمبر ۱۸ جلد ۱)

تعجب کی بات ہے۔ کہ آریہ لوگ اسلامی جہاد پر تو نکتہ چینی کرتے ہیں۔ مگر جسکا جواز اسلام نے قانون فطرت کے موافق حفاظت خود اختیاری اور بعض خطرناک شرروں کی مدافعت کیلیئے قائم رکھا ہے۔ اور بایں ہمہ بوڑھوں۔ بچوں۔ عبادت گذار ہونیکے بکنوں یلا آزار لوگوں کے لیئے طرح طرح کی رعایتیں ملحوظ رکھی ہیں۔ اور وید کے اس حکم کی طرف خیال نہیں کرتے جو سوامی صاحب نے بحوالہ وید ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے۔ ایسا ہی وید میں لڑائیوں کی بابت دعائیں اور متفرق ہدایات موجود ہیں۔ اور ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے۔ کہ جب معلوم ہوجاوے کہ اب ضرور شکست ہوگی اور کسی دوسرے وقت فتح ہو جاویگی۔ تو جسطرح ہوسکے دشمن کو رضامند کرکے صلح کرلینی اور موقعہ کا انتظار کرنا چاہیئے جب دشمن کمزور اور بے بس ہوجائے۔ تو اس پر حملہ کرنا چاہیئے۔ دیکھو۔ کمزوری کی حالت میں دشمن سے صلح کرکے جان بچالینا اور قوت پانے پر تمام عہدوپیمان پر حملہ آور ہونا نہایت ہی ناپاک اور گندہ ترین دغابازی ہے۔ پھر پنڈت صاحب لکھتے ہیں۔ کہ جنگ میں رتھہ گھوڑے ہاتھی چھتر رسد گائے وغیرہ چوپائے گھی کے کپّے وغیرہ جس جس سپاہی عہدیدار کو لوٹ میں ملجاویں اسکا سولہواں حصہ راجہ کو دیدیویں اور راجہ بھی غنیمت کا سولھواں حصہ سپاہیوں کو دیدے گھی رتھہ وغیرہ کا تو سولھواں حصہ ممکن ہے عورت کا سولھواں حصہ نہیں معلوم کیونکر کیا جاویگا۔ شاید ہر ایک بذریعہ نیوگ اس سے کام چلائے گا۔ اور باری باری پانچوں پانڈوں کے نمونہ کی تقلید کریگا۔

ناظرین مذکورہ مضمون پڑھکر غور کرسکتے ہیں کہ خونریزی کی ہدایات وید میں ہیں یا قرآن شریف میں۔

قرآن روحانی برکات کا منبع ہے؟

قرآن شریف فی الواقعہ روحانی برکات کا سرچشمہ ہے۔ جسقدر روحانی برکات قرآن شریف سے پھیلی ہیں۔ دنیا کی کسی کتاب سے نہیں پھیلیں تمام دنیا میں قرآن شریف نے توحید کا نقارہ بجا رکھا ہے۔ ہر محلہ اور ہر مسجد میں باآواز بلند خدا کی کبریائی اور الوہیت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اور موذن باآواز بلند اعلان کرتا ہے۔ کہ اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد ان لا الٰہ الا اللہ ط اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ نہایت ہی بڑا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ اسکے سوا کوئی پوجنے کے قابل نہیں۔ سچی پرستش کے قابل وہی ذات ہے۔ جس کا قرآن شریف میں ذاتی نام اللہ ہے۔ جو کسی دوسرے پر اطلاق نہیں ہوسکتا۔ بخلاف وید اور دوسری آسمانی کتابوں کے جن میں کوئی اللہ کا ذاتی نام نہیں۔ جو دوسرے پر اطلاق نہ پاسکے۔ اور یہی معرفت الٰہی کا بھید اور اصلی راز ہے۔ اللہ کی سچی شناخت قرآن شریف ہی سے ہوتی ہے اسی سے سب برکات پھیلتی ہیں۔ کسی غیر کتاب سے ہرگز نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ وھٰذا ذکر مبارک انزلناہ (باقی دارد)

زنبیل

برہما کی جھیل مہامنداسکے بند ٹوٹ جانے سے سخت سیلاب آیا۔ پانچ جانیں اور بہت سے مویشی ضائع ہوئے۔ مکانات کا بھی نقصان ہوا۔

گورنمنٹ نٹال نے یہ قاعدہ کہ چودہ سال سے زیادہ عمر کے ہندوستانی لڑکے نو آبادیون کے مدارس میں تعلیم نہ پاوین منسوخ کردیا۔

عرب قزاقوں نے فرانسیسی مغربی افریقہ میں فرانسیسی سواروں پر حملہ کیا۔ باہم سخت لڑائی ہوئی۔ عربوں کے ایکسو مقتول اور چالیس مجروح ہوئے۔ فرانس کے ۹ سپاہی ہلاک اور انیس زخمی ہوئے۔

نیپلز (اٹلی) کے علاقہ میں سخت زلزلہ آیا۔ لوگ گھبرا کر میدانوں میں خیمہ زن ہورہے ہیں۔ گاڑیاں اور مکانات منہدم ہوگئے۔ جہاں کچھ لاشیں بھی دستیاب ہوئیں۔ وزیر اعظم نے مصیبت زدوں کیواسطے روپیہ روانہ کیا۔ ایوان اٹلی میں زلزلہ زدوں کی اعانت کا مسودہ پیش کیا گیا۔

آخرش گورنمنٹ ایران جنوب کی بدنظمی دور کرنے کی طرف متوجہ ہوئی۔ چنانچہ گورنر یزد سردار جنگ قزاقوں کے قلع وقمع کیلئے سخت وسائل اختیار کررہا ہے۔ جن رہزنوں نے یزد و اصفہان کا راستہ بند کردیا تھا۔ اسنے ان پر حملہ کرکے پندرہ قزاق ہلاک کرڈالے۔ اور اسی گرفتار کرلئے۔ دو لاکھ روپیہ کا مال مسروقہ ان سے حاصل ہوا۔ اسکے بعد گورنر مذکور نے کرمان کی طرف بڑھکر قزاقوں کے ایک اور گروہ کے ۱۸ آدمی اسیر کئے گورنر شیراز چارہزار سپاہ کیساتھ فارس کو آرہا ہے اسسے نہایت تشفی ہوگی کہ ضروری ہو تو فوجی قانون نافذ کیا جائے۔

او زبردستو! اگر وہی۔ پی واپس ہی کرنے ہوتے ہیں۔ تو کم از کم ایکہفتہ پہلے اطلاع ہی دیدیا کرو۔

اخبار سٹینڈرڈ میں پیرس کا اس مضمون کا تارشائع ہوا ہے۔ کہ اٹالین کے ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ کے عرب قبائل دوست نے شمالی ملا کو گرفتار کرکے نشانہ بندوق بنادیا۔ گو رپورٹ عدن سے مطلع کرتا ہی کہ ملا کے انتقال کو ایک ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔ لیکن اس خبر پر احتیاط سے یقین کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ملا کے مرنیکی اس سے پہلے بھی غلط افواہیں اڑ چکی ہیں۔

لفٹننٹ گورنر پنجاب نے میونسپلٹی لاہور کی تجویز کہ پرائمری مدارس کی فیس معاف کردیجائے۔ منظور نہیں کیا۔

روسی مجلس ڈوما نے فنلنڈ کی آزادی چھیننے کا مسودہ کثرت رائے سے ایک کمیٹی کے سپرد کیا سوشلسٹ ممبروں نے ووٹ نہیں دیئے جو باوجود اکثر ممالک غیر کی سفارش کے بھی پاس کیا گیا۔

ملک طالب مہدی خان صاحب ممبر آف کونسل ریجنسی بہاولپور بجائے سید افتخار الدین صاحب کے برٹش ایجنٹ کابل مقرر ہوئے۔

وائنا و برلن میں کہا جاتا ہے۔ کہ گریٹ برٹن روس وجرمنی کے مابین ایران کے متعلق سمجھوتہ ہوگیا ہے جو یہ ہے۔ کہ روس و انگلستان نے تمام اقوام کے لئے ایران میں یکسان تجارتی حقوق تسلیم کرلیئے ہیں اور بمعاوضہ اسکے جرمنی نے انکے بعض مستثنیٰ قسم کی جنگی و پولٹیکل مواقع پر تصرف کے استحقاق کا اعتراف کیا ہے۔

والسرنگل کونسل کا جو جلسہ ۲۲۔ جولائی کو شملہ میں منعقد ہوگا۔ اس میں مردم شماری کا مسودہ سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جاویگا۔ اور بعد کے جلسہ کونسل میں پاس ہوگا۔ قانون جلاوطنی پر بھی غالباً غور وخوض شروع ہوگا۔ قانون چھاونیات کے جلسہ تخفیف ترمیمات کا مسودہ پاس کیا جائیگا۔ اسی جلسہ میں اور بھی متعدد مسودے پیش ہونگے۔

ناظم پاشا گورنر جنرل عراق عرب نے بغداد میں پہنچتے ہی یہ حکم صادر کردیا ہے۔ کہ کوئی درخواست وغیرہ ترکی زبان کے سوا کسی دوسری زبان میں پیش نہو

اہل بغداد اس حکم پر بہت معترض ہیں وہ کہتے ہیں کہ ملک شام میں باوجود اس کے دارالخلافہ سے قریب تر ہونیکے تو عربی زبان تمام اناث میں مستعمل ہے اور عراق یہاں ترکی جاننے والے خال خال ہیں۔ وہاں ملک کی اصلی زبان (عربی) کو یوں مٹانے کی کوشش کیجائے۔

ملک شام کے گورنر اسمٰعیل پاشا مدینہ منورہ کو گیے ہیں۔ انکی خاص ٹرین کا استقبال بہت سے علماء وفضلا اور عمائد مدینہ نے کیا ہے۔

قسطنطنیہ میں کریٹ کے متعلق جوش کم ہوتا جاتا ہے۔ فرانس نے پیرس میں محافظ کریٹ طاقتوں کی کانفرنس کیئے جانیکی تحریک کی ہے

سعید پاشا کوچک جو عثمانی پارلیمنٹ کے دارالامرا کے صدر ہیں اپنے کام سے بوجہ بڑہاپے اور کمزوری کے الگ ہونیوالے ہیں۔ انکی جگہ حسین قلمی پاشا دارالاعیان کے صدر ہونگے۔

گورنمنٹ عالیہ نے بکمال مہربانی سے ٹرسٹیان علیگڈھ کالج کی ایک درخواست دربارہ عطائے اراضی بابت تعمیر کالج سکول ومدرسہ زنانہ قبول فرماکر مطلوبہ اراضی کے قطعات عطا فرمادیئے ہیں۔ مسلمان اپنی مہربان حکومت کی اس نوازش کے بدل وجان مشکور گزار ہیں۔ اور رہینگے ۔

باوا نانک رحمتہ اللہ علیہ کی سوانحعمری

یہ اس ولی اللہ کی سوانحعمری ہے جسنے سنہ ۱۴۶۹ عیسوی میں جبکہ نہ صرف پنجاب بلکہ تمام ہندوستان پر ظلمت کے گھٹا ٹوپ بادل چھائے ہوئے تھے ایسے دہشت ناک دورہ کے زمانہ میں ہندؤں کے تمام مذاہب کا کھنڈن (رد) کر کے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ بلند کیا۔ اسکے تمام حوالہ سکھ صاحبان کے گرنتھ اور معتبر کتب سے لیئے گئے ہیں قطعی محققانہ اور مورخانہ پیرایہ میں لکھی گئی ہے ۱۸ x ۲۲ کے ۱۷۰ صفحہ کی کتاب ہے چھپائی اعلیٰ کاغذ نہایت نفیس قیمت صرف ۱؎ ایک درجن کے خریدار سے محض چار روپے آٹھ آنہ (۴؎ ۸/) یعنی فی کاپی ۶/ ملنے کا پتہ ایڈیٹر نور قادیان

دہرم کی کسوٹی

یہ وہ محققانہ ٹریکٹ ہے جسمیں سوامی درشنانند کے ۱۴ سوالات جو انہوں نے مسلمانوں کو چیلنج دیکر کئے تھے کے جوابات ایسے احسن طریقہ سے دئے گئے کہ خود سوامی درشنانند بھی اپنے سوالات کے جوابات پڑھکر لوٹ پوٹ ہو گئے حجم ۱۶ صفحہ قیمت ۱/ ملنے کا پتہ ایڈیٹر نور قادیان

عطروں کا ذخیرہ

افسوس ایک وہ وقت تھا کہ یہی اشتہار بڑے شوق سے نہ صرف پڑھے ہی جاتے تھے بلکہ آیندہ ضرورتوں کے لحاظ سے کسی قابل قدر یادگار کی طرح محفوظ رکھے جاتے تھے (آہ!) اب وہ وقت ہے کہ اشتہارات کے شایع کرانا گویا بے اعتباری کا سارٹیفکیٹ لینا ہے۔ مگر مجبوری یہ ہے کہ اگر اشتہارات شایع نہ کرائے جائیں تو ظاہر ہے کہ شہرت مسدود ہے عطروں کا بکس بڑی ضرورتوں کو پیدا کرتا ہے۔ یعنی ایک بکس خرید کریں مدت تک بکار آمد۔ اور ہر ایک طرح کا عطر اسمیں موجود ہے جسکو چاہے جسوقت استعمال کرے۔ آسانی کیلئے قیمت میں بھی تخفیف کردی جن صاحبوں کو محض عطروں کی ضرورت ہو تو فہرست منگا کے مطابق طلب کریں ہر عطر قیمت عطر دان درجہ اول بارہ خانہ نمبر ۱ ۵ روپیہ درجہ دوم ۳ آٹھ خانہ ۴ روپیہ درجہ سوم چھ خانہ ۳ روپیہ ۸ آنہ معہ عطر

المشتہر عبد الصمد عبد القیوم مالکان کارخانہ معیار الشمیم شہر قنوج

ارے دوڑو! جلدی دوڑو!
جلدی سے ڈاکٹر برمن کا عرق کافور لے آؤ

جب کسی کو ہیضہ ہوتا ہے۔ اسکے گھر میں ایسی ہی پکار پڑجاتی ہے اور گھبرا کر یہی کہتے ہیں اگر پہلے ہی سے تیار ہوتا تو یہ تکلیف کیوں اٹھانا پڑے کیوں نہیں عرق کافور کی ایک شیشی لیکر گھر میں ڈال رکھتے ہو۔

یہ اصلی عرق کافور ۲۶ برس سے مشہور اور تجربہ کی ہوئی ہیضہ کی انمول دوا ہے گرمی کے دست پیٹ کا درد مروڑ اور متلی کیلئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۴/ محصولڈاک ایک شیشی سے لیکر چار شیشی تک ۵/

عرق پودینہ

ہر ایک بال بچہ دار کو یہ دوا گھر میں رکھنا چاہیئے یہ عرق ولایتی پودینہ ہرے پتوں سے بنایا گیا ہے۔ اسکا رنگ بھی شل پتی کے سبز اور خوشبو بھی تازی پتیوں کے مانند رہتی ہے۔ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے۔ ریاح کیلئے یہ نہایت مفید دوا ہے پیٹ کا پھولنا ڈکار کا آنا پیٹ کا درد بدہضمی متلی اور اشتہا کا کم ہونا یہ سب ریاح کی علامتیں جلد دور ہوجاتی ہیں گود کے بچوں کیلئے اس سے بڑھکر اور کوئی دوسری دوا نہیں ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۰/ محصولڈاک ۵/

پیپر منٹ کا تیل

پیٹ کا درد بدہضمی اور ریاح کے فساد میں یہ ایک بہت مشہور دوا ہے یہ پیپر منٹ افریقہ سے منگایا جاتا ہے۔ ولایتی پیپر منٹ سے یہ کہیں بڑھکر مفید ہے۔ اس پیپر منٹ میں تارپین کا تیل ملا کر ایک کی تین شیشی بناکے لوگ بازاروں میں ۲/ فی شیشی بیچتے ہیں۔ قیمت فی شیشی آدھ اونس ۱۰/ محصولڈاک وغیرہ ایک شیشی سے ۴ شیشی تک ۵/

المشتہر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ و ست سلاجیت

اصلی ممیرے اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شایع ہو رہا ہے۔ اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب ظلہ کے تجویزہ نسخہ کے موافق طیار کیا گیا ہے اور اصلی ممیرا اسکو خود حضرت نے دیکھکر اصلی ممیرا ہونیکی تصدیق کی اسمیں ڈالا گیا ہے۔ حضرت نے اس سرمہ کے متعلق خود فرمایا۔ کہ "برائے امراض چشم بسیار مفید است" اس شہادت کے بعد مجھے کسی اور شہادت کی ضرورت نہیں کیونکہ چار لاکھ افراد کا امام جو طبی حیثیت اور تجربہ سے بھی طبی امام کہلانیکا جائز حقدار ہے۔ اس کے مفید ہونیکی شہادت دیتا ہے۔ یہ سرمہ دھند جالا پھولا اور بڑہوال سبل اور سرخی اور ابتدائی موتیا بند وغیرہ امراض چشم کیلیے بہت مفید ہے۔ قیمت سرمہ اول فیتولہ عہ قسم دوم عہ قسم سوم عہ اصلی ممیرا قسم اول ۵ر قسم دوم عہ

ست سلاجیت

مقوی جمیع اعضا نافع مرض مشتہی الطعام قاطع بلغم و ریاح دافع بواسیر و جذام و استسقا و زردی رنگ و تنگی نفس و تیخونیت و فساد بلغم و قاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و یبوست و درد مفاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کیساتھ استعمال کریں قیمت فیتولہ ۸/

لنگیان اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیاں مشہدی اور پشاوری بادامی سیاہ اور سفید ماشی ریشمی سوتی لسٹری صافے سفید اور بادامی پشاوری ٹوپیاں اور زری کی پشاوری جوتیاں ہر قسم کی اور ہر قیمت کی ملسکتی ہیں۔

المشتہر

احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان ضلع گورداسپور

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپ کر شیخ محمد یوسف پبلشر کے لیئے قادیان سے شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۰۶

ڈیٹھا نور محمدی ڈیٹھا نبی رسول نانک قدرت دیکھکر خودی گئی سب بھول

یہدی اللہ لنورہ من یشاء

نور

قادیان سے پندرہ روزہ شایع ہوتا ہے

تاریخ اشاعة ۱۵ جولائی سنہ ۱۹۱۰ع

مقصد

(۱) [illegible] بیوں اور برکات کا ... دیگر مذاہب پر اس کی ... ہونا

... یوں کے حملوں سے

... گرد و غبار کو اسلام سے بدلائل عقلی و نقلی

... تاج برطانیہ کی خیرخواہی سکھ قوم میں بابا نانک جی کی تعلیم کا پرچار کرنا۔

ضوابط

مہینے میں دو دفعہ شائع ہوتا ہو ... سالانہ ... خفتماہی عہر ہوگی ... طلباء سے ایک پرچہ سالانہ

... امہ سے امتیازی قیمت دے ... جو کچھ عطا کریں وہ عطیہ تصور ... اور ایسے حضرات کے ... گرامی ... پرستان کار ... فہرست میں درج ہو نگے۔

بلیغ گوردواسپور رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۱۴۴

بخدمت حافظ شہباز صاحب موضع ... ڈاکخانہ کھیوڑہ ضلع جہلم

نمبر ۲ | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف (نو مسلم) سابق سورن سنگھ (ایڈیٹر کار ردوران) | جلد ۱

لودھیانہ کے نایاب تحفے

جو تمام ملک میں مشہور ہیں ہزارہا روپیہ کے بیرونجات میں جارہے ہیں اور جنہوں نے نہ صرف ارزانی قیمت بلکہ پائداری خوبصورتی اور پختہ رنگت کی وجہ سے پشاوری قندھاری اور ولایتی مال کو مات کردیا ہے۔

یہ تحفے لودہانہ کی ساخت

لنگیاں کلاہ پلنگ کی دریاں تولیے رومال اور گبرون ہے

(مختصر فہرست ملاحظہ ہو)

(۱) لنگی برنگ ماشی یا چینی طول ۷ گز یا کم و بیش قیمت رعایتی عہ تا ...

(۲) لنگی صوفیانہ وضع برنگ سفید یا ٹسری جو ریشمی لنگی کو مات کرتی ہے ۸ تا ...

(۳) لنگی ریشمین بلا کنارہ برنگ ماشی خوبصورت اور صوفیانہ ۷ تا ...

(۴) لنگی نہایت باریک سوت والی ماشی یا چینی دس ہاتھ والی پشاوری کو مات کرنیوالی صر تا ...

کلاہ ہر قسم ساختہ لودہانہ وضع لاہوری پشاوری قندھاری جو لنگی کے ساتھ باندھا جاتا ہے ... ۸ تا عہ

(۵) پلنگ کی دریاں مضبوط پختہ رنگ ہر قسم ... عہ تا ...

(۶) دستی تولیے اور رومال ... تا ...

ہر قسم کی گبرون قمیص پاجامہ کوٹ پتلون وغیرہ کے لیے قیمت مختلف فرمایش کرتے وقت طول عرض رنگت اور تخمینا قیمت اور اپنا مفصل پتہ تحریر فرماویں۔

آپکا خادم

شیخ محمد شفیع احمدی سوداگر لودہیانہ

(اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد یوسف پبلشر کے لئے قادیان سے شائع ہوا)

باوا نانک کا پیغام اپنے چیلوں کے نام

سکھ صاحبان کے اصلی گورو باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جنہوں نے اسلام پر اپنا تن من دہن وار دیا تھا۔ اپنے پیارے خویش اقارب اور بیوی بچوں کو تیاگ کر حج کعبہ شریف کیلئے سفر اختیار کیا اور وہاں جا کر تقریباً ایکسال تک اقامت گزین رہے اور اسلام کے نورانی گیان سے اپنے آپکو منور کیا جنم ساکھی میں لکھا ہے کہ وہ تقریباً چھ ماہ تک باوا نانک رحمۃ اللہ روزے رکھتے رہے۔ اور خلوص دل سے نمازیں پڑھتے رہے اور خانہ کعبہ میں عموماً شریف مکہ کے ساتھ باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی اسلام پر بات چیت ہوتی رہتی۔ ایکدفعہ شریف مکہ نے باوا نانک صاحب سے دریافت کیا کہ اے شاہ جی (مکہ شریف میں باوا جی اس نام سے پکارے جاتے تھے) آپ قرآن شریف کو کیسا سمجھتے ہیں تب باوا جی نے فرمایا۔

تیہ حرف قرآن دے تیہ سپارے کین
تس وچہ پند نصیحتاں سن کر کرو یقین

(دیکھو جنم ساکھی صفحہ ۲۲۱)

ارتھ۔ قرآن شریف تیس ہی حروف ہیں اور تیس ہی سپارے کئے گئے ہیں اور اس میں نکات معرفت اور گیان دہیان کی باتیں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہیں۔ سو اے لوگو تم اس روحانی گیان کو سن کر اسپر ایمان لاؤ۔ کیونکہ اسپر ایمان لانے سے ہی ابدی نجات حاصل ہوتی ہے سو اے میرے سکھ بھائیو! آپ خدا کے لیئے ذرا غور تو کریں کہ آپکے پرم گورو باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں قرآن شریف کے لیئے کسقدر عظمت اور شردہا تھی۔ میرے بھائیو! اگر سچے گرو کے چیلے ہو تو (بہ خندہ داری) اسی میں ہے کہ سچے دل سے اپنے گرو کے مارگ (راستہ) پر قدم مارو۔ اس دنیا سسری کا کیا ہے۔ یہ چند روزہ ہے یہاں کی سب چیزیں یہاں ہی رہجائینگی۔ خویش اقارب اور دہن دولت وغیرہ کوئی شفیع نہیں بنے گا۔ مگر تمہارے نیک اعمال تبارک ہے وہ انسان جو اپنے گرو کے حکم کی پیروی کرتا ہے۔ اور پھر ڈبل مبارک ہے۔ وہ انسان جو نہ خود پیروی ہی کرتا ہے بلکہ دوسروں کو بھی ہدایت کرتا ہے۔

پھر شریف مکہ باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ سے نماز کے متعلق سوال کرتا ہے کہ آپ نمازی اور غیر نمازی کو کیسا سمجھتے ہیں۔ تب باوا نانک صاحب فرماتے ہیں۔

لعنت برسر تنہاں جو ترک نماز کرین
تھوڑا بہتا کھٹیا تھو ہتھ گوین

(جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۲۲)

ارتھ۔ باوا نانک جی فرماتے ہیں کہ ان لوگوں پر لعنت ہے۔ جو نماز کو ترک کر رہے ہیں جو کچھ تھوڑا بہت کمایا۔ گویا اسکو بھی ہاتھوں ہاتھ ضائع کر رہے ہیں۔ اوہ کیسا پریم بھرا بچن ہے میرے سکھ بھائیو غور کرو۔ اپنے گرو کے شبد پر خیال کیجیئے باوا نانک جی بے نمازی انسان کے حق میں کیسا فتوےٰ دیتے ہیں۔ باوا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ لعنتی ہے وہ آدمی جو نماز کو نہیں پڑھتا۔ دوستو! آپ بھی تمام دنیا کے بندھنوں سے آزاد ہو کر اپنے گورو کے راستہ پر چلو۔ یہ خویش اقارب جنہوں نے تمہارے پاؤں میں بیڑیاں ڈال رکھی ہیں یاد رکھو آگے چل کر یہ تمہارے کچھ کام نہیں آینگے جنکے لئے تم پاپ کما رہے ہو قیامت کے روز وہ تمہاری آشنائی چھوڑ دینگے۔ آخر اس روز ایک ہی بات کام آئیگی وہ کیا نیک اعمال وہ کونسے نیک اعمال جن کے لیئے آپکے پرم گرو باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ نے اشد تاکید فرمائی ہے یعنی نماز روزہ اور حج زکوۃ وغیرہ اے میرے سکھ بھائیو آپ اپنے دلوں کو ٹٹولو۔ کہ تم کہاں تک اپنے گورو کے اکون (حکموں) پر کاربند ہو۔

پھر شریف مکہ باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سوال کرتا ہے کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسا سمجھتے ہیں تب باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ڈٹھا نور محمدی ڈٹھا نبی رسول
نانک قدرت دیکھکر خودی گئی سب بھول

(جنم ساکھی ۲۴۲)

ارتھ۔ باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو دیکھا اور نبی رسول (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی زیارت بھی کی۔ (ممکن ہو کشف میں دیکھ لیا ہو۔ کیونکہ باوا جی صاحب کشف و الہام بھی تھے) سبحان اللہ کیا کہنے ہیں۔ انکا نور دیکھکر خدا کی قدرت یاد آگئی۔ اور مجھے اسقدر وجد آگیا۔ کہ میں اپنے آپکو بھول گیا۔ میرے سکھ بھائیو! دیکھو۔ کہ باوا صاحب کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے کسقدر شردہا اور پریم تھا۔ اب دیکھو اپنے دلوں کو کہ آپ باوا نانک جیسے مسلک سے کسقدر دور جا پڑے ہو کیا گورو کے ہونہار چیلوں کے یہی نشان ہوتے ہیں۔ کہ وہ اپنے ست گور کی راہ کو چھوڑ کر الگ بازیوں کے ذریعہ اپنے لیئے ایک اور راستہ تیار کریں میرے معزز سکھ بھائیو! آگے جا کر اپنے گورو کو کونسا منہ دکھاؤ گے۔ ہمیں بعض سکھوں سے جب کبھی باوا نانک جی کے متعلق بات چیت کرنیکا موقعہ آیا اور ہمنے باوا نانک جیسے معرفت سے بھرے ہوئے شلوک جو سراپا قرآن شریف کی خدمت سرا میں رطب اللسان اور اسلامی رنگ میں رنگین تھے۔ انکے آگے پیش کیئے تو بعضوں نے یہ جوابدیا کہ خویش اقارب کو چھوڑنا سخت مشکل ہے۔ اور بعض نے یہ جوابدیا۔ مسلمان ہونے سے ہماری ہتک ہے۔

بھائیو! اسکی ہے شراب اور بھنگ پینے میں رنڈی بازی کرنے میں جوا کھیلنے میں گورو کے مارگ پر قدم مارنے سے کیوں تنگی ہونے لگی اس میں تو سراسر عزت اور بڑائی ہے۔ غور کرو اور بار بار غور کرو دیکھو اور بار بار دیکھو یہ دنیا چند روزہ ہے فکر کرو اس زندگی کا جس میں تم نے ہمیشہ کے لئے رہنا ہے یہ مال یہ دولت یہ دھن یہ بیوی بچے سب کے سب یہیں رہجائینگے۔ بیشک بیوی بچوں کی محبت انسان کے پاؤں میں بیڑیاں ڈالتی ہے۔ خویش و اقارب کی محبت بھی کچھ کم وزن نہیں رکھتی۔ مگر ایک پلڑے میں خویش و اقارب کی محبت ہے اور دوسرے پلڑے میں اپنے پریم گرو باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی محبت ہے اب آپ خود ہی خیال کرلو کونسا پلڑا وزنی ہے۔ بھائیو! آپ گورو کا نام پکارنے سے کبھی گورو کے پیارے نہیں بن سکتے جب تک تم اسکے مارگ پر نہ چلو۔ کیا ایسا گورو جس نے آپ کی بہتری اور بہبودی کے لئے موہن بھوگ کو چھوڑ کر ساگ پات پر گزارہ کیا۔ سوت کے کپڑے تیاگ کرکے مرگ چھالا پہنی ہندؤں کے تیرتھوں پر جاکر دھکے کھاتے پانڈوں سے گرم سرد الفاظ سنے اپنے بال بچوں کا تیاگ کیا بھوکے اور پیاسے رہے کیا ایسے گورو کا آپ پر اتنا بھی حق نہیں کہ آپ انکی تعلیم پر ٹھنڈے دل سے غور کرو۔ اور غور کے بعد وہی راہ اختیار کرو جس کی طرف آپکے گورو نے بلایا۔

حال ہی میں باوا نانک جی کی اسلام پر ایک عجیب شہادت دستیاب ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ

بمقام گورو ہرسہائے واقع ضلع فیروزپور سکھوں کے ایک نہایت معزز خاندان کے قبضہ میں باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بعد گدی نشینوں گورؤں کے چند تبرکات چلے آتے ہیں جن میں ایک تسبیح باوا صاحب موصوف کی ہے۔ اور ایک پوتھی اور ایک قرآن شریف اور چند دیگر اشیاء ہیں۔ یہ قرآن شریف اور چند دیگر تبرکات نہایت ادب کے ساتھ بہت ریشمی غلافوں کے درمیان بند ہیں۔ اور انکو کھولا نہیں جاتا جب تک کہ انکے درشن کرنیکا خواہشمند اس گورو کو جس کے قبضہ میں ہیں مبلغ اکیسو ایک روپیہ نقدانہ دے اور اسکو کھولنے سے پہلے وہ گورو اکیسو ایک دفعہ اشنان کرتا ہے۔ تب وہ اپنے آپ کو اس خیال کرتا ہے کہ اسکو کھولے اور ہاتھ لگائے ان تبرکات کے درشن کرنیکے واسطے اور ان کے آگے سر جھکانیکے واسطے سکھ اور ہندو لوگ سیالکوٹ راولپنڈی ڈیرہ اسماعیلخان ڈیرہ غازیخان کوہاٹ اور دیگر سرحدی علاقجات بلکہ کابل تک سے آتے ہیں۔ آجکل جس سکھ بزرگ کے قبضہ میں یہ تبرکات ہیں اسکا نام **گورو بخش سنگھ** صاحب ہے۔ یہ صاحب گورو رام داس کی اولاد میں سے ہیں۔ جو کہ باوا نانک کے بعد چوتھے گورو سکھوں کے گزرے ہیں۔

سکھ بھائیو! غور کرو۔ کہ یہ قرآن شریف جو باوا نانک صاحب کے گدی نشین گرؤوں کے تبرکات میں نہایت عزت اور ادب کے ساتھ اب تک اس خاندان میں چلا آیا ہے جس کی زیارت کے لئے صدہا کوس سے سکھ لوگ آتے ہیں۔ اور ہزارہا روپیہ بطور نذر چڑھاتے ہیں یہ اثبات پر صاف دلیل ہے کہ باوا نانک صاحب اور نیز انکے گدی نشین پیرو صدق دل سے قرآن شریف پر ایمان لاتے تھے اور اسکو درحقیقت خدا کا کلام سمجھکر اسکا ادب کرتے تھے۔ اگر کوئی شخص تکلّف کی رو سے اسکا انکار کرے تو اس سے ہمیں کوئی غرض نہیں لیکن بلاشبہ باوا صاحب اور انکے گدی نشینوں کا اسلام پر یہ ایسا کھلم کھلا ثبوت ہے کہ اس سے بڑھکر متصور نہیں!

پھر جب ہم اس کے ساتھ اس ثبوت کو دیکھتے ہیں۔ جو اس تبرک سے ہمیں ملتا ہے۔ جو ڈیرہ نانک ضلع گورداسپور میں موجود ہے۔ یعنی **"چولہ صاحب"** جسکا مفصل ذکر سوانح عمری حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ میں کیا گیا ہے۔ جس پر بہت سی قرآن شریف کی آیتوں کیساتھ یہ کلمہ شہادت یعنے اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ لکھا ہے۔ تو بلاشبہ ہمیں راستی کی پابندی سے یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ باوا صاحب نہ صرف عام مسلمانوں کی طرح مسلمان تھے۔ بلکہ انکو اسلام کے ان اولیاء اور بزرگوں میں شمار کرنا چاہیئے۔ جو اس ملک میں گزر چکے ہیں۔ باوا نانک جی کے گرنتھ اور جنم ساکھی کے شلوکوں پر وچار کیا جائے اور انکے چلے اور دیگر تبرکات کو یکجائی نظر سے دیکھا جاوے تو کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا۔ کہ باوا نانک صاحبکو مذہب کی رو سے ہندؤں سے کچھ بھی تعلق نہ تھا۔ بلکہ وہ مرد خدا کامل مسلمانوں میں سے ایک مسلمان تھا۔ وہ آریہ قوم میں اس غرض سے پیدا ہوا۔ کہ تا خدا سے الہام پاکر اسلام **کی سچائی کا اقرار کرے اور پھر اپنی اس گواہی سے** تمام ہندؤں کو ملزم کرے تا خدا کے سامنے قیامت کے دن ان پر نالش کرے پس باوا نانک صاحبکا وجود تمام ہندؤں پر

خدا تعالیٰ کی ایک حجت تھی

خاص کر سکھوں پر جن کے پیرو کہلاتے ہیں۔ خدا نے آریوں میں سے ایک ایسا مقدس شخص پیدا کیا۔ کہ وہ گواہی دیتا ہے۔ کہ اسلام سچا ہے۔ اور جو تکذیب کرتے ہیں وہ انکے منہ پر تھوکتے ہیں۔ **پس اے وہ تمام لوگو! جو اس مقدس گورو کے سکھ ہو۔ خدا سے ڈرو۔ صرف میں ہی تمکو ملزم نہیں کرتا بلکہ وہ مقدس بزرگ بھی تمکو** ملزم کر رہا ہے جکی پیروی کا تمکو دعویٰ ہے اگر تم اس مقدس گورو کے چیلے ہو۔ تو ہندوؤں کا تعلق چھوڑ دو۔ جیسا کہ اس نے چھوڑ دیا تھا۔ اور اس پاک مذہب کی روشنی سے تم بھی نور حاصل کرو۔ جس کے نور سے وہ بزرگ سر تا پا روشن ہوگیا تھا۔ اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تو میرے قول کی پیروی مت کرو۔ اور اگر میں سچ کہتا

ہوں تو دہرم یہی ہے۔ کہ سچ کو قبول کر لو۔

مسلمانو! غور کرو کہ سکھ صاحبان جو در اصل ہمارے ہی بھائی بند تھے۔ مگر چند اجتہادی اغواؤں اور غلط فہمیوں میں پڑ کر دائرہ اسلام سے کسقدر دور جا پڑے ہیں کیا ہمارا یہ فرض نہیں ہے کہ ہم پریم اور محبت سے ان بچھڑے ہوئے بھائیوں کو اپنے گلے لگا ئیں۔ مسلمان بھائیو! آپ ان بھولے ہوئے بھائیوں کو اصلی راستہ دکھلاؤ۔ اور ہر ایک سکھ بھائی کو باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام نہیں پہنچاؤ گے تو یاد رکھو آپ اپنے فرض اولی کی بجا آوری سے رہجاؤ گے اسوقت تمہارے بیس لاکھ بھائی صراط مستقیم سے منحرف ہو کر ادہر اُدہر بھٹک رہے ہیں انکا بازو پکڑ کر انکو اصلی راستہ پر لاؤ۔ لیجیو حال ہی میں باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری گرنتھ اور جنم ساکہی اور سکھ صاحبان کے دیگر پستکوں کے اقتباس سے نہایت سخت محنت اور تحقیق سے تیار کی ہے۔ جس میں باوا نانک جیکے جنم دن سے آخری دم تک کے تمام حالات نہایت صحیح صحیح درج کیے گئے ہیں جس کے پڑھنے سے باوا صاحب کے اصلی حالات اور اسلام کے ساتھ پریم اور حج کعبہ شریف اور مسلمان اولیاء اور علماء کے مقابلہ پر چانہ کُشتی وغیرہ کے صحیح صحیح حالات درج کئے گئے ہیں۔ اور یہ سب کے سب حالات سکھ صاحبان کی معتبر کتابوں سے لیئے گئے ہیں ۱۸x۲۲ = کے ۱۷۰ صفحہ کی کتاب ہے اصلی قیمت ۸/ مگر جو خدا کا پیارا اسے سکھ صاحبان میں مفت تقسیم کرنا چاہے اس سے صرف ۶/ لیئے جاینگے اور ایکدرجن یا ایک درجن سے زاید خریداروں کے لیئے اشد رعایت دیجائیگی جو بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتا ہے۔

آریوں کی چالبازیاں

پہلا پردہ

دیانندی صاحبان کے جس طرح ہر کام سے بے اصولاپن ظاہر ہوتا ہے۔ اسی طرح انہوں نے لفظ **آریہ** کی نسبت عجیب و غریب ہتھکنڈے ظاہر کئے ہیں۔ دیانندی سماج کے تمام کے زمانہ میں اُسکے بانی نے اپنے پیروں اور عام ہندوؤں کو مسلمانوں سے تعصب کی وجہ سے یہ ظاہر کیا کہ ہندوؤں کو ہندو نام مسلمان بادشاہوں نے حقارت کے طور پر دیا ہے۔ اور کہ ہندو لفظ کے معنے چور غلام کے ہیں اور اسی بنا پر ہر ایک ہندو کو آریہ کہلانا چاہیئے۔ گویا کہ فی الحقیقت کل ہندو آریہ ہیں یہ صرف انکی غلطی ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو آریہ نہیں کہتے بلکہ اپنے دشمنوں (مسلمانوں) کا حقارت سے دیا ہوا نام اپنی غلطی کے باعث اپنے لیئے استعمال کرتے ہیں ملاحظہ ہو ایدیشن ہنجری مصنفہ دیانند صفحہ ۱۳۱۔ اسکا اصل مطلب یہ ہے کہ در اصل سب ہندو کہلانیوالے لوگ آریہ ہیں اور آریہ کہلانیکے لیئے سوائے ہندو ہونے کے اور کوئی شرط ضروری نہیں ہے۔ دیانند کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

"اِسکا وچار ہم ہندوں کو نہیں نہیں میں بہولا ہم آریوں کو ضرور کرنا چاہیئے ہندو شبد کا اچارن ہم نے بہول سے کیا کیونکہ ہندو نام ہمیں مسلمانوں نے دیا ہے۔ جیکا ارتھ کہ کالا کافر چور وغیرہ ہیں سو ہمنے غلطی سے اس نام کو قبول کیا تھا۔ ہمارا اصلی نام تو آریہ یعنی افضل ہے" صفحہ ۲۰۔

یہ آریہ لفظ کے استعمال کا پہلا پردہ تھا۔

دوسرا پردہ

اب آریہ سماج کی تاریخ کا وہ وقت آیا۔ کہ جب انہیں تفرقہ ہو کر دو پارٹیاں بن گئی یعنی مہاتما پارٹی (گھاس پارٹی) اور ماس پارٹی جنہوں نے ایکدوسرے کو آریہ کہنا چھوڑ دیا۔ حتی کہ لالہ منشی رام مہاتما پارٹی کے لیڈر نے علانیہ طور پر کہدیا کہ وہ ماس پارٹی والوں کو آریہ نہیں سمجھتے۔ چنانچہ آریہ گزٹ ۴- فروری ۱۹۰۶ء صفحہ ۴ پر لکھتا ہے کہ:-

"مہاتما لوگ تو یہ صاف طور سے کہتے ہیں کہ کلچرڈ آریہ نہیں لالہ منشی رام نے اپنی بانفقہ آریہ کہیں ان کا مراد مہاتما پارٹی سے ہے کیا مہاتما پرتی ندھی کے سیکرٹری نے اپنی کانفیڈنشل چٹھی میں کلچرڈ ہندوؤں کو سوامی دیانند کے یگیہ میں بگھن ڈالنے والا نہیں تبلایا۔ اور یہ ترغیب نہیں دی کہ مہاتما سماجیں کلچرڈوں سے نفرت کریں"

اسی طرح سے آریہ گزٹ ۱۴- جنوری ۱۹۰۴ء میں پنڈت کوتوال پریزیڈنٹ آریہ سماج بسی کے خیالات ظاہر کیے گئے ہیں وہ لکھتا ہے کہ:-

"مین دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ مردم خوار مہاتما کالج پارٹی کو اگر انکا داؤ لگے تو ایک منٹ میں پھانسی پر چڑہا دیں"

اسی پر بس نہیں۔ مہاتما پارٹی کا آرگن اخبار پرکاش ۱۹- جون ۱۹۰۶ء کے پرچہ میں لکھتا ہے کہ:-

"ہم جانتے ہیں کہ انکا (یعنی کلچرڈونکا) مشن سوامی دیانند کا مشن نہیں"

گویا دوسرے سٹیج پر جاکر آریہ کہلانیکے لیئے صرف یہی نہیں۔ کہ ہندو ہونا کافی نہ سمجھا گیا ہے۔ بلکہ دیانند کا پیرو ہونا انکے وید بھاشیہ کو ماننا اور آریہ سماج کا ممبر بننا بھی ناکافی ثابت ہُوا۔ بلکہ آریہ سماج کی ایک خاص پارٹی کا ممبر ہونا ضروری شرط قرار دیگئی۔

تیسرا پردہ

تیسرے سٹیج پر آکر دیانندی صاحبان زور شور سے

پولٹیکل تحریکوں میں حصّہ لیتے ہیں اور ملک میں اپنی تحریروں سے سخت ہلچل پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں جب انکی سنہ زوریاں ایک خاص حد تک پہونچ جاتی ہین تو سرکار والا تبار سو ذراسی چشم نمائی ہوتی ہے۔ بس پھر کیا تھا۔ ہرایک ویانندی اپنی چوکڑی بہول جاتا ہے۔ اور سخت گڑبڑ کی حالت میں آریہ لفظ کا تیسرا سین تیار ہوتا ہے۔ گھبراہٹ کی حالت مین ہونے کے باعث جتنے منہ اتنی باتیں بیان کیجاتی ہین چنانچہ مختلف مانندیوں کی راگنیاں سنئے۔

وہی منشی رام جو ماس پارٹی کو کلچرڈ ہندو کہا کرتا تھا۔ گورنمنٹ کی جہڑکی پڑتے ہی ۱۲ رجون ۱۹۰۷ء کے ٹریبیون مین ماس پارٹی کے سرگروہ ممبرون اجیت رائے راولپنڈی کے ہنسراج گورداس رام وغیرہ کو نہ صرف معمولی آریہ بلکہ آریہ سماج کے سرگروہ ممبر ظاہر کرتا ہے اسی پر بس نہین اپنے اخبار ست دھرم پرچارک مین ظاہر کرتا ہے۔ کہ آریہ سماج کا دھرم سرب، دیشی دہرم ہے۔ یعنی اور ملکوں کے لوگ بھی مثل یہاں کے باشندوں کے آریہ ہو سکتے ہین۔ چہ خوب

اب مہاتما پارٹی کی بگڑی اچہال پارٹی کے لیڈروں کی سنیئے۔ ڈاکٹر چرنجیو بھاردواج سکٹری آریہ سماج وچھووالی لاہور اخبار ٹریبیون میں اور مہاشہ پرکاش اپنے اخبار ۱۰ جیٹھ سمت ۱۹۶۳ صلہ پر لکھتے ہین۔ کہ

"بس اے ہمارے آریہ بہائیو! (آریہ سے ہماری مراد بلا تفریق مذہب ہندو مسلمان ودیگر اقوام سے ہے۔ کیونکہ جو شخص آریہ ورت میں رہتا ہے۔ وہ آریہ ہے) اگر آپ چاہتے ہین کہ آپکا دیش مثل سابق دیشوں کا سرتاج ہے . . . . . الخ

گویا اس طرح ہندو مسلمان عیسائی نانک یہودی عرب افغان وغیرہ چوڑے چمار سب آریہ ہین حالانکہ اسی پرکاش کا متلون مزاج اڈیٹر اس آرین ڈیپوٹیشن کو جو آریہ سماج کو غیر پولٹیکل جماعت ظاہر کرنیکے لیئے لاٹ صاحب کی خدمت میں بہیجا گیا تھا۔ اور جس میں لالہ روشن لال و لالہ ہنسراج بی اے شامل تھے۔ آریہ نہین سمجھتا تھا۔ بلکہ سب لیڈروں اور سماجونکو ہندو سمجھتا ہے۔ کیونکہ آریہ ہونے کے لیئے آچار کی ضرورت ہے۔

انہین مہاتما لوگوں سے پنڈت رام بھجدت موجودہ آریہ سماج کی موت کا رونا روکر ہندو سبہائیں قائم کرنے لگ گئے اور اپنے بہائیوں کی نسبت لکھتے ہین کہ:-

"اگر ان (آریہ) بہائیوں کے اختیار میں ہو تو مجھے ابھی پہانسی چڑہا دیوین- یا زہر کھلا ماریں۔" (شبھ چنتک ۸ رستمبر ۱۹۰۹ء)

آخری پردہ

لالہ منشی رام صاحب زمانہ کی چال کے مطابق چل کر بیجا خوشامد سے اپنی خیر خواہی سرکار کا اس طور پر اعلان کرتے ہین:-

"میں ایڈورڈ ہفتم کو کئی بار آریہ راجا کے نام سے مخاطب کرکے ہندؤوں کی پھبتیوں کا شکار ہو چکا ہون۔"

اس کے مقابل آریہ سماج وچھووالی کے سکرٹری کی چٹھی ۲۲- جون ۱۹۰۷ء میں شائع ہوئی ہے وہ قابل ملاحظہ ہے۔ اس میں ایک کھتری (کہ جن میں سے ہی راجا مقرر ہونا چاہیئے) کی جو صفات منوسمرتی کے حوالہ سے دی ہیں۔ انہیں گیارہ صفات میں سے دو یہ بھی ہین کہ:-

(۱) وہ ہوم اور دیگر یگیہ کرتا ہے۔

(۲) ویدوں اور شاستروں کا مطالعہ کرتا ہو

کیا لالہ منشی رام ثابت کر سکتے ہین کہ ہمارے شہنشاہ معظم وید اور ہوم کے پابند تھے۔ مندرجہ بالا حوالہ جات دیانندیوں کے تلون اور ان کے اصولوں کے بوداپن پر قوی شاہد ہیں۔ قریباً ہر مسئلہ میں انکا یہی اصولی بوداپن کام کررہا ہے اسکی وجہ صرف یہی ہے۔ کہ وہ زمانہ کی چال کے موافق چلنا چاہتے ہین۔ نہ کہ کسی وید اور شاستر کے حکم پر۔ انشاء اللہ ہم وقتاً فوقتاً انکے مسائل کا بوداپن ظاہر کرتے رہین گے۔

(ابو الفضل)

سکھ مذہب کی حفاظت

مسٹر میکالف سنگھ نے سکھ مذہب پر چھ ضخیم جلدوں کے لکھنے سے ایک ایسا کام کیا ہے جو سکھ مذہب کی تاریخ مین یادگار زمانہ رہیگا۔ مسٹر موصوف اس مذہب کے ایک سرگرم مداح ہین اور روحانی اور اخلاقی پہلو سے اسکو بہت افضل سمجھتے ہین جو وحدانیت کی تعلیم دیتا ہے۔ آپنے اپنی تصنیف میں صاف طور پر اس امر کا اظہار کیا ہے۔ کہ سکھ مذہب ذات کی پابندی بت پرستی محدتوں کے پردہ تمباکو اور دیگر نشیلی چیزوں کو ممنوع قرار دیتا ہے۔ اور وفاداری انسانی ہمدردی انصاف سچائی ایمانداری اور القصہ تمام اخلاقی اوصاف کی تعلیم دیتا ہے۔ سکھ مذہب کی یہ خوبیاں بجائے خود ایسی ہین جو اسکو زوال اور انحطاط سے بچائیں لیکن سب سے بڑا خطرہ یہ ہے کہ سکھ مذہب بتدریج ہندو مذہب میں جذب ہوتا جاتا ہے مسٹر میکالف کی رائے مین ہندو مذہب ایک اژدہا ہے جس نے اپنی خوفناک لپیٹ سے ہندوستان میں نہ صرف بدھ بلکہ دیگر قدیم مذاہب کو کچل ڈالا۔ اگرچہ سکھ مذہب جو مقابلتہً نو عمر ہے اپنی زندگی کے لیئے سخت جدوجہد کر رہا ہے۔ لیکن مسٹر میکالف کا خیال ہے۔ کہ جب تک گورنمنٹ اس کی مدد نہین کرے گی یہ زندہ نہین رہ سکتا۔ اور اسلیئے مسٹر میکالف نے یہ خواہش ظاہر کی ہے۔ کہ برٹش گورنمنٹ ہندوستان مین سکھ مذہب کی حفاظت کا خاص طور پر انتظام کرے۔

ہمیں ڈر ہے کہ گورنمنٹ شاید ہی مسٹر میکالف کی اس خواہش پر توجہ کرے گورنمنٹ کے لیئے سب مذاہب یکساں ہین۔ اور سب کو وہ ایک نظر سے دیکھتی ہے لیکن

قرآن شریف اور وید مقدس کے الہامی ہونے پر چند دلائل

قرآن شریف

قرآن شریف حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا جنکی پیدائش مکہ میں ہوئی- آپ کی سوانحعمری کی سینکڑوں کتابیں موجود ہیں اب کوئی مخالف خواہ کسی طرح کی جہک ماری مگر اسوقت کے مخالفین کی شہادت سے یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ آپنے تمام عمر میں کبھی دروغگوئی نہیں کی جادو گر کہتے رہے مگر آپ کی راستبازی نیکوکاری اور نیک شعاری پر کیسکو کلام نہ تھا- خیال فرمایئے ایسے شخص پر قرآن شریف کا نازل ہونا اور پھر بار بار یہ کہنا کہ یہ قرآن شریف حضرت محمد رسول اللہ پر میں اتارا ہے- پھر آپ کی سوانحعمری کی راویات سلسلہ بہ سلسلہ مرتب ہوئیں یہ سچے دین کا ثبوت ہے- قرآن شریف کا اسوقت نازل ہونا جبکہ دنیا شرک اور کفر میں مبتلا تھی جب کہ پاپوں کے گند سے یہ کرہ ارض اس کا نمونہ بنا ہوا تھا جبکہ دنیا راہ ہدای سے منہ پھیر کر ظلمت اور دھندوکارہ میں بھٹک رہی تھی- سابقہ الہامی کتب مبدل ہو گئی تھیں- قرآن شریف کی ضرورت حقہ کے ثبوت ہونے کے لیئے بین دلیل ہے- پھر کھلے طور پر اس کی اشاعت ہونا لکھو کھہا بندگان خدا نے (تہوڑے ہی عرصہ میں) اپنی روحانی پیاس کو بجھانے کے لیئے اس "چشمہ معرفت" کی طرف اندہے چلے آنا گردش خلقت سے حفظ ہونا- آجتک ایک نقطہ میں فرق نہ آنا قرآن شریف کے معجزہ عظیم ہونے کا ثبوت ہے- اور حضرت عثمان کے ہاتھوں کا قلمی لکھا ہوا قرآن شریف اب تک موجود ہے- جسکا عکس لندن میں اتارا گیا تھا

قرآن شریف کی صحت اور عدم مبدل ہونیکا ثبوت

پھر قرآن شریف میں حق پرستی کی تعلیم واضح طور پر ہے- جس سے اسکا خدا کی طرف سے ہونا ثابت ہے پھر ختم المرسلین کہکر قصہ پاک کر دیا- کہ آئندہ کوئی پیغمبر نہیں ہوگا- نہ کوئی نئی الہامی کتاب کا ملہم نکلیگا بشر دنیا میں اپنا دین باطلہ پھیلا سکیگا-

وید مقدس

یہ چار وید یجروید شام وید رگ وید اتھروں وید

آد سرشٹی کے زمانہ میں الہام ہونے بیان کئے گیئے ہیں حال کے دیانندی آریہ انکو چار شخصوں پر الہام ہونا ثابت کرتے ہیں وایو رکھی- انگرا رکھی آدیتہ رکھی اگنی رکھی مگر لطف یہ ہے کہ آریہ وید ایک جگہ بھی منہ کھول کر نہیں کہتا- کہ میں ان رکھیوں پر الہام ہوا- البتہ مدعی سست گواہ چست کے مصداق دیانندی بھولے بھٹکے انسانوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسانیکے لیئے انکے سامنے ان فرضی رکھیوں کا نام لیکر اپنے منہ میاں مٹھو بنتے ہیں- مگر افسوس ہے کہ جب وید پکار پکار کر ڈنکے کی چوٹ اسبات کا اعلان کہہ رہا ہے- کہ میں مجہول النسب اور بیدبے ثمر ہوں- تو پھر یہ الہامی کتاب کیونکر مانی جائے- کہ آد سرشٹی میں ہوئی جس کے برعکس دساتیر پارسیاں صاف بتلا رہی ہیں- کہ ہم وید سے پہلے کے ہیں- کیونکہ

بیسویں صدی کے مہارشی سوامی دیانند نے آدسرشٹی کو ہوئے ایک ارب چھیانویں لاکھ برس کے قریب بتلایا ہے- مگر ستیارتھ پرکاش ونیز دساتیر نمبر ۲ سفرنگ صفحہ ۳۴ سفرنگ دساتیر صفحہ ۴۴ و ۴۵ سے ثابت ہے- کہ پارسیوں کے ابتدائی پیغمبر کو ہوئے قریباً ۳ ارب ہوئے- علاوہ بریں ویدک رکھیوں کی کوئی معتبر تاریخ اور نسب نامہ اور پیدائش کا حال بالکل ثابت نہیں کہ کون تھے اور کہاں کے اور کسطرح پیدا ہوئے- کسی ماں باپ کے ذریعہ سے

یا سری رامچندر جی کی عورت شریمتی سیتا جی کی طرح کسی جانور کے کھیت سے- پھر اور سنو آریہ پنتھ تو چار رکھی مذکورہ بالا وید کے ملہم بتاتے ہیں مگر باقی اہل ہنود کے کل فرقہ برہما جی کو الہام ہوئے مانتے ہیں مصرع

ہمہ عالم یکطرف آں شوخ تنہا یکطرف

تسلی کیلیے دیکھو تفصیل مذاہب تواریخ جہان صفحہ ۹۱ نعایت ۱۰۹ مطبوعہ ۱۸۶۷ء مطبوعہ مطبع مرتضوی دہلی جس میں ہر پنتھ کے علما کی مواہیر ثبت کرا کر تصدیق کی گئی ہے-

(۱) ہندو سمارتگان مذہب- پہلے زمین و آسمان بنا- پھر عنصری برہما بنا اس کے جسم کے حصہ سے منوجی اور ستروپا عورت نکلی اور وید برہما کے منہ سے نکلے- ایکدم نکلے یا آہستہ آہستہ؟

(۲) جینی پنتھ- نہ کوئی پیدا کرنیوالا ہے اور نہ مارنیوالا ابتدا سے ایسا ہی چلا آتا ہے- (چلو چھٹی ہوئی)

(۳) بنگالی پہلے جل اور ذات تھی- ذات نے ایک درخت کنول بنایا- اور اس کے پھول سے برہما وشن اور مہیش پیدا ہوئے- وید انکے منہ سے نکلے

(۴) کبیر پنتھی- پہلے نرانکار تھا- اس نے برہما بنایا- وید اس کے منہ سے نکلے-

(۵) داود پنتھ درخت کنول سے پھول پھول سے برہما برہما سے چار وید روشن ہوئے-

(۶) موہن پنتھ- پہلے نرانکار تھا اس نے زمین و آسمان بنایا- پھر برہما وید برہما کے منہ سے نکلے

(۷) چرنداسی اول تو نرنکار تھا- اسنے پہلے برہما بنایا- چار وید اس کے منہ سے نکلے-

(۸) رامداسی پہلے دوز نرنکار تھا- پھر زمین آسمان بنایا- پھر برہما اور چار وید اسکے منہ سے نکلے-

(۹) لال بیگی پہلے خدا تھا- اسنے والمیک بنایا- یہ ساری والمیک کی مینا ہے-

اس وید کا جھگڑا ہی عجیب ڈہنگ میں ہے
جس نقطے کو دیکھو وہ نئے رنگ میں ہے

اسلام کی عظیم الشان فتح

اللہ تعالٰے کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مسلمانوں کی طرف سے گاہے گاہے جو کتب مثلاً ست بچن سوانح عمری حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ اظہار حق وغیرہ سکھ صاحبان میں اشاعت حق کیلئے شائع کی گئی تھیں وہ اپنا پھل لا رہی ہیں اور مسلمانوں کی محنت ٹھکانے لگنے کے جھلک نمایاں ہو رہی ہے۔ سکھ صاحبوں نے اپنے گورو حضرت باوا نانک کے مادگہ (راستہ) کو کچھ کچھ سمجھنے لگے ہیں حال ہی میں ایک گورو کے بہادر سکھ نے ایک گورمکھی ٹریکٹ شائع کر کے سکھ صاحبان میں بکثرت مفت تقسیم کیا ہے اور ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس ٹریکٹ کا لفظ بلفظ ترجمہ کر دیں تاکہ ہمارے مسلمان بھائی اسبات کا موازنہ سکیں کہ سکھ صاحبان بھی گورو کے ایسے بہادر چیلے بھی موجود ہیں جو دنیا کی خواہشات پر لات مار کر اپنے گورو کے راستہ پر چلنے کے لئے تیار ہیں۔ اس بہادر سکھ نے یہ ثابت کیا ہے کہ ہمیں بلا کراہت مسلمانوں کے ساتھ بیٹھکر کھا لینا چاہیئے۔ اور اس کے لئے باوا نانک صاحب کی شہادت پیش کی ہے آجکل جو چھوت چھات اور مسلمانوں کے مال کے کھانے پینے کے متعلق آریہ اخباروں میں یہ بحث چھڑی ہوئی ہے امید کہ ایسے موقعہ پر یہ مضمون خالی از دلچسپی نہیں ہوگا۔ ایڈیٹر

ٹریکٹ کا ترجمہ۔ میرے سکھ بھائیو کھانے پینے کی تمام چیزیں پوتر ہیں اور یہ باوا نانک جی کا بچن ہے۔

ایک دفعہ کچھ سکھ راستے میں چلتے چلتے ایک مسلمان حلوائی کی دوکان سے کچھ پکوان لے کر کھانے لگے عین اس وقت ایک ہندو جس کا نام لالہ سالگرام تھا آ دبکا اور شور و غل کرتا ہوا اوگ ونگ ان کے پاس دوڑتا ہوا آیا اور آکر نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ "بھرشٹے گئے بھرشٹے گئے" کا آوازہ بار بار کہنے لگا۔ اُن پکوان کھاتے ہوئے سکھ سرداروں میں سے ایک سکھ جس کا نام سردار دلجیت سنگھ تھا تمام کیطرف سے لالہ سالگرام کا گھر پورا کرنے کے لئے تیار ہوا اور کھڑک کر بولا کہ بھائی جی کیا باعث ہم نے کونسا قصور کیا جس پر آپ اسقدر لال پیلے ہو رہے ہیں مگر بھائی سالگرام جی تو ہوا کے گھوڑے پر سوار تھے بغیر سوچے سمجھے جو کچھ منہ کے آگے آیا الم غلم ہانکی گئے یہ شور سنکر تین اور راہ گذر جن میں دو ہندو تھے اور ایک مسلمان کھڑے ہو گئے۔

سالگرام فوراً ان ہندو مسافروں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا دیکھو جی اندھیری سائیں مسلمانوں کی دوکان سے حلوہ پوری لیکر کھا رہے ہیں۔

ہندو (حلوہ پوری کھاتے ہوئے سکھوں سے مخاطب ہو کر) کیوں سردار صاحب یہ کیا غضب کر رہے ہو۔

دلجیت سنگھ (ہندو مسافر سے مخاطب ہو کر) مہاراج اگر بھائی سالگرام جی خاموش ہو جائیں تو ہم دھیرج اور آرام سے اسکے متعلق بات چیت کرنے کے لئے تیار ہیں کیونکہ اسطرح تو تضیع اوقات اور مغز خوری ہی ہے۔

سالگرام (بات کاٹکر) اون مغز خوری خاک ہے مسلمانوں کا پکا ہوا حلوہ پوری کھا کر اپنے آپکو بھرشٹ کر رہے ہو ذرا سوچو تو سہی۔

مسلمان کاہیکو ناحق کی سمع خراشی کر رہے ہو رات کے ۱۰ بجنے کو ہیں اپنے گھروں گھری جاؤ

سالگرام (مسلمان سے مخاطب ہو کر) میاں جی آپ کیا جانو ہم ہندو دھرم کے پیرو ٹھیرے اسبات کا اندازہ کچھ ہندو ہی لگا سکتے ہیں۔

ہندو (سالگرام سے مخاطب ہو کر) بھائی جی آجکل کلجگ کا زمانہ ہے لوگ اپنے دھرم کرم کو بھرشٹ کر رہے ہیں۔

سالگرام کلجگ ہیں یہ او پدر تو نہیں دیکھا کہ سکھ لوگ کھلم کھلا مسلمانوں کی دوکان سے لیکر کھا پی رہیں۔

مسلمان بھائی جی آپ تو خواہ مخواہ تضیع اوقات کر رہے ہو یا تو آپ دھیرج سے بھائی دلجیت سنگھ کی بھی بات چیت سنو نہیں تو اپنے گھر کا راستہ لو۔ کیوں لوگوں کو اپنا تماشا دکھلا رہے ہو۔

ہندو (سالگرام سے مخاطب ہو کر) ٹھیک بھائی جی اگلے کی بات بھی سُننی چاہیئے اپنا ہی شور مچائی جانا اور دوسرے کی نہ سنتا عقلمندوں کا کام نہیں۔

سالگرام اچھا پہلے یہ تو بتلائیں کہ یہ مسلمانوں کی دوکان سے حلوہ پوری لیکر کیوں کھا رہے ہیں انہیں کونسی مصیبت پڑی تھی۔

دلجیت سنگھ۔ اس میں مصیبت کی کونسی بات ہے ہم جسطرح دوسرے دوکانداروں کو پیسے دیکر سودا وغیرہ خریدتے ہیں اسیطرح اس دوکاندار کو پیسے دیکر سودا خریدا ہے ہم نے کونسا ڈاکا مارا یا چوری کی جس پر آپ نے بھرشٹے گئے بھرشٹے گئے کا شور مچانا شروع کر دیا۔

سالگرام کیا آپکو ہندو حلوائی کی دوکان نہیں ملتی تھی۔

دلجیت سنگھ بھائی جی یہ کیا ضروری ہے کہ ہندو کی دوکان سے ہی سودا خریدا چاہیئے اور مسلمانوں کی دوکان سے نہ خریدا جائے جس جگہ عمدہ چیز دیکھی خرید لی ہندو کیا تو مسلمان کیا باوا نانک جی ہندو اور مسلمانوں کو ایک ہی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔

مسلمان: آفرینش سردار صاحب ہمیں آپ سے ایسی ہی امید تھی ہم نے عموماً بزرگوں سے سنا ہے کہ باوا نانک جی مسلمانوں سے بہت پیار کرتے تھے مگر بھائی سالگرام جی سخت غلطی کر رہے ہیں۔

ہندو میں نے اپنے باپ سے سنا ہے کہ سکھ اور مسلمان عموماً اکٹھے کھا پی لیا کرتے تھے اگر اس نکتہ خیال سے دیکھا جائے تو سکھوں کو مسلمانوں کی دوکان سے لے کر کھانا کچھ عیب نہیں۔

سالگرام (ہندو سے مخاطب ہو کر) تو پھر تم بھی مسلمانوں کے ہاتھوں سے لیکر کھا لو۔

دلجیت سنگھ (بھائی سالگرام سے مخاطب ہو کر) بھائی جی لُک چُھپ کر تمام ہندو مسلمانوں کے ہاتھوں سے لیکر کھا پی لیتے ہیں مگر اوپر سے دنیا دکھنے کے لئے انکار کر دیتے ہیں مگر سکھوں کو انکار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ ان کے پرم گورو باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کھلم کھلا مسلمانوں کے ہاتھوں سے لے کر کھا پی

لیا کرتے تھے۔

باقی آئندہ

مبارک! مبارک!! مبارک!!!

اللہ تعالے نے محض اپنے فضل و کرم سے مخدومی حضرت نواب صاحب سلمہ اللہ تعالے کے ہاں فرزند ارجمند عطا فرمایا ہے ناظرین دعا فرماویں کہ اللہ تعالے اس نونہال کو دین و دنیا میں مظفر و منصور فرمائے۔

آمین

دولت کی حفاظت

اور بادشاہوں یا دولتمندوں نے تو اپنی دولت اور خزانوں کے محفوظ رکھنے کے لیئے بڑے بڑے مکان بنائے۔ اور انپر سنگین پہرے بٹھلائے اور اسپر بھی انکی گاہ بگاہ چوری ہو ہی جاتی ہیں مگر شاہ انام نے جو دولت کی حفاظت کا طریقہ نکالا ہے۔ وہ اپنی نوعیت میں بے نظیر ہے انہوں نے اپنی قیمتی زر و جواہر کو عجیب طرح سے محفوظ کیا ہے۔ انہوں نے اپنے محل کے اندر ایک بڑا تالاب تیار کیا ہے۔ جو لکڑیوں کے بڑے بڑے لٹھوں میں خول کرا کر قیمتی زر و جواہر بھر کر اس تالاب میں ڈبو دیئے ہیں۔ اور تالاب میں بڑے بڑے خوفناک نہنگ چھوڑ دیئے ہیں جو شخص وہاں سے مال چرانیکا قصد کرے لقمہ نہنگ ہو۔ سچ ہے عقل خداداد نعمت ہے۔ بازار میں تو بکتی ہی نہیں کہ ہر کس و ناکس قیمت دیکھ خرید لے

برخورداری اسی کا نام ہے

بمبئی کی اسلامی سوسائٹی نے ایک کمیٹی کر کے سرکار کو عرضی دی کہ وہاں اردو کے اسلامی سکول موقوف کر کے انگریزی سکول قائم کئے جائیں۔ اور جن سکولوں میں قرآن شریف پڑھایا جاتا ہے (نعوذ باللہ) قرآن شریف کی تعلیم کو موقوف کر کے انگریزی پڑھائی جاوے آہ! افسوس کہاں تو وہ مسلمان جنہوں نے قرآن شریف کی مطہر اور مقدس تعلیم کے ذریعہ لوگوں کو قعر مذلت سے نکال کر روحانیت کی اٹاری پر پہنچایا اور کہاں انکے یہ خلف الرشید ہیں نور چشم قرۃ العین جو قرآن شریف کی تعلیم کو موقوف کرنا چاہتے ہیں واقعی برخورداری اسی کا نام ہے۔ آہ افسوس

مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب

ذرا دل تو کھولو

چند دنوں کا ذکر ہے۔ کہ ولایت کی خبروں سے معلوم ہوا۔ کہ وہاں کے ایک دولتمند نے اکسفورڈ یونیورسٹی کو ۴ لاکھ روپیہ دان دیا یہ ہے اہل یورپ کی کشادہ دلی کیوں نہ ہو انکے دماغ روشن ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ تعلیم کا عطیہ سب سے احسن اور اتم عطیہ ہے۔ علم سے ہی ظلمت دور ہو کر روشنی پھیلیگی۔ دوسری طرف ہم ہیں کہ جنہوں نے اس شاہراہ کامیابی کی طرف منہ بھی نہیں کیا بشادیوں میں ہم لوگ جتنا سر اتنی سر داہ کے مطابق ہزاروں روپیہ کا کشتہ کر دینگے مگر بچے کی تعلیمی خرچ دیتے وقت توپ کی گولی لگتی ہے۔ ہمیں ٹھیک طور سے یاد ہے کہ ایکدفعہ ایک قابل اور ہونہار طالب علم ایک انسٹی ٹیوشن کے مینجر کے سامنے ماتھا رگڑ رگڑ اور بلک بلک کر مر گیا۔ کہ خدا کے لیئے صرف ایکسال کیواسطے میری ضروری اخراجات کے متکفل ہو کر مجھے انٹرنس پاس کر وا دیجئے۔ مگر اس فرشتہ خصلت مینجر کے دل میں ذرا بھی رحم نہ آیا۔ ہمارا اپنا خیال ہے۔ کہ اگر اس ہونہار بچے کو ذرا بھی سہارا دیا جاتا تو وہ انشاء اللہ تعالی سوسائٹی کو ایک اعلی رکن ثابت ہونہار رتنوں میں سے ایک رتن ہوتا۔ کیا ہم اس سے یورپین لوگوں سے مقابلہ کرنے ہیں۔ سہ

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

مسئلہ اصول ازدواج

مدرسہ الہیات کانپور کا اس نام کا ٹریکٹ بغرض ریویو آیا ہے اس میں آریوں کے دہرم شاستروں سے مسئلہ ازدواج کے متعلق نہایت کھلے دل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ منو شاستر اور ستیارتھ پرکاش وغیرہ کے حوالجات سے یہ دکھلایا گیا ہے۔ کہ یہ مسئلہ حیوان یہ انسان اور وحشی پر شائستہ اور کمینہ پر شریف کو ترجیح دیتا ہے۔ مگر آریہ سماج میں پہلو تہ مسئلہ کو کس نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ حجم ۱۰ صفحہ صرف محصول کے ۱ پیسہ کا ٹکٹ بھیجکر مولوی احمد اللہ صاحب سیکرٹری مدرسہ الہیات کانپور سے مفت منگوائیں۔ مدرسہ الہیات کانپور کی ہمت قابل رشک ہے۔ جس نے تھوڑے ہی عرصہ میں یکے بعد دیگرے تین ٹریکٹ شائع کئے ہیں۔ ایک اور ٹریکٹ بغرض ریویو آیا ہے جسپر انشاء اللہ تعالے پھر ریویو کیا جائیگا۔

نور کی ماہواری رپورٹ بابت ماہ جون ۱۹۱۰ء

اس ماہ میں حسب ذیل احباب اکرام و معاونین نور نے اسکی ترقی اشاعت میں مربیانہ کوشش فرمائی جزاہم اللہ احسن الجزا۔

خانصاحب مولاداد خانصاحب دامیاں محمد اسمٰعیل صاحب کمال ۱

بابو محمد منظور الٰہی صاحب ۱ میاں جان محمد صاحب بجانیہ ۱

خانصاحب محمد یوسف خانصاحب مردان ۱ بابو عبدالرزاق صاحب شیخ عمر بخش ۱

اور بابہ احباب براہ راست خریدار ہوئے۔ اللہم زد فزد۔ نور کی توسیع اشاعت کی رفتار آجکل بہت سست پڑ گئی ہوئی ہے۔ کہاں تو وہ وقت جبکہ ایک ایک ماہ میں ۵۰ سالانہ خریداران تک نوبت پہنچتی تھی۔ اور کہاں یہ وقت جبکہ ۲۰ سے بھی کم ہے کیا اب نور کی ضرورت نہیں۔ امید کہ نور کے خواہش مند اس کی توسیع اشاعت میں حصہ لیکر عند اللہ ماجور ہونگے *

قرآن شریف

گذشتہ سے پیوستہ

سلسلہ کیلئے دیکھو نور نمبر ۱۹ جلد ۱

یہ کتاب بڑی مبارک کتاب ہے جس کو ہم نے نازل فرمایا ہے جس کی برکات آفتاب کی طرح ساری دنیا میں پھیل رہی ہیں۔ تبیانا لکل شیئ اس میں تمام دینی ضروریات کا بیان ہے ما فرطنا فی الکتاب من شیئ۔ ہم نے اس کتاب میں کوئی دینی صداقت باہر نہیں چھوڑی۔ مھیمنا علیہ تمام آسمانی کتابوں کا عطر نچوڑ اور سب پر شامل ہے۔ فیھا کتب قیمۃ۔ اس میں تمام آسمانی کتابیں آجاتی ہیں اور سب کا یہ رت اور مغز ہے یہی کتاب ہے جو انسان کو کفر و شرک کے اندھیروں سے نور کی طرف لیجاتی ہے یخرجھم من الظلمت الی النور۔ نور علیٰ نور پُر نور ہے یہ اسکی سچی برکات کا ادنے کرشمہ ہے۔ کہ اہل عرب جو انسانیت کی حد سے ہی گذرے گذرے۔ اول درجہ کے بت پرست مشرک بد اخلاق اور بے تہذیب تھے اس کے ذریعہ سے وحشی سے انسان بن گئے اور انسان سے با اخلاق انسان بنے اور با اخلاق انسان سے با خدا اور عارف باللہ انسان ہو گئے اور زمین کے شرق و غرب کے مالک ہو گئے اور اول درجہ کے فاتح۔ مہذب دین و دنیا کے بادشاہ بنگئے۔ اس سے بڑھکر اور برکات کیا ہو سکتی ہیں؟

قرآن شریف کی برکات سے ہے۔ کہ عیسائی لوگ جو اب عیسیٰ کو مظہر اللہ کہنے لگ گئے ہیں حضرت عیسیٰ کو خدا کہنے میں انہیں تامل ہوتا ہے اور ان کی کانشنس انکو اس اعتقاد پر جو دھمکا دیتی اور ضمیر ملامت کرتا ہے۔ قرآن شریف ہی کی روحانی برکات کا اثر ہے کہ ہزاروں ہندو ہر فرقہ کے زور وشور سے مسلمان ہوئے۔ اور ہوئے چلے جاتے ہیں قرآن شریف ہی کی برکت ہے کہ ہندؤں کو بت پرستی کے گرداب میں غرقاب دیکھ کر پنڈت دیانند کو وید میں توحید نکالنے کی سوجھی اور وید کے منتروں کو توڑ مروڑ کر اور تاویلات واہیہ کے شکنجہ میں کھینچکر سناتن دھرمیوں کے برخلاف اس سے خدا کا پتہ لگایا۔ قرآنی توحید ہی کا شور سنکر برہمو سماجیوں نے اپنی علیحدہ سماج قائم کی غرض یہ ساری برکات اور فیوضات قرآن شریف ہی کے دنیا میں پھیل رہے ہیں وہی مبارک کتاب ہے۔ اور اسی کی دنیا کو ضرورت ہے اگر باقی تمام دنیا کی کتابیں سمندر میں غرقاب کردیجائیں تو دنیا دین کے لیئے یہی کتاب کافی ہے۔ اسکے ہوتے کسی اور کی ضرورت نہیں خالص اور سچی توحید صرف قرآن شریف ہی میں ہے۔

وید بیچارے کیا ہیں۔ دقیانوسی خیالات کا مجموعہ ابتدائی آریوں کی ان گھڑ حالت کا نقشہ تہذیب و شائستگی سے معرا یوگ اور بد تہذیبی کا رہنما جو انسان کو ہمیشہ کے دکھوں سے چھڑا نہیں سکتے۔ ابدی نجات دلا نہیں سکتے۔ خدا کو خالقیت ارواح و فلات جسم سے جواب دیتے ہیں۔ انسان کو ہمیشہ کے لیئے سوّر۔ بندر چھپکلی وغیرہ وغیرہ جسموں کے بندھن میں گرفتار رکھتے ہیں۔ اور کبھی دائمی سرور اور ابدی گیان عطا نہیں کر سکتے بخلاف قرآن شریف جو خدا کو بدیع السموات والارض قرار دیتا ہے ہر شے کو خدا کی صنعت کا نقش قدرت کا اثر ٹھیراتا ہے۔ عاشقان الٰہی کو ابدی نجات کی بشارت سناتا ہے۔ وید کو قرآن شریف سے نسبت ہی کیا ہے ؎

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

قرآن شریف تمام مدلل و موثر علم دین کی باتوں سے بھرا ہوا ہے

(پہلی آیت)

مخلوق پرستی کی تردید میں اللہ تعالے فرماتا ہے ومن آیاتہ اللیل والنھار والشمس والقمر لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون (سورہ حم سجدہ) اور دن اور رات اور سورج اور چاند منجملہ اُسکے نشانات قدرت کے ہیں (جو اس قادر مطلق اور خالق برحق کا پتہ دیتے ہیں) اسلیئے تم نہ تو سورج ہی کو سجدہ کرو۔ نہ چاند کو۔ اور اُس اللہ کے سامنے سجدہ کرو جسنے ان سب نشانات قدرت کو پیدا کیا تم صرف اسی کی عبادت کرتے ہو۔

قطع نظر اس کے کہ یہ آیت فصاحت سلاست اور متانت زور اور شوکت میں اوّل درجہ کی ہے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مخلوق پرستی اور سورج پرستی اور چاند پرستی سے اس عمدگی کے ساتھ منع کیا ہے۔ جس کی نظیر دنیا میں کہیں نظر نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں صرف مخلوق پرستی سے منع ہی نہیں کیا۔ بلکہ اسپر دلائل بھی بیان کئے ہیں کہ کیوں ان چیزوں کی پوجا نہ کرو۔ اور کس لیئے صرف اللہ کی عبادت کرو۔ اور یہ کہ اگر تم سچے خدا کے پرستار بننا چاہتے ہو۔ تو اس طرح نہیں بن سکتے۔ کہ اسکی مخلوق کو پوجو اور اسکی نشانات قدرت کے آگے جھکو اس خیال سے کہ خدا ہر ایک چیز میں بستا ہے۔ جس کی پرستش کریں اسی کی پوجا ہوگی جیسا کہ سناتن دھرم والے کہتے ہیں) بلکہ اللہ فرماتا ہے۔ کہ اگر اس کے سچے پرستار بننا چاہتے ہو تو سیدھا راستہ محض اُسی کی پرستش کرو اسی کے آگے سر جھکاؤ۔

خدا تعالیٰ کا قرآن شریف میں عجیب قاعدہ ہے

وہ اس میں کوئی بات بغیر دلیل کے
بیان نہیں کرتا۔ بلکہ ہر امر کے ساتھ اسکی دلیل بھی
اپنے اپنے موقعہ پر بیان کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ کو
اس آیت میں یہہ ارشاد فرمانا منظور تھا۔ کہ سورج
پرستی چاند پرستی اور مخلوق پرستی سے لوگ باز آجائیں
لیکن اگر ایسا کہہ دیا جاتا۔ کہ جو لوگ مادہ کی
پرستش برہم کے ستھان میں کرتے
ہیں وے اندھکار یعنی اگیان دکھ
ساگر میں ڈوبتے ہیں اور جو مادہ سے
شمس و قمر کی پرستش کرتے ہیں وہ
اس تاریکی سے بھی زیادہ تر تاریکی
اور اس تکلیف سے بھی زیادہ تر
تکلیف کو پہونچتے ہیں۔ تو مادہ پرست
شمس و قمر پرست لوگوں کو اس سے کچھہ اطمینان
نہوتا۔ نہ کوئی سر ن اصل بات ہوتی۔ اسلیئے کہ صرف
اتنا کہہ دینے سے کہ جو مادہ اور مادی چیزوں کو
پوجتے ہیں وہ اندھکار اور ظلمات میں گرتے ہیں
مادہ پرست لوگوں کے لیئے مادہ پرستی کے ابطال
پر اس میں کوئی دلیل نہ تھی۔ صرف ایک حکم بے
دلیل تھا وہ اسکے جواب میں کہہ سکتے تھے۔ کہ ہم ضرور
مادہ کی پوجا کرینگے اسلیئے کہ مادہ بھی واجب الوجود
ہے۔ اور اسی کے لیئے ہم بنے ہوئے ہیں۔ وہ
قابل عظمت چیز ہے۔ اور سورج چاند کی بھی ضرور
پوجا کرینگے اسلیئے کہ وہ روشنی بخشتے ہیں۔ نہ کہ
تاریکی میں ڈالتے ہیں جیسا کہ وید کا قول ہے لیکن
قرآن شریف نے ایسے حکیمانہ طرز سے استدلال
کرکے مخلوق پرستی سے منع کیا۔ جس پر غور کرکے
انسان فدا ہو ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا
کہ من آیاتہ اللیل والنہار والشمس والقمر جہاں
اللہ تعالیٰ کی قدرت کے اور تمام جہان میں نشانات
پھیلے ہوئے ہیں۔ رات دن اور سورج چاند بھی
صرف اسکی قدرت کے نشانات ہیں۔ جو اس خالق
حقیقی اور قادر تحقیقی کی طرف ٹھیک ٹھیک رہنمائی
کرتے ہیں اور اسکا پتہ بتاتے ہیں کہ ضرور کوئی ایسا
زبردست موجود ہے۔ جس نے شمس و قمر کو پیدا
کرکے کشش ثقل کے ذریعہ سے انکو ایک عجیب
نظام میں جکڑ دیا ہے۔ جس سے دن رات پیدا
ہوتے ہیں شمس و قمر وغیرہ اجرام سماوی کی
پرستش سے قطعی طور پر منع کرتا ہے سورج اور
چاند بیجان جنکو اپنی ہستی تک کا شعور نہیں انکی
پوجا کیا ہے یہ تو صرف ایک زبردست طاقت
کا نشان ہیں۔ جسکا نام اللہ ہے۔ نشان اور جس
کے نشان ہیں۔ وہ اور انکی پرستش کیا کرنی اس
ذات کی کرنی چاہیئے جسکے یہ نشان ہیں اس آیت
میں اللہ تعالیٰ نے مسبب کی طرف
استدلال کرنیکی ہدایت کی ہے۔ کہ ان اسباب کو
مت پوجو بلکہ اس مسبب کو پوجو جس نے یہ سارا
کارخانہ قدرت پھیلایا اور انکو اپنی ہستی کا نشان
بنایا۔

جس طرح دہوئیں سے آگ پر استدلال کرتے
ہیں گاڑی کی لکیر سے گاڑی کے چلنے پر استدلال
کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے یہاں
مصنوعات سے صانع کی طرف لیجانے
کی ہدایت کی اور فرمایا کہ لا تسجدوا للشمس و
للقمر کہ ان مصنوعات کو مت پوجو بلکہ و
اسجدوا للہ الذی خلقہن اس اللہ کو پوجو
جس نے ان سب چیزوں کو بنایا۔ واضح ہو کہ
اس آیت میں اللہ تعالیٰ ضمیر ھن لایا ہے
حالانکہ شمس و قمر دو چیزوں کی طرف ضمیر ھما
چاہیئے تھی یہ اسلیئے تاکہ اس میں شمس و قمر جیسے
نشانات داخل ہو جائیں یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
کہ شمس و قمر اس کے نشانات میں سے ہیں
انکو مت پوجو اور اس ذات کو پوجو جس نے اس
قسم کے تمام نشانات بنائے اور اپنی قدرت کے
نشان کو چاروں طرف پھیلائے۔ اس ھن کی
ضمیر میں تمام ماسوا اللہ داخل ہو گیا یعنے
مادہ ارواح ستارے افلاک وغیرہ سب شامل
ہو گئے۔ اللہ اکبر اللہ تعالیٰ نے ھن کی ضمیر
تمام آیات قدرت کی طرف پھیر کر ہر چیز کی پرستش
سے منع کر دیا اور انکو خدا کی قدرت کا نشان
اسکا مخلوق و مصنوع بیان فرمایا ان کنتم ایاہ
تعبدون اگر تم صرف اسی کی پوجا کرتے ہو اور
اسی کے حقیقی پرستار بننا چاہو تو بس اسی کی
پوجا کرو اسی کے نشانوں کی اس کے مخلوق
کی اس کے مصنوع کی ہرگز پوجا مت کرو
یہ سب چیزیں تمہاری طرح بیبس اور ناچار ہیں
خدا کے دربار میں ذلیل و خوار ہیں انکو چھوڑو اور
اپنے حقیقی خالق و مالک سے رشتہ جوڑو۔

اب دیکھیے اس سے مدلل اور معقول
و مدلل اور کوئی حکم سطح زمین پر نہ پاؤ گے۔ وید
بیچارہ کیا چیز ہے۔ جو خالق و مخلوق اور مادہ اور خدا
میں بھی فرق نہیں کر سکا۔ اور مادہ کو بھی خدا کی
قدرت کا نشان نہیں بلکہ اس کی ذات کی
طرح خدا (خود آ) واجب الوجود ہستی قرار دیکر خدا کا شریک
قرار دیتا ہے۔ اس آیت عالیہ کے مقابل میں وہ
شرتی کیا چیز ہے جو پرکاش کے ایڈیٹر نے پرکاش
کے صفحہ ۳۰۴ میں بیان کی ہے۔
اور جس کی نسبت پر لن ترانی ہانکی ہے کہ جس
خوبصورتی کے ساتھ اس شرتی کے اندر ہر
قسم کی مادہ پرستی اور مردم پرستی کی تردید کیگئی
ہے وہ بے نظیر ہے۔ اس سے بڑھکر کفر کے
برخلاف کوئی حکم ہو نہیں سکتا۔ وید بیچارا کیا
جانے کہ حکم کیا چیز ہے اور دلیل کیا چیز ہے۔
ہم نے اس سے بدرجہا بڑھکر مخلوق پرستی
وغیرہ کے برخلاف ایک آیت بیان کر دی ہے
جس کے مقابل یہ شرتی ہیچ محض ہے (باقی دارد)

ٰ اگرچہ اس شرتی کا ترجمہ ستھن دھرم والے
اور طرح کرتے ہیں۔ (باقی دارد)

زنبیل

قبول اسلام ڈیرہ دون میں ۲۴ ماہ جون بروز جمعہ کو ایک دیسی مسیحی صاحب مع اپنے جوان فرزند بطیب خاطر دائرہ اسلام مین داخل ہوئے۔ باپ کا نام عبد اللہ اور بیٹے کا عبد الرحیم رکھا گیا۔ خداوند کریم استقامت بخشے۔

خلافت پناہی سلطان محمد خامس نے قبر توب قپو مین تبرکات نبویہ کی زیارت فرمائی اور ایک سونے کی انگشتی نہایت خوشنما ساخت کی تبرک خانہ مین نذر دی اس انگشتی پر دو ترکی شعر منقوش ہیں جن کا مفہوم حسب ذیل ہے :-

"اے دین کے سلطان۔ آپکا خاص خادم محمد رشاد بن عبد المجید۔ یہ انگشتی آپ کی نذر کرتا۔ اور شفاعت کا امیدوار ہے" اور اس کے نیچے عربی عبارت مین نذر کی ہجری تاریخ کندہ ہے۔

خدیو مصر ایشیائے کوچک (ٹرکی) میں ۲۰ لاکھ گنی کی املاک خریدنا چاہتے ہین۔ انکی خواہش ہے کہ سلطان عبد الحمید کی املاک خرید کریں، اور اس وسیع املاک مین ریلوے لائن تیار کر کے وسائل نقل و حرکت کی آسانی بہم پہونچائین۔ اور جدید زرعی آلات کو رواج دین۔

ٹرکی حکومت سمون۔ سیواس ارض روم بکر خاص اپنے سرمایہ سے بنانا چاہتی ہے اس کے لئے تین ملین (۳۰ لاکھ) گنی جدید قرضہ مین بچائیگی۔

قسطنطنیہ کا عربی اخبار "العرب" حکومت نے بند کر دیا۔ یہ ترکوں اور اہل عرب میں قومی اختلاف پھیلاتا تھا۔

ٹرکی صدر اعظم نے مسئلہ کریٹ کے بارہ میں پارلیمنٹ کو اطمینان دلایا کہ عنقریب اسکا فیصلہ دولت علیہ کے حسب خواہش ہوگا اور جزیرہ یونان سے کبھی ملحق نہ کیا جائے +

افسوس سے معلوم ہوا کہ خلیل پاشا حمادہ سابق وزیر اوقاف مصر و وزیر اوقاف سلطنت عثمانیہ حال ممبر مجلس اعیان عثمانی کا آستانہ سے کوہ لبنان پر موسم گرما بسر کرنے کے لیئے جاتے ہوئے بمقام ازمیر جہاز ہی پر انتقال ہو گیا سکتۂ قلب کا دورہ سبب وفات ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سلطان عبد الحمید کے جواہرات و آرایشی سامان عنقریب نیلام کے لیئے پیرس (فرانس) بھیجے جائیں گے۔

اخبار المؤید (مصر) کے نامہ نگار مکہ مکرمہ نے ایک نہایت پر درد مراسلت شائع کر کے حکومت وقت کو بلد اللہ الحرام کی ایک قبیح تجارت یعنی غلاموں کی منڈی پر متوجہ کیا ہے فی الواقع اس روشنی کے زمانہ میں جب کہ سچے دین کی تحقیق نہایت آسان ہو گئی ہے۔ اور اسلامی اعتقادات و اعمال کا علم بہت خوبی و سہولیت سے حاصل کر لیا جا سکتا ہے۔ اس روح اسلام و انسانیت و تمدن کی مخالف بیع و شرا کا جواب نہایت ناجائز طریق سے کیجاتی ہے۔ مسدود کرنا بیحد ضروری ہے اور امید ہے کہ سیادت مآب شریف حسین پاشا امیر مکہ فورا اسطرف توجہ فرما کر اس کی روک تھام کریں گے

البانیا کے شورہ پشتوں سے پندرہ ہزار بندوقیں واپس لیگئیں اور ابھی خیال ہے۔ کہ یہ تعداد تو بہت کم ہے۔ اس سے دو چند اسلحہ مخفی کہیں گئے ہونگے۔ شورش کی آگ کامل طور پر فرو نہیں ہوئی۔ تاہم البانیوں نے بالاتفاق اعلان کیا ہے۔ کہ یونان سے جنگ ہو تو اسکی صورت مین ۷ سالہ بچہ سے لیکر ۷۰ سالہ بوڑھوں تک کل سلطانی حقوق پر جانیں نثار کر دیں گے۔

ٹرکی میں یونان کے خلاف بائیکاٹ عالمگیر ہے۔ سفرا نے انگریزی فرنچ اور روسی تاجروں کو نقصان پہونچانیکے متعلق وزیر اعظم کو توجہ دلائی اسنے اسپر اپنے لوگوں کے جوش و خروش کو روکنے کے لیئے ناقابل بتایا وزیر اعظم نے سفیر یونان کو مطلع کیا ہے۔ کہ سرحد پر جنگی تیاری رہنے کی صورت میں مضر نتائج پیدا ہونگے ایتھنز مین ایک سرکاری نوٹ مین بائیکاٹ کو ملامت کر کے موجودہ حالت کی طرف سے باب عالی کو اس مضمون کا نوٹ پیش کیا ہے کہ کریٹ میں ٹرکی کے سلطانی حقوق کا ادب مدنظر رکھا جائیگا۔ اور ہر ایک ملاقات ایک ایک اور جنگی جہاز بھیج رہی ہے۔

جبل اسود کا امیر عنقریب اپنی روپہلی جوبلی کے موقعہ پر شاہی لقب اختیار کرنیکا اعلان کریگا دول سے اسکو منظوری مل گئی ہے +

پنجاب یونیورسٹی کے انٹرنس میں سنہ ۱۹۱۱ء سے تاریخ انگلستان کا مضمون خارج کیا گیا

اسلامیہ کالج کی طرح دیال سنگھ کالج کے طلباء نے بھی سٹرائیک پر کمر باندھی گمراہی ہے۔

بمبئی میں تجویز ہے۔ کہ قبل روانگی کے تمام حاجیان حجاز کو ٹیکا چیچک لگایا جاوے

وزیر ہند بہادر نے بے تار کے برقی کے دفاتر بھی اندرونی ہند کے لیئے منظور کئے ہیں۔

اٹک کی سرکشی ۔ دریائے سندھ میں سیلاب پھیلا ہوا ہے ڈیرہ غازیخان معرض خطر میں ہے پانی کی کاٹ شروع

قاہرہ کا تار مظہر ہے کہ بطرس پاشا کے قاتل وارڈانی کو آج قید خانہ میں پھانسی پر چڑھا دیا گیا۔ اور چپکے سے اسلامی گورستان میں دفن کر دیا گیا

آصف خان کانسٹبل تھانہ گنیش گنج (صوبجات متحدہ) کو سٹی مجسٹریٹ نے اس جرم میں چار ماہ کی قید کا حکم دیا۔ کہ اس نے ایک شخص سے ایک روپیہ رشوت لیا + عبرت

باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی سوانحعمری

یہ اس ولی اللہ کی سوانحعمری ہے جس نے کھتری کے گہر میں پیدا ہو کر ۱۴۶۹ء میں جبکہ نہ صرف پنجاب بلکہ تمام ہندوستان پر ظلمت کے گھٹا ٹوپ بادل چہائے ہوئے تہے۔ ایسے دہندہ کارہ اور نیچ اونچ کے زمانہ میں ہندوؤں کے تمام عقاید باطلہ کا کھنڈن کر کے نماز روزہ حج زکوۃ کی تعلیم دیکر جگہ بجگہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ بلند کیا۔ اور اسلام کی سچائی کا ڈنکہ بجا کر کل ہندوؤں پر اتمام حجت کر دی اس سوانحعمری کے تمام حوالے سکہہ صاحبان کے گرنتہ اور معتبر کتب سے لیے گئے ہیں۔ غرضیکہ یہ کتاب قطعی محققانہ اور مورخانہ پیرایہ میں لکھی گئی ہے ۱۸×۲۲ کے ۱۷۰ صفحہ کی کتاب ہے چہپائی اعلیٰ کاغذ نہایت نفیس قیمت صرف ۸ر ایکڈیشن کے خریدار سے محض چار روپے آٹھ آنہ یعنی فی کاپی ۶ر

ملنے کا پتہ۔ ایڈیٹر نور قادیان

دہرم کی کسوٹی

یہ ایک محققانہ ٹریکٹ حال ہی میں شائع کیا گیا ہے جس میں آریہ سماج کے مشہور و معروف پرچارک سوامی درشنانند کے ان ۱۳ مختلف سوالات جنکو انہوں نے اپنے زعم میں لاینحل سمجہکر مسلمانوں کو چیلنج دیکر کے تہے۔ انکے جوابات نہایت محققانہ پیرایہ میں دیئے گئے ہیں (۱) سماجی پرمیشور (۲) ابطال قدامت روح و مادہ (۳) ابطال تناسخ (۴) تحریف وید (۵) ابطال قدامت وید (۶) ویدک فلسفہ کی حقیقت وید کے الہامی ہونیکی جانچ غرضیکہ دقیق سے دقیق سوالات کے جوابات ایسے احسن طریق سے دیئے گئے ہیں کہ خود سوامی درشنانند بہی اپنے سوالات کے جوابات پڑہکر لوٹ پوٹ ہو گئے۔ ٹریکٹ کا حجم ۸۰ صفحہ قیمت صرف ۱ر ایکڈیشن کے خریدار سے صرف ۹ر

ملنے کا پتہ ۔۔۔ ایڈیٹر نور قادیان (ضلع گورداسپور)

ارے دوڑو! جلدی دوڑو جلدی سے ڈاکٹر برمن کا عرق کافور لے آؤ

جب کیسکو ہیضہ ہوتا ہے تو اسکے گہر میں ایسی ہی پکار پڑ جاتی ہے اور گہبرا کر یہی کہتے ہیں کہ اگر پہلے ہی سے تہوڑا سوچو تو یہ تکلیف کیوں اٹہانا پڑے۔ کیوں نہیں عرق کافور کی ایک شیشی لیکر گہر میں ڈال رکھتے ہو۔

یہ اصلی عرق کافور ۲۶ برس سے مشہور اور تجربہ کی ہوئی ہیضہ کی انمول دوا ہے۔ گرمی کے وقت پیٹ کا درد مروڑ اور متلی کیلئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۴ر محصولڈاک ایک شیشی سے لیکر چار شیشی تک ۵ر

عرق پودینہ

ہر ایک بال بچہ دار کو یہ دوا گہر میں رکہنا چاہیئے یہ عرق ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے بنایا گیا ہے اسکا رنگ بہی شل پتی کے سبز اور خوشبو بہی تازہ پتیوں کے مانند ہوتی ہے یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے۔ ریاح کیلئے یہ نہایت مفید دوا ہے۔ پیٹ کا پہولنا ڈکار کا آنا پیٹ کا درد بدہضمی متلی اسہال اشتہا کا کم ہونا یہ سب ریاح کی علامتیں جلد دور ہو جاتی ہیں گود کے بچوں کیلئے اس سے بڑہکر اور کوئی دوسری دوا نہیں ہے قیمت فی شیشی ۸ر محصولڈاک ۵ر

پیپرمنٹ کا تیل

پیٹ کا درد بدہضمی اور ریاح کے فاد میں یہ ایک بہت مشہور دوا ہے۔ یہ پیپرمنٹ افریقہ سے منگایا جاتا ہے۔ ولایتی پیپرمنٹ سے یہ کہیں بڑہکر بہتر اور مفید ہے اس پیپرمنٹ میں تارپین کا تیل ملا کر ایک کی تین شیشی بنا کے لوگ بازاروں میں ۱ر ۲ر فی شیشی آدہہ اونس ۱ر محصولڈاک وغیرہ ایک شیشی سے ۴ شیشی تک ۵ر

المشتہر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵۰ تارا چند سٹریٹ کلکتہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ و سلاجیت

اصلی ممیرے اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شایع ہو رہا ہے۔ اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹہایا ہے۔ یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب مدظلہ کے مجوزہ نسخہ کے موافق طیار کیا گیا ہے اور اصلی ممیرا اسکو خود حضرت نے دیکہکر اصلی ممیرا ہونیکی تصدیق کی اسمیں ڈالا گیا ہے۔ حضرت نے اس سرمہ کے متعلق خود فرمایا۔ کہ "برائے امراض چشم بسیار مفید است" اس شہادت کے بعد کچہہ کسی اور شہادت کی کچہہ ضرورت نہیں کیونکہ چار لاکہہ افراد کا امام جو طبی حیثیت اور تجربہ سے بہی طبی امام کہلانیکا جائز حقدار ہے۔ اس کے مفید ہونیکی شہادت دیتا ہے۔ یہ سرمہ دہند جالا پہولہ اور امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے۔ قیمت سرمہ اول فی تولہ ۱۲ر قسم دوم ۸ر قسم سوم ۴ر اصلی ممیرا قسم اول ۱۰ر قسم دوم ۵ر

سلاجیت

مقوی جمیع اعضا نافع ضعف مشتہی طعام قاطع بلغم و ریاح دافع بواسیر و جذام و استسقا و زردی رنگ و تنگی نفس و شیخوخیت و فساد بلغم و قاتل کرم شکم سفیدی سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و یبوست و درد مفاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودہ کیساتہہ استعمال کریں قیمت فی تولہ ۱ر

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیاں مشہدی اور پشاوری بادامی سیاہ اور سفید باقی ریشمی سوتی لنگی صافی سفید اور بادامی پشاوری ٹوپیاں اور زری کی پشاوری جوتیاں ہر قسم کی اور ہر قیمت کی منگا سکتی ہیں

المشتہر

احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان ضلع گورداسپور

ناتک قدرت دیکھکر خودی گئی سب بھول

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

ی ڈٹھا نبی رسول

یھدی اللّٰہ لنورہٖ من یشاء

نور

قادیان سے پندرہ روزہ شائع ہوتا ہے

تاریخ اشاعت یکم اگست ۱۹۱۰ء

(۱) اسلام ... کرنا اور ... فضیلت
(۲) آریوں ... بچانا
(۳) ان ... منور چہرہ سے بدلاس
(۴) تاج برطانیہ کی خیرخواہی سکھ قوم میں باوا نانک جی کی تعلیم کا پرچار کرنا

...ہیں دو دفعہ شائع ہوتا ہے ... نانہ عہ ششماہی عہ ہوگی ... اور طلباء سے ایک روپیہ

...نظام سے امتیازی قیمت (ہ ... جو عطا کریں وہ عطیہ تصور ... ایسے حضرات کے اسماء گرامی ممبر برتاں رسالہ ہذا کی پشت میں درج ہونگے۔

DECIII

Jehlam

جلد ... | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف نو مسلم سابق سورن سنگھ کمار دوان (اربیجاری) | نمبر ۲۱

لودیانہ کے نایاب تحفے

جو تمام ملک میں مشہور ہیں ہزارہا روپیہ کے بیرونجات میں جا رہے ہیں اور جنہوں نے نہ صرف ارزانی قیمت بلکہ پائداری خوبصورتی اور پختہ رنگت کی وجہ سے پشاوری قندھاری اور ولایتی مال کو مات کر دیا ہے۔

یہ تحفے لودیانہ کی ساخت

لنگیاں کلاہ پلنگ کی دریاں تولیے رومال اور گبرون ہے

(مختصر فہرست ملاحظہ ہو)

(۱) لنگی برنگ ماشی یا چینی طول ۷ گز یا کم و بیش قیمت رعایتی عہ تا عہ
(۲) لنگی صوفیانہ وضع برنگ سفید یا لٹری جو الشیمی لنگی کو مات کرتی ہے ... ہے
(۳) لنگی ریشمی بلا دکنارہ برنگ ماشی خوبصورت اور صوفیانہ سے ... ہیو
(۴) لنگی نہایت باریک سوت والی ماشی یا چینی دس روپیہ والی پٹ ور یکھو مانکرنیوالی ... ہے
کلاہ ہر قسم ساختہ لودیانہ وضع لاہوری پشاوری قندھاری جو لنگی کیا تھ باندھا جاتا ہے ... ۸ تا صر
(۵) پلنگ کی دریاں مضبوط پختہ رنگ ہر قسم ... عہ تا للعہ
(۶) دستی تولیے اور رومال ... ۳ تا ۸

ہر قسم کی گبرون قمیص یا جامہ کوٹ پتلون وغیرہ کے لیے قیمت مختلف فرمائش کرتے وقت طول عرض انگت اور تخمیناً قیمت اور اپنا مفصل پتہ تحریر فرما دیں۔

آپکا خادم

شیخ محمد شفیع احمدی سوداگر لودیانہ

(اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپکر شیخ محمد یوسف پبلشر کرکے قادیان سے شائع ہوا)

قدیم آریوں کی تہذیب

آجکل جس دیانندی پرچے کو دیکھو۔ وہ بڑے شد ومد سے اپنے قدیم بزرگوں کی بڑائیوں اور ان کے کارناموں کے گُن گا رہا ہے۔ اور دوسرے مذاہب اور انکے بزرگوں خصوصاً مسلمانوں پر سخت سے سخت اور بیجا حملے کر رہا ہے چونکہ ہمارے اکثر بھائی دیانندی کتب سے ناآشنا ہیں اسلیئے ہم ذیل میں سرکردہ ہندو بزرگوں کی معتبر کتابوں سے کچھ مصالحہ قدیم ویدک تہذیب کا ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ راجہ شوپرشاد ستارہ ہند اپنی کتاب آئینہ تاریخ نما حصہ سوم میں ہندوں کی قدیم حالت کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:-

آریہ اس زمانہ میں سورج کے اُپاسک یعنی آفتاب پرست تھے۔ بیدوں میں سورج کی بڑی مہما گائی ہے ہندؤں کا مول منتر گایتری اسی سورج کی بندنا ہے بشنو اسی سورج کا نام لکھا ہے سچ ہے اس زمین پر سب کا وہی پوکھن یعنی پرورش کرتا ہے۔ اسکا نام ہی سنسکرت میں پوکھن ہے اگر سورج نہ ہو۔ تو کچھ بھی نہو۔ ...... زمین پر آگ کو اسی کا آتش یعنی نور مان کر ہوم اور جگ کرنے اور پوجنے لگے ویدوں میں رودر اسی آگ کا نام ہے جو کچھ اس میں پڑتا ہے سبکو بھسم یعنی ناش کر دیتی ہے بایو یعنے ہوا سے اسکی پیدایش ہے وہ ہوا ان اس کی جٹا ہے غرض سورج اور آگ کے بعد جب دیکھا کہ بغیر پانی کچھ بھی پیدا نہیں ہوتا اسکو بھی پوجنے لگے اسکا نام برہما رکھا آکاش یعنی فضا کو اندر ٹھہرایا چاند اور نچھتر و سیاروں کو بھی دیوتا پوجا کے سمجھا۔ جو لوگ آپ کھاتے پیتے تھے۔ ہوم اور جگ میں اپنے معبود دیوتوں کو بھی چڑہانے لگے

گئے بیل گھوڑا بھیڑ بکری وغیرہ کو بل یعنے قربانی دیتے تھے۔ اور انکا گوشت بھون بھون کر اور اُبال ابال کر کھاتے تھے۔ سوم لتا کا رس چڑہاتے تھے۔ اور اپنی عورتوں سمیت آپ پیتے تھے۔ اس میں بلینک نشہ ہوتا تھا۔ گویا شراب کا بڑا بھائی تھا۔ گھی اور جوار چاول بھی آگ میں ڈالتے تھے۔ مندر مورت کچھ بھی نہیں رکھتے تھے غرض اس زمانہ کے آدمی بہت سیدھے سادھے نہایت دلاور اور بہادر خوب کھانے پینے اور چین کرنیوالے ہوتے تھے۔ اور ذات بھی انکا بہت سیدھا سادہا تھا۔ ذات پانت کا اب کی طرح کچھ کھیڑا نہ تھا۔ صرف پیشے کے لحاظ سے برنوں میں بٹے ہوئے تھے (برن کے معنے رنگ کے ہیں) مہابھارت میں لکھا ہے۔ کہ کرمانوسار تمام گوتم اسی ایک آدمی کے لڑکے برہمن کھتری ویشیہ تینوں ہو جاتے ہیں ...... عورتوں کا پردہ نہ تھا۔ جگ میں مردوں کے ساتھ آکر بیٹھتی تھیں۔ اور شراب پیتی تھیں ..... تاتاریوں کی طرح گھوڑیوں کو دوہتے تھے۔ اور مزے سے اُنکا دودھ پیتے تھے کھیتوں کو لٹھوں سے ناپتے تھے .... چار کوڑیوں سے جوا کھیلتے تھے۔ فکار میں چڑیا مار کر فکار رنباتے تھے۔ ..... عورتیں بناؤ سنگار کر کے باہر نکلتی تھیں۔ مُردے جلائے اور گاڑے بھی جاتے تھے۔ اور کبھی کبھی جلا کر گاڑتے تھے۔ کسبیاں شہروں میں برملا اپنا پیشہ جاری رکھتی تھیں۔ چنانچہ بہاڑوں میں جو آریوں کے مسلمہ آریہ ورت کے حدود میں ہیں۔ کسبیوں کو رام جنیاں کہتے ہیں۔ بازار میں شراب بے تکلف بکتی تھی لیکن یہ ہرگز نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ یہ لوگ بدکاری کچھ بھی نہیں کرتے تھے۔ یعنی ست جگ میں پاپ نہیں ہوتا تھا۔ کیونکہ اگر ہندؤں کے قول بموجب منوسمرتی خاص ست جگ کے لیئے بنائی گئی تھی تو ایسی کوئی بدکاری نہیں ہے۔ جس کے لئے اس میں سزا مقرر ہو اور سزا اسی بدکاری یعنے جرم

کے لیئے مقرر کیجاتی ہے۔ جو اس زمانہ میں ہوتی ہو ...... دیکھو منوسمرتی میں لڑکے کتنے قسم کے لکھے ہیں ایک وہ جو شوہر کے پردیس رہنے پر عورت کسی غیر مرد سے پیدا کرے دوسرا وہ جو بیاہ سے پہلے کنواری نے پیٹ رکھوا لیا تیسرا وہ جو بیاہ ہونے سے پہلے ایسے آدمی سے ہو گیا ہو جس کے ساتھ اسکا بیاہ کیا جائے۔ چوتھا وہ جو بیوہ عورت سے پیدا ہو پانچواں وہ جو ایک شوہر چھوڑ کر دوسرے سے پیدا ہوا تھا۔ چھٹا وہ جو شودری سے پیدا ہو جائے اسی طرح اور قسم کے بھی لڑکے لکھے ہیں۔ منوسمرتی اسبات کی بھی پختہ گواہی دیتی ہے۔ کہ اس زمانے کے آدمی مفلس قلاش لیندت تھے کیونکہ اگر ایسے نہ تھے۔ تو بڑے بڑے قصوروں کا جرمانہ کوڑیاں کیوں لکھی ہوتیں بلکہ جہاں کہیں چاندی کا جرمانہ لکھا ہے۔ تو وہ بھی ماشوں کے حساب سے۔ اس زمانہ میں انکی سب سے بڑی دولت گائے تھی چنانچہ لڑکی کا نام ہی دوہتر یعنے دوہنے والی رکھا ہے۔ بلکہ دوہتر دوہتی اور داٹر (Daughter) اسی کے اپ بہرنش ہیں یہ اسی دہتر کی خرابی ہے۔ گائے کسی کو دینا گویا اس کو نہال کرنا تھا۔ مہابھارت کے زمانہ تک یہ دستور جاری تھا کہ درجودھن ایسے کورو راج کمار تیسرے سال نئے اور پرانے بچھڑوں پر نشان کرنیکے لئے چراگاہوں میں جایا کرتے تھے۔ اور اسے بڑی خوشی کا کام مانتے تھے۔ چرائی کی کمی نہ تھی گھر بیٹھے اچھا خاصہ دودھ پینے کو ملتا تھا۔ بچھڑے کھیتی باڑی سواری اور بار برداری کے کام میں آتے تھے۔ گوبر جہاں ایندھن نہیں ملتا تھا۔ آگ میں جلاتے تھے۔ اسی واسطے گائے کا مارنا بڑا بھاری گناہ ٹھہرایا گیا۔ سچ ہے اگر نہ ٹھہرایا جاتا تو اس زمانے کے سب گوشت خوروں کے درمیان اس کی حفاظت بہت مشکل پڑتی اس کی کمی ہونے سے ساتھ ہی کال پڑنے کا خوف ہوتا۔ اب بھی دیکھو باقی مالگذاری کی علت میں سرکار بھی کسی کے ہل کا بیل نیلام نہیں کرتی ہے۔ اس میں شک

نہیں۔ کہ برہمن لوگ گومیدہ جگ کرتے تھے۔ اس جگ میں بل دیکر بے کھٹکے اسکا گوشت کھا جاتے ہیں اسکے ہندوؤں کا عقیدہ گائے پر اعتقاد رہنے کے باعث یہ ہے کہ برہمن لوگ وہ گائے پھر زندہ کر دیتے تھے لیکن اس میں کسی طرح کا شک نہیں کہ جگ صرف برہمنو کے ہاتھ میں تھا۔ وہ ایسی یا اتنی گائے اُس کے واسطے کبھی نہ لیتے ہونگے جس سے کھیتی باڑی وغیرہ کا ہرج ہو اور کون جانے ایسی ہی ایسی لیتے ہوں جو نہ دودھ دینے کے کام کی نہ بچہ جننے کے رجبسیا دیانند نے بھی ایسی گئے کا مارنا ستیارتھ پرکاش اول ودوم ایڈیشن میں لکھا ہے۔

قدیم آریوں کا تحریر سے ناواقفیت کا ثبوت

لیکن اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ کہ انکو لکھنا بھی آتا ہو۔ بید شرت سمرت شاستر درشن سوتر رچے سام برگ ادھیائے ادھیا پک اپادھیائے گرنتھ پاٹھ۔ پاٹھک بھٹن منن گھرش وغیرہ سب لفظ جب انکے معنی پر غور کرو ہی گواہی دیتے ہیں۔ کہ ویدوں کے زمانہ میں لکھنا کسی کو نہیں آتا تھا۔ بید اور برہمن اور سوتروں میں اس کا کہیں کچھ تذکرہ نہیں ہے۔ کوئی لفظ ایسا نہیں کہ جس سے اسکا اشارہ پایا جائے۔ اوناد سوتر میں جو سنسکرت کی نہایت قدیم صرف و نحو ہے اور جسکا تذکرہ پانن نے کیا ہے۔ اگر کوئی لفظ ایسا مل بھی جاتا ہے۔ تو وہ پیچھے سے ملایا ہوا معلوم ہوتا ہے جیسا عربی لفظ کتاب جس کے معنے ہی لکھنا ہے۔ یا یونانی لفظ پیپر (کاغذ) جس کے معنی ہے پیپرس درخت کی چھال سے بنایا ہوا ہے۔ کوئی بھی ہاتھ نہیں لگتا۔ سنسکرت میں سوتروں کی بناوٹ ایسی ہے کہ وہ زبانی یاد رکھے جائیں سوتر کاروں نے انہیں لکھنے کے لیے ہرگز نہیں بنایا۔ سوجی نے جہاں پڑھنے پڑھانیکا بہت مفصل قاعدہ بیان کیا ہے۔ کتاب قلم دوات کاغذ کا نام ہی نہیں لکھا۔ لکھنے کا کہیں کسی طور سے کچھ چرچا ہی نہیں کیا

اور دیکھو اب تو لکھنا پڑھنا یہ دونوں ایسے توام ہوگئے ہیں۔ کہ ایک جنس کے نظر آتے ہیں ایک کے تصور کیساتھ ہی دوسرے کا تصور ہی ہوتا ہے۔ غرض لکھنے کا علم اس ملک میں پیچھے سے رائج ہوا۔ اگر پہلے یہ علم رائج ہوتا۔ تو مہابھارت میں جہاں کورو پانڈو کے دوتوں یعنی ایلچیوں کا حال لکھا ہے وہاں انکے ساتھ کسی خط خریطہ مراسلہ جانے کا بھی احوال لکھا ہوتا) کاغذ قلم اور روشنائی کے لئے پتر لیکھنی مسی یہ سب لفظ پیچھے سے کام میں آئے اتر میں پہلے بھوج پتر پر اور دکھن میں پہلے تاڑ کے پتر پر لکھا گیا اسی سے جس پر لکھا جائے اسکا نام پتر پڑگیا۔ اور تاڑ کے پتر پر لکیروں کے کھینچنے یعنی کھودنے سے یہ کام ہی لکھنا ٹھہرا لپ یعنی لیپنا ہے جب پتروں پر سیاہی لگائی گئی یہ لفظ کام میں آیا۔ اگر پانن کے زمانہ میں بھی لکھنا کسی کو معلوم ہوتا تو وہ ضرور اسکے لئے کوئی لفظ بناتا۔ اسنے جو برن اکشر اور برام لکھا ہے برن کے معنے آواز کا رنگ اکشر کے معنی لازوال اور برام کے معنے اختتام آواز ہیں اگر وہ لکھنا جانتا ہوتا۔ النوار لببر نگ جھوا موسیی اور ایدھ حمایتی کا نام دوید یو کسی طرح بندو سندوجرا کرت اور نج کبھا کرت رکھتا۔

کثرت ازدواجی

ویدک زمانہ کے راجوں کو چھوڑ کر خود وید کے عالموں فاضلوں اور رشیوں منیوں میں کثرت ازدواجی بکثرت رائج تھی۔ چنانچہ یاگیہ وکلیہ رشی کی دو بیویاں میتری اور کیاتی نامی تھیں مہاراج شوجی کی دو عورتیں پاربتی اور پاربتی نامی تھیں۔ شوجی کو دیانندی کتابوں میں ویدوں کی رکھشا کرنیوالا اور سچا پنڈا لکھا ہے۔ برہسپت جو دیوتاؤں کا پروہت تھا۔ اسکی دو بیویاں تارا اور ممتا تھیں۔ وشنو کی تین عورتیں سرسوتی گنگا اور لکشمی تھیں۔ کرشن جی کی آٹھ عورتیں تھیں

ان کے علاوہ مشہور ویدک راجاؤں راجہ دشرت کی دو رانیاں تھیں۔ مہاراجہ ادتان پاد کی دو رانیاں تھیں مہاراجہ سری وتش کی دو رانیاں تھیں مہاراجہ دہیرو کی دو پانڈو کی دو عورتیں تھیں۔ ارجن کی تین عورتیں تھیں۔ رجہ باہو کی کئی رانیاں تھیں۔ راجہ بندسار کی ۱۶ رانیاں تھیں۔ راجہ شانتو کی کئی رانیاں تھیں۔

رسم ستی

دیانندی اس بات پر بہت زور دیتے ہیں کہ رسم ستی مسلمانوں کے عہد میں مسلمانوں کی سختیوں کے باعث جاری ہوئی۔ مگر مندرجہ ذیل واقعات ثابت کر دینگے۔ کہ یہ قبیح رسم ویدک تعلیم کا نتیجہ قدیم آریوں میں رائج تھی۔ اور مسلمانوں پر الزام لگانا خباثت ہے۔

(۱) راجہ باہو کی رانی اپنے خاوند کی لاش کے ہمراہ ستی ہونیکو تیار تھی۔ کہ رشی اورو نے اسے روکا اور ستی ہونے سے اسے بچا لیا جب کہ وہ حاملہ تھی۔ مگر باقی رانیاں راجہ کی لاش کے ہمراہ ستی ہوگئیں۔ (۲) کرشن جی کے مرنے پر ان کی آٹھ رانیاں ستی ہوگئی تھیں

(۳) راجہ سب دھنو کی رانی سی بیا اپنے خاوند کے مرنے پر ستی ہوگئی۔

ویدک رشیوں کی کارگذاریان

ناظرین اسی پر بس نہیں۔ کہ ویدک رشی کثرت ازدواجی پر عامل تھے بلکہ ان میں سے بہتوں کا حال ناگفتہ بہ تھا وہ قابل ملاحظہ ہے۔

(۱) ورن دیوتا صاحب ایک برہمن کی حسین عورت بھدرا کو جسپر وہ قبل از شادی عاشق تھا۔ اپنے خاوند اتتھیہ کی جھونپڑی سے زبردستی اٹھا لے گیا۔

(۲) اجی گرت ایک برہمن رشی تھا۔ جسنے اپنا لڑکا شنہ سیف ۱۰۰ واسطے قربانی نرمیدھا یگیہ کے راجا ہریش چندر کے پاس فروخت کیا تھا۔ لیکن وہ لڑکا رشی وشوامتر کے کہنے سے بچ گیا۔

(۳) اردشی ایک خوبصورت اپسرا (کنچنی) تھی جس پر مترا اور ورن عاشق تھے۔ ان سے اس کے ہاں

رشی اگستیہ اور وسشٹ پیدا ہوئے۔

(۴) راجہ کانگ نے اپنی رانی سے کہا کہ تو رشی دیرگہہ تمس سے صحبت کر کے لڑکا پیدا کر مگر اس پاک دامن نے اپنی لونڈی آسیج کو رشی کے پاس بھیدیا۔ رشی صاحب نے لونڈی سے ہی صحبت کر کے لڑکا بخشدیا جسکا نام کک شیوت تہا (دیکھو مہابھارت)

(۵) سنت رہیا کی لڑکی اکوجی نے اپنے بھائی سے بیاہ کیا جس سے ۱۲ لڑکے پیدا ہوئے۔

(۶) اندر دیوتا نے گوتم رشی کی عورت اہلیا کو ورغلانے کی کوشش کی۔ (مہابھارت)

(۷) چندرمان مہاراج نے اپنے گورو کی عورت تارا کو بہکا کر اپنے گہر میں ڈال لیا۔

(۸) پرسرام جمدگنی رشی کا پانچواں لڑکا جس نے والد کے کہنے پر اپنی والدہ کا سر کاٹ ڈالا۔

(۹) رشی کنڈو نے پرم لوچا نامی اپسرا سے زنا کیا۔

(۱۰) شوجی مہاراج کے دربانوں کا سردار لسپ ونٹ آپ کی غیر حاضری میں آپ کی زوجہ پاروتی جی سے خلا ملا کی باتیں کر رہا تہا۔ جسپر شوجی نے اسے بددعا دی۔

(۱۱) اندر مہاراج پلومن کی لڑکی کو زبردستی اٹھا کر لیگیا۔ جسپر اسنے اندر کو یہ دعا دینی چاہی کہ اندر نے اسی کو مار ڈالا۔

(۱۲) جٹیلا گوتم کی لڑکی سات شوہروں کی بیوی تھی (مہابھارت)

(۱۳) چہایا نام لونڈی سے اسکے مالک سورج نے زنا کیا۔ جس سے تین بچے شنی منو ساورنی تاپتی لڑکی پیدا ہوئے۔

(۱۴) دہرم ویادھ۔ مہابھارت میں لکھا ہے کہ اسکا پیشہ گوشت فروشی یعنی قصاب تہا۔ سؤر اور بھینسے کا گوشت بھی بیچا کرتا تہا۔ باوجود اس پیشہ اور ایسے کاروبار کے وید اور تمام دوسرے علوم متعلق برہمن پڑہا ہوا تہا۔

(۱۵) بوڑھے رشی رچیک والد بہرگو نے عالم پیری میں راجہ گادہی والی کانیہ قبح کی لڑکی سے بیاہ کیا۔ راماین میں لکھا ہے۔ کہ اس نے اپنا بیٹا شنہ شیف واسطے قربانی یگیہ کے فروخت کیا تہا۔

(۱۶) ایک مہاراج رسبہ ہو چکے ہیں۔ جو کشیب رشی کے بیٹے ونو کے بطن سے تہے۔ آپ نے شہوت کے غلبہ سے ایک مادہ بھینس کیسا تہہ ہی منہ کالا کرلیا

(۱۷) رنتی دیو چندر بنسی نسل کا بڑا خیر اندیش اور زاہد راجہ تہا۔ بھرت سے چھٹویں پشت میں تہا۔ اسکے دو لاکھ باورچی تہے۔ دو ہزار چارپائے اور اتنے ہی دیگر اقسام کے جانور روزمرہ واسطے رسوئی کے ذبح کئے جاتے تہے۔ تمام محتاجوں اور غربا کو کہانا کھلایا جاتا تہا۔

(۱۸) راجہ ربی دت کی لڑکی ریوتی اپنے خاوند بلرام جی کیساتہہ بادہ نوشی میں شریک تہی۔

(۱۹) ساتیہ کی لڑکی۔ سری کرشن کا قرابتی اسنے دوارکا میں ایک مے نوشی کے دور میں کرت ورما کو فریب سے قتل کرڈالا تہا۔

(۲۰) رشی پیراشر نے دریا عبور کرتے وقت ستیہ وتی سے جو ملاح کا کام کرتی تہی۔ زنا کیا جسکا حمل ٹہر گیا۔

(۲۱) مسمی کرن۔ سوریہ کا بیٹا کنتی کے بطن سے والد الزنا کا تہا۔ (مہابھارت)

(۲۲) رشی شاکلیپ کی رشتی یاجن ولکیہ کیساتہہ جانی دشمنی تہی۔ یہ شکل یجر وید کا مصنف تہا۔

(۲۳) سری کرشن جی کا لڑکا شامپ اوباشانہ زندگی بسر کرتا تہا۔

یہ فہرست لمبی چوڑی ہو سکتی ہے مگر دیانندی تواریخ سے اتنا ہی حوالہ کافی ہے۔ دیانند کی مسلمہ تواریخی کتب کی ورق گردانی سے ہم اسی نتیجہ پر پہونچے ہیں۔ کہ قدیم ویدی کثرت ازدواج کے پابند زنا انکے نزدیک ایک معمولی بات تہی۔ شراب نوشی۔ گوشت خوری۔ ایک دوسرے کی بہو بیٹیوں کو اڑا لے جانا جانوروں سے بدفعلی سب باتیں روا تہیں۔ اور ایسا کرنیوالوں کو کوئی سزا نہ دیجاتی تہی۔ رشی راجا عام سب لوگ مزے اڑاتے تہے۔ پرانے رشیوں کے عجیب کرتب تہے۔ مگر موجودہ زمانہ کے مہارشی نے نیوگ جیسی بدکاری کا ڈول دیکر پہلوں کی تمام مندرجہ بالا کاروائیوں پر صداقت کی مہر لگادی ہے ✦

(ابو الفضل)

روس کے دانت ایران پر

تازہ خبروں سے ظاہر ہے۔ کہ روسی فوج ابہی تک ایران کو خالی نہیں کرتی۔ اسپر اہل ایران سخت پرجوش ہو رہے ہیں۔ اور روسی گورنمنٹ نے اس جوش سے تنگ آ کر گورنمنٹ ایران کو نوٹس دیا ہے۔ کہ صوبہ تبریز کو زیر فورا دسمن کیا جاوے۔ ورنہ دوسری طرح خبر لی جائے گی۔ جو لوگ یہ خیال کرتے تہے کہ شاہ کی معزولی کے بعد ایران میں انتظام حکومت ترقی پذیر ہو گا۔ انکی امیدوں کا نتیجہ برعکس پیش آرہا ہے۔ گورنمنٹ کے ارکان کا باہمی سخت نفاق ہے اس باعث خزانے خالی ہیں ملازموں کی تنخواہیں ادا کرنا بہت مشکل ہے۔ آمدنی کے وسائل معطل ہیں۔ تجارت کے راستے خطرناک حکومت کا رعب بباعث ناچاقی و نالائقی کے بالکل اٹہتا جاتا ہے۔ اس موقعہ پر داراب میرزا کی سرکشی سے مشکلات اور بہی بڑھ گئے ہیں۔ امن عنقا ہے۔ رعایا کی پریشانی ناگفتہ بہ خدا خیر کرے دور زمانہ کے بہی عجیب رنگ ہیں کہاں تو وہ وقت جبکہ شاہان ایران کے شوکت اور رعب وداب سے تمام ایشیا تہرتہر کانپتا تہا۔ اور کہاں یہ وقت جبکہ وہ خود اپنے خانگی معاملات کو بہی نہیں سلجہا سکتا۔

جہالت کی حد ہو گئی

بالاتفاق رائے بنارس کی اگروال برادری نے یہ ریزولیوشن پاس کیا ہے۔ کہ جو لوگ ولایت جائیں گے۔ وہ برادری سے خارج کئے جائیں گے عالم لوگ اس سے شور و غل مچا رہے ہیں قطع نظر

اس کے کہ وہ ولایت گئے ہیں یا نہیں اور انہوں نے ولایت سے واپس آنیوالوں کیسا تہہ کہانا کہایا ہے یا نہیں مگر ہمارے نزدیک عوام کو اس سے زیادہ گھبرانا نہیں چاہیئے جب وہ ماضی کا حال سے مقابلہ کرینگے - تو انہیں زمین آسمان کا فرق نظر آئیگا - ایک وہ وقت بہی تہا جبکہ ہندو لوگ اٹک سے پار جانیوالے کو ملیچھ اور اُسر کے نام سے پکارا کرتے تہے مگر یہ اسوقت کا خیال ہے جب کہ ویدک تعلیم کے نکتہ خیال سے کوہ ہمالیہ تک تمام زمین کا خاتمہ ہوجاتا تہا - مگر اب معلوم نہیں جب کہ اس بیسویں صدی میں بہنچکر علم کی روشنی سے تمام ویدک تعلیم پر اوس پڑگئی ہے - تو یہ دقیانوسی خیال کہا تک زیبا ہے - کیا سوشل اصلاح کی ٹھیکیدار آریہ سماج اس طرف کچہہ توجہ نہ کرے گی -

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

معزز ہمعصر اخبار عام ایک ہندو اخبار کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ ایک اخبار نے امرتسر کی پیدائش اور فوتیوں کی مسل رپورٹ میں ظاہر کیا ہے - کہ وہاں ہندو آبادی کی شرح پیدائش بمقابلہ مسلمان آبادی کے کمتر ہے - اور شرح اموات زیادہ ہے - اس نقص کی طرف وہاں کی ہندو سبھا بیدار ہوگئی ہے - ہندو اخبار ٹریبیون خوف کرتا ہے - کہ ایسا نہو کہ ہندو لوگ معدوم ہوجائیں آگے چل کر ہمعصر اخبار عام اپنے بہائیوں کو تسلی دیتا ہوا جتلاتا ہے - کہ اس میں سرکار کا بہی کچہہ قصور نہیں اور نہ ہی مسلم لیگ کا کچہہ واسطہ ہے تو بہی یہ حالت چشم پوشی کے قابل نہیں سمجہی جاسکتی مثلاً بحوالہ رپورٹ سرکاری کے ظاہر کیا گیا ہے کہ ماہ جون میں امرتسر میں ۴۴۶ بچے پیدا ہوئے - انمیں ۱۹۱ ہندو تہے اور ۲۷۵ مسلمان اسی ماہ میں ۴۷۳ فوتیاں ہوئیں جن میں ۲۴۴ ہندو تہے اور ۲۲۹ مسلمان

ہماری بھی سن لو

ہم ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں بلکہ بار بار اس معاملہ میں اپنی ہمدردی کا ثبوت دیکچکے ہیں مگر یہ عجیب زمانہ ہے - کہ خیر خواہی کو بدخواہی اور دوستی کو دشمنی سمجہا جاتا ہے - دیکہو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ وہ قوم جو اپنے رشی منی اور ہادیوں کی راہ کو چہوڑدیتی ہے اسکو ہر طرح سے زوال آنا شروع ہوجاتا ہے ست ونتی وردیدی کورو اور پانڈو کے درخشان مثالیں کسطرف تمہاری رہنمائی کرتی ہیں اور پہر اس بیسویں صدی میں بہونچکر رشی دیانند نے تونیوگ جیسے اتم رتن کو بتلاکر تمہارے لیے سیدہی سڑک بنادی - اب تم اپنے پوجنیہ گورو کی ہدایت پر عمل کرو تو یہ تصور کسکا ہم اب بہی دعوی سے کہتے ہیں کہ اگر آپ لوگ صرف ۹ ماہ ہی اسی پر عمل کریں تو یہ کمی نہایت عمدگی سے پوری ہوسکتی ہے - کیا کوئی رشی دیانند کا چیلا ہے جو مرد میدان بنے -

سود خواروں کی خواری

وسط ایشیا کے چینی علاقہ کاشغر میں شکار پور سندھ کے بہت سے ساہوکار سود خواری کے پیشیہ پر گزارہ کرنے کے عادی چلے آتے تہے - اس سے وہاں کے باشندے بہت نالاں تہے - اور سود خوار قرضہ کا لالچ دیکر وہاں کے باشندوں کو چوس رہے تہے - اسپر وہاں کے چینی حکام نے قطعی حکم دیا ہے - کہ تمام شکار پوری اور دیگر ہندی لوگ جو سود خواروں کا پیشیہ کرتے ہیں چینی قلمرو سے ملک بدر کیئے جائیں کاشغر کے برٹش ایجنٹ بہی اس کارروائی کے طرفدار ہیں - اب وہی لوگ وہاں رہنے پائینگے جو سود خواری سے قطعی باز آئیں - اور بجائے سود خواری کے تجارتی کاروبار کا تحریری وعدہ دیں اور تقریباً نصف درجن شکار پوریوں نے یہ وعدہ لکھکر دیدیا ہے - اور کچہہ تعجب نہیں کہ انہیں دیکہا دیکہی انکے دوسرے بہائی بند بہی اس پر عمل کرنا شروع کردیں - ورنہ وہ لوگ ہرگز وہاں رہنے نہیں پائیں گے - تمام حکام ان سے سخت بیزار ہیں -

ہیلی کا دمدار تارہ

فرانس کے ایک ہیئت دان میجر مارچینڈ نے حال ہی میں پیرس کے اخبار ٹمیس میں ایک مضمون "ہیلی کا دمدار تارہ" کے متعلق شائع کیا ہے - جس میں میجر موصوف اس تارہ کی بزور تردید کرتے ہیں - جو گزشتہ ماہ مئی میں نظر آیا کرتا تہا - وہ فرماتے ہیں کہ ہیلی کا دُمدار تارا آئیندہ ماہ اگست میں نظر آئیگا جو ۷۶ سال اور ۱۱ گھنٹے میں آسمانی چکر طے کریگا - وہ فرماتے ہیں کہ ماہ مئی میں نظر آنیوالا تارہ کوئی آوارہ گرد تارہ تہا - لہذا اسکو ہیلی کے نام سے تعبیر کرنا غلطی ہے - میجر صاحب کے اس بیان سے یقین کرنا پڑتا ہے - کہ ماہ اگست میں کوئی اور دمدار تارہ نظر آئیگا - اے ہندو جوتشیو وقت ہے تم بہی کوئی پیشین گوئی کردو - کہ ماہ اگست میں واقعی ایک دمدار تارا نظر آئیگا - اگر نہ آیا - تو حساب کی غلطی کہہدینا - اگر آگیا - تو پوں بارہ

مصنوعی چاندی

ہندوستان میں عرصہ سے لوگ رسائن کی تلاش میں سرگرداں رہا کرتے تہے - مگر اب وہ یہ سن کر خوش ہوجائیں کہ امریکہ کے ایک ڈاکٹر لانگ نے چاندی بنانا سیکہہ لیا ہے - چنانچہ وہ سات مختلف دہاتوں کی آمیزش سے چاندی تیار کرنے لگے ہیں انہوں نے اس عمل کو پیٹنٹ کرانے کی درخواست اپنی گورنمنٹ کو دی ہے - کیا کسی ہندو سادہو ہی نے تو نہیں امریکن ڈاکٹر کو فیضیاب کیا آریو! یہ وقت ہے ذرا کسی گہومی ہوئی عبارت میں اسکے متعلق کچہہ لکہدو - کہ ہمارے وید میں پہلے ہی سے مصنوعی چاندی و سونا بنانیکے گر درج ہیں - کیونکہ ریل کا ذکر بہی پہلے سے ہی آپکے ویدوں میں موجود تہا - تار کا بہی اور جہاز رانی کا بہی جب مداری کے تھیلے ہیں یہ چیزیں سما سکتی ہیں - اسمیں یہ چہوٹی سی بات نہیں سما سکتی - زیادہ تشریح کی ضرورت

نہیں عاقل کیلئے اشارہ ہی کافی ہے۔

تپ دق کا علاج

آجکل اخباروں میں یہ تحریر شایع ہو رہی ہے۔ کہ کیلے کا پانی تپ دق کیلئے مفید ہے۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ:۔ ڈاکٹر مانو ہیلوی جنوبی افریقہ کے ملک پرارین کے ایک ڈاکٹر ہیں انہوں نے تپ دق کے متعلق ایک تحریر شایع کی ہے جس میں بتایا ہے کہ کیلے کا پانی پینے سے یہ مرض دفع ہو جاتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک تپ دق کے مریض کو انہیں دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اسکی بیماری بڑھ گئی تھی اور ہر دم کھانسی ستاتی تھی بلغم زیادہ نکلتا تھا۔ رات کے پچھلے پہر پسینا آتا تھا۔ بخار زیادہ ہوتا تھا۔ اسکا بدن سوکھ کر کانٹا سا ہو گیا تھا۔ پیچش بھی اُسے ستاتی تھی۔ بھوک مر چکی تھی۔ یہ بیماری اس کی خاندانی تھی۔ لیکن ہر روز بیس انچ لمبی کیلے کی ٹہنی میں سے پانی نکال کر اس میں سے پانچ تولہ پانی دو دو گھنٹے بعد پینے سے تین دن میں بلغم گرنا بالکل بند ہو گیا۔ اشتہا بڑھ گئی اور اس میں چلنے پھرنے کی ہمت آنے لگی۔ وہ یہی عرق دو ماہ تک برابر استعمال کرتا رہا اور دو ماہ کے بعد وہ بالکل اچھا ہو گیا۔

ایک نئی وبا کا خطرہ

میجر گارڈن ٹکر آئی۔ ایم ایس نے حال ہی میں برٹش میڈیکل ایسوسی ایشن کی بمبئی برانچ کے جلسہ میں ایک مضمون پڑھا جس میں آپنے ایک تشویشناک امر کا اعلان کیا۔ کہ وہ دن دور نہیں جب کہ ہندوستان کو ایک ایسے ہولناک مرض کا مقابلہ کرنا پڑیگا۔ جو طاعون سے کسی طرح کم نہیں یہ مرض زرد بخار ہے جو ممکن ہے ۱۹۱۵ء کے شروع میں نہر پانامہ کے ختم ہونے پر ایشیا میں داخل ہو جائے۔ آپنے اپنے لیکچر میں فرمایا۔ کہ اگرچہ ہندوستان پر یہ خوفناک مرض آسانی سے حملہ آور ہو سکے گا۔ لیکن اسی کے ساتھ اسکے دفعیہ کی یہ تجویز ہو سکتی ہے۔ کہ میڈیکل افسروں کو ان ممالک میں بھیجا جائے۔ جہاں زرد بخار پھیلا ہوا ہے۔ اور ایسا ٹیکا دریافت کیا جائے جو بخار کے جراثیم کے ہلاک کرنے میں کارگر ہو اور ساتھ ہی مچھروں کو ضائع کر دیا جائے۔ میجر صاحب نے بیان کیا۔ کہ اگرچہ اسوقت جغرافی لحاظ سے زرد بخار کا رقبہ محدود ہے۔ لیکن نہر پانامہ کے کھلنے سے ممکن ہے کہ یہ رقبہ زیادہ وسیع ہو جاوے میجر صاحب کی رائے میں یہ تجویز بہتر ہے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو مچھروں کو نیست و نابود کیا جائے سوانا میں چندسال ہوئے۔ جب زرد بخار کا بہت زور تھا تو مچھروں کی ہلاکت میں نہایت سرگرمی سے کام لیا گیا۔ اور تجربہ سے ثابت ہو گیا۔ کہ زرد بخار کے جراثیم مچھروں سے پیدا ہوتے ہیں ؛

چین کے چٹھی رساں

پیکن میں ایک ایسے نووارد کے لیئے جسکو فن موسیقی میں کچھ بھی دخل ہو۔ اس سے زیادہ دلچسپ نظارہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ کہ ہر صبح اور دوپہر کو اس عظیم الشان شہر میں نامہ بر کبوتروں کے جھنڈوں کے جھنڈ اڑتے ہوئے دیکھے جو شہروں کے مختلف حصوں سے سوداگروں ساہوکاروں قانون دانوں اور دیگر پیشہ وروں کو ایک طرف سے چٹھیاں پہنچاتے ہیں چین میں پیام رسانی کا یہ طریقہ اسقدر قدیم ہے کہ اس سے متعلق کسی خاص زمانہ کا تعین نہیں کیا جا سکتا نامہ بر کبوتروں کے پروں کیساتھ بانس کی نہایت باریک نالیاں جن میں سوراخ ہوتے ہیں۔ باندھ دیجاتی ہیں۔ کبوتر جب اڑتے ہیں تو ان باریک بانسریوں سے نہایت سریلی آواز پیدا ہوتی ہے۔ آنکھوں اور کانوں کو یہ سماں ایسا بھلا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کا تصور صرف قیاس میں ہی آسکتا ہے

سانپ کو انسانی بچہ سے محبت

آجکل یہ خبر اخبارہی میں گشت کر رہی ہے کہ پرولیا (بنگال) کے موضع شاہ پور میں ۶ ماہ ہوئے۔ ایک برہمن کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تھا۔ اسی دن سے ایک سانپ اسکے پاس موجود رہتا ہے۔ ایک روز اُسے پکڑ کر دریا میں بہا دیا گیا۔ خواب میں سانپ نے بچے کے باپ سے کہا کہ اگر تم مجھے مارو گے تو میں تمہارے تمام خاندان کو تباہ کر دونگا۔ اور اگر مجھے نہ مارو تو میں تمہیں ضرر پہنچانے کے لیئے نفع آور ثابت ہونگا۔ اس کے بعد سانپ کو اسکی اصلی حالت پر چھوڑ دیا گیا۔ اسے دن میں دو مرتبہ دودھ دیا جاتا ہے۔ جب بچہ زمین پر ہوتا ہے۔ تو سانپ پھن پھیلا کر اس پر چھتری سی بنا دیتا ہے۔ اور جب وہ چارپائی پر ہوتا ہے۔ تو اس کے نیچے بیٹھا رہتا ہے۔ الغرض وہ بچے سے جدا نہیں رہتا۔ اگر اسے پکڑ کر دور چھوڑ آؤ۔ تو پھر گھر میں آجاتا ہے۔ آریوں کے لیئے تصدیق تناسخ کا کیا نادر موقعہ ہے مگر افسوس کہ ابھی تک کسی آریہ نے اپنی اخبار میں اسکا ذکر نہیں کیا۔

مہاشہ دہرمپال کی کذب بیانی

مہاشہ دہرمپال لکھتے ہیں کہ مجھے اس ہفتہ فیروز پور جانا پڑا۔ فیروز پور وہ جگہ ہے۔ جہاں سب سے اول میرے مذہبی خیالات میں تبدیلی ہوئی۔ میں نے اسجگہ کو جہاں میں رات بھر قرآن خوانی میں مشغول رہتا تھا۔ بڑے شوق سے دیکھا۔ کاذب کی بلا دور اس جھوٹ کی بھی کوئی حد ہے کیوں مہاشہ جی نیوگ کی قسم کھا کر کہنا وہاں تم دیو گورو جگوان کی مورتی پوجا کیا کرتے تھے۔ یا قرآن شریف کی تلاوت تم جیسے بد بخت کی قسمت میں قرآن شریف کہاں ؛

ایک عظیم الشان عیسائی کانفرنس

پچھلے ایام اڈنبرا میں جو عیسائی کانفرنس ہوئی تھی۔ اسکے متعلق مارس کرسچین ہیرلڈ لکھتا ہے۔ کہ دو ہزار سال سے ایسی عظیم الشان کانفرنس کبھی نہیں ہوئی ۔ تقریباً دو ہزار ڈیلیگیٹ بیرونجات سے شامل ہوئے۔ جن میں ہر ایک ملک کی کارکن سوسائٹیوں کے قائمقام شامل تھے۔ کانفرنس کے انعقاد کی یہ غرض تھی کہ ہم کسطرح

اسی طریقہ سے عیسائیت کی اشاعت کر سکتے ہیں اسکے متعلق مختلف سوالات پر غور کرنیکے لیئے آٹھ سب کمیٹیاں عرصہ دو سال سے اپنی تفتیش و تحقیقات میں سرگرم تھیں جنہوں نے پانچصد مشہور و معروف لائق فایق اور تجربہ کار کارکنوں سے اپنے تمام کام میں امداد اور اعانت حاصل کی جو اس کانفرنس میں تمام کمیٹیوں کے غور و خوض کے لیئے پیش ہوئیں - ان میں آٹھ دن تک کانفرنس میں مباحثہ ہوتا رہا کانفرنس کے اجلاس کا خرچ ایک لاکھ پانچہزار روپیہ ہوا مسلمانو! یہ تثلیث پرستوں کا حال ہے - کیا یہ دیکھکر بھی توحید پرستوں کی رگ حمیت جوش میں نہیں آئیگی!

پریم کی گنگا کی ٹھاٹھیں

پرکاش ۹ مارچ کے الشیہ میں لکھتا ہے - کہ آریہ سماج اپنے ساتھ پریم کی گنگا لایا ہے" ہاں؟ اس میں انکار کسکو ہو سکتا ہے - یہ مذہبی لٹریچر میں ٹھٹھا مخول اور گندے اور فحش الفاظ کا ذخیرہ یہ سب پریم کی گنگا کی ہی برکت ہے - پرانند بیتندر **طوفان میں جٹیان "خدائی بمب" آسمانی گولہ"** وغیرہ وغیرہ یہ سب پریم کی گنگا کا ہی فیض ہے - اس سے بڑھکر دہرمپال اور ڈاکٹر چرنجیو کے مقدمہ میں بھی پریم کی گنگا ہی ٹھاٹھیں مار رہی ہے - اب خدا کیلئے یہ پریم کی گنگا کسی دوسرے ملک کا رخ کرے - تا کہ ایسا نہو کہ اس پریم کی گنگا کی طغیانی تمام کھیتی باڑی کو اپنے ساتھ بہا لیجائے"

مسافر بھاگ گیا

مذہبی دنیا سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ مسافر آگرہ بیباکی اور گستاخی میں کیا بڑھا ہوا ہے - ہمارے قدوۃ الانبیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سرور کائنات جنکا نام سنتے ہی بیساختہ ہمارے لبوں میں درود شریف کے لیئے حرکت پیدا ہوتی ہے - جس کے مقدس اور مطہر نام کو سنکر آج بھی بڑے بڑے شہنشاہ اور شہریار تخت سے اتر پڑے ہیں مگر یہ دیانند کا ہونہار چیلا ایسے مقدس انسان کی شان میں وہ وہ فحش کلامی کرتا ہے - کہ جسکو سنکر ہمارے سرد بلکہ منجمد خون میں بھی حرارت پیدا ہو جاتی ہے - اسکے قابل رحم حالت پر ترس کھا کر نور کی کرنوں نے ایک دو دفعہ اپنا جلوہ اس گمراہ مسافر کو دکھلایا - مگر یہ نور کی تجلی دیکھکر اتنا جھکا اور چکا چوند ہو گیا کہ گھبراہٹ سے چلا کر آہ و بکا کرنے کے بعد بول اٹھا - کہ تبادلہ نہیں

بھاگو کہاں تک بھاگو گے

ہم اپنا پرچہ اس کی خدمت میں باقاعدہ بھیجتے رہے مگر سہ کرہ یاد دہانی کرانے پر بھی مسافر کو اپنا پرچہ بھیجنے کی جرأت نہ پڑی حالانکہ مسافر کا کوئی ایسا پرچہ نہیں ہوتا جسمیں ہمیں بے نقطہ نہ سنائی ہوں اور ہمارا رونا نہ رویا ہو پھر چند دنوں کے بعد ہم نے لکھا - کہ اگر تمہیں تبادلہ میں کوئی امر مانع ہو تو اپنا قیمتی پرچہ بذریعہ دی پی بھیجدو - مگر اس شیر بہادر کو دی پی بھیجنے کا بھی حوصلہ نہ پڑا - اب ہم یہ پرچہ بھیجکر پھر اس شیر بہادر کی گوش خراشی کرتے ہیں - اگر اسپر بھی اس آریہ ورت کے لاثانی اور واحد سورما نے کچھ توجہ نہ کی - تو ہم منی آرڈر کے ذریعہ قیمت اخبار بھیجکر پرچہ کے اجرا کے لیئے مجبور کر دینگے - "بھاگو کہاں تک بھاگو گے"

تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طلباء کو ہمارا پیغام

جبکہ ہمارا پیغام پہنچیگا - تو اس وقت ہمارے سکول کے طلباء موسمی تعطیلوں کا لطف اٹھا رہے ہونگے مگر ہم اس موقعہ پر انکے ایک فرض اولی کی یاد دہانی کرانا ضروری سمجھتے ہیں - پیارے بچو قادیان میں رہکر حضرت خلیفۃ المسیح اور دیگر بزرگان ملت سے جو آپنے روحانی فیض حاصل کیا ہے - اور جس روحانی سپرٹ کو آپنے اپنے اندر جذب کیا ہے - جس مطہر اور مقدس دین کی برکات کو آپنے اپنے اندر لیا ہے - ان چھٹیوں میں آپ کا یہ نہایت ضروری فرض ہوگا - کہ آپ اپنے تعلیمی فرائض کو کما حقہٗ انجام دیتے ہوئے اعلائے کلمۃ الحق کا سندھیسا دوسروں کے کانوں تک بھی پہنچاؤ - اور جس معرفت کے چشمہ سے تم شریں کام ہوئے ہو اپنے حال و قال سے دیگر مذاہب والوں پر ثابت کر دو گے کہ اسلام کی تعلیم کیسی اعلیٰ اور مقدس تعلیم ہے -

پیارے بچو! ان چھٹیوں میں اپنے طرز عمل سے اور اپنی برادرانہ اخوت سے ثابت کر دکھلاؤ - کہ آپ میں مشنری سپرٹ ہے - آپ پیارے اسلام پر فدا ہیں - گھروں میں جاتے ہی آپ کے والدین اور اڑوسیوں پڑوسیوں کو یہ ثابت ہو جائے - کہ ہمارے بچے روحانیت کے رنگ میں رنگین ہو کر آئے ہیں اور انہیں اسلام کی لو لگی ہوئی ہے ہمیں آپ پر پورا پورا بھروسہ ہے - کہ آپ اپنے فرض اولی کے ادا کرنے میں سستی نہیں کرینگے - اور ہم آج سے اس دن کا نہایت شوق سے انتظار کرینگے جب کہ چھٹیوں کے بعد ہر ایک نوجوان فخریہ آکر بتلائیگا - کہ اس نے اپنے پیارے سکول کے لیئے اسقدر چندہ جمع کیا -

کیا ویدک دہرم یہی سکھلاتا ہے؟

مہاشہ دہرمپال جنکو یہ دعوی ہے کہ آریہ سماج کی شرن لینے سے پہلے انکا تن من بابوں سے لت پت ہوا ہوا تھا - گناہوں کی آگ سے انکا بدن جھلسا ہوا تھا - ویدک ایشور نے انپر کرپا کر کے ویدک گیان نے اپنے سیتل جل (ٹھنڈے پانی) سے انکو شانت کیا - اب یہ شانتی یافتہ نو آریہ اپنے نئے پرچہ میں لکھتا ہے - کہ فیروزپور کے مقدمہ میں بہت دیر تک بات چیت کرنیکے بعد ماسٹر لچھمنداس کے وکیل لالہ شو نراین اور لالہ بھگت رام جی میرے پاس آئے - اور کہنے لگے کہ ماسٹر لچھمنداس جی اسبات کے لیئے طیار ہیں کہ وہ یہ لکھدیں کہ انہوں نے

دیوسماج ہائی سکول موگہ کے بارے میں جو چھٹی شائع کی تھی۔ وہ بغیر تحقیقات کے شائع کی ہے۔

اور اس میں جس الزام کا ذکر ہے وہ جھوٹ ہے۔

مگر دوسری طرف ماسٹر لچھمنداس جی پرکاش میں نہایت شدومد سے ابات کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں" آریہ پرشو میں سال بھر سے دیوسماج کے مقدمہ میں پھنسا ہوا ہوں جب تک یہ ختم نہو تب تک اسکے متعلق رائے زنی کرنا بے سود ہے لیکن دہرمپال نے جو غلط فہمی پھیلانی چاہی ہے اس کے متعلق صرف اسی قدر لکھنا چاہتا ہوں۔ کہ مینے کبھی معافی مانگنی منظور نہیں کی اور نہ ہی میرے وکلاء لالہ شو نرائن اور لالہ برکت رام کبھی دہرمپال کے پاس میرا معافی نامہ لیکر گئے اور نہ ہی فیروزپور میں کوئی شخص دہرمپال کو وہ وقت دینے کے لیئے تیار ہے۔ جو اس نے اپنے اخبار میں بتلائی ہے۔ بلکہ کیا لکھوں اسوقت لکھ نہیں سکتا۔ اب لالہ دہرمپال اور ماسٹر لچھمنداس کے بیان میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ کیا ویدک تعلیم لوگوں کو جھوٹ بولنا ہی سکھلاتی ہے۔

افسوس!

ہاتھی کی پوجا

چند روز گزرے۔ برما کی گورنمنٹ کو ایک گاؤں سے ایک ہاتھی کا سفید بچہ ملا۔ گورنمنٹ برما نے اس ہاتھی کے بچہ کو وہاں کے بدہوں کو عطا کیا بدہوں نے اس عطیہ کو بڑی خوشی سے قبول کیا اور اس کے عوض گورنمنٹ کا بہت شکریہ ادا کیا محافظ اس بات کا انتظام کر رہے ہیں کہ اس متبرک جانور کو پہلے منڈلے میں اور بعد ازاں رنگون میں لیجاویں رنگون میں ہاتھی کے بچہ کو سب سے بڑے مندر میں داخل کیا جاویگا۔ اور کئی قسم کی مذہبی رسم ورواج کی جائینگی۔ ہر رسم ورواج اپنی شان وشوکت میں ان رسوم سے کم نہ ہونگی۔ جو کہ مہاتما بدھ کے پشاور سے تبرکات وریانت ہونے پر ادا کی گئی تھیں" آگے چل کر سپاآریہ گزٹ کا ایڈیٹر یہ نوٹ چڑہاتا ہے کہ ہمیں سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ وہ کونسی چیز ہے جو اسکو (ہاتھی کو) پرستش کے قابل بناتی ہے۔ گیدڑ کی کیوں نہیں پوجا کرتے ہاتھی کی کیوں کرتے ہیں۔" نور" اس تجاہل عارفانہ کے قربان وید میں تو **"اونگ گنیش ائیمہ"** ہے۔ وہاں اونگ گیدڑ آئیمہ تو نہیں تو پھر ان بیچاروں کا کیا قصور یہ تمام وید کی کرپا درشٹی (مہربانی) کا نتیجہ ہے مگر واہ رے تعصب اسپر بھی دیانندی یہ ڈینگ پر ڈینگ مارتے ہیں کہ ہماری ویدوں میں توحید ہی توحید ہے۔ اچھا باورکیئے جاؤ۔ آج نہیں کل کل نہیں پرسوں ضرور بھانڈہ پھوٹ کر رہیگا۔

ہوا کا رخ

ایک تجربہ کار ہیڈ ماسٹر راوی ہے۔ کہ اکثر خام الطلباء اب ٹ بڑھ ہوئے ہمہ دانی کے بزرگوں سے شوخ چشمی کرنا اپنا خاصہ بنا لیتے ہیں۔ انکو نہ تو کسی کی شرم اور نہ خوف ہوتا ہے بجز اس کے انکو جنٹلمین بننے سیگریٹ پینے ہاتھ میں چھڑی دامن کا بوٹ پہنے ایک تما رکھنے کا مرض چمٹ جاتا ہے۔ وہ بزخودت شرافت کو بالائے طاق رکھکر والدین کو جنہوں نے پالا پوسا بالمقابل صلواتیں سناتے ہیں۔ ان سے زیادہ بیوی کے خواستگار بن بیٹھتے ہیں جب برسرروزگار ہو جاتے ہیں۔ تو مستحق ان کی پرورش سے درگزر کر اپنی ہی شکم پروری میں ہمہ تن مصروف ہو جاتے ہیں بزرگوں اور والدین کے احکام کی تعمیل سے اپنی عورت کی فرمائش کو ترجیح دیتے اور ایسے گمن ہو جاتے ہیں کہ اپنی کمائی کو اسکے سپرد کر اسکے دست نگر ہو جاتے ہیں۔ دن اور رات اسی کی دھن رہتی ہے۔ بھائی بہنوں کو پیسے کا ایک پوسٹکارڈ ڈالتے بھی الکس آتی ہے اسکول میں ابھی تعلیم پاتے ہی کہ شادی کا بند وبست بلشر ہی کر لیتے ہیں۔ اور جب مدرسے نکلتے ہیں ایک دفعہ ہوتے ہیں۔ تو استاد سے طوطا چشم ہوتے ہیں راستے میں قضا کار استاد کو جیسے ہاتھ سے چپت کھاتے تھے۔ مل بھی جائے تو منہ چھپائینگے۔ یا کترا اگر کسی اور طرف کو کھسک جائینگے مبادا کہ سلام کرنیکی تکلیف گوارا کرنی پڑجائے۔ لینے دینے کے سر پر تو خاک یہاں سلام ہی سے گریزاں ہیں۔ حق فراموش حد درجے کے گر بفضل خدا کسی عہدہ پر ممتاز ہی ہو جائیں تو جس درس کے صدقے سے یہ دن نصیب ہوا۔ اسکے شاگرد کہلانیکو اپنی کسرشان سمجھتے ہیں۔

غرض محال اگر کسی بزرگ سے پالا پڑ جائے تو پاس ادب کی تو انکو کبھی نزدیک نہیں بھٹکنے دیتے دہر شرمساری و انکی کے سفید ریش پر قہقہہ اڑاتے ہیں۔ گاہے مجلسوں میں جا بیٹھے تو بجائے سماعت اختیار کرنیکا دہر ادہر تاڑ میں مصروف ہوجاتے ہیں۔ غرور تو اتنا کرتے ہیں کہ گویا افلاطون ثانی یا ارسطو ثانی یہی ہیں غرضیکہ اے ناظرین اس زمانہ کے نوجوانوں کی یہ شکایات ہیں۔ جن پر غور کرنا۔ ... واجب و نہایت ضروری ہے

جزاکم اللہ احسن الجزاء

گذشتہ سے پیوستہ پرچہ میں نہیں خاص خاص دوستوں سے خصوصیت سے نور کی توسیع اشاعت کیلئے توجہ دلائی ہے سو اللہ تعالی کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ نور کی آواز اکارت نہیں گئی بعض دوستوں نے میری آواز سے بڑہکر بوالعجری خرید کرا دینے خریدار پیدا کرکے میری حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ ان دوستوں میں سے یہ دوست خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

لعالیجناب بابو فضل کریم صاحب ڈیرہ اسمعیلخان ...	۶ خریدار اور ایک بوالعجری کانت نذر دیں حضور باوانند
" خلیفہ رشید الدین صاحب ایل ایم ایس بڑ گڑھ ...	ایک جن ۱۲ انگوری "
" بابو عمر دراز خانصاحب ڈیرہ اسمعیلخان ...	ایک خریدار و ایک درجن انگوری
" سید محمد شاہنواز صاحب فیروزپور ...	دو خریدار
" محمد یار ملتان	ایک خریدار
" محمد اسمعیلخان بہرتپور	"
" غلام محمد خان لاہور	تین خریدار
" محمد اکرم بیگ	ایک "
" سید صادق حسین صاحب اٹاوہ	تین خریدار
" سید عظیم الدین عثمان آباد	ایک خریدار
" شیخ غلام نبی راولپنڈی	چھ بوالعجری والا ایک خریدار

دو دم شیخ ہاشم علی صاحب و منشی کریم بخش صاحب اور ایک اور دوست جنہوں نے اپنا نام ظاہر کرنیسے منع فرمایا ہے۔ یہ حاضرین خصوصیت سے مشکور ہیں جنہوں نے محض حسن نیت سے نور کی اعانت

پنڈت دیانند کی وید بھاشیہ پر سرسری نظر

نمبر ۲

گذشتہ سے پیوستہ

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو نور نمبر ۱۴)

(۱۵) پنڈت دیانند نے اگرچہ ویدوں میں سے بجائے دیوتا پرستی کے صرف ایک ایشور کی پوجا قائم کرنے کی غرض سے اگنی وایو اندر اور سوریہ وغیرہ دیوتاؤں کے ناموں کی جھوٹی تاویل کر کے یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ یہ کل ایشور ہی کے نام سے ہیں۔ اور ہر ایک منتر کے اندر جو بہت سے الفاظ ہیں انکے بھی اپنے مطلب کے موافق جہانتک ہو سکا ہے۔ الٹ پلٹ معنی کئے گئے ہیں مگر پھر بھی انکے اصل مضمون کے اندر جو دھن دولت اور دنیوی چیزوں کے متعلق وغیرہ کی دعائیں ہیں وہ بدستور موجود ہیں۔ نمعلوم انکو سوامی جی نے کیوں نہ الٹ پلٹ کیا۔ اور دیوتاؤں کے نام اگرچہ ایشور بنا دیئے گئے ہیں۔ مگر دیانندی منتروں کا مضمون کسی روحانی تعلیم یا دھارمک چیزوں کی خواہش کو ظاہر نہیں کرتا۔ ایسے آگے انکے وید بھاشیہ سے جو منتر انہیں کے ترجمہ کئے ہوئے ہیں۔ ہم درج کریں گے ان سے ہمارے اس کلام کی بخوبی تصدیق ہو جائے گی۔

(۱۶) پنڈت دیانند صاحب نے جب دیکھا کہ اگنی وایو وغیرہ کو ایشور بنانے سے بھی کامیابی نہیں ہوتی تو پھر یہ ڈھکوسلا نکالا۔ کہ اگنی بایو کے معنے جیسے ایشور کے ہیں ویسے ہی آگ اور ہوا کے بھی ہیں اور جب ایشور کے معنوں کو چھوڑ کر الفاظ مذکور کو اصلی معنوں میں تقسیم کیا ہے۔ تو ایک ایک منتر کا دو قسم کے عجیب معنوں میں ترجمہ کیا ہے۔ یعنی ایک ہی منتر کے ایک ترجمہ کے ذریعہ یہ دکھلایا ہے کہ اس میں ایشور کی استوتی (تعریف) ہے۔ اور اُسی کے دوسرے ترجمہ کے ذریعہ یہ بتلایا گیا ہے۔ کہ آگ اور پانی وغیرہ کی طاقتوں سے جو اب ریل اور کلیں وغیرہ ایجاد ہیں۔ انکی تیار کرنے کی ایشور نے ہدایت کی ہے۔ اور یہاں وایو (ہوا) جل (پانی) کی تعریف وغیرہ لکھی گئی ہے وہاں جہاز رانی کی طرف اشارہ ہے غرضیکہ بیوقوفوں کو پھسلانے کے لیئے اور دیانتدار اور سمجھداروں کو ہنسانے کے لیئے اور قہقہ اڑانے کے لیئے اور انکی چالبازی اور مکاری پر سخت افسوس کرنے کے لیئے ایک عجیب مسخرے پن کی چال کھیلی گئی ہے کہ جو چال بہت مدت تک ہرگز نہیں چل سکتی۔

اب ہم ناظرین پر مذکورہ بالا بیان کے ذریعہ اصل حال کھول کر رگوید کے شروع سے نمبروار پنڈت دیانند کے ترجمہ شدہ منتروں کو درج کرنا شروع کرتے ہیں اور انکے ترجمہ کے نیچے ہر ایک منتر کا پنڈت رویش چند دت کا وہ مستند ترجمہ بھی رقم کرتے ہیں کہ جسکو کیا مشرق اور کیا مغرب دونوں ملکوں کے علماء نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ اور مذکورہ بالا حالات کی بنا پر دونوں ترجموں کو ملا کر پڑھنے اور انکے نفس مضمون سے سچے نتیجے نکالنے اور ہمارے بیان کی تصدیق کرنیکا بوجھ اپنے ناظرین پر چھوڑتے ہیں۔

پنڈت دیانند کا وید بھاشیہ رگوید سنگھتا

پہلی آشٹک پہلا منڈل ادھیائے پہلا سوکت اگنی دیوتا[1] تبو اسر کے بیٹے مدھو چھندا رشی گائتری چھند (وزن) کھرج سر[2] اصلی ترجمہ اگنی یگ کا پروہت اور روشن ہے۔ اگنی دیوتاؤں کے بلانے والا رتواک اور نہایت رتن دھاری ہے۔ میں اگنی کی استوتی کرتا ہوں۔ پنڈت دیانند کا ترجمہ (پہلے معنی اگنی کو ایشور بنا کر) ہم لوگ وِدوانوں (عالموں) کے ست کار (تواضع) سنگم (میل) ہماو (جلال) اور کرم دینے اور قبول کرنیوالے پیدائش کیوقت سے پہلے پرمانوں وغیرہ سرشٹی (دنیا) کے دھارن (بنانے) کرنے اور بار بار پیدائش کیوقت میں کثیف مخلوقات کے رچنے والے اور موسم بموسم میں اپاسنا کرنیکے لائق اور یقیناً منوہر زمین یا سونا وغیرہ رتنوں کے دھارن کرنے یا دینے اور سب چیزوں کے پرکاش کرنیوالے پرمیشور کی تعریف کرتے ہیں۔"

یہ پنڈت جیکے پہلے معنے ہیں اب پنڈت جی کے دوسرے معنے جو انہوں نے اگنی کو آگ مان کر کیئے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔" اپکار (فیض) کے لیئے ہم لوگ ودیا وغیرہ دان (عطیہ) اور صنعت کاری سے پیدا کرنے کے لائق چیزوں کے دینے والے اور ان چیزوں کے پیدا کرنیکے وقت سے بیشتر ہی توڑنے قبول کرنے اور کشش وغیرہ اوصاف کے رکھنے والے اور صنعت کاری کے ذریعوں کے موجب اچھے اچھے سونے وغیرہ رتنوں کے قبول کرانے لڑائیوں میں کل و ہتھیاروں سے فتح دلانیوالے دنیوی آگ کی بار بار خواہش کرتے ہیں۔

دوسرا منتر

اصلی ترجمہ اگنی دیوتا پہلے رشیوں کے نزدیک تعریف کے لائق تھے نئے رشیوں کے لیئے بھی تعریف کے لائق ہیں وہ اس یگ میں لے آویں۔ (باقی آئندہ)

[1] رگوید کے منتر اول کے سرے پر جو عبارت درج ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ اس سوکت دیوتا اگنی ہے اور مدھو چھند رشی اس منتر کے بانیوالے ہیں اور وزن اسکا گائتری اور سر کھرج ہے[2] چونکہ اگنی کی پوجا ابتدائی آریوں میں مروج تھی ایسلیئے ایسی اور شاخوں مثلاً قدیم ایرانیوں رومیوں یونانیوں میں بھی اسکی پوجا جاری تھی[3] رگوید میں بہت سی جگہ اگنی کو ہمدمت کہا گیا ہے۔ اس کی

... نے اپنی تعریف سے یہ عبارت لکھی ہے مذکورہ بالا اگنی کی تعریف کرنے اور تلاش کرنیکے لائق ہے۔ اسکا اپدیش اگلے منتر میں کیا ہے۔

قرآن شریف

نمبر ۴

گذشتہ سے پیوستہ

امید ہے۔ کہ اب آریہ صاحبان اگر کچھ شرم رکھتے ہیں۔ تو گریبان میں منہ ڈال لینگے اور آیندہ کبھی وید کی کسی شرتی کو قرآن شریف کے مقابل لانے کی جرأت نہ فرمائیں گے۔ بلکہ اگر اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ان کے دل اور آنکھوں سے پردہ اٹھادے اور ان کے دیدہ ہوش وا کردے تو وہ فوراً اس کلام پر جو گیان کا چشمہ اور معرفت تامہ کا بھنڈار ہے۔ ایمان لائیں گے۔ نہیں تو قیامت کے دن سخت پچھتائیں گے جب کہ پچھتانا کچھ سودمند نہ ہوگا۔

دوسری آیت

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں شرک (یعنی مادہ پرستی اور مخلوق پرستی و عناصر پرستی شمس و قمر پرستی) کے خلاف یوں ارشاد فرمایا ہے۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہٖ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ یہ گناہ ہرگز نہیں بخشیگا۔ کہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا شریک ٹھہرایا جائے۔ مشرک انسان سو گناہگاروں کا ایک گناہگار ہے۔ اب یہ آیت ایسی مدلل مسوخبر ہے۔ کہ فی الواقعہ اس سے بڑھکر کوئی اور کلام رد شرک میں ہونا محال ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے شرک کی مذمت بھی فرمائی۔ اور شرک کی سزا بھی فرمائی۔ نتیجہ اور الزام سے بھی اطلاع دیدی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ خدا مشرک کو ہرگز نہیں بخشیگا۔ یہ شرک کی سزا ہے کیا آریہ مترو! آپکے وید میں بھی شرک کے استیصال کے لیے کوئی ایسی بدیہ اور صریح شرتی ہے۔ جس میں اس طرح شرک کا کھنڈن کیا گیا ہو بھلا وہ کتاب جو خود ہی شرک میں مبتلا ہو وہ دوسروں کو شرک سے کیسے رہائی دے سکتی ہے۔ وید کی ہر ایک شرتی وایو اگنی جل سورج چاند وغیرہ کی پرستش میں لت پت پائی جاتی ہے۔ خفتہ را خفتہ کے کند بیدار۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں شرک کے لیئے ایسی کڑی اور عبرتناک سزا اسواسطے مقرر کی کہ پیدا انسان کو اللہ نے کیا رزق اس نے دیا۔ زندگی اس نے عطا فرمائی تمام مایحتاج کی اس نے ارزانی فرمائی اور پھر ناسپاس انسان جو اسکو چھوڑ کر مخلوق پرستی شروع کرتا ہے اور دوسروں کی سیوا کو اپنا پرم دھرم سمجھتا ہے پس اللہ تعالیٰ ایسے کرتگھن اور ناشکری کو کیسے بخش سکتا ہے۔ ناشکرے اور بیوفا لوگوں کے لیئے قرآن شریف یہ عبرتناک سزا فرماتا ہے۔

فی الدرک الاسفل من النار جہنم کے نچلے سے نچلے طبقہ میں گرائیگا۔ اور گہری تاریکی اور سخت سے سخت تکالیف اور دکھوں میں مبتلا کریگا۔

اب اس آیت کا مقابلہ اس (مفروضہ) شرتی سے کیا جائے جسکو سوامی دیانند نے مڑوڑ تروڑ کر کچھ کا کچھ بنا دیا ہے۔ جسکا حوالہ پرکاش کے ایڈیٹر نے نہایت شدومد سے دیا ہے۔ جس میں صرف یہی لکھا ہے کہ "مادہ پرست انسان تکلیف اٹھاینگے"۔ اور دلیل کوئی بھی نہیں دی۔ مگر قرآن شریف کی اعلیٰ اور پیاری تعلیم پر غور کیجیے یہاں اللہ تعالیٰ نے دعوے کیساتھ دلیل بھی بیان کردی ہے۔ کہ اسوجہ سے انکی مغفرت نہیں ہوگی۔ کہ وہ اس کیساتھ شریک خدائی ٹھہراتے ہیں۔

واقعی جو شخص محسن کو چھوڑ کر دوسرے کو محسن و مربی قرار دے۔ یا دوسرے کو بھی ناحق اپنا محسن ٹھہرائے وہ اسی قابل ہے۔ کہ حقیقی محسن اس بیوفا کو اپنے پاس سے دھتکار دے اور کبھی اسکو منہ نہ لگائے۔ اور نہ اس پر ترس کھائے۔ اور یہی فلاسفی ہے۔ ابدی جہنم کی۔ کہ وہ بدبخت جو خدا کو چھوڑے ہوئے ہیں وہ جہنم کی ابدی جیلخانہ میں مقید رہیں گے اور انکے اپنے ہی اعمال انکے لیئے آہنی طوق بیڑیوں کے شکل ہو جائینگے چنانچہ حضرت شیخ عبد القادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب فتوح الغیب کے ترجمہ میں لکھا ہے۔ کہ ایک شخص نے خواب میں دوزخ کو دیکھا کہ اس میں آگ کا نام و نشان نہیں ہے۔ حیران ہو گیا کہ دوزخ کیا اور آگ کا نہونا کیا دوزخ نے کہا کہ سچ مچ مجھہ میں آگ نہیں ہے۔ لیکن جو شخص یہاں آتا ہے۔ اپنی آگ اپنے ساتھہ لاتا ہے یہ اس کی وہی شہوات و ہواہاے نفسانی کی آگ ظاہری آگ سے متشکل ہو جاتی ہے۔ فتفکروا یا اولی الالباب

تیسری آیت

پھر اللہ تعالیٰ رد شرک میں فرماتا ہے۔ "ھو الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ھل من شرکاءکم من یفعل من ذلکم من شیء سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون" وہی اللہ ہے جس نے تمکو پیدا کیا۔ پھر تمکو رزق عطا فرمایا۔ پھر تمپر موت وارد کریگا۔ پھر تمہیں محاسبہ اعمال کے لیئے زندہ کرے گا۔ کیا جن لوگوں کو تم شریک خدائی ٹھہراتے ہو ان میں سے بھی کوئی ان امور سے کچھ کر سکتا ہے۔ اسکی ذات قدوس ہے۔ اور جن چیزوں کو مشرک لوگ اسکا شریک ٹھہراتے ہیں ان سے اس کی ذات کہیں بلند و برتر ہے۔

بھلا وہ مٹی کا مادہ جسکو انسان خود ہی بناتا ہے جو ذرا سی ٹھیس لگنے سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے جو پانی میں پھینکنے سے ڈوب جاتا ہے۔ وہ اپنے پرستاروں کو کیسے پار اتار سکتا ہے۔ ہم پرکاش کے ایڈیٹر کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ وید سے کوئی ایسی شرتی نکالے

(باقی دارد)

زنبیل

مرزا عبد الرشید کاتب راجپوت گزٹ جس کی شدھی آریہ سماج نے بڑے ڈھول ڈھمکے سے کی تھی۔ صرف دو روز آریوں کا دال بہات کھا کر پھر مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ بوونشدھی کی ہے۔

کانگریس میں حصہ لینے والے صاحبان کوشش کر رہے ہیں کہ ہندوستان کے نامی خیر خواہ مسٹر ویڈربرن کو آئندہ نیشنل کانگریس کے اجلاس کا جو کہ الہ آباد میں ہوگی۔ پریزیڈنٹ بنایا جائے۔

ریاست میسور میں جیلخانوں کے سب سے بڑی انسپکٹر نے انجمن اسلامیہ کو اجازت دیدی ہے۔ کہ وہ جیلخانوں میں اپنا مولوی بہیج سکیں جو کہ انکو قرآن شریف کا وعظ کرنے کے واسطے رہیں۔ چنانچہ مولوی عبد القادر صاحب اسکام پر مقرر کیئے گئے ہیں سو مولوی صاحب روزانہ قیدیوں کو قرآن شریف کا درس دیتے ہیں کیا ہی اچہا ہو۔ اگر ساری دنیا کے جیلخانوں میں ایسا ہی انتظام ہو جائے۔

سندھ میں کثرت بارش سے بہت نقصان ہوا اللہ تعالیٰ فضل کرے

ڈھاکہ کا ایک اخبار راوی ہے۔ کہ اسجگہ ایک سنیاسی راگ کے ذریعہ بیماروں کا علاج کرتا ہے اور اس سے کئی بیمار شفایاب ہو گئے ہیں واقعی راگ میں مقناطیسی اثر ہے۔

ڈاکٹر گستن جی جو لاہور کے میڈیکل کالج کے پروفیسر ہیں ٹریبیون میں نوٹس کے ذریعہ اعلان کرتے ہیں کہ لاہور میں مالٹا فیور کے بیمار کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ اور یہ مالٹا فیور بکری کے کچا دودھ پینے سے ہوتا ہے۔ اور اس تپ سے دو دو تین تین سال تک آدمی بیمار رہتا ہے۔

ارنڈ کے تیل سے جو کہلی نکلتی ہے۔ کہاد کے لیئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔

دریائے سندھ کی طغیانی سے ڈیرہ غازیخان کی حالت بہت نازک ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے۔

کریٹ کی گورنمنٹ نے مطلع کیا ہے کہ ہم دول کے فیصلہ کو قبول کرتے ہیں۔

پیر کی شب کو پولیس کے ایک دستہ نے کلکتہ کے دو مکانات کی بنگالتر کی تازہ اشاعت کے متعلق تلاشی لی۔ پی۔ و باش چندر دیپ کے گہر سے دو بنڈل یگانتر کے برآمد ہوئے۔ جو اس کی تازہ تیں اشاعت سے متعلق تہے۔

دُعا کیلئے التجا

میں آجکل سخت آزمائش میں ہوں۔ نور کے ناظرین دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجہو صبر بخشے۔ (ایڈیٹر)

پیرس سے خبر مشتہر ہوئی ہے کہ حال ہی میں جو جنگی جہاز کریٹ کو بھیجے گئے تہے۔ وہ واپس بلا لیئے جائیں گے۔

اخبار ٹائمز کے نامہ نگار متعینہ فیض کورونگی کیوقت سلطان مراکو نے شاندار گہوڑا ہدیہ دیا نامہ نگار مذکور نے سلطان ممدوح سے درخواست کی کہ فیض کے سابق پاشا کی بیوی کو رہا کر دیا جاوے جسپر اس کے شوہر کی طرح کئی قسم کے مظالم روا رکہے گئے۔ سلطان نے درخواست قبول کر لی اور اس کی رہائی کا حکم نافذ فرمایا۔

جرمنی کے صیغہ جنگ کے ہوائی بیڑہ کی لڑائی شروع ہو گئی۔ اس میں تین جہاز شریک ہوئے ہیں عملہ جہاز میں افسر اور سپاہی ہیں گرداوری کا کام وسیع پیمانہ پر ہو رہا ہے۔

۱

قبول اسلام۔ ایک ہندو راجپوت نے معہ بیوی کے اور ایک برہمن خاتون نے ۸ جولائی کو بروز جمعہ دودن میں اسلام قبول کیا اور اسی دن ایک سکھ نوجوان بہی امرتسر میں مسلمان ہوا الہ العالمین استقامت بخشے آمین

تمام یورپ میں سخت بارش ہو رہی ہے۔ اور موسم تاریک ہے۔ جس سے فصل کو نقصان پہونچ رہا ہے۔ دریا اور ان کے معاون ندی نالے چڑہاؤ پر ہیں دریائے سین کی طغیانی سے پیرس میں اضطراب برپا ہے۔

طہران (پایہ تخت) ایران کی خواتین نے اپنے زیورات حکومت کو نذر کئے ہیں۔ تا کہ وہ انہیں فروخت کر کے صرف میں لائے۔ یہ نیکدل بیگمات سمجھتی ہیں۔ کہ انکے زیورات حکومت کو بیرونی قرضہ لینے سے بے پرواہ کر دینگے۔

ارناؤط کا فتنہ فرو ہو چکا ہے۔ ملک البانیا تین حصوں میں تقسیم ہے۔ ایک نشیبی جو پوری طرح مطیع ہو گیا ہے۔ دوم متوسط یہاں قوانین کا نفاذ شروع ہو گیا ہے۔ اور سوم بالائی یہاں کے باشندوں کو انکی حالت پر چہوڑ دیا گیا ہے۔ حکومت نے ان سے اطاعت کی قسم لے لی ہے۔ باغی تین حصوں میں جبٹ کر اپنے اہل و عیال کے ساتھ پہاڑوں پر قرار پذیر ہیں۔ لیکن وہ سرکاری فوج سے مڈ بھیڑ کرنے کی جرأت نہ رکھنے کے باوجود ہنوز تمرد پر مصر ہیں کیونکہ انہیں نے انگریز نے ہرگز ہتھیار نہ دینے کی قسم کہائی ہے۔ اور تا وقتیکہ انپر بہت ہی زیادہ دباؤ نہ پڑے اس قسم کو توڑ نیوالے نہیں سرغنایان بغاوت اپنے ۲۰ ہزار ہمراہیوں کے ہمراہ سواحل ایڈریاٹک کے نزدیک جا پڑے ہیں اور بڑے بڑے سرکش قبائل اور جنگجو گروہ ان کے ساتھ شریک ہیں اطاعت نے والوں سے بندوقیں چہین لی گئی ہیں اور بندوق ساز آہنگروں کو حکومت کے کارخانجات میں کام دینے کے لیئے گرفتار کر لیا گیا ہے ✣

باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی سوانحعمری

یہ اس ولی اللہ کی سوانحعمری ہے۔ جس نے ہندوؤں کے گھر میں پیدا ہو کر ۱۴۶۹ء میں جب کہ نہ صرف پنجاب بلکہ تمام ہندوستان پر ظلمت کے گھٹا ٹوپ بادل چھائے ہوئے تھے۔ ایسے وہ ہندو کا زہ اور فیج اعوج کے زمانہ میں ہندوؤں کے تمام عقاید باطلہ کا کھنڈن کر کے نماز روزہ حج زکوٰۃ کی تعلیم دیکر جگہ جگہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ بلند کیا۔ اور اسلام کی سچائی کا ڈنکہ بجا کر کل ہندوؤں پر اتمام حجت کر دی اس سوانحعمری کے تمام حوالے سکھ صاحبان کے گرنتھ اور معتبر کتب سے لئے گئے ہیں غرضیکہ یہ کتاب قطعی محققانہ اور مورخانہ پیرائے میں لکھی گئی ہے ۱۸×۲۲ کے ۱۷۰ صفحہ کی کتاب ہے چھپائی اعلیٰ کاغذ نہایت نفیس قیمت صرف ۸/ ایجد جن کے خریدار سے محض چار روپے آٹھ آنہ یعنی فی کاپی ۶/

ملنے کا پتہ

ایڈیٹر نور قادیان

دھرم کی کسوٹی

یہ ایک محققانہ ٹریکٹ حال ہی میں شایع کیا گیا ہے جس میں آریہ سماج کے مشہور و معروف پرچارک سوامی درشنانند کے ان ۳۱ مختلف سوالات جنکو انہوں نے اپنے زعم میں لاینحل سمجھکر مسلمانوں کو چیلنج دیکر کئے تھے۔ انکے جوابات نہایت محققانہ پیرایہ میں دیئے گئے ہیں (۱) سماجی ایشور (۲) ابطال قدامت روح و مادہ (۳) ابطال تناسخ (۴) تحریف وید (۵) ابطال قدامت وید (۶) ویدک فلسفہ کی حقیقت وید کے الہامی ہونیکی جانچ غرضیکہ دقیق سے دقیق سوالات کے جوابات ایسے احسن طریقہ سے دیئے گئے ہیں کہ خود سوامی درشنانند ہی اپنے سوالات کے جوابات پڑھکر لوٹ پوٹ ہو گئے۔ ٹریکٹ کا حجم ۴۰ صفحہ قیمت صرف ۱/ ایجد جن کے خریدار سے صرف ۹/

ملنے کا پتہ:۔ **ایڈیٹر نور قادیان**

ارے دوڑو جلدی دوڑو جلدی سے ڈاکٹر برمن کا عرق کافور لے آؤ

جب کیکو ہیضہ ہوتا ہے تو اس کے گھر میں ایسی ہی پکار پڑ جاتی ہے۔ اور گھبرا کر یہ ہی کہتے ہیں کہ اگر پہلے ہی سے تھوڑا سوچو تو یہ تکلیف کیوں اٹھانا پڑے کیوں نہیں عرق کافور کی ایک شیشی لیکر گھر میں ڈال رکھتے ہو یہ اصلی عرق کافور ۲۶ برس سے مشہور اور تجربہ کی ہوئی ہیضہ کی انمول دوا ہے۔ گرمی کے دست پیٹ کا درد مروڑ اور متلی کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے قیمت فی شیشی ۴/ محصولڈاک ایک شیشی سے ۴ شیشی تک ۵/

عرق پودینہ

ہر ایک بال بچہ دار کو یہ دوا گھر میں رکھنا چاہیئے۔ یہ عرق ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے بنایا گیا ہے۔ اسکا رنگ بھی مثل پتی کے سبز اور خوشبو بھی تازہ پتیوں کے مانند رہتی ہے۔ یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے۔ ریاح کے لئے یہ نہایت مفید دوا ہے۔ پیٹ کا پھولنا ڈکار کا آنا پیٹ کا درد بدہضمی متلی اور اشتہا کا کم ہونا یہ سب ریاح کی علامتیں جلد دور ہو جاتی ہیں۔ گود کے بچوں کے لئے اس سے بڑھکر اور کوئی دوسری دوا نہیں ہے قیمت فی شیشی ۸/ محصولڈاک ۵/

پیپرمنٹ کا تیل

پیٹ کا درد۔ بدہضمی اور ریاح کے فادمیں یہ ایک بہت مشہور دوا ہے۔ یہ پیپرمنٹ آف لیڈ یسو منگایا جاتا ہے۔ ولایتی پیپرمنٹ سے یہ کہیں بڑھکر بہتر اور مفید ہے۔ اس پیپرمنٹ میں تارپین کا تیل منگا کر ایک کی تین شیشی بناکے لوگ ۴/ ۲ فی شیشی آدھ اونس ۱/ محصولڈاک وغیرہ ایک شیشی سے ۴ شیشی تک ۵/

المشتہر:۔ ڈاکٹر ایس کے برمن منبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ و ست سلاجیت

اصلی ممیرے اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شایع ہو رہا ہے۔ اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب مدظلہ کے مجوزہ نسخہ کے موافق طیار کیا گیا ہے اور اصلی ممیرا اسکو خود حضرت نے دیکھکر اصلی ممیرا ہونیکی تصدیق کی اسمیں ڈالا جاتا ہے۔ حضرت نے اس سرمہ کے متعلق خود فرمایا کہ "برائے امراض چشم بسیار مفید است" اس شہادت کے بعد مجھکو کسی اور شہادت کی مجھے ضرورت نہیں کیونکہ چار لاکھ افراد کا امام جو طبی حیثیت اور تجربہ سے بھی طبی امام کہلانیکا جائز حقدار ہے اس سرمہ کے مفید ہونے کی شہادت دیتا ہے۔ یہ سرمہ دھند جالا پھولہ اور امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے۔ قیمت سرمہ قسم اول فی تولہ ۲/ قسم دوم ۱/ قسم سوم ۸/ اصلی ممیرا قسم اول ۲/ قسم دوم ۱/

ست سلاجیت

مقوی جمیع اعضا نافع صرع مشہی طعام قاطع بلغم و ریاح۔ دافع بواسیر و جذام و استسقا و زردی رنگ و تنگی نفس و شیخوخیت و فساد بلغم و قاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و یبوست و درد مفاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کیوقت دودھ کیساتھ استعمال کریں۔ قیمت فی تولہ ۸/

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیاں مشہدی اور پشاوری بادامی سیاہ اور سفید مانغی ریشمی سوتی لنگری صافے سفید اور بادامی پشاوری ٹوپیاں اور زری کی پشاوری جوتیاں ہر قسم کی اور ہر قیمت کی مل سکتی ہیں۔

المشتہر

احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان ضلع گورداسپورہ

ڈھانو رمحمدی ڈھانبی رسول ؐ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۰۶

انکی قدرت دیکھکر خود ہی گئی سب بھول

یهدی اللّٰہ لنورہ من یشاء

ضوابط

مقاصد

تاریخ اشاعت ۱۵ اگست سنہ ۱۹۱۰ء

قادیان سے پندرہ روزہ شائع ہوتا ہے

نور

(۱) یہ پرچہ مہینے میں دو دفعہ شائع ہوتا ہے
عام قیمت سالانہ ؏ ششماہی ۱۲ ؍ ہوگی
واعظین اور طلباء سے ایک روپیہ سالانہ پیشگی
امرائے عظام سے امتیازی قیمت ۵ ؏ سالانہ جو کچھ عطا کریں وہ عطیہ تصور
ہوگا اور ایسے حضرات کے اسمائے سرپرستان رسالہ ہذا کی پشت میں درج ہونگے

...ن کا ذکر
...اس کی
...ے اسلام
...سلام کے
عقلی و نقلی وجوہ
... کرنا
... سکھ قوم میں
... پرچار کرنا

جلد ۱ | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف نو مسلم سابق سوڈھی سنگہ نمبردار ودوان ہیمچاری | نمبر ۲۲

زنبیل

ملتان میں ایک اشدھ ہوا ہوا مسلمان دو تین ماہ آریوں کے گنڈے کریلے کھا کر پھر مشرف بہ اسلام ہو گیا بولو شدھی کی جے۔

دارجلنگ کی جامع مسجد میں دو عیسائی معہ اہل و عیال و اطفال مشرف بہ اسلام ہوئے

جامع مسجد جھنگ سیال میں ایک ہندو کمبو ویدک دھرم سے بیزار ہو کر مشرف بہ اسلام ہوا

جامع مسجد کلانور ضلع گورداسپور میں ایک ہندو جٹ ضلع سیالکوٹ مشرف بہ اسلام ہوا

دس مہاشہ موضع چک بھٹی ضلع گوجرانوالہ میں بدست مولوی غلام حسن صاحب مشرف بہ اسلام ہوئے۔

پٹھان کوٹ میں ایک گوراندتہ نامی برہمن مشرف بہ اسلام ہوا

یمن میں فساد کا خطرہ نظر آرہا ہے اسلیئے ترکی گورنمنٹ نے یمن میں فوج کے چند دستوں کے بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔

جب سے ترکوں نے مقدونیہ میں بلغاریہ والوں سے ہتھیار چھین لئے ہیں ترکی اور بلغاریہ میں کشیدگی دن بدن بڑھتی جاتی ہے بلغاریہ اپنی طرف سے پوری کوشش کرتا ہے اگر حکمت عملی سے کام نہ لیا گیا تو وہ جنگ پر اتر آئیگا۔

ایران کی بدنظمی دن بدن بڑھتی جاتی ہے نامور وطن پرست علی محمد خاں اور ایک اور وطن پرست کو قتل کر دیا گیا۔ ... زاخیر۔

طلعت بے وزیر صیغہ داخلہ ترکی صوبجات کا دورہ کرنے والے ہیں انمیں مقدونیہ بھی شامل ہے امید کہ اس دورے سے فساد کے فرو کرنے میں کامیابی ہوگی

حکام بمبئی نے یہ انتظام کیا ہے کہ روانہ جدہ ہونے سے قبل عازمان حج کو ٹیکا لگایا جائے کیونکہ پچھلے سالوں دوران سفر میں مسافروں کو چیچک سے بڑی تکالیف اٹھانی پڑی تھیں۔

سر سید مرحوم کے پوتے سید راس مسعود نے آکسفورڈ یونیورسٹی سے اعزاز کے ساتھ بی۔ اے کا امتحان پاس کیا مبارک۔

خط و کتابت میں چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دو ... ورنہ جواب سے قطعی جواب ...

منیجر

(اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپکر شیخ محمد یوسف ... کے لئے قادیان سے شائع ہوا)

معرفت کا نور

(سورۃ نور ۳۵ آیت)

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ
الله آسمان اور زمین کا نور ہے ۔ مثال
نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ
اُسکے نور کی جیسے طاق میں چراغ ہے
اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ
اور وہ چراغ ایک لالٹین میں ہو لالٹین
كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ
گویا وہ چمکتا ہوا ستارہ ہے (وہ چراغ) اس مبارک درخت
مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ
زیتون کے تیل سے روشن کیا جاتا ہے جو نہ پورب کا ہے نہ پچھم کا
يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ
قریب ہے کہ اسکا تیل آپ سے آپ جل اٹھے خواہ اسے آگ ابھی چھو
نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ
اب چراغ نور علی نور ہے الله اپنے نور کیطرف جسکو چاہے ہدایت کرتا ہے
وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ
اور خدا لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور الله
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ
ہر ایک چیز کا واقف ہے

تاویل قولہ تعالی

خدا آسمان و زمین کا نور ہے یعنی ہر ایک نور جو بلندی اور پستی میں نظر آتا ہے خواہ وہ ارواح میں ہے خواہ اجسام میں خواہ ذاتی ہے خواہ عرضی خواہ ظاہری ہے خواہ باطنی خواہ ذہنی ہے خواہ خارجی اُسی کے فیض کا عطیہ ہے

اسی معرفت کے نور سے منور ہوکر ۲۴ لاکھ چیلوں کا گرو باوا نانک رحمہ الله کہتا ہے کہ

اول الله نور اپایا قدرت دے سب بندے
اک نور تھیں سب جگ اپجیا کون بھلے کون مندے

باوا نانک رحمۃ الله اس شلوک میں ہو بہو قرآن شریف کے سورۃ نور کی معرفت تامہ سے بھرے ہوئے مقدس اور مطہر تعلیم سے مستفیض ہوکر فرماتے ہیں۔ کہ حضرت رب العالمین کا فیض عام ہر چیز پر محیط ہو رہا ہے اور کوئی اسکے فیض سے خالی نہیں وہی تمام فیوض کا مبدء ہے اور تمام انوار کا علت العلل ہے اور تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے اور اُسی کی ہستی حقیقی تمام عالم کی قیوم اور تمام زبر و زیر کی پناہ وہی ہے جس نے ہر ایک چیز کو ظلمت اور خانہ عدم سے باہر نکالا اور خلعت وجود بخشا بغیر اسکے کوئی ایسا وجود نہیں ہے کہ جو فی حد ذاتہ واجب اور قدیم ہو یا اُس سے مستفیض ہو بلکہ خاک اور افلاک اور انسان حیوان اور حجر اور شجر اور روح اور جسم سب اسکے فیضان سے وجود پذیر ہیں

یہ تو عام فیضان ہے جسکا بیان آیت اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ میں ظاہر فرمایا گیا ہے۔ اس آیت شریف میں جس احسن اور ابلغ طریقہ سے ارواح اور مادہ کے خود بخود وجود پذیر ہونیکا کھنڈن (رد) کیا گیا ہے یہ صرف قرآن شریف جیسی اتم اور اکمل کتاب کا ہی حق تھا۔ کہاں تو وید کی یہ تعلیم کہ ارواح اور مادہ خدا کیطرح خود بخود ہیں نہ ویدک ایشور نے انکو بنایا اور نہ انکو فنا کر سکتا ہے۔ اور جسطرح کمہار مٹی اور پانی سے برتن بنا دیتا ہے۔ اسیطرح ویدک ایشور نے انکو بنایا روح اور مادہ کو لیکر (جو اُسکی خوش قسمتی سے پہلے ہی تیار تھا) ایک قالب کا ڈھانچہ کھڑا کر دیتا ہے پھر کمہار کو تو یہ قدرت بھی حاصل ہے کہ مٹی اور پانی سے اپنی منشا کے عمدہ اور خراب برتن بنا سکے مگر ہائے افسوس کہ ویدک ایشور اس قدرت سے بالکل تہیدست ہے۔ اگر روح بری ملگئی تو ویدک ایشور قیامت تک بھی اُسے عمدہ قالب میں نہیں ڈال سکتا گویا اس نقطہ خیال سے ویدک ایشور

کمہار سے بھی گیا گذرا ہے

اگر ویدک ایشور کو اسکی خوش قسمتی سے ارواح اور مادہ کا بنا بنایا سامان نہ ملتا تو ویدک ایشور باوجود سرو شکتی مان (قادر مطلق) ہونیکے اندھیر گھپ گھیر میں معطل ہوکر ہاتھ پر ہاتھ دہر کر بیٹھا رہتا۔

آریہ مترو! آپ کسی ویدک شرتی سے اسطرح بے لاگ اور بین طور سے توحید ثابت کر سکتے ہو بھلا وہ کتاب جسمیں توحید تو ایکطرف رہی ہوا۔ آگ۔ سورج۔ چاند وغیرہ کے گن گائے گئے ہیں وہ توحید جیسا اَمولک رتن کہاں سے پیدا کرے ہم تمام آریوں کو چیلنج دیتے ہوئے ڈنکے کی چوٹ اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ اگر کوئی آریہ ویدوں سے قرآن شریف کیطرح بغیر کسی قسم کی تحویل کے بے لاگ اور بین طور پر کیول ایشور کی پوجا ثابت

کر دے تو ہم بڑی خوشی سے ایسے مہاتما دودوان کو

پانچسو روپیہ انعام دینے کیلئے تیار ہیں

پھر قادر مطلق خدا نے اسی سورہ شریف میں فرمایا کہ تمام ظاہری اور باطنی روشنیاں اُس اللہ ہی کی طرف سے ہیں حتی کہ مومن آدمی کا دل جو **معرفت الہی** اور گیان کا **نور** ہے وہ بھی اُسی کا عطیہ اور فیض ہے مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح مومن آدمی کے دل میں جو اُسکی معرفت کا نور ہے اُسکی مثال ایک **چراغدان** کی مانند ہے جسمیں **چراغ** رکھا ہو المصباح فی زجاجہ اور وہ چراغ شیشہ کی لالٹین میں ہو جو نہایت مصفی ہے (یعنی نہایت پاک اور مقدس دل میں ہو) اور شیشہ ایسا صاف ہو کہ گویا **اُن ستاروں میں سے ایک عظیم النور ستارہ ہے جو کہ آسمان پر بڑی آب و تاب کے ساتھ چمکتے ہوئے نکلتے ہیں جنکو کوکب دری کہتے ہیں** (یعنی حضرت خاتم الانبیا کا دل ایسا صاف کہ کوکب دری کیطرح نہایت درخشندہ جسکی اندرونی روشنی اُسکی بیرونی قالب پر پانی کیطرح بہتی ہوئی نظر آتی ہے اور اُس چراغ میں جو تیل جلایا جاتا ہے وہ اُس برکت والے درخت کا ہے جسکا نام زیتون ہے اشجرہ مبارک زیتون سے مراد وجود مبارک محمدی ہے کہ جو بوجہ نہایت جامعیت و کمال انواع و اقسام کی برکتوں کا مجموعہ ہے جنکا فیض کسی جہت و مکان و زمان سے مخصوص نہیں بلکہ تمام لوگوں کے لئے عام علی سبیل الدوام ہے اور ہمیشہ جاری ہے اور کبھی منقطع نہیں ہوگا) اور پھر وہ زیتون نہ مشرق کا ہے نہ مغرب کا یعنی نہ باغ کی پورب کیطرف واقع ہے نہ پچھم کیطرف کہ دہوپ سے سوختہ ہو جائے بلکہ باغ کے عین بیچ میں واقع ہے جہاں ہر وقت سایہ رہتا ہے اور ایسے سایہ پرور درخت کا تیل نہایت عمدہ اور اعلی درجہ کی روشنی بخشتا ہے اور اُسکا تیل ایسا صاف **شفاف** اور **نورانی** ہے کہ گویا آپ سے آپ سلگ اُٹھنے کو تیار ہے خواہ اسے آگ بھی نہ چھوئے اور حیا ان اوصاف کا چراغ ہو اور ایسا تیل اُس میں جلایا جائے تو کچھ شبہ نہیں کہ وہ

نور علی نور ہوگا

اس آیت میں اللہ تعالی نے مومن کے منشرح صدر کو چراغدان سے تشبیہ دی ہے جسمیں ایک چراغ روشن ہے اور اسکی **معرفت** اور **گیان** کے نور کو ایک چراغ سے تشبیہ دی ہے جو مومن آدمی کے دل کی مصفا اور مجلی قندیل میں روشن ہے اور چراغ کو اُس درخت کے تیل سے فیض پہنچ رہا ہے جسمیں اعلی سے اعلی خوبیاں ہیں اور برکتیں جمع ہیں یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیم کا روغن فیض جو ایسا مجلے اور مصفا ہے کہ گویا آپ سے آپ روشنی دینے کو تیار ہے خواہ اُسے آگ بھی نہ چھوئے یعنی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کا اثر ایسا قوی اور زبردست اور سریع ہے کہ خود بخود آدمی کے چراغ کو روشنی دینے کے لئے تیار ہے پس آنحضرت صلعم کی صحبت میں بیٹھنے اور آپکی تعلیم سے فیض اُٹھانے کے لئے ارادہ کرنیکی دیر ہے کہ وہیں مستعد طبیعتیں اور **گیان** کو قبول کرنے والے دل آتش محبت الہی سے

بھڑک کر نور علی نور ہو جاتے ہیں

اور اس حالت میں مومن آدمی کا سینہ ایک ایسا چراغ دان بن جاتا ہے جسمیں قلب کے اندر خدا تعالی کی معرفت اور محبت کا نور **تاباں** اور **درخشان** ہو کر آپ بھی نور ہو جاتا ہے اور دوسروں کو بھی نور پہنچاتا ہے وجعلنا لہ نورًا یمشی بہ فی الناس اسکو خدا کیطرف سے ایک ایسا نور ملتا ہے جسکو تمام لوگوں میں لیکر چلتا ہے اور ہر ایک شی کو وہ نور ہی نور نظر آتا ہے اور سب لوگوں پر اُسکی جھلک پڑتی ہے اور یہ جو فرمایا کہ وہ درخت زیتون نہ مشرق کا ہے نہ مغرب کا اسکے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک نہ دنیا کے مشرق کیطرف واقع ہے نہ مغرب میں کہ آپ کے **نور** کا فیض کم اثر یا محدود ہوتا بلکہ آپ باغ دنیا کے عین وسط اور سنٹر (مرکز) میں پیدا ہوئے یعنی **مکہ معظمہ** میں جو زمین کی ناف ہے اور براعظم **یورپ**۔ افریقہ اور ایشیا کے بیچوں بیچ واقعہ ہے اسلیئے تمام دنیا کو اس نور سے فیض اُٹھانے کا حق اور سبھوں کو اُس نورانی وجود سے فیض اٹھانا چاہیئے !۔

مکہ معظمہ کو ناف زمین اس لئے کہتے ہیں کہ بظاہر بھی زمین کے بیچوں بیچ واقع ہے

لیکن ایک اور باعث سے بھی اُسے ناف زمین کہنا بالکل درست ہے۔ بچہ اپنی ماں کی پیٹ میں ناف ہی کے ذریعہ سے خوراک حاصل کرتا ہے۔ اسیطرح تمام دنیا نے بھی خوبیٔ شریعت واخلاق کی راہ سے آنحضرتؐ کے زمانہ میں بچپن کی حالت میں بھی اسی ناف سے خوراک حاصل کی۔ اور چاروں طرف تمام دنیا میں اُسی ناف زمین سے معرفت توحید کی جوئے شیر روان ہوئی۔ اور اس سے پہلے تمام دنیا گیان سے بے بہرہ اور معرفت سے بھوکی اور پیاسی تھی۔ اسکو نہ بھولنا چاہئیے کہ قریبًا سب کے سب انبیا علیہم السلام ملک شام یا عرب کے قرب وجوار میں ہوتے رہے ہیں جو کہ سب براعظموں کے وسط میں واقع ہے اس میں یہی حکمت ہو کہ تا چاروں طرف ساری دنیا کے لئے حجت ہوں۔ ہمارے رسول مقبول صلعم بھی نہ شرقی ہیں نہ غربی بلکہ دنیا کے مرکز میں مبعوث ہوئے تاکہ تمام دنیا پر حجت اور گواہ ہوں۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

”ایک صوفی نے اسکے اور معنی بھی کئے ہیں جو میرے دلکو بہت پیارے لگے ہیں اسلیئے میں اُنکا درج کرنا بھی ضروری سمجھتا ہون یعنی ”شجرۂ مبارکہ نہ شرقی ہے نہ غربی یعنی طینت پاک محمدی میں نہ افراط ہے نہ تفریط بلکہ نہایت توسط اور اعتدال پر واقع ہے جسطرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزاج میں جلال اور غضب تھا توریت بھی موسوی فطرت کے موافق ایک جلالی شریعت میں نازل ہوئی اور حضرت مسیح علیہ السلام کے مزاج میں حلم اور نرمی تھی سو انجیل کی تعلیم بھی حلیمی اور نرمی پر مشتمل ہے۔ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نہایت درجہ وضع استقامت واقع تھا نہ ہر جگہ حلم پسند تھا اور نہ ہر مقام پر غضب مرغوب خاطر تھا بلکہ حکیمانہ طور رعایت محل اور موقعہ پر ملحوظ طبیعت مبارک تھی۔ سو قرآن شریف بھی اس طرز موزون ومعتدل پر نازل ہوا۔ سو اس جگہہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ چراغ وحی فرقان اس شجرہ مبارکہ سے روشن کیا گیا ہے نہ شرقی ہے نہ غربی یعنی طینت محمدیہ کے موافق نازل ہوا جسمیں نہ مزاج موسوی طرح درشتی ہے نہ مزاج عیسوی کی طرح نرمی“

اور پھر اس شجرۂ مبارکہ کے سایہ میں پرورش ہونیکے یہ معنی ہیں کہ وہ خدا تعالے کے ظل خاص میں پرورش یافتہ ہے اور اسکی تربیت محض اللہ تعالیٰ کے فضل وفیض کے سایہ میں ہوئی ہے اسکی ظاہری پرورش کرنے والے بچپن ہی میں اسکی سر سے اُٹھائے گئے کسی مکتب میں اُس نے ایک حرف تک نہیں پڑھا۔ پس اسکی ساری تعلیم وتربیت خدا تعالیٰ کے تادیب خانہ خاص سے اور اسیکے ظل عاطفت کے نیچے ہوئی ہے:۔

یہ روحانی فیض کا نور ہے جو مومن کے دل میں آنحضرت صلعم کے نورانی تعلیم اور فیض تربیت سے برافروختہ ہوجاتا ہے۔ مگر مستعد طبیعت ہو پس پھر نور رسول اللہ صلعم کی محبت اور اُنکی تعلیم کا اثر ایک آن میں انسان کے وجود کو نور علی نور بنا دیتا ہے وہ تمام کفر وشرک اور گناہ کی ظلمت سے نجات پاتا اور خدا کی معرفت کے نور سے سراسر نور ہوجاتا ہے لیکن یہ نور ہر ایک کو نہیں ملتا بلکہ

یَهۡدِی اللّٰهُ لِنُوۡرِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ

جسکو اللہ چاہے اُسکو اُس نور کیطرف رہنمائی کرتا ہے جو طبیعت مستعد اور فیض کو قبول کرنیوالی ہوتی ہے وہی اس نور سے فیضیاب ہوتی اور روحانی روشنی حاصل کرتی ہے وہ صداقت کا آفتاب سارے جہان پر چمک رہا ہے لیکن جو لوگ اپنے گھروں کے دروازے آپ بند کرلیں وہان اُس نور کا دخل نہیں ہوسکتا

وَيَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ

اور خدا لوگوں کو سمجھانے کے لئے امثال کے پیرایہ میں معرفت اور ہدایت کی باتیں فرماتا ہے

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ

اور اللہ تعالی تمام قوانین حکمت اور اسرار فطرت سے آگاہ ہے۔

واقعات اور رائین

استری جاتی کی عزت

ہمعصر ”پرکاش وید کی جے“ کے مضمون میں بے سروپا حوالون سے زمین وآسمان کے قلابے ملاتا ہوا لکھتا ہے کہ ”آریون میں استری جاتی کی عزت اسقدر بڑھی ہوئی ہے کہ تمام دنیا دنگ ہے“ مگر لالہ جی نے اُسکے متعلق کسی وید پران کا حوالہ قطعاً نہیں دیا البتہ چرب زبانی سے شیخ چلی کے بھی کان کترتے ہیں۔ شاید لالہ جیکو پالٹیکس کے مضامین لکھنے کا مصالحہ مہیا کرنے میں اتنی فرصت نہ ملتی ہو کہ یہ بیچارے ذرہ اپنی دھرم پستکوں میں حقوق نسوان کے متعلق دیکھ بھال کرسکیں اسلئے ہم ہی انکے وید شاستروں سے استری جاتی کے متعلق منفرد حوالجات

آرام پہنچاتے رہینگے۔

جادو وہ جو سر چڑھ بولے

آرین مہاشہ عام طور پر بے سمجھے سوچے یہ شور مچایا کرتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا ہوا وہ ہوا مگر اب جبکہ اسلام کی اشاعت کا بڑا بھاری ذریعہ آریہ سماج کے لیڈر لالہ ہنسراج بی۔اے نے پبلک لیکچر میں ظاہر کیا ہے یہ سنکر اب اُن لوگوں کو جو اسلام پر خواہ مخواہ یہ اعتراض جڑا کرتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا انہیں کیچڑ میں ناک ڈبو کر مر جانا چاہیئے لالہ ہنسراج جی فرماتے ہیں کہ برابری کے حقوق جو اسلام میں پائے جاتے ہیں وہ تمام مذہبوں پر فوقیت رکھتے ہیں عیسائیت کسی کو برابر درجہ دینے کے لئے تیار نہیں بدھ بھی کیکو اپنے جیسا ماننے کے لئے تیار نہیں مگر مسلمانوں میں یہ اصول کمال پر ہے وہ برابری کا فوراً درجہ دے دیتے ہیں خلیفہ عمرؓ کی بابت مشہور ہے کہ جب وہ دمشق میں فتح کے بعد داخل ہوئے تو اونٹ کی نکیل پکڑے ہوئے آگے آگے جا رہے تھے اور انکا غلام اونٹ پر سوار تھا راستہ میں یہ دونوں آرہے تھے خلیفہ نے غلام کو کہا کہ ایک پڑاؤ تم چلو اور ایک پڑاؤ میں چلتا ہوں اگرچہ غلام نے اصرار کیا مگر اُسنے مسلمان ہونے کی حیثیت میں کہا جیسا میں ہوں ویسے تم ہو اور چونکہ ہم اسلامی کام کر کے آرہے ہیں اسلیئے دونوں کا حق یکساں ہے اسلام کی اشاعت کے متعلق یہ ہے ایک مخالف پارٹی کے مسلم لیڈر کی شہادت۔

اب ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھو

اسلام نے مذہب کے معاملہ میں کبھی کسی پر زیادتی نہیں کی قرآن شریف کا یہ حکم ہے لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ یعنی دین میں کچھ زیادتی نہیں ہاں آریہ ورت کے مسلم بزرگوں میں ایسی صدہا شہادتیں پائی جاتی ہیں جنھوں نے لوگوں کو وید پڑھنے پر گاجر مولی کیطرح کاٹ دیا تصدیق کے لئے یہی شہادت کافی ہے کہ سری رامچندر جی جو آریہ ورت کے مسلم ہادی ہو گذرے ہیں انھوں نے ایک شودر کو محض اسواسطے قتل کر دیا کہ وہ سنیاسیوں کیطرح اپنی نجات کے لئے جنگل میں تپ کر رہا تھا پھر لکھا ہے کہ اس بے گناہ کے قتل پر برہمن اور دیوتا اسقدر خوش ہوئے کہ چاروں طرف سری رامچندر کے لئے واہ واہ کے نعرے گونجنے لگے۔ مفصل دیکھو بالمیک رامائن اتر کانڈ۔

آریہ مترو! اسلام کی دلربا تعلیم جسکا خلیفہ جو تمام مسلمانوں کا مذہبی پیشوا ہے جسکی اُنگلی کے اشارہ پر مسلمان اپنے جانوں کو ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھنے کے لئے تیار ہو جائیں وہ غلام کو جسکی حیثیت اُسکے نوکر چاکروں کی برابر بھی نہیں اُسے اونٹ پر بٹھلا کر آگے سے اونٹ کی مہار کو پکڑ کر چلتا ہے۔ یہ ہے اسلامی تعلیم جو لوگوں کو بے طرح اپنے مرکز کیطرف کھینچتی رہی ہے مگر دوسریطرف آریہ ورت کا مسلّم ہادی راجہ رامچندر ایک آدمی کو اسواسطے گاجر مولی کیطرح کاٹتا ہے کہ مبادا وہ علم پڑھکر اور خدا کی بندگی کر کے نجات پا جائے۔

آریہ سماج نے کیا کیا

اخبار شانتی کا ایڈیٹر لالہ کشن چند موہن جو کبھی کبھی ڈل لگتی بھی کہدیتا ہے اپنے آٹھ اگست کے ایشو میں "آریہ سماج نے کیا کیا" کا عنوان دیکر لکھتا ہے افسوس کہ آریہ سماج نے دوڑھ وشواسی پیدا کرنے میں کوتاہی کی آریہ سماج کے نوجوان بالکل کورے کے کورے رہ گئے نکتہ چینی ہی انکا اصول ہو گیا سکھوں پر وہ نکتہ چینی کریں سناتنوں پر وہ غرائیں اور اپنے اعتقاد کا الدبیلی (مگر یہ قصور کسکا جب بادشاہ کسی درخت کا ایک پتہ توڑے تو اُسکا لاؤ لشکر کیوں نہ درخت کو جڑ سے اُکھاڑیگا رشی دیانند نے یہ مہلک سپرٹ ظاہر کی جسکے زہریلے اثر سے اُسکی ذریت لت پت ہو رہی ہے۔ ایڈیٹر)

ایک سکھ کی گھبراہٹ

موضع جھبال کلاں ضلع امرتسر سے منشی لچھمن سنگھ جی ٹیچر مڈل سکول جھبال نے ہمارے پاس چند سوال بھیجے ہیں کہ انکا جواب دو کہ تم لوگ جو زبردستی باوا نانک رحمۃ اللہ کو مسلماں بنا رہے ہو دراصل وہ مومن نہ تھے اور اخیر نہایت شد و مد سے یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ تم میرے دلائل توڑو اور میرے سوالات کے جوابات دو" اگرچہ منشی جی کی سوالات ہرگز ہرگز ایسے وزنی نہیں ہیں کہ انکو اخباری کالموں میں لکھ کر وقعت دی جائے کیونکہ انکی تحریر سے یہاں یہ پایا جاتا ہے کہ آپ ماشاءاللہ معمولی اُردو لکھنے کی شدھ بدھ سے بھی عاری ہیں وہاں مذہبی واقفیت سے بھی نرے ٹھن ٹھن گوپال ہی ہیں بہر حال منشی جی کے سوالات جو انکے فاسد

زعم میں عقدہ لاینحل ہیں وہ یہ ہیں

پہلا سوال گورو نانک جیکا کسی مذہب سے تعلق نہ تھا اور ہندو مسلمان انکے سامنے یکساں تھے۔

جواب گویا اس ہونہار گورو کے چیلے کے نزدیک باوا نانک جیکا کوئی مذہب نہ تھا یعنی لامذہب تھے اور پھر ہندو اور مسلمانن کے نزدیک یکساں ہردلعزیز تھے۔ یعنی گنگا گئے تو گنگا رام اور اگر جمنا گئے تو جمنا داس۔ با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام۔

بنارس گئے تو مستک پر دو انگل کا تلک لگا کر جے سیتا رام جے سیتا رام کہتے اور مکہ شریف گئے تو حاجیوں کے کپڑے پہنکر اور بغل میں قرآن شریف دبا کر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ بلند کرتے مسلمانوں میں پکے نمازی ہندؤں میں پکے وید پاٹھی اگر سکھوں کو منشی لچھمن سنگھ جیسے دش اودپدیشک مل جائیں تو اپنے گرو کا خوب نام روشن کریں۔ اب اگر منشی صاحب نے کبھی جنم ساکھی پڑھی ہوتی یا سنی ہوتی تو غالباً آج ایسی طفلانہ لغزش نہ کھاتے جب باوا نانک صاحب بنارس گئے تو وہاں کے پانڈوں نے باواجیکو دھکے مار کر نکال دیا اور جب باوا صاحب جگن ناتھ پہنچے تو وہاں کے پوجاریوں نے باوا صاحب کے ساتھ اس سے بھی بدتر سلوک کیا اب ایسے شخص کی نسبت یہ کہنا کہ وہ ہردلعزیز تھا یہ پرلے درجہ کی جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔

دوسرا سوال باوا نانک جی نے جنیؤ کا کہیں رد نہیں کیا پھر وہ مسلمان کیسے ہوئے۔

جواب ہم نے تو پہلے ہی عرض کر دیا کہ آپ سکھوں کے دیارنک اصولوں سے بالکل کورے ہیں اسلئے آپ جتنی بھی طفلانہ باتیں کریں الّم غلّم شلّم ہانکیں آپ کو ہر طرح زیبا ہے افسوس تو ہوتا ہے پڑھے ہوئے پر کہ مطلقاً ... پر۔ باوا نانک جیکو جنیؤ کا حامی قرار دینا گویا مولوی محمد دین کو لالہ کرپا رام کہنا ہے آپ ذرا گرنتھ اور جنم ساکھی میں باواجیکے اس بیان کو پڑھیں نہیں میں بھولا کسی گورمکھی دان کی منت سماجت کر کے سنیں کہ جنیؤ کے متعلق باوا صاحب کیا ارشاد

جن زبردستوں نے ابھی
تک نور کا چندہ نہیں دیا اگلا پرچہ
اُنکی خدمت میں وی پی کی صورت میں پہنچیگا امید
کہ آپ صاحبان وی پی وصول فرما کر
عنداللہ ماجور ہونگے ۔
مینیجر "نور"

فرماتے ہیں مفصل ذکر تو جنم ساکھی میں ملیگا مگر مختصراً باوا نانک جیکے اقوال جنیؤ کے متعلق یہ ہیں

ہوئی پرانا سٹیے بھی پھر پائیے ہور
نانک تگ نہ تُٹیئے جے تگ ہوئے زور

ترجمہ۔ باواجی فرماتے ہیں کہ جنیؤ ایک نکما دہاگا ہے جو پرانا ہونے سے پھینکا جاتا ہے اگر اس دہاگے میں کچھ طاقت ہوتی تو بھلا یہ ٹوٹتا ہی کیوں اس دہاگہ سے کیا فائدہ پھر آگے سگو ربلاس میں جنیؤ کے متعلق لکھا ہے

گور کا سکھ جنیؤ نگے کی کان نہ جانے

پھر گرنتھ میں ایک اور شلوک ہے

جھوٹے جنیؤ جتن تیاگو

ترجمہ۔ جنیؤ کی لغویت کو فوراً ترک کرو اب کہیئے منشی جی باوا صاحب جنیو کی نسبت کیا ارشاد فرماتے ہیں ان روشن دلائل کی موجودگی میں بھی یہ کہنا کہ باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ جنیؤ کے حامی تھے پرلے درجہ کی ہٹ دہرمی نہیں تو اور کیا ہے مگر آپ پر کیا افسوس ہو سکتا ہے جو سکھی اصولوں سے بھی بالکل ناواقف ہو۔

تیسرا سوال۔ باوا نانک جی نے کہیں نماز وغیرہ کے متعلق نہیں لکھا اور کسی شلوک میں مسلمانوں کی نماز کے متعلق کوئی شلوک بھی نہیں پایا جاتا۔

جواب اسجگہ بھی منشی صاحب نے سخت ترین لغزش کھائی ہے مگر منشی صاحب پر کیا افسوس جو ایل کا نام کو کو بھی نہ جانیں اور ماشاء اللہ دعوی کریں ہمہ دانی کا منشی صاحب خدا جنم ساکھی کسی گورمکھی پڑھے ہوئے سے سنیں جسمیں صاف لکھا ہے

لعنت بر سر تنہاں جو ترک نماز کرین
تھوڑا بہتا کھٹیا ہتھو ہتھ کوین

ترجمہ۔ ان لوگوں پر لعنت جو نماز کو ترک کر رہے ہیں اور جو کچھ تھوڑا بہت کمایا اسکو بھی دست بدست ضائع کر رہے ہیں۔ کیوں منشی جی اب یہاں کونسی نماز مراد ہے عیسائیوں کی۔ سکھوں کی۔ آریوں کی اگر اسپر بھی تسلی نہو تو آدگرنتھ کے پہلے حصہ میں ہی یہ شلوک کسی گرنتھی سے پڑھا کر تسلی کرو۔

عیب تن جگڑوا من مینڈ کو
کمل کی سار نہیں مول پائی

نکالکر پیش کرتے ہیں تا کہ دنیا دیکھ لے کہ ویدوں کے ہرتا کرتا اور اسکے پانٹی استری کو کیا سمجھتے ہیں۔ منو باب ۹ شلوک ۹ میں لکھتا ہے کہ "بدفعلی کرنا عورتوں کی عادت ہمیشہ سے وید میں پہلے لکھا ہے" پھر آگے چلکر منو باب ۹ شلوک ۱۵ میں لکھتا ہے کہ عورتیں بداطواری اور تلون و بد عادات سے اپنے خاوند کو رنجیدہ کرتی رہتی ہیں" پھر اسی پر بس نہیں آگے چلکر منوجی مہاراج استری جاتی کے حق میں جو فتویٰ دیتے ہیں وہ ایک بے رحم سے بے رحم انسان بھی سنکر کانپ اُٹھتا ہے۔ منوجی فرماتے ہیں کہ عورتوں کی کریا وید منتروں سے نہیں عورت دروغ کی مانند نامبارک ہے یہ شاستر کا حکم ہے دیکھو باب ۹ شلوک ۱۸ یہ ہے آریہ سماج کے مشہور معروف مقنن کا فتوے عورتوں کے حق میں۔ اب مہاشہ جی ذرا قرآن شریف کی تعلیم بھی ملاحظہ فرمایئے

ومن یعمل من الصلحت من ذکر او انثی وھو مومن فاولئک یدخلون الجنۃ ولا یظلمون نقیرا پ ۵ سورۃ نساء۔ یعنی جو شخص نیک کام کرے مرد ہو یا عورت حال یہ ہے کہ مومن ہو پس ایسے لوگ جنت میں داخل ہونگے اور اُن پر ذرا بھی ظلم نہیں ہوگا۔

کیوں مہاشہ جی اب مقابلہ کیجیے منو کے اس شلوک کا جسمیں لکھا ہے کہ عورتوں کی وید منتروں سے کریا نہیں اور وہ دروغ کیطرح نامبارک ہیں۔ اور پھر غور کیجیے قرآن شریف کے اس مطہر او ر پوتر تعلیم پر کہ جو لوگ نیک کام کرینگے خواہ عورتیں ہوں یا مرد ایسے لوگ جنت میں داخل ہونگے اب آپ ہی انصاف کیجیے کہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

میں کس منہ سے شکریہ ادا کروں

پیشتر اسکے میں بابو فضل کریم صاحب اکونٹنٹ ڈیرہ اسماعیل خان اور بابو محمد عمر دراز خانصاحب ڈیرہ اسماعیلخان اور جناب شیخ ہاشم علی صاحب اور جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب وغیرہ کا شکریہ ادا کر چکا ہوں

اب مخدومی و مکرمی حضرت مولوی غلام حسن صاحب کی تحریک سے بابو دلاور خان صاحب نے پشاور سے علاوہ کچھ خریداروں کے ۱۶ روپیہ نقد ارسال فرمائے ہیں اور فرمایا ہے کہ اس روپیہ سے غیر مسلموں کے نام نور جاری کیا جائے اور کچھ سوانح عمری حضرت باوا نانک رحمہ اللہ علیہ سکھ صاحبان میں مفت تقسیم کیجائیں۔ اگر نور کے ناظرین میں سے پانچ چھ اور صاحب کہ ہم خیال نور کی ضرورت کو محسوس کرنے والے نکل آویں تو نور کی توسیع اشاعت کا سوال ایک ہفتہ کے اندر ہی حل ہو سکتا ہے۔

مستحق خریدار جلد درخواست کریں

جیسا کہ ناظرین اوپر ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ مخدومی مولوی غلام حسین صاحب کی تحریک سے بابو دلاور خان کی معرفت نور کی توسیع اشاعت کے لئے روپیہ وصول ہوئے ہیں اس لئے سکھوں اور آریہ ستوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جو دوست نور کے ظہور سے بہرہ ور ہونا چاہیں وہ جلد درخواست خریداری کریں ورنہ وقت جاتا رہیگا۔

آریہ سماج اور سکھ صاحبان

سردار میکالف سنگھ گیانی نے سکھ ازم پر چھ ضخیم کتابیں لکھی ہیں اور از روئے گرنتھ اور جنم ساکھی وغیرہ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ باوا نانک رحمہ اللہ علیہ ہندو نہ تھے مگر یہ بات سنکر آریہ پرتی ندھی سبھا کا آرگن "آریہ گزٹ" بہت بے تاب ہو رہا ہے کہ سکھوں کے گرو ہندو تھے اُنہوں نے ویدوں کی عزت کی اور وہ یگیو پویت (جنیو) کے لئے لڑے"

یہ ہے ہمارے ہمعصر کی واقفیت علمیہ کا ثبوت ہے اور آریہ گزٹ کے فاضل ایڈیٹر لالہ دیوان چند صاحب ایم اے کی علمیت کا نمونہ۔ لالہ صاحب اگر اور نہیں تو پہلے ذرہ گرنتھ وغیرہ ہی کو پڑھ لیا ہوتا کہ وہاں ویدوں کو کن شردھا بھرے اعزت دینے والے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے گرنتھ میں لکھا ہے۔

دیکھو ملار محلہ۔ پڑھ پڑھ پنڈت تھکے ویدوں کا ابھیاس ہرنام چت نہ آوی نہ نج گھر ہووے باس ترجمہ رشی اور منی بھی ویدوں کو پڑھ پڑھ کر مر گئے اور حیات جاودانی حاصل نہ کر سکے کیونکہ وید تو سراسر کہانی اور محض یاوہ گوئی ہیں جنمیں کچھ بھی ودیا نہیں اور خدا کی وہ حمد و ثنا جو عارف لوگ بیان کیا کرتے ہیں وید اُنسے بالکل تہیدست ہیں

ہم آریہ گزٹ کے ایڈیٹر کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ گرنتھ سے نکالکر کوئی ایسا شلوک پیش کریں جسمیں باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ یا اُنکے جانشین نے ویدوں کو اچھا لکھا ہو۔ اور پھر جنیو کی نسبت جو عالم ایڈیٹر نے لکھا ہے وہ بھی آپکی عدم واقفیت کا نتیجہ ہے ورنہ آپ یہ دعوے کر کے سکھوں کو ہنسنے کا موقع نہ دیتے۔ باوا نانک رحمۃ اللہ صاحب جنیو کو ہمیشہ ایک لغو اور بیہودہ رسم سے تشبیہ دیتے رہے ہیں اور گرنتھ میں متعدد ایسے شلوک ملتے ہیں جنمیں جنیو کو نہایت حقارت آمیز الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔ مثلاً یہ شلوک بھی تو

گرنتھ میں ہی ہے

تگ کپاہ کہتے برہمن وٹے آئے

ہوئے پرانا سٹیئے بھی پھر پا ہور
نانک تگ نہ ٹٹئیے جے تگ سوئے زور

ترجمہ: سوتر سے برہمن ایک ڈورا بٹتا ہے اور پھر لوگوں کو پہناتا ہے مگر وہ ڈورا جسکو ہندو لوگ پوتر سمجھتے ہیں پرانا ہونے پر یکدم پھینکا جاتا ہے اور اگر جنیؤ میں کچھ طاقت ہوتی تو وہ ٹوٹتا ہی کیوں مگر یہ تو ایک معمولی ڈوری تھی"

اب دیکھئے کہ اس شلوک میں باواجی نے جنیؤ کو کیا ظاہر کیا ہے جس انسان کے دل میں جنیؤ کی یہ قدر ہو تو پھر کیا یہ ہو سکتا ہے کہ وہ انسان اور اسکے پیرو جنیؤ کے لئے لڑیں خدا کے لئے کچھ تو غور کرو اے آریہ مترو اب سکھ وہ سکھ نہیں رہے کہ آپ عوام کی ناک کیطرح انہیں جسطرف کو چاہیں پھیر لیں سکھ صاحبان اس بات سے بے علم نہیں کہ آپکے رشی منی اور مہارشی سوامی دیانند نے انکے پوجنہ گورو سری گورو نانک دیو کے حق میں کیسے گستاخانہ الفاظ کہے ہیں ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے۔ کہ باوانانک جیکو آتا جاتا تو کچھ نہ تھا مگر خواہ نخواہ پڑھے ہوؤں میں ٹانگ اڑاتا تھا ملاحظہ ہو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۵٦۔

مسلمانواب بھی نہیں جاگو گے

ایکطرف تو آریہ بلائے بے درمانکی طرح آپکے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کیا۔ یہ سامنا کچھ کم تھا مگر اب اس سے بھی بڑھکر آپ پر ایک اور زبردست مخالف حملہ آور ہو!

چاہتا ہے۔

حال ہی میں عیسائی مذہب کی جنرل کانفرنس جو ۲۰۰ نامی گرامی مشنریوں کی شمولیت سے شہر اڈنبرا میں ہوئی تھی اس میں بالاتفاق رائے نہایت شدومد سے یہ ریزولیوشن پاس کیا گیا ہے کہ افریقہ میں اس بات کی سخت ضرورت ہی کہ مشنری فوج کو لگایا جائے ہسپتال اور سکول کھولے جائیں کیونکہ وہاں اسلام نہایت تیزی سے پھیل رہا ہے اور اس ڈھنگ سے مسلمانوں کو شکست دی جائے پھر ڈاکٹر جارج رالیسن جو اس کانفرس کے پریذیڈنٹ تھے آپنے تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ وسط افریقہ میں یکدم ایک زبردست پادریوں کی تعداد بھیجی جائے جو کہ اسلام کی رفتار کو بڑھنے سے روکے اور عیسائیت کا جھنڈا کھڑا کرے

سات سو دو لاکھ

کوریا میں آنریبل ٹی۔ ایچ یون وزیر رہ چکے ہیں۔ آپنے کہا کہ بیس سال ہوئے جب صرف سات آدمیوں کو دروازہ بند کرکے بپتسمہ دیا گیا تھا مگر آج وہاں دو لاکھ باشندے عیسائی ہیں میں اپنا تمام وقت جو پہلے ملکی معاملات کو دیا کرتا تھا آج اس کام کے لئے صرف کر رہا ہوں اور یہ میری زندگی کا نہایت ہی خوشی کا حصہ ہے اسی طرح کئی پادریوں نے فخریہ بیان کیا کہ ہمنے اتنے عرصہ سے اسقدر لوگوں کو بپتسمہ دیا۔

عرب میں پادری

ڈاکٹر ذویمر عرب میں کام کرتے ہیں آپنے کہا افریقہ میں سات کروڑ آبادی ہے جس نے انجیل کا نام نہیں سنا ایشیا میں ایسے لوگوں کی تعداد سات کروڑ سے زیادہ ہے لوگوں کے دل اسلام کیطرف مائل ہیں خدا ہمیں اُن ملکوں کی طرف بلا رہا ہے اور ہمیں اب فوراً جانا چاہئے اور لوگوں کے میلان کو اسلام کیطرف سے روک کر انہیں عیسائیت کے جھنڈے کے نیچے لانا چاہئے۔

ہائے یہ دیکھکر بھی تمہارا دل نہیں پھٹیگا

او مسلمانو! غور کرو کہ تمہارے بھائیوں کو کس طرح ارتداد کے گڑھے میں گرانے کی کوشش کی جا رہی ہے وہ اسلام جس نے تمہیں آتشکدہ سے نکالکر بہشت بریں کا وارث بنایا جس نے تمہیں ۳۳ کروڑ دیوتا کی پوجا سے نجات دلا کر واحدہ لاشریک سے تمہاری لگن لگادی جس نے تمہیں حیوان سے انسان اور انسان سے باخدا انسان بنادیا کیا اس اسلام کا اب تم پر اتنا بھی حق نہیں کہ تم اسکی بھولی بھٹکی امت کو ادبار کے گڑھے سے بچاکر راہ راست پر لاؤ دوستو وقت ہے اٹھو ہوشیار ہو جاؤ دن ہے تو رات کا انتظار نہ کرو رات ہے تو دن کے منتظر مت رہو دین کی خدمت کے لئے اپنی کمریں کسو شہر شہر اور وادی وادی اسکے نام کی منادی کرو یاد رکھو اگر اب تمنے سستی کی تو ہمیشہ کے لئے کف افسوس ملتے ہونگے عیسائی اپنا ملک چھوڑ کر افریقہ میں جا گھسیں کوریا کا وزیر اپنی وزارت پر لات مار کر بیس سال میں سات سو دو لاکھ عیسائی بنا دے مگر ہم اپنی دولت کمانے میں مصروف اور اتنے غرق ہو جائیں کہ آنکھ وا کرکے بھی نہ دیکھیں کہ ہوا کا رخ

کدھر کو ہے۔

للہ چھوڑ دو اس سستی اور کاہلی کو وار دو اپنا تن اور من اور دھن کو اسلام پر مبارک ہیں وہ جو اسوقت غفلت کی نیند سے جاگیں اور پھر ڈبل مبارک ہیں وہ جو دوسروں کو بھی جگائیں۔

جیون تت کی بلند پروازیاں

ہمیں ہمعصر جیون تت کے ایڈیٹر شریمان پنڈت دیورتن پر کمال افسوس ہے کہ انہوں نے بلا سوچے سمجھے بدون کسی قسم کی شہادت اور واقعات کے اندھا دھند ہمپر وار کرنے شروع کر دیئے چنانچہ آپ اپنے پرچہ جلد ۶ نمبر ۲۸ مطبوعہ ۱۳ جولائی میں حد سے تجاوز کی ہوئی بلند پروازیوں سے ازخود رفتہ ہو کر فرماتے ہیں کہ اخبار "نور" قادیان ہے جو ایک نو مسلم شیخ محمد یوسف نامی نکالتے ہیں اور جنکا بیان ہے کہ گورو نانک دیو جی بھی مسلمانی عقائد رکھتے تھے ہمیں افسوس ہے کہ شیخ صاحب موصوف بھی اپنے آبائی مذہب اور سوسائٹی کے متعلق ویسے ہی قابل اعتراض سپرٹ کا اظہار معلوم ہوتا ہے کہ جیسے بعضے مسلم نو تبدیل شدہ آریوں کی تحریروں میں آریہ کے زیر اثر رہکر اسلام اور اسلامی سوسائٹی کے متعلق موجود ہوتی ہے!" اس جگہ جیسے پنڈت دیورتن جیکا "استدلال" گھناونی اور مکروہ سپرٹ لئے ہوئے ہے ویسے واقعات اور مشاہدات سے بھی قطعی دور ہے۔ آجتک ہمیں جب کبھی اپنے سکھ بھائیوں کے متعلق تحریر یا تقریر کا موقعہ ملا ہے ہم نے حتی الوسع انکے گوروؤں کے ناموں کو نہایت تہذیب سے لیا ہے اگر پنڈت دیورتن جی میری تحریر میں سکھ صاحبان یا انکے گوروؤں کی نسبت کوئی فقرہ یا حرف یا کسی حرف کا شوشہ ایسا دکھلا دیں جسمیں میں نے انکی شان میں کوئی ہتک آمیز کلمہ لکھا ہو تو میں اسکی عوض نہایت خوشی سے ڈنڈ بھرنے کو تیار ہوں اور اگر وہ کوئی ایسا لفظ نا ثابت کریں اور انشاء اللہ نہ کر سکینگے تو پھر ہم ایسے انسان کے حق میں کونسا لفظ استعمال کریں جو خواہ مخواہ قطعی جھوٹے اور خالی از اصلیت امورات کو بُرے سانچہ میں ڈالکر لوگوں کے سامنے پیش کرے۔ ہمارا ہمعصر زیادہ تر اس بات سے کپڑوں سے باہر ہو رہا ہے کہ ہمنے باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کو مسلمان بنا دیا مگر پنڈت دیورتن جیکو یہ دیکھنا ضروری تھا کہ اگر ہم نے باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کو مسلمان کہا ہے تو واقعات اور مشاہدات کی بنا پر گرنتھ اور جنم ساکھی وغیرہ پکار پکار کر ڈنکے کی چوٹ اسبات کا اعلان کر رہے ہیں کہ باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ پکے مومن تھے مثلاً جیسا اس شلوک سے اظہر من الشمس ہے

ڈٹھا نور محمدی ڈٹھا نبی رسول
نانک قدرت دیکھکر خودی گئی سب بھول

اب دیکھئے جب باوا نانک جیکی جنم ساکھی جو سکھوں کی معتبر کتاب ہے پکار پکار کر اسبات کا اعلان کر رہی ہے کہ باوا نانک جی مسلمان تھے اب میں صریحاً واقعات پر پردہ ڈالکر کسطرح یہ کہدوں کہ نہیں (نعوذ باللہ) باوا نانک جی ویدک دھرمی تھے جس سے پنڈت جی خوش ہو جائیں آخر ہم پنڈت جی کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری میں کوئی ایسا لفظ نکالکر دکھلا دیں جسمیں ہم نے سکھوں یا انکے کسی گورو کی شان میں کوئی برا لفظ کہا ہو۔ یا ہم نے باوا نانک جیکے مسلمان ظاہر کرنے میں خلاف از واقعات ثبوت دیئے ہوں پنڈت جی ذرا ٹھنڈے دل سے سوانح عمری کو پڑھیں پھر گرنتھ اور جنم ساکھی سے اسکا مقابلہ کریں۔ اور اگر اس میں ایک شلوک بھی ایسا پیش کر دیں کہ جو جنم ساکھی یا گرنتھ میں نہ پایا جاتا ہو تو ہم اسکی عوض معقول جرمانہ بھرنے کو تیار ہیں اور اگر آپ یہ بات نہ ثابت کر سکیں تو پھر جھوٹ بولنے کا لائبل بڑے موٹے حروف میں آپکے مستک پر لگ سکتا ہے

پنڈت جی باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ اپنے والدین کے ہاں کپوت نہیں بلکہ سپوت پیدا ہوئے تھے۔ جنھوں نے ناستکوں اور دہریوں کے دانت کھٹے کر کے ایک بھولی بھٹکی دنیا کو چاہ ضلالت سے بچا کر چاردانگ عالم میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی منادی کی خدا کرے کہ ہمارے وہ بھائی بھی جو صراط مستقیم کو چھوڑ کر دہریت کے تند سیلاب میں اِدہر اُدھر بھٹک رہے ہیں وہ باوا نانک جیکے بتلائے ہوئے راستہ پر چلکر حقیقی شانتی حاصل کریں۔ آمین

مسلمان ایسے کچے نہیں

لالہ جھنگ سیال بعض اوقات اپنی ترچھی چال میں اسقدر دور چلا جاتا ہے کہ اسکو دائیں بائیں کی کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی اور اس وحشت میں جو کچھ اَلَم غَلَم شَلَم آتا ہے ہانکے چلا جاتا ہے۔ کچھ عرصہ سے یہ ذات شریف نو مسلموں کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑا ہوا ہے کہ جسقدر ہندو نسے مسلمان ہوتے ہیں وہ سب کے سب کسی خوبصورت عورت کے صدقے اپنا آبائی مذہب چھوڑتے ہیں" اگر ہمارے ... کو تعصب نے اندھا نہیں کر دیا اگر اسکے

٭ باوا صاحب کا سوانح عمری بھیجکر

میں کچھ بھی سچائی اور راستی کا عنصر باقی ہے تو وہ قادیان میں آکر دیکھے کہ یہاں کسقدر نومسلم اپنی چاہتی اور من موہنی عورتوں کو تیاگ کر اور تمام دنیاوی خواہشات پر لات مار کر سنیاسی بنے ہوئے ہیں اور انکی شادیوں میں کسقدر مشکلات حائل ہیں وہ نومسلم جو اپنے آبائی مذہب کے لحاظ سے ایک ممتاز خاندان سے تعلق رکھتے تھے مگر اسلامک دنیا میں آکر انکی شادی کیلئے کسقدر سخت سے سخت مشکلات حائل ہیں مگر وہ نومسلم جو ایک روحانی سپرٹ کو لیکر اسلام میں داخل ہوتے ہیں جو محض خدا کے لئے اس مطہر اور اکمل اور اتم دھرم کو قبول کرتے ہیں اُن پر یہ رذیل خیال غالب نہیں آسکتا البتہ وہ مسلمانوں کی اس قابل رحم حالت پر افسوس ضرور کرتے ہیں۔

مگر لالہ جھنگ سیال بھی اپنے تخیل میں سچے ٹھہرے یرقان کے مریض کو ہر ایک چیز زرد ہی نظر آتی ہے کیونکہ آریہ سماج میں اس رذیل خواہش کی سیری کے لئے کافی سے زیادہ سامان مہیا ہے۔ وہاں ہر وقت نیوگ کا دروازہ کھلا ہے جسکا دل چاہے داخل ہو کر کلنگ کا ٹیکا لگائے مگر اسلام تو تقویٰ اور طہارت سکھلاتا ہے یہ نیوگ کے گلچھرے آپ لوگوں کو ہی مبارک رہیں۔

صرف بی۔ اے اور ایم۔ اے کیلئے

یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جس قوم کے بُرے دن آتے ہیں وہ روحانی اصولوں کو چھوڑ کر مادی خواہشات کے پیچھے دوڑتی ہے وہ دنیا کو دین پر مقدم کر کے اسکی گری ہوئی خواہشات میں اپنا گہوارہ بناتی ہے وہ انبیاء علیہ السلام کی سیدھی راہ سے بھٹک کر شہرت اور تموّج کے شیطانی راستہ کو اختیار کر لیتی ہے پچھلے دنوں کی بات ہے کہ ایک بڑے لائق و فائق دوست جسنے دین کی خاطر اپنے تمام خویش و اقارب کو چھوڑ دیا تھا اسکے لئے پانچ چھ جگہ شادی کے متعلق سوال اُٹھایا گیا باوجودیکہ وہ نوجوان خوبرو ہونہار قرآن شریف کا شیدائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فدائی تھا مگر ہر ایک جگہ سے یہی جواب ملا کہ لڑکا کیا بی۔ اے یا ایم اے ہے آہ اس گراوٹ کی بھی کوئی حد ہے ہائے کہاں گئے وہ مسلمان جو شادی کے وقت لڑکے سے یہ سوال کیا کرتے تھے کہ کیا لڑکا قرآن مجید اور حدیث شریف جانتا ہے مگر آجکل سوال کیا جاتا ہے تو یہ کہ لڑکا بی اے اور ایم۔ اے کا دم چھلا رکھتا ہے

اے دنیا کے طالبو! خدا سے ڈرو خدا نے تمہیں قرآن مجید دیا نہ کہ بی۔ اے اور ایم۔ اے کا کورس میں بی۔ اے اور ایم۔ اے کو بُرا نہیں کہتا مگر بلاد رکھو کورے اور چھٹرے بی۔ اے اور ایم۔ اے اگر دہریہ نہیں تو ہربرٹ سپنسر کے چیلے ضرور ہوتے ہیں ہائے کیا تم مسلمان ہو کر اپنے لخت جگر کو ایسوں کو حوالے کرنا چاہتے ہو۔

گرلز سکول میں تبدیلی

ناظمان گرلز سکول شروع سے اس بات کے جویاں تھے کہ اس سکول کے باقاعدہ چلانے کے لئے کوئی اچھا اور تجربہ کار ہیڈ مل جائے آخر جوئندہ یابندہ سُنو یہ بات بڑی خوشی سے سنی جائیگی کہ یکم اگست سے اسکا چارج مولوی گلاب الدین صاحب نے لیا ہے مولوی صاحب کو تعلیم نسواں سے خاص دلچسپی ہے، آپ تقریباً پچیس ۲۵ سال سرکاری گرلز سکول میں ملازم رہے ہیں ہم اس اچھے انتخاب کے لئے ناظمان مدرسہ کو تہ دل سے مبارکباد دیتے ہیں

مبارک مبارک مبارک

اسلامی حلقہ میں یہ بات نہایت خوشی سے سنی جائیگی کہ جناب سردار بہادر سردار غلام حسین صاحب میجر صوبیدار کو گورنمنٹ عالیہ نے کپتان کا خطاب مرحمت فرمایا ہے سردار بہادر ہمیشہ قومی کاموں میں دلچسپی لیتے رہتے ہیں۔ مسلمانوں کی اصلاح اور بہبودی کیلئے آپکے دل میں خاص تڑپ ہے اور آپکو "نور" کے ساتھ خاص محبت ہے اور نور کی کرنوں کو دور دور تک پھیلانے کیلئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں ہم اس مبارک انتخاب کے لئے یہاں گورنمنٹ عالیہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہاں سردار بہادر کو بھی خلوص دل سے مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اور ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سردار بہادر کو اس سے بھی بڑھکر اقبال بخشے آمین۔

فرائض منصبی کی ادائیگی

محکمہ ڈاک جسکا فرض منصبی پبلک کو ہر طرح آرام پہنچانا ہے مگر بعض ملازم ڈاک خانہ جو اس فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں اس سے نہ صرف پبلک ہی کو تکلیف پہنچتی ہے بلکہ خود ملازم ڈاک خانہ بھی ہر وقت خلش میں رہتا ہے منشی بابو رام صاحب سیکنڈ کلرک ڈاکخانہ قادیان نے اپنے فرائض منصبی کو ایک حد تک محسوس کر کے حتی الوسع پبلک آرام کو مقدم سمجھتے رہے ہیں اب سنا ہے کہ منشی جی کی تبدیلی ہونے والی ہے ہمیں انکی اس جدائی کا افسوس ہے مگر ہمیں قوی امید ہے کہ منشی جی جہاں بھی جائینگے وہاں اپنے فرض منصبی کو محسوس کر کے پبلک کو

بھنورا دستا دنت یہا کھایو ے
کیول بوجھے جان نہ بجھائی
آنکھیں ستا یون کا پانی اللہ من ستاما یا
خصم کی نظر وا لہن بسدی جنہیں کر سمایا
بتہ کر رکھے بنج کرسا نتی ناؤں شیطان سمائی
نانک کہے راہ پر چلنا مال دہن کرت کرن بچائی

ترجمہ - تیرے بدن ہیں کیچڑ گیا ہے تیرے عیب اور اسمیں مینڈک گیا ہے تیرا ہی دل ہائے تونے جان بوجھکر اُس نیلو فر کی قدر نہ کی جو تیرے سینہ میں شگفتہ ہو رہا ہے اس پھول پر بھنور گیا ہے تیرا دوستا جو تجھے ہمیشہ مفید مفید پند دیتا ہے تو کبھی بھی نہ سمجھتا اگر وہ اسقدر بھی نہ سمجھاتا تجھے نام حق کے بغیر کہنا اور سننا فضول ہے ہائے یہ دل لذات محسوسات میں پھنس رہا ہے وہ لوگ سچے صاحب کے منظور نظر ہیں اور وہ اُسے دل سے مقبول ہیں جو اُس وحدہ لاشریک کی پوجا کرتے ہیں تیس روزے رکھتے ہیں اور پانچوں وقت کی نمازیں پڑھتے ہیں اس نیت سے کہ شیطانی وساوس سے اللہ تعالی محفوظ رکھے اگر تو روزہ نہیں رکھیگا اور نماز نہیں پڑھیگا تو تیرا نام نیک بندوں میں اور خدا پرستوں کی لسٹ سے کاٹ دیا جائیگا - اور اس شلوک کا ترجمہ ہز ہائینس راجہ بکرم سنگہ صاحب بہادر والیِ ریاست فریدکوٹ اور سردار بکرما سنگہ اہلو والیہ نے بھی کیا ہے - کیا اب بھی باوا جیکے مسلمان ہونے میں کچھ شک و شبہ باقی رہیگا دوستو ایک نہ ایک دن حق کو چھپاوگے جبتک یہ شلوک گرنتھ اور جنم ساکھی میں ہیں تب تک تو ہم بیروں پر پانی پڑ نے

ہاں جب گورو جیکے ہونہار چیلے اُن شلوکو نکو گرنتھ اور جنم ساکھی سے نکال دینگے تو ہم بھی خاموشی اختیار کر لینگے

یہ تنگدلی اچھی نہیں

نور کے ناظرین کیخدمت میں نور کی توسیع اشاعت کے متعلق متعدد اپیلیں کی گئیں ہیں مگر ہر ایک اپیل پر سوا چند محدود خیر خواہوں کے جنھوں نے اول ہی سے نور کی توسیع اشاعت کا بیڑا اُٹھایا ہوا ہے دوسرے صاحبان ٹس سے مس نہیں ہوتے کیا آپ دوسرے بھائیوں کو نور سے منور کرنا نہیں چاہتے اگر آپ چاہتے ہیں کہ نور نہایت آب و تاب سے لب بام چمک کر مخالفین کو خیرہ چشم کرے تو آپ خدا کے لئے یہ تنگ دلی چھوڑکر کم از کم اور بھائیوں کو بھی نور سے منور کرکے عنداللہ ماجور ہوں

ذوالفقار علی کی نسبت ایک حق پسند کی رائے

حسن اتفاق سے ۲۴ رجولائے سنہ ۱۹۱۰ء کو مجھے میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق دہلی سے شرف ملاقات حاصل ہوا آپ اسلام کے ایک جوشیلے ممبر اور بانی اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدت مند ہونے کے علاوہ اپنے پہلو میں ایک متأثر دل رکھتے اور اسلام کی ڈیفنس اپنا نصب العین قرار دے چکے ہیں - مذہبی معلومات اور علمی قابلیت کا اندازہ آپکی طرز تحریر بالخصوص رسالہ صاعقہ، ذوالجلال بجواب نخل و خرمسالے سے اچھی طرح ہو سکتا ہے مختصر یہ کہ آپ ایک کہنہ مشق بزرگ اور فاضل شخص ہیں اور خلق و مروت گویا آپکا فطری حصہ ہی ہیں آپسے ملکر بہت خوش ہوا اور مجھے یہ معلوم کرکے اس سے بھی زیادہ مسرت ہوئی کہ آپنے مخالفونکے حملوں سے اسلام کو بچانیکے لئے اپنی مبارک زندگی کو وقف کر دیا ہے

بہت سی ضروری باتوں کے علاوہ آپنے اپنی نو تصنیف کتاب ذوالفقار علی بجواب نعرۂ حیدری کے بعض مقامات کو بھی سنایا چھوٹے کے گھر تک والے عنوان کا جواب جتنا عجیب معنی خیز اور معقول ہو وہ نہایت ہی وقیع اور قابل چیز ہے حقیقت الامر یہی کہ چھوٹے کے گھر کو میر صاحب نے جس دلچسپ عنوان و طریقہ سے بیان کیا ہو وہ بہت ہی صحیح اور لائق دید ہے چھوٹے کے گھر کا معیار رسالہ کے مطالعہ سی خوب معلوم ہوتا ہی اور اس خصوص میں غلام حیدر کی اُس غلطی کا صاف طور پر ازالہ کر دیا گیا ہی جو اُسے چھوٹے کے گھر تک والی مثل کے سمجھنے میں ہوئی ہی مسافر آگرہ کا غلام حیدر چھوٹے کے گھر تک پہنچکر مایۂ علم و دانش سی بیگانہ ہو گیا ہی اس عنوان کا جواب پڑھکر بہت ہی خوش ہو گا اس بحث کو سنکر میری طبیعت بہت ہی خوش ہوئی اور بے ساختہ داد دل سے نکل گئی -

علماء اسلام سے چیلنج کا جواب اگرچہ بہت لوگوں نے دیا ہے لیکن میر صاحب کا جواب قابل یقین اور آسان طریقہ پر مبنی ہونیکے ساتھ جدت کو بھی لئے ہوئے ہی غلام کی علمی لیاقت کے اندازہ کا معیار اور علماء اسلام سی چیلنج کا نتیجہ جتنا پر لطف اور واقعی طریقہ پر بیان کیا گیا ہے اُسکی واقعیت سے مخالف بھی انکار نہیں کر سکتا میرا جی چاہتا تھا کہ اس خصوص بحث کا کچھ حصہ اسجگہ لکھتا لیکن اس خیال سی کہ کتاب کا اصل لطف ہاتھ سی جاتا رہیگا نظر انداز کر دیا گیا -

نعرۂ حیدری کے جوابات میں جو باتیں ہونی چاہیئے وہ میر صاحب نے ذوالفقار علی میں تمام و کمال طور پر بیان کی ہے اور جواب کا حق ادا کر دیا ہے میرا خیال ہی کہ نعرۂ حیدری کے جسقدر جوابات

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیاں مشہدی اور پشاوری بادامی سیاہ اور سفید باسمتی ریشمی سوتی لٹھری صافے سفید اور بادامی پشاوری ٹوپیاں اور سندی کی پشاوری جوتیاں ہر قسم کی اور ہر قیمت کی مل سکتی ہیں ۔

المشتہر

احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان ضلع گورداسپور

باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی سوانحعمری

یہ اُس ولی اللہ کی سوانحعمری ہے جسنے ہندوؤں کے گھر میں پیدا ہو کر سنہ ۱۴۶۹ء میں جبکہ نہ صرف پنجاب بلکہ تمام ہندوستان پر ظلمت کی گھٹا ٹوپ بادل چھائی ہوئی تھے ایسے وہندو کارہ اور فیج اعوج کے زمانہ میں ہندوؤں کے تمام عقائد باطلہ کا کھنڈن کرتے نماز روزہ حج زکوۃ کی تعلیم دیکر جگہ بہ جگہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ بلند کیا ۔ اور اسلام کی سچائی کا ڈنکا بجا کر کل ہندوؤں پر اتمام حجت کر دی اس سوانحعمری کے تمام حوالے سکھ صاحبان کے گرنتھ اور معتبر کتابوں سے لئے گئے ہیں غرضیکہ یہ کتاب قطعی محققانہ اور مورخانہ پیرائے میں لکھی گئی ہے ۱۸×۲۲ = ۷۰ کے صفحہ کی کتاب ہے چھپائی اعلیٰ کاغذ نہایت نفیس قیمت صرف ۸/ ایکدرجن کے خریدار سے محض چار روپے آٹھ آنہ یعنی فی کاپی ۶/ ملنے پتہ

ایڈیٹر نور قادیان

دھرم کی کسوٹی

یہ ایک محققانہ ٹریکٹ حال ہی میں شائع کیا گیا ہے جس میں آریہ سماج کے مشہور و معروف پرچارک سوامی درشنانند کے اُن ۳۱ مختلف سوالات جنکو انہوں نے اپنے زعم میں لاینحل سمجھکر مسلمانوں کو چیلنج دیکر کئے تھے ۔ انکے جوابات نہایت محققانہ پیرایہ میں دیئے گئے ہیں (۱) سماجی الیشور (۲) ابطال قدامت روح و مادہ (۳) ابطال تناسخ (۴) تحریف وید (۵) ابطال قدامت وید (۶) ویدک فلسفہ کی حقیقت وید کے الہامی ہونیکی جانچ غرضیکہ دقیق سے دقیق سوالات کے جوابات ایسے احسن طریقہ سے دیئے گئے ہیں کہ خود سوامی درشنانند بھی اپنے سوالات کے جوابات پڑھکر لوٹ پوٹ ہو گئے ۔ ٹریکٹ کا حجم ۴۶ صفحہ قیمت صرف ا/ ایکدرجن کے خریدار سے صرف ۹/

ملنے پتہ: **ایڈیٹر نور قادیان**

ارے دوڑو جلدی دوڑو جلدی سے ڈاکٹر برمن کا عرق کافور لے آؤ

جب کسیکو ہیضہ ہوتا ہے تو اُسکے گھر میں ایسی ہی پکار پڑجاتی ہے ۔ اور گھبراہٹ کرکے یہی کہتے ہیں کہ اگر پہلے ہی یہ تھوڑا سوچو تو یہ تکلیف کیوں اُٹھانا پڑے کیوں نہیں عرق کافور کی ایک شیشی لیکر گھر میں ڈال رکھتے ہو یہ اصلی عرق ۲۶ برس سے مشہور اور تجربہ کی ہوئی ہیضہ کی انمول دوا ہے گرمی کے دست ۔ پیٹ کا درد ۔ مروڑا ۔ متلی کے اکسیر کا حکم رکھتی ہے ۔ قیمت فی شیشی ۴/ محصول ڈاک ایک شیشی سے ۴ شیشی تک ۵/

عرق پودینہ

ہر ایک بال بچہ دار کو یہ دوا گھر میں رکھنی چاہئے یہ عرق ولایتی پودینہ کی ہری پتی سے نکالا گیا ہے ۔

اسکا رنگ بھی مثل پتی کے سبز اور خوشبو بھی تازہ پتیوں کی مانند رہتی ہے ۔ یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے ۔ ریاح کیلئے یہ نہایت مفید دوا ہے ۔ پیٹ کا پھولنا ڈکار کا آنا پیٹ کا درد بدہضمی متلی اور اشتہا کا کم ہونا یہ سب ریاح کی علامتیں جلد دور ہو جاتی ہیں ۔ گود کے بچے کے لئے اس سے بڑھکر اور کوئی دوسری دوا نہیں ہے قیمت فی شیشی ۸/ محصولڈاک ۵/

پیپرمنٹ کا تیل

پیٹ کا درد ۔ بدہضمی اور ریاح کے فساد میں یہ ایک بہت مشہور دوا ہے ۔ یہ پیپرمنٹ افریقہ سے منگایا جاتا ہے ولایتی پیپرمنٹ سے یہ کہیں بڑھکر بہتر اور مفید ہے ۔ اس پیپرمنٹ میں تارپین کا ملا کر ایک کی تین شیشی بنا کے لوگ بیچتے ہیں ۶/ فی شیشی آدھ آونس ا/ محصولڈاک وغیرہ ایک شیشی سے ۴ شیشی تک ۵/ المشتہر: ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵۔۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ و ست سلاجیت

اصلی ممیرے اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شائع ہو رہا ہے ۔ اس اثنا میں بہت لوگوں نے فائدہ اُٹھایا ہے یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب مدظلہ کے مجوزہ نسخہ کے موافق طیار کیا گیا ہے اور اصلی ممیرا جسکو خود حضرت نے دیکھکر اصلی ممیرا ہونیکی تصدیق کی اسمیں ڈالا جاتا ہے حضرت نے اس سرمہ کے متعلق خود فرمایا کہ "یہ امراض چشم کیلئے بسیار مفید ہے" اس شہادت کی بعد مجھے کسی اور شہادت کی ضرورت نہیں کیونکہ جو لاکھہ افراد کا امام جو طبی حیثیت سے اور تجربہ سے بھی طبی امام کہلانیکا جائز حقدار ہے اس سرمہ کے مفید ہونیکی شہادت دیتا ہے ۔ یہ سرمہ دھند جالا پھولا اور امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے ۔ قیمت سرمہ قسم اول فیتولہ عا/ قسم دوم عہ/ قسم سوم عہ/ اصلی ممیرا قسم اول صہ/ قسم دوم سے/

ست سلاجیت

مقوی جمیع اعضا نافع صرع مشتہی طعام قاطع بلغم و ریاح دافع بواسیر وجذام و استسقا و زردی رنگ و تنگی نفس و دیخوست وفساد بلغم و قاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و یبوست و درد مفاصل وغیرہ وغیرہ

رجسٹرڈ ایل نمبر

یہدی اللہ لنورہ من یشاء

نور

اخبار

تاریخ اشاعت

یکم ستمبر ۱۹۱۰ء

نمبر ۲۳ | ایڈیٹر ـ شیخ محمد یوسف (نومسلم) سابق سورن سنگھ کمار و دوان (امپھلری) | جلد ۱

رمضان شریف کی آمد اور گھڑیوں کی قیمت میں رعایت

رمضان المبارک میں سحری اور افطار کا وقت تنگ اور نازک ہونے کی وجہ سے ہر ایک مسلمان کو جو اس سالانہ فرض کی ادائیگی سے اپنے مولے کریم کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ گھڑی ٹایم پیس یا کلاک ضروری رکھنا پڑتا ہے۔ اسلیئے ہمنے ماہ صیام کی مبارک آمد کی تقریب پر قیمت میں خاص رعایت کردی ہے۔ جو حسب ذیل ہے۔

راسکوپ ریکلیم جیبی گھڑی۔ صحیح وقت دینے والی۔ بلحاظ قیمت کے نہایت اعلی ..... عہ

راسکوپ پینٹ گھڑی ..... عہ

راسکوپ پینٹ جو لدار ..... خوبصورت اور اصلی دیگ کی ..... ہے

ریلوے روڈ ٹایم کیپر ..... مشہور و معروف مضبوط اور خوب صورت ..... ہے

ریلوے صورت واچ ..... عمدہ اور دیر پا چلنے والی ..... ہے

ریلوے ریگولیٹر ..... اصلی جو لوں میں پتھر کے جول لگے ہوئے ہیں قیمت للعہ ..... عہ

ٹوٹو واچ مضبوطی میں لاثانی ایک منٹ کا فرق نہ دینے والی قیمت رعایتی ..... ہے

رسٹ واچ کلائی پر باندھنے کی قیمت ..... سے چھ روپے ا ہے تک

بی ٹایم پیس امریکن۔ جس کی تعریف لکھنا فضول ہے۔

معمولی ٹایم پیس ..... بلا الارم عہ ..... الارم والا

کلاک الونیا ۸ روزہ چابی کا گھنٹہ اور آدھ گھنٹہ بجاتا ہے

قیمت بلا الارم ہے ..... الارم والا ..... لعہ

جاپانی آفس کلاک بلا الارم ..... اور الارم اور بارنج والا ..... عہ

آٹھ روزہ گھڑی جسکو آٹھ روز کے بعد چابی دیجاتی ہے۔ نہایت مضبوط خوشنما صحیح وقت دینے۔

ہر ایک گھڑی کم از کم ۲۴ گھنٹہ وقت دیکھکر خریدار ان کی خدمت میں روانہ کیجاویگی ہر قسم کے چین قطب نما وغیرہ بھی مل سکتے ہیں۔

المشتہر

شیخ محمد شفیع احمدی سوداگر چوڑا بازار لودہیانہ

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں حسب حکم شیخ محمد یوسف پبلشر کے چھپ کر شائع ہوا

رشی دیانند اصلی روپ میں

بھائیو! پیشتر اس کے کہ ہم نفس مضمون کی طرف رجوع کریں۔ یہ ظاہر کر دینا نہایت ضروری ہوگا کہ ہمیں اپنے سماجی بھائیوں سے کسی قسم کی خصومت اور کد ہرگز ہرگز نہیں۔ ہم انہیں اپنا ملکی بھائی سمجھتے ہیں۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ انکے اور انکے پرم گورو کیلئے ہمارے دل میں گونج پیدا ہو۔ مگر جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ وے اپنے آنکھ کے لٹھ کو نہ دیکھتے ہوئے نہایت بیباکی اور دریدہ دہنی سے اوروں کے تنکے پر انگشت نمائی کرتے ہیں تو مجبوراً ہمیں بھی واقعات سے پردہ اٹھانا پڑا تا دنیا دیکھ لے کہ وہ لوگ جو سینہ زوری سے ہمارے منہ آرہے ہیں۔ وہ خود کتنے پانی میں ہیں۔ اور انکے اپنے گھر کا کیا حال ہے آریہ سماج جن کے نزدیک مسلمانوں کا خدا چور اور ڈاکو اور سناتنیوں کا ایشور پاکھنڈی اور عیسائیوں کا خدا (نعوذ باللہ) شیطانوں کا شیطان اور اگر کوئی پاک اور پوتر ہے۔ تو آریوں کا ایشور اور یا اس سماج کا بانی اور وہ کسقدر خطرناک دلیری ہے! یہ باتیں ہیں جنہوں نے آج اس مضمون کے لیئے ہمارے قلم کو جنبش دی اسلیئے آج ہم رشی دیانند کی لائف پر نہایت مختصر ریویو کرتے ہوئے آپ صاحبان کے سامنے اس ۱۹ ویں صدی کے رشی اور مہارشی کو اصلی رنگ و روپ میں پیش کرتے ہیں تاکہ آپ دیکھ لیں کہ وہ جو اوروں کو پاکھنڈی دغاباز مکار اور شیطانوں کا شیطان کہتا ہے سو وہ بذات خود کسقدر مہاتما اور مہاپرش ہے۔

اول جب ہم کسی فرقہ کے بانی کا نام سنتے ہیں تو بالطبع ہمارے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کہانکا رہنے والا ہے۔ اسکے والد کا کیا نام ہے اور اسکی ابتدائی زندگی کیسی تھی اور ذات کیا تھی۔ اس سوال کی نسبت کہ دیانند کی کیا ذات تھی اور آپکے باپ کا کیا نام تھا۔ اور آپکا جنم کس شہر میں ہوا۔ اسکا حل باوجود سخت سے سخت جدوجہد اور کشمکش کے بھی آج تک نہیں ہوسکا۔ اگر لوگوں نے رشی جی سے ان سوالات کی نسبت استفسار کیا۔ تو آپ ہمیشہ اسکو تاریکی میں رکھنے کے لیئے ٹالم ٹولا کرتے رہے اور اگر اس کے لیئے کسی نے زیادہ زور دیا۔ تو آپ یہ "رجسٹرڈ" جواب دیکر ٹالتے رہے۔ کہ اگر میرے والد کو میری نسبت معلوم ہوگیا تو وہ مجھے پکڑ کر لے جائینگے اسلیئے میں اسکے بتلانے سے گریز کرتا ہوں۔ ناظرین اب آپ خود ہی خیال فرمادیں کہ یہ جواب کہانتک مناسبت کا پہلو لیئے ہوئی ہے بھلا رشی جی کون سے دودھ پیتے بچے تھے جسے انکے والدین انگلی پکڑ کر اور ایک چپت منہ پر لگا کر اپنے ساتھ لیجاتے بہرحال یہ بات طے شدہ ہے۔ کہ رشی جی باوجود بار بار پوچھنے کے بھی ہمیشہ اس معاملہ کو اندھیرے میں رکھتے رہے بیشک رشی دیانند جیکی لائف کا یہ بھید ناظرین کے آگے بجھارت ہے کہ انہوں نے اپنے حسب ونسب کو اسقدر کیوں چھپایا۔ البتہ اسکے بعد کے حالات جو سوامی جی نے خود ہی ۱۸۷۹ء اور ۱۸۸۰ء میں تھیاسوفسٹ (انگریزی اخبار) میں طبع کروائے تھے اور اسکا ترجمہ لالہ لاجپت رائے جگراؤں والے نے اردو میں کیا ہے وہ رشی جی کی لائف پر کچھ روشنی ڈالتا ہے۔ اسلیئے ہم بھی اسی چشمہ سے چند واقعات لیکر آپ لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور رشی جی کے اوائل عمری سے لیکر درجہ وار انکی زندگی سے پردے اٹھانے شروع کرتے ہیں۔ تاکہ آپ صاحبان اندازہ لگا سکیں۔ کہ رشی جی کس روپ میں براجمان ہیں

پہلا پردہ

رشی دیانند جی اس سوانحعمری کے ۱۲ صفحہ پر یوں ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ "اوائل عمری میں جب گھر سے بھاگا۔ تو مجھے ایک برہمچاری ملا جسنے مجھے صلاح دی کہ بہتر ہو کہ اگر تم ہماری فرقہ یا تھوک میں داخل ہو جاؤ چنانچہ میں انکے فرقہ میں داخل ہو گیا اور اس برہمچاری نے میرا نام "شدھ چیتن" رکھا اور میرے کپڑوں کو اپنے کپڑوں سے بدلوا دیا رشی جی کچھ مدت تک انکے چیلے رہے مگر وہاں انکے دلکو تسلی نہوئی۔ اسلیئے آپ وہاں سے بھی چل کھڑے ہوئے گویا یہ رشی جیکی زندگی کا پہلا پردہ تھا۔ اب

دوسرا پردہ

اٹھا کر دیکھیئے۔ پھر اسی سوانحعمری کے صفحہ ۲۵ پر لکھا ہے۔ کہ پہلے گورو سے دل برداشتہ ہو کر سوامی جی برہمانند کے پاس پہنچے جنکی صحبت اور تعلیم نے انہیں پورا پورا یقین دلادیا۔ کہ برہم میں ہی ہوں یعنی سرو شکتی مان دیالو کرپالو دینا بندہو جوتی سروپ پار برہم قادر مطلق غرضیکہ جو کچھ ہے وہ دیانند جی مہاراج خود ہی ہیں۔ اور باقی سب ڈھکوسلا اور ڈھول کا پول اب ناظرین اسپر ہمارے حاشیہ چڑھانے کی کوئی ضرورت نہیں وہ انسان جسکی اوائل عمر میں ہی یہ خیال سرایت کر چکا ہو کہ "میں خود خدا ہوں" پھر دوسروں کے لیئے کہانتک ہدایت کا موجب بن سکتا ہے۔ دہریہ تو صرف خدا کے وجود کا ہی منکر ہوتا ہے مگر رشی جی خود خدا بنتے ہیں۔ ہاں یہ وہ انسان ہے جو دیگر مذاہب کی کتب مقدسہ پر نہایت دلیری سے ہنسی اور کھلی اڑاتا ہے یہ دوسرا پردہ تھا۔ اب

تیسرا پردہ

اٹھا کر دیکھیئے۔ کہ برہمانند کا چیلا بنکر اور اپنے آپکو خدا سمجھکر بھی رشی جیکو شانتی نہ ہوئی تو پھر

اسی سوانحعمری کے ۳۲ ر ۳۳ و ۳۴ صفحہ پر لکھا ہے۔ کہ پھر سوامی جی نے **پرمانند سرسوتی** جیکو اپنا گورو دھارن کیا۔ اور پرمانند سرسوتی نے انکو سنیاسیوں کے لباس میں ملبوس کر کے اپنی جماعت کے چوتھے درجہ میں شریک کر لیا۔ اور انکو ایک ڈنڈا اور ایک کمنڈل دیکر انکا نام **دیانند سرسوتی** رکھدیا اور اسجگہ رشی جی نے اپنے تیسرے گورو یعنی پرمانند کے زیر اثر رہکر ادویت بادی یعنی شنکر اچاریہ کے مت کے رنگ میں رنگین ہوئے۔ اس مت کے خیالات کسی پڑھے لکھے ہندو سے پوشیدہ نہیں کہ۔ اس مت کو ہندو سوسائٹی میں کسی قدر گھناؤنیت اور کراہت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اب ناظرین غور فرماویں کہ یہ شخص پیشتر ایک برہمچاری کا چیلا تھا جسنے اسکا نام شدہ چیتن رکھا اور پھر برہمانند کی صحبت میں خود برہم یعنی خدا بنا اور پھر برہمانند سرسوتی ادویت بادی شنکر اچاریہ کے مت کے پرچارک نے انہیں شنکر اچاریہ کی تعلیم میں رنگین کر کے انکا نام دیانند سرسوتی رکھا اور مدت مدید تک یہ شخص اسی مت میں رہا اور اپنے آپکو خدا سمجھتا رہا۔ اب ناظرین خود ہی خیال فرماویں کہ اس شخص نے تھوڑے ہی عرصہ میں کسقدر چولے بدلے شاید اب آپ کہتے ہونگے۔ کہ رشی جی اب تو ایک جگہ چین سے کھڑے رہیں گے۔ نہیں ابھی آگے چل کر

چوتھا پردہ

اٹھایئے اسی سوانحعمری کے صفحہ ۳۶ میں لکھا ہے۔ کہ رشی جی مشہور و معروف مقامات اور متبرک اور مقدس تیرتھوں کی جاترا یعنی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ سمت ۱۹۱۱ بکرمی میں پہلی ہی دفعہ میں ہردوار پر کمبھ کے میلہ میں شریک ہوئے۔ کمبھ کا میلا سمت ۱۹۱۱ میں نہ تھا۔ بلکہ سمت ۱۹۱۲ میں تھا۔ یہاں ایکے الہام میں ایک سال کی بھول ہے" نور" وہاں سے رشی کیش کو گئے۔ اور اسی طرح صفحہ ۴۲ پر لکھا ہے۔ کہ پھر رشی جی **بدری نرائن** پہنچے۔ یہاں سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اسوقت رشی جی ہردوار اور بدری نرائن وغیرہ کے معتقد تھے اور اگر کوئی کچھ تحویل کا حیلہ بہانہ پیش کرے تو سوامی جی نے خود لکھا ہے۔ کہ میں مقدس تیرتھوں کی جاترا کے لئے گیا اب یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں۔ کہ ان تیرتھوں پر کیا کچھ فسق و فجور ہوتا ہے۔ تصدیق کے لئے **ڈاکٹر برنیر** کی شہادت کافی ہے۔ جو اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ ان تیرتھوں پر ہزاروں عورتیں دیکھی گئی ہیں جنکی جوگیوں اور سنیاسیوں سے آشنائی تھی اور حماقت سے یہ سمجھتی تھیں کہ یہ آشنائی ہماری نجات کا موجب ہوگی اب وہ شخص جو ایسی جگہوں کو مقدس اور متبرک سمجھے۔ اب ناظرین فیصلہ آپ پر ہی ہے کہ ایسا آدمی کہانتک دوسروں کی ادھارتا (نجات) کا موجب بن سکتا ہے۔ ابھی بس نہیں۔ اب ذرا

پانچواں پردہ

اٹھا کر دیکھئے۔ اسی سوانحعمری کے ۶۰ و ۶۱ صفحہ پر لکھا ہے۔ کہ مجھکو یعنی رشی دیانند کو ایک لاش دریا کے اوپر بہتی ہوئی ملی۔ اور میں نے اسکو دریا سے نکالا اور تیز چاقو سے چیرنا پھاڑنا شروع کیا اب ناظرین خیال فرمایئے۔ کہ یہ گھناؤنا فعل جسکو ایک نیچ سے نیچ بھی (بلا وجہ) کرتا ہوا کانپتا ہے مگر رشی جی نے نہائیت خوشی اور دلی ارادت سے ایسا کام کیا۔ اوہ کسقدر افسوس اور پھر کتنی بیدردی برہمن اور سنیاسی ہو کر مردہ لاش کا چیرنا آپکا ہی کام تھا۔ شاباش ؏ این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔ مگر یہاں تک ہی خاتمہ نہیں اب آگے چلکر

چھٹا پردہ

اٹھایئے اسی سوانحعمری کے ۱۵ صفحہ پر رشی جی فرماتے ہیں کر چنڈال گڑھ کی نشست و برخاست میں مجھ میں ایک بڑا عیب لگ گیا۔ یعنی مجھ میں بھنگ پینے کی عادت ہوگئی اور کہ بعض اوقات اسکے اثر سے اسقدر مدہوش ہو جایا کرتا تھا۔ کہ اپنے آپ کی کچھ سُدھ بُدھ نہ رہتی تھی۔ اب وہ انسان جو ذرہ ذرا سی نفسانی خواہشوں پر قابو نہیں پا سکتا۔ وہ کہانتک رشی اور مہارشی کہلائے جانیکے لائق ہو سکتا ہے۔ اور پھر بھنگ پینے والے کی تقریر اور تحریر پر کہانتک بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ اب ذرا

ساتواں پردہ

اٹھایئے۔ اسی سوانحعمری میں لکھا ہے۔ کہ کچھ عرصہ تک سوامی جی متھرا میں رہکر برجانند اندھے کے چیلے بنے۔ اور ان سے بیاکرن پڑھا اور اسکو شری مت پرمہنس رلج پری براجکا چارج برم وروان شری برجانند سوامی کہتا رہا اور سوامی برجانند ادویت بادی یعنی شنکر اچاریہ کے مت کا پیرو تھا۔ رشی دیانند جی اس کے چیلے بنکر ہردوار اور رشی کیش وغیرہ کے جنگلوں میں رہنے لگے۔ اسوقت کوئی انکا نام تک بھی نہ جانتا تھا۔ اور سمت ۱۹۲۴ بکرمی میں گنگا کے کنارے کے گاؤں اور شہروں میں ٹھہر کر شنکر اچاریہ کے مت کی نسبت وعظ کرتے رہے اسوقت انکے بدن پر سوائے ایک لنگوٹی کے دوسرا کپڑا نہ ہوتا تھا۔ اور پھر کسی ست پرش کے سمجھانے سے سوامی جی نے اس مذہب کو جھوٹا جانکر ترک کر دیا۔ اور ادویت بادی بنا اور آخرکار ادویت بادی بنکر شنکر اچاریہ کے مت کے رد میں ایک چھوٹی سی کتاب بھی بنائی اور ستیارتھ پرکاش میں بھی انکار کیا۔ اب خیال فرمایئے کہ اب تک اس شخص نے کسقدر سوانگ بھرے اور کسقدر مذہب اختیار کئے کس کس کا چیلا بنا اور کس کس کو ترک کیا۔ وہ انسان جس نے اپنی عمر کا تقریباً ۲/۳ حصہ نادانی ذہنی میں گزارا ہو اس سے بہتر کہانتک کون ہو سکتا ہے

پہر ایسے شخص کی گفتار اور کردار کا کیا بہروسہ ہے جو اپنے گورو کو جسے وہ اپنی عمر کے پچھے حصہ تک پرم گورو اور پرم وِدوان کے نام سے پکارتا رہا ہو پہر اسکے مذہب کو جہوٹا اور باطل کہنا شروع کردے۔ وہ آدمی جو ایک وقت میں ایک آدمی کو پرم وِدوان اور پرم گورو کہتا ہو اور پہر دوسرے وقت میں اسکے مت کو جہوٹا ٹھہراتا ہو اسکا کیا اعتبار اور اسپر کیا بہروسہ ابہی بس نہیں اب ذرا

آٹھواں پردہ

اٹھایئے کچھ عرصہ کے بعد سوامی جی نے ایک کتاب موسومہ بہ ستیارتھ پرکاش بنائی اور سنہ ۱۸۷۵ء میں بمقام بنارس چھپی اس کے صفحہ ۴۵ میں صبح وشام گوشت وغیرہ سے ہون کرنا لکہا ہے پہر اسی ستیارتھ پرکاش کے ۶۲ صفحہ میں درج ہے۔ کہ ملیچھ نام برا نہیں جن لوگوں کی زبان سے سنسکرت حروف کا تلفظ جیسا کہ چاہیئے صاف ادا نہو سکتا ہو۔ اسکا نام ملیچھ ہے۔ اب آریہ سماج کے اکثر ممبر ایسے ہیں کہ جنکی زبان سے سنسکرت کا تلفظ ٹھیک ٹھیک ہرگز ادا نہیں ہو سکتا۔ تو اب بقول دیانند کے وہ ملیچھ ٹھہرے کیا دیانندیو! آپ اپنے گورو کے اس پسندیدہ نام کو قبول کرنیکو طیار ہو یا نہیں۔ پہر اسی ستیارتھ پرکاش کے ۱۴۸ صفحہ میں گائے کو گدھی کے برابر سمجھکر لکہا ہے۔ کہ گائے سے جب تک دودھ وغیرہ کا مطلب ہو تب تک اسکو چارہ وغیرہ دو ورنہ نہیں آہ! اس بیرحمی کی بہی کوئی حد ہے۔ جب تک مطلب تب تک مطلب بعد ازاں تم کون اور میں کون اپنا کم کیجاتے . . . . او آریہ مترو! کیا تم اس بنے پر مسلمانوں کے منہ آیا کرتے ہو کہ وہ گائے کی سیوا نہیں کرتے۔ یہ تعلیم رکہتے ہوئے تمہیں کس طرح حوصلہ پڑتا ہے۔ کہ تم اوروں کو مطعون کرو۔ جب کہ ایک یا دوسری وجہ سے تمہارے گھر کی حالت سخت قابل رحم ہو۔ پہلے اپنی آنکہہ کا شہتیر دیکھو پہر دوسروں کے تنکے کی طرف انگشت کرو۔ پہر اسی سوانحمری کے صفحہ ۱۴۹ میں لکہا ہو کہ گوشت کے پنڈ دینے میں کچھ پاپ نہیں۔ پہر اسی سوانحمری کے صفحہ ۱۷۱ میں لکہا ہے۔ کہ یگیہ میں جانداروں کا قتل کرنا جائز ہے۔ پہر اسی کتاب کے ۱۷۱ صفحہ میں لکہا ہو کہ بندہیا گائے کو گومیدہ میں مارنا جائز ہے کیونکہ بندہیا گائے سے دودھ اور بچھڑوں وغیرہ کی پیدائش نہیں ہوتی۔ او آریہ مترو۔ کیا اس گھمنڈ پر تم مسلمانوں پر اعتراض کیا کرتے ہو کہ وہ گوشت کہاتے ہیں۔ اب جبکہ تمہارے اپنی ہی لیکھوں سے تمہارے رشی اور مہارشی ہی کے مکھ وا کبچنوں سے یہ ثابت ہوگیا۔ کہ آپکے ہاں مسلمانوں سے بڑھ چڑھکر گوشت خوری کی تعلیم موجود ہے۔ تو پہر آپ لوگوں کا کوئی حق نہیں کہ آپ بلا وجہ اور بلا سبب مسلمانوں کو سو مگر وہ لوگ جنہیں سچائی وغیرہ سے کچھ سروکار نہو وہ کب اپنے گریبان میں منہ ڈالکر اپنے مسلمہ نقائص کو دیکھنے کے لیئے تیار ہو سکتے ہیں۔ اے آریہ مترو! وچار کرو۔ اپنی مسلمہ گرنتھوں پر اور پہر سوچو اپنے دلوں میں کہ کیا ایسی تعلیم رکہتے ہوئے تمہیں یہ حق حاصل ہے۔ کہ خواہ مخواہ لوگوں کے منہ آؤ۔ مگر ابہی بس نہیں اب ذرا

نواں پردہ

اٹھا کر دیکھیئے۔ کہ اس بیسویں صدی کے قریب پہنچکر کس قدر فحش اور گندی تعلیم کا پرچار کیا گیا ہے۔ اور پہر جب کہ ایسی مہا گندی تعلیم کو آریہ سماج لوگوں کی آنکھوں میں دہول ڈالکر اسے مہا پوتر ثابت کرنیکے لیئے ایڑی تک زور لگا رہی ہے۔ یہانتک کہ آریہ سماج کے کالج پارٹی کے لیڈر اور ڈی۔ اے۔ وی کالج تعلیم بانیوالوں کے استاد یا پرنسپل لالہ ہنسراج صاحب بی۔ اے۔ اپنے ہادی کی ایسی تعلیم کو نہ صرف جائز بلکہ بہت مفید اور ضروری قرار دینے کے متعلق پبلک میں لیکچر بہی دے چکے ہیں جس میں یہ ظاہر کیا گیا تہا۔ کہ یہ تعلیم جسکو لوگ گندی اور فحش تعلیم بتلاتے ہیں یہ پوتر دہارمک اصول ست یگ کے تمام دہارمک اصولوں پر فوقیت رکہتا تہا اور لوگ اسپر عمل کرتے ہوئے فخر کیا کرتے ہیں مگر اس کل یگ میں لوگوں کی بدہی بہرشٹ ہوگئی و عقل ماری گئی۔ اسلیئے لوگ پوتر کو (پاکیزہ) اپوتر (گندہ) سمجھنے لگ گئے۔ یہ ہے کالج پارٹی کے لیڈر کی شہادت اس تعلیم کے متعلق بالطبع اب آپ لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوتا ہوگا۔ کہ وہ کونسی ایسی افضل اور اتم اور اطہر تعلیم ہے جس کے لیئے آریہ سماج کے بانی نے اسقدر زور دیا اور لالہ ہنسراج جی بی۔ اے نے اسکے جائز قرار دینے کے لئے ایسی زبردست شہادت پیش کی ہے اب آپ ذرا اس تعلیم کو سنیئے:

مہارشی دیانند جی رگوید آدی بھاشیہ بہومکا کے ۱۴۲ صفحہ میں اس پوتر تعلیم کو ان میٹھے بچنوں سے شروع کرتے ہیں۔ کہ "مرد کے لیئے یہ اجازت ہے۔ کہ جس عورت سے شادی ہوئی یا نیوگ کرے اس میں سے دس اولاد تک پیدا کرے"

اور پہر اس سے دو سطروں کے بعد لکہا ہے۔ کہ جس مرد کے ساتہہ شادی ہوئی ہو۔ اس کے مرنے یا بیمار رہنے پر دوسرے مرد یا عورت کیساتہہ اولاد موجود نہونے پر نیوگ کرے اگر دوسرا بہی مر جائے۔ یا بیمار رہ جائے۔ تو تیسرے کیساتہہ حتیٰ کہ یکے بعد دیگرے دس تک نوبت پہنچ جائے" اب یہ جائے غور ہے۔ کہ رشی جی نے اول تو وید کی یہ اجازت ظاہر کی کہ جس عورت سے نیوگ کرے۔ اب جبکہ نیوگ کی اجازت اولاد نہ

ہونیکی صورت میں ہے۔ تو نیوگ سے دس اولاد تک پیدا کرنا چہ معنی دارد۔ کیونکہ ایک لڑکی یا لڑکا کے پیدا ہونے پر انسان لا اولاد نہیں ہو سکتا۔ پھر دس اولاد تک پیدا کرنا جھک مارنا نہیں تو اور کیا ہے۔

اول تو یہ غضب کی تعلیم کہ وہ انسان جو کسی عارضی بیماری کے باعث عورت کے نزدیک نہ جاسکے تو وہ بھاگوان بجائے اسکے کہ اپنے شوہر کی سیوا اور خدمت وغیرہ کرے الٹا کسی دل پسند جوان رعنا سے یارانہ گانٹھ کر اپنے خاوند کی چھاتی پر مونگ دلے۔ افسوس!

اور پھر ایک نہیں دو نہیں دس لڑکے پر لڑکا دس تک نوبت پہونچا دے ہائے افسوس یہ وہ تعلیم ہے جو مذہب کی آڑ میں ہندو بہو بیٹیوں کو دیجاتی ہے۔ اوہ پھر بیسویں صدی کے قریب پہنچکر ایسی اخبث تعلیم توبہ! اور پھر ایک رشی اور مہارشی کے منہ سے الامان الحفیظ۔

پھر آگے چلکر اسی ستیارتھ پرکاش کے ۱۱۹ صفحہ پر لکھا ہے۔ کہ جس عورت کا خاوند دھرم ودیا اور دھن وغیرہ کی خواہش کے لیئے پردیس گیا ہو۔ وہ بعد میعاد مقررہ کے کسی سے نیوگ کرکے اولاد پیدا کرے اور جب اصلی خاوند آجائے۔ تو نقلی خاوند یعنی نیوگ داتا سے قطع تعلق کرے سبحان اللہ کیسی پتی برت بنانے کی بینظیر تعلیم ہے۔ یعنے ایک مہاشہ جو اپنے گھر سے باہر دو سال کسے لیئے بی۔ اے کا امتحان دینے کے لیئے گیا ہے اور بدبختی سے ہو جائے وہ فیل اور اسکو ایک یا دو سال اور باہر رہنا پڑ جائے۔ تو یہ نیک بخت عفت کوش اور عصمت پوش استری کچھ پرواہ نہ کرے یکدم کسی غیر سے یارانہ گانٹھکر اپنے خاوند کی چھاتی پر نمک پیسنا شروع کردے۔

ایک رشی اور مہارشی کے منہ سے ایسی تعلیم اُف اور پھر بیسویں صدی پر پہنچکر۔ ہائے

اور اسکے آگے چلکر رشی دیانند جی فرماتے ہیں۔ کہ اگر خاوند زیادہ تکلیف دینے والا ہو تو عورت کو مناسب ہے۔ کہ فوراً اسکو چھوڑ کر کسی دوسرے سے تعلق پیدا کرلے۔

ناظرین آگ پر تیل ڈالنا اسی کا نام ہے عورتیں جو پہلے ہی چڑ چڑی اور لڑاکی ہوتی ہیں انکو یہ تعلیم دینا کہ اگر کسی وجہ سے خاوند خوش نہو تو اسکو چھوڑ کر دوسرے سے اپنا کام چلالو آہ! افسوس گھر بوامی جی بھی سیچے بھٹھرے تمام عمر رہے چھڑم چھڑے وہ خانہ داری کے مشکلات کو کیسے سمجھتے۔ اگر میاں جیکی شادی ہوتی تو آٹے دال کا بھاؤ یاد آجاتا۔ کہ اپنی پیاری بیوی کو غیر کی گود میں دینا کیسا ہولناک ہے (یہ صرف پہلا نمبر ہے۔ اور پھر دوسرے اور تیسرے نمبر پر انشاء اللہ تعالیٰ بہت سے پردے اٹھائے جائینگے اور رشی جیکو اپنے اصلی رنگ وروپ میں ظاہر کیا جائیگا)

واقعات ورائیں

اسلام ہی معرفت تامہ کا چشمہ اور اخلاق علوی کا منبع ہے

ہمعصر جیون تت اپنے ۱۵ اگست کے اشیو میں لکھتے ہیں کہ یہ ایک فیصلہ طلب امر ہے کہ آیا اسلام نے کہیں بھی اسلامی جماعت کو ایک اخلاقی جماعت بنانیکا کام کیا ہے کم از کم ہندوستان میں تو ضرور اسکا اثر الٹا پڑا ہے" یہ ہے ہمارے ہمعصر کا دعوے۔

اگر پنڈت دیورتن جیکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور پر نور کے پہلے کی حالت معلوم ہوتی۔ اگر انہیں مسلمانوں سے پہلے ہندوستان کی حالت کا علم ہوتا۔ تو غالباً پنڈت دیورتن جیسا محتاط آدمی آج ایسی طفلانہ ٹھوکر نہ کھاتا آہ ہمارے ہمعصر کیا معلوم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے پہلے عرب گناہوں اور پاپوں سے چنڈال گڑھ بنا ہوا تھا۔ جیسا کہ اسکے اسوقت کے لٹریچر سے عیاں ہے۔ انکے وہ اشعار جنکو وہ فخریہ پڑھا کرتے۔ وہ اسقدر گندے اور افحش ہیں کہ انکا تصور آتے ہی رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ اور اسوقت کی خوفناک اور بھیانک ترین حالت کا نقشہ کھینچتے ہیں۔

شراب نوشی

شرابنوشی کی یہ حالت تھی۔ کہ عام طور پر مفلس سے مفلس اور غریب سے غریب بھی کم سے کم پانچ دفعہ شراب پیتا تھا۔ اور مرفہ الحال لوگ تو ہر وقت شراب کے نشہ میں سرشار رہتے تھے۔ اور شراب ہی تمام گناہوں کی مبدا ہے بالاجماع تمام مذاہب نے اس کے حق میں ام الخبائث کا فتویٰ دیا ہے سو وہ لوگ جو ہر وقت اسکے نشہ میں سرشار رہتے ہوں تو نہایت آسانی سے اس ملک کی قابل رحم اور ناگفتہ بہ حالت کا نقشہ ہماری آنکھوں کے سامنے کھیچ سکتا ہے۔ ایسی حالت میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "اسلام کی دعوت" دی اور شراب کے شر اور برائیوں کا نقشہ لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ تو اسوقت تمام نے شراب کے بڑے بڑے مٹکوں کو گلی کوچوں میں پھوڑ دیا۔ اسوقت تمام گلی کوچوں میں پانی کی طرح شراب بہنے لگی۔ اور آئندہ سے ان لوگوں نے اس ام الخبائث کے نزدیک جانیسے توبہ کی اور پہلے جو پانچوقت شراب پینے کے مقرر تھے پھر وہی پانچ وقت نماز کے لیئے مقرر ہو گئے آہ! یہ کیا کم تبدیلی ہے۔ جو اسلام نے لوگوں کے اندر پیدا کردی اسی پر بس نہیں پھر ذرا اس وقت کی

شہوت پرستی

کو دیکھئے جسکا خیال آتے ہی رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور پر نور سے پہلے

عرب گناہوں کی منڈی بنا ہوا تھا۔ اور شہوت کی حالت یہانتک بکمال درجہ کو پہنچی ہوئی تھی کہ ماں اور بہین تک دریغ نہکیا جاتا تھا۔ یہ اسلام کی ہی قوت قدسی کا ادنی کرشمہ ہے کہ جس نے ان برائیوں کو گیان کی بھٹی میں جلا کر راکھہ کر دیا۔ اور ان میں مارول اور سوشل کیرکٹر کی وہ روح پھونکدی کہ جسکا پیروی کرنا آج بیسویں صدی میں جبکہ ہر طرف سے "تہذیب" "تہذیب" کے نعرے گونج رہے ہیں لوگ اسلامی شریعت پر چلنا اپنا فخر سمجھتے ہیں آہ! ایسا یہ کم برائی تہی۔ جسکو اسلام نے جڑوں سے اکھاڑ کر پھینکدیا اور پہر

غضب کیحالت

یہ تہی کہ چپہ چپہ زمین کے بدلے قبائل کے قبائل لڑ مرتے تہے۔ اور ابن العم یعنی چچا کے بیٹے کا لفظ دشمن کی جگہ استعمال ہوتا تھا۔ اور وہ کسی قانون کے ماتحت نہ تہے۔ گویا کہ Out of Law تہے۔ البتہ جس کی لاٹھی اسی کی بھینس کا قانون ضرور تہا۔ باوجودیکہ ان ایام میں تلوار اور تیر و تفنگ کی قیمت نہایت گران تہی۔ مگر اپنی جانکو جوکہوں میں ڈال کر بہی عرب لڑائی کے لیئے اسلحہ مہیا کرتے تہے۔ غرضیکہ نت نئے سورج نئے نئے جہگڑے بلا وجہ اور بلا سبب اٹھ کھڑے ہوتے جن میں قبائل کے قبائل کٹ مرتے تہے۔ یہ اسلام کا ہی مقناطیسی اثر تھا جسنے اس خون خرابہ کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینکدیا۔ اور تمام عرب میں شانتی کا سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگا۔ یہاں پہلے وہ لوگ چچا کے بیٹے کو دشمن کی جگہ استعمال کیا کرتے تہے۔ اور دور سے ہی ایکدوسریکو دیکھکر غضب سے ناک بھویں چڑھاتے تہے وہاں اسلام کے زیر اثر آکر جب کوئی جدہ کا مسلمان مکہ کے مسلمان سے ملتا تو دور سے ہی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کی من موہنی دعا نکلتا۔ لہذا۔ جہاں لوگ ایکدوسرے کی صورت سے بیزار تھے۔ وہاں ایک دسترخوان پر کہانا کہانیکو باعث فخر سمجھنے لگے۔ غرضیکہ جہاں لوگ جہاڑو کی سینکوں کی طرح بکہرے ہوئے تہے۔ وہاں ان میں ایسی وحدت کی روح پھونکی کہ وہ تمام ایک سلک میں منسلک ہوکر ع

من تو شدم تو من شدی من جان شدم تو تن شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

کا آوازہ کسنے لگے۔ کیا یہ کم تبدیلی تہی جو اسلام نے اپنے مقناطیسی اثر سے پیدا کی۔ پہر اسوقت کی

بت پرستی کی حالت

ملاحظہ کیجئے۔ خاص مکہ معظمہ میں ۳۶۵ بت تہے جنکی پرستش کو وہ لوگ اپنا پرم دہرم سمجہتے تہے۔ غرضیکہ وہ پاپوں میں اسقدر ڈوبے ہوئے تہے۔ کہ انکی ہستی کا پیمانہ لبریز ہونیکو تھا۔ عرب دیش میں دہندوکار مچا ہوا تھا۔ پاپ کے گہٹا ٹوپ بادل چہا رہے تہے۔ گناہوں کی گھنگھور گہٹا میں سچائی کا سورج لوپ ہونیکو تھا۔ یہ اسلام کی ہی پاکیزہ تعلیم کا اثر تھا۔ کہ جب انہیں براہین ساطع اور دلائل قاطع سے سمجہایا گیا کہ بت پرستی سے بڑھکر کوئی شرک نہین تو ان لوگوں نے بت پرستی سے تائب ہوکر صدق دل سے کلمہ توحید **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پڑھکر بتوں کو چکنا چور کر دیا کیا یہ کچہہ کم تبدیلیاں ہیں جو اسلام کی پوتر اور مطہر تعلیم نے عرب جیسے اجڈ اور وحوش لوگوں میں پیدا کر دیں

اب۔ ہمارے ہمعصر کو ذرا گریبان میں منہ ڈالکر دیکہنا چاہیئے۔ کہ انکا دعوی کہانتک سچائی کا پہلو لیئے ہوئے ہے۔ پہر آگے چل کر وہی ہمعصر یہ دعوی کرتا ہے! کہ کم از کم ہندوستان مین تو ضرور اسکا (اسلام کا) اثر الٹا پڑا ہے" اوہ کسقدر بیعلمی اگر پنڈت صاحب کو کچھہ مذہبی تاریخ سے مس ہوتی۔ اور ہر ایک پہلو کو واقعات کی کسوٹی پر پرکہہ کر دیکہتے تو شاید آج وہ ایسی لغزش نہ کہاتے۔ ہم ہندوستان میں اسلام کا اثر اپنے ہمعصر پر ظاہر کرتے ہیں۔ اب پنڈت جی ذرا کانوں کے پردے کہولکر سنیں تا کہ انہیں معلوم ہوجائے۔ کہ اسلام نے کسطرح ہم ہندوستان کے رہنے والوں کو حیوان سے انسان اور پہر انسان سے باخدا انسان بنا دیا۔

ہندوستان میں اسلام کا ظہور
اور
لوگونکے ہردی معرفت تاسے بہرپور

لاریب ہندوستان کی حالت اسلام کے نور پر ظہور سے پہلے بہت ہی قابل رحم تہی پاپوں اور گناہوں کی تعفن اور سنڈاس سے ہندوستان کا کرہ ہوائی اسقدر گندہ اور بدبودار بنا ہوا تھا۔ کہ لوگوں سے پاپ اور پن کی تمیز اٹھہ گئی تہی۔ نیکی اور بدی میں کچھہ تفرقہ نہ رہا تھا۔ اسوقت باشندگان ہند کے نزدیک "گناہ" گناہ نہیں سمجہا جاتا تھا۔ "بدی" بدی نہیں خیال کیجاتی تہی۔ غرضیکہ لوگ حیوانوں اور پشوؤں سے بہی بدتر بنے ہوئے تہے۔ آخر خدا نے ہندوستان کی قابل ترس حالت پر رحم کر کے اسلام کے "نور" کی کرنیں ہندوستان کیطرف بھیجیں۔ جنہوں نے ایسے گند اور نجاست کو باشندگان ہندوستان کے تہ خانوں سے نکالکر گیان کی بھٹی میں جلا کر ہندوستان کے کرہ ہوائی کو اس نجاست سے صاف کیا۔

مندروں کی قابل رحم حالت

اسوقت ہندوستان کے معبد اور مندروں کی حالت بہت ہی قابل رحم تہی۔ عقیدت مند لوگ اپنی اور اپنے خاندان کی اسی میں عزت سمجہتے تہے۔ کہ اپنی پیاری بیٹیوں کو دیوتا کی نذر کر دیں۔ ہزارہا لڑکیاں بتوں پر وقف تہیں جنکا پیشہ زناکاری تھا۔ انکے لیئے زنا عیب نہ تھا

بلکہ فخر سمجھکر کرتی تہیں۔ انکی زناکاری کی اجرت پر مندر کے اکثر خدام اپنی زندگی بسر کرتے تہے اور دراصل مندر کی آمدنی کا یہ ایک وسیع ذریعہ تہا یہ لڑکیاں آفت روزگار تہیں۔ اور صدہا آدمی انکی زلف گرہگیر کے اسیر ہوتے تہے۔ تسلی کیلئے ملاحظہ ہو تاریخ سندھ صفحہ ۲۲۸ ممکن ہے۔ اسبات کو سن کر بعض لوگ اعتراض کریں کہ یہ جہوٹ ہے۔ مگر یہ کوئی حیرت کی بات نہیں دکن کے مندروں میں آج تک یہ طریقہ باقی ہے۔ کوئی جگہ ان بے شرم لڑکیوں سے خالی نہیں۔ جو بعینہ مذکورہ طریقے سے دیوتاؤں کی نذر کیگئی ہیں۔ یہ مرلیاں کہلاتی ہیں رنڈیوں کی طرح زناکاری پر زندگی بسر کرتی ہیں۔ اور اس میں بہی کسی قوم اور ملت کا لحاظ نہیں کرتیں۔ جس قوم اور جس ملت کا آدمی ہو۔ انکا آغوش اسکے لیئے کہلا ہے۔ پچہلے سال اس وبا کو روکنے کے لیئے گورنمنٹ عالیہ نے ایک قانون بہی پاس کیا تہا۔ جسکا تذکرہ اکثر اخباری دنیا میں ہوتا رہا۔ یہ اسلام کی ہی پاکیزہ تعلیم کا اثر تہا۔ جس نے بہارت ورش سے ایسی گندی تعلیم کو دور کر کے اس زناکاری کو جڑوں سے اکہاڑ کر پہینکدیا۔ کیا یہ کچھہ کم تبدیلی ہے۔

ماں بہن کی عزت

ہندوستان کے لوگوں میں یہانتک پہنچ چکی تہی۔ کہ راجہ داہر جو ہندوستان کا مہاراجہ تہا۔ اس نے بدملا اپنی حقیقی بہن بائی سے شادی کی اور اس شرمناک کرتوت سے ذرا بہی پشیمان نہ ہوا مفصل دیکھو تاریخ سندھ صفحہ ہے اب یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جس ملک سے غیرت کا مادہ اٹھگیا ہو اجو ماں اور بہن جیسے نازک رشتہ کی بہی پرواہ نہ کرے اور پہر ایسی کرتوتیں ایرے غیرے نتہو خیرے کی طرف سے نہیں۔ بلکہ ایک برہمن بادشاہ کی طرف سے آہ اس سے اندازہ لگا لو۔ کہ وہ ملک کہانتک نیچ حالت کو پہنچ چکا ہوگا۔ اور پہر جیسا راجہ ویسی پرجہ ”ایک مانی ہوئی بات ہے۔ یہ اسلام کی ہی پوتر تعلیم کا اثر تہا۔ کہ جس نے بافندگان

سالانہ تعطیل کی اطلاع

محترم ناظرین و معاونین آپکا خادم سال بھر کی خدمت کے بعد ایک پرچہ کی رخصت لیتا ہے یکم ستمبر کے پرچہ کے بعد ۱۵ ستمبر کا اخبار شایع نہیں ہوگا۔ آیندہ یکم اکتوبر ۱۹۱۶ء کا پرچہ نکلے گا۔ سالانہ رخصت اخبار کے شروع سال میں نہ لینے سے یہ فائدہ رہتا ہے۔ کہ ارسال شدہ وی۔ پی پیکٹوں کی حساب و کتاب کے اندراج اور جدید سال کے رجسٹروں کی تیاری و ترتیب کے لیئے عملہ کو مناسب موقعہ مل جاتا ہے ✽

”مینجر نور“

تہا۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ دروپدی کے پانچ خاوند تہے۔ ہائے جس ملک میں ایک عورت کے پانچ پانچ اور سات سات خاوند ہوں۔ کیا اس ملک کی تہذیب اور قابل رحم حالت کی بہی کوئی حد ہے۔ اور یہ تو راجوں اور مہاراجوں کی حالت تہی۔ اور جو گھٹیل اور ادنیٰ درجہ کے لوگ تہے۔ وہاں تو ایک عورت کے دس بارہ خاوند ہوتے تہے اور اس قابل رحم حالت کے نمونے آجتک کناری قوم میں بہی پائے جاتے ہیں۔ اور منع کرنے پر وہ دروپدی کی شہادت کو فخریہ بیان کیا کرتے ہیں جیسا کہ صرف دو ماہ کا ہی عرصہ ہوا ہوگا۔ دیانند کالج کے ایک بی۔ اے طالب علم نے آریہ گزٹ میں اس کے لیئے پانڈو اور دروپدی کی شہادت کو نہایت فخر سے بیان کیا تہا۔ یہ اسلام کا ہی احسان ہے جس نے ایسی بدیوں اور گندوں اور پاپوں کو جڑوں سے اکہاڑ کر ہندوستان کے کرۂ ہوائی کو ان خباثت سے صاف کیا۔ آہ! کیا کسی کی آنکہیں ہیں جو دیکہے اور فائدہ حاصل کرے

بت پرستی

ہندوستان میں مسلمانوں کے آنے سے پہلے ۳۳ کروڑ دیوتا کی پوجا کیجاتی تہی جس میں سانپ سانڈ بچہو ہاتہی غرضیکہ کل کے کل موذی جانور بہی ان دیوتاؤں کی لسٹ میں شامل تہے۔ ہندو لوگ جس کو ذرا اپنے سے فوق الطاقت پاتے۔ جہٹ اسی کی پوجا کرنی شروع کر دیتے تہے۔ ان بدیوں کو جڑ سے اکہاڑ کر پہینکنا کا سہرا اسلام کے ہی سر پر ہے اسلام نے ہندوستان کو ۳۳ کروڑ دیوتا کی پوجا سے چہٹکارہ دلا کر ان کو توحید کی لگن لگا دی۔ انکی زندگیوں کو اگلے پاپوں سے پاک کیا۔ اب ہمارا ہمعصر

عصمت النزی ہند کو سے نکال کر تہذیب کی چوٹی پر پہنچایا۔ کیا یہ کچہہ کم بات تہی۔ جسکو اسلام نے جڑھ سے اکہاڑ کر پہینکدیا۔ آہ! کوئی چشم بینا ہی جو ذرا آنکہ کہول کر دیکہے۔

استری جاتی کی عزت

ہندوستان میں اسلام کے ظہور کے پہلے جس نظر سے عورت کو دیکہا جاتا تہا اور جو ناگفتہ بہ سلوک اس کمزور ذات سے کیا جاتا۔

ضروری عرض

شروع اکتوبر ۱۹۱۰ء کو نور کے جن معاونین کرام کا چندہ اخبار ختم ہوگا۔ انکی خدمت میں سال آئندہ کا چندہ وصول کرنیکی غرض سے یکم اکتوبر کا پرچہ بذریعہ وی۔پی بھیجا جائیگا۔ بذریعہ خط اس امر کی علیحدہ اطلاع نہیں دیجائیگی اور جس صاحب کی طرف سے ممانعت کی تحریر نہ آئے سمجھ لیا جاویگا کہ وہ وی۔پی سوانہ کرنیکی بذریعہ اجازت مرحمت فرماتے ہیں۔

یقین ہی کہ تمام مخلص معاونین "نور" وی۔پی وصول فرماکر اپنے کارخانہ کو شکرگزاری کا موقعہ دینگے اور اسی پر اکتفا نہ کرکے نور کی توسیع اشاعت میں پہلے سے زیادہ مربیانہ سعی فرماکر اسکی کرنوں کو دور دور تک پھیلا کر عنداللہ ماجور ہونگے اسلیئے کہ شروع سال کے موقعہ پر احباب و اعزہ کو خریداری کی تحریک کرنا نسبتاً زیادہ موثر ہوتا ہے یہ قومی اخبار جس خلوص و قلب و صدق نیت سے پیاری اسلام کی بجا آوری خدمت میں مصروف ہے وہ ناظرین سے مخفی نہیں اسلیئے اپنی ترقی اشاعت کیلیئے اسکی تمام امیدیں ہمدردانِ قوم ہی کی نظر کیمیا اثر سے وابستہ ہیں۔ بلاشبہ ایک ایسی اخبار کی معاونت اور اسکی ترقی میں سعی کرنا گویا ایک قومی فرض سے سبکدوش ہونا اور اپنی مدد آپ کرنے کے مصداق ہے والسلام ۔

بندہ محمد یوسف عفی عنہ مالک و ایڈیٹر "نور" قادیان

جیون تت وغیرہ ان امور کو واقعات کی کسوٹی پر پرکھ کر دیکھیے۔ کہ اسلام نے کسطرح ساکنانِ ہند کو گند اور فسق و فجور سے پاک کیا آہ! کیا پنڈت جی احسان کا بدلہ یہی ہے ہم دل و جان سے ہتمنی اور تن من سے ابھلاشی ہیں۔ کہ آپ اپنے گریبان میں ہسٹر ڈالکر دیکھیں۔ کہ اسلام نے کس طرح ہندوستان کے رہنے والوں میں زندگی کی روح پھونکی۔ اور انکو چاہ ذلت سے نکال کر تہذیب کی چوٹی پر پہنچایا۔ حیوانوں سے انسان بنایا۔ خدا کرے آپ "**جو احسان کرے اسکا گن ماننا**" کے اعلےٰ اصول کے احساس کا پالن کرتے ہوئے دوست اور دشمن کو پہچانو

ذوالفقار علی اس میں مکرمی میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق نے غلام حیدر مرتضیٰ ستیہ دیو کے استفیہ کو پرکاش کیا گیا ہے۔ اور اس کی عیاری مکاری میں ایسی پچکاری لگائی گئی ہے۔ کہ بیچارے کا تمام اندرونی مال متال باہر ہو گیا ہے اور ساتھ ہی آریوں کی تمام منڈھیوں پر برقی روشنی ڈالی گئی ہے کتاب قابلِ دید ہے۔ قیمت صرف ۲ر جو اس کی خوبیوں کے لحاظ سے کچھ بھی نہیں۔

تمام درخواستیں اس پتہ پر ہوں۔

میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق دھلی

گذارش

جو دوست دو یا دو سے زاید خریدار بنا چکے ہیں وہ یکم اکتوبر کے پہلے پہلے مطلع فرماویں۔ تاکہ انکی خدمت میں یہ نئی کتاب + مفت روانہ کیجاوے۔

(ایڈیٹر)

+ جسکا اشتہار دس صفحہ پر دیا گیا ہے

آریہ سماج میں نئی لہر

کچھ عرصہ سے آریہ سماج میں یہ ہوا نہایت تیزی سے چل رہی ہے۔ کہ آیا مسلمانوں اور عیسائیوں کے ہاتھ کا کھانا جائز ہے یا ناجائز۔ مہاتما منشی رام اور لالہ دھرمپال تو اسکے حق میں ہیں۔ لالہ دھرمپال نے تو ارجن کے تین پرچے محض اسی مضمون کے لئے وقف کئے ہیں۔ مگر پنڈت تلسی رام جی اور سوامی درشنانند جو آریہ سماج کے لیڈر ہیں وہ اس کے برخلاف ہیں مسلمانوں کو اپنے نفع نقصان کے متعلق ابھی سے سوچ لینا چاہیے۔ کہ یہ نئی تحریک انکے حق میں کہانتک مفید ہوسکتی ہے۔ ان لوگوں کی میٹھی اور لجاجت آمیز باتوں سے حتی الوسع دور رہنا چاہئے۔ یہ تو باتوں کے رنگین مگر دراصل مار آستین ہیں ان سے دور ہی بھلی ہے

حسینوں سے نہ مل اے دل ہمارے دیکھے بھالے ہیں۔
نہیں ڈسنے سے رکتے کہ یہ گو ناگ کالے ہیں

آؤ۔ آؤ۔ آؤ

ماسٹر لچھمنداس جی دھرمپال کی خودکشی نامی کے ۱۰۵ صفحہ پر جاؤ۔ جاؤ۔ جاؤ کا عنوان دیکر تحریر فرماتے ہیں کہ اے دھرمپال میری ہمکو دوستانہ نصیحت ہے کہ تم اپنی کمزوریوں کا علاج کرو۔ ہوسکتا ہے۔ کہ پھر تمہاری حالت سدھر جائے۔ اور اگر تم اپنی کمزوریوں کا علاج نہیں کرتے تو جاؤ آریہ سماج کو پاک کرو۔ جہاں سینگ سمائیں گزارہ کرو۔ اگر دیوسماج اور اسلام میں منہ نہ چھپا سکو تو جاؤ عیسائیوں کو اپنے جگیاسو بھاؤ کا ثبوت دو“ تمہارے لیئے ان دنوں آریہ سماج میں جگہ نہیں رہی۔ اسلیئے جاؤ بیشک جاؤ۔ ضرور جاؤ۔ تم سے جو کچھ سننا تھا سن لیا جو کچھ تمہارا دیکھنا تھا دیکھ لیا دیکھو دھرمپال کی خودکشی صفحہ ۱۰۶ اے دھرمپال! اگرچہ تمہاری حالت جیسا کہ ماسٹر لچھمنداس نے ظاہر کیا ہے نہایت تباہی اور ہلاکت کے کنارہ تک پہنچ چکی ہے۔ آریہ سماج تمہیں قبول نہیں کرتا۔ اور نہ ہی دیوسماج والے تمہارا بازو پکڑنے کے لئے تیار ہیں۔ مگر اسلام جس نے لوگوں کے جنم جنم کے پاپ کاٹ دیئے جسنے ۳۳ کروڑ دیوتا کی پوجا چھوڑ کر ایک رام سے لگن لگا دی جس نے حیوان سے انسان اور انسان سے باخدا انسان بنا دیا۔ اسی میں یہ طاقت ہے کہ تم جیسے ”گئے گذرے“ کو بھی انسان بنا دے مگر تم کب بننے لگے ہو۔

ان بتوں کو ہم غریبوں سے بھلا کیا کام ہے
یہ تو طالب زر کے ہیں اور یہاں خدا کا نام ہے

شانتی پھر اشانتی ہیں

”شانتی“ اپنے ۲۹ اگست کے ایشو میں لکھتا ہے کہ آہنسا پرمو دہرما“ ہندوؤں کا ہی پیٹنٹ کردیا ہوا ہے۔ اور ہم مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ نرمی حاصل کرنے کی کوشش کریں“ گویا ہمارے نئے ہمعصر کے فاسد زعم میں ہندو ہی خلاق علوی والے اور نہایت نرم دل ہیں اور باقی مسلمان سب کے سب خونخوار اور سفاک۔ مگر اس نرم دل مہاشہ سے جس نے ”آہنسا پرمو دہرما“ کا لفظ لکھکر ایک کیڑے کو مارنا بھی گناہ سمجھا ہے۔ سوال کرتے ہیں۔ کہ ہندوستان میں انارکسٹ اور بمب ساز ہندو تھے۔ یا مسلمان سبحان اللہ دہلی کا ایک اعلیٰ اور نادر نکتہ ہے اگر آہنسا پرمو دہرما“ کا یہی لازمی نتیجہ ہے۔ تو ہماری خدا سے دعا ہے۔ کہ وہ ہمارے ہندو بھائیوں کو اس سے دور ہی رکھے تاکہ انارکزم اور بمب بازی سے شانتی میں اشانتی نہ پھیلے۔

بہت جلد توجہ فرمائیں

نور کی توسیع اشاعت کے لئے متعدد اپیلیں کی گئیں۔ اسکے علاوہ ماہ جولائی میں بعض مخلص خاص دوستوں کی خدمت میں ایک پرائیویٹ چٹھی بھی روانہ کیگئی۔ باوجودیکہ اسبات کو دو ماہ گذر چکے ہیں۔ مگر ابھی تک بہت ہی کم بھائیوں نے توجہ فرمائی ہے۔ اب ہم پھر اپنے دوستوں کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ کہ وہ نور کی توسیع اشاعت میں سعی فرماکر عنداللہ ماجور ہوں تاکہ یہاں ہم اخبار کی سالانہ رپورٹ پر اس کے اشاعت کے متعلق ذکر کریں۔ وہاں اپنے کرمفرما معاونین کے نام بھی کثرت سے ظاہر کرسکیں۔

ایک ہمعصر کے سوال

ہمعصر ”افغان“ نے ایک انگریزی چٹھی ہمارے نام بھیجی ہے جس میں انہوں نے پانچ سوالوں کے جواب ہم سے طلب کئے ہیں چٹھی کا خلاصہ یہ ہے ہندوؤں اور مسلمانوں کا سوال تھوڑے ہی عرصہ کا سوال ہے۔ لیکن بدقسمتی سے یہ اس تھوڑے ہی عرصہ میں نہایت نازک اور خطرناک حالت کو پہنچ گیا ہے۔ اور اسواسطے میری عقل ناقص میں ہر ایک سمجھدار آدمی کا فرض ہے کہ وہ اس اہم اور ضروری سوال پر اپنی بہترین توجہ دے میں حتی الوسع اس موجودہ وقت کے نہایت ضروری مسئلہ کو حل کرنیکی بہت کوشش کی ہے لیکن میں ابھی تک کسی تسلی بخش نتیجے تک نہیں پہنچا۔ آپ مجھے ان ضروری سوالوں کا جسقدر جلدی ہوسکے جواب دیکر ممنون کرینگے۔

وہ پانچ سوال مختصر الفاظ میں یہ ہیں۔

(۱) وہ کون سی باتیں ہیں۔ جن کے سبب سے یہ سوال ایسی بدتر حالت تک پہنچ گیا ہے۔

(۲) کیا سبب ہے کہ ہندوستانی اخبارون نے بڑے جوش سے اس سوال کو لے لیا ہے۔ اور خوب زور شور سے اسپر بحث کرتے ہیں۔

(۳) وہ کون سے اسباب ہیں جنکے سبب سے دونو قوموں میں ایسے سخت خیالات پیدا ہوگئے ہیں حتی کہ نفرت تک نوبت پہنچ گئی ہے۔

(۴) دونوں قوموں میں سے کس قوم کا زیادہ قصور ہے

(۵) ملک کیواسطے ان دونوں قوموں کا اتفاق نہایت ہی ضروری ہے اسواسطے کیا کوئی امید ہوسکتی ہے کہ از سر نو ان دونوں قوموں میں برادرانہ تعلق اور

محبت پیدا ہو جاتی اور وہ کونسے ذرائع ہیں جن پر کاربند ہونے سے ہندو اور مسلمانوں میں باہمی مصالحت ہو سکتی ہے۔

ہمارا جواب بیشک انسانیت کا یہ خاصہ ہے کہ اپنے نوع کیساتھ حتی الوسع اخوت اور محبت کا برتاؤ کرے یہ انسانیت کا ضروری لازمہ اور خاصہ ہے۔ مگر جب ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہمارا فریق زہر کا پیالا ہمارے پیش کر رہا ہے۔ تو کیا ہم اس زہر کے پیالہ کو اس نیت سے کہ اسکا پیش کنندہ انسانی گروہ ہے اُسے پی لیں حاشا وکلّا۔ اگر ہمارے معزز ہمعصر کو کبھی ستیارتھ پرکاش وغیرہ دیکھنے کا اتفاق ہوا ہوتا۔ تو شاید آج وہ ایسے انہونی بات کے لیئے کوشش نہ فرماتے۔

اسلیئے ہم اپنے معزز ہمعصر کیخدمت میں سب سے پہلے اس عام خرابی اور فساد کی جڑ کے کچھ نمونے پیش کرتے ہیں کہ جو آریہ سماج کا بانی خاص طور پر اپنے پیراؤں کے لیئے ورثہ میں چھوڑ گئے ہیں اور جنکے اثر کی بدولت آریہ سماج کے اکثر ممبر خصوصیت سے جگدگرو اور دیگر مذاہب اور اسکے ہادیوں کے متعلق خصوصیت سے رکیک حملے کرنے کے مرتکب ہوتے ہیں یعنی مخالف لوگوں کی نسبت جو کئی آریہ سماجی کی تحریروں اور تقریروں میں جسقدر بدزبانی یا بدتہذیبی دیکھی

جاتی ہے جو ہندو اور مسلمانوں میں باہمی آزردگی اور کشیدگی اور تنفر کو روز افزوں کر رہی ہے اور اسکا عملی نمونہ اسکے ہادی گرو اپنے پیروں کے لیئے چھوڑ گئے ہیں پہلے ہم

ذرا انصاف کی نظر سے اس کی پڑتال کریں تو ہم نہایت آسانی سے ایک فیصلہ کن معیار تک پہنچ سکیں گے۔

ہمارے ہمعصر کا پہلا سوال کہ وہ کون سے بواعث ہیں جن کے سبب سے یہ سوال (یعنی

ہندو اور مسلمانوں کی ناقہ جاتی) ایسی بدتر حالت تک پہنچ گئی ہے۔

جواب۔ اسکے لیئے ہم اپنے ہمعصر کی توجہ ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۳۵ کی طرف پھیرنی چاہتے ہیں جس میں لکھا ہے۔

"اور دیکھئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم ایڈیٹر) کی لیلا (تماشا۔ ایڈیٹر) یہ قرآن اور قرآن کا خدا اور مسلمان لوگ کیول پکش پات اور اودیا (محض تعصب اور جہالت ایڈیٹر) سے بھرے ہوئے ہیں۔ اسلیئے مسلمان لوگ اندھیرے میں ہیں۔ اور دیکھئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم ایڈیٹر) کی لیلا کہ جو تم میرا پکچھ کروگے تو خدا تمہارا پکش کریگا۔ اس سے سدھ ہوتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم ایڈیٹر) کا انتہ کارن (دل) شدھ (پاکیزہ) نہ تھا۔ اسلیئے اپنا مطلب سدھ کرنیکے لیئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم ایڈیٹر) نے قرآن بنایا یا بنوایا۔ ایا ودت (ظاہر) ہوتا ہے"

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۴۵ پر لکھا ہے۔

"اب دیکھئے خدا اور رسول کی پکچھ پات کی باتیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم ایڈیٹر) سمجھتا تھا۔ کہ جو خدا کے نام سے ایسا ہم نہ لکھینگے۔ تو اپنا مذہب نہ بڑھے گا۔ اور پدارتھ (سامان) نہ ملیں گے۔ انند بھوگ نہ ہوگا۔ اسی سے ودت (ظاہر) ہوتا ہے۔ کہ وے اپنے مطلب حل کرنے میں پورے تھے۔ اور انیہ (اوروں) کے پریوجن (مطلب) بگاڑتے تھے"

یہ ہے بانئے سماج کے میٹھے بچن مسلمانوں

"سومنگلا"

یہ ایک مذہبی ڈرامہ جو تقریباً ۱۸ بڑے ۱/۲۲ کے ۴۸ صفحہ ختم ہوتا ہے حال ہی میں لکھا گیا ہے اس کی کاپیاں مطبع میں بھیجی جا چکی ہیں۔ جو امید کرتا ہوں عنقریب چھپ جائیگا۔ اس میں پرمیشر۔ تناسخ کی لغویت۔ تناسخ کی خوفناک سے خوفناک برائیاں۔ تناسخ کے شرمناک سے شرمناک نتیجوں کا خاکہ ایسے دردناک اور دلسوز الفاظ میں کھینچا گیا ہے کہ ایک سنگدل سے سنگدل انسان بھی آنسو بہائے بغیر نہ رہیگا۔ چونکہ تناسخ کا مسئلہ ایک ایسا دقیق مسئلہ ہے جسکے حل کرنے میں بعض اوقات بڑے بڑے فلاسفروں کے دماغ بھی چکرا جاتے ہیں۔ مگر ہم محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس ادق مسئلہ کو ایسے دلربا اور اچھوتے لٹریچر میں ادا کیا ہے۔ کہ اگر کوئی پانچویں جماعت کا لڑکا بھی پڑھنے کے لیئے بیٹھے تو اسے ختم کیئے بغیر چین نہ آئے۔ روح اور مادہ کی ازلیت اور ابدیت کا کھنڈن پیرایہ میں کیا گیا ہے کہ وہ لوگ جو اس مسئلہ کو لاینحل اور لاینحل (درد) خیال کیا کرتے ہیں بے پردہ کہ انکی آنکھیں کھلی جائینگی۔ سرکسطح ڈھول کا پول کھول کر دکھایا گیا ہے ایسے پیرایہ میں قرآن شریف کے فلسفہ کا مقابلہ اور موازنہ کرکے تناسخ کا ہندو انہی کے فلسفہ اور قرآن شریف کو عام فہم پیرایہ میں رو کیا گیا ہے کہ گویا دریا کوزہ میں بند کر دیا ہے اور ایسے انوکھے اور نرالے اور عام فہم پیرایہ میں قرآن شریف ...

قیمت صرف ۲ روپیہ خوبیوں کے لحاظ سے کچھ بھی نہیں سالانہ اخبار کے وی۔ پی کے خرچ کی بچت ہمراہ یہ رسالہ بھی ناظرین کی خدمت میں ارسال کیا جائیگا جب سے انکو وی۔ پی کر دیں انکی قیمت انشاءاللہ ہو جائیگی اگر کسی دوست کو یہ رسالہ ناپسند آوے تو وہ بیشک واپس کر دیں اور جو خریدار دیکھے بیں ... غیر کسی قسم کی چوں وچرا کے واپس کیجائیگی۔ وہ دوست جو ویک یا دو سے زیادہ خریدار بہم پہنچاویں یا جو خریدار پہلے سے اکتوبر تک ... انکی خدمت میں رسالہ مفت ارسال ہوگا۔ اور آئندہ جو خریدار ہیں ... مفت نذر کیا جاوے گا

منیجر نور

اور انکی جان سے پیارے معصوم نبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت جنکے قدوس نام کو سن کر مسلمانوں کے لب پر بیساختہ درود شریف کے لیئے حرکت کرنے لگتے ہیں۔ اور جنکے نام کو سنکر آج بھی بڑے بڑے شہریار تخت سے اتر پڑتے ہیں"۔

دوسرا سوال ہمارے ہمعصر کا یہ ہے کہ کیا وجہ کہ ہندوستانی اخبار والوں نے بڑے جوش سے اس سوال کو لیا اور خوب زور شور سے اسپر بحث کرتے ہیں۔

جواب۔ اگر آریہ صاحبان اپنے پرم گرو کی اس تحریر پر ہی اکتفا کرتے جس میں انہوں نے مسلمانوں اور بانیٔ اسلام کو پانی پی پی کر کوسا تھا۔ تو تو بھی غنیمت تھا۔ کیونکہ مسلمانوں کو "ان اللہ مع صابرین" کی تعلیم دی گئی ہے۔ مسلمان کبھی گالی کا بدلہ گالی دینا نہیں چاہتے۔ کیونکہ انکی کتاب انکو ایسی ہدایت نہیں کرتی۔ وہ عفو اور درگذر کو انتقام پر ترجیح دیتے ہیں مگر سوامی جیکے ہونہار چیلوں مثل لالہ لیکھرام اور نو آریہ میاں دھرمپال اور لیکھرام کے جانشین مسافر آگرہ نے تو حد ہی کر دی اگر گورو نے اس طرف ایکدم اٹھایا تو ان ہونہار چیلوں نے بائیس بائیس ہاتھ کی قلابجیں لگا کر اپنے ہادی کی تعلیم کو چار چاند لگا دیئے وہ کون سا مسلمان ہے۔ جو کلیات مسافر اور ترک اسلام اور تخل اسلام وغیرہ کو پڑھے۔ اور اسکے منجمد خون میں حرارت پیدا نہ ہو۔ مگر پھر بھی مسلمان کہیں حد سے نہیں بڑھے اگر انہوں نے کہیں جواب بھی دیا ہے۔ تو محض ڈیفنس کے طور پر کیونکہ قرآن شریف اپنے پیرواؤں کو "لا تعتدوا" کا حکم دیتا ہے۔ یعنی دفاع میں بھی لحاظ رکھو کہ تم سے کسی قسم کی زیادتی نہ ہو جائے۔

پھر تیسرا سوال ہمارے ہمعصر کا یہ ہے کہ وہ کون سے اسباب ہیں جنکے سبب دونوں بھائیوں میں ایسے سخت خیالات پیدا ہوگئے۔

جواب اسکے لیئے ہم اپنے ہمعصر کی توجہ پہلے سوال کے جواب کی طرف مبذول کروانا چاہتے ہیں جس میں اسکا کافی جواب دیا گیا ہے۔

چوتھا سوال کہ دونوں فریقوں میں سے زیادتی کس فریق کی ہے۔

جواب۔ ستیارتھ پرکاش کلیات مسافر ترک اسلام اور تخل اسلام وغیرہ پہلے لکھی گئیں یا مسلمانوں کی طرف سے کوئی کتاب واقعات زبان حال سے پکار پکار کر اسبات کا اعلان کر رہے ہیں کہ پہل آریہ سماج کی ہے۔

پانچواں سوال کیا کوئی امید ہو سکتی ہے کہ ازسرنو ان دونو قوموں میں برادرانہ تعلق اور باہمی محبت کے خیالات پیدا ہو جائیں"۔

جواب! ہاں کیوں نہیں؟ اگر آریہ سماج ستیارتھ پرکاش کا وہ حصہ جسمیں ہمارے ہادی کی نسبت ایسے رکیک الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ اور ترک اسلام وغیرہ اور کلیات مسافر کو اگنی دیوتا (آگ) کی نذر کر دے اور آیندہ کے لیئے ایسی خطرناک جرأت سے قطعی توبہ کرے"۔ باقی رہی ہماری بات سو ہم تو کرشن" کو پہلے ہی (تمام الزاموں سے جو بعض ہندو بھائی غلط فہمی سے انپر لگاتے ہیں) بالا تر سمجھکر حضرت کرشن علیہ السلام کے نام سے یاد کرتے ہیں رامچندر جیکو حضرت رامچندر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ کیونکہ ہماری کتاب کا یہ حکم ہے۔ کہ کوئی ملک اور بستی ایسی نہیں جسمیں ہمنے اپنے رسول نہیں بھیجے۔ تو اسلیئے ہم کرشن علیہ السلام کو رسول مانکر کبھی انکی شان میں سبک الفاظ استعمال نہیں کر سکتے۔

ہم پھر مکرر عرض کرتے ہیں۔ کہ جب تک ستیارتھ پرکاش کے اس دلآزار حصہ کو اور ترک اسلام وغیرہ وغیرہ کو ماچس نہیں دکھائی جاتی تب تک صلح محال بلکہ ناممکن کیونکہ کوئی دانا آدمی دودھ کی دوکان کو دور سمجھکر "مٹی کے تیل" کی نزدیک والی دوکان سے مٹی کا تیل پی کر اپنی پیاس نہیں بجھائیگا"۔

اسلام اور سکھ ازم

"نور" کے ناظرین سے یہ امر پوشیدہ نہیں گو کہ سکھ دھرم کا بانی مبانی حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ ان مومن بندوں سے تھا۔ جنہوں نے اسلام اور رسول کے عشق میں اپنا تن اور من وار دیا تھا۔ ان لوگوں کے سامنے دھن دولت کچھ ہستی نہ رکھتی تھی۔ بال بچوں کی محبت انپر غالب نہ آسکتی تھی۔ خویش و اقارب کے تعلق انپر قابو نہ پا سکتے تھے۔ باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ ہندوؤں کے گھر میں پیدا ہوئے۔ آپنے ہندو دھارمک پستکوں کو نہایت غور و خوض کیا تھا پڑھا۔ مگر انکی خشک تعلیم باوا جیکی تشفی نہ کر سکی۔ چونکہ آپکے دل کو ایک حقیقی لگن لگی ہوئی تھی۔ آپنے اللہ تعالے کے ملاپ کے لیئے بڑے بڑے دور دراز سفر کیئے معرفت کے چشمہ سے سیراب ہونیکے لیئے انکے تشنہ لبوں کی بلبلاہٹ اپنا رنگ لائی انکی حقیقی لگن نے اپنا جلوہ دکھلایا۔ انکی سچی تڑپ نے ایک ولولہ پیدا کیا۔ جو آکاش کو چیرتا ہوا۔ فلک الافلاک تک جا پہنچا وہاں سے باوا نانک جیکو ان سنہلے اور پیارے الفاظ میں جواب ملا۔

ہوئے مسلم دین جہانیے
مرن جیون کا بھرم چکانیے (گرنتھ صاحب)

مطلب۔ اے معرفت تامہ سے سرشار ہونیوالے اگر تم چشمہ معرفت سے سرشار ہونا چاہتے ہو۔ اگر تم حقیقی شانتی کے ابھلاشی ہو اگر تم ابدی آرام کے جویاں ہو اگر تم دائمی سنجات کے خواہشمند ہو۔ تو سچے دل سے دنیاوی خواہشات پر لات مار کر مسلمان ہو جاؤ۔ کیونکہ مسلمان ہونے سے ہی حقیقی بہشت کے وارث بنوگے۔

جب باواجی نے اللہ تعالےٰ سے یہ حکم پایا۔ تو آپ تمام کنسدن کو بالائے طاق رکھکر سچے دل سے "لاالہ الاالله محمد رسول الله" کہکر مسلمان ہوگئے آپ نے نہ اپنے والدین کی نارضنگی کی پرواہ کی۔ اور نہ ہی بال بچوں کی محبت انپر غالب آسکی۔ اسوقت نہ صرف آپ مسلمان ہی ہوئے۔ بلکہ دیوانہ وار اسلام کے مشہور اولیاء و صلحاء کے مقابر پر چلہ کشی کرنی شروع کردی۔ چنانچہ پاک پٹن ملتان اور اجمیر شریف وغیرہ جہاں جہاں آپنے اسلام کے مشہور اولیاء کے مقابر پر چلّے کیئے۔ وہ روز روشن کی طرح ظاہر ہیں۔ صوفیاء کرام کی بابرکت صحبت سے جب آپ اسلامی نور سے منور ہوگئے۔ تو آپنے کما حقہٗ اسباب کو سمجھ لیا۔ کہ اگر آج روئے زمین پر کوئی زندہ مذہب ہے تو وہ اسلام ہی ہے اگر لرزتے ہوئے من اور تھرتھراتے ہوئے دل کو کہیں شانتی ملسکتی ہے۔ تو وہ صرف اسلام ہی ہے۔ اگر روحانی پیاس کہیں بجھ سکتی ہے۔ تو وہ صرف اسلام کا ہی "چشمہ معرفت" ہے جس کے امرت جل کو پی کر انسان شیریں تام ہو سکتا ہے باوا نانک جی کے دل میں بخل نہ تھا۔ جسطرح انہوں نے بہشت کا راستہ معلوم کر لیا تھا اسی طرح وہ چاہتے تھے۔ کہ میرے اُن بھائیوں کے لیئے بھی جو صراط مستقیم سے بھٹک کر ضلالت کے گڑھے میں جارہے ہیں۔ اسکے لیئے بھی بہشت کا دروازہ کھلجاتے۔ اسلیئے باوا صاحب اپنے بھائیوں کی بہتری کے لیئے خدا کے حضور گڑگڑا کر دعا کرتے ہیں کہ اے خدایا ان بھولے بھٹکے لوگوں کو راہ ہُدیٰ دکھلاتا کہ یہ بھی تیرے پیارے بندے بنجائیں۔ اللہ تعالیٰ مومن کی سچی تڑپ کو ضائع نہیں کرتا۔ اسلیئے وہ عالم الغیب جل شانہ جو گھٹ گھٹ کے جاننے والا ہے وہ باوا نانک جیکی دعا سنکر انکو حکم دیتا ہے۔

اے نانک اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفٰے نوں دنیا دے ادھار لئے بھیجا اور اللہ تعالےٰ نے باوا نانک جیکو کہا کہ تیس سپارے قرآن شریف کے ہیں۔ انکو چار کوٹ میں ورتاؤ۔ اور ایک ہی نام کی مہما کرو۔ کیونکہ دوسرا میرا کوئی شریک نہیں۔ سو یہ حکم نانک درویش کو آیا۔ کہ تو جگت میں جاکر اسدا ڈھنڈورہ دے۔ جو کوئی حق راستی پر کھلویگا۔ سوئی پار ہو ویگا۔
(دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۳۴)

ترجمہ:۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کے لیئے رسول بناکر بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے باوا نانک جیکو فرمایا۔ کہ قرآن شریف کے تیس سپارے ہیں سو اے نانک تو چاروں طرف دورہ کرکے اسکا وعظ کر۔ اور وحدہٗ لاشریک کا گیان لوگوں پر ظاہر کر۔ اور جو کوئی حق اور راستی سے اللہ تعالیٰ کا کلام سنیگا۔ اسکا بیڑا پار ہوگا۔"

چونکہ باوا نانک جی ڈرتے تھے۔ کہ اگر ہندوؤں کو کھلم کھلا قرآن شریف کی آیتیں سنائی گئیں تو یہ لوگ بھڑک اٹھینگے۔ کیونکہ جن لوگوں میں تعصب یہانتک سرایت کرچکا ہو کہ جب کوئی مسلمان مسجد میں "اللہ اکبر" کا نعرہ بلند کرے تو ہندوؤں کے زعم فاسدہ میں انکے برتن بھرشٹ ہو جائیں اور وہ خود بھی بھاگ جائیں۔ بھلا ایسی قوم جسکی حالت یہانتک پہنچ چکی ہو۔ انہیں کھلم کھلا قرآن شریف کا وعظ کرنا بہت سے مشکلات کا سامنا تھا۔ یہ حکم پاکر باوا صاحب کا دل از حد پیچ و تاب کھانے لگا۔ کیونکہ وہ ڈرتے تھے کہ جو قوم "اللہ اکبر" کا لفظ سنکر اسقدر بھڑک اٹھے وہ کیسے قرآن شریف کا وعظ سننے کے لیئے تیار ہو سکتی ہے۔ اسلیئے باوا نانک جی نے نہایت گڑگڑا کر خداوند تعالےٰ کے حضور دعا کی کہ

"بولی ہور ہے اس بولی کو لوک ہندو ڈروے ہن۔ سمجھدے نہیں" (دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۳۵)

ترجمہ۔ عربی غیر ملک کی زبان ہے۔ اس زبان سے ہندو ڈرتے ہیں۔ سمجھتے نہیں۔"

باوا نانک جیکی یہ عرض بارگاہ الٰہی میں قبول کی گئی۔ اور انکو حکم ملا۔ کہ تم ان لوگوں کو اپنی بھاشا یعنی ہندی زبان میں قرآن شریف کا ترجمہ کرکے سناؤ۔"

یہ حکم پاکر باوا نانک جی نے پے در پے قرآن شریف کی پیاری آیات کا ہندی بھاشا میں ترجمہ کرنا شروع کیا۔

چنانچہ ہم اسجگہ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر باوا نانک جیکے چند شلوک ہدیہ ناظرین کرکے انکے بالمقابل قرآن شریف کی اُن آیات کو درج کرتے ہیں۔ جن سے باوا نانک جی نے مستفیض ہوکر ترجمہ کیا تا کہ سکھ دوستوں کو معلوم ہو جائے کہ باوا نانک جیکے کلھم شلوک دراصل قرآن شریف کی تفسیر ہی ہے۔

ہر بن جیو جل بل جاؤ
میں اپنا گورو پوچھ دیکھا اور ناہیں تھاؤ

یعنی اے جاندار خدا کے بغیر جل جاؤگے میں نے اپنے مرشد سے پوچھ لیا ہے۔ اور کوئی جگہ نہیں

اب واضح ہو کہ یہ اس آیت قرآنی کا ترجمہ ہے وان الفجار لفی جحیم یصلونہا یوم الدین یعنی جو لوگ نافرمان اور بدکار ہیں۔ نفس اور ہوا کے تابع ہیں وہ جہنم میں داخل ہونگے اور وہاں جلیں گے اور اس کے مطابق ایک دوسری آیت ہے۔ اور وہ یہ ہے" واذکروا اللہ کثیراً لعلکم تفلحون" یعنی اپنے رب کو بہت ہی یاد کرو تا دوزخ کی آگ سے نجات پاؤ۔ اب یہ صاف ظاہر ہے کہ نافرمانی کی حالت میں آگ میں جلنا ہندوؤں کا مذہب نہیں بلکہ انکا مذہب تو آواگون یعنی تناسخ کے چکر میں پڑنا ہے اور عیسائیوں کے مذہب میں بھی یہ تعلیم نہیں کہ خدا سے سچی محبت کر کے انسان دوزخ کی آگ سے بچ سکتا ہے۔ کیونکہ انکے مذہب میں تو نجات حاصل کرنیکے لیئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خودکشی پر ایمان لانا ہے۔" مگر دوزخ کی آگ سے بچنے کے لیئے سچے دل سے توبہ کرنی آیندہ کے لیئے گناہوں سے دور رہکر دوزخ کی آگ سے بچنا سو یہ محض قرآن شریف کی تعلیم ہے۔ جو باوا صاحب نے بیان کی۔ قرآن ہی یہ تعلیم دیتا ہے۔ قد افلح من زکہا" یعنی جہنم کی آگ سے وہ بچے گا۔ جو اپنے تئیں نفس پرستی اور تمام نافرمانیوں سے پاک کریگا۔ اور پھر ایک شعر باوا صاحبکا یہ ہے

کتنیاں تیری قدرتیں کی وڈی تیری دات
کیتی تیری جیا جنت صفت کریں دن رات

ترجمہ۔ کسقدر تیری قدرتیں ہیں اور کس قدر تیری بخشش اور عطا ہے۔ اور کسقدر تیری مخلوق ارواح اجسام ہیں۔ جو دن رات تیری تعریف کرتے ہیں سو یہ شعر بھی قرآن شریف کی آیات کا ترجمہ ہے کیونکہ اللہ جل شانہٗ قرآن شریف میں فرماتا ہے ان اللہ علیٰ کل شیئ قدیر۔ ھو العلی العظیم وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا وان من شیئ الا یسبح بحمدہٖ۔ ترجمہ خداوہ قادر خدا ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں وہ نہایت بزرگ اور صاحب عظمت ہے اور اس کی نعمت اور بخشش اسقدر ہے کہ اگر تم اسکو گننا چاہو تو یہ تمہاری طاقت سے باہر ہے۔ اور کوئی چیز نہیں جو خدا کی حمد و ثنا میں مشغول نہو ہر ایک چیز اسکے ذکر میں لگی ہوئی ہے۔

اب خیال فرمائیو کہ باوا صاحب کا یہ شعر انہیں آیات کا ترجمہ ہے۔ لیکن یہ شعر وید کے عقیدہ کے رُو سے پرمیشر کی عطا اور بخشش کچھ بھی چیز نہیں۔ سب کچھ اپنے عملوں کا پھل ہے۔ اور وید اسبات کا بھی قائل نہیں کہ آگ اور پانی اور ہوا خدا تعالیٰ کی صفت و ثنائیں کر رہے ہیں بلکہ وید تو آگ و ہوا اور پانی وغیرہ کو بھی پرمیشر قرار دیتا ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ یہ نام اگرچہ مخلوق کے ہیں مگر پرمیشر کے بھی یہ نام ہیں تو اسبات کا ثبوت دینا چاہیئے۔ جیسے قرآن شریف یہہ ثبوت دیتا ہے کہ چاند سورج ستارے پانی آگ مٹی وغیرہ سب خدا کی مخلوق ہیں۔ اور اسی کی تعریف کر رہے ہیں۔ اور ان چیزوں میں سے کسی کی بھی پرستش جائز نہیں ایسا ہی وید میں بھی یہ بیان موجود ہے۔ مگر ہم چیلنج کرتے ہیں۔ کہ وید اس معرفت کے گیان سے بالکل تہیدست ہے۔ وید کی تعلیم کا تو یہ ثمرہ تہا۔ کہ ہندوستان میں تینتیس ۳۳ کروڑ پرمیشروں کا تودہ لگ گیا مگر یہ قرآن شریف کی تعلیم کا ہی تو نتیجہ ہے۔ کہ آج ہندوستان میں ہر طرف سے بت پرستی کے برخلاف آواز اُٹھ رہی ہے۔ ورنہ وید نے کبھی توحید کا دعوے نہیں کیا ہاں تعصب سے ضد کرنا اور بات ہے لیکن ثبوت دینا اور بات سو باوا صاحب نے یہ تمام مضمون قرآن شریف سے لیئے ہیں۔ اور پھر باوا جیکا ایک شعر یہ ہے۔

اوچہ تھا سوہاونا اوپر محل منار
سچ کرنی دے پایئے در گھر محل منار

ترجمہ۔ وہ بہشت اونچا مکان ہے اس کی عمارتیں خوبصورت ہیں اور راست بازی سے وہ مکان ملتا ہے۔ اور پیارا اس محل کا دروازہ ہے۔ جس سے نیک لوگ گھر کے اندر داخل ہوتے ہیں اور یہ شعر قرآن شریف کی اس آیت سے اقتباس کیا گیا ہے جو قرآن شریف میں ہے اولٰئک یجزون الغرفت حسنت مستقراً ومقاماً" یعنی جو لوگ راستباز ہیں اور خدا سے ڈرتے ہیں۔ انہیں بہشت کے بالاخانوں میں جگہ دیجائیگی۔ جو نہایت خوبصورت مکان اور آرام کی جگہ ہے۔

خیال فرمائیو اسجگہ صریحاً باوا صاحب نے اس آیت کا ترجمہ کر دیا ہے۔ کیا اب بھی کچھ شک باقی ہے کہ باوا صاحب قرآن شریف کے ہی تابعدار تہے۔ بہلا اس قسم کا بیان بہشت کے بارہ میں وید میں کہاں ہے۔ بلکہ انجیل میں بھی نہیں تہی تو انہے عیسائی یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ قرآن شریف میں جسمانی بہشت کا ذکر ہے۔ مگر نہیں جانتے کہ قرآن بار بار کہتا ہے۔ کہ جسم اور روح یہ دونوں خدا تعالیٰ کی راہ میں اس دنیا میں کام کر رہے ہیں۔ اور جزا اور سزا بھی ان دونوں کو ہی ملیگی یہی تو پورا بدلہ ہے کہ روح کو روح کی خواہش کے مطابق اور جسم کو جسم کی خواہش کے مطابق بدلہ ملے لیکن دنیاوی کدورتوں اور کثافتوں سے وہ جگہ بالکل پاک ہوگی۔ اور لوگ اپنی پاکیزگی اور طہارت میں فرشتوں کے مشابہ ہونگے اور بارنہمہ جسم اور روح دونوں کے لحاظ سے لذت اور سرور میں ہونگے اور روح کی

جسکے جسم پر پڑیگی اور جسم کی لذت میں روح شریک ہوگی - اور یہ بات دنیا میں حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ دنیا میں جسمانی لذت روحانی لذت سے روکتی ہے اور روحانی لذت جسمانی لذت سے مانع ہے مگر بہشت میں ایسا نہیں ہوگا۔ بلکہ اس روز دونوں لذتوں کا ایک دوسرے پر عکس پڑیگا۔ اور اسی حالت کا نام سعادت عظمی ہوگا۔ غرض باوا صاحب نے یہ نکتہ معرفت قرآن شریف سے لیا ہے۔ کیونکہ دوسری تمام قومیں اس سے غافل ہیں اور ان کے عقیدے اس کے برخلاف ہیں۔ پھر باوا صاحب کا ایک شعر یہ ہے۔

کیتا آکھن آکھے آکھن توٹ نہو
منگن والے کیتڑے داتا ایک سو
جسکے جیا پران ہیں من وسے سکھ ہو

ترجمہ۔ کسقدر کہیں کہنے کی انتہا نہیں کسقدر مانگنے والے ہیں۔ اور دینے والا ایک ہی ہے جس نے ارواح اور اجسام کو پیدا کیا وہ دل میں آباد ہو جائے۔ تو آرام ہے

یہ شعر قرآن شریف کی آیتوں کا اقتباس ہے۔ وما من دابة فی الارض الا علے اللہ رزقها لا الہ الا ھو یسئلہ من فی السموات والارض ط ونفس وما سواها قد افلح من زکها ط یعنی زمین میں کوئی بھی ایسا چلنے والا نہیں۔ جس کے رزق کا خدا آپ متکفل نہو۔ وہی ایک سب کا رب ہے اور اس سے مانگنے والے تمام زمین و آسمان کے باشندے ہیں جان کی قسم ہے اور اس ذات کی جسنے جان کو اپنی عبادت کے لیئے ٹھیک ٹھیک بنایا کہ وہ شخص نجات پاگیا جسنے اپنی جان کو غیر کے خیال سے پاک کردیا۔ آگے چل کر باوا صاحب ایک شلوک میں فرماتے ہیں۔

اک تل پیارا وسرے دوگ ودا من ماہیں
کیوں درگہ پت پائیے جاں ہر نہ وسے من ماہیں

ترجمہ۔ اگر ایک ذرہ بھر بھی وہ محبوب فراموش ہو جائے۔ تو میرا دل بہت بیمار ہو جاتا ہے۔ اور اس درگاہ میں کیونکر عزت ملیگی اگر اللہ دل میں آباد نہو اور قرآن شریف میں ہے اذکرونی اذکرکم ط ان الابرار لفی نعیم ط علے الارائک ینظرون ط عباد مکرمون من کان فی هذہ اعمی فهو فی الاخرة اعمی و اضل سبیلا ط یعنی تم مجھکو یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا۔ نیکوکار آدمی یعنی جو خدا سے دل لگاتے ہیں۔ وہ آخرت میں نعمتوں میں ہونگے۔ اور تختوں پر بیٹھے ہوئے خدا تعالےٰ کو دیکھینگے۔ وہ عزت پانیوالے بندے ہیں۔ اور جو یہاں اندھا ہے وہ وہاں بھی اندھا ہوگا۔ یعنی جسکو اس دنیا میں خدا کا درشن حاصل ہے۔ اُسے اس جہان میں بھی درشن ہوگا۔ اور جو شخص اسجگہ نہیں دیکھتا۔ وہ آخرت میں بھی عزت اور مرتبہ سے محروم ہی رہیگا۔ اب دیکھو اس شلوک کا تمام مضمون قرآن شریف ہی سے لیا گیا ہے۔ اور اسلام کے عقیدے کے موافق ہے اور ہندوؤں کے وید سے اسکا کچھ تعلق نہیں کیا اب بھی کچھ شبہ ہے۔ کہ باوا صاحب ہر ایک امر میں اسلامی عقاید کے موافق بیان کرتے جاتے ہیں اور قرآن کے سرچشمہ سے ہر ایک نکتہ معرفت لیتے ہیں۔ **پھر ہم اگر ایسے عقیدہ والے کو مسلمان نہ کہیں تو ہمیں تم ہی بتلاؤ کہ اور کس مذہب کی طرف اس کو منسوب کریں۔**

خاص نور کے لیئے

ضرورت اسلام

از

روے مسلمات آریہ سماج

یہ مضمون ہمارے لایق و فایق نامہ نگار بابو محمد منظور الہی صاحب کا ہے اس میں پرکاش کے "ویدوں کی جے" والے مضمون کا ایسا قبض کشا جواب دیا گیا ہے۔ کہ ملگینشیا کی بھی ضرورت نہیں رہی۔ بابو صاحب کی آریہ سماج کے متعلق وسعت معلومات کا یہ حال ہی کہ ایکدفعہ آپ نے مجھے اپنی لائبریری دکھلائی تھی جس میں پانچسو سے زائد کتب صرف آریہ سماج کے متعلق نہیں۔ اور پھر ہر ایک کتاب پر تنقیدی رنگ میں جابجا آپنے حاشیے چڑھائے ہوئے تھے۔ نور کے ناظرین کی یہ خوش قسمتی ہے جن کے مطالعہ سے ایسا عالمانہ مضمون گذریگا۔ کیونکہ یہ ایک مبسوط آرٹیکل ہے۔ جو کم از کم دس نمبروں میں ختم ہوگا اگر نور کے ناظرین پسند کریں تو ہم اس مضمون کو بجائے ٹکڑے ٹکڑے کر کے شایع کرنیکے علیحدہ پمفلٹ کی صورت میں شایع کردیں ورنہ سلسلہ وار نور میں شایع کیا جائیگا اور اب کی دفعہ بطور نمونہ چند سطور ہدیہ ناظرین کیجاتی ہیں۔ آیندہ ناظرین کی مرضی کے مطابق اسکے شایع کرنیکا انتظام کیا جاویگا۔ (ایڈیٹر)

"ویدکی جے" کے عنوان سے ایڈیٹر پرکاش نے ایک سلسلہ مضامین اپنے اخبار میں شروع کر رکھا ہے جو بظاہر رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے ایک مضمون کے جواب میں لکھا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے مگر فی الحقیقت نصاریٰ کی کاسہ لیسی کر کے اسلام پر رطب و یابس اعتراضات کئے گئے ہیں۔ چونکہ ابھی تک سلسلہ مضمون ختم

نہیں ہوا اسلیئے ہم قبل اس کے کہ اصل اعتراضات کے جواب کی طرف آئیں۔ مناسب معلوم ہوا کہ ہم دیانندی تحریروں سے اسبات کا ثبوت پیش کریں کہ آیا جس زمانہ میں اسلام کا نزول ہوا فی الحقیقت دنیا کو کسی ایسے مذہب کی ضرورت تھی جو خدا کی وحدانیت کو قایم کر کے لوگوں کو اخلاق فاضلہ کی تعلیم دے یا نہ اس ضرورت کو ہم سب سے اوّل دیانندی کرم سے ثابت کرینگے انشاء اللہ تعالےٰ۔

گو اقتباسات ذرا لمبے ہیں مگر بہ امر مجبوری مفصل حوالہ جات دیئے گئے ہیں تاکہ اس ونشہ پر آیندہ بحث کی ضرورت نہ رہے۔

دیانند بانیئے آریہ سماج اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش سملاس گیارہ دفعہ دوم میں لکھتا ہے کہ:۔

"ابتدائے آفرینش سے لیکر پانچہزار برسوں سے پہلے زمانہ تک آریوں کا عالمگیر اور چکرورتی یعنی روئے زمین پر سب کے اوپر ایک ہی راج تھا"

پھر آگے چل کر لکھتا ہے کہ:۔ "سوامبھو راجا سے لیکر پانڈوں تک آریوں کی عالمگیر سلطنت رہی بعد ازاں باہمی نفاق سے لڑکر تباہ ہوگئی"

پھر اسی سملاس دفعہ تین میں لکھتا ہے کہ:۔

"کیونکہ اس دنیا میں مغرور متکبر جاہل لوگوں کی سلطنت بہت دن نہیں چلتی۔ اور یہ دنیا کا قدرتی میلان ہے۔ کہ جب بہت سی بیشمار دولت ضروریات سے بڑھکر ہو جاتی ہے۔ تب سستی۔ بے ہمتی۔ حسد و بغض نفس پرستی اور غفلت بڑھتی ہے۔ اس سے ملک میں تعلیم و تربیت برباد ہو کر بداوصاف اور بد شغل بڑھجاتے ہیں"

پھر دفعہ چار میں لکھتا ہے۔ کہ:۔ "اس قسم کے حوالوں سے ثابت ہے۔ کہ ابتدائے دنیا سے لیکر مہابھارت تک چکرورتی یعنی روے زمین کے راجا آریہ کل میں ہی ہوئے تھے"

پھر اسی سملاس دفعہ ۱۱ میں لکھتا ہے کہ:۔ "جب بڑے بڑے عالم۔ راجا مہاراجہ رشی مہارشی لوگ مہابھارت کے جنگ میں بہت سے مارے گئے اور بہت سے مر گئے۔ تب علم اور ویدوکت دہرم کی اشاعت بند ہونے لگی حسد بغض غرور آپس میں کرنے لگے جب برہمن لوگ بےعلم ہوئے تب کھشتری ویشیہ اور شودروں کے جاہل ہونیکا تو ذکر ہی کیا کرنا جو قدیم سے وید وغیرہ شاستروں کے بامعنی پڑھنے کا سلسلہ تھا وہ بھی چھوٹ گیا۔ صرف روزی کمانیکے لیئے پاٹھ ماتر براہمن لوگ پڑھتے تھے وہ پاٹھ ماتر بھی کھشتری وغیرہ کو نہ پڑھایا کیونکہ جب جاہل

آخیر ستمبر سنہ ۱۹۱۰ء تک قیمت میں حیرت انگیز رعایت

ٹاک نکالنے کی غرض سے مندرجہ ذیل قابل قدر کتابوں کی قیمت میں آخیر ستمبر سنہ ۱۹۱۰ء تک خاص رعایت کی گئی ہے۔ موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیجیے۔ خود فائدہ اٹھائیے۔ اور اپنے دوست احباب کو اس عظیم الشان رعایت سے مطلع فرمادیجیے۔

نام کتاب	اصلی قیمت	رعایتی قیمت
سوانحعمری ملک معظم	۸ر	۲ر
قیصر ہند		
سوانحعمری سرسید احمد	۵ر	۴ر
" للادو پیارہ	۴ر	ار
تانتیا بھیل	عہ	۴ر
راجہ بیربر	۲ر	ار
سوانحعمری بیہ دیو	عہ	۸ر
" حاتم طائی	۳ر	ار
مہابھارت کلاں	ہے	ہے
" خورد	عہ	عہ
نادر احسنخان	ہے	ہے
راماین المیکی	ہے	عہ
نورجہاں و جہانگیر	۸ر	ار
حیات اورنگزیب	۱۲ر	۳ر
حیات حیدر	۸ر	۲ر
" دوست محمد خان	۸ر	۲ر

نام کتاب	اصلی قیمت	رعایتی قیمت
حیات حضرت ابویوسف	۳ر	ار
" ابن جوزی	۳ر	ار
" ابن سیرین	۳ر	ار
" ابواسحاق شیرازی	۳ر	ار
" امام اعظم	۵ر	۴ر
" مجنوں	۳ر	ار
" منصور	۵ر	۲ر
عجائبات عالم	۸ر	۲ر
خواتین اسلام	۱۰ر	۵ر
تذکرہ خواتین تیموریہ	عہ	۸ر
سوانحعمری شیخ الرئیس	۸ر	۳ر
متفرق کتب		
مسلمان سہیم	۴ر	ار
ہجرت محمدی	۴ر	۳ر
تبلیغ الاسلام	۴ر	۳ر
سراج محمدی	عہ	۱۰ر

نام کتاب	اصلی قیمت	رعایتی قیمت
خصائل محمدی	۸ر	۶ر
بشارت محمدی	۴ر	۳ر
تسبیح محمدی	۱۲ر	۴ر
محفل محمدی	۴ر	۲ر
باغ اولیاء ہند	عہ	۱۲ر
پیارے نبیوں کے پیارے حالات	عہ	عہ
قصص الانبیاء	۴ر	۲ر
خواص قرآنی	۴ر	۴ر
عورت کی تعلیم	عہ	۲ر
دروازہ بہشت	ار	[illegible]
الف لیلیٰ	عہ	ار
رسم و رواج	۱۲ر	۴ر
مناجات	ار	۴ر
ہدایت رحیمی طریقہ نقشبندیہ	ار	۴ر
نماز مترجم	۲ر	ار

نام کتاب	اصلی قیمت	رعایتی قیمت
دعا گنج العرش مترجم	۴ر	۲ر
پنجسورہ مترجم	۴ر	۳ر
قائلدیہ ناول		
بوستان خیال	عہ	۶ر
وہ عورت جسے گر کے کھایا	۱۲ر	۴ر
کامنی المعروف حسن فرنگ	عہ	۸ر
فاتح بنگال	عہ	۶ر
مرزا موہنی	۱۲ر	۴ر
تیز چاقو	۶ر	۳ر
غزنوی کا عاشق	۶ر	۳ر
انجام معصیت	۱۲ر	۴ر
لکشمی	ہر	۶ر
منصور موہنا مصنفہ شرر	عہ	۵ر
حسن انجلینا	عہ	۵ر
ملکہ اسپین و رجہا	عہ	۵ر
بدر النساء	۶ر	۱ر

نام کتاب	اصلی قیمت	رعایتی قیمت
تیر نظر مصنفہ مرزا عبدالرشید دیوانہ	عہ	عہ
فردوس بریں	عہ	۸ر
دلکش ہر دو حصہ	عہ	۶ر
پریم کلا	۱۲ر	۴ر
شمع سحر	۱۲ر	۶ر
سرخ حرف	۸ر	۳ر
مہرالنساء	عہ	۴ر
انسپکٹر جنرل	۶ر	۴ر
خودکشی	۶ر	۱ر
پیسہ کا غلام	عہ	۵ر
مسٹریز آف لاہور	عہ	عہ
دو جورو کا شوہر	۸ر	۳ر
ارمان دل	عہ	۶ر
کانٹھ کا الو	عہ	۴ر
پشیمانی	۱۰ر	[illegible]

نام کتاب	اصلی قیمت	رعایتی قیمت
تصویر حسرت	۱۲ر	۶ر
جادوگر	عہ	۴ر
غمزہ نیکی	عہ	۸ر
جمیل و شکیلہ	۱۲ر	۳ر
ایم اے بنا کے کیوں بیری	عہ	عہ
نئی خواب کی		
حسن اتفاق	۸ر	۳ر
نئی نویلی	۸ر	۲ر
عشق دلفریب	۶ر	ار
سونیکی چڑیا	عہ	۴ر
مریم	عہ	۴ر
شہزادہ چین	۸ر	۳ر
پدماوت	عہ	۳ر
موتیوں کا جزیرہ	للعہ	عہ
دربار روس کے اسرار	عہ	عہ
دولت کمانے کا فن	عہ	۸ر

کتب کے ملنے کا پتہ:- منیجر کتب خانہ - ٹی - سی - گجراتی - لاہور (اندرون لوہاری گیٹ)

درخواست میں اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ اور کارڈ میں قیمت مندرجہ اشتہار درج کر دیں۔ تاکہ غلطی کا احتمال نہ رہے۔

باوانانک رحمۃ اللہ علیہ کی سوانحعمری

یہ اس ولی اللہ کی سوانحعمری ہے جسنے ہندؤں کے گہر میں پیدا ہو کر ۱۴۶۹ء میں جبکہ نہ صرف پنجاب بلکہ تمام ہندوستان پر ظلمت کے گہٹا ٹوپ بادل چھائے ہوئے تہے ایسے دہندہ کارہ اور فیج اعوج کے زمانہ میں ہندؤں کے تمام عقایدِ باطلہ کا کھنڈن کرکے نماز روزہ حج زکوٰۃ کی تعلیم دیکر جگہ بہ جگہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ بلند کیا اور اسلام کی سچائی کا ڈنکہ بجا کر کل ہندؤں پر اتمام حجت کردی۔ اس سوانحعمری کے تمام حوالے سکہ صاحبان کے گرنتھ اور معتبر کتب سے لئے گئے ہیں۔ غرضیکہ یہ کتاب قطعی محققانہ اور مورخانہ پیرایہ میں لکہی گئی ہے ۱۸×۲۲ کے ۱۷۰ صفحہ کی کتاب ہے چہپائی اعلیٰ کاغذ نہایت نفیس قیمت صرف ۸/

ایگدر جن کے خریدار سے محض چار روپیہ آٹہ آنہ (للعہ) یعنی فی کاپی ۶/

ملنے کا پتہ۔ ایڈیٹر نور قادیان

دہرم کی کسوٹی

یہ ایک محققانہ ٹریکٹ حال ہی میں شایع کیا گیا ہے جسمیں آریہ سماج کے مشہور و معروف پرچارک سوامی درشنانند کے ان ۱۳ مختلف سوالات جنکو انہوں نے اپنے زعم میں لاینحل سمجھکر مسلمانوں کو چیلنج دیکر کئے تہے انکے جوابات نہایت محققانہ پیرایہ میں دئیے گئے ہیں (۱) سماجی پرمیشور (۲) ابطال قدامت روح و مادہ (۳) ابطال تناسخ (۴) تحریف وید (۵) ابطال قدامت وید (۶) ویدک فلسفہ کی حقیقت وید کے الہامی ہونیکی جانچ غرضیکہ دقیق سے دقیق سوالات کے جوابات ایسی احسن طریقہ سے دیئے گئے ہیں کہ خود سوامی درشنانند بہی اپنے سوالات کے جوابات پڑہکر لوٹ پوٹ ہو گئے ٹریکٹ کا حجم ۹۶ صفحہ قیمت صرف ۱۱ ایگدر جن کے خریداروں سے صرف ۹/

ملنے کا پتہ:۔ ایڈیٹر نور قادیان

ارے دوڑو اجلدی دوڑو
جلدی سے ڈاکٹر برمن کا عرق کافور لے آؤ

جب کیسی کو ہیضہ ہوتا ہے تو اسکے گہر میں ایسی ہی پکار پڑجاتی ہے۔ اور گہبراکر یہ ہی کہتے ہیں۔ کہ اگر پہلے ہی سے تہوڑا سوچو۔ تو یہ تکلیف کیوں اٹھانا پڑے کیوں نہیں عرق کافور کی ایک شیشی لیکر گہر میں ڈال رکھتے ہو۔

یہ اصلی عرق کافور ۲۶ برس سے مشہور اور تجربہ کی ہوئی ہیضہ کی انمول دوا ہے گرمی کے دست پیٹ کا درد مروڑ اور متلی کیلیئے اکسیر کا حکم رکہتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۴ محصولڈاک ایک شیشی سے لیکر چار شیشی تک ۵/

عرق پودینہ

ہر ایک بال بچہ دار کو یہ دوا گہر میں رکہنی چاہیئے یہ عرق ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے بنایا گیا ہے اسکا رنگ بہی مثل پتی کے سبز اور خوشبو بہی تازہ پتیوں کے مانند رہتی ہے۔ یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے۔ ریاح کیلیئے یہ نہایت مفید دوا ہے پیٹ کا پہولنا ڈکار کا آنا پیٹ کا درد بدہضمی متلی اور اشتہا کا کم ہونا یہ سب ریاح کی علامتیں جلد دور ہو جاتی ہیں۔ گود کے بچوں کیلیئے اس سے بڑہکر اور کوئی دوسری دوا نہیں ہے۔ قیمت فی شیشی ۸/ محصولڈاک ۵/

پیپرمنٹ کا تیل

پیٹ کا درد بدہضمی اور ریاح کے فساد میں یہ ایک بہت مشہور دوا ہے۔ یہ پیپرمنٹ آفریقہ سے منگایا جاتا ہے۔ ولایتی پیپرمنٹ سے یہ کہیں بڑہکر بہتر اور مفید ہے۔ اس پیپرمنٹ میں تارپین کا تیل منگاکر ایک کی تین شیشی بناکے لوگ بازار دیں ہرور فی شیشی آدہ اونس محصولڈاک وغیرہ ایک شیشی سے ۶ شیشی تک ۵/

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن ۵/۶ تاراچند سٹریٹ کلکتہ

اصلی ممیرا اور ممیر کا سرمہ و ست سلاجیت

اصلی ممیرا اور ممیرے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شایع ہو رہا ہے۔ اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نورالدین مدظلہ کے مجوزہ نسخہ کے موافق طیار کیا گیا ہے۔ اور اصلی ممیرا جسکو خود حضرت نے دیکھکر اصلی ممیرا ہونیکی تصدیق کی اس میں ڈالا گیا ہے۔ حضرت نے اس سرمہ کے متعلق خود فرمایا۔ کہ برائے "امراض چشم بسیار مفید است" اس شہادت کے بعد مجھے کسی اور شہادت کی ضرورت نہیں کیونکہ چار لاکہ افراد کا امام جو طبی حیثیت اور تجربہ سے بہی طبی امام کہلانیکا جائز حقدار ہے اسکے مفید ہونیکی شہادت دیتا ہے یہ سرمہ دہند جالا پہولہ اور دیگر امراض چشم کے لیئے بہت مفید ہے۔ قیمت سرمہ قسم اول فیتولہ عا قسم دوم عہ قسم سوم عہ اصلی ممیرا قسم اول صہ قسم دوم سے ر

ست سلاجیت

مقوی جمیع اعضا نافع صرع مشہی طعام قاطع بلغم و ریاح دافع بواسیر و جذام و استسقا و زردی رنگ و تنگی نفس و شیخوخیت و فساد بلغم و قاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و یبوست و درد مفاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید ہے بقدر دانہ نخود صبح کیوقت دودھ کیساتہہ استعمال کریں قیمت فیتولہ ۱۲/

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیاں مشہدی اور پشاوری بادامی سیاہ اور سفید حاشی ریشمی سوتی لسٹری صافے سفید اور بادامی پشاوری ٹوپیاں اور زری کی پشاوری جوتیاں ہر قسم کی اور ہر قیمت کی ملسکتی ہیں۔

المشتہر

احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان ضلع گورداسپورہ